يُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ

مفتاح کنوز اسرار ربانی منشور لامع النور فیوض سبحانی مجموعہ معارف وحقائق ذخیرہ اسرار ودقائق جمیع تفسیر شیخ امام عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر
بن کثیر القرشی الدمشقی و تفسیر امام ابو جعفر محمد بن جریر الطبری وغیرہ اکابرین کے افادات کے ساتھ مین بتمامہ وکمالہ آیات کی گئی ہے عماد دین و ایمان

# تفسیر ابن کثیر

الموسوم بہ

# جامع البیان

المشتہر بہ

مصنفہ

جبر العلوم العقلیۃ النقلیۃ بحر الفنون الفرعیۃ والاصلیۃ قامع بدعات الملحدین دافع مکائد الغابرین حاوی الفضائل والفواضل عمدۃ الافاضل والاماثل
المتفرد بالعلم الحقی والجلی مولانا مولوی سید امیر علی صاحب فتاوی اورنگ زیبی ترجمہ عالمگیریہ وعین السعادۃ ادام ظلہ العالی بدوام الایام واللیالی مزید استحکام وحسن اختتام سے

مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین بحسن وخوبی چھپی

اعلان۔ حق تالیف وتصنیف اس کتاب برکت انتساب کا بحق نولکشور پریس محفوظ ومحدود ہے۔

Marfat.com

## سورۃ الاسراء

[illegible] سورہ اسرائیل [illegible] اسمین ایک سو گیارہ آیات ہین اور وہ سورہ مکیہ ہی یعنی مکہ مین قبل ہجرت کے [illegible] اسمین یہ بھی مروی ہی مگر تین آیات کا استثنا ہی ایک قولہ تعالی وان کادوا لیستفزونک الآیہ [illegible] ایلچی گروہ آیا اور جب یہودیون نے کہا کہ مدینہ مقام انبیاء نہین ہی۔ دوم قولہ رب ادخلنی مدخل صدق الآیہ [illegible] اور مقاتل رح نے اسپر زیادہ کیا قولہ ان الذین اوتوا العلم من قبلہ الآیہ۔ اور بعض نے کہا کہ آخون آیتین [illegible] اور اس سورہ مین فضیلت تامہ یہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج [illegible] ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ انھون نے سورہ بنی اسرائیل و سورۂ کہف و سورۂ مریم کے بارہ مین [illegible] امام احمد نے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ آنحضرت صلعم روزہ [illegible] افطار کرنا نہین چاہتے ہین اور افطار کرتے رہتے یہان تک کہ ہم کہتے کہ روزہ رکھنا نہین چاہتے اور آپ [illegible] سورہ بنی اسرائیل کو اور سورہ زمر کو پڑھتے تھے۔ ذکرہ الامام الحافظ رح

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

شروع ہی نام سے اللہ کے جو بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے

سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا

[illegible] جو لیگیا اپنے بندے کو یعنی محمد کو رات مین مسجد حرام کعبہ سے مسجد اقصی بیت المقدس کو

الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝

[illegible] کے گرد تاکہ ہم اسکو دکھلادین اپنی نشانیون سے وہی تو خوب سننے والا دیکھنے والا ہی

[illegible] سبحان ہر نقص و برائی سے اور یہ نہین کہ پاک کرنے سے اسمین ایکرگی ہو اور سیبویہ نے کہا کہ عامل اسمین فعل تنزیہ [illegible] تنزیہ ہی اسکی جو لیگیا اپنے بندے کو اور بعض نے کہا کہ یہ علم تسبیح ہی اور شیخ سیوطی نے کہا کہ مراد یہ [illegible] پاک ہی وہ جو لیگیا اپنے بندے کو۔ ف اسراء اول شب یا شب کی رفتار

[illegible] بطریق تجرید یا توضیح ہی جیسے کہتے ہین کہ اپنے پانون سے چلا حالانکہ چلنا پانون ہی سے [illegible] بعض علماء نے کہا کہ اسراء کے معنی رات مین لیگیا۔ پھر لیلا سے تقلیل کا فائدہ ہی کہ اسکو نکرہ [illegible] اور ابن کثیر رح نے تائید مین قراءۃ بعض سلف کی پیش کی جنھون نے پڑھا کہ من اللیل یعنی [illegible] بطریق تجرید یا جیسا کہ اول مین ترجمہ ہوا اور شاید یہ بر سبیل تجرید ہی چنانچہ مذکور ہوا۔ بہرحال معنی یہ ہین

کہ پاک ہو وہ جو لیگیا اپنے بندے کو رات مین تھوڑی مدت مین من المسجد الحرام الخ ف مسجد الحرام نام ہی خانہ کعبہ کی مسجد کا اور مسجد اقصیٰ مسجد بیت المقدس ہی اور اسکے اطراف کا علماء سب نے اجماع کیا بلکہ امت مین سے کسی فرقہ و کسی شخص نے اختلاف نہین کیا کہ مراد عبد سے محمد ہی کہا کہ عبدیت اعلیٰ مقام ہی کیونکہ اگر عبد سے زیادہ کوئی نام مکرم ہوتا تو اس مقام پر فرمایا جاتا مین رسول ہونیکی اولیاء مشائخ نے اسپر بالاتفاق تصریح کی ہی کہ الوہیت و ربوبیت مین فرد فقط ذات پاک وحدہ لا الہ الا اللہ شریف محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی اور بعد آپ کے تمام انبیاء مین پس جسکی عبودیت مین نقص سب سے کم ہی وہ آپ کے ہین واللہ تعالیٰ اعلم اسی طرح درجہ بدرجہ مراتب ہین اور ہر زمانہ مین ایک ولی عبودیت مین بقدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہوتا ہی اور باقی اولیاء دیگر انبیاء علیہم السلام کے قدم پر ہوتے ہین وہ سب اس قطب کے تابع ہوتے ہین بالجملہ مرتبہ عبدیت ہی پھر مسجد اقصیٰ کی تعریف فرمائی بقولہ الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ جسکے گرد ہم نے برکت دی ہی ف اس برکت کی پیدائش کتب عزوجل مین ہی اور ظاہری برکات مین سے دنیاوی و دینی برکات ظاہر ہین خازن رح نے کہا کہ بعضون نے کہا کہ دنیا مین اس سے مراد انہار و درخت ہین یا انبیاء و صالحین سے اور وہ سابق مین قبلۂ انبیاء علیہم السلام تھی اور مبارک ہی کہ مزارات انبیاء وہان ہین اور اسی طرف قیامت کو خلائق کا حشر ہوگا - اقول حدیث مین ہی کہ مبارک ہو شام کو کہ ستر ہزار فرشتہ ہر روز اسپر سایہ کرتے ہین - اور اسکی برکت روحانیت ہین احادیث مین پھر واضح ہو کہ مسجد اقصیٰ کے گرد ان برکات کو فرمایا اور داخل مین بھی فضیلت ہی کہ اسمین نماز کا ثواب پچاس ہزار نماز کا ہی جیسے مدینہ کی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مین اسی قدر ہی اور اس سے دوچند ثواب یعنی ایک لاکھ نماز کا ثواب مسجد الحرام مین ہی جیسا کہ صحیح احادیث مین ثابت ہی پھر اس اسراء کے فوائد مین سے بعض پر تنبیہ فرمائی بقولہ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا تاکہ ہم اپنے بندے کو دکھلاوین اپنی آیات مین سے چنانچہ اس رات مین بڑی بڑی آیات دکھلائین لیکن قدرت و عظمت الٰہی کے سامنے یہ آیات بھی تھوڑی ہین لہذا فرمایا کہ مین آیات بعض دکھلاوین إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ بیشک وہی سمیع بصیر ہے - ف بعض نے کہا کہ ضمیر اللہ تعالیٰ جل شانہ کی طرف ہی اور شیخ کبیری نے تبیان مین نقل کیا کہ ضمیر واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی اور یہ مستحسن ہی اس صورت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان لیاقت معراج ہی یعنی ایسے بندے کو یہ عروج دیا جسکو اپنی قدرت کاملہ سے اس لائق فرمایا تھا کہ وہی سمیع تھا کہ جسکو سنتا تھا اور بصیر تھا کہ آیات کو دیکھتا تھا - لہذا دوسرے کسی بندے کو یہ مرتبہ نہین دیا - اب یہان مقامات ہین اول یہ کہ مبدا سیر کہان سے واقع ہوئی - دوم کہان سے واقع ہوئی - سوم کس کیفیت سے واقع ہوئی مع دیگر فوائد کے جو شیخ امام ابن کثیر و سیوطی رح نے چونکہ معراج ایک شان عظیم ہی اور اسمین امتحان بھی ہی کما قال تعالیٰ وما جعلنا الرویا التی اریناک الا فتنۃ للناس سچے دکھلایا مگر امتحان واسطے آدمیون کے - پس وہ لوگ تصدیق کرینگے جنکے ارواح کا نزول صراط مستقیم سے ہوا جھٹلا دینگے جنکی ارواح کا نزول راہ شیطانی سے ہوا لہذا اللہ تعالیٰ نے دونون کو امتحان کے لیے معراج کی ہی پس اس مقام پر اہل ایمان کے واسطے احادیث و آثار توضیح کے ساتھ ذکر کر دیے جاوینگے کہ انکی ایمان ہون اور جو لوگ سیاہ قلب و منکر ہین اور بلا دلیل و بے وجہ انکار کرتے ہین انکے اوہام و شکوک کا نے بہت تفصیل سے لکھا ہی اور اکثر عوام مین اسقدر قوت نہین ہوتی کہ تفصیل

صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کرکے مدینہ جانے سے ایک سال پہلے واقع ہوئی - ایسا ہی عروہ بن الزبیر
سال ہوا اس سے پہلے سال بیس ہوئی - سدی رح نے کہا کہ چار مہینہ پہلے ہوئے یعنی ہجرت سے سولہ مہینے پہلے ہوئی اور
یعنی عمرو بن العاص رض کی روایت ہے کہ سترھویں تاریخ ماہ ربیع الاول کو ہجرت سے ایک سال پہلے واقع ہوئی - واضح
مان لیا کہ ہجرت سے کئی سال پہلے واقع ہوئی اس دلیل سے کہ خدیجہ کبریٰ رضی اللہ عنہا نے نماز پڑھی اور ہجرت سے پانچ برس
پہلے وفات پائی ہوا اور مسلم ہے کہ نماز شب معراج میں فرض ہوئی ہے پس شب معراج کئی سال پہلے واقع ہوئی - اور جواب یہ ہے کہ نماز جس
سے شب معراج میں فرض ہوئی ہے وہ احکام تھا ورنہ نماز پہلے بھی تھی جیسے طہارت تو مکہ میں تھی مع نماز کے حالانکہ نزول آیت وضوء کا مدینہ
میں ہوا پس خدیجہ رض کے نماز پڑھنے سے یہ لازم نہیں آتا ہے اور حضرت عائشہ رض سے صریح مروی ہے کہ حضرت خدیجہ رض نے انتقال کیا ایسے
وقت میں کہ نماز فرض نہیں ہوئی تھی - غرضکہ اسقدر رکاکی ہے کہ معراج کب واقع ہوئی - پس ہجرت سے سال بھر سے پہلے ربیع الاول کی سترھویں
تاریخ ہوئی ہے - امر دوم کہ کہاں سے واقع ہوئی تو قرآن مجید میں منصوص ہے کہ مسجد حرام سے ہوئی اور حسن و قتادہ رح سے بھی ظاہر قرآن کے موافق مروی
ہے پس مسجد حرام سے معراج ہوئی اور جمہور مفسرین نے کہا کہ حضرت ام ہانی کے مکان سے واقع ہوئی ہے - بعض علماء نے زعم کیا کہ قرآن میں مسجد الحرام
بمعنی حرم ہوئے کہ مکہ سے یا حرم سے - اور یہ اطلاق شائع ہے اور مترجم کہتا ہے کہ دونوں قول میں کچھ اختلاف نہیں ہے کیونکہ بات یہ ہوئی تھی کہ نماز عشاء کے
بعد آپ ام ہانی رض کے مکان میں سوئے کہ جبرئیل علیہ السلام مع جماعت کے آکر آپ کو مسجد الحرام میں لیگئے اور وہاں سے معراج کو لیگئے چنانچہ حدیث
مالک بن صعصعہ میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس درمیان میں کہ میں مسجد الحرام میں حجر میں تھا کہ الی آخرہ تمام حدیث معراج
کی سا اور واضح ہو کہ روایات میں ام ہانی رض کے مکان سے بھی معراج مذکور ہے مگر بات یہی ہے جو میں نے بیان کی اور اسکی تصریح بعض روایات
میں موجود ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالیٰ آوینگی اور یہیں سے ہوشیار رہنا چاہیے کہ راویوں کے کلام جہاں باہم مختلف نظر آتے ہیں وہ واقعی اپنے محل
پر صحیح ہوتے ہیں چونکہ دیکھنے والا اس کیفیت کو مشاہدہ نہیں کرسکتا تو اسکو بظاہر اختلاف معلوم ہوتا ہے اور یہ بھی لازم ہے کہ یہ مقام معراج کمال عروج
کے بیان کچھ سمجھ میں آسکتا ہے اسی واسطے کفار جنکے اجسام تر و تازہ اور ارواح سیاہ و ضعیف ہیں اس مقام کو نہیں سمجھتے ہیں پس اہل ایمان
پر لازم ہے کہ جہانتک سمجھیں اسکو شکر کے ساتھ لیویں اور جہاں سمجھ میں نہ آوے اسکو ایمان کے ساتھ تسلیم کریں اور منتظر رہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ روح پر
فتوح میں مثل آئنہ کے کھل جائیگا بلکہ تعجب ہوگا کہ پہلے نظر بصیرت پر کیسا پردہ تھا اور اللہ تعالیٰ جل شانہ کے عجائب اسرار اسقدر ہیں کہ کوئی
شمار میں نہیں کرسکتا ہے - اور مسجد الحرام کو بحکم الٰہی آدم علیہ السلام نے بنایا اور اسکے چالیس سال بعد مسجد اقصیٰ کو بنایا جیسا کہ مواہب لدنیہ میں
ہے اور علیہ السلام نے مسجد اقصیٰ کی عمارت میں تجدید کی ہے - علماء نے لکھا کہ معراج آسمان کو مکہ سے ہوتے اور مسجد اقصیٰ سے ہونے میں
کچھ اختلاف نہیں ہوگا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر قدم کردیا کہ آپ کے قدوم کے آثار و برکت سے آپ کی امت پر
ظاہر ہو اور یہ بھی کہ وہاں مجمع انبیاء علیہم السلام ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیدار سے انکو شرف دیا جاوے اور یہ بھی کہ لوگ
اس مقام سے واقف ہوکر تصدیق سے مرتبہ عروج حاصل کریں - اب بیان امر سوم کہ کس کیفیت سے واقع ہوئی ہے - اول
جو دلیل و آثار میں جسقدر بیان ہے وہ نفس کیفیت کے واسطے کافی نہیں ہوسکتا جیسے کوئی شخص کسی قسم کی مٹھائی کو بیان
سے صرف بیان سے بہت کم واقف ہوگا بلکہ شاید منکر ہوجاوے حالانکہ جسنے چکھی ہے اسکے نزدیک کچھ بھی بعید نہوگا پھر کیونکر
یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ معراج کے بارہ میں قول اول یہ کہ جسم و روح دونوں کے ساتھ جاگنے میں واقع

ہوئی . دوم یہ کہ صرف روح سے دفع ہوئی اور قول سوم یہ کہ مکہ سے بیت المقدس تک [illegible]
ہے - اور صحیح قول اول ہے بلکہ عقائد مین یہ مسئلہ قطعی داخل ہے کہ معراج جاگنے پر قول اول کے [illegible]
انکار کرے اسکو کافر کہا گیا ہے - اگر کہا جاوے کہ اسکے خلاف بعضے صحابی و تابعین سے نقل کیا جاتا [illegible]
اور ظاہر ہے کہ منفرد راوی کا بمقابلہ معروف مشہور قطعیات کے اختلاف کے طور پر اعتبار نہین ہوتا کیونکہ اگر [illegible]
کے موافق بنتے ہین پھر ہم اسکو خواہ مخواہ خلاف پر کیون محمول کرین - اگر کہا جاوے کہ آپ نے تاویل کی [illegible]
سے ہوا کرتی ہے اور بے وجہ تاویل تو تحریف کہلاتی ہے اور قرآن مجید متواتر قطعی ہے تو ہرگز نہین ہے کہ [illegible]
اور یہ مذکور ہو چکا کہ راوی کے الفاظ مین بحسب موقع کلام ابہام و اجمال ہوتا ہے جس سے بظاہر خلاف مفہوم ہوتا ہے [illegible]
شیخ امام ابن کثیر رح نے اس مقام پر احادیث کو بہت تفصیل سے ایراد کیا اور مترجم نے کمر کلمات ایمانی [illegible]
لہذا زیادتی کو اپنے موقع پر رکھنا چاہیے - (ذکر احادیث واردہ در معراج) انس بن مالک رضی سے روایت ہے کہ [illegible]
علیہ وسلم کو مسجد کعبہ سے معراج ہوئی تو تین شخص آنے قبل اسکے کہ آپ پر وحی کیجاوے اور آپ مسجد [illegible]
کہا کہ وہ کون ہے دوم نے کہا کہ وہ انمین سے بہتر ہے تیسرا بولا کہ بہتر کو لے لو پس اس رات بھی سوئے اور آپ نے [illegible]
آئے اس حال مین کہ آپ کا قلب دیکھتا تھا اور آپ کی صفت یہ تھی کہ آنکھین سوتی تھین اور دل نہین سویا کرتا تھا [illegible]
حال ہوتا ہے کہ آنکی آنکھین سویا کرتی ہین اور دل نہین سوتے ہین پس فرشتون نے آپ سے کچھ کلام نہ کیا یہانتک کہ آپ کو اٹھا کر [illegible]
کے پاس رکھا پس جبرئیل نے بذات خود متولی ہوکر آپ کا سینہ چاک کر دیا اور اندر سے نکال کر اسکو اپنے ہاتھ سے آپ [illegible]
پس ایک سونے کا طشت جسمین لگن سونے کی تھی لائے جسمین ایمان و حکمت بھری ہوئی تھی اس سے آپ [illegible]
جوڑ دیا پھر آپ کو اٹھا کر آسمان کو لیگئے (درمیان سے کیفیات وقائع متروک کر دیے ہین) پہلے آسمان پر [illegible]
ہے کہا کہ جبرئیل - بولے کہ ساتھ کون ہے کہا کہ میرے ساتھ محمد ہین بولے کہ انکے پاس بھیجا گیا تھا کہ [illegible]
والون کو آپ کے قدوم سے بہت خوشی ہوئی - آسمان والے یہ نہین جانتے جو اللہ تعالی کو اسکے ساتھ اہل زمین سے [illegible]
پس اول آسمان پر آدم کو پایا - جبرئیل نے عرض کیا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہین انکو سلام کیجیے آپ نے سلام کیا آدم نے [illegible]
مرحبا مبارک اے فرزند تو بہت ہی مبارک بیٹا ہے پھر آپ نے آسمان دنیا پر دو نہرین دیکھین دریافت [illegible]
دونون کے عنصر ہین پھر روانہ ہوے تو دوسری ایک نہر دیکھی جسپر موتی و زبرجد کا قصر تھا ہاتھ سے [illegible]
کہا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالی نے آپ کے واسطے رکھی ہے (اقول یعنی حوض جسمین نہر کوثر سے پانی آتا ہے) [illegible]
ملائک نے بھی مثل آسمان اول کے پوچھکر کھولا اور مبارکباد دی پھر تیسرے آسمان کو چڑھا یا اور وہان بھی [illegible]
پھر چھٹے پھر ساتوین پر چڑھایا ہر جگہ یہ پوچھنے کے دروازہ کھول کر مبارکباد دی اور ہر آسمان مین [illegible]
بتلایا تھا مگر مجھے انمین سے یہ یاد رہا کہ ادریس دوسرے آسمان پر اور ہارون چوتھے آسمان پر [illegible]
اور ابراہیم علیہ السلام چھٹے آسمان پر اور موسی ساتوین آسمان پر تھے (بقیہ ترجمہ کا [illegible]
رب عزوجل کی جناب مین کہا کہ اے رب میرے نزدیک گمان کیا جاتا تھا کہ [illegible]

Marfat.com

ورپر جہاں کہ سوائے اللہ تعالیٰ عزوجل کے کوئی نہین جانتا ہی یہانتک کہ سدرۃ المنتہی آیا اور قرب ہوا حضرت جبار عزوجل کا پس نزدیکی ہوئی دنی
تدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو چاہا وحی فرمائی (یعنی بدون واسطہ کے) منجملہ وحی کے یہ کہ تیری امت پر پچاس نمازین
شب و روز مین ہین پھر آپ کو اتارا گیا یہان تک کہ آپ موسیٰ علیہ السلام پر گذرے پس موسیٰ علیہ السلام نے روک کر پوچھا کہ ای محمد آپ سے کیا عہد
لیا پروردگار نے کہا کہ یہ عہد کہ تیری امت پر پچاس نمازین رات دن مین ہین کہا کہ آپ کی امت اسکو نہین اٹھا سکیگی آپ واپس ہوکر جناب باری تعا
مین درخواست کرین کہ آپ سے اور آپ کی امت سے تخفیف فرمادے (یہ مشیت الٰہی واسطے اظہار منزلت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تھی) پس
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل کو دیکھا گویا اس بارہ مین مشورہ چاہتے تھے جبرئیل نے اشارہ کیا یعنی ہان اگر آپ کو منظور ہو۔ پس اللہ تعالے
عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چڑھایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے موقع پر پہونچکر عرض کیا کہ ای رب میرے مجھے تخفیف دیجاوے کہ
میری امت اسکو نہین اٹھا سکتی ہر پس دس نمازین کم کردین پھر لوٹ کر موسیٰ علیہ السلام تک پہونچے پھر انھون نے روکا پس برابر موسیٰ علیہ السلام
آپ کو پھیرے جاتے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازین رکھین پھر لوٹنے پر موسیٰ علیہ السلام نے روکا اور کہا کہ ای محمد واللہ مین نے بنو اسرائیل کو
اس سے کم پر مائل کیا مگر کمزور پڑے اور چھوڑ دیا اور آپ کی امت تو جسم مین بہت کمزور دل و بدن و آنکھ و کان سب مین بہت کمزور ہی آپ واپس
جاوین کہ رب عزوجل تخفیف فرمادے۔ ہر بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کی طرف دیکھتے کہ مشورہ دین اور جبرئیل اسکو ناگوار
نہ جانتے تھے پس اس بار بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چڑھائے گئے اور آپ نے عرض کیا کہ ای رب تعالیٰ میری امت بہت کمزور جسم و دل و بدن و
آنکھ و کان سے ہی پس حضرت رب العزۃ جل شانہ نے فرمایا ای محمد۔ عرض کیا کہ لبیک وسعدیک فرمایا کہ میرے یہان تبدیل نہین ہی جیسا کہ مین نے
تجھپر ام الکتاب مین فرض کیا ہی ہر نیکی دس گونہ ہی پس ام الکتاب مین وہ پچاس ہین اور تجھپر پانچ ہین پس آپ واپس ہوکر موسیٰ علیہ السلام پاس
آئے پوچھا کہ آپ نے کیا کیا۔ تبلایا کہ رب عزوجل نے تخفیف فرماکر ہر نیکی کو دس گونہ کر دیا۔ موسیٰ نے کہا کہ واللہ مین نے بنی اسرائیل کو اس سے
بہت کم پر مائل کیا مگر انھون نے ترک کر دیا آپ واپس جاوین کہ رب عزوجل تخفیف فرماوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ای موسیٰ واللہ
مین بار بار عرض کرنے سے شرما گیا ہون تو کہا کہ اچھا اللہ تعالیٰ کا نام لیکر نزول کیجیے۔ آپ جاگے تو مسجد الحرام مین تھے۔ یعنی جو وقت آپ کے نماز کا تھا
اسوقت آپ مسجد الحرام مین آگئے تھے۔ اس حدیث کو امام بخاری رح نے روایت کیا اور امام مسلم نے بھی دوسری اسناد سے روایت کیا ہی جسمین
زیادتی و کمی و تقدیم و تاخیر ہی اور امام مسلم نے کہا کہ اسکا راوی شریک بن عبد اللہ بن ابی نمر نے جو کہ بزرگ پرہیزگار ہی اسنے اس حدیث کو اچھی طرح محفوظ
نہین رکھا اسکی یاد مین اضطراب ہوگیا اور حافظہ بگڑ گیا ہی جیسا کہ دوسری روایات مین انشاء اللہ تعالیٰ آویگا۔ اقول شیخ شریک رح نے خود ہی کہدیا کہ مجھے
یاد نہین رہا ہی جیسا کہ گذرا اور امام ابن کثیر رح نے کہا کہ بعضے علماء اس حدیث کو خواب پر محمول کرتے ہین۔ یعنی بعضے علماء کے نزدیک معراج اگرچہ ایک ہی
مرتبہ واقع ہوئی مگر خواب مین روحانی طور پر کئی بار ہوا ہی پس یہ واقعہ اول مین بطور خواب کے تھا اس معراج کی کہ بدن و روح کے ساتھ پیچھے واقع
ہوئی ہو اقول ظاہر یہ امر کچھ بعید نہین ہی اگرچہ شیخ رح کے نزدیک نہین ہی کیونکہ اول تو آداب حضور سے وقوف ہوا اور دوم یہ کہ دیدار آیات کبری کو
خواب مین اس جسم کے لیے مشکل ہی اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم نور روح سے بڑھکر تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔ پھر لکھا کہ امام ابوبکر بیہقی رح نے کہا کہ شریک
کی حدیث مین بعضی باتین ایسی زائد ہین جو انکے سوائے کوئی ثقہ روایت نہین کرتا ہی چنانچہ دنی فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی۔ انکی حدیث مین
اللہ تعالیٰ کے دیدار پر ہی لیکن حضرت عائشہ و ابن مسعود و ابوہریرہ رضی اللہ عنہم کے کلام مین صریح ہی کہ یہ نزدیکی و دیکھنا جبرئیل کے ساتھ جبرئیل کی
بار بار درخواست پر ہوا یعنی جبرئیل علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اصلی صورت پر دو مرتبہ دیکھا کما فی النجم ولقد رآہ نزلۃ اخری الخ

Marfat.com

بیہقی رح نے کہا کہ یہی اصح معنی ہے۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ جو بیہقی رح نے کہا یہی حق و صواب ہے۔ امام احمد نے انس رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ براق میرے پاس لایا گیا وہ چوپایہ سفید ہے گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا اور اپنا قدم منتہی نظر پر رکھتا ہے میں اسپر سوار ہو کر بیت المقدس آیا اور چوپایہ اس حلقہ سے باندھا جسمیں انبیاء علیہم السلام باندھتے تھے پھر میں مسجد میں گیا اور دو رکعت نماز پڑھیں پھر باہر آیا پس جبرئیل میرے پاس ایک پیالہ شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا لائے پس میں نے دودھ کو پسند کیا پس فطرت کو پالیا۔ پھر مجھے آسمان دنیا پر چڑھایا (آگے ملائکہ کا پوچھکر کھولنا اور مبارکباد دینا مثل حدیث بیان ہوا لیکن ہر آسمان کی تفصیل سے مذکور ہے کہ اول میں آدم اور دوم میں یحیی و عیسی دونوں پسران خالہ اور سوم میں یوسف کو دیکھا کہ حسن میں ایک حصہ گئے ہیں اور چہارم میں ادریس اور پنجم میں ہارون اور ششم میں موسی تھے اور ہفتم میں ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا کہ بیت المعمور سے ٹیک لگائے ہیں اور بیت المعمور میں ہر روز نئے ستر ہزار فرشتہ داخل ہوتے ہیں جو پھر عود نہیں کرتے ہیں۔ پھر مجھے سدرۃ المنتہی کو عروج دیا گیا تو اسکی پتے مثل ہاتھی کے کانوں کے اور اسکے پھل مثل قلال کے ہیں (جمع قلہ یعنی مٹکہ ۱۲) پھر جب اسکو حکم الٰہی سے ڈھانپ لیا جسنے ڈھانپ لیا تو وہ متغیر ہو گیا پس اللہ تعالیٰ کے مخلوق میں سے کوئی نہیں جو اسکی خوبی بیان کر سکے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی جو فرمائی اور مجھپر فرض کیں ہر روز و شب میں پچاس نمازیں پھر میں اترا یہانتک کہ موسی علیہ السلام کے پاس پہونچا پوچھا کہ آپ پر آپ کی امت پر رب العزۃ جل شانہ نے کیا فرض کیا میں نے کہا کہ رات دن میں پچاس نمازیں۔ کہا کہ واپس ہو کر تخفیف کی درخواست کیجیے کہ آپ کی امت اسکو برداشت نہیں کر سکتی ہے (آخر تک اسی تفصیل سابق سے ہے) یہاں تک کہ فرمایا اے محمد یہ پانچ نمازیں ہر روز و شب میں ہیں بعوض ہر نماز کے دس ہیں پس پچاس ہو گئیں اور جو کوئی قصد کریگا نیکی کا پھر نہ کریگا تو اسکے لیے ایک نیکی لکھی جاوے اور اگر کر لاوے تو دس نیکیاں لکھی جاوینگی اور جو کوئی بدی کا قصد کریگا پھر نہ کریگا تو اسپر بدی نہ لکھی جائیگی اور اگر اسنے بدی کر لی تو اسپر ایک ہی بدی لکھی جائیگی۔ الی آخر الحدیث۔ اس حدیث کو امام مسلم نے بھی صحیح میں روایت کیا۔ اور یہ سیاق بہ نسبت حدیث شریک رح کے اصح ہے بیہقی نے کہا کہ اس حدیث میں دلیل ہے کہ معراج آسمانی بھی اسی رات ہوئی جس رات کہ اسرا مسجد الحرام سے تا مسجد اقصی واقع ہوا ہے۔ شیخ ابن کثیر نے کہا کہ جو بیہقی رح نے فرمایا یہی صحیح ہے اسمیں کچھ شک نہیں ہے یعنی معراج علیحدہ دفعہ ہے امام احمد نے من طریق قتادہ رح انس بن مالک رض سے روایت کی کہ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اسراء ہوا آپ کے پاس براق لایا گیا اسپر ساز و سامان زین و لگام آراستہ تھا آپ نے سوار ہونا چاہا تو اسنے شوخی کی پس جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ یہ تجھے کیا ہو گیا ہے پس واللہ تجھپر کوئی کبھی محمد سے بڑھکر مرتبہ کرامت والا اللہ تعالیٰ کے نزدیک سوار نہیں ہوا ہے پس براق پسینہ پسینہ ہو گیا۔ رواہ الترمذی ایضاً امام احمد نے من طریق راشد بن سعید و عبد الرحمن بن جبیر رحمہما اللہ کے انس بن مالک سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مجھے میرے رب اللہ تعالیٰ عزوجل کی طرف عروج دیا گیا ہے تو میں ایک قوم کی طرف ہو کر گذرا جنکے ناخن تانبے کے تھے وہ اپنے چہروں اور سینوں کو خراش کرتے تھے میں نے کہا اے جبرئیل یہ کون ہیں کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کے گوشت کھاتے اور انکی آبروؤں میں غیبت کرتے ہیں رواہ ابو داؤد ایضاً۔ امام احمد رح نے انس رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے اعلیٰ پر گذارا کہ وہ کھڑے اپنی قبر میں نماز پڑھتے تھے۔ رواہ مسلم ایضاً۔ وہو صحیح کما قال النسائی۔ اور اس حدیث کو امام کیا ہے اور امام ابو یعلی نے روایت کی کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا کہ مجھے براق اور میں نے اسکو باندھا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ سے اسکا حلیہ بیان کیجیے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ

Marfat.com

[illegible] اللہ تعالیٰ کے رسول ہین اور ابو بکر رضہ نے اُسکو دیکھا تھا۔ (براق کو وقت جانے شام کے ۱۲) اور امام ابو بکر احمد بن عمرو البزار نے اپنی مسند مین ایک حدیث [illegible] کہ میرے واسطے آسمان کا ایک دروازہ کھولا گیا دہان مین نے نور اعظم اور حجاب کے پیچھے رفرف موتی و یاقوت کا دیکھا۔ اور [illegible] نے جیسا کہ وحی فرمائی۔ امام بزار رح نے کہا کہ سوائے انس رضہ کے مین نہین جانتا کہ کسی اور نے یہ حدیث روایت کی ہو اور یہ بھی نہین جانتا کہ [illegible] سوائے حارثہ بن عبید کے کسی نے اُسکو روایت کیا ہو اور یہ شخص اہل بصرہ مین سے مشہور پرہیزگار ہی اور اس حدیث کو بیہقی نے بطریق حارثہ بن عبید کے ابو عمران الجونی سے اسی طرح روایت کیا پھر کہا کہ اسکو حماد بن سلمہ نے ابو عمران الجونی سے اُسنے محمد بن عمیر بن عطارد سے روایت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ایک جماعت مین تھے کہ آپ کے پاس جبرئیل آئے اور آپ کی پشت پر جو نکنے سے اشارہ کیا مین آپ کو ایک درخت تک لیے چلے گئے فرمایا کہ وہان دو جھوٹے مثل آشیانہ پرندون کے تھے پس ایک مین جبرئیل بیٹھے اور ایک مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ دراز ہو کر بلند ہوے یہانتک کہ افق تک پہونچے پس اگر مین اپنا ہاتھ پھیلاتا تو آسمان کو لگتا پھر ایک ذریعہ سے نور کیجانب [illegible] تو جبرئیل علیہ السلام بیہوش ہو گئے گویا مالیدہ کمل ہین پس مین نے جانا کہ اُنپر خوف مجھ سے زیادہ غالب ہی پھر اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی [illegible] نبی بادشاہ یا نبی عبد یعنی نبوت مع بادشاہت چاہیے یا نبوت بعبودیت یعنی نبوت بشان عبودیت و کمال جنت پس جبرئیل نے اسی حال مین [illegible] سے اشارہ کیا کہ تواضع اختیار کیجیے پس مین نے عرض کیا کہ ای رب بادشاہت نہین بلکہ عبد بننا چاہتا ہون۔ اقول مشکوۃ مین حدیث سے یہ [illegible] ثابت ہی کہ آپ نے نبوت بعبودیت اختیار کی پس تکیہ دیکر کبھی نہین کھاتے اور فرماتے کہ بنی عبد ہون۔ شیخ ابن کثیر رح نے بعد اسکے لکھا کہ یہ [illegible] اگر صحیح ہو جاوے تو ضرور ہی کہ یہ معراج کے سوائے کوئی واقعہ ہی یعنی منجملہ اسرار و کمالات کے ہی واقعہ معراج خاص نہین ہی اور ایسے وقائع [illegible] امت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و طفیل سے بہت واقع ہوئے ہین واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور لکھا کہ بزار رح نے کہا کہ حدثنا عمرو بن علی [illegible] بحر حدثنا شعبہ عن قتادہ عن انس رضی اللہ عنہ کہا انس نے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا۔ قال حدیث غریب پھر [illegible] امام ابن جریر رح کی روایت انس بن مالک رضہ کی ذکر فرمائی کہ جب جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس براق کو لائے [illegible] شوخی سے دم کو حرکت دی پس جبرئیل نے کہا کہ ہان ٹھہر ای براق کہ واللہ اسکے مثل دوسرا تجھپر سوار نہین ہوا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] ہوے تو دیکھا کہ ایک بڑھیا راستہ کے کنارے ہی پوچھا کہ جبرئیل یہ کون ہی کہا کہ چلے چلیے پھر روانہ ہوے یہانتک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر [illegible] سے ہٹی ہوئی ایک چیز آپ کو بلاتی ہی کہ ای محمد آؤ۔ پھر روانہ ہوے جہانتک اللہ تعالیٰ نے چاہا پھر آپ سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق [illegible] ایک خلق نے ملاقات کی اور بولے کہ السلام علیک ای اول۔ السلام علیک ای آخر۔ السلام علیک ای حاشر (جسکے قدم پر سب کا حشر ہوگا) جبرئیل نے کہا کہ سلام [illegible] آپ نے دیدیا۔ پھر روانہ ہوے تو دوبارہ ایسے ہی خلق نے ملاقات کی اور ویسا ہی کہا پھر تیسری بار اسی طرح ملاقات ہوئی [illegible] القدس کو پہونچے پس آپ پر پانی و شراب و دودھ کے پیالے پیش کیے گئے پس آپ نے دودھ کا پیالہ لے لیا تو جبرئیل نے کہا کہ آپ نے [illegible] اگر پانی لیتے تو امت غرق ہوتی اور اگر شراب لیتے تو آپ اور آپ کی امت بے عقل گمراہ ہوتی پھر آپ کے واسطے آدم علیہ السلام مع [illegible] السلام کے پہنچے گئے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رات ان سب کی امامت کی۔ پھر جبرئیل نے کہا کہ وہ جو بڑھیا آپ نے [illegible] (یعنی نماز پڑھانی) کیون نہ دنیا کی عمر مین سے باقی نہین رہا مگر اسقدر جتنی اس بڑھیا کی عمر رہی ہی اور وہ چیز جو آپ کو بلاتی تھی تو وہ ابلیس تھا [illegible] کی بڑی ممکن اور جن لوگون نے آپ کو سلام کیا تھا وے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام تھے۔ وقد رواہ البیہقی فی دلائل [illegible] کہا کہ دوسرے طریق سے انس بن مالک رضہ سے امام نسائی نے مجتبیٰ مین روایت کی اور نسائی کی سنن کبیر مین اُسکو مین نے

نہین دیکھا اسطرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق پر روانہ ہوے ایک جگہ جبرئیل نے کہا کہ یہان آپ نے
کہ کہان آپ نے نماز پڑھی یہ مقام طیبہ ہی جہان آپ ہجرت کرکے آوینگے پھر روانہ ہوے پھر کہا کہ یہان
موسی علیہ السلام سے اللہ تعالی نے کلام فرمایا ہی پھر روانہ ہوے پھر کہا کہ یہان نماز پڑھیے اور بتلایا کہ
ہین پھر مین بیت المقدس مین داخل ہوا وہان میرے واسطے تمام انبیا علیہم السلام جمع کیے گئے (مجھے جبرئیل
نماز پڑھائی پھر مجکو آسمان پر چڑھایا اسمین مین نے دیکھا کہ آدم علیہ السلام ہین آخر حدیث تک بمضمون سابق پھر
اسناد سے انس بن مالک رضہ سے روایت کی اسمین ذکر براق کے بعد اسقدر زائد ہی کہ پھر جب بیت المقدس پر پہنچا اے
باب محمد کہتے ہین وہان کے پتھر مین جبرئیل علیہ السلام نے اپنی انگلی سے دباکر سوراخ کردیا اور براق باندھا پھر جب مسجد سے
نے کہا کہ آپ نے رب عزوجل سے چاہا تھا کہ حور العین دیکھین فرمایا کہ ہان کہا کہ اہل جماعت کی طرف چلیے انکو سلام کیا تو انھون نے
دیا مین نے پوچھا کہ تم کون ہو بولین کہ ہم ایسے ابرار نیک دن کی ازواج خیرات حسان ہین جو پاک ہوے انمین میل نہین ہوا اور پھر جے
انکو کوچ نہین ہی اور ہمیشگی پائی کہ انکو موت نہین ہی پھر مین واپس ہوا تو تھوڑی دیر نہ گذری تھی کہ بہت لوگ جمع ہوگئے اور نماز قائم ہوئی
صف بستہ ہوکر امام کے منتظر ہوے کہ جبرئیل نے مجھے ہاتھ پکڑکر آگے بڑھایا مین نے نماز پڑھائی پھر سلام کے بعد جبرئیل نے مجھ سے تذکرہ کیا
کہ آپ نے جانا کہ آپ نے کن لوگون کی امامت کی - بتلایا کہ آپ کے پیچھے ہر نبی نے جسکو اللہ تعالی نے مبعوث کیا ہی نماز پڑھی ہی پھر مجھے آسمان
کو عروج دیا - (پھر آسمانون مین انبیا علیہم السلام کی ملاقات آخر تک مذکور ہی) پھر مجھے ساتوین آسمان کی پشت پر چڑھایا یہانتک کہ ایک نہر
تک پہونچے جسپر موتی و یاقوت و زبرجد کے آبخورے ہین اور اسپر سبز پرند نہایت خوبصورت ہین مین نے جبرئیل سے کہا کہ یہ پرند خوش عیش
ہین کہا کہ انکا کھانا اس سے زیادہ لذیذ ہی پھر بتلایا کہ یہ نہر کوثر ہی جو اللہ تعالی نے آپ کو دی ہی اسمین ظروف سونے چاندی کے تھے اور بہتا
یاقوت و زمرد پر روان اور اسکا پانی دودھ سے زیادہ سپید تھا مین نے ایک برتن سونے کا لیکر اس سے پانی پیا تو وہ شہد سے زیادہ شیرین
اور مشک سے بہتر خوشبودار تھا - پھر مجھے لیکر روانہ ہوا یہانتک کہ درخت تک پہونچے وہان مجھے ایک ابر نے جسمین ہر طرح کے رنگ تھے
گھیر لیا اور جبرئیل مجھے چھوڑکر الگ ہوے پھر مین اپنے رب عزوجل کے واسطے سجدہ مین گر پڑا فرمایا کہ اے محمد مین نے جب آسمانون و زمین
پیدا کیا ہی تجھپر اور تیری امت پر پچاس نمازین فرض کردی ہین (پھر آخر تک ظاہری صورت مین تخفیف کا تذکرہ مثل سابق ہی) پھر جبرئیل سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کیا بات ہی کہ مین جن آسمان والون سے ملا انھون نے سب نے مجھے مرحبا کہا بجز ہی سے
نے سوائے ایک شخص کے کہ مین نے سلام کیا اسنے جواب دیا اور مرحبا کہا دی مگر کچھ نہین ہنسا - جبرئیل نے کہا کہ یہ مالک خازن جہنم ہی
پیدا ہوا کبھی نہین ہنسا اور اگر کسی کی ملاقات سے ہنستا تو ضرور آپ ہی سے ہنستا پھر آخر کر واپس روانہ ہوے بیچ راہ مین
ہمارا گذر قریش کے ایک قافلہ پر ہوا جو اناج لادے لاتا تھا اُنمین سے ایک اونٹ پر دو گونین تھین ایک سیاہ اور ایک
اونٹ کے برابر پہونچا تو وہ بدکا اور چکرایا اور مرگی کھاکر منہ کے بل گرا اور گردن ٹوٹ گئی اور آپ چلے آئے پھر
آگاہ کیا جب مشرکون نے سنا تو حضرت ابوبکر رضہ کے پاس آئے اور انسے بیان کیا کہ آپ کا صاحب یعنی
مین اس رات مین ایک مہینہ کی راہ گیا اور واپس آیا - حضرت ابوبکر رضہ نے کہا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہم کو اسکو سچ جانتے ہین ایسی چیز مین جو اس سے بھی زیادہ دور ہی ہم آسمان خبر مین اسکی تصدیق

فرمایا کہ میں قریش کے ایک قافلہ پر گذرا اور وہ فلان فلان مقام پر تھے تو ہم سے ایک اونٹ بھڑکا اور چکرایا اُسپر
ایک سیاہ بدی تھیں وہ مرگا کر گرا اور گردن ٹوٹی - پھر جب قافلہ آیا تو لوگون نے اِس سے پوچھا تو اُنھون نے ویسا ہی
بیان کیا جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی - اسی وجہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام صدیق ہوا ہی - لوگون نے کہا کہ جو انبیا آپ کے
درمیان حاضر ہوئے تھے بھلا اُنمین موسیٰ و عیسیٰ بھی تھے آپ نے کہا کہ ہان تو بولے کہ ہم سے اُنکا حلیہ بیان کیجیے آپ نے فرمایا کہ موسیٰ ایک مرد گندم گون
گویا کہ وہ زط علاقہ کے لوگون مین سے خیال کرو اور عیسیٰ ایک مرد گداز بدن سیدھے بالون والا اُسپر سرخی چھائی ہوئی اُسکے بالون سے گویا موتی
ٹپکتے ہین - پھر شیخ ابن کثیر رح نے امام احمد رح کی سند سے وہ حدیث ذکر کی جو صحیحین مین موجود ہی اور مین اِسکو ترجمہ کرتا ہون اسکے راوی
نہایت درجہ کے بزرگ و ثقہ ہین اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابی نے دوسرے صحابی مالک بن صعصعہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ہم سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کا حال بیان فرمایا کہ اِس درمیان مین کہ مین حطیم مین تھا - قتادہ رح راوی تابعی نے کبھی کبھی کہا کہ حجر
مین تھا کہ میرے پاس ایک آنے والا آیا اُسنے اپنے تین شخصون مین سے درمیانی سے کہنا شروع کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر آیا
اور اُسنے چاک کر دیا - قتادہ کہتے تھے کہ یہان سے یہانتک - قتادہ نے کہا کہ جارود رح میرے پاس تھا مین نے پوچھا کہ کیا مطلب ہی جارود رح
نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ دونون ہنسلیون کے درمیان گڑھے سے لیکر کوڑی کے اوپر تک جان ملان ہی چاک کر دیا - فرمایا کہ پھر میرا قلب نکالا پھر
میرے پاس ایک طشت سونے کا لایا گیا جو ایمان و حکمت سے بھرا تھا پس میرا قلب دھویا گیا پھر آسمین بھرا گیا پھر بدستور اعادہ کر دیا گیا
پھر میرے پاس ایک چوپایہ لایا گیا جو خچر سے کم اور گدھے سے بڑا تھا سپید - جارود رح نے پوچھا کہ اے ابو حمزہ وہ براق تھا - کہا کہ ہان - وہ
اپنا قدم وہان رکھتا تھا جہان اُسکی انتہاے نظر پڑتی تھی - کہا کہ پھر مین اُسپر سوار کیا گیا پھر مجکو جبرئیل لے چلے یہانتک کہ آسمان دنیا پر پہونچے
وہان دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کہ کون کہا گیا کہ جبرئیل - کہا گیا کہ ساتھ کون ہی جبرئیل نے کہا کہ محمد - پوچھا گیا کہ کیا اِنکے پاس بھیجا گیا تھا - کہا
ہان - کہا گیا کہ مرحبا مبارک اِسکو اچھی آمد آیا ہی پس ہمارے واسطے کھولدیا گیا جب مین آسمین داخل ہوا تو دیکھا آسمین آدم علیہ السلام ہین جبرئیل نے
کہا کہ یہ آپکے باپ آدم ہین - اُنکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا اُنھون نے جواب دیا پھر کہا کہ مرحبا بفرزند صالح نبی صالح - پھر صعود کیا یہانتک کہ آسمان
دوم تک پہونچے - کھلوانا و پوچھا جانا و مبارکباد بدستور سب آسمانون مین واقع ہوا ہی پھر جب آسمین دوم پہونچا تو دیکھا کہ آسمین یحیی و عیسیٰ دونون برادر
خالہ زاد ہین (بدستور سلام کرنا و جواب و مبارکباد برادر صالح اُنکی طرف سے) پھر صعود بآسمان سوم اور آسمین یوسف علیہ السلام پھر چہارم مین ادریس
پنجم مین ہارون اور ششم مین موسیٰ علیہ السلام تھے اور ہر ایک نے مبارکباد دی پھر اِسقدر زائد ہی کہ جبرئیل نے موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے
گذرنا کیا تو وہ رو دئے - پوچھا گیا کہ آپ کیون رو دئے کہا کہ یہ لڑکا صالح میرے بعد بھیجا گیا اِسکی امت والے اس سے زیادہ جنت مین داخل ہونگے
جتنی میری امت مین سے جاوینگے - پھر ہفتم مین حضرت ابراہیم تھے جبرئیل نے کہا کہ یہ ابراہیم علیہ السلام ہین اُنکو سلام کیجیے مین نے سلام کیا
اور جواب سلام دیا پھر کہا کہ مرحبا بابن صالح و نبی صالح - پھر مین بلند کیا گیا سدرۃ المنتہی کو دیکھا کہ اُسکے پھل مثل قلال ہجر کے اور پتے
مثل گوش فیل کے ہین جبرئیل نے کہا کہ یہی سدرۃ المنتہی ہی اور دیکھا کہ چار نہرین جاری ہین دو باطن ہین اور دو ظاہر ہین مین نے کہا کہ
کیا ہین کہا کہ دونون باطن نہرین جنت مین ہین اور دونون ظاہر والی نیل و فرات ہین پھر میری طرف کو بیت المعمور اُٹھایا گیا - قتادہ رح
نے ابو ہریرہ رض سے حدیث مرفوع بیان کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المعمور کو دیکھا کہ اسمین ہر روز ستر ہزار
فرشتے داخل ہوتے ہین - وہ نہین کرتے ہین - پھر قتادہ رح نے حدیث انس رض کو بیان کرنا شروع کیا کہ پھر میرے پاس ایک پیالہ

Marfat.com

شراب کا اور ایک پیالہ دودھ کا اور ایک پیالہ شہد کا لایا گیا پس مین نے دودھ پی لیا جبرئیل نے کہا ہی
پچاس نمازین روزانہ فرض کی گئین۔ (اسکے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مراجعہ مذکور ہی یہانتک کہ
لے لوٹا یا کہ اسمین بھی تخفیف چاہیے) آنحضرت نے فرمایا کہ مین نے اپنے رب تعالیٰ سے بہت
اب مین راضی ہوکر تسلیم کرتا ہون پس مین رواہ ہوا پس ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ مین نے
سے تخفیف بھی کردی۔ رواہ البخاری ومسلم من حدیث قتادہ نحوہ۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے حضرت انس رضی
سے بروایت بخاری ذکر کی اور اسمین اتنی بات زائد ہی کہ آسمان اول مین آدم کو دیکھا اس حال سے کہ انکے داہنی
ہین جب دائین طرف دیکھتے ہین تو ہنس دیتے ہین اور بائین طرف دیکھتے ہین تو رو دیتے ہین جبرئیل سے پوچھا انون نے
انکی اولاد کے نسمات ہین اور دائین طرف والے ہین جنتی انکو دیکھکر ہنستے ہین اور بائین طرف والے دوزخی ہین انکو دیکھکر روتے
انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابوذر رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمانون مین آدم و ادریس و موسیٰ و
وابراہیم علیہم السلام کو پایا مگر یہ تحقیق یاد نہ رہا کہ انکے منازل کسطرح ذکر فرمائے البتہ آسمان اول مین تو آدم علیہ السلام کا ذکر کیا
پھر بعد ساتوین آسمان کے امام زہری تابعی راوی نے کہا کہ مجھے ابن حزم نے خبر دی کہ مجھ سے ابن عباس و ابا حبہ انصاری رضی اللہ
روایت کرتے تھے کہ پھر مجھے عروج دیا گیا یہانتک کہ مین ایسے مستوی پر پہونچا جہان صریف اقلام سنتا تھا۔ پھر ابن حزم و انس رضی اللہ عنہما
نے فرضیت نماز و مراجعہ موسیٰ علیہ السلام ذکر کیا۔ پھر کہا کہ پھر مین جنت مین داخل کیا گیا اسمین موتیون کی جنابذ اور (قباب) دیکھا اور دیکھا کہ اسکی
خاک مشک ہی۔ قال الامام ابن کثیر رح بخاری نے متعدد طرق سے حدیث معراج کو کتاب الصلوٰۃ و ذکر بنی اسرائیل و حج اور احادیث الانبیاء
علیہم السلام مین روایت کیا اور مسلم نے اسکو کتاب الایمان مین بھی روایت کیا ہی اور امام احمد نے عبد الصمد بن عبد الوارث کے ذریعہ سے حضرت ابوذر
سے روایت کی۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے امام احمد و امام مسلم کی روایات دربارۂ دیدار الٰہی عزوجل ذکر فرمائین جنمین یہ ہی کہ رایت نورا
مین نے نور دیکھا۔ مترجم کہتا ہی کہ آخرت مین دیدار ہونا قطعی ہی اور بالفعل اس مسئلہ مین سکوت بہتر ہی۔ پھر روایت عبد الصمد بن عبد الوارث کی
سے مانند روایت امام احمد از انس بن مالک از حضرت ابوذر رض نقل فرمائی۔ پھر روایت حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ
بروایت بزار رح ذکر کیا جسکو ترمذی رح نے بھی تفسیر مین روایت کیا ہی۔ واضح ہو کہ شب معراج مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
ان معانی آیات عظمیٰ کی طرف تھی اور اس طرف خیال نہ ہوگا کہ یہان کے پتہ یاد کر لینا چاہیے۔ امام احمد نے
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جب مجھے اسراء ہوا بیت المقدس کا تو خوب
پوچھنا شروع کیے حالانکہ آپ نے خیال نہ کیا تھا جیسا کہ دوسری روایات مین ہی) پس مین کھڑے ہوکے
بیت المقدس میرے سامنے کشف کردیا پس مین نے انکو برابر خبر دینا شروع کی اور مین اسکو دیکھتا تھا
سعید بن المسیب تابعی رحمہ اللہ سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسراء بیت المقدس
علیہم السلام سے بھی ملے اور آپ کے پاس قدح شیر و قدح شراب لائے گئے پس آپ نے دیکھکر
فطرت پائی اور اگر شراب لیتے تو آپ کی امت بے عقل گمراہ ہوجاتی تو
بہت ایسے لوگ فتنہ مین پڑ گئے جنھون نے آپ کے ساتھ نا درجی کی

Marfat.com

کا ساتھ ان کیا کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس جاوین چنانچہ جاکر اُنکے قافلہ سے (جو شام سے واپس آتا تھا) ملے
[illegible] کہ مجھ سے کہتے ہین کہ مین ایک رات مین بیت المقدس گیا اور واپس بھی آیا - ابوبکر رض نے کہا کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] ان ہان تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ تب مین گواہی دیتا ہون کہ اگر انھون نے ایسا کہا تو سچ کہا - کہنے لگے کہ کیا تم اس
[illegible] کہ ایک رات مین شام گئے اور صبح ہونے سے پہلے مکہ کو واپس آئے - ابوبکر رض نے فرمایا کہ ہان ہم تو اس سے بڑھکر
[illegible] کرتے ہین ہم تو آسمانی خبر اُنکے پاس آنے مین اُنکی تصدیق کرتے ہین - ابوسلمہ بن عبد الرحمن تابعی رح کہتے ہین کہ یہین سے
ابوبکر رضی اللہ عنہ کا لقب صدیق ہوگیا اور ابوسلمہ رح نے کہا کہ مین نے جابر بن عبد اللہ رض سے سُنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ
جب اسرا بیت المقدس کی خبر مین قریش نے میری تکذیب کی تو مین حجر مین کھڑا ہوا پس اللہ تعالی نے بیت المقدس میرے سامنے ظاہر کردیا پس
[illegible] مین اُسکے نشانات قریش کو بتلاتا جاتا تھا اور مین اُسکو دیکھتا جاتا تھا - پھر شیخ ابن کثیر رح نے روایت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی مسند
[illegible] سے نقل کی اور اسمین اسقدر فائدہ فرمایا کہ لوگ باتین کرتے ہین کہ براق کو بیت المقدس کے دروازہ پر جبرئیل نے اسواسطے
[illegible] تھا کہ بھاگ نہ جاوے اور بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالی عالم الغیب والشہادۃ نے براق کو آپ کے واسطے مسخر کردیا تھا - وقد رواہ ابو داؤد
[illegible] والترمذی والنسائی فی التفسیر اور واضح ہو کہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس مین نہین
[illegible] اور نہ نماز پڑھی اس دلیل سے کہ قرآن مجید کی آیت مین مذکور نہین ہے لیکن شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ دوسرون نے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے اسکو روایت کیا ہے تو وہ مقدم ہے - پھر شیخ نے روایت ابوسعید خدری سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے ذکر فرمائی - بیہقی رح نے اپنی
[illegible] کے ساتھ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ اصحاب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم کو لیلۃ الاسراء سے آگاہ فرمائیے - فرمایا
کہ اس رات مین کہ مین عشاء کے بعد مسجد الحرام مین سوتا تھا کہ میرے پاس آنیوالا آیا اُسنے مجھے جگا دیا مین نے کچھ دیکھا نہین مگر ایک چیز
[illegible] نظر مجھی اُسکی طرف مین نے نظر ڈالی پیچھے پیچھے مسجد سے باہر آیا (شق الصدر وغیرہ نہین ذکر فرمایا) پھر مین نے ایک چوپایہ دیکھا کہ تمھارے
چوپایون مین سے زیادہ مشابہت اُس سے اِن خچرون کو ہے اسکو براق کہتے ہین اور مجھ سے اگلے انبیاء اسپر سوار ہوا کرتے تھے اُسکا قدم اسکے
[illegible] کے منتہی پر پڑتا ہے مین اُسپر سوار ہوا اور چلا جاتا تھا اتنے مین میرے دائین جانب سے ایک آواز دینے والے نے پکارا کہ اے محمد مجھپر نگاہ
[illegible] دین تم سے سوال کرتا ہون - تین مرتبہ کہا - مگر مین نے جواب نہ دیا اور نہ ٹھہرا - پھر مین چلا جاتا تھا کہ میری بائین جانب سے ایک پکارنیوالے
[illegible] پکارا کہ اے محمد مجھپر نگاہ کرو مین تم سے سوال کرتا ہون مگر مین نے جواب نہ دیا اور نہ ٹھہرا - پھر [illegible] کہ مین نے ایک عورت کو دیکھا
[illegible] نے اپنے ہاتھ کھول دیے تھے اور ہر طرح کی زینت جو اللہ تعالی نے مخلوق خدا کی اسپر تھی اُسنے کہا کہ اے محمد مجھپر نگاہ کرو مین تم سے سوال
[illegible] ہون مگر مین نے اُسپر التفات نہ کیا اور نہ وہان ٹھہرا یہانتک کہ بیت المقدس کو آیا اور اپنا جانور وہان اِس حلقہ سے باندھا جس سے
[illegible] باندھا کرتے تھے پھر جبرئیل میرے پاس دو پیالہ ایک شراب کا اور ایک دودھ کا لائے مین نے دودھ پی لیا اور شراب سے انکار
[illegible] کہ آپ نے فطرت پائی پس مین نے کہا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر پس جبرئیل نے کہا کہ آپ نے اِس سفر مین کیا دیکھا آپ نے
[illegible] والے کو بیان کیا تو کہا کہ یہ وہی یہود کا بلانے والا ہے (یعنی شیطان اِس صفت سے جسطرح اُسنے یہود کو گمراہ کیا) اور اگر آپ
[illegible] بلاتے تو آپ کی امت یہودی ہوجاتی - پھر بائین پکارنے والے کو بیان کیا تو جبرئیل نے کہا کہ یہ وہی نصاری کا پکارنے والا
[illegible] تو آپ کی امت نصرانی ہوجاتی - پھر اُس عورت (خصلت یہود) کو بیان کیا جو باہین کھولے ہر زینت سے آراستہ تھی تو جبرئیل نے کہا کہ

Marfat.com

یہ دنیا ہی اگر آپ جواب دیتے یا وہان ٹھہرتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر اختیار کرلیتی۔ پھر آنحضرت
بیت المقدس مین داخل ہوے ہم نے دونون نے دو رکعتین نماز پڑھین پھر میرے پاس وہ معراج لا
حلائق نے اس سے زیادہ خوبصورت معراج نہین دیکھی ہی تم نے یہ نہین دیکھا کہ مردہ اپنی آنکھین
بھی عجب کرتا ہی پس مین اور جبرئیل چڑھ گئے وہان مجھ سے ایک فرشتہ ملا اسکو اسمعیل کہتے ہین اسکے ساتھ
ایک لاکھ فرشتہ کا لشکر ہی اللہ تعالی عزوجل فرماتا ہی لایعلم جنود ربک الا ہو۔ پس جبرئیل نے دروازہ کھلوایا پوچھا
کہ ساتھ کون ہی کہا کہ محمد پوچھا گیا کہ کیا انکے پاس بھیجا گیا تھا کہا کہ ہان پھر ناگاہ مین نے دیکھا آدم علیہ السلام کو
نے انکی صورت پر پیدا کیا انکے سامنے انکی اولاد کی روحین پیش ہوئین اولاد مومنین سے کہا جاتا ہی کہ روح طیبہ نفس
اور ارواح فجار کو کہا جاتا ہی کہ روح خبیثہ ونفس خبیثہ ہی اسکو سجین مین رکھو پس مین کچھ دور چلا وہان کچھ خوان
کوئی نہین ہی اور مین نے دیکھا کہ کچھ خوان اور ہین انپر اور گوشت ہی جو سڑا بدبودار ہی وہان کچھ لوگ کھاتے ہین
یہ کون لوگ ہین کہا کہ آپ کی امت سے یہ وہ لوگ ہین کہ حرام لیتے ہین اور حلال چھوڑتے ہین پھر مین کچھ دور چلا مین نے
جنکے مشافر مثل اونٹ کے ہین اور انکے منہ کھولے جاتے ہین اور اس بدبودار گوشت سے انکے منہ مین ڈالا جاتا ہی اور انکے نیچے سے
ہی مین نے سنا کہ وے اللہ تعالی سے چیخکر فریاد کرتے ہین مین نے پوچھا کہ یہ کون ہین بتلایا کہ آپ کی امت سے
مال ظلم سے کھاتے ہین یہ آگ کھاتے ہین اور عنقریب دوزخ مین پہونچینگے پھر مین کچھ چلا کہ مین نے عورتین دیکھین جو اپنی چھاتیون سے لٹکی
تھین اور اللہ تعالی سے فریاد کرتی تھین پوچھا کہ یہ کون ہین کہا کہ آپ کی امت سے زنا کرنے والیان ہین پھر مین کچھ چلا تو اقوام
پیٹ مثل کوٹھون کے ہین جب کوئی اٹھتا ہی منہ کے بل گر پڑتا ہی اور کہتا ہی الہی قیامت قائم نہ کیجیو اور وے سائلہ آل فرعون ہین اور
سائلہ اگر انکو روند جاتی ہی اور وے اللہ تعالی سے فریاد کرتے ہین مین نے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا کہ یہ آپ کی امت سے وہ لوگ ہین جو
کھاتے تھے۔ کہا کہ پھر مین کچھ دور چلا تو اقوام ملین جنکے پہلو سے گوشت کا ٹکڑا انکے منہ مین دیا جاتا ہی کہ کھاؤ جیسے اپنے بھائون کا گوشت
کھایا کرتے تھے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا کہ یہ ہماز نمازہین یعنی غیبت وعیب جوئی کرنیوالے ہین۔ پھر مجھے آسمان دوم پر صعود کیا۔ وہان
کا تذکرہ ہی ہر ایک مع چند نفر اپنی قوم کے دلیکن دوم مین یوسف وسوم مین عیسی ویحیی وچہارم مین ادریس وپنجم مین ہارون مع چند نفر
ڈاڑھی گویا ناف تک بسبب طول کے اور جبرئیل نے کہا کہ یہ اپنی قوم کا محبوب ہارون ہی وششم مین موسی (موسی
بال والے اگر انپر دو قمیص ہوتین تو بال انکے توڑ جاتے وہ کہتے تھے کہ لوگ کہتے ہین کہ ہین اللہ تعالی کے نزدیک
ہون نہین بلکہ اللہ تعالی کے نزدیک یہ مجھ سے زیادہ بزرگ ہی مین نے کہا کہ یہ کون ہی جبرئیل نے کہا کہ
بھی چند نفر انکی قوم کے تھے مین نے انکو سلام کیا مجھے جواب سلام دیا پھر مجھے ساتوین آسمان کو صعود کیا
کو دیکھا کہ بیت المعمور سے تکیہ دیے ہوے ہین اچھے خوبصورت ہین مین نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہین کہا
ہین انکے ساتھ بھی انکی قوم سے چند لوگ تھے مین نے سلام کیا انھون نے جواب دیا پھر مین نے انکی
سپید لباس مثل کاغذ کے اور دوسرون پر سیاہی مائل ہی پھر مین بیت المعمور مین داخل ہوا اور میرے ساتھ
اور دوسرا گروہ جنپر میلا لباس تھا روکے گئے حالانکہ وہ بھی بہتری پر ہین پھر مین نے اپنے ساتھیون کے

Marfat.com

[illegible] پڑھتے ہین کہ پھر قیامت تک دوبارہ نہین آتے ہین پھر مین سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا اُسکی چنبان گویا
[illegible] اور اُسمین سے ایک نہر نکلتی ہی جسکو سلسبیل کہتے ہین اور اُس سے دو نہرین چھوٹی نکلتی ہین ایک کوثر اور دوسری
[illegible] پس اللہ تعالی نے میرے اگلے و پچھلے گناہ معاف کر دیے پھر مین جنت کو بلند کیا گیا پس ایک جاریہ میرے سامنے
[illegible] کہ تو کسکی ہی بولی کہ زید بن حارثہ کی اور وہان انہار آب تازہ خوشگوار کی اور انہار شیر و انہار خمر لذیذ و انہار عسل مصفی ہین اور انہار
[illegible] پوچھا کہ تو کسکی ہی بولی کہ زید بن حارثہ کی اور وہان انہار آب تازہ خوشگوار کی اور انہار شیر و انہار خمر لذیذ و انہار عسل مصفی ہین اور انہار
[illegible] پرند جیسے تمھارے شتر بختی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنے نیک بندون
[illegible] وہ کچھ تیار کیا ہی کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی آدمی کے دل پر اُسکا تصور آیا ہی - پھر فرمایا کہ میرے سامنے
[illegible] پس کہ گئی مین نے دیکھا کہ آسمین اللہ تعالی کا غضب و زجر و عذاب ہی اگر اسمین پتھر و لوہا ڈالا جاوے تو وہ گھا جاوے پھر وہ
[illegible] مجھ سدرۃ المنتہی کو بلند کیا گیا جسنے ڈھانپ لیا اور اُسکے ہر پتے پر فرشتہ اُترا فرشتون مین سے - اور مجھپر پچاس نمازین
[illegible] ہوئین پھر مجھے موجبت موسی علیہ السلام و تخفیف عملی کا ذکر مثل سابق ہی پھر صبح کو مکہ والون کو معراج و اُسکے عجائب سے آگاہ کیا تو جہل
[illegible] ہشام نے کہا کہ تم لوگ تعجب نہین کرتے جو محمد گمان کرتا ہی کہ رات مین بیت المقدس گیا اور واپس آیا اور ہم مہینا بھر سواری ہانکتے
[illegible] مہینا بھر لوٹتا ہی یہ دو مہینہ کی راہ ہی کہ رات بھر مین طے کر لی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو قریش کے ایک قافلہ سے آگاہ کیا جو جاتے
[illegible] وقت فلان فلان مقام پر تھا اور وہ بدک گیا تھا اور لوٹتے وقت وہ عقبہ کے نزدیک تھا اور قریش کو اس قافلہ کے ہر آدمی سے و اُسکے
[illegible] اونٹ سے اور ہر ایک کے متاع سے آگاہ کیا پس ابوجہل بولا کہ یہ تو ہم کو بہت سی نشانیان بتلاتا ہی اتنے مین اُنمین سے ایک آدمی بولا کہ ٹھہرو
[illegible] بیت المقدس کو خوب جانتا ہون اُسکی عمارت و ہیات سے اور اُسکی نزدیکی پہاڑ سے خوب واقف ہون - پس اُسکے نشانات پوچھنا شروع کیے
[illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے سامنے بیت المقدس منکشف کر دیا گیا کہ مین اُسکو ایسے دیکھنے لگا جیسے تم مین سے کوئی اپنی کوٹھری دیکھتا
[illegible] تو بتلانا شروع کیا کہ اُسکی عمارت ایسی ایسی ہی اور ہیات ایسی ایسی ہی اور پہاڑ سے اُسکا قرب اِسقدر ہی وہ بولا کہ یہ تو تم نے سچ کہا پس اُسنے اپنے
[illegible] لوگون سے کہا کہ اس بات مین تو محمد نے بالکل سچ کہا یا کوئی اسی کے مانند جملہ بیان کیا - رواہ ابن جریر و ابن ابی حاتم و البیہقی اور شیخ نے کہا کہ
[illegible] مین ایک راوی ابو ہارون العبدری جسکا نام عمارہ بن جوین ہی ائمہ حدیث کے نزدیک ضعیف ہی لیکن مین اُسکی حدیث یہان اسواسطے لایا ہون
[illegible] دوسری احادیث کے ساتھ شواہد ہین اور نیز شیخ ابو الازہر کی کرامت کے واسطے جس سے راوی موصوف کی اس حدیث مین البتہ سالم ہونا نکلتا ہی
[illegible] امام بیہقی نے روایت کیا حیث قال اخبرنا الامام ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن ابنانا ابو نعیم احمد بن محمد بن ابراہیم البزار حدثنا ابو حامد بن بلال
[illegible] حدثنا ابو الازہر یزید بن ابی حکیم قال رایت فی النوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت یا رسول اللہ رجل من امتک یقال لہ سفیان الثوری لا باس بہ
[illegible] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا باس بہ حدثنا عن ابی ہارون العبدی عن ابی سعید الخدری عنک لیلۃ اسری بک قلت رایت فی السماء فجدشہ
[illegible] فقال نا نعم فقلت لہ یا رسول اللہ ان ناسا من امتک یحدثون عنک فی السری بعجائب فقال لی ذاک حدیث القصاص یعنی امام بیہقی
[illegible] فقال ابو عثمان اسمعیل بن عبد الرحمن نے کہا ہمکو آگاہ کیا ابو نعیم احمد بن محمد بن ابراہیم البزار نے کہا ہم سے حدیث بیان کی شیخ
[illegible] کہا کہ ہم سے حدیث فرمائی شیخ ابو الازہر یزید بن ابی حکیم نے کہا کہ مین نے خواب مین سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھکر
[illegible] آپ کی امت سے ایک شخص جنکو سفیان الثوری کہتے ہین اسمین کچھ مضائقہ نہین تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
[illegible] سفیان الثوری نے ہم سے حدیث نقل کی بواسطہ ابو ہارون العبدی کے آپ کے صحابی حضرت

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اُنھون نے آپ سے اس رات کا حال کہ جسمین آپ کو معراج ہوئی تھی
پس پوری حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حضور مین عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ ان پچھلوں نے
معراج مین عجائب نقل کرتے ہین تو فرمایا کہ یہ قصہ کہنے والون کی باتین ہین - مترجم کہتا ہی کہ خواب اگر صحیح
عطیہ شیخ ابو الازہر کی اور فائدہ عجیبہ بابت حدیث شیخ ابو ہارون کے ہی - فافہم - پھر شیخ ابن کثیر رح نے حدیث
بروایت امام ابو اسمعیل محمد بن اسمعیل الترمذی اور کہا کہ اسکو امام بیہقی نے بھی بروایت امام موصوف دو طرق سے روایت
بہت سی احادیث امام بیہقی نے متفرق شواہد روایت کین اور کہا اسکو ابن ابی حاتم نے بھی اپنی تفسیر مین روایت کیا
اسکو امام احمد نے روایت کیا اور چند زوائد مین ایک یہ کہ مین جنت مین داخل ہوا تو مین نے وہان بلال کے پیرون کی آواز سنی
تو کہا کہ یہ آپ کا مؤذن بلال رضی اللہ عنہ ہی جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا کہ فلاح پائی بلال رضی اللہ عنہ نے
واسطے ایسا ایسا دیکھا ہی - مترجم کہتا ہی کہ یہ صحیحین مین موجود ہی کہ مین نے آواز نعال بلال رضی اللہ عنہ سنی اور صحیح
کہ کس عمل سے تو نے یہ درجہ پایا - بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے تو کوئی بات نہین معلوم ہوتی ہے اسکے
مین نے وضو کیا تو دو رکعت تحیۃ وضو پڑھی - اور دیکھو کہ اسکے بعد جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت فرمائی ہی تو بلال رضی اللہ عنہ نے
کر کے جلتی دھوپ مین لٹایا اور لوہے کی زرہ جلتی ہوئی پہنائی اور گرم تیل چھڑکا اور ایسے سخت عذاب کیے کہ اس وقت مین زبان سے کفر کے
مگر کمال ایمان و نور یقین و معرفت اللہ تعالیٰ نے اصحاب مین اسقدر بھر دیا تھا کہ بلال باوجود نالہ وزاری کے بھی کہے جاتے تھے کہ
سے کبھی کفر نہ کرونگا اور اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہی الحمد للہ علی ذلک - امر دوم یہ زائد ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ مین نظر ڈالی تو دیکھا
کہ اسمین ایک قوم مردار کھاتی ہی پوچھا تو جبرئیل نے بیان کیا کہ یہ غیبت کرنیوالے لوگ ہین اور وہان ایک مرد کو سرخ رنگ کا دیکھا
نے کہا کہ یہی وہ شخص ہی جسنے ناقہ صالح علیہ السلام کو مارا ہی - مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ مین نے عمرو بن لحی کو دیکھا کہ دوزخ مین اپنی آنتین کھینچتا پھرتا ہی
اور یہ وہ شخص ہی جو پہلے پہل ملک حجاز مین بت لایا یعنی بت پرستی پھیلائی ہی - امر سوم پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصیٰ مین آپ کے
نماز پڑھنے لگے دیکھا تو سب انبیاء ابتدا سے انتہا تک آپ کے پیچھے نماز مین ہین جب سلام پھیرا تو آپ کے پاس دو پیالے لائے گئے ایک
دودھ تھا اور ایک بائین سے جسمین عسل تھا پس دودھ لیکر پیا تو جبرئیل کے ہاتھ مین تھا اُسنے کہا کہ آپ نے فطرت پائی - شیخ ابن کثیر رح نے
صحیح ہی پھر امام احمد رح کی اسناد سے ابن عباس سے روایت ذکر فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اسراء بیت المقدس
آئے اور لوگون سے اپنی سیر اور نشانات بیت المقدس اور قریش کے قافلہ والون کا حال بیان کیا پس بہت لوگ
نماز پڑھ چکے تھے کہنے لگے کہ ہم محمد کی تصدیق نہین کر سکتے اس قول مین پس مرتد ہو کر کافر ہو گئے پھر بدر کے روز
مارے اور ابو جہل نے کہا کہ محمد ہمکو شجرۃ الزقوم سے ڈراتا ہی لاؤ چھوہارے و مسکہ باہم رقم کرو اور کھاؤ - اور آنحضرت صلی
دجال کو اسکی صورت اصلی پر آنکھ سے دیکھا کچھ خواب کا دیکھنا یہ نہین ہی - رواہ النسائی قال الحافظ بسناد صحیح
تمام اسناد سے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے معراج
گھونگھر والا گویا قبیلہ شنوءہ مین سے ہی اور عیسیٰ بن مریم کو دیکھا مرد گدازبدن سیدھا سر سے پانی بہتا ہوا
دجال کو منجملہ ان آیات کے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دکھلائین فلا تکن فی مریۃ من لقائہ الحدیث

Marfat.com

ہے اور اسرا [illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس رات مجھے اسرا
کیا گیا [illegible] کہ کیسی خوشبو ہے کہا کہ ماشطہ بنت فرعون ہے اور اسکی اولاد ہے یعنی فرعون کی دختر کو سنوارنیوالی
[illegible] اولاد کی خوشبو ہے پھر اسکا یہ حال بیان کیا کہ اسکے ہاتھ سے ایک مرتبہ کنگھی گر گئی تو اسنے اللہ تعالی کا نام لیکر اٹھایا پس
[illegible] اپنے باپ کا نام لیا کہ تیرے باپ کا کہا کہ میرا رب و تیرے باپ کا رب ہے وہ بولی کہ کیا میرے باپ کے سوائے تیرا کوئی اور رب ہے
[illegible] کہا کہ میرا و تیرے باپ کا رب اللہ تعالی ہے فرعون نے اسکو بلا کر پوچھا اسنے کہا کہ ہان میرا و تیرا رب اللہ تعالی ہے پس اسنے حکم دیا کہ کڑھائی تانبے
[illegible] کی گئی اور حکم دیا کہ انمین ڈالی جاوے وہ بولی کہ مجھے تجھ سے ایک حاجت ہے بولا کہ وہ کیا ہے کہا کہ میری ہڈیان اور میری اولاد کی ہڈیان ایک ہی جگہ
[illegible] کہ جیسا تو کہ اچھا سمجھے تیرے حق کی رعایت منظور ہے پس اسکے ڈالنے کے بعد حکم دیا کہ تمام اسکی اولاد ایک ایک کرکے اسکے ساتھ ڈالدی جاوے
[illegible] کہ آخر مین ایک دودھ پیتا بچہ رہا وہ بول اٹھا کہ اے ماں مضبوط رہ اور کچھ غمناک مت ہو کہ تو حق پر ہے۔ کہا کہ بچہ پن مین چار بولے ہین ایک یہی
[illegible] سرا گواہ اور تیسرا جریج راہب کا گواہ اور چوتھا عیسی بن مریم علیہ السلام۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اسکی اسناد اچھی ہے کچھ مضائقہ نہین ہے
[illegible] امام احمد سے بروایت ابن عباس ذکر کیا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جس رات مجھے اسرا ہوا اور صبح کو مین مکہ مین آیا تو مجھے ایک گھبراہٹ اسوجہ سے ہوئی کہ لوگ
[illegible] تکذیب کرینگے یعنی حکم قادر قاہر عزوجل یہ تھا کہ اسکو صاف بیان کردے اور وہی جانتا ہے کہ کن کو ہدایت پر رکھیگا اور کن کو مردود فرماویگا پس مین مغموم
[illegible] ایک طرف بیٹھ گیا اتنے مین بوجہل اسطرف سے گذرا اور میرے پاس آکر ٹھٹھول سے پوچھنے لگا کہ کہو کوئی بات ہے مین نے کہا کہ ہان۔ بولا کیا ہے مین نے کہا کہ
[illegible] رات مجھے اسرا دیا گیا بولا کہ کہان کو۔ مین نے کہا کہ بیت المقدس تک۔ بولا کہ پھر صبح کو تم ہم مین موجود ہو فرمایا کہ ہان پس اسنے دیکھا کہ ابھی تکذیب نہ کردن قوم کو
[illegible] ایسا ہو کہ جا انکار کرجاوین تو اسنے قوم بنو کعب ابن لوی کو آواز دی اور کہا کہ اگر قوم کو بلاؤن تو تم بیان کروگے رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ہان پس سب گروہ
[illegible] جمع ہوئے یہانتک کہ مجلس بھر گئی بولا کہ قوم سے بیان کرو آپ نے فرمایا کہ رات مجھے اسرا دیا گیا۔ بولے کہ کہان کو فرمایا کہ بیت المقدس تک تو کہنے لگے کہ پھر تم صبح
[illegible] ہے موجود ہو فرمایا کہ ہان۔ تو قوم مین یا تو انیان پہننے والے تھے یا اپنا ہاتھ سر پر رکھے ہوئے تعجب سے جھٹلاتے تھے۔ پھر بولے کہ
[illegible] بیت المقدس کی نشانیان و حلیہ بیان کرسکتے ہو اور انمین سے بعضے ایسے تھے جنھون نے اسکو خوب دیکھا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمانے
[illegible] اسکو حلیہ بتلاتا جاتا تھا یہانتک کہ بعض باتین بوجہ اسکے کہ مین نے اسطرف نظر نہین کی تھی متلبس ہوئین تو اللہ تعالی نے مسجد کو میرے سامنے
[illegible] اسکو دیکھتا جاتا اور جو مجھے یاد بھی نہین تھا وہ بھی بیان کرتا جاتا تھا پس قوم مین سے جاننے والے کہنے لگے کہ یہ نشانیان تو قسم اللہ تعالی کی
[illegible] ٹھیک بیان کی ہین۔ وقد رواہ النسائی والبیہقی۔ "حدیث عبد اللہ بن مسعود رض" فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسرا ہوا پس آپ
[illegible] نیچے لاوے گئے آسمان مین ہے اور وہین تک منتہی ہوتا ہے جو چڑھایا جاوے حتی کہ اس سے قبض کیا جاوے اور اسی پر منتہی ہوتا ہے
[illegible] اسکو اوپر سے جو کہ قبض کیا جاوے اور اللہ تعالی نے فرمایا اذ یغشی السدرۃ ما یغشی۔ کہا کہ سونے کے فراش نے ڈھانپا اور رسول اللہ
[illegible] سے مسجد بیت المقدس کی نشانیان پوچھی تھین جو مجھے یاد نہ تھا پس اللہ تعالی نے میرے لیے اسکو ظاہر کردیا جسکو میں بیان کرتا تھا۔ پھر فرمایا کہ
[illegible] پانچون نمازین و آیات خاتمہ سورۃ البقرۃ اور مغفرت کبیرہ گناہ اس امتی کے لیے جو شرک نہ کرے۔ رواہ البیہقی
[illegible] کہا کہ یہ جو حضرت ابن مسعود رض نے بیان فرمایا حدیث معراج کا ایک ٹکڑا ہے اور بیہقی نے اسکو حضرت انس رض کی روایت
[illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی ذکر کیا۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ابن مسعود رض سے معراج کی روایت اس سے زیادہ تفصیل سے بھی
[illegible] حدیث شہور والا ہے اسکو نقل کیا مگر اسمین کوئی فائدہ زائد نہین ہے سوائے اسکے کہ ابراہیم علیہ السلام نے بعد
[illegible] کی روایت خلق [illegible] سے ملنے والا ہے اور تیری امت سب سے پچھلی امتون مین سے نہایت کمزور ہے اگر تجھ سے

Marfat.com

ہو سکے تو تیری سب مراد اپنی امت ہی کے واسطے ہو اور اس حدیث مین یہ بھی ہو کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے [illegible]
کہ جس درخت کے پھل گویا چراغ تھے۔ شیخ نے اسکے بعد لکھا کہ اس روایت مین بعض باتین ایسی ہین کہ [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ آسمانون مین ملاقات کی پھر وہان سے بیت المقدس کو [illegible]
کے ساتھ نماز پڑھی پھر براق پر سوار ہو کر مکہ کو رجوع فرمایا ہی۔ مترجم کہتا ہو کہ ظاہر احادیث یہ ہو کہ اول مین بعض انبیاء [illegible]
وہی پھر بیت المقدس مین بدون تعارف کے آپ نے امامت کی پھر آسمانون مین جبرئیل علیہ السلام کے بتلانے سے [illegible]
ساتھ نزول ہوا اللہ تعالی اعلم۔ اور واضح ہو کہ امر آخرت ایسے طور پر اللہ تعالی کی عجائب حکمت کاملہ کے ساتھ واقع ہو گا [illegible]
مین روح کو بدن مین اسکی کیفیت سے سوائے عقلی جزم کرنے کے حواس سے بہرہ کم ہوتا ہی پس عاقل سلیم القلب کو [illegible]
شیطانی سے لغزش واقع نہو اور اللہ تعالی عزوجل کی قدرت محیط ہی۔ اور اسکے عجائب بے انتہا ہین واللہ سبحانہ اعلم۔ پھر شیخ نے حضرت ابن [illegible]
کی روایت مسند امام احمد رح سے نقل فرمائی کہ اسرا مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم و موسی و عیسی علیہم السلام سے ملاقات فرمائی اور ان سے
آپس مین امر قیامت کا تذکرہ فرمایا پس انھون نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف مرجع رکھا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے اسکا علم نہین ہی پھر
کی طرف اور انھون نے بھی لاعلمی فرمائی پھر عیسی علیہ السلام کی طرف انھون نے فرمایا کہ مجھے بھی کچھ علم نہین سوائے اسکے کہ اللہ تعالی نے مجھ سے یہ
عہد کیا کہ دجال نکالا جانیوالا ہی اور کہا کہ یہ میرے ساتھ دو آلہ ہونگے جب دجال مجھے دیکھیگا تو پگھلنے لگیگا جیسے رانگا گلتا ہی پس جب مجھے دیکھیگا تو اللہ
اسکو ہلاک کریگا حتی کہ درخت و پتھر کہینگے کہ اے مسلم میرے نیچے ایک کافر ہی اسکو آکر قتل کر دے پس اللہ تعالی سب دجالون کو ہلاک کریگا (یعنی غایت قریب قیامت کے ہوگا) پس
لوگ اپنے ملکون و شہرون کو واپس جاوینگے۔ کہا کہ پھر اسوقت یاجوج و ماجوج نکلینگے۔ ہر حدب سے پھاندتے جاوینگے پس لوگون کے ملک روند
ڈالینگے جان آوینگے اس چیز کو ہلاک کر دینگے اور جس پانی پر گذرینگے اسکو پی جاوینگے۔ پھر لوگ میرے پاس انکی شکایت کرتے ہوئے آوینگے پس
مین اللہ تعالی سے انکے حق مین بد دعا کرونگا اللہ تعالی انکو ہلاک و مردہ کر دیگا حتی کہ زمین انکی بدبو سے گندہ ہو جائیگی اللہ تعالی آسمان سے پانی
نازل فرماویگا وہ انکے بوسیدہ جسمون کو بہا کر سمندر لیجائیگا۔ پس جو عہد اللہ تعالی نے مجھکو فرمایا ہی اسمین ہی کہ یہ واقعہ جسوقت اسطرح واقع ہوگا
اسوقت قیامت کی مثال ایسی ہوگی جیسے پورے دنون کے پیٹ کی عورت کہ اسکے گھر والے نہین جانتے کہ کس وقت اچانک دن مین یا رات مین
اسکے لڑکا ہوگا۔ ورواہ ابن ماجہ۔ حدیث معراج بروایت عبد الرحمن بن قرط۔ اصل روایت قولہ تعالی تسبح لہ السموات السبع الآیۃ کی تفسیر مین جبیر
عبد الرحمن رح سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شب معراج مین مسجد الحرام سے درمیان زمزم و مقام [illegible]
ہوا اسطرح کہ جبرئیل دائین طرف اور میکائیل بائین جانب تھے اور عروج ہوا یہانتک کہ سموات العلی کو پہونچے جب آسمان [illegible]
کہ مین نے آسمانون کی تسبیح مع بہت سی تسبیحات کے سنی آسمان تسبیح کرتے ہوئے صاحب [illegible] سے ڈرتے ہوئے
یہ روایت سعید بن منصور نے سنن مین روایت کی ہی۔ حدیث متعلق معراج بروایت عمر بن الخطاب رض جب عمر بن [illegible]
بیت المقدس کو فتح کیا تو عبید بن آدم تابعی نے بیان کیا کہ مین نے حضرت عمر رض سے سنا کہ آپ نے کعب احبار سے [illegible]
مین نماز پڑھون تو کعب نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھ سے لیون تو صخرہ کے پیچھے پڑھیے تو تمام زمین آپکے [illegible]
کہ تو نے یہودیت کی مشابہت پیدا کی ولیکن وہان پڑھونگا جہان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی [illegible]
پھر واپس ہو کر اپنی چادر بچھائی اور وہان کا جھاڑا ہوا کوڑا اپنی چادر مین لیا اور لوگون نے بھی [illegible]

Marfat.com

روبرو نماز پڑھتے جیسا کعب رض نے اشارہ کیا تھا اور کعب احبار ایسی قوم مین سے تھے جو صخرہ کے یہانتک تعظیم کرتے
تھے لیکن کعب رض کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت سے اسلام کی ہدایت دیدی تھی لیکن اُنکے اِس اشارہ سے عمر رض نے اُنکو
یہودیت کی مشابہت کرلی یعنی اُنکی موافقت مین ایسا خیال کیا - اور اسی طرح عمر رضی اللہ عنہ نے صخرہ کی وہ اہانت نہ کی جو نصرانی
نے یہانتک کہ یہودیون کا قبلہ ہونے کی وجہ سے نصرانیون نے اُسکو گھورا بناڈالا تھا اور اُسپر کوڑا ڈالتے تھے بلکہ قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور
صخرہ کو تمام صاف کرادیا اور اُسکو اپنی چادر مین اُٹھایا - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ شبیہ اِسکی وہ ہے جو صحیح مسلم مین مرفوع مروی ہے کہ تم لوگ قبرون
پر مت بیٹھو اور اُنکی طرف کو نماز بھی مت پڑھو - مترجم کہتا ہے یعنی قبرون کی نہ اہانت کرو اور نہ بیجا طور پر تعظیم کرو - حدیث معراج بروایت ابو ہریرہ رض
بطول روایت ہے اور اسمین غرابت ہے - قال الامام ابو جعفر بن جریر حدثنا علی بن سہل حدثنا حجاج حدثنا ابو جعفر الرازی عن الربیع بن انس عن
ابی العالیۃ الریاحی عن ابی ہریرہ او غیرہ شک ابو جعفر فی قول اللہ عزوجل سبحان الذی اسری بعبدہ الآیہ - فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
جبرئیل آئے اور اُنکے ساتھ میکائیل تھے پس جبرئیل نے میکائیل سے کہا کہ آپ زمزم کا طشت لائیے تاکہ مین اُنکا قلب دھوؤن اور صدر کو شرح کرون
پس آپ کا سینہ چاک کرکے اُسکو تین مرتبہ دھویا اور میکائیل پاس تین طشت لائے پھر شرح صدر کیا پس جو کچھ اِسمین غل تھا نکال ڈالا اور اُسکو
علم و حلم و ایمان و یقین و اسلام سے بھر دیا اور دونون مونڈھون کے درمیان ختم نبوت کی مہر کی پھر ایک گھوڑا لایا اِسپر سوار کیا جسکا ہر قدم اسکے
منتہائے نظر پر پڑتا تھا پس آپ روانہ ہوے اور آپ کے ساتھ جبرئیل و میکائیل علیہما السلام روانہ ہوے پس آپ ایک قوم پر ہوکر گذرے جو ایک
دوسرے کو قتل کرتے تھے اور دوسرے روز کاٹتے تھے ہر بار جب کاٹتے تو ویسے ہی عود کرتی جیسی تھی آپ نے فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام یہ کیا ہے کہا کہ یہ
لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرنیوالے ہین اِنکی نیکیان سات سو گونہ کی گئی ہین جو خرچ کیا اُسکے لیے خلف ہے اور اللہ تعالیٰ خیر الرازقین ہے پھر ایک
قوم پر گذرے جنکے سر ایک پتھر سے مار کر کوفتہ کیے جاتے ہر بار کوفتہ کیے جانے ویسے عود کرتے جیسے تھے اور درمیان مین کچھ دیر تاخیر نہین
تھی آپ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تو بیان کیا کہ یہ قوم ہے کہ جنکے سر نماز فریضہ ادا کرنے سے بوجھل ہوگئے تھے - پھر ایک قوم پر گذرے
جنکے آگے شرمگاہ پر ایک چیتھڑا تھا اور اُنکے پیچھے شرمگاہ پر ایک چیتھڑا تھا اونٹ و جانورون کی طرح چلتے اور قریع زقوم اور رضف جہنم واُسکے پتھر
تھے - آپ نے پوچھا تو بیان کیا کہ یہ لوگ اپنے اموال کے صدقات نہین ادا کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اِنپر کچھ ظلم نہین کیا اور اللہ تعالیٰ
اپنے بندون پر ظلم نہین فرماتا ہے - پھر ایک قوم پر گذر ہوا جنکے سامنے ایک دیگ مین پاکیزہ پختہ گوشت تھا اور دوسری دیگ مین ناپاک کچا تھا
یہ لوگ گوشت خبیث کھانے لگے اور پختہ پاکیزہ چھوڑ دیا پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو جبرئیل علیہ السلام نے بتلایا کہ یہ آپ کی
امت سے وہ مرد ہے کہ اِسکے پاس حلال پاکیزہ عورت ہوتی ہے اسکو چھوڑ کر خبیثہ حرام عورت کے پاس جاکر رات بھر بسر کرکے صبح کردیتا ہے اور وہ
عورت کہ اُسکا حلال شوہر موجود ہے اُسکے پاس سے اُٹھکر مرد حرام ناپاک کے پاس جاکر رات اُسکے ساتھ صبح کردیتی ہے پھر آپ گذرے ایک مکڑی
کے منہ پر بڑی بوجھ دیکھا کہ جو چیر پاجو کپڑا اِس راہ سے گذرتا ہے اُسکو پھاڑ دیتی ہے پوچھا تو بتلایا کہ آپ کے امت سے یہ قومین ہین کہ راہون پر
بیٹھتی ہین اور پڑھی آیت ولا تقعدوا بکل صراط توعدون وتصدون الآیہ - پھر آپ گذرے ایک شخص پر کہ اُسنے بہت بڑا گٹھا جمع کیا
ہے اور اُٹھا نہین سکتا تھا اور وہ اِسپر اور زیادہ لاوے جاتا تھا - پوچھا اے جبرئیل یہ کیا ہے بتلایا کہ آپ کی امت سے یہ وہ شخص ہے کہ اُسکے
ذمہ امانتین ہین بلکہ ادا نہین کرسکتا باوجود اِسکے چاہتا ہے کہ اور لادے جاوے - پھر ایک قوم پر گذرے جنکی زبانین اور ہونٹھ
آہن سے کاٹے جاتے ہین ہر بار جب کاٹے جاتے ہین پھر ویسے ہی عود کر آتے ہین برابر یہی جاری ہے ایک دم کا فتور نہین

Marfat.com

ہوتا ہی پوچھا کہ جبرئیل یہ کیا ہی تبلایا کہ یہ وہ لوگ ہین جو فتنہ مین وعظ کرتے ہین - پھر ایک پتھر کی طرف
بڑا بیل نکلتا تھا وہ بیل چاہتا تھا کہ پھر جہان سے نکلا ہی اُسمین چلا جاوے مگر قابو نہین پاتا تھا پوچھا
پھر نادم ہوا مگر واپس نہین کرسکتا ہی - پھر ایک وادی سے گذرے وہان ہوا سے پاکیزہ خوشگوار خوشبو
جبرئیل یہ کیا ہی تبلایا کہ یہ آواز جنت ہی کہتی ہی کہ اہی رب مجھے وہ عطا کردے جو تونے وعدہ فرمایا ہی کہ میرے
وعقری ومتی ومرجان وچاندی وسونا واکواب وصحاف واباریق وکاس وشہد وپانی ودودھ وشراب مین
فرماتا ہی کہ تیرے واسطے ہر مرد مسلمان وعورت مسلمہ اور ہر مرد مومن وعورت مومنہ ہی اور جو مجھپر ومیرے رسولون پر ایمان لا
میرے ساتھ کسی چیز سے شرک نہ کیا اور میرے سوائے کوئی مانند نہین بنایا وہ تیرا ہی اور جو مجھ سے پھرا وہ بخوف ہی اور جس نے
اُسکو دیتا ہون اور جس نے میرے پاس قرض رکھا مین اُسکو عوض دیتا ہون اور جس نے مجھپر توکل کیا مین اُسکے کام کی کفالت کرتا
اللہ ہون میرے سوائے کوئی الہ نہین ہی مین وعدہ مین خلاف نہین کرتا ہون اور مومنون نے فلاح پائی وتبارک اللہ احسن الخالقین جنت
عرض کیا کہ اہی رب مین راضی ہوئی - پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری ایک وادی پر پہونچے وہان آواز ہیبتناک ناگوار اور بدبو ناپاک پائی پو
اہی جبرئیل یہ کیا ہی تبلایا کہ یہ آواز جہنم ہی کہتی ہی کہ مجھے عطا کردے جو تونے وعدہ کیا ہی کہ بہت ہوگئے میرے سلاسل واغلال وسعیر وحمیم وضریع وغساق
اور میرا گہراؤ عمیق ہوا اور حرارت سخت ہوگئی پس جو مجھ سے وعدہ فرمایا ہی مجھے عطا کردے اللہ تعالی نے فرمایا کہ تیرے واسطے ہر مشرک مرد اور ہر مشرک
عورت ہی اور ہر کافر مرد وہر کافرہ عورت اور ہر خبیث مرد اور ہر خبیثہ عورت اور ہر وہ شخص سرکش ہی جو روز قیامت پر ایمان نہین لاتا ہی جہنم نے عرض کیا
کہ مین راضی ہوئی - کہا کہ پھر روانہ ہو کر بیت المقدس پر پہونچے اور اُتر کر صخرہ سے اپنا گھوڑا باندھا اور داخل ہو کر ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھی جب نماز
پوری ہوچکی تو اُنھون نے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ تمھارے ساتھ کون ہین کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین بولے کہ اِنکے پاس تم بھیجے گئے تھے کہا کہ ہان
بولے کہ حیاہ اللہ بہت اچھا بھائی اور نہایت خوب خلیفہ اور بہت اچھی آمد سے تشریف لایا ہی پھر آپ نے ارواح انبیاء علیہم السلام سے ملاقات
اُنھون نے اپنے رب عزوجل کی تعریف شروع کی ابراہیم علیہ السلام نے کہا الحمد للہ الذی اتخذنی خلیلا واعطانی ملکا عظیما وجعلنی امۃ قانتا یوم ولا
من النار وجعلها علی برودا وسلاما - یعنی تعریف سب اُسی اللہ تعالی کو ہی جس نے مجھے اپنا خلیل بنایا اور مجھے ملک عظیم دیا اور مجھے امت قانت کیا کہ میرا
اقتدا کیجاتی ہی اور مجھے آگ سے چھڑایا اور اسکو مجھپر ٹھنڈک وسلامتی کردیا - پھر موسی علیہ السلام نے رب عزوجل کا شکر ادا کیا کہ حمد سب اللہ تعالی
ہی جس نے مجھ سے کلام فرمایا اور ہلاک آل فرعون ونجات بنی اسرائیل میرے ہاتھون کردی اور میری امت مین سے ایک قوم ایسی بنائی جو ہدایت پر اور
عدل کرتی تھی پھر داؤد علیہ السلام نے کہا کہ تعریف اللہ ہی کو ہی کہ میرے واسطے بادشاہت عظیم کردی اور مجھے زبور سکھلائی اور میرے واسطے لوہے کو نرم کیا
اور پہاڑون کو میرے لیے مسخر کیا کہ میرے ساتھ تسبیح کرتے تھے اور پرندون کو - اور مجھے حکمت وفصل خطاب عطا کیا پھر سلیمان نے
کہا کہ حمد اللہ ہی کو ہی کہ جس نے میرے واسطے مسخر کیا ریاح کو اور شیاطین کو جو میرے بے بناتے تھے جو مین چاہتا محرابین اور تمثیل ومجسمہ اور حوض
پہچانتا پرندون کے بول چال کا اور ہر چیز سے مجھے فضل دیا اور میرے لیے لشکر شیاطین وانسانون وپرندون کے مسخر
مومنین پر مجھے فضیلت دی اور مجھے بادشاہت عظیم دی جو میرے بعد کسی کے واسطے لائق نہین اور میری بادشاہت
پھر عیسی علیہ السلام نے حمد کی کہ سب تعریف اُسی اللہ تعالی کو ہی جس نے مجھے اپنا کلمہ بنایا اور میری مثال
کر جو جاوہ ہوگیا اور مجھے کتاب وحکمت وتوریت وانجیل سکھلائی اور قوت دی کہ مین مٹی سے پرندکی صورت

[illegible] اور مردے کو زندہ کرتا اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور مجھے بلند و پاک کیا اور مجھے اور
[illegible] میرے اصحاب رکھا ہم پر شیطان کو کوئی راہ نہیں ہے۔ پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل کی ثنا بیان فرمائی اور کہا کہ
[illegible] عزوجل کی ثنا کی اور رب ہیں ثنا کرتا ہوں فرمایا کہ تمام کمال حمد ہے اللہ عزوجل کو جس نے مجھے بھیجا رحمۃ للعالمین اور تمام سب
[illegible] بشیر و نذیر فرما کر اور مجھ پر قرآن عظیم نازل فرمایا جسمیں ہر چیز کا بیان ہے اور میری امت کو سب امتوں سے بہتر کیا اور میری امت کو امت
[illegible] عدل شاہد کیا اور میری ہی امت کو اولین و آخرین فرمایا اور میرا سینہ شرح فرمایا اور ہر قسم کا وزر مجھ سے دور کر دیا اور میرا ذکر بلند فرمایا اور
[illegible] کو ختم کرنے والا بنایا۔ ابراہیم علیہ السلام نے یہ سنکر فرمایا کہ انھیں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمپر فضیلت ہے۔ ابو جعفر رحمہ اللہ راوی نے کہا کہ
[illegible] کے خاتم اور فاتح سے مراد قیامت کے روز شفاعت کے ساتھ کھولنے والے و جنت کے۔ پھر تین ظروف سربند آپ کے پاس
[illegible] گئے ایک میں پانی تھا اس سے آپ نے بہت خفیف لیکر چھوڑ دیا پھر دوسرا پیالہ دودھ کا دیا گیا اسکو پیا یہانتک کہ سیر ہو گئے پھر
[illegible] سرا پیالہ شراب کا لایا گیا اس سے انکار کیا کہ مجھے نہیں چاہیے میں سیر ہوں تو جبرئیل نے کہا کہ یہ عنقریب آپ کی امت پر حرام کیجائیگی اور اگر
[illegible] آپ اسمیں سے پیتے تو آپ کی امت سے تھوڑی آپ کی پیروی کرتے پھر آپ کو عروج دیا گیا آسمان کو اور دروازہ کھلوایا تو پوچھا گیا کہ ای
[illegible] جبرئیل یہ کون ہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا کہ انکے پاس بھیجا گیا تھا کہا ہاں۔ بولے کہ حیاہ اللہ (یعنی) اللہ تعالیٰ اسکو سلامت باکرامت
[illegible] کے بہت اچھا بھائی اور بہت اچھا خلیفہ ہے اور نہایت خوب آمد آیا ہے پس آپ داخل ہوئے تو وہاں ایک مرد دیکھا کہ خلقت اسکی پوری ہے
[illegible] میں سے کچھ کمی نہیں ہوئی جیسے لوگوں کی خلقت گھٹی ہے اسکے دائیں ایک دروازہ ہے اس سے خوشبوی پاکیزہ نکلتی ہے اور اسکے بائیں ایک
[illegible] دروازہ ہے جس سے ہوائے بدبو ناگوار نکلتی ہے جب دائیں طرف کے دروازہ کو دیکھتا ہے تو ہنستا اور خوش ہوتا ہے اور جب بائیں طرف والے پر
[illegible] نظر کرتا ہے تو رو کر غمگین ہو جاتا ہے جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کون ہے تبلایا کہ یہ آپ کے باپ آدم ہیں اور دائیں طرف کا دروازہ جنت کا دروازہ ہے جب انکو
[illegible] دیکھتے ہیں جو آپ کی اولاد میں سے جنت میں داخل ہوتے ہیں تو خوش ہو جاتے ہیں اور بایاں دروازہ جہنم کا ہے جب اپنی اولاد میں سے اسکے
[illegible] داخل ہونیوالے دیکھتے ہیں تو غمگین ہو جاتے ہیں۔ پھر جبرئیل نے آپ کو دوسرے آسمان کو عروج کیا۔ مترجم کہتا ہے کہ آئندہ ہر آسمان الوان
[illegible] استفتاح و مبارکباد مع سوال جواب کے اور ملاقات انبیاء علیہم السلام مذکور ہے چنانچہ دوم میں یحیی و عیسی علیہما السلام نوجوان برادران
[illegible] سوم میں یوسف و چہارم میں ادریس اور پنجم میں ہارون علیہ السلام اپنی قوم کے محبوب مع چند لوگ بنی اسرائیل کے جنسے باتیں کرتے
[illegible] ششم میں موسی علیہ السلام۔ پھر ہفتم میں ابراہیم علیہ السلام اور اسطرح مذکور ہے کہ جب آسمان ہفتم میں داخل ہوئے تو ایک مرد اشمط کو
[illegible] بیت المعمور کے نزدیک ایک کرسی پر بیٹھا دیکھا اور آپ کے پاس ایک قوم بیٹھی تھی جنکے چہرہ سفید تھے جیسے سفید قرطاس ہوتا ہے اور دوسری قوم
[illegible] کہ جنکے کچھ میل تھا پس جنکے رنگ میں کچھ تھا وہ اٹھے اور ایک نہر میں داخل ہو کر نہائے اور نکلے تو میل سے کچھ کمی ہو گئی پھر دوسری
[illegible] کہ جنکے رنگ زیادہ پاک ہو گیا پھر تیسری نہر میں نہائے تو رنگ بالکل صاف مثل انکے ساتھیوں کے ہو گیا اور اپنے ساتھیوں کے
[illegible] پاس گئے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا تو بیان کیا کہ یہ آپ کے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں رد سے زمین پر اول یہی اشمط ہوئے
[illegible] والے لوگ وہ ہیں جنھوں نے اپنے ایمان کو بالکل شرک سے محفوظ نہیں کیا اور یہ دوسرے لوگ جنکے رنگ میں کچھ لگا ہے
[illegible] میل کے ساتھ دوسرے [illegible] کو ملا دیا پس توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے انکی توبہ قبول کر لی اور نہروں میں سے اول نہر رحمت ہے
[illegible] نے شراب دودھ پلائی پھر آپ سدرۃ المنتہی تک پہنچے آپ سے بیان کیا گیا کہ یہ سدرۃ المنتہی ہے آپ کی

Marfat.com

امت سے جو آپ کی سنت پر گذریگا اُسی تک منتہی ہوگا دیکھا تو وہ ایک درخت ہے اُسکی جڑ سے نہرین نکلتی ہین الم تبغیر طعمہ وانہار من خمر لذۃ للشاربین وانہار من عسل مصفی کما فی الآیہ - وہ ایسا درخت ہے کہ سوار اُسکے سایہ اور ایک پتہ اسکا تمام امت کو ڈھانپ لے پھر اُسکو ڈھانپ لیا نور خلاق عزوجل نے اور ڈھانپا ملائکہ نے جیسا کہ پہلے ذکر ہوا اُسوقت مین اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کیا اور فرمایا کہ مانگ کیا مانگتا ہے تو عرض کیا کہ اے رب تو نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور اُسکو ملک عظیم عطا فرمایا اور موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا اور داؤد علیہ السلام کو سلطنت عظیم دی اور سلیمان کو سلطنت عظیم دی جن و انس و شیاطین اُسکے واسطے مسخر کیے اور ریاح اُسکے لیے مسخر کر دے اور ملک وہ دیا کہ اُسکے بعد کسی کو نہ دیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو توریت و انجیل سکھلائی اور ایسا کر دیا کہ وہ مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو اچھا کرتا اور مردے کو تیرے حکم سے زندہ کرتا اور اُنکو اُنکی ماں کے شیطان رجیم سے محفوظ کر دیا کہ شیطان کو اِن دونون پر کوئی راہ نہین ہے پس رب عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ مین نے تجھے خلیل بنایا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم توریت مین حبیب الرحمن لکھا ہے اور مین نے تجھے تمام سب عالم کے واسطے بشیر و نذیر یعنی رسول کیا اور تیرے واسطے شرح صدر کر دی اور وزر مرفوع کیا اور تیرا ذکر بلند کیا کہ میرے ذکر کے ساتھ ضرور ہے کہ تیرا ذکر ہو اور مین نے تیری امت کو خیر امۃ اخرجت للناس کر دیا اور تیری امت کو امۃ وسط کر دیا اور تیری امت کو مخصوص اولین و آخرین کیا اور یہ کیا کہ تیری امت کا کوئی خطبہ جائز نہو گا یہانتک کہ شہادت دین کہ تو میرا بندہ و میرا رسول ہے اور مین نے تیری امت مین سے اقوام ایسے کر دیے کہ اُنکے دل اُنکے قرآن ہین اور مین نے تجھے پیدائش مین سب انبیا علیہم السلام سے پہلے اور بھیجنے مین سب سے پیچھے کیا اور قیامت مین فیصلہ ہونے مین سب سے مقدم کیا اور مین نے تجھے سبع مثانی عطا کی جو تجھ سے پہلے کسی نبی کو نہین دی گئی تھین - اور مین نے تجھے خواتیم سورۂ بقرہ کو زیر عرش کے خزانہ سے عطا کیا جو تجھ سے پہلے کسی نبی کو نہین دیا - اور مین نے تجھے کوثر دی اور مین نے تجھے آٹھ حصہ دیے اسلام و ہجرت و جہاد و صلوٰۃ و صدقہ و صوم رمضان و امر بمعروف و نہی از منکر اور مین نے تجھے فاتح خاتم کیا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے رب نے مجھے چھ باتون سے فضیلت دی مجھے عطا کیے فواتح الکلام اور خواتیم الکلام اور جوامع الحدیث اور مجھے بھیجا لوگون پر سب کے سب پر بشیر و نذیر اور ڈالدیا میرے دشمنون کے دلون مین رعب ایک مہینہ کی راہ سے اور حلال کر دیے میرے واسطے غنیمت کے مال اور مجھ سے پہلے کسی کے واسطے حلال نہین ہوے تھے - اور کر دی میرے لیے تمام زمین طہور و مسجد - پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور فرض فرمائین اللہ تعالیٰ نے مجھپر پچاس نمازین پھر جب مین واپس ہو کر موسیٰ علیہ السلام تک آیا (آخر تک مراجعت کا حال بانند احادیث سابقہ مذکور ہے یہانتک کہ موسیٰ علیہ السلام نے آخر مین پوچھا کہ آپ کو کتنی نمازون کا حکم رہا فرمایا کہ پانچ کا تو کہا کہ لوٹ کر اپنے رب سے تخفیف کی درخواست کیجیے کیونکہ آپ کی امت تمام امتون سے کمزور ہے اور مجھے بنو اسرائیل سے سختی لاحق ہوئی آپ نے کہا کہ مین بار بار اپنے رب کی طرف رجوع کرتے کرتے یہانتک کہ مین شرمندہ ہو گیا ہون اب مین نہین جاؤنگا - کہا گیا کہ اے محمد جیسے تو نے پانچ نمازون پر اپنے نفس کو صابر فرمایا ہے تو دے فرمیں ہر نماز کی دس نمازون کو کافی ہونگی کیونکہ ہر ایک نیکی دس گونہ ہے پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس بشارت سے بہت خوش ہوے - ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ تمام پیغمبرون مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زیادہ سختی سے ہٹ کر کے لوٹا تے تھے جب آپ اُنکے پاس گذرتے تھے (الحدیث) ابن جریر بوجہ آخر و البیہقی و الحاکم و ابوزرعہ الرازی بنحوہ - شیخ ابن کثیر نے کہا کہ مدار حدیث مزبور کا شیخ ابوجعفر رازی پر ہے ابوزرعہ نے کہا کہ الشر دہم کرتا ہے اور دوسرون نے بھی اسکو ضعیف کہا ہے اور بعض نے اسکی توثیق کی ہے اور ظاہر ہے کہ جس حدیث کو اکیلا شیخ روایت کیا ہو اُسکے موافق دوسرے ثقہ کامل الحفظ سے مروی نہو تو

Marfat.com

[illegible] حدیث کا ہی جو صحیح بخاری مین سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے آئی ہی پس ایسا
[illegible] حدیثون معراج کو خواب وغیرہ سے جمع کر دیا ہی واللہ اعلم اور امام بخاری و مسلم نے صحیحین مین ابوہریرہ رضہ سے
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج کو بیان کیا کہ مین موسی علیہ السلام سے ملا پھر آپکا حلیہ بیان فرمایا مجھے خیال ہوتا ہی کہ یون
[illegible] فرمایا کہ گویا وہ شنوہ مین سے ہین اور فرمایا کہ مین عیسی علیہ السلام سے ملا پھر اُنکے حلیہ مین فرمایا کہ گدازبدن سرخی
[illegible] ابراہیم علیہ السلام سے ملا اور اُنکی اولاد مین سے مین اُنسے زیادہ مشابہ ہون اور میرے پاس
[illegible] گئے ایک مین دودھ اور دوسرے مین شراب خر تھی مجھ سے کہا گیا کہ دونون مین سے ایک جسکو چاہیے لے لیجیے مین نے دودھ لیکر
[illegible] گیا کہ آپ کو فطرت کی ہدایت ہوئی یا آپ نے فطرت پائی اور سنیے کہ آپ اگر شراب لیتے تو آپ کی امت احمق گمراہ ہوجاتی صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضہ سے
[illegible] ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین حجر کے مقام مین اِس حال سے تھا کہ قریش مجھ سے شب معراج کی سیر کو پوچھتے تھے پس
[illegible] نے خاص بیت المقدس کی بہت سی چیزین پوچھین جنکو مین نے محفوظ نہین رکھا تھا اِس سے مجھے ایسا سخت کرب ہوا کہ اُس سے پہلے ایسا کرب
[illegible] ہوا تھا پس اللہ تعالی نے بیت المقدس میرے واسطے اسطرح بلند کر دیا کہ مین اُسکو دیکھتا تھا تو جو چیز اُنھون نے پوچھی اُسی سے مین نے اُنکو
[illegible] دیدی اور فرمایا کہ وہان مین نے اپنے آپ کو انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت مین دیکھا اور ناگاہ دیکھا کہ موسی علیہ السلام کھڑے نماز پڑھتے ہین
[illegible] دیکھا تو وہ گھونگھرالے بال کا گویا شنوہ کی قوم کا آدمی ہی اور دیکھا کہ عیسی ۴ کھڑے نماز پڑھتے ہین اِن سے زیادہ مشابہ عروہ بن مسعود
[illegible] ہی اور ابراہیم کو کھڑے نماز پڑھتے دیکھا زیادہ مشابہ اِس سے ہین ہون پھر نماز کا وقت آیا تو مین نے ان سب کی امامت کی جب فارغ ہوا تو مجھ سے
[illegible] گیا کہ یہ مالک خازن دوزخ حاضر ہی مین متوجہ ہوا تو اُسنے پہل کرکے مجھے سلام کیا - ابن ابی حاتم نے اپنی اسناد کے ساتھ ابوہریرہ رضہ سے روایت
[illegible] کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مین نے دیکھا جس رات مجھے اسرا دیا گیا جب مین ساتوین آسمان کی انتہا پر پہونچا تو مین نے اوپر نظر کی دیکھا
[illegible] رعد و برق و صواعق ہین اور کہا کہ ہین ایک قوم پر گذرا جنکے پیٹ مثل کوٹھریون کے اُنمین سانپ بھرے تھے جو باہر سے نظر آتے تھے مین نے
[illegible] کہا کہ اے جبرئیل یہ کون ہین کہا کہ یہ لوگ سود خوار ہین پھر جب مین دنیا کی طرف اترا تو مین نے نیچے نظر ڈالی تو ہجوم و دھوان و آوازین معلوم
[illegible] مین نے پوچھا کہ اے جبرئیل یہ کون ہین کہا کہ یہ شیاطین ہین جو آدمیون کی آنکھون پر ہجوم کیے رہتے ہین جس سے آدمیون کو آسمان و زمین
[illegible] مین فکر نہین نصیب ہوتی ہی اور اگر یہ نہوتا تو عجائب ملاحظہ کرتے - وقد روی ہذا الحدیث الامام احمد و ابن ماجہ ایضاً - پھر شیخ ابن کثیر رح
[illegible] کہا کہ بیہقی نے اپنی اسناد کے ساتھ روایت کی عبد العزیز و لیث بن ابی سلیم و سلیمان الاعمش و عطاء بن السائب سے ان تابعین مین سے
[illegible] حدیث مین بعض سے زیادہ روایت کرتے ہین ان سب نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے اور عبد اللہ بن عباس سے روایت
[illegible] کی بیہقی نے اپنی اسناد اور ابن عباس و ابن مسعود رضہ سے اور جویبر رح نے ضحاک بن مزاحم تابعی سے روایت کی ان سب نے فرمایا کہ آنحضرت
[illegible] ام ہانی رضہ کے گھر مین بعد عشاء کے استراحت مین تھے - پھر طویل حدیث بیان کی جسمین معراج کی سیڑھی و اُسکے اونٹون کی تعداد
[illegible] کوئی چیز ایسی نہین ہی کہ اللہ تعالی جل شانہ کی قدرت سے وہان انکار کیا جاوے بشرطیکہ روایت صحیح ہو اور بیہقی رح نے
[illegible] ابن عمیر کی روایت سے ذکر کی وہ کافی ہی واللہ تعالی ہو الموفق اور مین کہتا ہون کہ اِس حدیث کو بہت سے
[illegible] روایت کیا ہی رحمہ اللہ علیہم اجمعین **حدیث عائشہ** رضہ بیہقی نے باسناد حاکم حضرت ام المومنین عائشہ
[illegible] کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جانب مسجد اقصی معراج ہوئی تو صبح کو آپ نے یہ حال لوگون سے

بیان فرمانا شروع کیا تو بہتیرے لوگ جو آپ پر اسلام لائے وتصدیق کر چکے تھے مرتد ہو گئے اور جا کر یہ
اپنے صاحب کی بات سنوگے جو گمان کرتے ہین کہ آج کی رات آنکو سیر دی گئی بیت المقدس تک تو ابو بکر
بولے کہ ہان ہان تو حضرت ابو بکر رضہ نے کہا کہ اگر آپ نے یہ فرمایا تو ضرور سچ فرمایا ہی وہ لوگ بولے کہ کیا تم
وہ بیت المقدس گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے تو فرمایا کہ ارے ہان ہان ہم تو اس سے بڑھکر
ہین کہ آسمان سے آنکے پاس صبح وشام خبر آتی ہی۔ اسی سے حضرت ابو بکر کا لقب صدیق اکبر ہوا۔ **حدیث اسرا**
کیا کرتی تھین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میرے ہی گھر مین سے ہوئی کہ آپ نے عشا کی نماز پڑھکر خواب فرمایا اور ہم لوگ
کچھ پہلے آپ واپس تشریف لائے پھر جب آپ نے صبح کی نماز پڑھی اور ہم نے آپ کے ساتھ پڑھی تو فرمایا کہ
کی نماز اس وادی مین پڑھی جیسا کہ تمکو معلوم ہی پھر مین بیت المقدس گیا پھر وہان نماز پڑھی پھر مین نے اب تمھارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی
دیکھتی ہی۔ اس حدیث کو محمد بن اسحق نے محمد بن محمد بن السائب کلبی کے واسطہ سے روایت کیا اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ کلبی راوی ضعیف متروک
ہی ولیکن یہ حدیث زیادہ بسط کے ساتھ ابو یعلی نے دوسری اسناد سے روایت کی اور ابو القاسم طبرانی رح نے بھی دوسری سند سے حضرت ام ہانی
روایت کی کہ جس رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو آپ میرے ہی گھر مین خواب مین تھے جب مین رات مین جاگی تو مین نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو گم پایا تو مجھے یہ خوف ہوا کہ ایسا تو نہین ہوا کہ قریش کے کافرون مین سے کوئی بری طرح پیش آیا ہو اس خوف وترد مین میری نیند
اچاٹ ہو گئی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا معراج کا حال بیان فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام نے آکر میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے باہر پہلے مین نے دروازہ پر
دیکھا کہ ایک چوپایہ جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا کھڑا ہی مجھے اسپر سوار کیا پھر روانہ ہوا یہانتک کہ بیت المقدس کو پہونچا پھر مجھے ابراہیم
دکھلائے گئے انکی سیرت وصورت مجھ سے مشابہ تھی اور مجھے موسی علیہ السلام دکھلائے گئے مرد دراز قد خفیف گھونگھر والے بال انکی مشابہت شنوء
کے لوگون سے دیتا ہون اور مجھے عیسی علیہ السلام دکھلائے گئے بھاری بھرکم سپید سرخی مائل انکی مشابہت مین عروہ بن مسعود ثقفی کو دیکھو
مجھے دجال دکھایا گیا اسکی آنکھ داہنی ممسوح تھی مشابہت اسکی قطن بن عبد العزی سے ہی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ
چاہتا ہون کہ باہر نکل کر قریش کو آگاہ کرون پس مین نے آپ کا دامن پکڑ کر عرض کیا کہ مین آپ کو اللہ تعالی کی قسم دلاتی ہون کہ آپ ابھی نہ
جا کر بیان کرینگے تو وہی آپ کو جھٹلا دینگے اور آپ کے کلام سے منکر ہونگے مجھے خوف ہی کہ آپ پر حملہ کرین مگر آپ نے دامن اچانک چھڑا کر
ہاتھ سے چھڑا لیا اور باہر چلے گئے اور قریش پاس گئے انکو آگاہ کیا پس جبیر بن مطعم نے کھڑے ہو کر کہا کہ اے محمد اگر آپ سچے ہین تو ہم
لکتے ہو تو تم یہ بات نہ کہتے جو کہتے ہو حالانکہ تم ہمارے بیچ مین موجود ہو پھر قوم مین سے ایک دوسرا آدمی بولا کہ اے محمد جو تم بتاتے ہو
کے پاس سے گذرے تھے فرمایا کہ ہان واللہ فلان فلان مقام پر تھے انکا ایک اونٹ کھو گیا تھا اسکی تلاش مین تھے
کر دیکھا تھا آپ نے فرمایا کہ ہان فلان فلان مقام پر انکے پاس سے گذرا اور انکے ایک اونٹ سرخ کی ٹانگ ٹوٹ گئی تھی
وہ مین نے پی لیا پھر انھون نے پوچھا کہ ہمکو آپ بتلائیے کہ انکی تعداد کتنی تھی اور قافلہ مین کون کون تھا
توجہ نہین تھی کہ مین یہ شمار کر لیتا پھر آپ کھڑے ہوے تو حق تعالی عزوجل کی طرف سے آپ کے
اور جو اسمین راعی تھے سب جان لیے پھر قریش کو بیان کیا کہ تم نے مجھ سے بنو فلان کے آدمیون کا
اسقدر ہی۔ اور اسمین فلان فلان راعی ہین اور تم نے بنو فلان کے آدمیون کا

عہ یہ جملہ سے کر وہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ تر تھا

Marfat.com

اور وے سب صبح کو اول وقت ثنیہ پر آجاوینگے پس لوگ نکل کر ثنیہ پر جا بیٹھے کہ دیکھین ہم سے سچ کہا ہی یا جھوٹ پھر اتنے مین ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے تو لوگون نے اُنسے پوچھنا شروع کیا کہ کیا تمھارا کوئی اونٹ گم ہوگیا تھا اُنھون نے کہا کہ ہان - پھر دوسرے قافلہ سے پوچھا کہ کیا تم نے کوئی سرخ و ٹنی گرگئی بولے کہ ہان پھر پوچھا کہ کیا تمھارے پیالہ مین پانی بھرا تھا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ مین نے ہی پانی بھرکر دیا تھا مگر نہ معلوم کیا ہوا کہ نہ اُسکو کسی نے ہم مین سے پیا اور نہ کسی نے بہایا پھر اُنھون نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول بیان کیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ مانا اور تصدیق کی اُسی روز سے صدیق ہوے -

**فصل** شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ جب تجھکو ان تمام احادیث صحیحہ حسنہ و بعض ضعیفہ پر واقفیت حاصل ہوگئی تو یہ بات قطعی ثابت ہوگئی جسمین کچھ بھی احتمال نہین ہوسکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے بیت المقدس تک اسراء ہوا اور یہ کہ وہ ایک مرتبہ واقع ہوا ہی اگرچہ راویون کے بیانات باہم کم و بیش ہین کیونکہ بیان نہ کرنا یا بھول جانا سوائے انبیاء علیہم السلام کے سب لوگون سے ممکن ہی اور بعض لوگون نے بوجہ راویون کے تقدیم و تاخیر بیان کی یہ وہم کیا کہ معراج کئی مرتبہ واقع ہوئی ہی اور بعضے متاخرین نے صریح لکھا کہ ایک مرتبہ تو مکہ سے فقط بیت المقدس تک واقع ہوئی اور ایک مرتبہ مکہ سے فقط آسمان کو واقع ہوئی اور ایک مرتبہ مکہ سے بیت المقدس کو اور وہان سے آسمانون کو واقع ہوئی تھی - اور اس شخص نے گمان کیا کہ اس تفصیل متعدد سے راویون کے بیانات متعدد محمل پر رکھے جاوینگے اور اُسکو خود ہی پسند کرلیا ولیکن یہ بہت بعید اسوجہ سے ہی کہ سلف صالحین مین سے کسی سے یہ بات منقول نہین کہ معراج متعدد ہوئی ہی اور اگر ایسا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اس سے آگاہ فرماتے اور لوگ متعدد معراج ہونے کو نقل کرتے - **مترجم** - کہتا ہی کہ معراج جو مع جسم مبارک عروج سماوی براہ بیت المقدس کا نام ہی وہ ایک ہی مرتبہ واقع ہوئی ولیکن رویاے نبوت مین بارہا عجایب آیات آلہیہ کا دیدار ہوا ہی اور وہ مانند دیدار چشم کے یا اس سے بڑھکر ہی ولیکن جسم شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مانند روح کے ہی اور یہ امر مرد متقی کامل و پرہیزگار پر واضح ہی بلا تردد اسپر یقین و استقامت چاہیے فاستقم - پھر شیخ امام ابن کثیر رح نے آیت کریمہ یعنی سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا الآیہ کی تفسیر تلخیص و توضیح کے ساتھ اسطرح لکھی کہ اول زمانہ معراج کب تھا تو موسی بن عقبہ نے امام زہری تابعی جلیل سے روایت کی کہ ہجرت مدینہ سے ایک سال پہلے ہوئی اور یہی قول عروۃ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کا ہی اور سدی رح نے کہا کہ سولہ مہینہ پہلے واقع ہوئی - دوم ام ہانی کے مکان سے سوتے مین ہوئی یا جاگتے مین تو حق یہ ہی کہ جاگتے مین مکہ سے بیت المقدس تک بسواری براق ہوئی جب دروازہ مسجد تک پہونچے دروازہ پر براق باندھکر اندر مسجد کے دو رکعتین تحیۃ المسجد پڑھین پھر معراج لائی گئی اور وہ مثل سیڑھی کے ڈنڈون دار ہی اسپر چڑھکر آسمان دنیا کو صعود فرمایا پھر باقی ساتون آسمانون تک اور ہر آسمان مین اسکے مقربین نے استقبال کیا اور آپ نے اُن انبیاء علیہم السلام سے ملاقات کی جو آسمانون مین موافق اپنے اپنے مرتبہ و درجہ کے ہین یہانتک کہ چھٹے مین موسی علیہ السلام سے اور ساتوین مین ابراہیم علیہ السلام سے ملے اور دونون کی منزلت سے بھی بلند ہوکر ایسے مستوی پر پہونچے جہان صریف الاقلام سنتے تھے یعنی آواز قلم قدر یعنی جو قلمہاے تقدیر سے ہونیوالا ہی اور آیات عظیمہ مین سے سدرۃ المنتہی کو دیکھا اور اُسکو بحکم الٰہی سونے کے فرش اور طرح طرح کے رنگون و ملائکہ نے ڈھانپ لیا اور وہان جبرئیل علیہ السلام کو اصلی صورت پر [illegible] اور سبز رفرف کو دیکھا کہ اُسنے افق کو بند کرلیا تھا اور کعبہ زمین کے مقابل بیت المعمور کو دیکھا جو کعبہ آسمانی ہی حضرت ابراہیم [illegible] تکیہ دیے ہوے تھے اور اسمین ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوکر عبادت کرتے کہ نکل کر کبھی اُسمین قیامت تک عود نہین کرتے [illegible] دوزخ کو دیکھا اور وہان اللہ تعالی نے آپ پر پچاس نمازین فرض فرمائین پھر اپنے بندون پر لطف و رحمت فرماکر تخفیف [illegible] پچاس رکھا اور اسمین نماز کی شرافت و عظمت ظاہر ہی پھر آپ اترکر بیت المقدس کو تشریف لائے اور آپ کے ساتھ

انبیاء علیہم السلام بھی اترے پھر آپ نے تمام انبیاء علیہم السلام کی امامت کے ساتھ حضرت آدم علیہ السلام سے
احتمال ہو کہ وہ اسی روز کی نماز صبح ہو اور بعضون نے زعم کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آسمان
اسی کو ثابت ہین کہ بیت المقدس مین امامت فرمائی ہو لیکن بعض روایات مین ہو کہ یہ امر اول ہی جب جا
کہ بعد واپسی کے واقع ہوا ہو کیونکہ جب آپ آسمانون مین آنکے منازل مین گذرے ہین تو جبرئیل علیہ السلام
اور لائق بھی یہی ہو کیونکہ اول مین تو آپ جناب الٰہی عزوجل مین طلب ہوے تھے تاکہ آپ پھر اپنے
مع اپنے برادران انبیاء علیہم السلام کے مجتمع کیے گئے تاکہ سب پر آپ کی فضیلت و امامت سے شرف و کرامت ظاہر کیا جاے
ممکن ہو کہ اول مین تمام انبیاء علیہم السلام اقتدا مین تھے ولیکن آپ نے خاص خاص کسی کی شناخت نہین کی صلی اللہ
کہ آدم علیہ السلام سے لیکر اسوقت تک کے تمام انبیاء علیہم السلام نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ہو پھر آسمانون مین شناخت خاص
اسی وجہ سے مشکل ہو کہ آپ نے بعد عود کے کہ مین لوگون کے ساتھ پڑھی پس فرض دو مرتبہ ہوا جاتا ہو علاوہ برین آپ کا اہل
بالجملہ جیسے انبیاء علیہم السلام کا آسمان مین ہونا یا بقیہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مسجد بیت المقدس مین مجتمع ہونا باوجود کے اہل دنیا ظاہر
کسی نے نہین دیکھ پایا اور عجائب آیات الٰہی جل شانہ جیسے صحیح و تحقیق ہین مگر قیاسات کو اسمین دخل نہین حالانکہ عقل سلیم و نظر
تردد نہین ہو اسی طرح تمام عروج و نزول کو قیاس پر سمجھنا ٹھیک نہین ہو اور خواب وغیرہ کی دیگر احادیث صحاح مین حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قبر
مین نماز پڑھتے دیکھنا یا خانہ کعبہ کے واسطے آنا اور جیسے عیسیٰ علیہ السلام اور دجال کو خانہ کعبہ کے گرد طواف کرتے دیکھنا صحیح تحقیق ہو
لیکن حواس کے قیاس کو اس ادراک کی مجال نہین ہو سواے روح کے اسی طرح احادیث معراج مین عاقل کامل کو چاہیے کہ صرف اکمل و اس قیاس
پر نظر نہ کرے کیونکہ یہ حواس جانورون کے ساتھ مشارک ہین انمین یہ ادراک و لیاقت نہین ہو اور جسنے ایمان یقین کے ساتھ اپنے رب عزوجل حد
لاشریک کی عبادت سے ظلمات کفر و تاریکیون سے نجات پائی وہ صاف یقین و عین نظر روحی سے بغیر الکل کے سب صحیح و تحقیق دیکھتا ہی
استقامت چاہیے واللہ تعالیٰ ہو الہادی والموفق والحمد للہ رب العالمین - پھر شیخ رح نے لکھا کہ بعد اسکے بیت المقدس سے نکلکر ہوا
تاریکی مین مکہ واپس آئے واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم - اور رہا یہ کہ احادیث مین آپ کے حضور مین بے نظیر ظرف دودھ اور شہد کے یا دودھ اور
و پانی کے جیسے متفرق روایات مین آئے ہین یا سب کے سب پیش کیے جانے کا وقت - تو واضح رہے کہ بیت المقدس مین ہو اللہ
کہ وہ آسمان مین ہو الیسا معلوم ہوتا ہو کہ یہ یہان اور وہان دونون جگہ ہوا ہو کیونکہ یہ بمنزلہ ضیافت مہمان کے ہو واللہ
کہتا ہو کہ ظاہر بیت المقدس مین جہانتک تعلق اس عالم امتحان کا ہو پیش ہوا اور دودھ اختیار فرمانا کرامت ہدایت عظیم
تھی اور وہان کرامت خاص تھی واللہ تعالیٰ اعلم - پھر شیخ نے لکھا کہ بعضے لوگون نے اسمین کچھ اختلاف کیا واسکو
ہو ولیکن علماء سلف و خلف قریب قریب سب ہی اس اعتقاد پر ہین کہ معراج روح مع بدن کے جاگتے ہین تھا
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج سے پہلے کچھ خواب دیکھے ہون کیونکہ حدیث سے ثابت ہو کہ خواب
نمودار ہوتا تھا پھر معراج مع بدن کے دلیل صریح یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سبحان الذی اسری بعبدہ
ہوتی ہو تو اگر یہ خواب ہوتا تو اسمین کوئی بڑی بات نہین جسپر تسبیح کہی جاوے اور کفار قریش کچھ بھی
و ماہہ سا مین کچھ بھی وقت نہوتی اور بعضے لوگ جو مسلمان ہو گئے تھے مرتد ہو جاتے

Marfat.com

ارینا ک الا فتنۃ للناس ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رویا اس قول مین آنکھون کا دیکھنا ہی
صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھون دکھلایا گیا۔ کما رواہ البخاری اور اللہ تعالی نے فرمایا وما زاغ البصر وما طغی۔ اور بصر اس جسم کے آلات مین سے
صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار کیے گئے اور وہ چوپایہ سپید براق ہی جسکے بدن سے اتوار چمکتے ہین اور یہ سواری
ہی کے لیے کیونکہ روح کو احتیاج کسی مرکب کی نہین ہی۔ بعض نے کہا کہ معراج فقط روح سے ہوئی نہ جسم سے
سیرت مین روایت کی کہ معاویہ بن ابی سفیان رضہ سے جب اسرار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پوچھا جاتا تو کہتے کہ اللہ
رضہ سے مروی صادقہ تھا۔ اور کہا کہ مجھ سے بعض لوگون نے جو حضرت صدیق کی اولاد مین سے ہین بیان کیا کہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضہ
فرماتی تھین کہ جسم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نظرون سے گم نہین ہوا ولیکن آپ کو روح کے ساتھ اسراء دیا گیا۔ ابن اسحق نے کہا
حضرت ام المومنین صدیقہ کے اس قول سے انکار نہین کیا گیا ہی کیونکہ حسن بصری رحمہ اللہ تعالی نے یہی کہا کہ قولہ تعالی وما جعلنا الرویا التی
(یعنی رویائی آیت سے توجیہ کیا)
ارینا ک الا فتنۃ للناس الآیۃ کا نزول معراج ہی کے بارہ مین ہوا ہی۔ اور اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام سے حکایت فرمائی کہ۔ انی اری فی المنام
ان اذبحک فانظر ماذا تری۔ پھر اسی پر انھون نے عمل کیا پس حضرت صدیقہ رضہ نے پہچانا کہ وحی اللہ تعالی کی طرف سے انبیاء علیہم السلام کو جاگتے
وسوتے دونون طرح آتی ہی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے کہ تنام عیناي وقلبي یقظان۔ یعنی میری آنکھین سوتی ہین اور میرا دل جاگتا ہی
ابن اسحق نے کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہی کہ انمین سے کون بات واقع ہوئی ہی اور اللہ تعالی کی طرف سے آیات کا معائنہ کس حالت پر کیا ہی جاگتے
ہوے یا سوتے ہوے اور یہ سب حق وصدق ہی۔ انتہی کلام ابن اسحق۔ اور امام ابن جریر رح نے اس قول کو نقل کرکے ابن اسحق پر رد وانکار
وتضنیع کی اور کہا کہ یہ خلاف ظاہر قرآن ہی اور دلائل تردید مین سے وہی بعض بیان کیے جو اوپر گذر چکے ہین واللہ تعالی اعلم۔ مترجم کہتا ہی
کہ ظاہر عقائد مین سے یہ مسئلہ ہی کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جاگتے مین مع جسم شریف کے مکہ سے بیت المقدس تک اور وہان سے
آسمانون تک اور جہان تک اللہ تعالی نے چاہا واقع ہوئی ہی ولیکن جو کوئی کہ مکہ سے بیت المقدس اسراء سے منکر ہو وہ کافر ہی اور واضح ہو کہ معراج
مین سلف وخلف کا اتفاق قطعی ہی بخلاف بعض شاذ روایات کے جو حضرت ام المومنین صدیقہ وحضرت معاویہ سے مروی ہین کہ ایسی روایات
سے بھی نہین کہہ سکتے کہ ان دونون کا قول ہی کہ نہین ہی لہذا ایسے اختلاف کا کچھ اعتبار نہین ہوسکتا۔ فافہم واللہ تعالی اعلم **فائدہ جلیلہ**
شیخ ابن حجر رح نے ذکر فرمایا کہ حافظ ابونعیم اصبہانی نے کتاب دلائل النبوۃ مین بطریق محمد بن عمر الواقدی رحمہ اللہ روایت کی کہ حدثنی مالک
بن ابی الرجال عن عمرو بن عبد اللہ عن محمد بن کعب القرظی قال الحدیث بطولہ یعنی محمد بن کعب القرظی نے مرسل بیان کیا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ کو بادشاہ قیصر روم ہرقل کے پاس بھیجا پھر حضرت دحیہ کا اسکے پاس آنا اور وقائع ملاقات
کا ظاہر ہوتا ہی کہ ہرقل کی عقل بہت وافر تھی پھر ہرقل نے شام سے عرب تاجرون کو بلایا جو کوئی آیا ہو تو لوگ پکڑ کر ابوسفیان
کے ساتھیون کو لیگئے ہرقل نے انسے وہ باتین پوچھین وجواب دیے جو روایات صحیحین مین موجود ہین اور اس روایت مین
ہی کہ ابوسفیان برابر یہ کوشش کرتے تھے کہ بادشاہ کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کی چھوٹائی وحقارت ثابت
اس روایت مین ابوسفیان نے کہا کہ واللہ مجھے اس امر سے کوئی مانع نہ تھا کہ مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایسی بات بہتان لگاؤن
جسکو سنکر ہرقل مجھ سے گر جاوین سوائے اس امر کے کہ ایسا ہو کہ مین کوئی جھوٹ بولون اور وہ کھل جاوے تو وہ پھر میرا مواخذہ کرکے میری کوئی
بات نہ مانتا۔ تب مین نے لیلۃ الاسراء کو ذکر کیا اور کہا کہ ای بادشاہ مین اسکی ایسی بات ذکر کرون جس سے تجھے معلوم ہو جاوے کہ

اُسنے دروغ باندھا ہی بولا کہ وہ کیا بات ہی مین نے بیان کیا کہ وہ کہتا ہی کہ ایک رات مین وہ ہماری زمین [illegible]
آیا اور اُسی رات صبح ہونے سے پہلے وہ مکہ لوٹ گیا۔ بادشاہ کے پاس ایلیا کا بطریق بادشاہ کے سر [illegible]
کو پہچانتا ہون تب بادشاہ ہرقل نے اُسکی طرف دیکھا اور کہا کہ تجھے اِسکا علم کیونکر ہوا اُسنے کہا کہ اے بادشاہ [illegible]
دروازے بند کیے نہین سوتا تھا ایک رات مین نے سب دروازے بند کر دیے سوائے ایک کے کہ اِس پر [illegible]
چاہا وہ بند نہ ہوا تو مین نے خدام وعمال کو بلوا کر حکم دیا کہ زور کر کے بند کرین ہم سب نے زور کیا اُسکو جنبش بھی [illegible]
کرتے ہین۔ مین نے اُسی وقت نجارون وکاریگرون کو بلوایا اُنھون نے بہت غور ونظر سے کہا کہ اِس دروازہ پر [illegible]
گرا پڑتا جھکا اور دیوار مڑی ہی یہ اسوقت ہم سے درست نہین ہوسکتا صبح کو ہم دیکھینگے کہ کہان سے بگڑا ہی آخر مین لوٹ آیا اور [illegible]
دروازے چھوڑ دیے صبح کو مین پھر گیا تو دیکھا وہ دروازہ درست ہی اور جو پتھر راویہ مسجد مین ہی جہان انبیاء علیہم السلام کی سواریان بندھتی [illegible]
اُسمین سوراخ ہی اور چوپایہ بندھنے کے آثار ظاہر ہین پس اِس تعجب انگیز معاملہ سے مین نے اپنے لوگون سے کہا کہ یہ تو کسی نبی کے لیے [illegible]
دروازہ کھلا رہے اور ضرور اُسنے ہمارے اِس مسجد مین نماز پڑھی ہی پھر پوری حدیث طویل نقل کی **فائدہ**۔ حافظ الحدیث ابوالخطاب
بن دحیہ نے اپنی کتاب التنویر فی مولد السراج المنیر مین حدیث اسراء کو جو انس رضی اللہ عنہ کے طریق سے مروی ہی ذکر کر کے اُسپر فوائد
وعمدہ کلام سے تحقیقات ذکر کر کے کہا کہ اسراء ومعراج کے بارہ مین احادیث بکثرت متواتر حضرت عمر بن الخطاب وعلی وابن مسعود وابوذر وا
بن صعصعہ وابوہریرہ وابوسعید وابن عباس وشداد بن اوس وابی بن کعب وعبد الرحمن بن قرظ وابوحیہ انصاری وابولیلی انصاری
وعبد اللہ بن عمرو وجابر وحذیفہ وبریدہ وابوایوب وابوامامہ وسمرہ بن جندب وابوالحمراء وصہیب رومی وام ہانی وعائشہ واسماء بنت
ابوبکر الصدیق وام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہین بعض نے اُسکو مطول اور بعض نے مختصر روایت کیا جیسا کہ مسانید مین آ
پھر بعض روایات اگرچہ بوجہ بعضے راویون کے شرط صحت پر نہو مگر اکثر صحیح ہین اور حدیث معراج کے صحیح ہونے پر تمام مسلمانون کا
اجماع کیا ہی اور زندیق وملحدون نے البتہ اِس سے منہ موڑا وہ چاہتے ہین کہ اللہ تعالی کے نور کو بجھادین اور اللہ تعالی اپنے فضل سے
روشن رکھیگا اگرچہ کافر لوگون کو یہ بات ناگوار ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ یہانتک مین نے تفسیر شیخ امام ابن کثیر رح سے نقل کیا اسی
کافی ہی لیکن بعض فوائد دیگر تفاسیر سے بھی زائد کرتا ہون۔ **فائدہ** امام محی السنہ نے معالم مین روایت بخاری مین طریق ثابت
بن عبد اللہ از انس بن مالک رض اپنی اسناد سے اصلاح ذکر فرمائی کہ انس رض نے کہا کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد
اسراء ہوا آپ کے پاس تین شخص آئے قبل اِسکے کہ آپ پر وحی بھیجی جاوے اور آپ مسجد الحرام مین سوتے تھے پس اول نے کہا کہ
کون ہی دوم نے کہا کہ وہ سب مین سے بہتر ہی پس سوم نے کہا کہ سب مین بہتر کو لیلو اُس رات تو یہی ہوا پھر انکو نہ دیکھا
آئے اِس حال مین کہ آپ کا قلب دیکھتا تھا اور شان یہ تھی کہ آپ کی آنکھین سویا کرتی تھین اور دل [illegible]
مین سے بعض ذکر کر کے یہان تک کہ کہا) موسی علیہ السلام نے کہا کہ اے رب مجھے گمان نہ تھا کہ مجھپر ایسی رفعت کسی کی
کو بلند کیا گیا ساتوین سے اوپر وہان کہ سوائے اللہ تعالی کے کوئی نہین جانتا ہی پھر سدرۃ المنتہی کو [illegible]
پس قرب ہوا یہانتک کہ ہوا اِس سے قاب قوسین یا کم۔ پھر وحی فرمائی اپنے بندے محمد کو جو چاہا (پھر [illegible]
وتخفیف ونزول ذکر فرمایا یہانتک کہ کہا) پس آپ جاگے اِس حال مین کہ آپ مسجد الحرام مین ہے [illegible]

[illegible] کہا کہ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ بعض علماے حدیث کا قول ہی کہ ہم نے امام بخاری ومسلم کی صحیحین مین
[illegible] نہین پائی کہ جسکا محل نہ ہو سواے اس حدیث کے اور شاید اسمین شریک بن عبد اللہ راوی سے سہو ہوا ہی اور یہ اسوجہ سے
اس حدیث مین مذکور ہی کہ معراج قبل وحی کے تھی حالانکہ اہل العلم متفق ہین کہ معراج بعد وحی کے قریب بارہ برس گذرنے کے واقع ہوئی
اور نیز مذکور ہی کہ دنا فتدلی حضرت جبار رب العزۃ کے ساتھ ہوا حالانکہ حضرت ام المومنین صدیقہؓ سے مروی ہی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے
[illegible] نے کہا کہ ہمارے شیخ نے فرمایا کہ میرے نزدیک یہ اعتراض صحیح نہین ہی کیونکہ یہ حدیث معراج خواب کا بیان ہی بوجہ اسکے کہ عظائم
آیات دکھلانے سے پہلے خواب مین دکھلا دیا پھر جاگتے مین مشرف فرمایا چنانچہ یہ قبل وحی کیے جانے کے واقع ہوا اور نیز آخر حدیث مین ثابت
ہی کہ جاگے تو آپ مسجد الحرام مین تھے۔ پس یہ خواب ہی جیسے سال ششم ہجرت مین فتح مکہ دکھلائے گئے پھر تحقیق اسکی آخر سال ہشتم مین واقع ہوئی۔
مترجم کہتا ہی کہ یہ جواب عمدہ ہی۔ محی السنہ نے لکھا کہ روایت ہی کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہو کر ذی طوی تک پہونچے تو جبرئیل علیہ السلام
سے فرمایا کہ میری قوم اسکی تصدیق نہ کریگی جبرئیل نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکر رضؓ کرینگے وہ صدیق ہی۔ ف ۲ سراج المنیر مین ہی کہ زید
بن اسلم نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مین بیت المقدس تک پہونچا تو جبرئیل علیہ السلام نے
اپنی انگلی سے اشارہ کیا ایک پتھر مین سوراخ ہو گیا اُس سے براق باندھا اور ایک روایت مین ہی کہ جبرئیل علیہ السلام براق لیکر آنحضرت صلعم
پاس آئے اور کہا اے محمد سوار ہو جیے پس آپ سوار ہوے اور ساتھ جبرئیل تھے اور براق ہوا مین لیکر اڑا اور جو سامنے طے کرتا جاتا پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پیاسے ہوے تو جبرئیل دو برتن ایک شراب اور ایک دودھ کا لائے اسوقت تک شراب حرام نہ ہوئی تھی آپ نے دودھ کو
اختیار کیا جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ فطرت آپ نے پائی اللہ تعالی آپ کے ساتھ آپ کی امت کو صواب پر رکھے اور اسی واسطے حضرت صلعم
نے خواب مین دودھ کی تعبیر علم سے دیتے تھے جب آسمان دنیا پر پہونچے تو دروازہ کھلوایا (آگے عروج کا تذکرہ ہی یہانتک کہ فرمایا) پھر حضرت کو لیکر
سدرۃ المنتہی تک پہونچے تو جبرئیل نے کہا کہ اعمال بنی آدم یہین تک منتہی ہوتے ہین اور یہ مقام قرار ارواح ہی پس یہ مقام اوپر سے اترنے والے
اور نیچے سے چڑھنے والے کی انتہا ہی اور یہی جبرئیل علیہ السلام کا ٹھکانا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہان اُترے اور رفرف آیا اسمین بیٹھے اور
جبرئیل علیہ السلام نے اس فرشتہ کو سپرد کیا جو رفرف کے ساتھ آیا تھا آپ نے جبرئیل سے ساتھ رہنے کی درخواست کی جبرئیل نے کہا کہ مجھے کچھ اختیار
نہین ہی اگر آگے ایک قدم بڑھاؤن تو جل جاؤن ہم مین سے ہر ایک کے واسطے ایک مقام معلوم ہی اور اللہ تعالی نے آپ کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
اپنی آیات کے دکھلانے کو بلایا ہی پس آپ نے جبرئیل علیہ السلام کو وداع کیا اور فرشتہ رفرف کے ساتھ [illegible] مع فرشتہ کے جاتے تھے
یہانتک کہ ایک مستوی پر بلند ہوے جہان صریف اقلام سنتے تھے جو الواح پر جاری تھے اور جو اللہ تعالی بندون پر جاری فرماتا ہی لکھتے تھے اور
جو ملائکہ اعمال عباد لکھتے ہین وقال تعالی انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون پھر آپ کے واسطے ایک نور کی موج آئی اور فرشتہ نے تنہا چھوڑ دیا اور رہگیا
پس آپ نے اپنے ساتھ نہ دیکھا تو جانا کہ براق وجبرئیل اسی وجہ سے رہے کہ اپنے مقام سے آگے نہین بڑھ سکے یون ہی رفرف اپنے مقام تک
پہونچکر رہگیا پھر نور نے آپ کو سب طرف سے احاطہ کر کے اپنے اندر لے لیا اور آپ کو ایک علم عطا ہوا جو اس سے پہلے بطور وحی کے آپ نہ جانتے تھے
(فی السراج ۱۲ ایضاً۔ حدیث مین حضرت موسی علیہ السلام کا قبر مین نماز پڑھنا اور تمام انبیاء کا آپ کے ساتھ پڑھنا جیسے حج کا تلبیہ کہتے انا وغیرہ
[illegible] کو یہ جواب کہ وہ لوگ دار آخرت مین ہین اسکے کیا معنی ہین جواب دیا کہ نماز بیت المقدس شاید اسواسطے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت سب
[illegible] معاند متبرم کہتا ہی کہ مراد یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام کے امام ہین تو سب کو اول مبعوث فرما کر جب محمد صلعم کو مبعوث

فرمایا تو سب کو آپ کی اقتدا کرنے کے لیے خاص حیات اتنی مدت کے لیے عطا کر دی گئی
کہ وے سب زندہ ہین کیونکہ شہیدون سے افضل ہین اور یہ نماز وغیرہ اُنپر بطریق تکلیف نہین ہے
ہین ہر کہ اہل آخرت کو تسبیح اسی طرح الہام ہوگی جیسے سانس لینے کا الہام ہوتا ہے ولیکن مترجم یہ
کے قیام نماز مین یہ تاویل مناسب نہین ہے اور لکھا کہ شاید اللہ تعالی نے انبیا علیہم السلام کے واسطے
دنیا مین خاص حال پر تھے اور مترجم کہتا ہے کہ یہ ہو سکتا بلکہ ضرور ہے ولیکن اُنکو ان اعمال کی تکلیفات
دنیا مین آدمی کو کسی فعل کے کرنے مین خواہ دل سے کیسی ہی خوشی سے کرے بدن پر ایک تکلیف ہوتی ہے
ظہور روحی ہے اور بدن تابع ہوکر بحکم روح ہے تو بالکل تکلیف نہین ولیکن درجات آخرت افضل باقی اعمال سے اس
مین ترقی ہے۔ واللہ اعلم۔ مترجم کہتا ہے کہ معراج شریف آیا مسجد سے ہوئی یا حضرت ام ہانی کے گھر سے ہوئی۔ بقاعی رح نے کہا کہ دونون قول
کا ہے یعنی ام ہانی کے گھر سے ہوئی اور مسجد سے ہونا ظاہر قرآن ہے بقولہ من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی۔ اور مترجم کہتا ہے کہ میرے نزدیک
یون توفیق صحیح ہے کہ ام ہانی کے گھر سے جبرئیل علیہ السلام آپ کو مسجد مین لیگئے وہان زمزم کے پانی سے تطہیر قلب وشق صدر ہوا پھر مسجد
مسجد الحرام سے مسجد اقصی کو لیگئے اور اکثر علما نے یہ جواب دیا کہ مسجد الحرام سے مراد حرم ہے جو مسجد کے گرد ہے اور حرم مین ام ہانی کا گھر تھا
ولیکن جو مترجم نے توفیق بیان کی اوثق واصوب ہے واللہ تعالی اعلم۔ شق صدر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے آپکے بار حضرت حلیمہ سعدیہ
کے وہان ہوا اور ایک مرتبہ معراج کے وقت ہوا اور بعض روایات سے چار مرتبہ ظاہر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔ **مسائل عدیدہ ماخوذہ حدیث**
معراج سے ثابت ہوتے ہین ازانجملہ سراج مین مذکور ہے کہ آسمان کا دروازہ کھلوانے وپوچھنے کے جواب مین کہ کون ہے کہا کہ جبرئیل معلوم
ہوا کہ ادب یہ ہے کہ اجازت چاہی جب پوچھا جاوے کہ کون ہے تو اپنا نام بتلاوے یہ نہین کہ مین ہون مترجم کہتا ہے کہ دوسری حدیث مین صحیح
آیا کہ ایک نے اجازت چاہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تو کہا کہ مین ہون آپ نے کراہت سے فرمایا کہ مین مین یعنی
ازانجملہ یہ کہ آسمان کے واسطے دروازے ہین پس جو شخص اس سے منکر ہو وہ مبتدع گمراہ ہے۔ ازانجملہ آدم علیہ السلام وانبیا کا
ومرحبا کہنا تو مستحب ہے کہ زیارت کرنے والا اگرچہ افضل ہو جسکی زیارت کرے اُسکو مرحبا وغیرہ سے خوشی کرنا چاہیے۔ مترجم
نے بیٹا کہا اور بعض نے بھائی کہا ہے لہذا بدون قریب نانے داری کے بھی بھائی کہنا اچھا ہے۔ ازانجملہ نبی صالح وفرزند صالح
الفاظ سے تعریف مین جواز نکلا کہ اگر غرور سے امن ہو تو آدمی کے سچی تعریف منہ پر کردے۔ ازانجملہ ابراہیم علیہ السلام اپنی پیٹھ کو
بیت المعمور سے لگائے تھے اس سے معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ سے تکیہ لگانا جائز ہے مترجم کہتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام عالم آخرت
ہین اور وہان کے قیاس سے ایسا حکم جو عالم دنیا مین حکم سے خلاف ہو اولی نہین ہے یعنی ظاہری حکم خلاف ادب ہے
آدمی کے لیے ادب سے خلاف اولی ہے مگر یہ کہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے لہذا اولی یہ ہے کہ تکیہ نہ لگاوے اگر
ہو کہ یہ جو احادیث مین واسطے تخفیف تعداد کے مروی ہے کہ پھر مین اپنے رب کی طرف لوٹا تو امام نووی رح نے
مقام سے مجھے مناجات کے واسطے شرف عطا ہوا تھا وہان لوٹا اور اللہ تعالی جل شانہ زمانہ ومکان سے
پاک ہے۔ ازانجملہ یہ مسئلہ اصول کا نکلا کہ پچاس کا حکم دیا اور قبل عمل درآمد ہونے کے پانچ تک تخفیف کی
ثابت ہوا۔ ازانجملہ سونے کے طشت کا استعمال آدمیون پر حکم تعبدی سے حرام ہے اور آخرت مین

ہوئے آسمان پر نہین پھر آدم علیہ السلام کیونکر غمگین ہوتے ہین تو جواب یہ ہر کہ دروازہ بائین کی طرف سے جہنم مین جاتا
ہے اور یہ عالم آخرت مین سے ہر نہ اس آسمان سے پس سوال وارد نہین ہوتا ہر - اور مترجم کہتا ہر کہ غمگین ہونا بھی اس حالت
کا بیان عجیب کیفیت فہم ظاہر مین نہین آسکتی ہر فافہم - مترجم کہتا ہر کہ یہان کثرت سے مسائل واشارات وعجائب علوم ہین جو اکثر
عقول سے بعید ہے لہذا اس خوف سے کہ شاید وسوسہ شیطانی سے منکر ہون نہین لکھتا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسوقت
معراج کے سفر مین تھے توجب یکایک کشادہ ہوئی اور جبرئیل علیہ السلام اترے پس ظاہر ہوا کہ کوئی جسم مادی مانع نہین ہوا اور جیسے
آپکا سینہ شریف چاک کرکے دھویا اور پھر کر برابر کردیا اور کسی طرح زخم سے آثار مادی نہ ظاہر ہوے کیونکہ حکم الٰہی جل شانہ ہر دم ہر چیز کا قیوم
ہر اور ہر ایک چیز اسکے قبضہ قدرت مین ہر - اور جیسے مسجد اقصیٰ کا قریب دار عقیل کے حاضر ہونا واسطے معائنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور اسی طرح دقیق علوم ہین جنسے علماء وعقلاء کے عقول وارواح نہایت مسرور وخوش ہوتے ہین اور انکے ایمان ویقین کو ترقی ونور ملتا ہر
لہذا چاہیے کہ پہلے دل کو ارکان ایمان وعقائد سے اور بدن کو اعمال شریعت سے منور کرین تب روح کی نظر حواس سے فیض حاصل ہو واللہ تعالے
ہو الموفق والہادی الی سبیل الرشاد - ف - عرائس البیان مین شیخ عارف رحمہ اللہ تعالی نے لکھا کہ قولہ تعالی سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً
دلیل آیت مین چار اشارات ہین اول اشارہ تقدیس دوم اشارہ غیرت سوم اشارہ غیب اور چہارم اشارہ السر - پس اشارہ تقدیس کلمہ
سبحان ہر یعنی معراج اپنی جانب عام فہم مین خطرہ ہوتا ہر کہ اللہ تعالی جل شانہ کسی مقام یا کسی طرف مین ہر خواہ بلندی ہو یا اور کوئی ہو کہ جب
بندہ عبد اور اور ارتک پہونچا تو اس سے واصل ہوا یعنی یہ وہم مت کر بلکہ پہلے سے سبحان کہکر پاکی جان لو یہ وہم نہ کرو کہ اپنے بندے کو
جب ملکوت سموات پر بلند کیا تو اسکو کسی مقام پر بلند کیا یا وہ کسی مکان مین ہر کیونکہ کون ومکان اسکے میدان قدرت مین ایک ذرہ سے بھی
کم ہین تو یہ نہین دیکھتا کہ کیسے حدیث مین وارد ہر کہ کون قبضہ قدرت الٰہی مین رائی سے کم ہر پس جو تنزیہی اور بلندی یہان فرمائی جاتی ہر
وہ تشبیہ دینے والون کے اوہام سے پاک ہر جو وہم کرین کہ اسراء نبوت کسی مکان کی طرف واسطے قرب کے تھا پس پہلے ہی سے کہنا چاہیے
کہ سبحان الذی یعنی وہ پاک ہر ایسے اوہام کی تہمت سے - دوم اشارہ غیرت یہ ہر کہ الذی فرمایا یعنی وہ پاک جسنے اپنے بندے کو یہ اسرار
عطا فرمایا اور یون نہین فرمایا کہ وہ اللہ یا وہ رحمن ومانند اسکے کوئی نام پاک نہین فرمایا کیونکہ غیرت قدیم نے چاہا کہ کوئی نہین اسکی بارگاہ کبریا تک
واصل ہو سکتا سوائے اسکے بندے کے اور بندہ کو بھی نام ظاہری محمد یا دوسرے نام سے نہین ذکر فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم دونون نام درمیان
سے اٹھا لیے تاکہ کوئی مطلع نہو - سوم اشارہ غیب قولہ اسری ہر یعنی ایک بعید تھا ایک رب قریب اور اسکے بندے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم
اور قولہ لیلاً - محل مناجات تھا - پس تقدیس سے تو یہ ظاہر ہوا کہ قدم کو حدوث سے فردانیت ہر اور یہ کہ جہان فضل بے علت وسبب ہر
اور اکتساب وکوشش کو دخل نہین ہر اور یہ کہ مخلوق مین سے اسکے واسطے اختصاص خاص ہر اور یہ کہ حادث کو مجال نہین کہ قدم کے
ساتھ واصل ہو سکے اور یہ کہ بارگاہ عزت اپنی محدث پر ہر خواہ کوئی عارف وصف نہ کرے بلکہ وہ کسی عارف کی معرفت سے معزز ومقدس
نہین ہوا بلکہ عارف کو خود وصف ہر اور مبہم نام سے حقائق محبت کھلی اور ظاہر ہوا کہ صمدیت تک ادراک خلق کی مجال نہین ہر اور اشارہ
سر سے انوار ربوبیت وانوار علم مجہول ہوتے ہین اور اشارہ سری سے خطاب تشابہات ونحو امض علوم مشکلہ ظاہر ہوے اور آثار
کے واقعات کا اشارہ ہر - اسرار اپنے بندے کو محل ارادت سے بمقام محبت اور محل محبت سے بمقام معرفت اور وہان سے بمقام
[illegible] سے بمقام فنا اور وہان سے بمقام بقا اور وہان سے بمقام اتصاف اور وہان سے بمقام اتحاد فرمایا

Marfat.com

اپس بندے مین رسوم حدوث سے اُسکا کچھ نہ رہا کیونکہ قدم کا حدوث پر استیلا رہوا تھا نا فتدلی پھر اُسمین فنا رہتا ہی
قاب قوسین اوادنی ہوا ایک قوس ازل اور دوسرے قوس ابد پس یہ دونون قوسین مین غیبت مین نہایت
ہوا پس غیرت سے غیب الغیب بھی زائل کردیا گویا وہ فنار الفنار مین تھا پس اِس سے بھی فانی کردیا پس
باقی رہگیا چنانچہ فرمایا سبحان الذی اسری بعبدہ یعنی وہ باوجود مرتبہ اتحاد کے بر وصف عبودیت ہی اور سبحان
بات سے کہ حوادث کا محل ہو یا وہ حوادث مین حلول فرماوے یا لاہوت کا امتزاج ناسوت سے ہو سبحانہ و تعالیٰ
تھا بندہ کے ایجاد کرنے سے پہلے سبحان تھا اور عبودیت بندون کے واقع ہونے سے پہلے سبحان تھا قرب و بعد سے
وہی ہی اپنی ذات و صفات مین مخلوق کی طرف سے قرب و بعد ہر حال سے ہمیشہ پاک ہی - اسرار یہان دیدار فعل و آیات سے
صفات ہی اور دیدار صفات سے بجانب مشاہدۂ ذات ہی اِسکو اپنے مشاہدہ جمال پر شاہد کیا پس آپنے حق کو حق کے ساتھ دیکھا اور
موصوف بوصف حق ہوا پس اُسکی صورت اُسکی روح ہوئی اور روح اِسکی عقل ہوئی اور عقل اُسکا قلب ہوئی اور قلب اُسکا سر حوالی حق
کو اپنے تمام وجود سے دیکھا کیونکہ اِسکا وجود تمام و کمال عیون الحق سے ایک آنکھ ہوگیا پس حق کو بجمیع العیون دیکھا اور اُسکے خطاب کو بجمیع
اسماع سنا اور بجمیع قلب سے حق کو پہچانا یہانتک کہ اُسکے عیون و اسماع و قلوب و ارواح و عقول سب حق مین فنا ہوگئے پس تفرق بحق باقی
مگر بندہ کے واسطے اِسکی بقا ہے - کیونکہ عیون حدوثی عیون الحق مین فنا ہوگئین اور عیون الحق کا مرجع بجانب حق ہو پس حق بحق کو
دیکھا اور حق نے حق کو پہچانا اور حق نے حق سے سنا اور یہ حق تعالیٰ کی کمال رحمت و لطف اپنے بندے خاص پر ہی کیونکہ وہ سنتا دیکھتا ہی
چنانچہ آخر حدیث مین فرمایا **قولہ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ** اپنا کلام خود سنا اور اپنی ذات کو خود دیکھا وہ ازل مین سمیع بصیر تھا اور یہان
اپنے بندے کے سمع و بصر سے سنتا و دیکھتا ہی - شیخ واسطی رح نے فرمایا کہ اپنی نفس کی تسبیح فرمائی کہ پاک ہی اِس سے کہ اُسکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو اسرار کرنے مین کسی کو دخل ہو کہ ایک حرکت ایک قدم کی اِسکی شرکت سے ہو - شیخ ابو یزید رح نے فرمایا کہ جو ظاہر کیا اُس سے پاکیزگی فرمائی
جو مخفی ہی اُسکو کوئی نہین پہچانتا - ابن عطاء رح نے فرمایا کہ مقام قرب و نزدیکی کی پاکیزگی فرمائی کہ کسی حال مین کسی مخلوق کی اِسمین نظر نہین
اسرار فرمایا بندہ کی ذات کو اور اُسکی روح کو اور اِسکے سر باطن کو پس نہ سر کو علم ہوا جسمین روح ہی اور نہ روح نے جانا جو سر باطن نے مشاہدہ
کیا اور نہ نفس کو خبر ہی جو روح و سر کے پاس ہی اور ہر ایک واقف اپنی حد پر حق کے مشاہدہ مین ہی اِس سے بلا واسطے حاصل کرتا ہی وہان کسی
باقی نہین ہی بلکہ حق عزوجل نے اپنے بندے کو تحقق دیا پس اُسکو وہان مقام دیا جہان مقام نہین اور خطاب فرما کر اُسکو وحی فرمائی جو وحی فرمائی
جل شانہ و عز برہانہ - اور نقل فرمایا کہ ایک شخص نے آکر حضرت امام جعفر بن محمد سے پوچھا کہ مجھ سے معراج کا وصف بیان فرمائیے فرمایا کہ
کیسے مین تجھ سے ایسے مقام کا وصف کرسکتا ہون جہان جبرئیل نے باوجود اپنی عظمت مقام کے کچھ نہین ہستا اللہ علامات
معراج مین بندہ اور مین مسجد اقصیٰ جانے کا سبب یہ ہی کہ وہان آیات کبریٰ مین کہ انوار تجلی کا نزول ہی اور
وہان قرب مین طور سینا و زیت اور مصیصہ ہے و مقام ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ علیہم السلام مین اور اِن بہاڑون مین مقام
اِسی واسطے فرمایا کہ بارکنا حولہ لنریہ من آیاتنا یعنی علامات شواہد ہمارے مشاہدہ کے تاکہ آیات مین
اور تاکہ اُنکے مشاہدہ سے قوت حاصل کرکے آیات عظام ملکوتی کے دیدار کی قدرت ہو اور ملکوت مین
انوار جبروت مشاہدہ فرماوے کیونکہ بندہ کرم نے درخواست کی تھی کہ ارنا الاشیاء کما ہی

Marfat.com

ن اسمین صفات بطور آیات کے دکھلا دے۔ پس حق عزوجل نے اسکو آیات دکھلائین اور وہ عزوجل اس بات پر قادر ہی اور وہ آیات مین حلول
حدث سے پاک ہی اسی وجہ سے سبحان الذی سے شروع فرمایا۔ اور حکمت اسمین یہ تھی کہ جب اُسکو ملکوت اعلیٰ و ملکوت اسفل مین دیدار صفات
ہوئے ہوئی تو ذات پاک کے مشاہدہ بلا حجاب کے طاقت ہوگی اور دیدار ذات بلا کیفیت و علت ہی اور کیونکر جب کہ دیدار صفات مین عقول
حیر ہین تو ذات پاک مین علت وغیرہ کو کیا دخل ہو سکتا ہی پس وہان آیات و شواہد کچھ نہین ہین بلکہ اُسکو اُسی سے دیکھا نہ اور کسی چیز سے اور
عض مشائخ نے کہا کہ ابراہیم علیہ السلام کے حق مین فرمایا کذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض یعنی مشاہدہ نفس آیات سے ظہور دیا
ور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرمایا کہ لنریہ من آیاتنا یعنی اپنی آیات سے ہم اُسکو دیدار دین پس آیات سے اُسکی آنکھ بند کرلی اور حق کے ساتھ
شغول کیا اور اُسنے آیات مین سے کسی کی طرف التفات نہین فرمایا یہی اُسکے واسطے خلق عظیم تھا۔ بعضے مشائخ اس مقام پر نکتہ بیان کرتے ہین کہ
نحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت عام تھی حتی کہ ملائکہ بھی آپ کی امت مین تھے ولیکن اہل زمین اپنے طور پر افعال و اقوال و اعمال مین تھے اور
لائکہ اپنے طور پر آداب حضوری مین تھے پس اللہ تعالیٰ نے رسول کرکے اہل زمین کی تعلیم کو بھیجا کہ اُنھون نے عبادت سیکھی پھر آسمان کو عروج دیا
کہ ملائکہ نے آداب سیکھے وقال تعالیٰ ما زاغ البصر وما طغی۔ نہ کسی مقام کی خواہش کی اور نہ طمع اکرام اور ہر خواہش سے تحرز کیا۔ شیخ استاد نے کہا کہ
قولہ لنریہ من آیاتنا۔ اول آیات سے پھر صفات سے پھر کشف ذات سے معرفت عطا فرمائی۔ واضح ہو کہ معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ
کمالات سے ہی اور گو بر باطن بوجہ ہجوم وساوس شیطانی کے اس سے منکر ہوگا ولیکن موسیٰ علیہ السلام کے ظاہری معجزات مثل عصا کا اژدہا
ہو جانا اور باطنی معجزات مثل کلام الٰہی کو وہ طور پر اور عصائے توریت وغیرہ ظاہر تھے اور اکثر لوگ اسکے معتقدین بھی معراج سے منکر ہوتے تھے
پس آیندہ تذکرہ کیا اور آیات الٰہی سے منکرون پر تہدید فرمائی بقولہ تعالیٰ۔

وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ

اور ہم نے دی موسیٰ کو کتاب اور بنا دیا اُسکو ہادی واسطے بنی اسرائیل کے یہ کہ تم لوگ مت بناؤ

دُوْنِيْ وَكِيْلًا ۝ ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَبْدًا شَكُوْرًا ۝

میرے سوائے کسی کو وکیل اے اولاد اُنکے جنکو ہم نے سوار کر دیا تھا نوح کے ساتھ وہ تھا ہمارا اچھا شکر گذار بندہ

ح معراج مین لایا کہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے عظیم قدرت سے سیر تھوڑی وقت مین مسجد اقصیٰ تک مع عروج و دیدار آیات کے ذکر فرمائی
واسطے پیچھے موسیٰ علیہ السلام کی سیر مصر سے بیت المقدس تک جو زمانہ دراز مین ہوئی بیان فرمائی تاکہ دونون [illegible] فرق ظاہر ہو اور شب معراج مین
موسیٰ علیہ السلام کی شفقت اس امت پر بہت زیادہ ہوئی جو اُنکی مراجعت سے نماز دن مین تخفیف ہوئی لہذا فرمایا وَاٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ
اور دی ہم نے موسیٰ کو کتاب یعنی توریت وَجَعَلْنٰهُ اور ہم نے اس کتاب کو بنا دیا یعنی اپنی عظمت سے هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
ادی واسطے بنی اسرائیل کے یعنی اسلئے کہ توحید و احکام مین عدل کرین۔ اور موسیٰ و قوم کو مصر سے بلاد مسجد اقصیٰ تک سیر دی مگر ناشکری بعضے
ون سے چالیس سال تک درمیان مین روکے گئے وہان نہ پہونچے اور جتنے نکلے تھے سوائے اہل تقویٰ و انبیاء کے سب اس سرزمین سے محروم
ہے اس معجزون مین اسراء مین فرق ظاہر ہوا جیسے قرآن مجید و توریت مین فرق ہی۔ کذا فی السراج۔ پھر وہ کتاب بنی اسرائیل کے واسطے
ون معنی ہین لَا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ وَكِيْلًا مت بناؤ میرے سوائے کسی کو وکیل۔ یا اسلیے کہ تم غیر کو سوائے اللہ کے
ا یعنی ایسا رب مت بناؤ کہ اپنے امور دینی کی طرف سپرد کرو بلکہ اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسا کرو اور یہی توحید ہی کہ بولے تو اللہ تعالیٰ کی یاد سے

Marfat.com

اور فکر کرے تو اُسی کی پاکی اور چاہے تو اللہ تعالیٰ ہی سے مانگے پس اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہو جاوے
نبوت سے تابعدار کو بھی وصول بمقام عروج ہو لہذا فرمایا۔ ذریۃ من حملنا مع نوح
کے ساتھ کشتی میں رکھا۔ تم اپنے باپ کے ساتھ مشابہ ہو۔ انہ کان عبدا شکورا۔ نوح
ارشاد ہو کہ اے لوگو میری اس عظیم نعمت کا شکر کرو کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مانند رسول
معراج حاصل ہو سکتی ہے۔ واضح ہو کہ حدیث میں اور سلف سے اثر میں وارد ہے کہ کھانا پانی و لباس و
حمد کرتے اسی واسطے بندہ شکور فرمایا اور طبرانی نے سعد بن مسعود ثقفی سے روایت کی کہ نوح کو عبد شکور اس لیے
کو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے۔ امام احمد نے انس بن مالک رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
سے راضی ہوتا ہے اس بات میں کہ کچھ کھاوے یا کچھ پیے اُسپر اللہ تعالیٰ کی حمد کرے۔ ہکذا رواہ مسلم والترمذی والنسائی۔ امام مالک نے
بن اسلم سے حکایت کی کہ نوح ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے تھے۔ حدیث شفاعت میں بھی مذکور ہے کہ یہ لوگ نوح علیہ السلام کے پاس آئے
کہ آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہیں اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے عبد شکور نام کیا ہے آخر حدیث تک۔ کما رواہ البخاری فی السراج المنیر
قتادہ رح نے فرمایا کہ لوگ سب اولاد نوح سے ہیں کیونکہ نوح علیہ السلام کے ساتھ آپکے تین بیٹے سام و حام و یافث تھے سب انہیں کی
اولاد ہیں۔ بقاعی رح نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ جو کوئی انکی اولاد کے سوائے اُنکے ساتھ تھا وہ مر گیا اور کوئی اولاد نہ چھوڑی اور خود نوح کی اولاد
اسلیے نہ فرمایا کہ یہ آنکی اولاد کی اولاد ہیں تو یہ دوسرا احسان الٰہی ہے۔ روایت ہے کہ نوح علیہ السلام جب کھاتے پیتے تو کہتے کہ حمد ہے اللہ تعالیٰ کو
جس نے مجھ بندے کو اُسکی لذت چکھائی اور میرے جسم میں اُسکی منفعت باقی رکھی اور اُسکی ناگوار اذیت مجھ سے نکال دی اور ایک روایت
میں ہے کہ افطار کے وقت جو اسطرف سے گذرتا اگر محتاج ہوتا تو اپنا کھانا اُسکے سامنے پیش کرتے اور اپنے کھانے سے اُسکے کھانے کو پسند کرکے
اُسی کو کھلاتے ف فی العرائس قولہ تعالیٰ انہ کان عبدا شکورا۔ یہ اوعبودیت وہ واقعی عبد تھا کیونکہ بندگی و شکر گزاری ہی عبودیت ہے
کہ نام نعمتوں کو خواہ جسمانی ہوں یا روحانی ہوں اپنے منعم کی راہ میں صرف کرے اور محبت کی راہ سے وہ محب تھا اور حق کی راہ سے عاشق
تھا اور حر وہ ہے جو سوائے معشوق کے سب سے آزاد ہو اور غیرت کی راہ سے متفرد بالنفس تھا کیونکہ وہ سوائے معشوق کے اغیار کا وجود نہیں
چاہتا تو نہیں دیکھتا کہ طوفان کی دعا میں کہا کہ لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا یعنی روئے زمین پر کافروں میں سے کوئی گھر والا نہ چھوڑ
اور شکر گذار اس راہ سے کہ نعمت سے منعم کو دیکھتا تھا نہ نعمت کو اور منعم کو بھی اسطرح کہ اُسکی نعمت جمال و جلال کے حق ادا کرنے سے
گویا اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آگاہ فرمایا کہ اپنے باپ نوح علیہ السلام معرفت میں کیسے تھے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر مقام نعمت و بلا میں ادا کرتے تھے کیونکہ
عارف نہیں ہوتا جب تک حق کو نعمت دیکھنے میں اور بلاء دیکھنے میں دونوں طرح نہ دیکھے پس مقام بلاء میں صبر کو مقام نعمت میں شکر بمقام
اور مقام نعمت میں شکر بمقام بصفائی لبوے اور سخاوت و تقوی کے ساتھ اسی کو اختیار کرے اور مقام بلاء میں
عبودیت موجود ہے قال المترجم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت یعنی صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین کے
کہ اُسکے ساتھی لوگ درویش ہونگے قایم بامر الٰہی ہونگے سر نعمت و تکلیف میں دونوں حال میں اللہ کی
عبودیت پر ہے کہ دونوں میں چھوڑے ایک تو لذت پر سکون کرنا اور دوم حرکت پر اظہار کرنا یعنی ہر حال
ہو جانا بندگی سے خارج ہے اور نیز حرکات اعمال و افعال پر بھروسا کرنا بندگی سے خارج ہے

[illegible] اپنا فضل [illegible] کے نزدیک وہی مرا فضل ہے اور وہ اپنی کثیر خدمت و عبادت کو نہایت حقیر دیکھیگا اور اللہ تعالیٰ
[illegible] ثواب کریگا اور ایسے بندے کو ہر چند نعمت متواتر کثرت سے پہونچے کسی حال مین منعم سے نہ روگیگی بخلاف اسکے
[illegible] کو تربیت دی اور کثرت سے نعمتین دین مگر انھون نے شکر گذاری چھوڑ کر نعمتون پر نظر ڈالی اور پوربت کی ہدایت جھوٹی فساد مین پڑے

وَقَضَيْنَآ إِلَىٰ بَنِيٓ إِسْرَٰٓءِيلَ فِى ٱلْكِتَٰبِ لَتُفْسِدُنَّ فِى ٱلْأَرْضِ مَرَّتَيْنِ وَلَتَعْلُنَّ عُلُوًّا

[illegible] کر دیا تھا بنو اسرائیل کو کتاب مین کہ تم ضرور فساد مچاؤ گے زمین مین دو مرتبہ اور سرکشی کرو گے

كَبِيرًا ۝ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ أُولَىٰهُمَا بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَآ أُو۟لِى بَأْسٍ شَدِيدٍ

بڑی ۝ پھر جب آیا وعدہ ان دونون مین سے بھلا بھیجے ہم نے تم پر اپنے مخلوق بندے لڑائی مین سخت

فَجَاسُوا۟ خِلَٰلَ ٱلدِّيَارِ ۚ وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا ۝ ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ ٱلْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ

پھر داخل ہوئے درمیان گھرون کے اور تھا یہ وعدہ ہو جانے والا ۝ پھر ہم نے تم کو ان پر لوٹایا

وَأَمْدَدْنَٰكُم بِأَمْوَٰلٍ وَبَنِينَ وَجَعَلْنَٰكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا ۝ إِنْ أَحْسَنتُمْ أَحْسَنتُمْ لِأَنفُسِكُمْ ۖ وَإِنْ

اور مدد دی تمکو مالون اور اولاد سے اور کر دیا تم کو تعداد مین بہت ۝ اگر تم نے بھلائی کی تو اپنی جانون کے لیے بھلائی کی اور اگر

أَسَأْتُمْ فَلَهَا ۚ فَإِذَا جَآءَ وَعْدُ ٱلْءَاخِرَةِ لِيَسُۥٓـُٔوا۟ وُجُوهَكُمْ وَلِيَدْخُلُوا۟ ٱلْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوهُ أَوَّلَ مَرَّةٍ

تم نے برائی کی تو اپنی جانون کے لیے پھر جب پہونچا وعدہ پچھلے بار کا کہ وہ لوگ اداس کرین تمہارے منہ اور پیٹھین مسجد مین جیسے پیٹھے پہلے

وَلِيُتَبِّرُوا۟ مَا عَلَوْا۟ تَتْبِيرًا ۝ عَسَىٰ رَبُّكُمْ أَن يَرْحَمَكُمْ ۚ وَإِنْ عُدتُّمْ عُدْنَا ۘ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَٰفِرِينَ حَصِيرًا

اور خراب کرین جس جگہ غالب ہون پوری خرابی ۝ آیا ہے رب تمہارا اوپر کہ تم کو رحم کرے اور اگر پھر وہی کروگے تو ہم پھر وہی کرینگے اور کیا ہم نے دوزخ منکرون کا بندی خانہ

وَقَضَيْنَآ إِلَىٰ بَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ فِى ٱلْكِتَٰبِ اور خبر دیدی ہم نے بنو اسرائیل کو کتاب مین - یعنی توریت مین - واضح ہو کہ
قضی بمعنی آگاہ کرنا و خبر دینا بھی آتا ہے جیسے قضینا الیہ ذلک الامر ان دابر ہولاء مقطوع مصبحین - پس کتاب سے مراد توریت ہو اور ظاہرا توریت
مین اسکی خبر دیدینا بھی ایک کرامت تھی جس سے اور بھی زیادہ یقین بڑھ جاوے جیسے اس زمانہ مین مسلمانون کی خرابی و نصاریٰ کی
کثرت و غلبہ کی خبر احادیث صحیحہ مین اول سے مروی ہے چنانچہ جس نے معلوم کیا کہ حدیث مین ہے کہ جب امت مسلمہ فساد کریگی تو اس وقت
نصاریٰ بہت کثرت سے باتوت غلبہ و بادشاہ ہونگے اور اسی قسم کی احادیث کثیرہ وارد ہین [illegible] وقت سے یہ احادیث مروی ہین
[illegible] نصاریٰ نہایت ذلیل و خوار تھے کہ یہ امید کچھ بھی نہ تھی - بعض نے کہا کہ کتاب سے لوح محفوظ مراد ہے یعنی ہم نے لوح محفوظ مین حکم دیدیا
ہو لیکن الی بنی اسرائیل کے معنی ظاہر نہین ہوتے مگر جبکہ الی بمعنی علی لیا جاوے پس اول اولی ہے کہ توریت مین بنو اسرائیل کو آگاہ کر دیا

لَتُفْسِدُنَّ فِى ٱلْأَرْضِ کہ تم فساد مچاؤ گے یعنی ظلم و قتل و گناہون سے زمین مین یعنی ملک شام مین - یہی امام سیوطی کا قول ہے
[illegible] نے کہا کہ بوجہ تقدس و برکات کے گویا زمین وہی ہے اور بیضاوی نے کہا کہ مراد ملک مصر ہے ولیکن صحیح اول ہے کہ شام مین فساد کروگے
[illegible] دوسری کتابون مین کہا کہ پہلا فساد قتل زکریا علیہ السلام و حبس ارمیا تھا جبکہ اسنے اللہ تعالیٰ کے خشم سے ڈرایا تھا اور دوسرا
[illegible] علیہ السلام و محمد قتل عیسیٰ علیہ السلام تھا - بیضاوی رح نے کہا کہ پہلا فساد مخالفت احکام توریت و قتل شعیا ارمیا تھا اور
[illegible] قتل زکریا و محمد عیسیٰ علیہ السلام محمد علیہ السلام مین ہے کہ قتادہ رح نے کہا کہ فساد اول مخالفت احکام توریت و ارتکاب محارم ہے اور

Marfat.com

محمد بن اسحاق نے کہا کہ اول قتل شعیا رو ارتکاب محارم ہی اور فساد دوم مین لکھا کہ قتل یحیی علیہ السلام
کہ اسرائیلون کی روایات سے ان باتون کو ڈھونڈھا گیا مگر آنکی تاریخین واقوال مبالغہ وکذب سے بھرے ہوئے
قومون کا اسوقت حال تھا اور یہی برابر رہا یہانتک کہ زمانہ اسلام سے تاریخون کی صحت لوگون نے کسی
دوسری قومون مین آدمیت شروع ہوئی تب سے انھون نے بھی تاریخون کا التزام کیا ولیکن اولکی تاریخ
اسی طرح خراب حالت مین ہین بلکہ اول مین تو ہزارون وقائع درج نہین ہوتے تھے زبان کہانی کے طور پر ہوتے
وغیرہ نے لکھا کہ ہم کو تفسیر مین ان روایات کی کچھ حاجت نہین ہی چنانچہ اس مقام پر اسکی ضرورت ہی کہ آنحضرت
یہ نہایت صاف ہی پس معنی یہ کہ ہم نے بنو اسرائیل کو توریت مین آگاہ کردیا کہ تم اس زمین مقدس شام مین دوبار فساد کرینگے وَلَتَعْلُنَّ
عُلُوًّا كَبِيرًا اور سرکشی کرینگے یعنی لوگون پر ظلم وتکبر کے ساتھ بڑی سرکشی فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ أُولَاهُمَا جب پہلا وعدہ
بَعَثْنَا عَلَيْكُمْ عِبَادًا لَّنَا تو ہم تم پر بھیجینگے اپنے کچھ بندون کو أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ بہت زور وقوت والے
ابن کثیر رح نے کہا یعنی قوت وتعداد مین زیادہ وسامان وشوکت مین بڑھے ہوئے فَجَاسُوا خِلَالَ الدِّيَارِ وہ گھس پڑے
پس داخل ہونگے وسط دیار مین اور یہ وعدہ پورا کیا گیا ہی یعنی تمھارے ملکون کے مالک ہوکر انکے درمیان درآئینگے وَكَانَ وَعْدًا مَّفْعُولًا
کسی سے انکو خوف نہوگا اور یہ وعدہ ضرور پورا ہونے والا ہی - ابن کثیر رح نے فرمایا کہ سلف وخلف کے مفسرون کا اس
بارہ مین مختلف اقوال مروی ہین چنانچہ ابن عباس رض وقتادہ رح سے روایت ہی کہ وہ جالوت حزری واسکا لشکر ہی پھر ہم نے انپر مسلط کیا گیا تھا
ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ پھر ہم لوٹا دینگے تمھارے لیے دوبارہ سلطنت ودولت ان لوگون پر پھر تم بنی اسرائیل نے
جہاد پر عزم کیا اور اشمویل پیغمبر سے درخواست کی کما قال تعالی اذ قالوا لنبی لہم ابعث لنا ملکا نقاتل فی سبیل اللہ - چنانچہ طالوت بادشاہ نے
ہمراہ آنپر جہاد کیا اور داؤد علیہ السلام نے جالوت کو قتل کیا اور اللہ تعالی نے داؤد کو حکمت وسلطنت دی اور انتظام
کما قال تعالی - وَأَمْدَدْنَاكُم بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ اور ہم تمھاری بڑھاور کرینگے اموال واولاد سے وَجَعَلْنَاكُمْ أَكْثَرَ نَفِيرًا
اور تم کو تعداد مین کثیر کرینگے - اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانون کی کثرت تعداد بھی رحمت الہی ہی لہذا حدیث مین ہی کہ لوگو تم نکاح کرو کہ مین تمھاری
کثرت سے اور امتون پر مباہات کرونگا - اور اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانون مین جہانتک صریح کفر شوکسی کو خارج نہ کرے
وبھوٹ ڈالی جاوے - پھر شیخ ابن کثیر نے کہا کہ سعید بن جبیر سے روایت ہی کہ وہ موصل کا بادشاہ سنجاریب مع لشکر
سے روایت ہی کہ بابل کا بادشاہ بختنصر تھا - محی السنہ نے معالم مین کہا کہ ابن اسحاق نے کہا کہ وہ بختنصر مع لشکر
نے کہا کہ ابن جریر رح نے بسند صحیح روایت کیا کہ سعید بن المسیب جو کبار تابعین مین سے ہین فرماتے تھے کہ
آنھنے بیت المقدس کو اجاڑ دیا اور لوگون کو قتل کیا پھر دمشق مین آیا وہان دیکھا کہ بندیخ مین ایک خون
مارتا ہی بنو اسرائیل سے پوچھا کہ یہ خون کیسا ہی انھون نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادون سے اسی طرح پایا ہی کہ
مسلمانون وغیرہ مین سے قتل کیے یہانتک کہ خون کا ابلنا تھم گیا - بذا اسناد صحیح اور یہی مشہور ہی کہ اسنے
کیا یہانتک کہ کوئی ایسا باقی نہ رہا جو توریت کی محافظت کرے اور اسرائیلون مین سے ایک خلقت
کرکے بابل لیگیا اور وہان کچھ وقایع ہوے جنکا ذکر طول ہی ولیکن اگر انمین سے کچھ صحیح ہو

Marfat.com

ت دی ہر اِنْ اَحْسَنْتُمْ اگر تم نیکی کروگے یعنی اپنی ذات کے لیے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اور دوسرے
پر ظلم و سختی دور کرنے سے تو اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ اپنے واسطے نیکی کروگے یعنی ہر بھلائی کا اچھا بدلا
تمہارے ہی واسطے ہے۔ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا اور اگر تم نے برائی کی تو وہ بھی تمہاری نفسوں کے لیے
تمہارے نفسوں کے اوپر اسکا وبال ہے۔ ظاہر اَلَهَا کی جگہ عَلَيْهَا ہوتا کیونکہ بھلائی کے واسطے لام آتا ہے اور برائی کے واسطے عَلٰی یعنی وبال اسپر
ہے لیکن اسمیں یہ نکتہ ہے کہ نفوس پر جب دونوں کا عوض ہے تو گویا آدمی نے دونوں اپنے واسطے کمائے پس بجائے نیکی کے بدی کمانا کسقدر
تعجب و ناگواری اسکو خود اندازہ کرو۔ لیکن بنو اسرائیل ایک زمانہ کے بعد پھر عیش و شہوات میں پڑے اور عہد توڑ دیا تب دوسرا وعدہ آیا موجب
فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ پھر جب دوسرے مرتبہ کا وعدہ آویگا تو آوینگے تمہارے دشمن زبردست لِيَسُوْٓءٗا وُجُوْهَكُمْ
کو ہمارے زبردست قوت والے بندے غمگین کرین تمہارے منہوں کو وَلِيَدْخُلُوا الْمَسْجِدَ كَمَا دَخَلُوْهُ اَوَّلَ مَرَّةٍ
اور داخل ہوں مسجد میں یعنی بیت المقدس میں جیسے پہلے مرتبہ کے فساد میں داخل ہوے۔ معالم میں کہا کہ جب دوبارہ حضرت یحیی علیہ السلام
قتل کیا اور عیسی علیہ السلام کا قصد کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر فارس اور روم کے خردوس و طیطوس کو مسلط کیا اُنھوں نے بنو اسرائیل کو قتل و
غارت و جلاے وطن کرکے بہت بربادی کی وَلِيُتَبِّرُوْا مَا عَلَوْا تَتْبِيْرًا اور تاکہ ہلاک و برباد کرین وہ ملک جسپر غالب
ہوے ہین خوب بربادی۔ پھر ان دونون مرتبہ کے بعد بھی رحم فرمایا باوجودیکہ بنو اسرائیل نے اپنے انبیاء کے قتل مین و علماء و صلحاء کے قتل مین
حد شرک و ظلم مین حد سے تجاوز کیا تھا۔ مگر تضرع و زاری سے رحم فرمایا۔ عَسٰى رَبُّكُمْ اَنْ يَّرْحَمَكُمْ یعنی امید کرو کہ تمہارا رب تمہاری
عاجزی و زاری پر رحم کرے۔ وَاِنْ عُدْتُّمْ عُدْنَا اور اگر تم نے پھر کفر و قتل و ظلم کی طرف عود کیا تو ہم بھی عود کرکے تم پر مسلط کرینگے
دنیا مین یہ عذاب دنیاوی ہے اور عذاب آخرت علیحدہ ہوگا۔ کما قال تعالیٰ وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ حَصِيْرًا اور جہنم ہم نے کردی ہے کافرون
کے واسطے حصیر ابن عباس رض نے کہا حصیر قید خانہ اور مجاہد نے کہا کہ اسمین محصور ہونگے اور یہی دوسرے تابعین مفسرین سے مروی ہے اور حسن
بصری رح نے کہا کہ حَصِيْرًا یعنی بچھونا۔ قتادہ رح نے کہا کہ پھر بنو اسرائیل نے عود کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب رضی اللہ عنہم کو مسلط
کیا جزیہ لیتے ہین۔ سراج مین ہے کہ قفال رح نے کہا کہ ہم نے عود کی صورت مین عذاب دنیاوی پر اسواسطے محمول کیا کہ سورۂ اعراف مین البتہ تعالیٰ
نے بنو اسرائیل کے حق مین فرمایا وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ۔ یعنی غضب کے ساتھ اعلام فرمادیا تیرے رب نے
ضرور بنو اسرائیل پر مسلط رکھیگا قیامت تک ایسے کو جو اُنکو سخت عذاب مین رکھے۔ مترجم کہتا ہے کہ اُنھون نے غضب پر غضب سمیٹا پس اللہ تعالیٰ
نے ذلت و مسکنت کے لیے مقدور کردیا کہ ذلت و مسکنت مین پڑے ہین اُنکے واسطے نہ ملک ہے نہ سلطنت ہے۔ واضح ہو کہ جیسے توریت مین بنو اسرائیل کے
فساد کرنے و خوار ہونے کو بیان فرمایا تھا اسی طرح قرآن مجید مین یہود بنو اسرائیل کے حق مین فرمایا کہ ہمیشہ ذلت و مسکنت مین رہینگے کبھی
بھی اُنکی سلطنت نہوگی اور یہ کہ حضرت عیسی علیہ السلام کو تحقیق ماننے والے یا نام کے نصرانی ہمیشہ یہود پر غالب رہینگے چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم
اور نصرانیون کے تمام فرقہ جرابرہ یہود پر غالب رہے اور یہ معجزہ قرآنی مشاہدہ ہے اور مترجم کہتا ہے کہ بعض احادیث مین وارد ہے کہ دجال کے ساتھ
ستر ہزار یہود ہونگے تو شاید یہ مراد ہے کہ اسکے ساتھی ہونے سے اُنکے لباس تاج کے ساتھ ہونگے مگر وہ کہین کے بادشاہ نہین ہونگے اور شاید
دجال کے وقت مین یہودی اسکے تابعداری مین بادشاہ ہونگے واللہ تعالیٰ اعلم۔ واضح ہو کہ اول مرتبہ بختنصر کا حملہ آور ہونا اظہر ہے اور امام
رازی رح نے عیسی علیہ السلام اور انتقام بختنصر ذکر کرکے اعتراض کیا کہ تواریخ مین شہادت موجود ہے کہ بختنصر کا زمانہ حضرت عیسی و یحیی سے

بہت پہلے تھا اور لکھا کہ معلوم یہ ہے کہ جس بادشاہ نے یہود سے انتقام لیا وہ قسطنطین بادشاہ نصرانی تھا انتقام لیا اور عداوت یہود کے سبب سے صخرہ بیت المقدس پر جو قبلہ یہود تھا کوڑا ڈلوایا یہانتک کہ عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المقدس میں بجانب قبلہ کعبہ نماز پڑھی اور بعد اسکے اپنی چادر بچھا کر اسی طرح ایک دم میں صاف کر دیا اور اسی قسطنطین و اسکے ساتھی نصرانیوں کی نسبت ہے یقولون فیہا اسمہ وسعی فی خرابہا الآیات - پھر واضح ہو کہ محی السنہ رحمۃ اللہ علیہ نے قولہ تعالیٰ قضینا الی بنی اسرائیل فی کی تفسیر میں ایک حدیث طویل اس قصہ میں روایت کی اور اس حدیث کو ابن جریر رح نے بھی اپنی تفسیر میں اسناد اول اسکو نقل کر کے پھر اسکے بعد شیخ ابن کثیر رح کا کلام ذکر کر دیگا - امام محی السنہ نے کہا کہ ہدایت کی سفیان ابن عیینہ سے اسنے ربعی بن حراش سے اسنے حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب بنو اسرائیل میں خطیئے داخل ہوئے کیا اور انبیاء علیہم السلام کو قتل کیا تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر فارس کا بادشاہ بخت نصر مسلط کیا جسکو اللہ تعالیٰ نے سلطنت سو برس تک دی اسنے بنو اسرائیل پر فوج کے شام کو چلا اور بیت المقدس کو محاصرہ کر کے فتح کیا اور یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کے خون پر ستر ہزار قتل کیے پھر بنو اسرائیل کو قید کر لیا اور بیت المقدس پر جو زیور و آرایش تھی سب نکال لی چنانچہ ایک لاکھ ستر ہزار چھکڑے زیور و آرایش کے نکالے بیت المقدس کی تعمیر کی یا رسول اللہ بیت المقدس بہت عظیم تھا فرمایا کہ ہاں اسکو سلیمان بن داؤد نے سونے و چاندی و یاقوت و زبرجد سے بنایا تھا اور اسکے ستون سونے کے تھے اللہ تعالیٰ نے اسکو یہ دیا اور شیاطین اسکے لیے مسخر کر دیے تھے کہ پکا مارتے اسکے پاس یہ چیزیں لاتے تھے پس بخت نصر ان سب کو لیکر بابل ہو کر بابل پہونچا پس بنو اسرائیل اسکے قبضہ میں سو برس پڑے رہے مجوسی انکو غلام بنائے تھے انمیں انبیاء بھی تھے پھر اللہ تعالیٰ نے انپر رحم کیا اور بادشاہان فارس میں سے کورش نام کو جو مسلمان تھا وحی کی کہ جا کر بقایا بنی اسرائیل کو چھڑا دے پس کورش نے جا کر بنو اسرائیل مع سامان بیت المقدس کے شاہان بابل سے چھینے پھر بنو اسرائیل سو برس تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں قائم رہے پھر انھوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تب اللہ تعالیٰ نے پھر انطیانوس بادشاہ کو انپر مسلط کیا اسنے شام کو لیا اور بیت المقدس کو جلا کر لوگوں کو قید کر لیا اور بنو اسرائیل کو کہا کہ اگر تمنے پھر سرکشی کی تو ہم پھر تمکو عذاب میں مبتلا کرینگے پھر انھوں نے حد سے تجاوز کیا اللہ تعالیٰ نے انپر ایک رومی بادشاہ جسکو قاقس بن استیانوس کہتے تھے مسلط کیا اسنے خشکی و تری کی راہ سے انپر حملہ کیا اور سامان بیت المقدس کا لا کر بیت المقدس میں رکھا اور حضرت صلعم نے فرمایا کہ دریو بیت المقدس کی یہ صفت ہے اور اسکو مہدی خلیفۃ اللہ پھر بیت المقدس میں واپس لاویگا اور وہ اکثر اوقات سوکھا پڑا رہتا ہے کہ بیت المقدس کے دروازہ پر لاکر ڈالی جاوینگی کہ بیت المقدس آراستہ کیا جاوے اور وہیں اللہ تعالیٰ اولین و آخرین کو جمع کریگا - مترجم کہتا ہے کہ شیخ اس کتاب میں حدیث کی لکھا کہ ابن جریر رح نے اس مقام پر باسناد خود حذیفہ رضہ سے مرفوع معلول حدیث روایت کی اور وہ حدیث لاعالہ میں موضوع ہے جسکو ہم نے بیان کیا اور یہ حدیث ہے اسکو ذرہ بھی اسکی وضع میں شک نہ ہوگا اور پورا تعجب تو اس شیخ سے ہے کہ باوجود اسکے جلالت قدر کے ہمارے شیخ الحافظ العلامہ ابو الحجاج المزی نے تصریح کر دی کہ یہ حدیث موضوع مکذوب ہے اور حاشیہ کتاب پر لکھا کہ محی السنہ نے لکھا کہ محمد بن اسحاق بن یسار رح نے لکھا کہ بنو اسرائیل میں بدعتیں لگاتار بہت پھیلے اور اللہ تعالیٰ نیکی فرماتا تھا پھر اول آفت جو انپر انکے گناہوں کی وجہ سے ڈالی گئی وہ یوں تھی کہ انمیں ایک بادشاہ کرتا تو اسکے ساتھ ایک نبی مبعوث فرماتا جو اسکو سیدھی راہ پر رکھتا تھا اور کتاب اسپر نازل حکم دیے جاتے تھے پھر جب صدیقہ بادشاہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انمیں انبیاء کرنا کیا اور یہ

Marfat.com

[illegible] جنہون نے عیسیٰ و محمد علیہما السلام کی بشارت دی تھی کہ بشارت ہو اے سرزمین کہ اب آتا ہی تیرے
[illegible] ایک بادشاہ ایک زمانہ دراز تک شام و بیت المقدس کا بادشاہ رہا جب اُسکا زمانہ
[illegible] بدکاریان زیادہ ہوگئین اور کثرت سے بدعات پھیل گئین اور اللہ تعالے نے سخاریب بادشاہ بابل
[illegible] بیشمار لشکر کے بھیجا وہ چھ لاکھ فوج سے بیت المقدس پر آیا اور بادشاہ بیمار تھا اُسکی مانگ مین قرحہ تھا اِس سے شعیا پیغمبر نے فرمایا کہ اے
[illegible] اللہ تعالے نے سخاریب بابل کے بادشاہ بابل چھ لاکھ جوانون سے لیکر حملہ آور ہوا ہی اور لوگون مین اِس سے ہیبت چھا گئی ہی بادشاہ اِس بات سے
[illegible] اللہ تعالے نے آپ کے اوپر کچھ وحی آئی کہ اللہ تعالی ہم دونون کے درمیان کیا حکم فرماویگا شعیا نے فرمایا کہ مجھکو وحی نہین
[illegible] اللہ تعالی نے شعیا پر اللہ تعالی نے وحی بھیجی کہ صدیقہ سے کہدے کہ وصیت کرے اور اپنی بادشاہت پر جسکو چاہے اپنے
[illegible] پس شعیا نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے اللہ تعالی نے وحی فرمائی ہی کہ مین تجھکو آگاہ کردون کہ تو وصیت کردے
[illegible] کسی کو اپنا خلیفہ کردے کہ تیری موت ہی جب شعیا نے اِس سے کہا تو وہ قبلہ رخ ہوکر کھڑا ہوا اور اُسنے دو رکعتین
[illegible] اور اللہ تعالی سے عرض کیا کہ اللھم رب الارباب یا قدوس المقدس یا رحمن یا رحیم یا رؤف الذی لا تاخذہ سنۃ ولا نوم مجھے
[illegible] اپنے علم و عمل کی اور جس اچھی طرح مین نے بنی اسرائیل پر خلافت کی اور یہ سب میری طرف سے تھا اور تو مجھ سے زیادہ میرے ظاہر
[illegible] اور تو الرحمن الرحیم ہی پس اللہ تعالی نے اُسکی دعا پر رحم فرمایا اور وہ بندہ صالح تھا پس اللہ تعالی نے شعیا کو وحی فرمائی کہ
[illegible] کہدے کہ تیرے رب نے تیری دعا قبول کی اور رحم فرماکر اُسکی عمر مین پندرہ برس کی تاخیر کردی اور اُسکو سخاریب اُسکے دشمن سے
[illegible] شعیا نے اسکو آگاہ کیا یہ سُنکر اُسکا غم والم جاتا رہا اور وہ اللہ تعالی کے واسطے سجدہ مین گر پڑا کہ اے میرے اللہ میرے باپ دادون
[illegible] تیری ہی بڑائی اور بزرگی کرتا ہون تو ہی وہ ہی کہ بادشاہت جسکو چاہے دیوے اور جس سے چاہے چھین
[illegible] عزت دے اور جسکو چاہے ذلت دے تیرے ہی قبضہ مین سب بہتری ہی جب اُسنے سر اُٹھایا تو شعیا نے فرمایا
[illegible] اللہ عزوجل یہ بھی فرماتا ہی کہ تو اپنے آدمی سے کہ کہ انجیر کا پانی لاکر تیرے قرحہ مین ڈالے صبح کو تو اچھا ہوجائیگا پھر بادشاہ نے شعیا سے
[illegible] اللہ عزوجل سے سوال کرین کہ ہمارے اِس دشمن کے ساتھ کیا حکم ہوتا ہی شعیا نے کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ہم نے تیرے دشمن
[illegible] شعیا نے آکر پیغمبر کی کفایت کی کہ وہ سب صبح کو مرجاوینگے سوائے سخاریب اور پانچ اُسکے خاص لوگون کے جنمین ایک بختصر
[illegible] صبح ہوئی تو عمالقہ کے دروازہ پر ایک شخص نے آکر خوشخبری سنائی کہ اے بادشاہ بشارت ہو کہ تیرے دشمن سخاریب و اُسکے ساتھی سب
[illegible] بادشاہ نکلا تو لوگون نے سخاریب کو تلاش کیا مگر مردون مین نہین پایا اور بادشاہ نے اُسکی تلاش مین آدمی روانہ کیے
[illegible] پانچون لوگون کے پکڑ لائے اور اُنکو مسجد جامع مین رکھا اور بادشاہ کو اطلاع دی وہ آیا اور دیکھا اللہ تعالی کے
[illegible] مسجد مین پکار رہا ہی سر اُٹھاکر سخاریب سے کہا کہ تونے دیکھا کہ ہمارے پروردگار نے تمھارے ساتھ
[illegible] اپنی قوت سے سب کو ہلاک کردیا اور تم دونون غافل ہین سخاریب بولا کہ مجھے تمھارے رب کی خبر اپنے
[illegible] کہ وہ تمھاری مدد کریگا اور تم پر رحم کریگا مگر مین نے کسی راہ نما کے قائل کی بات نہ مانی اور میری
[illegible] اللہ تعالی کے واسطے ہی جس نے ہمکو تمھارے شر سے نجات دی جسطرح اُسنے
[illegible] اسواسطے کہ تم اللہ تعالی کے نزدیک عزیز ہو بلکہ اسواسطے کہ تم

Marfat.com

دنیا مین زیادہ بدبختی سیکھو اور یہان سے چھوٹ کر اپنے ملک والون کو خبر دو کہ ہمارے رب عزوجل نے کیسے کیسے
گر یہ بات نہ ہوتی تو مین تجھکو مع تیرے ساتھیون کے قتل کرڈالتا اور تیرا خون مع ساتھیون کے اسی
بھی آسان ہے اسمین اُسنے کچھ جناب الٰہی عزوجل مین بے ادبی کی تو بادشاہ نے اپنے سردار قید خانہ کو حکم دیا
ستر روز تک بیت المقدس و ایلیا ر کے گرد گھمایا اور ہر روز اُنکو جو کی بد روٹیان ہر آدمی کو دیتا تھا بعد
اِس ذلت سے اچھا ہے پس بادشاہ نے قتل کے قید خانہ مین بھجوایا اتنے مین حضرت شعیاء علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے وحی
کہدے کہ سخاریب کو عزت کے ساتھ اُسکے ملک مین پہونچادے پس بادشاہ نے اطاعت کی اور اُسکو عزت کے ساتھ روانہ کیا سخاریب
سے روانہ ہوکر مع ساتھیون کے بابل پہونچا اور لوگون کو واقعہ سے آگاہ کیا تو وہان کے ساحرون و کاہنون نے کہا کہ اے بادشاہ ہم نے
تجھ سے پہلے کہا تھا کہ ایسا واقعہ ہوگا مگر تو نے نہ مانا اِس گروہ کے سامنہ مقابلہ نہین چاہیے تھا پس سخاریب و اُسکے لوگ نوشہ مین رہے اور
سخاریب اُسکے بعد سات برس تک زندہ رہا پھر مرا اور اُسنے اپنی جگہ بخت نصر اپنے پوتے کو تخت پر بٹھایا وہ اپنے دادا کے قدم بقدم تھا اُسنے
نبو اسرائیل کے بادشاہ نے انتقال کیا اور بنی اسرائیل کی سلطنت مین بد انتظامی واقع ہوئی اور آپس مین کشت وخون ہونے لگا اور شعیاء
زندہ تھے مگر بنو اسرائیل اُنکی نہین سنتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے شعیاء علیہ السلام کو وحی کی کہ تو بنو اسرائیل مین خطبہ پڑھنے کھڑا ہو تاکہ مین تیری
زبان پر وحی کرون پس شعیاء کھڑے ہوے اور اللہ تعالیٰ نے اُنکی زبان گویا فرمائی کہ اے آسمان سن لے اور اے زمین خاموش ہو کہ اللہ تعالیٰ
چاہتا ہے کہ بنو اسرائیل کے شان بیان فرماوے جنکو اُسنے اپنی نعمت سے پرورش کیا اور اپنے واسطے خاص کیا اور اپنی کرامت وفضل سے دوسرے
بندون پر اُنکو برگزیدہ کیا اور وے ایسے بکری کی طرح پھرتے تھے جسکا کوئی چرواہا نہو پھر اُسنے بھٹ پھرنے والے کو اور گلہ سے بھٹک جانیوالے
کو یکجا کیا اور شکستہ بیمار کا علاج کیا اور دبلے کو موٹا کیا اور موٹے کو محفوظ رکھا جب اُسنے ایسا کیا تو اترا کر آپس مین ایک دوسرے کو سینگ مارے
اور خون بہایا اور زخمی کیا یہانتک کہ اُنمین کوئی ہڈی درست باقی نہ رہی کہ دوسری ٹوٹی ہڈی اُسکی طرف لگا کر باندھی جاوے پس ہر ہادی اِس
امت بدکار کی اُنکو کچھ نہین معلوم کہ کب اِنپر وقت آجاویگا دیکھو اونٹ کو جب اپنا وطن یاد آجاتا ہے اِدھر اُدھر پھرتا ہے اور گدھے کو جب وہ چراگاہ
یاد آتی ہے جہان پیٹ بھرا تھا اُسی طرف رجوع کرتا ہے بیل کو جب کھیت گھاس کا یاد آتا ہے جہان موٹا ہوا تھا لوٹتا ہے اور اِنمین قوم کا یہ حال ہے کہ یاد
بھی نہین کرتی جہان سے اُنکا وقت ہے حالانکہ یہ لوگ عقل دیے گئے ہین اونٹ گدھا بیل نہین ہین اور مین اُنسے ایک مثل بیان کرتا ہون اُسکو
سنین اُنسے کہدے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو ایک وقت وہ بھیجی ہوئی مردہ پڑی تھی اسمین کچھ آبادانی نہ تھی اور اِسکا پیدا کرنے والا حکیم قوی ہے اُسنے
اِسکو آبادان کیا وہ نہین چاہتا کہ اُسکی زمین اُجاڑ ہو اور وہ سب بات پر قادر ہے یا یون کہو کہ حکیم نے ایک زمین پیدا کی باغ بنایا اور چاہا کہ اسمین
اسمین مکانات بنائے اور نہر جاری کی اور اقسام اقسام کے درخت زیتون وانار وخرما و انگور وغیرہ لگائے اور ہر
متولی کیا اور اُسکی حفاظت مین سپرد کیا جب باغ مین اور تیاری کا وقت ہوا تو لوگون نے کہا کہ زمین خشک ہوگئی کنواں
کرکے نہر پاٹ دیجاوے اور درخت اکھاڑ دیے جاوین اور سبزی جلادی جاوے تاکہ جیسے پہلے تھی ویسی ہی ہو
کہدے کہ چار دیواری سیرا دین ہے اور قصر میری شریعت ہے اور نہر میری کتاب ہے اور قیم اسمین پیغمبر ہے اور
جو پھل آئے ہین وہ اُنھین لوگون کے خبیث اعمال ہین اور مین نے انپر انھین کے موافق ظلم کیا ہے
اُنکی مثال یہ ہے کہ گاے بکری ذبح کرکے میرے پاس تقرب چاہتے ہین حالانکہ مجھے اُنکا گوشت

Marfat.com

[illegible] تقرب الہین چاہتے ہین نے ناحق قتل نفوس حرام کیا ہی حالانکہ اُنکے ہاتھ ایسے خون سے تر ہو رہے ہین
[illegible] ہوئے ہین میرے واسطے مسجدین بناکر خوب مضبوط کرتے ہین اور اسکے اندر صفائی کرتے ہین اور اپنے قلوب
[illegible] ہین سے بھرتے ہین مساجد کو زینت دیتے ہین اور اپنے عقول اور اخلاق کو خراب کرتے ہین تو مجھے کون حاجت
[illegible] ہان رہتا نہین ہون اور مسجدون کی آرایش کی کون ضرورت ہی مین کبھی وہان جاتا نہین ہون مین نے مسجدون کے بنانے کا
[illegible] یہ کہ اُسمین میری یاد کیجاوے اور تسبیح پڑھی جاوے یہ لوگ کہتے ہین کہ ہم نے روزہ رکھا مگر وہ قبولیت کے واسطے
[illegible] گیا اور کہتے ہین کہ ہم نے نماز پڑھی مگر اس سے نورانیت نہ ہوئی اور کہتے ہین کہ ہم نے صدقہ دیا اس سے پاکیزگی نہ ہوئی اور ہم نے کبوتر
[illegible] طرح نرم و حزین آواز سے دعا کی اور فقیرون کی طرح آواز سے رو رو کے ہر طرح ہماری دعا و زاری قبول نہین ہوتی ہی اللہ تعالی فرماتا ہی کہ تو اِنسے
[illegible] ہی کرکے کون بات مجھکو سنا دیگی دعا قبول کرنے سے مانع ہو سکتی ہی کیا مین سب سے بہتر سننا نہین ہون کیا مین سب سے زیادہ دیکھتا نہین ہون
[illegible] مین خوب قبول کرنے والا اور ارحم الراحمین نہین ہون مگر اُنکے روزے کیونکر قبول ہون کہ وے اپنے روزے کو دروغ باتون سے ناپاک لباس
[illegible] بنانے ہین اور اسپر جرام کھاکر قوت حاصل کرنا چاہتے ہین اور اُنکی نمازین کیونکر منور ہون کہ اُنکے دل ایسے لوگون کی جانب مائل و مطیع ہین جو مجھ سے
[illegible] لڑائی جھگڑا کرتے اور میری حرمات کی ہتک کرتے ہین اور اُنکے صدقات میرے یہان کیونکر پاکیزگی پاوینگے کہ وے غیرون کے مال پر دست درازی
[illegible] کے صدقہ کرتے ہین اگر ثواب دیا جاوے تو اُنکو ہوگا جنکے مال چھینے گئے ہین اور اُنکی دعائین کیونکر قبول ہون کہ خالی زبان سے ہین قول و
[illegible] فعل موافق نہین ہین بلکہ فعل تو اِس سے بہت دور ہی دعا تو اُسی کی قبول ہوتی ہی جسکا دل پگھلے اور اپنے رب سے عاجزی کرے اور مین تو اُسی کی
[illegible] ہون جو عاجز مسکین اپنے آپ کو پرہیزگاری مین رکھتا ہی اور میری رضامندی کی نشانیون مین سے یہ ہی کہ مساکین راضی ہین یہ لوگ جب میرا
[illegible] سنتے ہین اور اُنکو پیغام پہونچایا جاتا ہی کہتے ہین کہ یہ تو بنائی ہوئی باتین ہین اور جیسے چلی آئی ہین یا جادوگرون و کاہنون کے قول ہین اور اُنکا دعوی
[illegible] ہی کہ ہم چاہین تو ایسی ہی باتین بنالین اور چاہین تو جو شیاطین اُنکو وحی پہونچاتے ہین اِس سے علم غیب پر مطلع ہو جاوین اور مین نے تو جس دن
[illegible] آسمانون و زمین کو پیدا فرمایا حکم جاری و محکم کر دیا ہی اور اُسکے واسطے میعاد مقرر کر دی ہی کہ وہ خواہ مخواہ واقع ہوگی سو علم غیب جسکا یہ دعوی کرتے
[illegible] اگر اسمین سچے ہون تو مجھے بتلاوین کہ وہ کب واقع ہوگا اور کس زمانہ مین آویگا اور اگر اُنکو یہ قدرت ہی کہ جو چاہین لاسکتے ہین تو کہدے کہ
[illegible] ہی قدرت لاوین جس سے مین نے احکام نافذ کیے ہین کیونکہ مین تو اُسکو سب دینون پر غالب کرونگا اگرچہ مشرک لوگ بُرا مانا کرین اور اگر
[illegible] یہ قدرت ہی کہ جو چاہین ترکیب دیدین تو وہ حکمت بنالاوین جس سے مین اِس حکم کی تدبیر کرتا ہون اور جس سے آسمانون زمین پیدا کرنے کے
[illegible] یہ حکم پورا کر دیا ہی کہ نبوت کو پھیلون مین اور بادشاہت کو چرواہون اور عزت کو ذلیلون مین اور قوت کو ضعیفون مین اور تونگری کو فقیرون مین
[illegible] علم کو جاہلون مین اور حکمت کو بے پڑھون مین قائم کرونگا تو ان لوگون سے دریافت کر کہ یہ کب ہوگا اور کون اِس کام کے لیے قائم کیا جائیگا اور اِس
[illegible] مددگار انصار کون ہونگے اگر جانتے ہین تو بتلاوین۔ کہدے کہ مین اِس حکم کے واسطے ایک نبی امی امین مبعوث کرونگا نہ وہ کسی قسم کے اندھون
[illegible] ہوگا اور نہ کسی طرح کے گمراہون مین سے ہی اور نہ زبان کا سخت اور نہ دل کا کڑا ہی نہ وہ بازارون مین کا نون کا نون کریگا اور نہ کسی طرح کے
[illegible] ہوگا مین اسکو ہر طرح کے جمال سے آراستہ کرونگا اور ہر ایک اچھی بزرگ خصلت اُسکو عطا کرونگا سکینت اُسکا لباس اور نیکوئی
[illegible] اور تقوی کے دی فطرات اور حکمت اُسکی سمجھ اور صدق و وفا اُسکی طبیعت اور عفو و بھلائی کی فضیلش اُسکا خلق اور عدل اُسکی سیرت
[illegible] اور ہدایت اُسکے واسطے خصوصیت و اسلام اُسکی ملت اور حمد اُسکا دین کرونگا اور اُسکا نام حمد کے ساتھ احمد کرونگا جسکو مین

Marfat.com

ہدایت بعد ضلالت کے اور علم بعد جہالت کے اور بلند نامی بعد گمنامی کے اور شہرت بعد انجان ہونے کے
مفلسی کے دونگا اور اُسی کے وسیلہ سے بندون کو تفرقہ کے بعد جمع کرونگا اور پھوٹ پڑے ہوے
اُسکی امت کو سب امتون سے جو لوگون مین پیدا ہوئی ہین بہتر پیدا کرونگا کہ نیک کامون کا حکم کرینگے
توحید کے واسطے اور بھیجے ایمان ویقین سے کرینگے کھڑے وبیٹھے رکوع وسجود سے میری ثنا بیان کرینگے میری راہ مین
کرینگے میری رضامندی کے واسطے اپنے گھر بار ومال اولاد کو چھوڑ کر نکل جاوینگے مین آنکو دیتا تکبیر وتہلیل وتسبیح کہ
ہر جگہ سفر مین اور وطن مین بیٹھے وکھڑے اور بچھونے پر اور کروٹ سے میرے واسطے تکبیر وتہلیل وتسبیح کرینگے اور
میری پاکی اور بزرگی بیان کرینگے میرے واسطے اپنے منہ وہاتھ پیرون کو دھوینگے انکی آزمایش کی
آنکی خود آنکے خون ہین اور آنکی انجیلین آنکے سینون مین ہونگی راتون مین راہب ہوکر میرے واسطے
میری راہ مین جانبازی کرینگے اور یہ سب میرا فضل ہی جسکو مین چاہون عطا کرتا ہون اور مین بڑے فضل والا ہون
سے فارغ ہوے تو لوگ اُنپر حملہ آور ہوے کہ آنکو بھی قتل کردین پس وہان سے بھاگے یہانتک کہ ایک درخت
خالی کردیا یہ اُسمین گھس گئے وہان ایک کونہ آنکے کپڑے کا باہر رہگیا تھا اُسمین سے شیطان نے بنواسرائیل کو آواز دیکر کہا
ہی ان کمبختون نے آرہ سے اس درخت کو چیرڈالا اُسکے بیچ مین آنکے بھی دو ٹکڑے ہوگئے۔ اسکے بعد بنواسرائیل
ناشہ بن اموص بادشاہ ہوا اور اللہ تعالی نے ارمیا بن خلفیا کو پیغمبر کیا اور یہ اولاد ہارون بن عمران سے تھے اور
یہی خضر ہین اور خضر آنکا نام اسواسطے ہوا کہ ایک روز یہ ایک چٹیل زمین پر بیٹھے جب اُٹھے تو وہ سبزی سے لہلہانے لگی
وبدعات وفواحش بہت بڑھ گئے اور طرح طرح کے حرام کو حلال کرنے لگے پس اللہ تعالی نے ارمیا کو وحی بھیجی کہ اپنی قوم پاس جا اور
اُنکو نصیحت کر اور میری نعمتین یاد دلا اور بدکاریون سے آگاہ کر پس ارمیا نے عرض کیا کہ اے رب مین ضعیف ہون اگر تو مجھے قوت
نہ دے اور عاجز ہون اگر تو مجھے غلبہ نہ دے اور خوار ہون اگر تو مدد نہ فرماوے اللہ تعالی نے فرمایا کہ تجھے نہین معلوم کہ سب میری طرف
سے جاری ہوتے ہین اور دل وزبان سب کی میرے قبضہ مین ہین جدھر مین چاہتا ہون پھیرتا ہون ارمیا نے تعجب کیا کہ
نہین پہونچیگا پس ارمیا اپنی قوم کے درمیان کھڑے ہوے لیکن متحیر تھے کہ کیا کہون پس اللہ تعالی نے انکو ایک بلیغ خطبہ القا فرمایا جسمین
طاعت کا ثواب اور نافرمانی وگناہون کا عذاب بیان کیا اور آخر مین کہا کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ مین نے اپنی عزت کی قسم کھائی ہی کہ
مسلط کرون کہ جسمین حلیم آدمی متحیر ہوجاوے اور ایسے سرکش سخت دل کو اُنپر غالب کرونگا کہ اُسکو خاک مین ملادیگا اور اسکی
رحمت نکال ڈالی گئی ہی اور اسکے پیچھے اتنا لشکر ہوگا کہ سیاہ رات کا ٹکڑا معلوم ہوگا پھر اللہ تعالی نے
چاہتا ہون اور بخت نصر کو مسلط کرونگا اور بخت کی اولاد بابل مین ہین جیسا کہ ہم نے سورۂ بقرہ مین کہا ہی
پر بخت نصر کو بھیجا وہ چھ لاکھ جھنڈون کے ساتھ روانہ ہوا اور ملک شام کو روندتا ڈالتا یہانتک کہ قریب تھا کہ
بیت المقدس کو اجاڑ دیا اور اپنے لشکر کو حکم کیا کہ ہر ایک تم مین سے اپنی ڈھال بھر کر خاک اُسمین ڈالے
پاٹ دیا پھر حکم دیا کہ شہر ہاے بیت المقدس کے بنواسرائیل چھوٹے بڑے سب جمع ہون جب اکٹھے
چھانٹ لیے جبہ اُسنے اموال غنیمت نکالکر چاہا کہ اہل لشکر مین تقسیم کرلے تو اسکے ساتھ کے

۵ وہبی خضر ہین اس قول مین نزدیک ہے کہ

درمیان تقسیم کردے جونونے بنو اسرائیل مین سے چھانٹے ہین جب اُسنے تقسیم کیا تو ہر سردار کے حصہ مین چند
بنیامین بنو اسرائیل کے اُسنے تین ٹکڑے کیے ایک نہائی کو ملک شام مین رہنے دیا اور ایک تہائی قتل کیے گئے اور ایک تہائی کو قید
کر لیگیا - یہ پہلا واقعہ تھا جو بنو اسرائیل پر اُنکے ظلم کی وجہ سے واقع ہوا اور یہی آیت مین قولہ بعثنا علیکم عبادا لنا اولی باس شدید - سے
مراد ہے پھر بختنصر اپنی بادشاہت پر جب تک اللہ تعالی نے چاہا قائم رہا پھر اُسنے ایک عجیب خواب دیکھا کہ اُسکو کوئی چیز پہونچی ہے پس اُسنے
بنو اسرائیل مین سے دانیال وحنانیا وعزاریا ومیشائیل کو بلایا اور یہ سب انبیاء علیہم السلام کی اولاد مین سے تھے اور اُنسے خواب کی تعبیر پوچھی اُنھون
نے کہا کہ بادشاہ ہم سے وہ خواب بیان کرے تاکہ ہم تعبیر کہین بولا کہ مجھے تو یاد نہین ہے تم ہی اُسکو مع تاویل کے لاؤ ورنہ تمھارے ہاتھ تمھارے مونڈھون سے
جدا کردونگا یہ لوگ اُسکے پاس سے خوفناک نکلے اور اللہ تعالی سے تضرع وزاری کی پس اللہ تعالی نے اِنکو اِس خواب سے آگاہ کیا اُنھون نے
جاکر بختنصر سے کہا کہ تو نے ایک صورت دیکھی جسکے قدم وپنڈلیان پکی مٹی کی ہین اور گھٹنے ورانین تانبے کی ہین اور پیٹ چاندی کا ہے اور سینہ سونے
کا ہے اور سر وگردن اُسکی لوہے کی ہے بولا کہ ہان یہ سچ ہے کہنے لگے کہ پھر تو اُسکو دیکھ رہا تھا کہ آسمان سے آسپر ایک پتھر گرا اُسنے اِس صورت کو ٹکڑے
ٹکڑے کر دیا وہی تجھے چلیپین پڑین بولا کہ تم نے سچ کہا مگر اُسکی تعبیر کیا ہے کہنے لگے کہ تو نے بادشاہون کی سلطنتین دیکھین بعض کی حکومت
نرم تھی اور بعض کی خوبصورت تھی چنانچہ پکی مٹی سب سے کمزور ہے اِس سے اوپر تانبا ہے پھر اِس سے بہتر خوبصورت چاندی ہے اِس سے
بڑھکر سونا ہے پھر لوہا اُن سب سے سخت ہے پھر جو تو نے آسمان سے پتھر گرتا دیکھا جسنے اِس سب کو توڑ دیا وہ ایک پیغمبر ہوگا کہ اللہ تعالی اُسکو
بھیجیگا وہ اِن سب کو درہم برہم کر دیگا اور یہ کام اُسی کے تعلق ہوگا پھر اُسکے بعد بدستور ملک ہوگا - پھر اہل بابل نے نبخت نصر سے کہا کہ
اے بادشاہ ہم نے جو غلام بنو اسرائیل کے تجھ سے مانگے اور تو نے ہمکو دیے تو جب سے دے ہمارے ساتھ ہوے ہین ہم اپنی عورتون کی
طرف اچھی نہین دیکھتے ہین کہ عورتون کے منھ ہماری طرف سے پھر کر اُنکی طرف ہو گئے ہین شائد کوئی فتنہ برپا ہو پس تو اُنکو ہمارے بیچ سے نکالدے
یا قتل کر دے اُسنے کہا کہ تمکو اختیار ہے جسکو منظور ہو جو غلام اُسکے پاس ہین اُنکو قتل کرے یا نہ کرے جب یہ لوگ قتل کے واسطے جمع کیے گئے
تو آپس مین ایک دوسرے کو دیکھکر روئے اور کہا کہ اے رب ہم پر رحم کر کہ اوروں کے گناہون سے ہم قتل ہوتے ہین اللہ تعالی نے اُنپر رحم کا وعدہ فرمایا
پس سب قتل ہوے سواے اُن لوگون کے جنکو بختنصر نے قتل سے ممنوع کر دیا تھا اور انھین مین سے دانیال وحنانیا وعزاریا ومیشائیل تھے
پھر جب اللہ تعالی نے چاہا کہ بختنصر کو ہلاک کرے تو اُسنے اِن بنو اسرائیل کو جمع کر کے کہا کہ تم نے دیکھا کہ مین نے اِس گھر کے ساتھ اور وہان
والون کے ساتھ کیا کیا ہے اب تمھارا اعتقاد اِس گھر کی نسبت کیونکر ہے کہنے لگے کہ وہ بیت اللہ ہے اور یہ لوگ اُسکے متولی تھے اور یہ انبیاء کی
اولاد ہین اُنھون نے گناہ وظلم کیے تو اللہ تعالی نے تجھکو اُنپر مسلط کیا اور اب الکارب السموات والارض ہے وہی اُنکی بزرگی وعزت کرتا تھا
جب اُنھون نے ایسے ایسے فعل کیے تو اللہ تعالی نے اُنکو ہلاک کیا اور غیرون کو اُنپر مسلط کر دیا - یہ بات اُسکو ناگوار ہوئی اور اُسنے موافق اپنے
دل کے چاہا کہ خلقی مذہب کا اقرار کرین اور گمان کیا کہ اُسنے اپنی قوت وجبروت سے یہ سب کام کیا ہے پس اُنسے کہا کہ کیا تدبیر ہے کہ مین آسمان
پر چڑھکر اِن معبودون کو قتل کر کے اپنی سلطنت قائم کرون کیونکہ زمین مین کوئی میرے مقابلہ کے واسطے نہین ہے اُنھون نے کہا کہ مخلوقات
مین کسی کو یہ طاقت نہین ہے اُسنے کہا کہ غور سے بتلاؤ کہ مین یہ کام کیا چاہتا ہون ورنہ تمکو قتل کرونگا پھر یہ لوگ بہت پریشان وعاجز ہو کر روئے
اور دعا مین مشغول ہوے الحاح کیا پس اللہ تعالی نے ایک مچھر اپنی قدرت سے بھیجا جو اُسکے نتھنون کی راہ سے چڑھکر اُسکے ام الدماغ تک پہونچکر
کاٹنے لگا اُسکو قرار وسکون نہ ہوتا جب تک ہتھوڑون سے اُسکا سر ٹھونکا نہ جاتا آخر اُسی طرح مرگیا جب مرا تو اُسکے طبیبون وغیرہ نے

Marfat.com

اسکا دماغ چاک کیا تو دیکھا کہ کچھ نہین ایک مچھر اسکے اندر جاکے اللہ تعالیٰ اپنی قدرت
نے بنو اسرائیل کے باقی بچے ہوون کو شام مین پہونچایا وہان انکھون نے کھاتے پیتے ہوئے اور بہت
اچھے ہو گئے اور وے گمان کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگون کو دوبارہ زندہ کر دیا تھا جب
ہوے تو انکے پاس کوئی عہد الٰہی نہ تھا جسپر عمل کرتے اور توریت انکے قبضہ مین جل گئی تھی اور غیر ملک
جو بابل پکڑ گئے تھے جب شام مین آئے تو رات دن بسبب توریت کے روتے اور لوگون مین سے نکلکر جنگل
تھے اسی حال مین تھے کہ ایک روز ایک آدمی انکے روبرو آیا اور کہا کہ اے عزیر تم کیون رو رہے ہو کہا کہ بنی اسرائیل
نعمت اسکے ہماری دنیا و آخرت کے کام درست نہین ہو سکتے ہین بولا کہ کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تو بہ تمکو
کہ اچھا جاکر روزہ رکھو اور نہا دھو کر کل کے روز اسی ٹھکانے آؤ۔ عزیر وہان سے آئے اور روزہ رکھکر نہا دھو کے
اتنے مین وہ شخص آیا اسکے پاس ایک پیالہ پانی تھا اور وہ ایک فرشتہ تھا جسکو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا اسنے پانی کا پیالہ
توریت انکے سینہ مین مثل ہو گئی اور وہ غائب ہوا پس عزیر واپس ہو کر بنو اسرائیل پاس آئے اور تمام توریت لکھوا لی
کو قبض کر لیا۔ مترجم کہتا ہی کہ عزیر علیہ السلام کا قصہ تو لہ تعالیٰ او کالذی مر علی قریۃ وہی خاویۃ علی عروشہا الآیہ کے تحت مین گذرا ہے
چاہیے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ پھر اسکے بعد بنو اسرائیل نے بدکاریان و گناہ شروع کیے اور اللہ تعالیٰ انپر برابر انبیاء علیہم السلام بھیجتا تھا
ایک فریق کو جھٹلاتے اور ایک فریق کو قتل کر ڈالتے غرضکہ ایسی ہی بدکاریان و سخت گناہ کرتے تھے یہانتک کہ آخر مین اللہ تعالیٰ نے انپر زکریا
و یحیی و عیسی علیہم السلام کو بھیجا پھر زکریا مر گئے اور کہتے ہین کہ قتل کیے گئے اور عیسی علیہ السلام کو مار ڈالنے کا قصد کیا تھا انکو اللہ تعالے
نے اٹھا لیا اور یحیی علیہ السلام کو انھون نے قتل کر ڈالا تب اللہ تعالیٰ نے پھر انپر بابل کا بادشاہ خردوس مسلط کیا وہ مع لشکر کے روانہ ہوا
اور بنو اسرائیل پر غالب آیا تب اسنے اپنے لشکر کے سردارون مین سے ایک شخص مسمی بیورزادان کو بلایا اور کہا کہ مین نے اپنے پروردگار کی قسم
کھائی تھی کہ اگر کبھی بیت المقدس پر غالب ہوا تو انکو یہانتک قتل کرونگا کہ انکا خون بہکر میرے لشکر کے درمیان پہونچے پس تجھے چاہیے کہ جاکر قتل کر
جاکر قتل کر یہانتک کہ خون میرے لشکر تک پہونچے پس بیورزادان بیت المقدس مین داخل ہو کر وہان کھڑا ہوا جہان بنو اسرائیل قربانی کیا کرتے
تھے وہان اسنے ایک خون دیکھا کہ جوش مارتا ہی اسنے پوچھا کہ اے بنو اسرائیل یہ خون کیسا ہی کہنے لگے کہ ہم نے یکجہتی قربانی جس حال مین وہ قبول
نہین ہوئی اسوجہ سے یہ خون جوش مارتا ہی اور قریب آٹھ سو برس سے سب قربانیان سوائے اسکے قبول ہوئین اسنے کہا کہ تم لوگون نے سچ سچ
کہا ہی کہنے لگے کہ ہم لوگون سے بادشاہت و نبوت اور وحی جاتی رہی اسوجہ سے یہ قبول نہ ہوا لیکن بیورزادان نے
پکڑ کر اس خون پر قتل کر دیے مگر وہ نہ تھما پھر سات سو غلام اسپر قتل کیے مگر نہ تھما تو اسنے سب لوگون کو
مارتا رہا جب اسنے دیکھا کہ کسی طرح نہین تھمتا ہی تو کہا کہ اے بنی اسرائیل تم اپنا بھلا چاہتے ہو تو کیان سے
مدت سے تم اس سرزمین پر خود مختار رہتے تم نے جو چاہا وہ کیا تمھاری خبرون سے معلوم ہی کہ نیکون کو
کسی مرد و عورت کو زندہ نہین چھوڑونگا سب کو اسی خون پر قتل کرونگا جب انھون نے دیکھا کہ قتل مین
خیر اگر ایسا نہوتا تو ہم نہ تبلاتے ہم مین ایک پیغمبر تھا وہ ہمکو بہت سی باتین سے منع کرتا اور اللہ تعالیٰ کی
پیروی کرتے تو ہمارے لیے بہتری ہوتی وہ ہم سے کہتا تھا کہ ہم پر تم لوگ مسلط کیے جاؤنگے مگر تم

کیا تمہا کہنے لگے کہ یحییٰ بن زکریا اُسکا نام تمہا اُسنے کہا کہ اب تم نے سچ کہا ہی اور اِسی خون کے عوض اللہ تعالےٰ
نے شام لیا پھر اُنہوں نے کہا کہ یہان کے دیوتا نے جلد کردو اور خردوس کے لشکر کے جو لوگ وہان تھے اُنکو ٹال دیا اور تنہا بنی اسرائیل
کو یحییٰ بن زکریا پروردگار میرا تمہارا خوب جانتا ہی جو تمہارے خون کی وجہ سے تمہاری اِس قوم کو پہونچا ہی اور جسقدر
خون بنی اسرائیل کے حکم پر یہ خون ٹھہر جاوے قسم اِسکے کہ مین اُنمین سے کسی کو باقی نہ چھوڑون بس اللہ تعالی کے حکم سے وہ خون
ٹھہر گیا پھر اُنہون نے اُنپر سے قتل دور کردیا اور سجدہ مین گیا اور کہا کہ مین اُسی رب پر ایمان لایا جسپر بنو اسرائیل ایمان لائے ہین اور اُسنے
کہا اب تم پر خردوس نے مجھے حکم دیا ہی کہ مین تم لوگون کو یہانتک قتل کرون کہ تمہارا خون اُسکے لشکر کے بیچ مین پہونچے اور مجھے یہ
خوف ہی کہ تم سے مقابلہ کرون اُنھون نے کہا کہ پھر جو حکم ہی وہ کرو اُسنے کہا کہ خیر تم لوگ جلدی ایک خندق کھودو اور حکم دیا کہ گھوڑے و
چوپائے وغیرہ بکری جتنے ہین سب لاؤ پس سب جمع کرکے اُسنے ذبح کرڈالے اور خون جاری ہوا اور آخر کچھ بنو اسرائیل بھی قتل ہوے
تھے جو پہلے قتل ہوے تھے اُنکی لاشین بھی وہین ڈلوادین یہانتک کہ خردوس نے بھی گمان کیا کہ یہ سب خون بنو اسرائیل ہی کا ہی یہانتک کہ
خون اُسکے لشکر کے بیچ مین پہونچا جب اُسنے حکم بھیجا کہ اب قتل موقوف کرے پھر مع فوج کے بابل لوٹ گیا اور بنو اسرائیل اِس واقعہ مین
تباہ ہوگئے یا قریب فنا ہونے کے پہونچ گئے تھے اور یہ دوسرا واقعہ اُنکے فساد کا ہی۔ کما قال تعالی لتفسدن فی الارض مرتین۔ پس پہلا واقعہ تو
بخت نصر اُسکے لشکر کا تھا اور دوسرا واقعہ خردوس اور اُسکے لشکر کا تھا اور یہ پہلے سے بڑھا ہوا تھا پھر اِسکے بعد بنو اسرائیل کا جھنڈا بلند نہ ہوا
اور اُنکی بادشاہت نہ رہی بلکہ بادشاہت روم یونان کی طرف منتقل ہوگئی ولیکن بنو اسرائیل کی تعداد بہت ہوگئی اور وے بیت المقدس
اور اُسکے نواح مین برائس باقی رہگئے اور تب بھی نعمت وعیش مین تھے مگر پھر اُنھون نے اِسپر بھی بدعتین وبدکاریان پھیلائین تو اللہ تعالی نے
اُنپر روم کے بادشاہ طیطوس بن اصطیانوس کو مسلط کیا اُسنے اُنکے ملک کو برباد کردیا اور وہان سے پریشان کرکے تفرق کردیا اور اُنپر ذلت و
خواری کا داغ ہوگیا کوئی نہین باقی جسپر ذلت ومسکنت نہ برستی ہو اگرچہ مالدار ہو اور بیت المقدس اِسی طرح اجاڑ پڑا رہا یہانتک کہ حضرت عمر رض
کے زمانہ مین مسلمانون نے بیت المقدس کو فتح کیا اور نصرانیون کے قبضہ سے نکالا اور حضرت خلیفہ رضی اللہ عنہ کے حکم سے اُسکو آباد کیا قتادہ رح
نے فرمایا کہ اول مرتبہ اللہ تعالی نے جالوت کو بنو اسرائیل پر مسلط کیا پھر رحم فرماکر اُسپر بنو اسرائیل کو فتح دی اور داؤد نے جالوت کو قتل کیا
پھر ایک زمانہ کے بعد بنو اسرائیل نے بدکاریان حد سے بڑھائین تو بخت نصر کو مسلط کیا اُسنے بیت المقدس کو اجاڑ دیا اور قتل وغارت کی
بندی کرکے بابل کو لیجانے کا حال خود بیان کیا کہ بنو اسرائیل مین سے ایک شخص نے خواب مین دیکھا کہ بیت المقدس کی ویرانی دی ایک یتیم کے ہاتھون ہوگی
بابل کا رہنے والا ہی اُسکو بخت نصر کہتے ہین چونکہ یہ شخص سچ بولتا تھا تو اسکا خواب سچا ہوتا تھا پس لشکر روانہ ہوا اور بابل پہونچکر دریافت
کیا کہ بخت نصر کے میان اُترا اور بخت نصر لکڑیان توڑنے گیا تھا ایک گٹھا سر پر رکھے ہوے لایا اور اتار کر بیٹھا تو اِس اسرائیلی سے باتین کین
اور اُسکے ہم وطن ہونے کا حال معلوم کیا پھر کھانا پینا وشراب خریدی پھر دوسرے روز پھر تیسرے روز یہی کیا پھر اِس سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تو میرے واسطے
اللہ سے دعا کرے کہ مجھے بھی بادشاہ ہوجاوے۔ اُسنے کہا کہ تو مجھ سے مسخرہ پن کرتا ہی اُسنے کہا کہ نہین بلکہ مین اپنے واسطے مضبوطی کرکے تیرے
پاس آنا چاہتا ہون پس اُسنے امان نامہ لکھدیا پھر اُسنے کہا کہ اگر مین حاضر ہوا اور تیرے گرد لوگ ہوے تو میری رسائی کیونکر
ہوگی اُسنے کہا کہ مین تجھے بکری پر بٹھاکر کے مجھے دکھلادونگا تو مین پہچان لونگا۔ پھر واضح ہو کہ بادشاہ بنو اسرائیل کا یحیی علیہ السلام کی تکریم
کرنا بلا تنہا اتفاق سے وہ اپنی جدہ کے دختر پر عاشق ہوا اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ اپنے بھائی کی لڑکی پر عاشق ہوا

پس اُسنے حضرت یحیی علیہ السلام سے اُسکے ساتھ نکاح کرنے کا سوال کیا آپ نے اِس سے بالکل منع کیا
پیدا ہوا جسوقت بادشاہ شراب پینے بیٹھا تو اُسنے اِس لڑکی کو سخ باریک لباس سے آراستہ کیا اور خوشبو
بھیجا اور اُسکو حکم دیا کہ بادشاہ کو شراب پلانا پھر اگر وہ کچھ خواہش کرے تو انکار کرنا اور کہنا کہ اِس شراب
تو کہنا کہ یحیی بن زکریا کا سر اِس طشت مین لایا جاوے اُس کمبخت نے یہی کیا بادشاہ نے اقرار کیا کہ کیا جائے
یحیی علیہ السلام کا سر مانگا بادشاہ نے کہا کہ ارے کمبخت اِسکے سوائے کچھ اور مانگ وہ بولی کہ مین اِسکے سوائے
اُسنے غلبہ شہوت مین حکم دیا کہ یحیی علیہ السلام کا سر اِس طشت مین لایا جاوے وہ لاکر رکھا گیا تو سر بولتا تھا کہ تیری
نہین ہو اور بار بار کہتا تھا جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ مذبح مین اُنکا خون جوش مارتا ہو اُسنے حکم دیا کہ سر مٹی ڈالی جاوے
چڑھا اور اوبلتا تھا یہانتک کہ اُسپر مٹی ڈالی گئی کہ دیوار شہر پناہ تک پہونچی مگر وہ اُسی طرح جوش مارتا رہا پھر صبح مین بادشاہ بابل نے ایک لشکر
بسرداری بخت نصر کے بنو اسرائیل پر روانہ کیا جب بنو اسرائیل نے سنا تو اپنے قلعون مین بیٹھ رہے اور سامان مضبوط کیا اور بخت نصر نے ایک
مدت تک اُنکا محاصرہ کیا آخر محاصرہ سے تنگ ہو کر بخت نصر نے واپسی کا قصد کیا اُسمین بنو اسرائیل کی ایک بڑھیا نکلی اور اُسنے کہا کہ تو شہر فتح
کرنے سے پہلے واپس جاتا ہو اُسنے کہا کہ مجھے محاصرہ مین مدت ہو گئی اور اب رسد غلہ وغیرہ سے لشکر کو تکلیف ہوتی ہو لہذا واپس جاتا ہون اُسنے
کہا کہ اگر مین تجھے شہر فتح کرا دون تو جو مانگون وہ تو مجھے دیگا وہ یہ ہو کہ جانتک مین تجھکو قتل کرنے کا حکم دون وہانتک قتل کیجیو اور جسنے کسی کو
تو باز رہیو اُسنے کہا کہ ہان منظور ہو بولی کہ صبح کو اپنے لشکر کے چار حصہ کرکے ہر طرف قائم کر اور ہر سردار ہاتھ اُٹھاوے کہ یا امر ہم لوگ یحیی
بن زکریا کے خون کے قصاص لینے کو چاہتے ہین کہ تو یہ شہر ہم پر فتح کردے پس دیوارین گر جاوینگی اُنھون نے یہی کیا اور دیوارین گر پڑین پس
لشکر سب طرف سے اندر آیا اُسنے کہا کہ اُنکے قتل سے ہاتھ روکو اور بخت نصر کو لیے ہوے یحیی علیہ السلام کے خون پر گئی اور کہا کہ اِس خون پر
بنو اسرائیل کو قتل کر یانتک کہ خون تھم جاوے پس اُسنے ستر ہزار بنی اسرائیل قتل کیے یہانتک کہ وہ ساکن ہوا پھر اُسنے کہا کہ اب قتل سے
ہاتھ روک لے کیونکہ جب پیغمبر قتل ہوتا ہو تو اللہ تعالی کا غضب ہوتا ہو یہانتک کہ جس نے قتل کیا اور جو اُسپر راضی ہوا سب قتل کیے جاوین پھر
وہ شخص آیا جس نے امان نامہ لکھوایا تھا پس بخت نصر نے اُسکو مع اُسکے گھر والون کے امان دی اور اُسنے بیت المقدس کو اُجاڑ دیا اور اُسمین
نجاست ڈالی اور اُسکی بربادی پر رومیون نے بھی اُسکی اعانت کی اِس جہت سے کہ بنو اسرائیل نے یحیی علیہ السلام کو قتل کیا تھا اور بنو اسرائیل
کے بہت لوگ قید کرکے اپنے ساتھ لیگیا جنمین دانیال اور اولاد انبیاء علیہم السلام تھے اور اپنے ساتھ جالوت کا سر بھی لیگیا پھر بابل ہو گیا
وہان ضحاک مین مرچکا تھا پس بجاے اُسکے بادشاہ ہو گیا اور دانیال و لوگ ساتھی اُسکے نزدیک زیادہ عزت والے تھے پس بون نے عہد کرکے
بادشاہ سے کہا کہ دانیال و اُسکے ساتھی تیرے رب کی بندگی نہین کرتے اور نہ تیرا ذبیحہ کھاتے ہین اُسنے اُنکو ایک گڑھے مین ایک
دوسرے روز دیکھا تو سب اوپر بیٹھے ہین اور درندے بھی پانون پھیلائے پڑا ہو اور ایک سانوان آدمی بیٹھا ہو اُسنے اُنکو
مسخ ہو گیا اور سات برس اِس حال سے رہا پھر اللہ تعالی نے اُسکو ملک دیا۔ ایسا ہی وہب کی روایت ذکر کی اور
لکھا کہ جن راویون نے یہ بیان کیا کہ بخت نصر نے بنو اسرائیل پر اُسوقت لشکر کشی کی ہو جب اُنھون نے یحیی
کے نزدیک یہ روایت غلط ہو بلکہ اہل تواریخ سب متفق ہین کہ بخت نصر نے اُسوقت حملہ کیا ہو جیسا نبی اسرائیل
کیا تھا اور بخت نصر کے فتح کرنے سے حضرت یحیی علیہ السلام کی پیدائش تک چار سو اکسٹھ برس کا زمانہ

Marfat.com

بابل بن زاذکیوش بن اخذورش بن اسپیدین جو بہمن بن اسفندیار کی طرف سے بابل کا بادشاہ تھا
بیت المقدس سے تعمیر ہونے کے بعد اسکندر یونانی کے بیت المقدس پر غالب ہونے تک اٹھاسی برس کا زمانہ ہی پھر
حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کی شہادت تک ان سو ستر سو سال مین پھر لکھا کہ صحیح اِس سب مین سے وہ ہی جو محمد بن اسحٰق نے
طبری وغیرہ کی کتابون کے مطابق مین شیخ ابن کثیر رح نے سعید بن المسیب کی روایت جوش خون کی صحیح بیان کی اور وہ زمانہ بخت نصر کا مذکور ہی
طبری وغیرہ کی کتابون مین جوش ہو لیکن اسکی کوئی روایت نہین اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اِس بارہ مین اسرائیلون کی تواریخ و بیان سے بہت سی
روایتین ہین وہی ہین اور اکثر مختلف ہین اور مین اُنکے ذکر کرنے سے طول نہین دیتا کیونکہ اُنمین سے بعض روایات کو زندیق بدکار اہل کتاب
نے جو بنی بنا کر ذکر کیا ہی اور بعضون مین احتمال ہی کہ صحیح ہون اور لکھا کہ جو صحت کے قریب ہو اسکی روایت کرنا اور لکھنا جائز ہی ولیکن اللہ تعالیٰ نے
ہمکو اُنکے بیان سے مستغنی رکھا ہی کوئی ضرورت ہمکو تفسیر مین اُنکی نہین ہی الحمد للہ کہ جسقدر اللہ تعالیٰ نے کتاب مجید مین فرمایا اِس سے ہمکو دوسری
کتابون سے استغنا رہو گیا تو بعضا تاریخون کا کیا ذکر ہی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہان آگاہ فرمایا کہ ہم نے توریت مین پہلے سے بنو اسرائیل کو مطلع کر دیا
تھا کہ تم دو مرتبہ اِس ملک مین فساد کروگے اور جب اُنھون نے اول مرتبہ فساد کیا یہانتک کہ انبیاء و علمارین سے ایک خلق کثیر کو قتل کر ڈالا علاوہ
ازین دو مرتبہ معاصی کے تو اُنپر اُنکا ایک دشمن جنگجو مسلط کیا گیا جسنے بے دھڑک اُنکے سردن کو دھڑ سے جدا کر دیا اور اُنکے شہرون و گھرون مین داخل
ہو کر اُنکو ذلیل و متعدد کر دیا اور یہ دنیا دی عوض ہی اللہ تعالیٰ بندون مین سے کسی پر ظلم نہین فرماتا ہی دوسری مرتبہ فساد کیا تو دوسرا دشمن اُنپر مسلط
ہو کر اُسنے اول مرتبہ سے زیادہ ہلاک و برباد کیا۔ مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ سخت غضب اللہ تعالیٰ کا اُس شخص پر ہی جسنے کسی نبی کو قتل
یا اُسکو کسی نبی نے قتل کیا ہو۔ واضح ہو کہ اگلے لوگون مین تاریخ کا دستور نہ تھا صرف بڑے بڑے وقائع زبانی کہانی کے طور پر زبان زد رہتے
اور آخر فراموش ہو جاتے اور اکثر واقعات بادشاہون کے واسطے قصہ گو شاعر ایسے سخت مبالغہ کے ساتھ باندھکر بیان کیا کرتے کہ اصلی بات کا پتہ
لگانا دشوار ہو جاتا تھا چنانچہ قدیم تاریخین ایران و ہندوستان وغیرہ کی شاہد ہین اور فرنگستان مین تو ابھی تھوڑے زمانہ تک یہی جہالت طاری
رہی جب سے عرب نے تاریخ و علوم مین کوشش کی تب سے یہ فن جاری ہوا مگر ابتک اخبارات بہت سے جھوٹی خبرون سے بھرے ہوتے
ہین کہ جنکی تصدیق نہین ہو سکتی ہی اور جو شخص انصاف کے اندر بیچ سے جھوٹ کی طرف جانے مین ڈرے اور پرہیز کرے وہ اسمین کچھ تامل نہین
کریگا کہ ہر ایک خبر کی تصدیق کلام الٰہی سے کافی ہی والحمد للہ علی ذلک۔ فائدہ فی العرائس قولہ تعالیٰ ان احسنتم احسنتم لانفسکم۔ اشارہ
ہی کہ اکثر بندون کے اعمال عوض کے واسطے ہوتے ہین جس سے اُنکے نفوس کو حظ ہو اور سچی بندگی خالص جو ازل مین بحق ربوبیت الٰہی اُنپر واجب
تھی ادا نہین کر سکتے پس جس نے نجات کے واسطے عمل کیا اسنے اپنے حظ نفس کے واسطے کیا اور جس نے ثواب کے لیے کیا اپنے حظ نفس
کیلیے کیا اور جسنے محبت و اُنس وغیرہ کے واسطے کیا اُسنے اپنے حظ نفس کے لیے کیا ہان جس نے اِن اسباب کے سوائے عمل کیا اور کسی سبب
کو دخل نہ دیا بلکہ خالص بندگی پر قیام کیا اور فنا ہو کر شرمندہ وجہل سا اُسنے اللہ تعالیٰ کے لیے عمل کیا ولیکن یہ واضح رہے کہ اُسکے اعمال بھی
معلول ہونے کے لحاظ سے دو وجہ سے ایک یہ کہ مخلوق کی بندگی لائق بشان خالق عزوجل نہین ہی اور دوم یہ کہ اوتعالیٰ جل شانہ مخلوق کی بندگی
کے بغیر اُنکی دلون سے پاکیزہ ہی کیونکہ وہ الحی القیوم ہی اِسکو مطیع کی طاعت سے اُنس نہین اور عاصی کی معصیت سے کچھ وحشت نہین ہی
کما فی التفسیر فتح عن العالمین۔ اسمین ایک عجیب نکتہ ہی اور وہ یہ ہی کہ اگر مشاہدہ حق کا شاہد ہوا تو اپنے نفس کے لیے کچھ شہود کے حق کے لیے
مشاہدہ ہوا حتی کہ مشاہدہ مین فنا ہو گیا تو حق کے مشاہدہ کے اندر اپنے مشاہدہ مین فنا ہوا کیونکہ سطوات عظمت ہر شاہد کے واسطے

منقول ہی۔ شیخ ابو سلیمان دارانی رح نے کہا کہ دنیا مین عمل کرنے والے کئی وجہ پر عمل کرتے ہین ہر ایک انمین سے
انکا کرتا ہی یعنی غفلت مین جو نفس کو جانورون کے مانند بیفکری تن پروری ہی وہی اُسکا حصہ ہی اور درحقیقت وہی انکا
اور ایک عامل اپنی عادت پر عمل کرتا ہی یعنی باعث اُسکے واسطے وہی اُسکی عادت ہی کیونکہ خلاف عادت انسان
جو فراغت پر طاعات کرتا ہی یعنی وہی حظ توکل اُسکو باعث ہوتا ہی اور ایک زاہد ہی جسکو حلاوت زہد عمل کراتی ہی
اور ایک سچا مومن جو محبت سے عمل کرتا ہی مگر ایسے لوگ تو سب تھوڑے ہین قولہ عسی ربکم ان یرحمکم وان
رحمت کو مقدم کیا اور بیان اسمین تربیت کا ہی گویا مقام خوف سے مقام امید مین بلایا اور وحشت پر نظر کرنے سے روکا اور مقام
عذاب دیکھنے سے نظر دور کرا کے رحمت کو دکھلایا اور محصل یہ ہی کہ اللہ تعالی اپنی رحمت قدیم کو ہر حال مین خواہ طاعت کرین یا معصیت
فرماتا ہی کیونکہ وصف الٰہی ہر وصف پر غالب ہی اور اللہ تعالی اپنے امر پر قادر ہی پھر بقولہ تعالی ان عدتم عدنا۔ اکساب قائم بشبہت کرتا ہی
حتی کہ اگر قہریات مین عود کرین تو اللہ تعالی پھر انکو اس سے نجات دینے پر عود فرماوے کیونکہ رحمت سابق پر غضب ہی پس جسنے عالم لطف مین عود کیا
وہان عود بلطف ہی پس دیدار جلال وہان بلباس لطف ہی علی ہذا بندہ نے اگر معصیت کی طرف عود کیا تو یہ اُسکا عود اپنی جبلت کی طرف ہی جبلت
وعصیان ہی اور اللہ تعالی اپنے ازلی لطف وکرم پر عود فرماتا ہی کیونکہ یہ اصل قدم سے ہین اسی طرح عود ہجران کے عوض مین عود وصال ہی اور بندہ
کی طرف عود کرنے سے کشف مشاہدہ ہی اور شیخ ابن عطار رح نے فرمایا کہ اسمین بندون کو مہربانی سے راہ راست کی ہدایت ہی پس وہ گناہون کی
تاریکی سے طاعات کے انوار مین لاتا ہی سو جس نے سوائے اللہ تعالی کے غیر سے رحمت طلب کی وہ اسمین خطا کار گنہگار ہی۔ شیخ سہل رح اللہ نے
فرمایا کہ بندہ اگر معصیت کی طرف عود کرتا ہی تو رحمت الٰہی اُسکے مغفرت کی طرف عود کرتی ہی اور شیخ وراق و شیخ استاد وغیرہ کے قول متقارب ہین
طاعت بین اُسالی وقبول ہی اور توبہ مین دوام فضل ہی۔ پھر بیان فرمایا کہ یہ قرآن اہل عرفان کو اُنکے سلوک مین سب سے بہتر راہ صواب وطریق مستقیم
دکھلاتا ہی کما قال اللہ تعالے

إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ يَهْدِي لِلَّتِي هِيَ أَقْوَمُ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ

یہ قرآن رہنمائی کرتا ہے ایسے طریقہ کی جو کہ اقوام ہے اور بشارت دیتا ہی مومنون کو جو عمل کرتے ہین

أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ وَأَنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا ۝ ع ۱۰

اچھے کہ بیشک اُنکے واسطے ثواب عظیم ہے اور اُنکو جو لوگ کہ نہین ایمان لاتے آخرت پر اُنکے لیے ہمنے مہیا کیا ہی درد دینے والا عذاب
واضح ہو کہ توریت حضرت موسی ع پر نازل کی اور اُسمین بنو اسرائیل کو نیکی و بدی سے آگاہ فرمایا حتی کہ اُنکے دو مرتبہ فساد کرنے کی بھی خبر دیدی اور
ویسا ہی اُنھون نے دنیا مین مبتلا پایا اب تمام لوگون کو قرآن مجید کی بزرگی سے آگاہ کیا کہ اپنی دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے اُسکا راستہ اختیار کرین
پس فرمایا إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ یہ قرآن یعنی جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہی يَهْدِي لِلَّتِي ہدایت کرتا ہے
اور بعض نے کہا کلمہ کی یعنی لا الہ الا اللہ کی۔ هِيَ أَقْوَمُ جو کہ نہایت اقوم ہی یعنی پورا عدل و راست ہی جس نے اس طریق کو اختیار کیا اور
سب سے بہتر عدل اختیار کیا اور اس سے دنیا مین بھلائی اور آخرت مین جنت ہی۔ وَيُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ
جو اسپر ایمان لائے ہین یعنی دل مین یقین کیا ہی الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ اے مومنین موحدین
أَنَّ لَهُمْ أَجْرًا كَبِيرًا ۝ یہ بشارت کہ ان مومنون کے واسطے اجر کبیر ہی پس جنت و اُسکی اعلی درجہ

صالحات اعمال وہی ہین جو قرآن پر ایمان کے ساتھ اُسکے موافق ہون پس جو لوگ قرآن پر ایمان
ہین وہ لوگ قرآن پر ایمان لائے اور اُسی کے حکم پر نیک کام کیے وہ دنیا مین سلطنت وحکومت کے لائق ہین وہی
اُنکے لیے جنت ونعمت ہی وَاَنَّ الَّذِيْنَ اور بشارت دیتا ہی یعنی بدبختون کو عذاب کی خوشخبری سناتا ہی
لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ نہین یقین لاتے آخرت کا۔ اَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا اَلِيْمًا ہم نے اُنکے لیے عذاب درد دینے والا
تیار کیا ہی یعنی جہنم کو۔ مترجم کہتا ہی کہ کافرون کے واسطے بشارت عذاب اُنکے جلانے کو ہی جیسے قولہ فبشرہم بعذاب الیم۔ اور یہ اِس صورت مین ہی۔
ان الذین۔ داخل تحت بشارت ہو جیسا کہ شیخ ابن کثیر رح کا ظاہر کلام ہی اور اگر علیحدہ ہو تو قرآن سے کافرون کا یہ بدانجام ظاہر ہوا کہ اُنکے لیے
عذاب الیم ہی۔ واضح ہو کہ قرآن کا ہادی ہونا مجاز ہی جو کوئی قرآن پر عمل کرے اُسنے راہ مستقیم پر چلنا اختیار کیا۔ اور فضائل قرآن احادیث شریف مین
جی بہت کثرت سے وارد ہین اور ایک سے ایک افضل ہین۔ فی العرائس قولہ تعالیٰ اِن ہذا القران یہدی للتی ہی اقوم یعنی
قرآن مجید اپنے نور سے اپنے اوپر یقین لانے والون کو اللہ تعالیٰ کی طرف مستقیم راہ دکھلاتا ہی جو اُسپر چلے ہر حال مین نیکی وبھلائی پاوے
اور یہ راہ طاعت کی ہی کہ سالک کو مقام وصال وکشف جمال مین پہونچاتی ہی اور قرآن کے معانی ظاہری سے ہدایت بحقائق باطنہ ہوتی ہی اور
حقائق باطنہ سے وصول بنور حقیقت ہوتا ہی اور اِس نور سے وصول باصل صفت ہی اور صفت سے بذات عزوجل پس اُسکو مخفی طریقہ سے سمجھنا چاہیے
اور جاننا چاہیے کہ قرآن کے واسطے اسمار ونعوت واوصاف ہین اور ایسے صفات ہین کہ عارف صادق کو عیون ذات وصفات دکھلاتے ہین
وہ اسمار ونعوث واوصاف وہی اقوم طریقہ ہین کیونکہ اپنے اوصاف سے عوام اُسکے ساتھ سلوک کرتے ہین اور اہل قرآن اُسکی صفات کے ساتھ
سلوک ہین۔ اور اہل القرآن وے ہین جو حق تعالیٰ کی مراد کے موافق قرآن کے تابع ہوتے ہین اُنکو بشارت ہی کہ اُنکے لیے دائمی اجر مشاہدہ وکشف
حجاب ہی۔ ابن عطار رح نے کہا کہ قرآن ساحر ہی اور اِسکی رہبری فقط حق پر ہی تو جو اِسکی پیروی پر رہا خواہ مخواہ اُسکو حق سے واصل کریگا پھر
حق کے سوائے گمراہی وضلالت ہی جسنے اُس سے اعراض کیا خواہ مخواہ وہ جہالت وہلاکت مین پڑا۔ شیخ ابوعثمان نے لکھا محمد بن الفضل رح کو جس نے
قرآن کے ساتھ تمسک کیا تو اُسکو ہمیشہ استقامت کی توفیق ہوتی ہی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی۔ ان ہذا القران یہدی للتی ہی اقوم۔ پھر لازم ہی کہ
آدمی اللہ تعالیٰ سے راہ مستقیم پر ہدایت کی درخواست کرے وبدگوئی سے بچے

وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالْخَيْرِ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلًا ۝ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ

اور دعا کرتا ہی آدمی بُرائی کے ساتھ مانند اُسکے دعا کرنے کے بھلائی کے ساتھ اور انسان جلد باز ہے
اور ہم نے بنادیا رات اور دن کو دو آیتین سو ہم نے محو کردیا رات کی آیت کو اور بنادیا دن کی آیت کو روشن

وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً

تاکہ تلاش کرو فضل کو اپنے رب سے اور تاکہ معلوم کرو شمار برسون کا اور حساب

لِّتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ

اور ہر ایک چیز ہی کہ ہم نے اسکو مفصل کردیا تفصیل کے ساتھ

وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنٰهُ تَفْصِيْلًا ۝

الانسان بالشر دعاءہ بالخیر یعنی انسان کبھی بے صبری سے اپنی ذات پر یا اولاد ومال پر خیر کی دعا

Marfat.com

کی طرح بدی کی دعا کر بیٹھتا ہی مثلاً مرجاوے یا برباد ہو یا اُسپر لعنت ہو یا مردود ہو اگر اللہ تعالیٰ اُسکی
آپ برباد ہو اور یہ عورتون مین بہت پایا جاتا ہی کیونکہ سبب اسکا جلد بازی ہے بے صبری ہی لئے فرمایا اور
اور انسان عجول ہی یعنی جلد بازی و بے صبری کی صفت رکھتا ہی۔ اس آیت کی تفسیر مین ہی ابن عباس
آیا ہی کہ لوگو اپنی جانون پر بد دعا مت کیا کرو ڈرو کہ ایسا نہو کہ تمھاری دعاؤن مین رات کی اُس ساعت مین
یعنی رات دن مین ایک ساعت ضرور ایسی ہوتی ہی کہ جو کوئی دعا اُسمین کیجاوے ضرور قبول ہوتی ہی اور ظالم ایسا
مانگتا ہی اُسی طرح دیدی جاتی ہی ورنہ دعا تو ہر وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے قبول ہوتی ہی خواہ وہی چیز اُسکو دیجاوے
بہتر نہو تو دوسری چیز عوض دیجاوے خواہ اُسی زمانہ مین جلدی یا جسوقت اِسکے حق مین بہتر ہو جیسا کہ احادیث مین
لکھا کہ حضرت سلمان فارسی و ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اِس مقام پر انسان کے عجول ہونے کی صفت حضرت آدم
فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے جسم مین جب روح پھونکی گئی تو سر کی طرف سے شروع ہوئی جب اُسکے دماغ کو پہنچی تو
کہا پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم تجھپر تیرا رب رحم فرماوے۔ جب روح اُنکی آنکھون تک پہونچی تو اُنکو کھلا ہوا
ہوئی تو اُسکو دیکھنا شروع کیا اور اُنکو خوشگوار عجیب معلوم ہوا اور ہنوز بانون تک نہین پہونچی تھی کہ اُنھون نے کھانے کا قصد کیا مگر بے
ہوسکے اور کہا کہ اے رب یہ جلدی ہی مسئلہ جلد بازی ہر کام مین مکروہ ہی اور حدیث مین ہی کہ عجلت شیطان کی طرف سے ہی اور آہستگی جس کی
سے ہی مسئلہ نماز جمعہ و جماعت مین سے اگر خوف فوت ہو تو بھی تیزی سے جس سے وقار جاتا رہتا ہی نہ چلے جیسا کہ حدیث سے ثابت ہی۔ دل
ہو کہ جلد بازی مقابل آہستگی کا ہی اور تاخیر کا مقابل نہین ہی چنانچہ تاخیر کرنا وقت سے بدون حکم شرعی کے مکروہ ہی مثل نماز عشا کی تاخیر تہائی رات تک
بحکم حدیث صحیح ہی تو وہ مستحب ہی بخلاف اِسکے اگر حج کی استطاعت پائی اور فرض ہوا تو تاخیر بالاتفاق مکروہ ہی یون ہی کتابت کی تاکید ہو
تو تاخیر مکروہ ہی اور اپنی عاقبت کے لیے نکوئی مین تاخیر مکروہ ہی غرضکہ آہستگی سے کام کرنا سمیع ہی جسکی محمود ہی اور عجلت مکروہ ہی اور وقت کلام بے کرنا
و تاخیر بلا حکم شرع مذموم ہی اور اُسکی جزئیات فقہ مین بہت ہین۔ سراج مین اِس آیت کی تحقیق مین آیا کہ روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
بنت زمعہ کو جو آپ کی ازواج پاک مین سے ہین ایک قیدی حوالہ کیا وہ قیدی رات کو دردناک نرم آواز سے رو رو کر حضرت سودہ نے فرمایا کہ
رو رہی ہی اُسنے اپنا حال و درد کو ایسے طور پر بیان کیا کہ آپ کو رحم آگیا اور اُسکی ہتکین کھل گئی اور حاجت کہا جیسا کہ اُسنے
نے اِسکو مانگا پس آپ کو حال سے آگاہی دی گئی آپ نے بد دعا دی کہ الٰہی اِس عورت کا ہاتھ کاٹ دے سو وہ
کہ اب اللہ تعالیٰ کی طرف سے کاٹا جائیگا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نادم ہوئے اور کہا کہ اللھم انما انا بشر
جیسے اور لوگ غصہ ہو جاتے ہین مین بھی غصہ ہوتا ہون سو جسپر مین کوئی بد دعا کرون میری دعا اُسکے حق
مشکوٰۃ وغیرہ مین ایک یتیمہ لڑکی کے معاملہ مین مذکور ہی کہ اُسکی نسبت کچھ کلمہ فرمایا تھا تو جب اِس لڑکی
اور رہا یہ قصہ جو سبب نزول ذکر کیا ہی بغیر حوالہ بیان کیا۔ پھر لکھا کہ بعض کے قول مین نضر بن الحارث کے حق مین
ہوا الحق من عندک فامطر علینا حجارۃ الآیہ۔ اور جنگ بدر کے روز دعا کی کہ دونون گروہون مین سے جو
اور دیگر کفار قریش جو جہالت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن کو وحی الٰہی نہ جانکر عذاب مانگتے تھے
ایک چیز کے مانگنے پر بحث کرتا ہی جانتا ہی کہ اُسکے حق مین بہتر ہی حالانکہ ہمین سے

ہر۔ ف۔ یدع الانسان۔ دراصل یدعوا الانسان بواو ہی ولیکن تمام مصاحف مین بغیر واو لکھا گیا ہی چونکہ لفظ
[illegible] مین بھی حذف ہوا اور یہ نکتہ بجز علم صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے ملتا ہی اور نظر اسکی قولہ سندع الزبانیہ۔ اور سوف
[illegible] ویوم ینادالمناد۔ اور خواتین الندر۔ مین اور اس باب کے دیگر صیغہ بواو و یا مکتوب ہوے ہین۔ امام رازی رح نے
[illegible] بہ ترجیح دلیل اس بات کی ہی کہ حق سبحانہ تعالی نے اس قرآن مجید کو بالکل تحریف سے اور تغیر سے محفوظ فرمادیا ہی کیونکہ واو یا ر کا اکثر
[illegible] کلمات کے الفاظ مین قرآن مجید کے اندر موجود ہونا اور صرف ان چند مقامات مین مکتوب نہونا دلیل صریح ہی کہ یہ قرآن جیسے سنا گیا تھا
[illegible] صریح نقل ہوا ہی اور اسمین کسی شخص نے اپنی فہم و عقل سے ذرا بھی تصرف نہین کیا ہی۔ پھر اللہ تعالی نے انعامات دین و عجائب آیات
[illegible] دنیاوی زندگی مین جن مضمون سے قدرتین دکھلائی ہین بیان فرمائین بقولہ۔ وَجَعَلْنَا الَّيْلَ وَالنَّهَارَ اٰيَتَيْنِ یعنی
[illegible] رات دن کو دو نشانیان بنادیا پس یہ اللہ تعالی کی وحدانیت و قدرت کی دلیل ہین۔ فَمَحَوْنَآ اٰيَةَ الَّيْلِ پھر محو کردیا ہم نے آیۃ اللیل
[illegible] شراح مین کہ آیۃ اللیل کی اضافت بیانیہ ہی اور مراد آیتین سے بعض لیل و نہار ہی اور بعض نے کہا کہ اللیل والنہار ظرف ہین یعنی لیل و نہار
[illegible] مین ہم نے دو آیتین پیدا کین یعنی سورج و چاند پھر محو فرمایا آیۃ لیل کو یعنی چاند کو۔ معالم مین کہا کہ ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے سورج
[illegible] کو عشر جزء روشنی اور چاند کو بھی اسی قدر روشنی پھر چاند مین ایک جزء رکھا اور باقی سورج مین بڑھادیے۔ حکایت ہی کہ اللہ تعالی نے جبرئیل کو حکم
[illegible] فرمایا کہ مین مرتبہ اپنا پر چاند پر ملا کہ اسکا نور معلوس ہوگیا۔ مترجم کہتا ہی کہ اگر یہ صحیح ہو کہ قمر کو شمس سے نور پہونچتا ہی تو اسکے یہی معنی ہونگے کہ سورج
[illegible] مین نور دو چند کردیا اور چاند مین ایک حصہ رکھا ہی ولیکن خیالات فلسفی صرف اوہام و اکل ہوتے ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ ابن جریج نے
[illegible] مجاہد سے روایت کی کہ سورج تو آیۃ النہار ہی اور آیۃ اللیل قمر ہی اسکا محو سواد ہی جو قمر مین ہی اور یون ہی اسکو اللہ تعالی نے پیدا کیا۔ ابن جریج نے کہا
[illegible] کہ ابن عباس فرماتے تھے کہ قمر بھی اسی طرح روشن تھا جیسے سورج ہی اور محو اسکا وہ سیاہی ہی جو چاند مین ہی اور لکھا کہ شیخ ابن جریر رح نے بسند وجیہ
[illegible] طرق سے روایت کیا کہ ابن الکوا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سوال کیا کہ یا امیر المومنین چاند مین یہ بقہ کیسا ہی فرمایا کہ کیا تو قرآن نہین پڑھتا ہی
[illegible] فمحونا آیۃ اللیل۔ پس یہ داغ محو ہی۔ وَجَعَلْنَآ اٰيَةَ النَّهَارِ مُبْصِرَةً اور بنادیا ہم نے آیۃ النہار یعنی سورج کو روشن۔ اور کسائی نے کہا
[illegible] کہ آیۃ النہار خود روشن ہی اور مبصر ہونا بمعنی روشن ہونا عرب بولتے ہین کہ ابصر النہار جب ایسا روشن ہوجاوے کہ اسمین سب نظر آنے لگے۔ مترجم
[illegible] کہتا ہی کہ سورج مراد ہونے مین بھی مبصر بمعنی دیکھنے والا اسی تاویل سے مجاز ہی کہ سورج ایسی چیز ہی کہ اس سے بینائی ہوتی ہی اور یہ مجاز معروف
[illegible] ہی۔ صراح مین کبیر سے لایا کہ رات و دن بندون کے مصالح دنیا و دین کے لیے دو دلیلین ہین پس [illegible] دلیل یہ ہی کہ دونون ایک دوسرے کی
[illegible] ضد و جدا جدا ہو کر ایک دوسرے کے پیچھے پے در پے ہمیشہ آتے رہتے ہین تو سب سے زیادہ قوی دلیل ہی کہ ان دونون کو خود قدرت و قیام نہین
[illegible] بلکہ کسی فاعل مختار کی قدرت سے انمین یہ کیفیات و حالات پیدا ہوتے ہین اور دلیل دنیاوی یہ ہی کہ اگر رات نہو تو اصلی تندرستی کا سکون و
[illegible] راحت حاصل نہو اور اگر دن نہو تو تصرف و کسب معاش وغیرہ حاصل نہو۔ بالجملہ یہ آیتین دلائل قدرت و وحدانیت الٰہی بھی ہین اور انمین فوائد
[illegible] دنیا بھی ہین اسی مجمل کو بعید فرماتے ہین۔ لِتَبْتَغُوا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ تاکہ تم تلاش کرو فضل یعنی معاش اپنے رب عزوجل سے یعنی دن
[illegible] کو طلب معاش و تجارت وغیرہ سے امیدوار ہو کہ اللہ تعالی اس طریقہ سے رزق عطا فرماوے۔ وَلِتَعْلَمُوا عَدَدَ السِّنِيْنَ
[illegible] اور تاکہ جانو شمار برسون و حساب کو۔ کیونکہ حساب کا مبنی چار مرتبہ پر ہی ساعات و ایام و مہینے و سال۔ گویا عدد کے مراتب چار ہین
[illegible] [illegible] سیکڑے و ہزار اور بعد انکے بھی مکرر آتے ہین۔ بالجملہ عبادات کے روزے و نماز و حج و زکوۃ و مدت سفر و جمعہ و عید وغیرہ

Marfat.com

انھین سے جانتے ہو اور معاملات مین قرضہ واجارہ وغیرہا بیع وغیرہ اسی پر مبنی ہین اور واضح ہو کہ علاوہ ان منافع
اُنکے فوائد دیگر بھی ذکر فرمائے ہین پس اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ انھین فوائد مین حصر ہی یا کہا جاوے کہ اُنکے
ہین کیونکہ اللہ تعالی نے ادنی سے اعلی تک کی سمجھ کے لائق منافع ذکر کیے اور جابجا متعدد منافع بیان کرنے
کے فعل مین منافع بے شمار ہین کسی حد پر انحصار نہین ہو سکتا - وَكُلَّ شَيْءٍ فَصَّلْنَاهُ تَفْصِيلًا
سے رکھا ہی - چنانچہ بیان مین بھی جب ہر ایک چیز کی تفصیل کیجاوے جسکو علماے جانتے ہین تو ہر چیز کے فوائد
اور جب حکمت آلیہ کو بندہ دیکھتا ہی حالانکہ تمام حکمت سے ایک ذرہ سی بھی کم ادراک نہین کر سکتا تب بھی اُسکو عجائب
ایک بحر ذخار نظر آتا ہی پس اللہ تعالی نے بیان مین اور پیدایش مین ہر طرح عجائب تفصیل سے بندون کو سرفراز فرمایا ہی
موافق ظاہر و باطن تقوی سے منور ہون تاکہ اندھیرے سے جب اُجالے مین آوین تب نفر آوے - قال نبی اللہ موسی علیہ السلام
ویدع الانسان بالشر دعاءہ بالخیر الآیہ واضح ہو کہ جو شخص قوم مین سے بلند درجہ پر نہین پہونچتا وہ دعا کے مقامات کو نہین پہچانتا اور جو کوئی
دعا کے مقام کو نہین پہچانتا وہ ہر وقت مین سوء ادب مین مبتلا رہتا ہی کیونکہ وہ رسوم صوری مین اپنی جہالت سے ایسی چیز مانگتا ہی جو اُسکے خطرات
کا سبب ہی کیونکہ بہت سی مرادات اُسکے مقصود دین سواے ضرر کے کچھ فائدہ نہین دیتی ہین اور وجہ یہ ہوتی ہی کہ وہ عجول ہی صبر نہین کرتا کہ مقام
تک پہونچے اور جو چیز اُسکے لائق ہی وہ مانگے - شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دعاؤن مین سے سب سے بے خطرہ یہ ہی کہ آدمی یاد کرے اور سوال
دعا مین اپنی پسند نہ رکھے - کیونکہ ذکر مین سب طرح کفایت موجود ہی اور دعا مین آدمی بسا اوقات ایسی چیز مانگتا ہی جسمین اُسکی ہلاکت ہی حالانکہ وہ
جانتا نہین ہی - قال المترجم مطلب یہ ہوا کہ آیت مین یہ بھی معنی شامل ہین کہ آدمی اپنی راے سے بہتری کے ساتھ دعا کرنے مین درحقیقت بدی
کی دعا کرتا ہی اسواسطے کہ ہنوز اِس مرتبہ کو نہین پہونچا کہ اُسکو نیک و بد کی تمیز اپنے نفس کے مناسب معلوم ہو جاوے پس انسان کو چاہیے کہ
ذکر الٰہی مین مشغول ہو کیونکہ حدیث مین ہی کہ جو بندہ میری یاد مین ایسا مشغول ہوا کہ اُسکو کوئی حاجت و دعا نہین یاد ہی تو مین اُسکو دعا کرنیوالون
مین سے سب سے بہتر دیتا ہون - معلوم ہوا کہ ذکر الٰہی مین کفایت ہی اور چاہیے کہ دعا بھی کرے تو اِسمین یون نہ کہے کہ الٰہی مجھے یہ چیز دیدے
کیونکہ بسا اوقات یہی چیز اُسکے حق مین فتنہ ہو جاتی ہی عوام کا تو کون ذکر ہی دیکھو حضرت یوسف علیہ السلام نے قید خانہ مانگا تھا پھر اُس سے
کیسقدر گھبرانے لگے تو چاہیے کہ یون کہے کہ الٰہی مجھے رزق اپنے فضل سے عطا فرماوے جہان سے تیرے علم مین مجھ بندے کے دین و دنیا
کے واسطے بہتر ہو - جو شخص ہمیشہ ذکر مین رہتا ہی اور دعا و سوال مین اپنی پسند چھوڑتا ہی تو اُسکے لیے اللہ تعالی کے فضل سے سب سے بہتر ہو
مبذول ہوتا ہی چنانچہ حدیث قدسی مین ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ جس بندے کو میری یاد نے مجھ سے مانگنے سے غافل کر دیا شامل کر دیا تو دیکھ
مین مانگنے والون کو دیتا ہون سب سے بہتر اُسکو دیتا ہون - قولہ تعالی وجعلنا اللیل والنہار آیتین ممحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النہار
ہو کہ اہل فہم نے یہان لیل و نہار سے مقام مجاہدہ و مشاہدہ کا اشارہ لیا ہی پس مجاہدہ تو عارفین کی رات ہی
مشاہدہ مین کشف آفتاب ذات ہی اور شب مجاہدہ مین کشف تو الصفات ہی پس اہل مشاہدہ آفتاب ذات کی دیدار
ماہتاب صفات کی دیدار مین ہین کیونکہ یہ لوگ بوجہ ضعف حال کے واردات عظمت کے برداشت کرنے
یہ لوگ غائب نہوئے تو اول ظہور مین ہلاک ہو جاتے اور اگر دونون آیتین یکسان ہوتین تو بھی اہل
ذات مین رہے اور کبھی معاون صفات تک نہ پہونچے - قال تعالی لتبتغوا فضلا من ربکم - فضل خدا

حالات ہو - قولہ وتعلموا عدد السنین والحساب - یعنی کشوف کی کمی وزیادتی سے اور کمال ہونے سے
ہو زمانہ فراق ووصال مسافت ہو اور مقامات وحالات کا حساب کرو اور ازل وابد کے درمین ٹپہ اور
کی مدت کو جو برج افلاک وحدانیت مین ہوتے ہین پہچانو - قولہ وکل شی فصلناہ تفصیلا - یہان ایسے منازل ہین کہ انکے
سے [illegible] ظلمتی مین وخیالات دور ہین اور عقول کو اِنکے اسرار سے انصرام ہو اور قلوب اِنکے حقائق انوار مین فنا رہین گویا زبان قدر
بیان آمد بزبان بلبل مست ہوا رعشق ہوذ یہان نقلی ان اسرار مبارک کو جو حجاب غیرت کے ساتھ غیرون سے ممنوع ہین بیت نوری رحمہ اللہ
رحمہ اللہ تعالیٰ قدس اسرارہ ۱۲
سے تمثل ہو ہے لازلت انزل حین وداوک منزلا ٭ تسحیر الالباب عند نزولہ ٭ یعنی ہمیشہ مین دوستی مین ایک منزل پر اترتا ہون جسکے نزول پر
عقول متحیر ہوتے ہین - بعض مشائخ نے کہا کہ لیل ونہار کو دو طرف واسطے اقامت عبودیت کے بنا دیے ہین ایک دوسرے کے پیچھے آتا اور اِسکا
خلیفہ ہو جاتا ہو پس جس بندے کی اوقات شبا روزی اُس کام مین رہے جسکے واسطے وہ بندگی مین آیا ہو تو وہ بندہ اہل توفیق مین سے ہو یعنی
جملہ ساعات ہر درجہ والا بندہ اپنے لائق کامون مین برضاے الٰہی صرف کرنے پاتا ہو مثلاً ابتداے حالت مین اِسکا فرائض وسنن ونوافل ادا
کرنا اور کھانا پینا سونا جاگنا اور کسب معاش سب موافق شرع شریف کے بطریق مستحسن ہو اور یون ہی اِس سے زیادہ مرتبہ پر مراقبہ ومجاہدہ
یا مشاہدہ ان اوقات مین جیسا چاہیے اپنی اپنی اوقات مین ہو تو اُسکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق مبارک ہو اور جس شخص نے اپنی ساعات
شبا روزی کو جہل چھوڑ دیا یعنی کچھ ساعات یا اکثر یا سب اُسنے غافل وبیکار چھوڑین اگرچہ اُسنے اِن اوقات مین بالکل محنت سے دنیاے فانی
وشہوات کا کام کیا ہو پس اُسنے اپنے نفس سے کچھ مطالبہ نہ کیا اور نہ اپنی اوقات کی رعایت ونگہداشت وحفاظت کی تو ایسا شخص اُنہین سے
ہو جنھون نے اپنے رب سے توفیق نہ پائی کیونکہ اُسنے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل نہ پایا کہ صحیح طریقہ سے بندگی کرتا اور کام مین اخلاص پیدا ہوتا
اور اِس سب کے انجام پانے کے لیے اُسکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد حاصل ہوتی - پھر واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عوام کافر ومومن کا اور
موحدون مین سے اہل کمال کا سابق حال اُنکے ورود کا مشرب عبودیت پر بیان فرمایا بقولہ تعالےٰ

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ۭ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا ۝

اور ہر آدمی ہر لگا دی ہم نے اُسکی قسمت اُسکی گردن مین اور نکالینگے ہم اوسکے قیامت کے روز نوشتہ جس کو پاویگا کھلا ہوا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ۭ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

تو پڑھ اپنے نوشتہ کو کافی ہے آج کے روز تیرا نفس تجھپر حساب کرنے والا

واضح ہو کہ عرب کی عادت تھی کہ جب کسی عمل پر اقدام کرتے اور چاہتے کہ اپنے نزدیک جان جاوین کہ اِس سے بہتری ہوگی یا بدتری ہوگی
پرند طائر کے احوال سے اُسپر استدلال کرتے کہ جو پرند سامنے نظر پڑا وہ خود اڑ گیا یا بھڑکا کر اڑایا گیا اور جب اُڑا تو دائین گیا یا بائین
یا اوپر کو اُٹھا ایسے ہی دیگر احوال کہ اُنمین سے ہر ایک سے اُنھون نے بھلائی وبُرائی وسعادت ونحوست وغیرہ مقرر کر رکھی تھی پھر جب
مستعد ہوا تو خود بھلائی وبُرائی کو طائر کہنے لگے اِسی محاورہ پر عرب کو اُنکی زبان مین اللہ تعالےٰ نے فرمایا - وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ
ہر آدمی نے اُسکو لازم کیا ہو طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ اِسکا طائر یعنی عمل نیک وبد اُسکی گردن مین - یعنی گردن محل زینت یا اُسکا مقابل
اگر عمل اچھے ہین تو مانند زیور کے اُسکی گردن مین زینت ہین اور اگر بُرے ہین تو بدہیات ہو معالم مین لکھا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
کہا ہر شخص کے عمل کا اُسپر تعلق ہو ہم نے اُسپر لازم کر دیا ہو جہان ہو اُسکے ساتھ رہیگا - مقاتل وکلبی نے کہا کہ یعنی نیکی وبدی اُسکی اُس سے

جدا نہوگی یہانتک کہ اُس سے محاسبہ ہو۔ حسن رح نے کہا کہ یعنی اُسکی سعادت و نحوست اُسکے ساتھ ہی۔ مجاہد رح نے
گردن مین ایک ورق ہوتا ہی جسمین لکھا ہوتا ہی کہ نیک بخت ہی یا بدبخت ہی۔ علماے معانی نے کہا کہ طائر لغت
مقدر فرمائی نیک بختی ہو یا بدبختی ہو کہ انجام کو اُسکی طرف جانے والا ہی۔ ابو عبیدہ و قتیبی نے کہا کہ آدمی
نے کبیر مین تحقیق لکھی جسکا حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالی نے خلق کو پیدا کیا اور ہر ایک کے واسطے عمل
سے ایک حصہ خاص کر دیا وہی مقدر ہی اور ممکن نہین کہ آدمی اس سے تجاوز کرے کیونکہ اس آدمی کو جو کچھ
پہونچنے والا ہی اللہ تعالی اُسکا علیم ہی پس ممکن نہین کہ اُسکے علم کے خلاف واقع ہو تو جسطرح علم الٰہی مین ہی
اسکو پہونچیگی گویا پرند ہین کہ اُڑکر اُسکو پہونچینگی اسی معنی مین کنایہ ہی کہ ہر آدمی کا طائر اُسکی گردن مین ہم نے لازم
مین اشارہ ہی کہ جف القلم بما ہو کائن الی یوم القیامۃ۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ فی عنقہ گردن کا ذکر اسواسطے کہ اعضا مین
جسکا نظیر نہین ہی اور جسکی گردن مین کوئی چیز لازم کی گئی تو اُس سے اُسکو چھٹکارا نہین ہی۔ ابن جریر رح نے حضرت جابر رض سے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا عدوی ولا طیرۃ وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ۔ یعنی عدوی کچھ نہین جیسے جاہلیت کا خیال
وبیماری نہوتی مگر دوسرے سے متعدی ہو کر لگی ہی اور اکثر وہم کرتے کہ فلانے ٹوٹکا کرنیوالے نے ایک سے انکار کر دوسرے پر لادیا جیسے کہ
مین خیالات تھے تو فرمایا کہ یہ عدوی کچھ نہین ہی اور نہ طیرہ ہی یعنی پرند کی اُڑان و دائین بائین جانے اور آواز کرنے وغیرہ سے فال
نحوست مقرر کر رکھی تھی تو کہدیا کہ یہ کچھ نہین ہی اور آیت کریمہ سے تنبیہ فرمائی کہ اللہ تعالی کے کلام سے ثابت ہوا کہ
اُسکے اعمال نیک و بد اور مبارک و شوم کو اُسکی گردن مین لازم کر دیا ہی کوئی اس سے تجاوز نہین کر سکتا ہی خواہ مخواہ اُسکو خیر یا شر
**وَنُخْرِجُ لَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا** اور ہم ہر آدمی کے لیئے لٹکا لینگے قیامت کے روز ایک نامہ اعمال لکھا ہوا کہ **يَلْقٰىهُ مَنْشُوْرًا**
اُسکو ملیگا کھلا ہوا یعنی جو اعمال اِسنے مطابق اپنے طائر گردن کے کیے ہین سب مکتوب و محفوظ ہین یہ نامہ اعمال اِسکو قیامت مین ملیگا اگر
تو اُسکے دائین ہاتھ مین اور اگر بدبخت ہی تو بائین ہاتھ مین اور کھلا ہوا ہوگا کہ وہ اور دوسرے لوگ اپنی تمام عمر کے اعمال اول سے آخر تک
سب اُسمین جمع پاویگا قال تعالی **نَبَّأَ** الانسان یومئذ بما قدم وآخر بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ۔ اور اُس دن ہر ایک شخص
بے پڑھا یکسان پڑھینگے اور کوئی کچھ نہین بھولیگا سب یاد ہوگا لہذا اس نامہ اعمال کو دیکھینگے کہ لا یغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاہا۔ یہ ایک شخص
صغیرہ کو اور نہ کبیرہ کو مگر آنکر اُسکو گھیرے ہوے ہی۔ پس کہا جائیگا کہ **اِقْرَأْ كِتٰبَكَ** تو اپنے نامہ اعمال کو پڑھ یہ شخص
دنیا مین بے پڑھا ہو وہان صاف پڑھیگا اور اسمین کچھ زیادتی یا کمی نہ دیکھیگا اور اسمین سے ایک نقطہ سے بھی انکار نہین کریگا
سے انکار کریگا تو اُسپر وہی اعضاء جنکے ذریعہ سے وہ اعمال قبیحہ ہین خود گواہی دینگے۔ حدیث مین ہی کہ
تمہاری مین تو تمہاری ہی جانب سے جھگڑا کرتا تھا۔ پس کمال قدرت الٰہی و قوت خالق عزوجل اور کمال عدل
**اَلْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا** کہ تیرا نفس خود آج اپنے اوپر محاسبہ کرنے کو کافی ہی اس دن ہر
انصاف جان لیگا اگرچہ جہالت سے کچھ جھگڑا کرے پھر بہ حساب اسکو نافع نہوگا تمام اہل
سے ہر دم اُسکے اعمال کا محاسبہ کرتے ہین اور رات کو سوتے وقت تو ضرور اپنے اعمال کو میزان
عقبہ مین عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ آدمی کے ہر روز

Marfat.com

فرماتا ہی کہ جیسے وہ صحت مین
اعمال پر ختم کرتے رہو یہانتک کہ وہ اچھا ہوجاوے یا مرجاوے۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اسناد قوی جید ہی۔ معمر رح نے کہا
نے پڑھا قولہ تعالی عن الیمین وعن الشمال قعید۔ اور کہا کہ ای آدم کے فرزند تیرے واسطے ایک صحیفہ کھولا گیا ہی اور تجھپر دو
فرشتے موکل ہین ایک تیرے دائین اور دوسرا بائین ہی پس جو تیرے دائین ہی وہ تیری نیکیان محفوظ رکھتا ہی اور جو تیرے بائین ہی وہ تیری
بدیان محفوظ رکھتا ہی پس تیرا جی چاہے وہ کر خواہ کم خواہ زیادہ یہانتک کہ جب تو مریگا یہ صحیفہ لپیٹ کر تیری گردن مین ڈالکر تیری قبر مین رکھا
جائیگا یہانتک کہ نکالا جائیگا قیامت کو نامہ اعمال اسکو کھلا ہوا پاویگا اور حکم ہوگا کہ اسکو پڑھ پس واللہ اسنے عدل فرمایا جس نے تجھکو تیری ذات
پر حساب کو لینے والا کر دیا۔ سراج مین ہی کہ سدی رح نے کہا کہ کافر پر سب طرح حجت پوری کر دیجائیگی کہ خود وہ اپنی نفس پر محاسب ہوگا۔ اگر یہان کوئی
کہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا وکفی بنا حاسبین یعنی ہم حساب کر دینے والے کافی ہین اور یہان خود انسان کو اسکے نفس پر حساب کنندہ فرمایا تو جمع کیونکر
ہی جواب دیا گیا کہ یہان حسیب سے مراد شاہد ہی یعنی تو خود آج کے روز اپنے اوپر کافی شاہد ہوگا یا یہ کہا جاوے کہ قیامت کے موقف جدے جدے
ہونگے بعض موقف مین اللہ تعالی انکا حساب خود انکے حوالہ فرما دیگا اور علم الٰہی سب کو محیط ہی اور بعض موقف مین خود حساب فرما دیگا۔ مترجم
کہتا ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ اس مقام کی آیت مین یہ مراد ہی کہ آدمی اپنے تمام اعمال اول سے آخر تک دیکھکر خود اپنا حساب کر لیگا کہ وہ کن لوگون مین سے
ہی ولیکن اسکے اس حساب پر کچھ حکم نہ ہوگا کیونکہ حکم فقط اللہ تعالی جل شانہ کی قدرت مین ہی اور کفی بنا حاسبین کی آیت مین اوپر سے میزان
عدل لانیکا ذکر ہی کہ ہم ہر ذرہ نیکی و بدی کا لاوینگے اور جب ہم حساب پر حکم فرماوینگے تو ہمارا حسیب ہونا کافی ہی کچھ کمی بیشی اور فروگذاشت نہین ہوسکتا ہی
اور یہ مین نے اسواسطے کہا کہ اگر بندہ نے اپنے حساب مین غلط کیا تو حق عزوجل عدل فرماویگا چنانچہ امام احمد وغیرہ کی روایت مین ہی کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب اللہ تعالی میری امت مین سے ایک کو عرصۂ قیامت مین علیحدہ کھڑا کریگا اور اسکے ہاتھ مین ننانوے نامہ اعمال
کہ ہر ایک انکی منتہائے نظر تک دراز ہوگا دیے جاوینگے ان سب مین وہ اپنی بداعمالیان پاویگا پس اسکو یہی گمان ہوگا کہ مین ہلاک ہوا پس اللہ تعالی
فرماویگا کیا تیرے فرشتے نے تجھپر کچھ ظلم تو نہین کیا وہ عرض کریگا کہ ای رب کچھ نہین۔ پھر حکم ہوگا کہ تیرے پاس کچھ عذر ہی عرض کریگا کہ ای رب
کچھ بھی نہین ہی پس گمان کریگا کہ اب وہ ہلاک ہوا اتنے مین حکم ہوگا کہ کیون نہین تیری ایک نیکی ہمارے پاس ہی پس ایک پارہ حریر نکالا جاویگا
جسپر اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ لکھا ہوگا وہ اپنے دل مین کہیگا کہ ان درازنامہ اعمال کے مقابلہ مین یہ ٹکڑا کیا کام دیگا حکم ہوگا
کہ اپنے میزان عمل پر حاضر ہو وہ عرض کریگا کہ ای رب انکے وزن مین یہ کیا کافی ہوگا حکم ہوگا کہ آج کے دن تجھپر کچھ ظلم نہ ہوگا تو حاضر ہو پس حاضر ہوگا
تو جب ہی وہ پرزہ تحریر کلمہ شہادت دوسرے پلہ مین رکھا جائیگا تو فوراً نامہ اعمال سیئات کا پلہ اونچا ہوجائیگا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ
کے نام کے مقابلہ مین کوئی چیز بھاری نہین ہوسکتی ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ کلمہ شہادت اسکے پاس یقینی تھا اللہ تعالے ہمکو اور سب مسلمانون مومنون کو
بالجملہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ شخص اپنے حساب مین غلطی کریگا اور اللہ تعالی کمال عدل وحساب سے اسکی نیکی ضایع
کرنیوالا نہین ہی اور قولہ تعالی وکل انسان الزمناہ طائرہ فی عنقہ۔ واضح ہو کہ کافر و منافق کی گردن مین اسکا طائر ہی اور مومن
کے اعمال مین بعض کو وارد شد کے لیے اور بعض کو معاملت کے لیے اور بعض کو حالات کے لیے اور بعض کو مشاہدات اور بعض کو مکاشفات
کے لیے اور بعض کو محبت اور بعض کو شوق اور بعض کو رغبت اور بعض کو عزم کے لیے اختیار فرمایا ہی اور ہر مقام کے سالک کے
لیے ہم نے اسی سے ہی جو نصوص نے اسکی گردن مین لازم کیا ہی وہ ازل سے ان نشانات سے معاہد ابد مین نکلنا اسکو

Marfat.com

رنگہاے مختلفہ سے کچھ تغیر نہین ہوتا اور نہ ظہور آیات وبرہان سے کچھ تبدل ہو اور نہ طاعات وعصیان سے کچھ
وبحرج لہ یوم القیامۃ کتابا یلقاہ منشورا۔ جو کچھ ارواح کو نشانات مردود یا مقبول ہونے کے ظاہر ہونگے وہ
شخص پر ظاہر ہونگے پس وہ اول کو آخر سے اور آخر کو اول سے موافق پاویگا سابق کو آخر سے کمی اور لاحق کو
ہونگے قال تعالی اقرا کتابک کفی بنفسک الیوم علیک حسیبا۔ یہ امر اللہ تعالی کی طرف سے بندون پر پیدا ہوا
غیرت ہی تاکہ ملائکہ وجن وانس کوئی اسپر مطلع نہ ہو بلکہ یہ مقامات مناجات اور سرائر مخفیہ مین سے ہی اور حقیقت ابتلا
نے فرمایا کہ تیرے نفس پر احوال لازم کیے گئے ہین اور کوئی چیز تجھپر اس سے زیادہ سخت لازم نہین جیسا تیرا نفس لازم ہی اللہ تعالی فرماتا ہی الزمناہ طائرہ فی عنقہ پس طائر از سعادت وشقاوت محض لازم ہی اور بعض پر صبر کرنا مقام مشاہدہ مین لازم ہی اور بعضون پر بساط قرب مین طاعت
ادب لازم ہی اور یہ بہت زیادہ سخت از سخت تر ہی۔ بعض نے کہا کہ ایک تحریر تو تیرے نفس پر ایام وساعات کی لکھی گئی ہی اور ایک تحریر تجھپر اہل
مین لکھی گئی ہی اور وہ باہم تخالف نہین ہین بعض نے کہا کہ جو تحریر قیامت مین تجھپر پیش ہوگی تو جان لے کہ تیری زبان اسکا قلم ہی اور تیرا لب اسکے واسطے
روشنائی ہی اور تیرے ہی اعضاء ومفاصل اسکے واسطے کاغذ ہین تو خود ہی اسکو کرام کاتبین حافظین کو لکھواتا ہی نہ اسمین کچھ کمی ہوئی نہ زیادتی
ہوئی اگر تو اسمین سے کچھ منکر ہو تو تیرے نفس مین سے اسپر گواہ ہوگا اللہ تعالے فرماتا ہی یوم تشہد علیہم السنتہم۔ شیخ یحیی بن معاذ الرازی رح
نے فرمایا کہ قال تعالی اقرا کتابک یعنی وہ کتاب جسکا لکھوانے والا تو خود تھا۔ بعض سلف سے مروی ہی کہ نیک بندون کا محاسبہ
دنیا ہی مین ہوجاتا ہی اور بدکارون کا حساب آخرت مین رہتا ہی۔ پھر اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ ہدایت وضلالت اپنے لیے ہی
اور بعثت سے پہلے عذاب نہین ہی۔

مَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۭ وَ

جس نے ہدایت لی اسنے تو اپنے لیے ہدایت لی اور جو گمراہ بنا تو اسکی گمراہی اسکے نفس پر ہی اور

لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۝

نہین گناہ سمیٹتی کوئی گناہ سمیٹنے والی جان کسی دوسری جان کا گناہ اور ہم تو عذاب کرنے والے نہین یہانتک کہ ہم بھیجین رسول کو

مَنِ اهْتَدٰى جس نے لی ہدایت یعنی اللہ تعالی کے رسول وکتاب کو مانا۔ فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ اپنے لیے ہی
جان کے لیے ہدایت اختیار کی یعنی اس ہدایت لینے کی تمام خوبی اسی کے نفس کو ہی۔ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا اور جو گمراہ
بنا اسکی گمراہی اسی پر ہی کیونکہ وہی دائمی عذاب مین پڑیگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی غنی حمید ہی وہ مومنین کی طاعت سے
سب سے پاک ہی بلکہ مومن اسکی رضامندی ورحمت سے جنت ودائمی نعمت حاصل کرتا ہی اور کافر اسکے غضب وعذاب
کلفت لیتا ہی اسکی گمراہی سے دوسرے کو کچھ ضرر نہین ہی۔ سراج مین لکھا کہ کلبی رح نے کہا کہ اس آیت مین دلیل ہی کہ
بلکہ اسکو نیکی یا بدی ہر ایک کے حاصل کرنے کا قابو ہی چنانچہ یہ آیت اسی کے ساتھ لائق ہی جو فعل
درجہ کوئی کسی جانب سے ممنوع ومجبور ہو تو اسکے واسطے یہ لائق نہین ہی اور یہی اہل سنت وجماعت
[1] یہ ہی کہ اہل سنت کے نزدیک بندہ اختیار واکتساب سے مجبور نہین ہی وہ اپنے نفس کے
اور یہی مذہب اہل سنت وجماعت کا بلاخلاف مذہب ہی اور فرقہ مجبرہ کہتے ہین کہ آدمی مانند پتھر کے

نیک و بد پیدا کرلینے کی قدرت ہی اور یہ بھی گمراہی ہی اسواسطے کہ پیدا کرنا فقط اللہ تعالیٰ جل شانہ کی صفت ہی
[illegible] نزدیک بندہ جس نیکی کو کماتا ہی تو مخلوق بندہ مین یہ نیکی مخلوق ہوتی ہی پس جس خالق عزوجل نے اس بندہ کو مخلوق
[illegible] مخلوق فعل کو بھی اسمین مخلوق فرماتا ہی اور یہ ممکن نہین کہ یہ بندہ مخلوق خود خالق ہوجاوے اور یہی تمام اہل سنت کا
[illegible] پھر اللہ تعالیٰ نے صاف مقرر فرمایا کہ ہر شخص اپنے فعل کے اثر سے مخصوص ہوتا ہی بقولہ تعالیٰ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ اور نہین
[illegible] کرتے کوئی نفس گنہگار۔ وِّزْرَ اُخْرٰی گناہ کسی دوسری نفس کا۔ یعنی جس نفس نے جو گناہ کمایا وہ اُسی کو اُٹھائے
ہوئے ہو۔ اُس سے نہین ہوسکتا کہ دوسری نفس کے کمائے گناہ کو اپنے اوپر اُٹھالیوے اور مترجم کہتا ہی کہ یہان سے صریح معلوم ہوا کہ مسئلہ اسقاط
[illegible] بعضے شہرون کے مسلمانون مین رائج ہی باطل و معصیت ہی اور اُسکی صورت یہ ہوتی ہی کہ جو مردہ مرگیا اُسکے وارثون نے جسقدر مقدرت ہوئی
[illegible] حسب حیثیت مال و اسباب نقد و جنس جمع کرکے چند مُلّاون یا حافظون وغیرہ کو یا ایک ہی کو اس شرط سے دیا کہ میت کے تمام گناہ اُسپر سے اُترکر
[illegible] اوپر ہین یہ مال اُسکے عوض تمہارا ہی اور ان لوگون نے اسکو قبول کیا اور لے لیا۔ پس یہ باطل ہی کیونکہ کسی نفس کو قدرت نہین کہ
[illegible] کے گناہ اپنے اوپر لے لیوے۔ اور جان لینا چاہیے کہ یہ ایک مکر شیطان کا ہی اس حیلہ سے اُسنے مالدارون کو مطمئن کرکے فسق و فجور
[illegible] بخوف مبتلا کردیا کہ تمام گناہ اُنکے بذریعہ اسقاط کے اُتر جاوینگے حالانکہ بعد موت کے انپر حسرت و یاس ہی۔ پھر جو شخص خلاف آیت کریمہ کے
[illegible] اعتقاد کرتے ہین کہ کسی کے گناہ دوسرے برداشت کرلیتے ہین اُنپر کفر کا خوف شدید ہی۔ پھر واضح ہو کہ یہان دو صورتین ہین ایک یہ کہ ایک
[illegible] دوسرے کے گناہ کو اُٹھادے یعنی خود اپنے اختیار سے اُٹھادے اور دوم یہ کہ ایک نفس سے دوسرے کے گناہ اُٹھوائے جاوین یعنی
[illegible] تعالیٰ کے حکم سے دوسرے نفس پر ڈالے جاوین تو پہلی صورت باطل ہی اور وہی آیت کریمہ مین مذکور ہی اور دوسری صورت صحیح ہی چنانچہ حدیث
[illegible] صحیح سے ثابت ہی کہ دنیا مین ظالم نے جسپر ظلم کیا ہی قیامت مین مظلوم کو اُسکے ظالم کی نیکیان بقدر ظلم کے لیکر دیدی جاوینگی اور اگر اُسکی نیکیان
[illegible] یا کافی نہون تو مظلوم کے گناہون مین سے بقدر ظلم کے لیکر ظالم پر ڈالے جاوینگی پس اس نفس ظالم نے اپنے مظلوم کے گناہون کو اُٹھایا
[illegible] بحکم و قدرت الٰہی اس مظلوم سے منتقل کرکے اس ظالم پر ڈالے گئے۔ اور سراج مین کہا کہ ظالم کا اُٹھانا بسبب اسکے ظلم کے ہوا تو گویا یہ گناہ
[illegible] لے کیے تھے اور مترجم نے جو اوپر لکھا وہ تحقیق ہی۔ سراج مین لکھا کہ حدیث مین وارد ہی کہ میت پر اسکے رونے والون سے عذاب ہوتا ہی
[illegible] رونے والون کے گناہ اُسپر پڑتے ہین جواب دیا کہ یہ اس صورت مین ہی کہ میت نے رونے کی وصیت کی ہو جیسے عرب جاہلون کا دستور
[illegible] خوب رونے اور رولانے کی وصیت کرتے تھے مترجم کہتا ہی کہ تحقیق یہ ہی کہ رونے والیون کے گناہ میت پر نہین پڑتے ورنہ لازم آوے
[illegible] والیان و رونے والیان اس گناہ سے پاک ہوگئین وہ سب گناہ میت پر پڑے بلکہ توجہ کرنے والیون پر اس رونے پیٹنے کا گناہ سخت
[illegible] باقی ہی اب رہا یہ کہ میت پر بھی اُنکے رونے سے کچھ عذاب ہوتا ہی یا نہین تو حدیث سے معلوم ہوتا ہی کہ ہان میت پر بھی عذاب ہوتا ہی
[illegible] حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہی لیکن حضرت ام المومنین صدیقہ رضہ نے کہا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ لاتزر وازرۃ وزر اخری
[illegible] نہین ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر اللہ تعالیٰ رحم فرماوے اُنھون نے جھوٹ روایت نہین کی بلکہ بات یہ تھی کہ ایک
[illegible] لوگ اُسپر پیٹتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ لوگ تو یہان رو رہے ہین اور وہ اپنی قبر مین عذاب کیجاتی ہی
[illegible] حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ معنی بیان کیے ہین کہ جب میت اس سے راضی ہو چنانچہ امام بخاری رح نے
[illegible] اگر میت کا تو وطریقہ ہو کہ وہ مردے پر نوحہ کرتا ہو یا اپنے لوگون کو اس سے منع نہ کرتا ہو یا نوحہ پر راضی ہو

Marfat.com

یا اُسنے وصیت کی ہو کہ اُسپر نوحہ کیا جاوے تو اِن سب صورتون مین میت پر بھی عذاب ہوگا اور یہ اُسنے اپنے ہی فعل پر ماخوذ ہوا کہ اُسنے نوحہ کا طریقہ جاری رکھا تھا یا راضی رہتا تھا یا وصیت کی تھی مشائخ کے قول پر اِسمین یون تفصیل ہونی چاہیے کہ اگر وہ شخص ممانعت کرنے کی لیاقت رکھتا ہو تو مشائخ کے نزدیک مطلقاً اُسکو منع کرنا چاہیے اور واضح ہو کہ اِسکا دل سے مکروہ جاننا بھی منع کرنے کے حکم مین اِسپر دوسرے کا گناہ نہین بلکہ خود اِسکا گناہ ہی چنانچہ سراج وغیرہ مین کہا کہ اگر میت نے وصیت کی کرنے والیون کو دیا جاوے یا اُنکی ضیافت کیجاوے تو اُسپر عذاب ہوگا خواہ یہ وصیت پوری کیجاوے نے کہا کہ جو مذکور ہی وہ ہر میت وزندہ کو خواہ کافر ہو یا کافر نہ ہو ہر ایک گنہگار کو شامل ہی - اور شرح مجمع کہتا ہی کہ یہی من سن سنة سيئة الحديث جسمین یہ بھی ہی کہ من غیر ان ینقص من اثامهم شئی - یعنی حدیث بن مریج ہی کہ جس نے کوئی بری اُسکو قیامت تک اپنا ثواب ہوگا اور جو لوگ اِس راہ پر چلین اُنکا ثواب ہوگا بغیر اِسکے کہ دوسرون کے ثواب مین کچھ کم کیا جاوے کوئی بدراہ نکالی تو اُسپر قیامت تک اُسکا عذاب ہوگا اور جو لوگ اِس راہ پر چلین اُنکے گناہ ہونگے بدون اِسکے کہ اُن لوگون کے گناہ کم کیا جاوے - پس حاصل یہ ہوا کہ بدراہ کی پیروی کرنے والون پر خود ہر ایک پر گناہ ہوگا اور ہر ایک پر جتنے گناہ ہین ہر ایک کے گناہ مجموعہ سب کا اُس شخص پر ہوگا جس نے یہ بدراہ نکالی ہی اور پیروی کرنے والون پر سے گناہ کچھ کم نہ ہوگا - اور یہی معنی آیت کریمہ ولیحملن اثقالهم مع اثقالهم مین مسرح ہین یعنی گمراہ سردار اپنے گناہون کے بوجھون کو اُٹھاوینگے اور بہت سے بوجھ اپنے بوجھون کے ساتھ اُٹھاوینگے - قال تعالیٰ ومن اوزار الذین یضلونهم بغیر علم - یعنی جنکو نادانی سے گمراہ کیا ہی اُنکے گناہون سے - امام ابن کثیر رح نے کہا کہ یعنی جو جو گناہ کا وہ اُنکے گمراہ کرنے سے انپر ہوگا اُسکے ساتھ گمراہ کرنے سے جن لوگون کو گمراہی مین ڈالا ہی اُنکے گناہون کے مثل بوجھ ہونگے بدون اِسکے کہ جنکو گمراہی مین ڈالا ہی اُنکے گناہون سے کچھ کم ہوجاوے بلکہ ہر پیروی کرنے والے پر اُسکی گمراہی کا گناہ بھی لدا ہوا ہوگا - پھر مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالیٰ عزوجل جس نفس چاہے اُسکے گناہ اُتار دے اور یہ صحیح ہی کہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ بعض لوگ میری امت مین سے آوینگے جنپر پہاڑون کے برابر گناہ ہونگے اللہ تعالیٰ اُنپر سے اِن گناہون کو اُتار کر یہود اور نصاریٰ پر ڈالیگا - علماء نے کہا ہی کہ یہود ونصاریٰ کو اپنی گمراہی مین الوا کر اُنکے گناہون کے ہونے کا داخل ہوگا پس اِس وجہ سے یہود ونصاریٰ پر یہ گناہ ڈالے جاوینگے اور اِسمین ذرا بھی شک نہین کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ جن بندون نے یقین کر لی ہی اُنکے ساتھ جو کافر مشرک تو مین کسی قسم کی تکلیف ورنج دینے مین شرک مین اور خلاف رسول ان گناہون کے اُٹھانے کے لائق ہین کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے رسول بھیجدیے اور کتاب نازل فرمائی سے فرمایا - وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّىٰ نَبْعَثَ رَسُولًا اور ہم کبھی عذاب کرنیوالے نہین جب تک رسول نہ بھیجدین فرمادیا - یعنی اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو عذاب نہین دیتا مگر جب اُسپر حجت قائم ہوجاوے اِسطرح کہ رسول اُسپر بھیجدیا ہر ایک سے ملکر بیان کرے بلکہ یہ کافی ہی کہ تمام فرنگستان کو معلوم ہوگیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول آخر اُنکی رسالت عامہ ہی اور اِسی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے ذریعہ سے وتابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے زمانہ تک جو کچھ پہونچا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت مین پہونچا اب جو کوئی منکر ہو سالهم خزنتها الم یاتکم نذیر الآیات - یعنی جب جہنم مین کوئی گروہ کافرون ومنکرون کا

[illegible] ہمارے پاس آیا تھا مگر ہم نے جھٹلایا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ نہین اُتارا ہی - سراج مین کہا کہ رسول کا
[illegible] آدم علیہ السلام کو بھیجا اور اُنکے بعد ہزار انبیاء علیہم السلام بھیجے چنانچہ فرمایا وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر - یعنی
[illegible] مین ایک رسول ہوگذرا ہی پس تمام انبیاء کا دعوی نبوت اور امت کو دعوت کرنا تمام جہان مین مشتہر و منتشر ہو چکا
[illegible] رسالت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صورت ہوئی کہ اول اللہ تعالیٰ نے تمام امتون مین ایک ایک رسول بھیجکر
[illegible] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی خبر اپنی امت کو دیدی چنانچہ آل عمران مین گذر چکا ہی پھر
[illegible] حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام مخلوقات روے زمین کے واسطے بھیجا اور آپ کا زمانہ تمام مین مشتہر ہوتا گیا اسی واسطے
[illegible] کہ قسم ہی جسکے قبضہ قدرت مین میری جان ہی کہ اس امت مین سے کوئی یہودی یا نصرانی جو کہ میری رسالت کو اور جس واسطے مین
[illegible] ایمان نہ لاویگا پھر وہ ایمان نہ لاویگا بھیجا اور نہ مانیگا اُسکو تو ضرور وہ دوزخی لوگون مین سے ہوگا - معالم مین لکھا کہ اس آیت مین دلیل
[illegible] ہی کہ کسی پر کچھ واجب ہی ہوتا ہی کہ شرع اُسپر واجب کرے - مترجم کہتا ہی کہ انسان پر اچھا کرنا لازم اور بُرا ترک کرنا لازم ہی پھر ائمہ
[illegible] کے نزدیک عقل بکیفیت سے کچھ تو اچھا اور بُرا معلوم ہو جاتا ہی ولیکن واجب شرعی اُسی وقت ہوتا ہی کہ شرع حکم دے اور معتزلہ کے نزدیک
[illegible] سب معلوم ہوتا ہی اور یہ قول کھلا ہوا باطل ہی مگر اُنکا قول معتزلہ دوسرے طور پر نقل کیا جاوے کیونکہ (۳۰) تاریخ رمضان
[illegible] اور پہلی شوال عید کا دن دونون عقل کی راہ سے یکسان ہین حالانکہ شرع سے معلوم ہوا کہ ۳۰ - رمضان کا روزہ ایسا اچھا ہی کہ فرض ہی
[illegible] عید کے دن روزہ حرام ہی پس عقل سے بالکل کہان بھلائی و بُرائی معلوم ہوئی - اور ائمہ شافعیہ کے نزدیک سب شرع سے
[illegible] ہوا ہی اور کہتے ہین کہ بان فرض و واجب و مستحب و حرام وغیرہ جب ہی لازم ہی کہ شرع حکم دے لیکن اس سے یہ لازم نہین کہ کسی چیز
[illegible] قبل شرع کے پہچانی ہی نہ جاوے کیونکہ شرع سے پہلے بھی سچائی اچھی اور جھوٹ بُرا سب کو معلوم تھا وہی شرع مین بھی وارد ہوا سراج
[illegible] کہا کہ حجت لازم ہونے کے لیے رسول بھیجنا کیون ضروری ہوا کیونکہ اس سے پہلے بھی انپر حجت لازم تھی اسلیے کہ اُنکے
[illegible] لوگون نے غفلت کرکے نظر عقلی سے کام نہ لیا تو مستحق عذاب ہوئے - جواب دیا گیا کہ غفلت سے بیدار کرنے کے واسطے
[illegible] بلکہ تبلیغ کے واسطے بھی بعثت رسول ہی تاکہ یون نہ کہین کہ ہم اس سے غافل تھے تو ہم پر رسول بھیجکر تنبیہ کیون نہ فرمائی گئی - مترجم
[illegible] ہی کہ پہلے ایک رسول آیا مگر اُسکی قوم نے اُسکی شریعت کو ایسا بگاڑ دیا کہ بعد چند روز کے کچھ اعتماد نہین رہا
[illegible] علیہ السلام کے بعد تین فرقہ ہوے ایک نے اُنکو فرزند خدا اور دوم نے خدا اور سوم نے جو صحیح تھا یعنی بندہ و رسول اللہ
[illegible] اول دونون فریقون نے ملکر تیسرے کو حقارت کرنے والا گمراہ قرار دیکر قتل کر ڈالا جو بچے وہ پہاڑون مین بھاگے پھر قسطنطین نے اپنے
[illegible] قول پر سب سے اتفاق چاہا اور جو باتین مناسب معلوم ہوئین وہ جمع کرکے اُسی پر سب سے دستخط چاہے اور اُسمین
[illegible] دستخط لیکر اسی پر مدار کار ٹھہرایا - غرضکہ اسقدر شدید تحریفات پھیلائین کہ انجیل صرف حضرت
[illegible] کی تواریخ رہگیا اسی زمانہ کو زمانہ فترت کہتے ہین پس اُسوقت کے لوگون کا کیا حال ہی تو جاننا چاہیے کہ شیخ عارف
[illegible] نے اپنی کتاب العوارف کی اڑتیسویین باب العزلہ کی فتوحات مکیہ باب دہم سے نقل کیا کہ ایسے لوگ تیرہ قسم ہین ازانجملہ چھ قسم
[illegible] ہی جو قابل مغفرت ہین اور تین قسم کے اللہ تعالیٰ کی مشیت مین ہین جو چاہے حکم فرما دے پس چھ قسم اہل سعادت مین سے
[illegible] کہ نبوت خبری و معجزہ کا [illegible] تین بن [illegible] کرتا کہ جنگلی اونٹ پر اور نشان قدم رفتار پر دلیل ہی تو اس

عالم کے واسطے ایک اللہ قادر کامل ہی۔ دوم جسکے دل پر نور وحدت کی ایسی تجلی ہوئی کہ وہ اسکو اپنے دل
ڈالا گیا اور اپنے کشف سے منزلت محمد صلعم پر مطلع ہوکر عالم الغیب مین ایمان لایا اول جیسے شاہ جیو زنبیل قسم
وہ کہ جسنے اگلے انبیاء کے کتب مطالعہ کرکے محمد صلعم کے شرف سے واقف ہوکر آپ پر ایمان لایا قسم ششم
آپ پر ایمان لایا جسکے واسطے دو اجر ہین۔ پھر چار قسم اشقیا یہ ہین اول جو معطل رہا گر نظر و دلیل کے طریقہ سے نہین تک
نظر و رائی مگر اچھی طرح نہین بلکہ ناقص قسم سوم جس نے تقلید اختیار کرکے شرک کیا قسم چہارم حق پر مطلع ہوکر
داخل مشیت یہ ہین۔ اول وہ کہ معطل رہا اور وجود خالق عزوجل کا اقرار نہ کیا بوجہ ضعف مزاج کے۔ دوم وہ جس
کہ نظر استدلالی مین اس سے قصور ہوگیا قسم سوم جو معطل رہا بعد اثبات کے گر نہ نظر سے جسکو انتہائے قوت تک
اقسام جو شیخ نے ذکر فرمائے ہین قطعی نہین ہوسکتے ہین اور ہمارے امام ابو حنیفہ رح سے روایت کیجاتی ہی کہ توحید الٰہی
ہین کوئی معذور نہ ہوگا۔ اور کتاب الٰہی مین سوال و جواب فرعون و موسی علیہ السلام مین ہی کہ قال فما بال القرون الاولی یعنی فرعون نے کہا
حال ہی اگلے قرون کا۔ قال علمہا عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسی۔ موسی ع نے فرمایا کہ اُنکا علم میرے رب پاس کتاب مین ہی میرا رب
سکتا ہی نہ بھولتا ہی۔ پس حضرت موسی علیہ السلام نے اُنکے بارہ مین کوئی جواب نہین دیا پس جہانتک قطعی ثبوت ہو جواب دینا بعنوہی باتی امر
کے علم پر حوالہ کرنا اولی ہی اور صحیح مین حضرت ام المومنین صدیقہ رض سے روایت ہی کہ مین نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ فلان شخص جو
حاجیون کی خدمت کرتا تھا یعنی زمانۂ نبوت سے پہلے ایک شخص تھا تو بھلا اُسکو اس سے نفع ہوگا فرمایا کہ اُسنے ایک روز بھی یہ نہین کہا تھا کہ
میرے رب قیامت کے روز میری خطائین بخشدے۔ پھر سراج مین لایا کہ امام سیوطی رح سے منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین
کو دعوت نبوت نہین پہونچی اور اللہ تعالی فرماتا ہی کہ ما کنا معذبین حتی نبعث رسولا۔ اور جس شخص کو دعوت نہ پہونچی اسکا حکم یہ ہی کہ نجات پانے والا مریگا اُسپر
عذاب نہ ہوگا اور وہ جنت مین داخل ہوگا اور کہا کہ اس مذہب کو ہمارے محققین شافعیہ نے اختیار کیا ہی انمین کچھ اختلاف نہین ہی نہ فقہاء مین اور
نہ اصولیون مین۔ اور اسی پر امام شافعی رح نے تنصیص فرمائی اور اسی کو آپ کے اصحاب نے اختیار کیا ہی۔ قال المترجم یہ قول عام ہی کہ جنکو دعوت
نہین پہونچی سب جنتی ہین فافہم۔ پھر شیخ سیوطی رح نے کہا کہ حدیث مین وارد ہی کہ اللہ تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کو زندہ فرما
کہ دونون آپ پر ایمان لائے اور ایک جماعت حفاظ اسی قول پر ہین جنمین خطیب بغدادی اور ابو القاسم بن عساکر و ابو حفص بن شاہین و سہیلی
و قرطبی و طبری و ابن المنیر و ابن سید الناس و ابن ناصر الدین دمشقی و صفدی وغیرہم ہین۔ سراج مین خطیب نے بعد نقل اس کلام کے کہا کہ ہمارے
واسطے بہتر یہ ہی کہ ہم اس بارہ مین خاموش رہین کیونکہ اللہ تعالی نے ہمکو اس بات کے واسطے مکلف نہین کیا ہی اور ہمارے نبی صلعم کے والدین رسول اللہ صلعم کے
حوالہ کرین اور جیسے امام نووی نے بجواب سوال گروہ ابن العربی کے کہا کہ تلک امۃ قد خلت لہا ما کسبت اُسکے لیے ہی اور تم جو کماؤ وہ تمھارے لیے ہی اور تم سے اسکی پوچھ نہوگی جو وے کرتے تھے یہی جواب ہم اس
کہ خاموشی چاہیے اسمین گفتگو نہ کرنا چاہیے شیخ امام ابن کثیر رح نے اختیار کیا ہی جیسا کہ سابق مین بعض مقام پر گذر چکا
قاری رح نے اس بارہ مین البتہ کلام کیا ہی اور مانند حدیث ان ابی و اباک فی النار پیش کیا لیکن
اتنا احتمال کافی ہی کہ شاید یہ امر ابتدائے حال مین واقع ہوا ہو جب تک کہ آپ پر وحی نہین ہوئی تم
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم واسطے ایمان لانے کے زندہ کیے گئے تو ظاہر یہ ہوتا ہی کہ زمانۂ

Marfat.com

مواهب الطیبی فی مراقب المصطفوی

شیخ علامہ سیوطی حریر داشد ہوگا مگر آنکہ یہ کہا جاوے کہ ایمان دیدینا واسطے مغفرت کے نہین بلکہ واسطے بلندی مراتب
ان ایمان و اہل جنت کے آباء و ابناء اُنکے ساتھ لاحق کردیے جاوینگے جب کہ داخل جنت ہون اگرچہ اس مرتبہ کے لائق
جواب یہ ہی کہ اُنمین یہ شرط آیت مین مذکور ہی کہ ایمان کے ساتھ اُنکی اتباع کی ہو پس ایمان لانا اُسوقت مین اسی واسطے
اللہ تعالیٰ اعلم۔ شیخ امام ابن کثیر رح نے بعد تفسیر آیت کریمہ کے بآیات دیگر لکھا کہ ایسی آیات دلیل ہین اِسپر کہ اللہ تعالیٰ کسی کو جہنم مین
ڈالیگا مگر بعد اِسکے کہ رسول اُسکے پاس پہونچ جاوے اور لکھا کہ یہین سے بعض حفاظ و علماے حدیث نے صحیح بخاری کی اِس حدیث
کا جواب دیا ہی جسمین ابوہریرہ رض سے مرفوع روایت ہی کہ جنت اور دوزخ نے باہم حجت کی الحدیث یہانتک کہ فرمایا سو جنت وہ ہی کہ اللہ تعالےٰ
اپنی خلق مین سے کسی پر ظلم نہین فرماویگا اور رہی دوزخ تو اُسکے لیے ایک اور مخلوق پیدا کریگا وہ اُسمین ڈالے جاوینگے پھر وہ تین مرتبہ کہیگی
کہ اور کچھ زیادہ ہی حفاظ علماء نے کہا کہ دوسری مخلوق پیدا کیا جانا تو جنت کے لیے آیا ہی کیونکہ وہ دار الفضل ہی اور دوزخ تو دار العدل ہی
اُسمین کوئی نہین جائیگا مگر بعد اِسکے کہ اِسپر حجت قائم ہوجاوے یعنی جدید مخلوق پر ابھی حجت قائم نہین ہوئی ہی پھر کیونکر جاوینگے۔ بالجملہ ان
حفاظ علماء نے کہا کہ شاید یہ کلمہ راوی سے الٹ گیا ہی اِس دلیل سے کہ خود صحیحین مین ابوہریرہ رض سے روایت ہی کہ جنت و دوزخ نے باہم حجت
کی الحدیث یہانتک کہ کہا کہ پس دوزخ تو وہ نہ بھریگی یہانتک کہ رکھے اُسمین قدم پس اُسوقت بھر جاویگی اور بعض اِسکا بعض کی طرف سمٹ
جاویگا اور اللہ تعالیٰ اپنی خلق مین سے کسی پر ظلم نہین فرماویگا اور رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اُسکے لیے ایک اور مخلوق پیدا فرماویگا۔ اب یہان
ایک مسئلہ باقی رہا جسمین علماء ائمہ نے قدیم سے اختلاف کیا ہی وہ یہ ہی کہ جو بچہ صغر سنی مین مرگئے اور اُنکے باپ کافر ہین تو اُنکا کیا حکم ہی اسی طرح
جو مجنون مرا یا گونگا بہرا تھا یا اِسقدر بوڑھا ہوگیا تھا کہ حواس خبط ہوگئے تھے یا وہ شخص جو زمانہ فترت مین مرا کہ اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی دعوت نہین پہونچی تو اِن سب کا کیا حکم ہی۔ اِنکے حال مین احادیث وارد ہوئی ہین اور مین اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کلام ائمہ مین سے ایک
حاصل بلخص ذکر کرتا ہون اور مترجم نے اِن احادیث مین سے اکثر جو صحیح معلوم ہوئی ہین بحذف اسناد لکھا ہی۔ حدیث اول امام احمد نے
اسود بن سریع سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار شخص ہین کہ قیامت کے روز جنکی حجت مقبول ہوگی ایک بہرا
جو کچھ نہین سنتا ہی اور دوسرا مرد احمق اور تیسرا بوڑھا جسکے حواس خبط ہوے اور چوتھا جو شخص زمانۂ فترت مین مرگیا پس بہرا تو یون عرض کریگا
کہ اے رب اسلام آیا اِس حالت مین کہ مین کچھ نہین سنتا تھا اور احمق کہیگا کہ اے رب اسلام آیا اور مین اِس حال مین تھا کہ لڑکے مجھے کنکریان مارتے
تھے اور بوڑھا کہیگا کہ اے رب اسلام آیا اِس حال مین کہ مجھے کسی چیز کی سمجھ نہ تھی اور جو فترت مین مرا وہ کہیگا کہ اے رب میرے پاس تیرا کوئی رسول
نہین آیا پس اللہ تعالیٰ اِن سب سے ہر ایک کا عہد لیگا کہ میرے فرمان کی اطاعت کرین پھر اُنکو حکم بھیجیگا کہ دوزخ مین داخل ہو پس قسم اُس
کی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہی کہ اگر اُسمین داخل ہوتے تو دوزخ اُنپر ٹھنڈک و سلامتی ہوجاتی۔ امام احمد نے اِسی اسناد کے ساتھ قتادہ
عن الحسن عن ابی رافع عن ابی ہریرہ مرفوع روایت کی جو حدیث اول کے مثل ہی صرف اتنا فرق ہی کہ آخر مین فرمایا کہ پھر جو شخص اُنمین سے جہنم
مین داخل ہوگا وہ اُسپر ٹھنڈک و سلامتی ہوگی اور جو اُسمین داخل نہ ہوگا وہ دوزخ کی طرف کھینچکر ڈالا جائیگا۔ اخرجہ اسحٰق بن راہویہ وکذا البیہقی
فی الاعتقاد وقال بہذا الاسناد صحیح ورواہ حماد بن سلمہ عن علی بن زید عن ابی رافع عن ابی ہریرہ نحوہ واخرجہ ابن جریر عن ابی ہریرہ مرفوعا
من طریق ابی الاسود عن ابی طاؤس عن ابیہ عن ابی ہریرہ۔ حدیث دوم۔ ابو داؤد الطیالسی نے کہا کہ حدثنا الربیع عن یزید بن ابان قال قلنا
لانس بن مالک سے پوچھا کہ اے ابو حمزہ آپ اطفال مشرکین کے حق مین کیا فرماتے ہین تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا کہ آپس برابر ایمان نہین ہین کہ اُنکے سبب سے عذاب دے جاوین اور دوسرے کی نیکیان ان کو ملین
اول حدیث اول کے موافق اُنکا امتحان کرکے مطیع و عاصی معلوم کیا جاویگا۔ حدیث ہشتم۔ امام
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار شخص قیامت کے روز لائے جاوینگے
آنمین سے اپنی حجت لاویگا پس رب عزوجل جہنم کے ایک ٹیکرے سے فرماویگا کہ ظاہر ہو اور اپنی پرکار
اسمین سے رسول بھیجتا تھا اور تمھاری جانب مین خود رسول ہوں تم سب اسمین داخل ہو فرمایا کہ
رب ہم اسمین کہان داخل ہون ہم اس سے تو بھاگتے تھے اور فرمایا کہ جسکے ہاتھ مین میری جان ہے اگر یہ
فریق سے اللہ تعالی فرماویگا کہ تم تو میرے رسولون کی اس سے زیادہ تکذیب و نافرمانی کرنے والے تھے
اول فریق کو دوزخ مین داخل فرماویگا۔ وہکذا رواہ الحافظ ابو بکر البزار رحمہ اللہ تعالی بمثلہ۔ حدیث چہارم۔ امام
بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلمانون کے بچون کا حال پوچھا گیا
ہین اور مشرکون کے بچون کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ وے اپنے باپون کے ساتھ ہین عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ
دو اناتر ہے۔ یہ حدیث براء بن عازب نے حضرت ام المومنین عائشہ رض سے بھی روایت کی ہے۔ حدیث پنجم۔ امام ابو
بن عبد الخالق نے اپنی سند مین ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شمار
قیامت کا روز ہوگا تو جو لوگ زمانہ اسلام سے پہلے مرچکے ہین وے اپنے گناہون کو اپنی پیٹھون پر لادے آئینگے
فرماویگا وے عرض کرینگے کہ اے رب تو نے ہمارے پاس کوئی رسول نہین بھیجا اور تیری طرف سے ہم پر کوئی حکم نہین آیا اگر تو ہمارے پاس
رسول بھیجتا تو ہم سب سے زیادہ تیرے مطیع ہوتے فرماویگا کہ تبلاؤ اگر مین تمکو کوئی حکم دون تو کیا تم میری اطاعت کرو گے وہ عرض کرینگے کہ ہان
پس حکم فرماویگا کہ قصد کرکے جہنم کو جاکر اسمین داخل ہو پس جاوینگے جب اُس سے نزدیک ہونگے تو اسکے واسطے غیظ و غضب آوینگے
اپنے رب عزوجل کی طرف واپس آوینگے پس کہینگے کہ اے ہمارے رب ہمکو اس سے نکال دے ہم تجھ سے یہ وعدہ کرتے ہین کہ
یہ دعوی نہین کیا تھا کہ اگر مین تمکو کسی بات کا حکم دون تو تم میری اطاعت کروگے پس اُنسے اس بات پر عہد لیگا کہ حکم فرماویگا کہ
کو جاکر اسمین داخل ہو پس جاوینگے جب اسکو دیکھینگے تو اس سے ڈر جاوینگے اور لوٹ آوینگے اور کہینگے کہ اے رب ہم اسمین
نہ ہوئی کہ اسمین داخل ہون پس حکم فرماویگا کہ گھسو اسمین اور مدھے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وے اسمین داخل ہوتے
تو انپر ٹھنڈک و سلامتی ہو جاتی۔ امام بزار نے کہا کہ متن اس روایت کا غیر معروف ہے سوائے اس حرف کے
نے اور نہ عباد رح سے مگر ریحان بن سعید نے۔ امام ابن کثیر رح نے بعد اسکے لکھا کہ مین کہتا ہون کہ
ذکر کیا ہے اور یحیی بن معین و نسائی نے کہا کہ لا باس بہ یعنی اسکا مضائقہ نہین ہے اور ابو داؤد نے
ریحان بن سعید شیخ ہے اُسکی روایت مین مضائقہ نہین ہے اُسکی حدیث لکھی جاوے ہے لیکن تنہا اسی کی حدیث
ششم۔ امام محمد بن یحیی ذہلی نے اپنی اسناد سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
کہ زمانہ فترت کا مرا ہوا اور معتوہ اور مولود اپنی حجت لاوینگے پس فترت کے
اور معتوہ کہیگا کہ اے رب تو نے میرے واسطے کچھ عقل نہین دی تھی کہ اس سے تیرا

لوگون کے واسطے جہنم سے آگ بلند کیجاویگی اور اُنسے کہا جائیگا کہ اِسمین داخل ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پس جائیگا براہ اللہ تعالیٰ کے علم مین بیکبخت تھا اگر اعمال کرنے کی قدرت پاتا۔ اور داخل ہونے سے وہ باز رہیگا جو اللہ تعم کے علم مین قدرت پاتا پس اللہ تعالےٰ فرماویگا کہ تم نے میری نافرمانی کی تو بھلا تم کب مطیع ہوتے اگر میرے رسول تم پر آتے۔ اور ایک روایت مین ہی کہ بھلا کب میرے رسولون کے مجیب پر مطیع ہوتے۔ قال لا یعرف من حدیث ابی سعید الا من طریقہ عن عطیہ رحمہ اللہ وہ کفتہ ہے ۱۲ حدیث ہفتم ہشام بن عمار و محمد بن المبارک الصوری نے اپنی اسانید سے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ لائے جاوینگے قیامت کو وہ کہ جسکی عقل مسخ ہوگئی اور وہ جو فترت پر مراہی اور وہ جو صغیر مراہی پس مسخ العقل عرض کریگا کہ اگر تو مجھے عقل دیتا تو کوئی عقل والا مجھ سے زیادہ سعید نہ ہوتا اور فترت پر مرنے والے کا اور صغیر کا اُسی کے مانند ذکر فرمایا پس اللہ تعالیٰ عزوجل فرماویگا کہ مین تمکو ایک حکم دیتا ہون تم میری اطاعت کروگے پس یہ لوگ عرض کرینگے کہ ہان پس حکم فرماویگا کہ اچھا جاکر دوزخ مین داخل ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وے اسمین داخل ہوجاتے تو اُنکو کچھ ضرر نہ ہوتا مگر اُنپر قوا البض نکلینگے تو یہ گمان کرینگے کہ جہنم نے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا تھا سب کو ہلاک کردیا پس نہایت تیزی سے بھاگ آوینگے پھر اُنکو دوبارہ حکم دیگا پھر دوبارہ بھی یون ہی واپس آوینگے تب اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ تمھارے پیدا کرنے سے پہلے مین جانتا تھا جو تم کرنے والے تھے مین نے تمکو اپنے علم پر پیدا کیا تھا اور میرے علم پر تم اپنے ٹھکانے جاؤگے پھر اُنکو جہنم گرفتار کرکے لے لیگی۔ حدیث ہشتم صحیحین مین ابوہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہی پھر اُسکے والدین اُسکو یہودی یا نصرانی یا مجوسی کردیتے ہین جیسے چوپایہ اپنا بچہ پورے اعضاء کا جنتا ہی بھلا تم اسمین کوئی کان کاٹا ہوا پاتے ہو یعنی کفار اِسکے کان وغیرہ کاٹ ڈالتے ہین) اور ایک روایت مین پوچھا گیا کہ یارسول اللہ جو بچہ صغیر مرگیا فرمایا کہ جو وہ کرنیوالا تھا اُسکو اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہی۔ اور امام احمد رح نے اپنی اسناد سے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی۔ موسیٰ بن داؤد راوی کہتے ہین کہ جہانتک مجھے علم ہی حضرت ابوہریرہ رضہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمانون کے صغیر بچہ جنت مین ہین حضرت ابراہیم اُنکی کفالت کرتے ہین۔ صحیح مسلم مین عیاض بن حمار سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا فرمان روایت کیا کہ مین نے اپنے بندون کو حنیف پیدا کیا ہے اور دوسرے صحابی کی روایت سے یون ہی کہ حنیف مسلمان پیدا کیے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے فرزند ابراہیم علیہ السلام کے حق مین جو حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے تھے اور دودھ پیتے انتقال کرگئے تھے ارشاد فرمایا کہ اُنکے واسطے جنت مین دودھ پلائی ہی اور بخاری کی روایت مین حضرت ام المومنین خدیجہ رضہ کے بعض فرزند کے حق مین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے انتقال کرگئے فرمایا کہ اُنکے واسطے جنت مین دو دائیان دودھ پلانے والیان ہین۔ حدیث نہم حافظ ابوبکر البرقانی نے مستخرج علی البخاری مین حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہی پس آواز سے پوچھا کہ یارسول اللہ اور مشرکون کی اولاد تو فرمایا کہ مشرکون کی اولاد بھی طبرانی نے اپنی اسناد سے سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکون کی اولاد کو پوچھا تو فرمایا کہ وے اہل جنت کے خادم ہونگے۔ حدیث دہم امام احمد نے اپنی مسند مین بسند صحیح سے رضی اللہ عنہم روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کون کون جنت مین ہین فرمایا کہ انبیاء مین اور مولود جنت مین اور جو لڑکی زندہ درگور کی گئی وہ جنت مین ہی۔ اقوال علماء بعض علماء اسی حدیث کی بنا پر مشرکین اتباع اُن اولادون کے جو معتوہ وغیرہ سے اُنکے حکم مین ہین اُنمین توقف کرنا چاہیے۔ بعض علماء نے

سمرہ بن جندب کی حدیث صحیح بخاری کی وجہ سے جزم کیا کہ وے جنت مین ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مین ہی یون آیا ہی کہ پھر آپ ایک شیخ کے پاس گذرے اور اسکے گرد اطفال تھے پھر جبرئیل علیہ السلام
گرد یہ اطفال اولاد مسلمین ہین اور اولاد مشرکین ہین لوگون نے عرض کیا کہ اولاد مشرکین تھے فرمایا کہ ہان اور
یہ احتمال باقی ہی کہ شاید یہ اولاد مشرکین مین سے وہ ہون جو سابق علم الٰہی مین اہل فطرت و اسلام سے تھے کہ اگر
اور بعض علماء نے یقین کر لیا کہ اولاد مشرکین دوزخ مین جاوینگے کیونکہ حدیث مین آیا کہ وے اپنے آباء کے
یہ اختیار کیا کہ عرصات قیامت مین اُنکا امتحان ہوگا جو اطاعت کریگا داخل جنت ہوگا اور علم الٰہی جو اُسکے حق مین
ہوجائیگا اور جو نافرمانی کریگا وہ جہنم مین داخل ہوگا اور سابق علم الٰہی اُنکے حق مین شقاوت کا ظاہر ہوجائیگا۔ اس قول پر جو دلائل
ہین اور احادیث متقدمہ مین جو باہم ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہین یہ مضمون صریح آیا ہی اور اسی قول کو شیخ ابو الحسن علی بن اسمٰعیل اشعری
نے اہل السنہ والجماعۃ سے حکایت کیا اور اسی قول کی حافظ ابوبکر البیہقی رحمہ نے کتاب الاعتقاد مین تائید کی اور منصور قرار دیا اور اسی کو
و نقاد محققین نے اسی کو مذہب منصور ٹھہرایا ہی۔ شیخ ابو عمر بن عبد البر النمری نے احادیث امتحان سے جو اوپر گذری ہین بعض کو ذکر کرکے کہا
کہ اس باب کی احادیث امتحان چند ان قوی نہین ہین اور اُنسے کوئی حجت قائم نہین ہوسکتی اور اہل العلم اُنسے انکار کرتے ہین اسواسطے کہ
آخرت تو دار الجزاء ہی وہ دار امتحان و ابتلاء نہین ہی پھر کیونکر اُنکو آگ مین داخل ہونے کی تکلیف دیجائیگی اور یہ کسی مخلوق کی وسعت مین نہین اور
اللہ تعالیٰ کسی نفس کو مکلف نہین فرماتا مگر اُسی قدر جو اُسکی وسعت مین ہو۔ جواب اس قول کا یہ ہی کہ اس باب کی احادیث مین سے بعض تو
صحیح ہین چنانچہ بہت سے علماء ائمہ نے اسکی تنصیص فرمائی ہی اور بعض بمرتبہ حسن ہین اور بعضے البتہ ضعیف ہین جنکو صحیح و حسن سے تقویت حاصل ہی اور
جب ایک ہی باب کی احادیث اسطرح باہم متصل و ایک دوسرے کے واسطے مؤید ہون تو جو شخص اُنمین نظر کرے اُسکو صحت حاصل ہوگی اور جو شیخ
ابن عبد البر نے کہا کہ آخرت دار الجزاء ہی تو اسمین شک نہین کہ وہ دار الجزاء ہی مگر دخول جنت یا القاء جہنم سے پہلے عرصات قیامت مین
مکلف ہونا کچھ دار الجزاء ہونے کے منافی نہین ہی کیونکہ جزاء تو یہی جنت یا جہنم ہی اور قبل اس جزاء کے ہر ایک کو پہونچنے کے کچھ منافی نہین
کہ عرصات مین مکلف کیے جاوین جیساکہ شیخ ابو الحسن اشعری نے مذہب اہل السنۃ والجماعۃ سے حکایت کیا کہ اطفال کا امتحان کیا اور خدا تعالیٰ
نے فرمایا یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود الآیہ۔ اور صحاح وغیرہ مین ثابت ہوا ہی کہ قیامت کے روز مومنین اپنے اللہ تعالیٰ کے
سجدہ ادا کرینگے اور منافق کو اسکی قدرت نہوگی اور اسکی پیٹھ مثل صفحہ واحدہ کے ایک طبق ہوجائیگی جسکہ سجدہ کا قصد کریگا پیٹھ گر
بل گر یگا۔ اور صحیحین مین اُس شخص کے بیان مین جو سب سے آخر مین جہنم سے نکالا جاوے یہ مذکور ہی کہ اللہ تعالیٰ
لیگا کہ اس کے سوائے سوال نہ کریگا اور یہ کئی بار واقع ہوگا اور اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ اے ابن آدم تو بڑا عہد شکن
ہونے کی اجازت دیگا۔ اور مترجم کہتا ہی کہ علاوہ اسکے جس طرح ان لوگون کو امتحان سے مکلف فرمایا ہے
وجہلت کے ہی تاکہ حقیقت علم الٰہی ظاہر ہوجاوے پھر اگر یہ حقیقی تکلیف نہو تو بھی گنجایش ہی۔ قال الشیخ ابن کثیر
کہ کیونکر اُنکو دخول جہنم کے واسطے مکلف کریگا کہ کسی کی وسعت مین نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ ایسے عقلی وہم سے
اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اپنے بندون کو پل صراط سے عبور کرنے کا حکم فرماویگا حالانکہ وہ جہنم کا پل ہی
باریک ہی اور مومنین اُسپر سے موافق اپنے اپنے اعمال کے مانند برق و مانند ہوا و مانند اسپان

[illegible] ہونگے اور بعضے بقدم رونده ہونگے اور بعضے چوتڑون کے بل گھسٹینگے اور بعضے اُنمین سے خراش اٹھاکر اپنے منہ کے
[illegible] یہ جوان لوگون کے حق مین وارد ہی وہ اِس امتحان اطفال سے کچھ کم نہین ہی بلکہ بہت ٹبرھکر ہی اور آگ مین جانا خارج از
[illegible] نہین ہی کیونکہ سنت معروفہ مین وارد ہی کہ دجال کے ساتھ جنت و دوزخ ہوگی اور شارع علیہ السلام نے مومنون کو جو اسکا
[illegible] یہ حکم دیا ہی کہ اِسمین سے پیمین جسکو وہ آگ دیکھتے ہون کہ وہ انپر ٹھنڈک و سلامتی ہوگا پس یہ بھی اسکی نظیر ہی اور یہی اللہ تعالی نے
[illegible] اسرائیل کو حکم دیا کہ اپنے نفوس کو قتل کرین پس بعض نے بعض کو قتل کیا یہانتک کہ مروی ہی کہ صبح سے دوپہر تک ستر ہزار قتل ہوے پس
[illegible] نے اپنے باپ و بھائی کو قتل کیا اگرچہ وے ایک ابر کے ستر رقیق مین تھے جو اللہ تعالی نے اُنپر بھیجا تھا اور یہ ایک عقوبت تھی جو
[illegible] اللہ تعالی نے اُنکو گوسالہ پرستی پر دیدی تھی پس یہ مشقت بھی نفس پر اِس سے کسی طرح کم نہین ہی جو یہان احادیث مین وارد ہوئی ہی واللہ تعالی اعلم
بالصواب **فصل** جب یہ بات مقرر ہو چکی تو اب ہم کہتے ہین کہ علمار نے مشرکون کی اولاد مین کئی قولون پر اختلاف کیا ہی۔ **قول اول**
یہ کہ وے جنت مین ہین اور حجت اُنکی حدیث سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ
مسلمین کی اولاد اور مشرکون کی اولاد دیکھی۔ اور حدیث خنساء کی اپنے چچا سے جو امام احمد رح نے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ والمولود فی الجنۃ یعنی جو بچہ مرجاوے وہ جنت مین ہی۔ پس یہ استدلال تو صحیح ہی و یہ احادیث عام ہین یعنی ایسے بچون کو بھی شامل ہین جو
اللہ تعالی کے علم مین اہل طاعت سے تھے اگر زندہ رہتے اور ایسے بچون کو بھی جو علم الٰہی مین عاصی تھے اگر زندہ رہتے تو ممکن ہی کہ مراد دونون
قسم مین سے قسم اول ہو یعنی اولاد مشرکین سے حضرت ابراہیم کے ساتھ فقط قسم اول کے بچہ ہون ولیکن جو احادیث ہم نے امتحان کی ذکر کی ہین
وے خاص ہین تو عام کی تخصیص اِن خاص سے ہوگی پس جن بچون کی نسبت اللہ تعالی کے علم مین ہی کہ وہ مطیع ہی تو اسکی روح کو برزخ مین حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ رکھتا ہی اور مسلمانون کی اولاد بھی جو فطرت پر مرے ہین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ہین اور مشرکون کے
جن بچون کی نسبت وہ جانتا ہی کہ عاصی ہین تو اِسکا معاملہ اللہ تعالی کی طرف ہی اور وہ قیامت مین دوزخ مین جاوینگے جیساکہ احادیث امتحان
اسپر دلالت کرتی ہین اور شیخ اشعری نے اِسی کو اہل السنۃ والجماعۃ سے نقل کیا ہی۔ پھر واضح ہو کہ جو علمار اِس بات کے قائل ہین کہ مطلقاً اولاد
مشرکین جنت مین ہین اُنمین پھر دو قول ہین بعضے تو اِنکو جنت مین مستقل ٹھہراتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اہل جنت کے خادم ہونگے جیساکہ
ابوداؤد الطیالسی کی حدیث انس رضی اللہ عنہ مین ہی جو بروایت علی بن زید ہی اور وہ ضعیف ہی واللہ اعلم۔ قال المترجم علی بن زید بن جدعان
ضعیف ولکن الترمذی قد حسن بعض احادیثہ۔ **قول دوم** یہ کہ وے اپنے آبار کے ساتھ جہنم مین ہین اور دلیل اسپر وہ ہی جو امام احمد نے
عبد اللہ بن ابی قیس سے روایت کی کہ اِسنے آکر حضرت ام المومنین عائشہ رض سے اولاد مشرکین کو پوچھا تو بولین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ وے اپنے آبار کے تابع ہین تو مین نے کہا کہ یا رسول اللہ بغیر اعمال کیے فرمایا کہ اللہ تعالی تو خوب جانتا ہی جو وے کرنیوالے تھے
اسی کو حضرت ام المومنین سے روایت کیا کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مومنون کے بچون کو پوچھا فرمایا کہ
[illegible] کے ساتھ ہین پھر مین نے کہا کہ اور مشرکون کے بچہ فرمایا کہ وے اپنے باپون کے ساتھ ہین مین نے کہا کہ بلا عمل کے فرمایا کہ
[illegible] ہی جو وے کرنے والے تھے۔ امام احمد نے دوسری اسناد سے حضرت عائشہ رض سے روایت کیا کہ ام المومنین نے
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرکون کے بچون کے واسطے ذکر کیا تو فرمایا کہ اگر تو چاہے تو مین جہنم مین اُنکا بلبلانا تجھے سنا دون۔
[illegible] عبد الرحمٰن المتوکل راوی متروک ہی۔ اور عبد اللہ بن امام احمد نے اپنی اسناد سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے

Marfat.com

روایت کی کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دو بچوں کو جو جاہلیت
دونوں دوزخ مین ہین پھر جب خدیجہ رضہ کے چہرہ پر کراہت دیکھی تو فرمایا کہ اگر تو اِنکے مکان
خدیجہ رضہ نے پوچھا کہ پھر آپ سے میرے فرزند تو فرمایا کہ مومنین و اُنکی اولاد جنت مین ہین اور
یہ آیت والذین آمنوا واتبعتهم ذریتهم بایمان الحقنا بهم ذریتهم - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ حدیث غریب
مجہول الحال ہی اور اُسکے شیخ زاذان نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو نہین پایا ہی - امام ابو داؤد نے شعبی رح
علیہ وسلم نے کہا کہ والدہ و مولودہ جہنم مین ہی پھر شعبی نے کہا کہ مجھ سے بھی حدیث کی علقمہ نے ابو وائل سے ابن
نے اُسکو ابن ابی ہند کی روایت شعبی سے اُسنے علقمہ سے اُسنے سلمۃ بن قیس اشجعی سے روایت کی کہ سلمۃ بن قیس نے کہا
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم نے کہا کہ ہماری ماں زمانہ جاہلیت مین مرگئی اور وہ مہمان کی مہمانداری کرتی اور قرابت کو
ملائی رہتی مگر اُسنے جاہلیت مین ہماری ایک بہن کو جو بلوغ کو نہ پہونچی تھی زندہ درگور کرکے مار ڈالا تھا تو فرمایا کہ والدہ و مولودہ دونون جہنم
مین ہین مگر آنکہ والدہ کو اسلام کا زمانہ ملجاوے پس وہ اسلام لاوے - ہذا اسناد حسن - قول سوم یہ کہ اُنکے بارہ مین توقف کیا جاوے
اور اِن لوگون کا اعتماد حدیث کے قول اللہ اعلم بما کانوا عاملین پر ہی اور صحیحین مین حضرت ابن عباس سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اولاد مشرکین کو پوچھا گیا تو فرمایا اللہ اعلم بما کانوا عاملین - یعنی اللہ تعالی خوب جانتا ہی جو دے کرنیوالے تھے ایسا ہی صحیحین
مین ابو ہریرہ کی حدیث سے مرفوع مروی ہی - بعض علماء نے اُنکو اہل اعراف سے قرار دیا ہی لیکن اِس قول کا مرجع یہ ہی کہ وے اہل جنت مین سے
ہین کیونکہ اعراف کوئی جاے قرار نہین ہی اعراف والے انجام کار جنت کو جاوینگے جیسا کہ سورہ اعراف مین اِسکی تقریر گذر چکی ہی واللہ تعالی اعلم

**فصل** اور جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف جو مذکور ہوا فقط مشرکون کی اولاد صغیر مین مخصوص ہی اور رہے مومنون کے بچے تو اُنکے جنتی
ہونے مین علماء کے درمیان کچھ اختلاف نہین ہی جیسا کہ قاضی ابو یعلی بن الفراء حنبلی نے امام احمد رح سے نقل کیا کہ اطفال مومنین مین کوئی
اختلاف اِس بات مین نہین کیا جائیگا کہ وے اہل جنت سے ہین اور یہی لوگون مین مشہور ہی اور اِسی پر ہم بھی انشاء اللہ تعالی یقین کرتے
ولیکن شیخ ابو عمر بن عبد البر رح نے بعض علماء سے اِس بارہ مین توقف نقل کیا ہی اور یہ کہ اطفال سب خواہ مشرکون کے ہون یا مومنون
کے ہون اللہ تعالی کی مشیت مین داخل ہین اور ابن عبد البر نے کہا کہ ایک جماعت اہل الفقہ والحدیث مین سے اِسی قول پر گئے ہین
اور اُنھین مین سے حماد بن زید و حماد بن سلمہ و ابن المبارک و اسحق بن راہویہ وغیرہم ہین اور کہا کہ امام مالک نے بھی اِسی قول کو اختیار کیا ہی
در باب تقدیر وارد کی ہین اُنسے لگا ہوا قول ہی اور اِسی قول پر اکثر صحابہ رضہ ہین اور امام مالک رح سے اِس بارہ مین کوئی
مروی نہین ہی ولیکن اُنکے اصحاب مین سے متاخرین کا مذہب یہ ہی کہ مسلمانون کے اطفال جنت مین ہین اور
داخل مشیت الٰہی ہین - یہانتک شیخ ابن عبد البر کا قول ابن کثیر رح نے نقل کرکے فرمایا کہ اِسی کے
تذکرہ مین ذکر کیا ہی اور لکھا کہ یہ قول غریب ہی یعنی یہ قول منفرد ہی اور ان لوگون نے اِس بارہ مین
ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انصار مین سے ایک طفل کے جنازہ مین بلائے گئے
کے عصافیر مین سے ایک عصفور یہ تھا اُسنے کچھ بدی نہین کی اور نہ اُنکا وقت پایا تو آپ نے
نے جنت کو پیدا کیا اور اُسکے واسطے لوگ پیدا کیے ہین حالانکہ وہ ابھی آباء کے

اپنے آبا کی پشت مین ہین - رواہ مسلم واحمد وابوداؤد وابن ماجہ ونسائی - یعنی جنت و دوزخ کے لوگ کچھ اعمال
مین کہ پشت پدر مین وضعی ہی اسکا نطفہ ہی اہل جنت کا ہی اسی طرح دوزخی جب نطفہ ہی تب ہی دوزخی ہی - شیخ نے کہا کہ چونکہ اس مسئلہ
کا علم کرنا اول صحبحہ جیہ کا محتاج ہی اور کبھی اسمین ایسا شخص کلام کرتا ہی جسکے پاس شارع کی طرف سے علم نہین ہی اسوجہ سے ایک جماعت
علی رضی اسمین گفتگو کرنے کو مکروہ جانا ہی چنانچہ یہی ابن عباس وقاسم بن محمد اور محمد بن الحنفیہ وغیرہم سے مروی ہی ابن حبان نے اپنی
صحیح مین روایت کی کہ ابن عباس رضی منبر پر فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اس امت کا معاملہ برابر ٹھیک رہیگا جبتک وے اطفال مین اور تقدیر
مین گفتگو نہ کرینگے - ابن حبان نے کہا کہ اطفال سے مشرکون کے اطفال مراد ہین اور اسیطرح اسکو ابوبکر بزار رح نے روایت کیا ہی اور ایک جماعت
نے اسکو ابن عباس سے موقوف روایت کیا ہی - پھر اللہ تعالی نے مالدارون و اہل دولت کے فساد اور ظالمون کے ظلم سے بربادی کو ذکر فرمایا -

**وَإِذَا أَرَدْنَا أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا فَفَسَقُوا فِيهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ**

اور جب ہم نے چاہا کہ برباد کرین کسی شہر کو حکم دیا اسکے آسودگون کو سو انھون نے اسمین فسق کیا پس ثابت ہوگیا اسپر قول

**فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيرًا وَكَمْ أَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُونِ مِنْ بَعْدِ نُوحٍ وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا**

سو ہم نے اسکو برباد تباہ کردیا اور کتنی کھپا دین ہم نے سنگتین نوح سے پیچھے اور بس ہی تیرا رب اپنے بندون کے گناہ جانتا دیکھتا

جب اللہ تعالی نے عذاب کی طرف اشارہ کیا تو اسکے اسباب بیان کیے اور بتلا دیا کہ یہ اسکی تقدیر سے ہی اور وہ علم قدیم ہی فقال تعالی
**وَإِذَا أَرَدْنَا** اور جب ہم ارادہ کرتے ہین - کہ کسی قریہ کو دنیاوی زندگانی مین اچھی طرح زندہ رکھین اور آخرت مین عروج دین تو
وہان کے لوگون کے دلون مین حکم کی فرمانبرداری اور رسولون کی پیروی ڈالدیتے ہین اور جب ہم ارادہ کرتے ہین کہ **أَنْ نُهْلِكَ قَرْيَةً** کسی قریہ کو ہلاک کرین یعنی آیندہ زمانہ مین - **أَمَرْنَا مُتْرَفِيهَا** تو حکم دیتے ہین یعنی اپنی قدرت تامہ سے جسکے زیر حکم تمام مخلوق ہی ہم
حکم دیتے ہین اہل گانون کے مترفین کو اور یہ حکم تقدیری ہی اور اکثرون نے کہا کہ رسول کی زبان پر ہم حکم دیتے ہین اسکے مترفین کو کہ اچھے کام
کا حاث کرین - **فَفَسَقُوا فِيهَا** پھر وے لوگ فسق کرتے ہین یعنی فرمانبرداری سے باہر ہوجاتے اور باہم ظلم وایذا اور بہی وضعیفون
کو درآوری کرتے ہین - یہی معنی ابن جریج نے ابن عباس سے روایت کیے اور یہی قول سعید بن جبیر کا ہی - مترف بمعنی منعم - اور یہان ایک
بحث مشہور ہی امرنا بتشدید میم ہی لہذا شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ محتمل ہی کہ اسکے معنی یہ ہون کہ ہم نے مترفین کو اپنا امیر بنا دیا علی بن ابی طلحہ
نے ابن عباس سے روایت کی کہ امرنا مترفیہا - یعنی ہم نے اسکے شریرون کو وہان کے لوگون پر مسلط کیا پس انھون نے نافرمانیان کین جب
یہ کیا تو اللہ تعالی نے ان سب کو عذاب سے ہلاک کیا - مترجم کہتا ہی کہ وہان کے غریبون کی خطا یہ ہوئی کہ انھون نے شریرون کی اتباع اور
انکی اور اگر وے لوگ ظلم سہتے اور امراء کے افعال سے نفرت کرتے تو وے محفوظ رہتے - صاحب کشاف نے کہا کہ ظاہر کلام دلالت
کرتا ہی اسپر کہ اللہ تعالی مترفین کو نافرمانی کا حکم دیتا ہی تب وے بدکاری کرتے ہین مگر بات یہ ہی کہ یہ کلام مجازی ہی اور معنی یہ ہین کہ اللہ تعالی انپر آسودگیون
کے سامان کھول دیتا ہی تو اسی حالت مین وے سرکشی و بغاوت کرتے ہین اور لکھا کہ دلیل ظاہر لفظ کی یہ ہی کہ مامور
بہ محذوف ہی کہ ففسقوا اسپر دلالت کرتا ہی یعنی حکم دیا فسق کا پس انھون نے فسق کیا چنانچہ بولتے ہین کہ امرتہ فقام وامرتہ فقرأ -
یعنی حکم دیا میں نے اسکو تو کھڑا ہوگیا یا حکم دیا تو پڑھنے لگا پس مامور بہ حذف کیا یعنی مین نے حکم دیا کہ پڑھے وہ پڑھنے لگا یا حکم دیا کہ
کھڑا ہو اسی مفہوم پر دلیل ہی کہ حکم دیا فسق کا تو انھون نے فسق کیا اور یہ اعتراض نہ کیا جاوے کہ امرتہ فعصانی - یعنی مین نے

اسکو حکم دیا تو اُسنے بری نافرمانی کی - کیونکہ یہ کلام ایسا ہی کہ اس سے یہ نہین سمجھا جاتا کہ مین نے اسکو معصیت
کہ معصیت منافی امر ہی تو حکم سے مامور یہ معصیت قرار دینا مخالف ہوگا اِس ضرورت کی وجہ سے ہم نے ظاہر
امام رازی رح نے کہا کہ یہان اعتراض باقی ہی اسواسطے کہ جیسے قولہ امرتہ فعصانی مین دلالت ہی کہ مامور یہ سوائے
اِسکے کہ معصیت منافی امر ہی اسی طرح قولہ امرنا مترفیہا ففسقوا فیہا - مین دلالت ہی کہ مامور یہ سوائے فسق کے دوسری
کلام مین دلیل ہو کہ مامور یہ فسق نہین ہی - سراج مین لکھا کہ یہ کلام امام رازی کا بہت ظاہر ہی اور معلوم نہین کہ صاحب کشاف
کہ مامور یہ یہان فسق ہی باوجودیکہ اسکا فساد ظاہر ہی پس ثابت ہوا کہ صحیح معنی اس مقام پر وہ ہین جو صاحب نے ذکر کیے کہ امرنا
رسولون کی زبانی اُسکے ارباب نعمت کو طاعات وشکر گزاری کا حکم دیا - ففسقوا فیہا - مگر ان لوگون نے نہ مانا اور فسق کیا
پس ثابت ہوگیا اِس قریہ پر قول یعنی وہ قول جو ہم نے اُنکو رسولون کی زبانی نافرمانون کے عذاب کا پہونچایا تھا - فدمرناہا
پس ہم نے ہلاک وبرباد کردیا اِس قریہ کو پورا ہلاک کرنا - ملک خراب وبرباد ہوگیا - سراج مین کہا کہ مترفین ارباب نعمت کو اسواسطے
کیا کہ اُنمین حماقت جلد اثر کرتی ہی اور اسلیے کہ اور لوگ اُنکے تابع ہوجاتے ہین - اقول دوسری تقریر پر کہ امر بمعنی تصییر
معنی ہین کہ غربار نے امرار کو اپنا سردار بنالیا اور امرار کی بدکاریون مین شریک رہے جیسا کہ ابن عباس سے علی بن ابی طلحہ کی روایت گذری
اور وہی قول ابو العالیہ ومجاہد وربیع بن انس کا ہی - ابن کثیر رح نے کہا کہ عوفی نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ امرنا مترفیہا یعنی کثرت
سے کردیا ہم نے اُنکی تعداد کو - یہی قول عکرمہ وحسن وقتادہ وضحاک کا ہی اور یہی مالک رح نے زہری سے روایت کیا - اور بعض نے امرنا کے
معنی کثرنا کے لینے کو حدیث سے لیا ہی جسکو امام احمد نے اور خطیب نے لکھا کہ طبرانی نے سوید بن ہبیرہ سے مرفوع روایت کیا کہ خیر المال
مہرۃ مامورۃ او سکۃ مأبورۃ - یعنی بہترمال مہرہ مامورہ یعنی کثیر النسل اور بہت جننے والی ہی اور لدے ہوئے مرنا کا گنجان بیا ہوا ہی
سراج مین لکھا کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ مین آپ کے اِس معاملہ کو حقیر دیکھتا ہون یعنی جماعت حقارت
مین قلیل ہی آپ نے فرمایا - انہ سیامر - یعنی عنقریب وہ کثیر ہوجائیگا - مراد یہ کہ امر بمعنی کثرت ان دونون حدیث مین آیا ہی اسی طرح آیت
کریمہ مین بھی آمرنا بمعنی کثرنا ہی - بالجملہ جب فاسق کثرت سے ہوجاتے ہین تو یہ دلیل ہلاکت ہی اور سراج مین لایا کہ حدیث مین ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے فرماتے تھے کہ لا الہ الا اللہ ویل للعرب من شر قد اقترب - یعنی اللہ تعالی کے سوا کے کوئی معبود
قادر نہین ہی مگر خرابی عرب کی ایک ایسے شر سے جو قریب ہوگیا ہی - فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج مثل ہذہ وحلق بیدہ کحلقہ
گیا دیوار یاجوج وماجوج سے اسقدر - یعنی ابہام واُسکے پاس والی انگلی سے حلقہ بناکر بتایا - زینب فرماتی ہین کہ مین نے
یارسول اللہ کیا ہم لوگ ہلاک کیے جاوینگے درحالیکہ ہم مین اہل صلاح بھی موجود ہون فرمایا کہان جب خبث کثرت
کہا کہ خبث - زناکار اور بعض نے کہا کہ خود زناکاری اور بعض نے کہا کہ فسق وکم اہلکنا من القرون
اور بہت سے ہلاک کیے ہم نے قرون بعد زمانۂ نوح کے - یعنی ہم نے اپنی عظمت سے بہت سے قرون
بعد نوح کے اُنکو ہلاک کردیا جیسے عاد وثمود - مترجم کہتا ہی کہ ہوا سرائیل کے فساد کرنے والون کی ہلاکت
نبو اسرائیل کے بہت سے قرون فاسقہ ہلاک ہوئے ہین اور سراج مین خطیب نے بانند شیخ
شہید ہی - شیخ نے لکھا کہ کفار مکہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو اللہ تعالی اُنکو اپنی عذاب

Marfat.com

امتون کو جو بعد نوح کے ہوئین ہلاک کر دیا - اسمین دلالت ہو کہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک جو امتین
ہین وہ ایمان گذری ہین جیساکہ ابن عباس نے فرمایا ہو کہ آدم و نوح کے درمیان دس قرون تھے اور سب لوگ اسلام پر گذرے ہین
اور اسمین تنبیہ ہو کہ تم اے جھٹلانے والے قریش کیچہ ان قرون سے جو نوح کے بعد ہلاک ہوئے ہین اللہ تعالی کے یہان مکرم نہین ہو حالانکہ تمنے
خیر الرسل و اکرم الخلائق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو تم عقوبت کے واسطے زیادہ لائق ہو - وَكَفَىٰ بِرَبِّكَ بِذُنُوبِ
عِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا یعنی تیرا رب کافی ہو اپنے بندون کے گناہ جاننے کو اور دیکھنے کو یعنی وہ خوب دانا اور بینا ہو - اور مراد صیغہ
مبالغہ سے یہان مبالغہ نہین بلکہ ارشاد اس امر کا ہو کہ اللہ تعالی سے بڑھکر کوئی خبیر و بصیر نہین ہو بلکہ وہی خبیر و بصیر ہو کسی دوسرے مین یہ معنی
متحقق نہین ہو سکتے ہین کیونکہ اللہ تعالی ہی کی شان ہو کہ کوئی چیز اسپر پوشیدہ نہین ہو - سراج مین ہو کہ اللہ تعالی ہر ایک کے ظاہر و باطن سے آگاہ
ہو پس تم لوگ اکثر کسی کو صالح و نیکوکار جانتے ہو پھر آخرکار اسکا انجام اسکے برخلاف ٹھہرتا ہو اور کبھی دیکھتے ہو کہ آدمی بہت عبادت مین ہو جب
فنا ہوتا ہو تو مرے برے گناہون کا مرتکب ہو جاتا ہو نعوذ باللہ من ذلک - واضح ہو کہ قرن سے یہان مراد امتین ہین جو اس زمانہ مین گذرین اور
حاصل قرن ایک مقدار زمانہ کی ہو اور اسمین اختلاف ہو سراج مین لایا کہ عبداللہ بن ابی اوفی نے فرمایا کہ ایک قرن یک صد و بیست سال
ہو اور بعض نے کہا کہ سو برس اور محمد بن القاسم نے عبداللہ بن بشر المازنی سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ
اسکے سر پر رکھا اور فرمایا کہ یہ لڑکا ایک قرن زندہ رہیگا - محمد بن القاسم نے کہا کہ ہم لوگ برابر شمار کرتے رہے یہانتک کہ سو برس
ہوئے پھر مرے - کلبی رح نے کہا کہ ایک قرن اسی برس کا ہوتا ہو اور بعض نے کہا کہ چالیس برس کا ہوتا ہو - مترجم کہتا ہو
اظہر یہ ہو کہ قرن سو برس کا ہوتا ہو واللہ تعالی اعلم بالصواب - قف ـــ فی العرائس قولہ تعالی و اذا اردنا ان نہلک قریۃ امرنا مترفیہا
ففسقوا فیہا فحق علیہا القول - اشارہ سے ثابت ہو کہ جب اللہ تعالی دنیا کو خراب فرمانا چاہتا ہو تو اپنے اولیاء بندون کو اٹھا لیتا ہو
اور انکو قبض کر لیتا ہو اور اسمین اعداء کو چھوڑ دیتا ہو پس جب اسمین سے اہل صدق جاتے رہتے ہین جنکی دعاء سے اللہ تعالی عذاب دور
فرماتا ہو اور انکی برکت سے بلائین دور کرتا ہو تو پھر اسکے بعد اللہ تعالی کا قول حق انکے عذاب و ہلاکت کا آجاتا ہو اسی طرح اسمین اشارت ہے
اس بات پر کہ جب اللہ تعالے مرید کے دل کو خراب و برباد کرنا چاہتا ہو تو اسکے دل پر خواہش نفسانی کو اور شیاطین کو
مسلط فرماتا ہو یہانتک کہ یہ سب اسکے قلب کی سرزمین مین پھرتے ہین اور اسکو شہوات کے تیز رو گھوڑون کی طمانچون سے
مارتے ہین اور طبیعت کی خواہشین و نفس کے خطرات اسپر جم جاتے ہین - بعض نے آیت کریمہ کے معنی مین کہا کہ نیک بندے
مغلوب ہوتے ہین اور بدکار شریر لوگ غالب ہو جاتے ہین - شیخ ابو عثمان رحمہ اللہ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالے دلون مین سے
کسی کی نفرت نکال ڈالتا ہو تو ایسے وقت مین مخلوق کی نسبت ہلاک ہونے کا خیال و خوف رکھو - اقول یعنی بدکارون
سے نفرت کرنے کا حکم ہو اور انکے اعمال سے نفرت کرین تب تک ادنی مرتبہ باقی ہو ورنہ بہتر یہ ہو کہ سب لوگ بدکاریان بری سمجھکر
بدکارون کو بدکاری پر دیکھین منع کرین اور باہم ایک دوسرے کو راستی پر رکھین - پھر اللہ تعالی نے دنیا کی خواہش سے
بدکاری و انجام خواری پر تنبیہ کی

مَّنْ كَانَ يُرِيدُ الْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُ فِيهَا مَا نَشَاءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُ جَهَنَّمَ يَصْلَاهَا مَذْمُومًا

مفتاب دیدے چکے ہم اسکو اسی مین جتنا چاہین جسکو چاہین پھر ٹھہرایا ہو ہمنے اسکے واسطے دوزخ کو پیٹھیگا اسمین برسنکر

مَّدْحُوْرًا ۝ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَ

دھکیلا جاکر اور جس نے چاہا پچھلا گھر اور اوسکی واسطے جو اوسکی لائق ہی اور وہ یقین

مَّشْكُوْرًا ۝ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ

نیگ لگی ہر ہر ایک کو ہم پہونچاتے جائین اونکو اور اونکو تیرے رب کی

اُنْظُرْ كَيْفَ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۚ وَلَلْاٰخِرَةُ اَكْبَرُ دَرَجٰتٍ

دیکھ کیسا بڑھایا ہمنے ایک کو ایک سے اور پچھلے گھر مین تو اور بڑے

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ یعنی جو شخص خواہش کرتا ہی دار عاجلہ دنیا کو اسطرح کہ اوسی پر ہمت کو قصر رکھتا ہی

اوسکو آخرت کا یقین ہی نہین ہی پس وہ خالی دنیا کو چاہتا ہی عَجَّلْنَا لَهٗ فِيْهَا مَا نَشَآءُ عجلت سے دیدیتے ہین ہم

عاجلہ دنیا مین سے جو ہم چاہتے ہین یعنی دنیاوی منافع اوسکو حاصل کردیتے ہین مگر اسی قدر جتنے ہم چاہین اور لِمَنْ نُّرِيْدُ اوس

شخص کے لیے جسکو ہم چاہین۔ سراج مین لکھا کہ پس دنیاوی ہمت پر قصر کرنے والون کے واسطے ایک یہ قید ہی کہ جسکو ہم چاہینگے دینگے اور وہ بھی

یہ کہ جو کچھ ہم چاہینگے دینگے اسی واسطے تو اکثر کافرون و منافقون کو دیکھتا ہی کہ جو کچھ چاہتے ہین اپنے دل مین آرزو مین لیتے ہین مگر دیا ہی جاتا ہی جو

مقدر ہی پس بعض آرزو ملتی ہی اور بہتون کو دیکھو کہ یہی بعض چاہتے ہین مگر اس سے بھی محروم رہتے ہین تو اوپر دنیا مین خواری اور آخرت مین خواری

دونون جمع ہوجاتی ہین۔ بعض نے کہا کہ یہ آیت منافقون کے حق مین ہی کہ وے دکھلانے کے واسطے مسلمانون کے ساتھ نماز قرآن پڑھتے

اور غرض اونکی فقط حصول غنیمت تھی مترجم کہتا ہی کہ جس شخص نے علم حاصل کیا اور اللہ تعالی نے ہدایت دی تو وہ سمجھتا ہی کہ بعض لوگ جو پیسا

چاہنے والون مین سے ہین دنیا مین یہ منافع پاتے ہین مگر وے روے زمین مین اکثر لوگون کا آرام چاہتے ہین مگر اسکے عوض اپنے واسطے

دنیاوی منفعت کے طالب ہین اور بعض لوگ اپنی منفعت چاہتے ہین مگر لوگون کی تکلیف و خرابی کے ساتھ تو محروم رہتے ہین غرض کہ دنیا مین

دو قسم ہین ایک وے جو دنیا چاہتے ہین اور آخرت سے منکر ہین اور دوم وے جو آخرت پر یقین کرتے ہین پس جو دنیا چاہتے ہین اونمین بھی

منکر ہین اونمین ہر طرح خواری ہی کہ دنیا مین سے جسکو اللہ تعالی چاہے اور جسقدر چاہے دنیا کی منفعت دیدے اور وہ بھی بعد جہد و مکث

ہی ثُمَّ جَعَلْنَا لَهٗ جَهَنَّمَ پھر ہم نے اوسکے واسطے جہنم کردی ہی یعنی آخرت کے بدلے اوسے دیا جاہی تھی تو اوسکو

يَصْلٰىهَا اوسمین داخل ہوگا مَذْمُوْمًا درحالیکہ مذمت کیا ہوا ہوگا مَّدْحُوْرًا

ملعون ہی اور جو کچھ اوسمین ہی وہ ملعون ہی سوائے اللہ تعالے کی یاد اور عالم و متعلم کے۔ پس سو بھی باقی

ہین باقی جس نے دنیا چاہی تھی وہ ملعون مطرود ہوکر جہنم مین گیا کیونکہ آخرت مین اوسکے واسطے کچھ حصہ نہ تھا

اوسکے واسطے تین شرطین ذکر فرمائین اول قولہ وَمَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ اور جس نے چاہی آخرت

کہ اول نیت آخرت کی درست کرے کیونکہ اوسنے نیک کام کیا مگر نیت ثواب کی نہ کی تو یہ کام بیکار گیا

بالنیات یعنی کامون کا مدار نیتون پر ہی یعنی جس کام کو جس نیت سے کرے اوسی کی نیت پر ثواب یا عذاب

پڑھی اوسکو بجاے ثواب کے ریاکاری کا عذاب ہی دوسری شرط قولہ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا

جسطرح اوسکی سعی کرنی چاہیے۔ یعنی رسول اللہ صلعم نے جسطرح طریقہ بتایا ہی اوسکو

Marfat.com

[illegible] جب ہی آخرت کے لیے ہوگا کہ وہ کام بندگی و طاعات مین سے ہو یعنی مثلاً اپنی طرف سے ایک کام کو تجویز کرکے
[illegible] کو بدعت مذموم ہوگا یا مخالف شرع نہو بلکہ مباح ہو اور لکھا کہ گمراہ لوگ اپنی جہالت سے تقرب کا قصد کرتے اپنی رائے سے
[illegible] کی عبادت کرتے اور اپنی رائے سے اسکے اچھے ہونے کی کئی تاویل کرتے ایک یہ کہ اللہ تعالی جل شانہ بہت بزرگ و پاک ہے
ہم مین سے کسی کو یہ قدرت کہان ہے کہ اسکی بندگی و خدمت ظاہر کرسکین لیکن یہ ہوسکتا ہے کہ ہم کسی ایسے مخلوق کی پرستش کرین جو اللہ تعالے
کے یہان تقرب رکھتا ہے مثلاً کسی ستارہ کی یا مقرب بندے کی اور یہ غلطی سخت ہے دوم یہ کہ انھون نے دعوی کیا کہ ہم نے یہ مورتین انبیاء
و صلحا کی بنائی ہین اور انکی عبادت سے یہ مقصود ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کے یہان متوسل ہوکر ہماری سفارش کرینگے اور یہ طریقہ بھی فاسد ہے
جس سے انکو سوائے عذاب کے کچھ فائدہ نہین ہے سوم یہ کہ ہندوستان مین ہندو لوگ کبھی اپنی جان قربان کرتے ہین اور دیبی پر چڑھتے
چڑھاتے ہین اور کبھی جلکر خاک ہوجاتے ہین یہ سب باطل مذموم طریقہ ہے اور یہی حال نصرانی و دیگر باطل مذاہب کا ہے کہ اس سے انکو کچھ حاصل
نہین ہے سوائے دنیا کے انکا مقصود کچھ نہین اور حدیث امام احمد مین ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے
تھے کہ دنیا اسکا گھر ہے جسکا گھر نہین اور اسکا مال ہے جسکے واسطے مال نہین اور دنیا کے لیے وہ جمع کرتا ہے جسکو عقل نہین ہے۔ بالجملہ آخرت
طلب کرنے والے کو لازم ہے کہ نیت تھیک کرے اور جو طریقہ اسکے لیے کوشش کا ہے وہ اختیار کرے۔ شرط سوم یہ کہ وَهُوَ مُؤْمِنٌ
یعنی حالانکہ وہ مومن ہو یعنی نیت و عمل کے وقت وہ یقین رکھنے والا ایماندار ہو کیونکہ نیک کام کے مثمر ثواب ہونے کے لیے شرط ہے کہ ایمان
ہو اگر نہ ہوگا تو ثواب بھی نہ ہوگا۔ بعض متقدمین سے سراج مین لایا کہ انھون نے اس آیت کو پڑھکر فرمایا کہ جسکے پاس تین باتین نہ ہون اسکے
اعمال بیفائدہ ہین ایمان ثابت اور نیت صادق اور عمل جو طریقہ صواب پر ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ اگر کہا جاوے کہ حدیث صحیح امام مسلم وغیرہ سے
ثابت ہے کہ جو لوگ زمانہ جاہلیت مین اسلام سے پہلے جنھون نے صدقہ و صلہ رحم وغیرہ کے مانند نیک کام کیے تھے پھر وے اسلام لاکے
اور نیک کام کیے تو انکو اپنے پہلے نیک کامون کا بھی ثواب ملیگا۔ حالانکہ اسوقت انمین کوئی شرط نہ تھی تو جواب یہ ہے کہ وہ زمانہ فترت
تھا اور جب وہ زمانہ اسلام مین مسلمان ہوگیا تو معلوم ہوا کہ اسلام کے آدمی سے وہ فعل سرزد ہوے ہین اور زمانہ فترت کے لوگون کا
تقرب مذکور ہوچکا ہے پس وہ اعمال مثمر ثواب بطور مخصوص ہین حتی کہ اگر وہ زمانہ اسلام پاکر اسلام نہ لاتا تو ماخوذ ہوتا اور کچھ ثواب نہ تھا
بلکہ کہا جاوے کہ یہ ایک فضل اللہ تعالی کا اس شخص کے لیے ہے جو زمانۂ اسلام مین مطیع ہوا۔ بالجملہ اب اتفاق ہے کہ اعمال نیک کے مثمر
ثواب ہونے کے لیے یہ تین شرطین ہین جو لوگ ان شرطون پر عمل کرین۔ فَأُولَٰئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَشْكُورًا پس ایسے
لوگ جنھون نے ان شرطون پر عمل کیا تو انکی سعی مشکور ہے یعنی مقبول ہے اسپر انکو ثواب ملیگا خواہ دس گونہ یا سات سو گونہ یا بیشمار
جیسا فضل چاہے موافق اسکے خلوص کے اور سراج مین لایا کہ باوجود اس ثواب کے بعض کے لیے ابواب دنیا بھی کشادہ کردیے
جیسے داؤد و سلیمان علیہما السلام اور ایسے لوگ دنیاوی اموال مین بھی موافق رضاے الٰہی کے کام کرتے ہین۔ اور بعض سے
دنیا کا ملنا ہو مگر یہ اسکی کرامت کے لیے ہوتا ہے کہ بسا اوقات فقر اسکے لیے بہتر ہوتا ہے پس حاصل یہ ہے کہ اگر ولی کے نزدیک دنیا
سے اسکی بزرگی نہین اور اگر نہ ہو تو اس سے اسکی حقارت نہین بلکہ بزرگی و بے بزرگی تو اعمال ہونے اور نہ ہونے پر ہے
جس نے کوئی فعل کیا بس یا تو اسنے اس فعل سے دنیاوی بھلائی حاصل کرنے کا قصد کیا اور یا اس سے آخرت
کا یا دونون کا قصد کیا یا انمین سے کسی کا قصد نہ کیا بس اگر اسنے فقط دنیا حاصل کرنے کا قصد کیا یا فقط آخرت

Marfat.com

حاصل کرنے کا قصد کیا تو ان دونون کا حکم اللہ تعالی نے ذکر فرمایا ہی تیسری قسم سوم کہ عمل بے دنیا و
قسمین ہین ایک یہ کہ طلب آخرت راجح ہو- دوم یہ کہ طلب آخرت مرجوح ہو سوم یہ کہ دونون راجح ہون
راجح ہو تو بھلا یہ عمل مقبول ہوگا یا نہین تو اسمین دو راے ہین ایک یہ کہ مقبول نہوگا کیونکہ حدیث ہی
عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ معی غیری ترکتہ و شرکہ یعنی اللہ تعالے فرماتا ہی کہ سب سے بیپرواہ ہون
کسی نے کوئی کام کیا جسمین میرے ساتھ کسی دوسرے کو شریک کیا تو مین اُسکو اُسکے شرک کے ساتھ چھوڑتا ہون
کی رضامندی چاہنا یا تو مستقل اُنکے لیے اس کام کرنے کا باعث و داعی ہوگا یا نہوگا پس اگر داعی ہو تو ممکن نہین
اِس کام کے ہونے مین دخل ہوسکے کیونکہ جو حکم کسی سبب کامل کی جانب منسوب ہوا تو پھر اس کامل سبب مین کوئی
سبب سے پورا کیا جاوے تو ممکن نہین کہ دوسری چیز کو اُسمین دخل ہو- اور اگر باعث فقط رضوان الٰہی نہو بلکہ اور کچھ بھی ہو تو
باعث یہ مجموعہ ہوا اور یہ مجموعہ کا مجموعہ فقط خواہش رضاے الٰہی عزوجل نہین ہی کیونکہ جو چیز دو چیزون سے مل ہوئی
مین سے کوئی چیز نہین ہوسکتی تو واجب ہوا کہ جس فعل مین رضاے الٰہی راجح و دنیا دونون کی خواہش شامل ہو اس سے رضاے الٰہی
نہین ہوسکتا یہ تو ایک راے مذکور ہوئی اور دوسری راے یہ ہی کہ وہ مقبول ہوگا کیونکہ طلب آخرت جب راجح تمہری دنیا پر تو جتنے درجہ
کی خواہش ہی اسکے مثل رضاے الٰہی کی خواہش تو برابر ہوگئی اور باقی کسی قدر فقط رضاے الٰہی کی خواہش رہی تو اس سے یہ فعل مقبول ہونا
چاہیے- اور جس صورت مین کہ فعل کا باعث طلب دنیا و رضاے الٰہی دونون برابر ہون تو علمار نے اتفاق کیا ہی کہ وہ مقبول نہین ہی لیکن
اتنی بات ہی کہ خالی دنیا کی خواہش ہونے سے یہ خواہش جو آدھی آخرت کی ہی بہتر ہی- رہی قسم چہارم جبکہ فعل کے واسطے کوئی نیت نہ ہو تو
اسکا حکم اس بنا پر ہوگا کہ آیا قدرت والے سے فعل کا صدور بدون مقتضی کے ممکن ہی یا نہین ہی تو جو لوگ کہتے ہین کہ ممکن ہی تو وے کہتے ہین
کہ اس فعل کا اثر باطن مین کچھ نہین ہی اور ظاہر مین وہ حرام ہی اسلیے کہ فعل عبث ہی- مترجم کہتا ہی کہ یہان اسقدر تنبیہ میرے خیال مین موافق تصریح
علمار کے یہ بھی چاہیے کہ آدمی نے اگر نفس کی صیانت کے واسطے نکاح کیا تو عورت کا کھانا کپڑا اُسپر واجب ہی تو اس واجب کے واسطے کسب
معاش واجب ہی وہ جس حرفہ و طریقہ حلال و جائز سے ہو ادا سے واجب کی سبیل ہی پس اگر معاش دنیا حاصل کرنا بہ نیت ادا سے حق
ہوتا کہ فقر و سوال سے بچے تو یہ دنیا نہین ہی بلکہ اسمین ثواب ہی اور اگر اُسنے دنیا کے واسطے اس طور پر کہ جمع اموال دنیاوی کی نیت قطع نظر
از آخرت ہو تو یہ سکون بجانب دنیا ہی پس جو شقوق کہ سراج مین مذکور ہین اسی معنی مین دنیا اور آخرت سے محمول کرنا چاہیے واللہ تعالی اعلم
بالصواب- پھر ہر ایک طالب دنیا و آخرت کے واسطے اللہ تعالی نے اپنی عام عطار کا ذکر فرمایا بقولہ كُلًّا ہر ایک کو طالب دنیا
آخرت ہو- نُمِدُّ ہم مدد دیتے ہین عطار سے هٰٓؤُلَآءِ ان طالبان دنیا کو وَهٰٓؤُلَآءِ اور ان طالبان آخرت کو
رَبِّكَ تیرے رب کے عطار سے- یعنی تیرا رب ہر ایک فریق کا پرورش کرنے والا ہی ہر ایک کو
كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُورًا اور نہین ہی تیرے رب کی عطار روکی ہوئی- نہ کسی مومن سے اپنے
وبیدانون و دریاؤن مین بیشمار سونا و چاندی و لوہا و جواہر اور موتی و جواہرات و درختون کے پھل اور آدمیون
کی غذائین پیدا فرمائی ہین کہ سواے اللہ تعالی کے اُنکا کوئی شمار نہین کرسکتا اگر سب آدمی جمع ہوجاین
اور ممکن نہ ہو پس اُسکے عطار مین امتناع و روک نہین ہی بلکہ اگر اسنے مومن کو تنگی دی تو دنیا سے

شخص کو جو اوسے عفوق سے رضاے الٰہی حاصل کرے۔ شیخ ابن کثیر رح نے اپنی تفسیر مین لکھا کہ قولہ عطاء ربک
کہ اسکو محظور نہین یعنی اسمین کمی نہین ہوتی ہی حسن بصری رحمہ اللہ وغیرہ نے کہا کہ ممنوع نہین ہی یعنی اسکو کوئی شخص روک
سکتا ہی اللہ تعالیٰ نے بندون کو اپنی عطا مین اس طور پر نظر کرنے کا حکم دیا کہ جس سے دنیا سے بے رغبتی و آخرت کی طرف رغبت
ہو۔ انظر کیف فضلنا بعضھم علی بعض نظر کرو کہ کیسی فضیلت ہم نے دی ہی بعض کو بعض پر۔ ابن کثیر رح
کہتے ہین ہم نے دنیا مین بعض کو فقیر کیا اور بعض کو غنی کر دیا اور بعض درمیانی ہی اور بعض خوبصورت ہی اور بعض بدصورت ہی اور بعض متوسط ہی اور
بعض بچہ مرجاتا ہی اور بعض بوڑھا پھوس ہوجاتا ہی اور بعض متوسط عمر پاتا ہی بعض حاکم ہی بعض محکوم ہی بعض لٹیرا ہی بعض نیک معاش ہی۔ سراج
منیر مین لکھا ہی یعنی دنیا مین دیکھو کہ بعض مومن کو فقیر تنگدست رکھا اور بعض مومن کو غنی مالدار کیا اور یون ہی بعضے کافر کو بالکل محتاج رکھا اور بعض
کافر کو بہت مالدار کیا۔ نصائح حکمار مین ہی کہ دنیاوی بادشاہت کافر کو ہوتی اور باقی رہتی ہی مگر ظالم کی بادشاہت پائدار نہین ہوسکتی ہی۔
مفسر جسم کہتا ہی کہ کفر و شرک سب سے بڑا ظلم ہی لیکن مراد ظلم سے یہان یہ ہی کہ جس سے روے زمین کی آبادی اور لوگون و تمام جانورون
کے آرام و آسایش مین تنگی و تکلیف ہو اور سب سے زیادہ تکلیف یہ ہی کہ جانین خوفناک حالت مین رہین اور لوگون کے مال زبردست آدمیون
سے خطرہ مین ہون تجارت و زراعت اور لوگون کی معیشت مین سرسبزی بے کھٹکے نہین ہوسکتی ہو۔ بالجملہ دنیاوی روزی کی تقسیم اللہ تعالےٰ
نے اپنی حکمت و قدرت سے فرمائی ہی جیساکہ دوسری سورہ مین فرمایا۔ نحن قسمنا بینھم معیشتھم فی الدنیا ورفعنا بعضھم فوق بعض درجات۔
یعنی ہم نے دنیا مین ان سب کی معاش زندگی اینمین تقسیم فرمائی ہی اور بعض کے بعض پر درجات اونچے رکھے ہین۔ اکثر علمار و حکمار نے
کہا کہ دنیاوی مراتب کے برعکس آخرت کے مراتب اکثر ہوجاتے ہین جیساکہ حدیث مین ہی کہ فقرار مہاجرین پانچ سو برس پہلے مالدار مہاجرین
سے جنت مین جاوینگے اور دوسری حدیث مین ہی کہ سب سے پہلے مین جنت کا دروازہ کھلواؤنگا اور داخل ہونگا اور میرے ساتھ فقرار
مہاجرین ہونگے۔ اور صحاح احادیث سے ثابت ہی کہ مومن کے سب کام آخرت کے لیے ہوتے ہین اور اللہ تعالیٰ آخرت کے ثواب کے ساتھ
دنیا مین سے بھی اسکو حیات طیبہ عطا فرماتا ہی۔ بالجملہ جو لوگ دنیاوی نظر کرتے ہین وہ دیکھتے ہین کہ اللہ تعالیٰ نے باہم انمین تفاوت
رکھے ہین۔ وللاخرۃ اکبر درجٰت واکبر تفضیلا اور آخرت بہت بزرگ ہی از راہ درجات کے بہ نسبت
دنیا کے اور اسکی تفصیل بہت بزرگ ہی کیونکہ درجات آخرت کی بزرگی درجات دنیا کی نسبت ایسی زیادہ ہی جیسے آخرت کی بزرگی دنیا پر ہی
حدیث مین وارد ہی کہ اگر دنیا کی قدر اللہ تعالیٰ کے یہان مچھر کے پر برابر ہوتی تو دنیا مین سے کوئی کافر ایک گھونٹ پانی نہ پاتا۔ ہر شخص جانتا ہی
کہ دنیا فانی و نابود ہی اور آخرت دائمی بے انتہا ہی پھر محدود چیز کو غیر محدود سے کوئی نسبت نہین ہوا کرتی ہی پس آدمی اگر دنیا کی بلندی چاہے
اسپر حیف ہی اس سے بہتر یہ ہی کہ آخرت چاہے کیونکہ دنیا کی بزرگی اگر اسنے جانکاہی کرکے حاصل کی پھر مرگیا تو سب باطل ہوا بخلاف
اسکے کہ وہ ہمیشہ باقی و بلند ہی۔ روایت ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت مین ایک روز دروازہ پر بہت سے وہ لوگ جو قریش کے
سوا تھے بلائے تھے اور دوسرے انسے گھٹے ہوے لوگ جمع تھے تاکہ اجازت آنے کی ملے پس انکی طرف سے اجازت ملی کہ پہلے
صہیب رومی پس ابوسفیان پر یہ حکم بہت گران گذرا کہ ہم لوگون سے پہلے یہ بلائے گئے پس سہیل بن عمرو نے ابوسفیان سے
کہا کہ تو انمین کی طرف سے دیا گیا ہی اللہ تعالیٰ نے انکو دعوت کرنیوالا بنایا اور ہمکو وہ بنایا جسکو انھون نے دعوت کی یعنی
اسلام قبول کیا انھون نے جلدی سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف سعی کی اور ہم پیچھے رہے اب تجھکو چاہیے کہ ہوش کرکہ یہ تو دروازہ عمر رضی اللہ عنہ کا ہی

لہ جو لوگ کہ بارجود آنحضرت کے ساتھ ہونے کے مدینہ کو ہجرت نہ کی تھی

پھر آخرت مین تفاوت کیسا ہوگا۔ شیخ ابن کثیر رح نے تفاوت آخرت مین لکھا کہ آخرت مین بعضے کافر جہنم
مین ہونگے اور بعضے اُنسے اوپر مگر یہ جہنم کا حال ہی پھر جنت مین بعضے بلند درجے نیچے ہونگے حدیث مین
آتا فرق ہی جتنا آسمان وزمین کے درمیان ہی اور صحیح حدیث مین ہی کہ اوپر کے درجات والے اہل علیین
آسمان کے اونچے غائب ستارے کو غور سے دیکھ پاتے ہین۔ طبرانی کی روایت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے
نے فرمایا کہ جو بندہ چاہتا ہی کہ دنیا مین اسکا کوئی درجہ بلند ہو اور وہ دیدیا جاتا ہی تو ضرور آخرت کے درجے اس
کر دیا جاتا ہی اور آپ نے یہی آیت وللآخرۃ اکبر درجات الآیۃ پڑھی۔ ف قال الشیخ العارف فی العرائس وقولہ
عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن نرید۔ اشارت ہی کہ جس شخص نے دنیا کی طرف میل کیا اُسنے کمینہ وفرومایہ حصہ چاہا گویا اُسنے
فانی حصہ حاصل کیا اور یہ اُسکی طبیعت خسیس اور دنی ہمت کا نتیجہ ہی اور یہ اسوجہ سے ہوا کہ اُسکو معلوم نہین ہی کہ نہین ہی
والی ہی جلد زائل ہو جائیگی اور اسکی وجہ سے عذاب وحساب شدید ہوگا پس اللہ تعالی نے اُسکی بعض مراد کو دنیا مین دیدیا
بلند درجات سے محروم ہی پھر بھی اُسکو دنیا مین اپنی پوری مراد کبھی حاصل نہوگی۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ دنیا چھوڑنے مین آخرت
مشاہدہ ہی اور جس نے آخرت کو مشاہدہ کیا اُسنے دنیا چھوڑ دی جیسے مشاہدہ ابدیت مین فرد نفس زائل ہوتا ہی اور صفات
سے اُسکی صفات ساقط ہو جاتے ہین حتی کہ گویا اپنے آپ مین کچھ طاقت وقدرت نہین دیکھتا ہی۔ پھر اللہ تعالی نے آخرت چاہنے کا
بیان کیا جس نے دنیا کو اور اُسکی فانی لذات کو چھوڑ دیا ہی بقولہ ومن اراد الآخرۃ وسعی لہا سعیہا وہو مومن فاولئک کان سعیہم مشکورا
بیان اللہ تعالی نے دو شرطین ارادۂ آخرت مین بیان فرمائین۔ ایک تو سعی اور دوم شرط ایمان۔ یعنی چاہیے کہ اُسکی کوشش بصفت مشاہدہ
آخرت ہو اور غیب کو دیکھے ویقین صادق ہو تاکہ اُسکی کوشش ان درجات عالیہ ومقامات شریفہ کے جو اللہ تعالی نے دار آخرت مین
مقارن ہو اور اُسکی سعی وکوشش حصہ قلبی وروحی کے ساتھ ہو۔ اقول جیسے حدیث حارثہ مین ہی کہ اُنھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا تھا کہ گویا مین قیامت کو قائم دیکھتا ہون اور زمین اپنے رب کے نور سے روشن ہو گئی ہی اور میزان عدل قائم ہی اور حساب
اپنے حسن نیت واعمال کے حساب مین ہی۔ الحدیث۔ قولہ وہو مومن۔ یعنی عارف باللہ تعالی وبصفاتہ ہو یعنی اللہ تعالی عزوجل کی
صفات پاک کا عارف ہو اور اپنے عمل کو خالص اللہ تعالی کے واسطے جانتا ہو کوئی عمل نہ ہو مگر بعلم اور کچھ بھی نہ کرے مگر بہ شوق
کہ اُسکی دیدار سے فائز اور اُسکے جوار مین مکرم ہوگا اور ہمیشہ اُسکے مشاہدہ مین باقی ہوگا۔ اور یہی مشکور یہ ہی کہ فی الحال
کے واسطے دنیا مین فی الحال مشاہدہ منکشف فرماوے کیونکہ تاثیر قبولیت یہ ہی کہ ابتدا سے کرامات ظاہر
ظہور ہو۔ قال المترجم شیخ نے بھی بعض مقامات مین تصریح فرمائی ہی کہ طریق سنت پر استقامت اصل ہی
اسطرح کہ گویا دیکھتا ہی اور اسکو کمال یقین امور غیب کا جیسے آج کے پیچھے کل ہی مشکل ہی۔ شیخ نے لکھا کہ اصل
آخرت کی حسن سعی ہی کیونکہ ہر گردہ کے واسطے ارادہ آخرت ہی اور جانا ہی کہ وہ آخرت کے لیے سعی کرتا ہی اور سعی
استقامت پر ہو یعنی آخرت کے اعمال پر بطریق سنت مستقیم ہو اور جو کچھ شریعت اُسپر واجب کرتی ہی اُسکو
اور شرط استقامت کی بایان ہی کیونکہ جس شخص نے آخرت کا ارادہ کیا اور جسطرح اُسکا قصد کرنا چاہیے
بہت سے آخرت کے قصد کرنیوالے ظاہر مین مستقیم ہوتے ہین مگر اللہ تعالی کے نزدیک ایمان

Marfat.com

[illegible] والے ہوا جسکی سعی کرتے ہین اُنکی کوشش مقبول نہین ہی۔ بعض مشائخ نے کہا کہ دنیا کی کوشش [illegible] ہوا در آخرت کی کوشش دل سے ہوتی ہی اور اللہ تعالی کی جانب سعی کرنا بلند ہمت سے ہوتی ہی۔ مترجم کہتا ہی ظاہر امراد [illegible] ہی کہ دنیا و آخرت دونون کو چھوڑے اور اُسی کے واسطے کرے جو کچھ کرے۔ شیخ ابو حفص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سعی مشکور وہ ہی کہ [illegible] ہو اور نہ اپنی نفس کی طرف نظر ہو یعنی یہ نہین کہ اِس نفس سے یہ کار خیر ہوا ہی اور نہ اِسمین ثواب کی خواہش ہو بلکہ خالص [illegible] تعالی ہو کہ اِسمین کسی اور چیز کی شرکت نہ ہو تو یہ سعی مشکور ہی۔ پھر اللہ تعالی نے بیان فرمایا کہ ساعی دنیا و ساعی آخرت مین سے ہر ایک [illegible] اِسکی سعی و ہمت کے ہی بقولہ تعالی کلا نمد ہولاء و ہولاء من عطاء ربک وما کان عطاء ربک محظورا۔ اِسمین اللہ تعالی جل شانہ کے عدل و [illegible] کا وصف ہی کہ وہ کسی امید وار کی امید کو خوار نہین فرماتا ہی کیونکہ اُسکی بخشش مین کچھ ممانعت نہین یعنی کوئی اِسکا روکنے والا نہین اور [illegible] چیز متردد کرنیوالی نہین ہو سکتی ہی پس وہ ہر ایک کو بقدر اِسکے ہمت کے جزا دیتا ہی پس عطاء دنیا دی تو حظ نفس ہی اور عطاے آخرت [illegible] قلوب ہی۔ امام جعفر علیہم السلام سے مروی ہی کہ عطایاے دنیا دی اللہ تعالی کی طرف سے غفلت ہین اور عطایاے آخرت اللہ تعالی کے ساتھ [illegible] قرب و منزلت ہین پھر اللہ تعالی نے دونون فریق کا باہم تفاوت و تفاضل بیان فرمایا بقولہ انظر کیف فضلنا بعضہم علی بعض۔ پس دنیا مین [illegible] بعض عابدون کی فضیلت بعض دیگر پر از راہ طاعات ہی یعنی بعض عابد طاعات کرتے ہین تو اُنکی طاعات سے دوسرے عابدون کو زیادہ [illegible] میسر ہی اسی طرح عارفون مین دنیا مین معارف و مشاہدات کی راہ سے فضل ہی پس عابدین تو آخرت مین درجات جنات کی راہ سے متفاوت [illegible] ہونگے اور عارفین وہان وصال رضوان مین متفاضل ہونگے وقد قال تعالے وللآخرۃ اکبر درجات واکبر تفضیلا۔ پس صفاے [illegible] تعالی تو التفات بلا عتاب ہی اور حصول المراد بلا حساب ہی۔ شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ جس بندہ کے واسطے اللہ تعالی نے ایک عنایت سے [illegible] فرمائی اور اِسکے اعمال سب اللہ تعالی کے واسطے ہو گئے تو اِس سے نیچے والون پر اِسکو فضیلت ہی پس فضیلت تو درمیان خلق کے ہوتی ہی [illegible] خلق اُسکے نزدیک طاعات مین بزرگ نہین ہوتی اور نہ مخالفات سے مغضوب ہوتے ہین الا قول یعنی فضل و عنایت الہی عزوجل سے بندون [illegible] ہو لیتا ہی پس بسا اوقات ایک شخص بہت عبادت ادا کرتا ہی مگر اِس سے دوسرا افضل اِسوجہ سے ہی کہ اِسکا یقین زائد اور عجز سے اِسکا [illegible] اللہ تعالے پر بہت ہی۔ شیخ واسطی رح نے کہا کہ فضل بعض کو بعض پر بمعرفت و اخلاص و توکل ہی اور لکھا کہ آخرت کے فضائل مین [illegible] ہی کہ سوابق عنایت ازلی جو ایک پر دوسرے سے زائد ہین وہ اُسکو بلند درجات پر لے گئے اور سب سے بلند درجہ آخرت [illegible] ہی کہ دوان ہو بساط قرب پر اور مشاہدہ حضور سے سرفراز ہو۔ سراج مین لکھا کہ جب اللہ تعالی عزوجل نے بیان فرمایا کہ بندے دو قسم [illegible] بعضے کا عزبین کہ فقط دنیا کو اپنے اعمال سے چاہتے ہین اور وے اہل عذاب ہین اور بعضے اپنے اعمال سے بندگی الہی کا قصد [illegible] اور وے اہل ثواب ہین اور اُنکے واسطے تین شرطین لگائین تو پھر ان مجمل شرطون کی تفصیل فرمائی پس پہلے حقیقت ایمان کی [illegible] کی اور ایمان کے اجزا مین سے سب سے اشرف اللہ تعالی کی توحید و نفی شرک ہی پس اِسی کی عبادت صحیح ہی پھر والدین کے ساتھ احسان و عدم ایذا کو ملا دیا بقولہ

[illegible] اخر فتقعد مذموما مخذولا وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ و

[illegible] ہو اور تو بیٹھ رہے مذموم خوار کیا ہوا اور حکم دیدیا تیرے رب نے کہ مت پرستش کرو مگر اُسی رب کی اور

Marfat.com

بِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلٰهُمَا فَلَا

(ل) کرو والدین کے ساتھ اچھی طرح اگر پہونچ جاوین تیرے نزدیک بڑھاپے کو دونون مین سے ایک یا دونون دونون

لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ٥ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا

انسے بات کرامت کی اور نیچا رکھ آنکے لیے بازو عاجزی کا شفقت سے اور کہہ اے رب میرے تو رحم کر دونون پر

كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ٥ لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ مت ٹھہرا ساتھ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جسکے واسطے سب کو بیان ثابت ہین إِلٰهًا آخَرَ

باطل ہی - سراج مین کہا کہ بعض کے قول مین صیغۂ خطاب واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی لیکن مراد اور لوگ ہین

کہ حقیقی خطاب ظاہرا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین ہی اسلیے کہ آگے کلام مین فرمایا ہی کہ والدین اگر بوڑھے ہوین تو انکی خدمت کر

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین انتقال فرما چکے تھے پس غایت یہ ہوسکتا ہی دونون آیات مین سے بعض کی صلاحیت آپ کے ساتھ

تھی اگرچہ مجموع نہ ہو لیکن شرک کی صلاحیت بھی نہ تھی لہذا خطاب آپ کو مجازی ہی اور مراد خطاب سے اور لوگ ہین جیسے کسی مجمع مین

فقط اپنے وزیر کو بوجہ کرامت کے خطاب کرے اور مقصود اس سے اور دن کے لیے ارشاد ہو پھر سراج مین لایا کہ اولیٰ یہ ہی کہ یہ

خطاب انسان کو ہی یعنی ای انسان یعنی جو لائق خطاب ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ مراد امت مین سے ہر شخص ہی جو مکلف ہی یعنی

مکلف اپنی سعی آخرت وعبادت رب تعالیٰ مین اسکا کوئی شریک مت بنا - فَتَقْعُدَ مَذْمُومًا جیسا کہ تجھ سے پہلے

یعنی شرک کرنے پر مذمت کیا گیا یعنی تیرے شرک کرنے سے حقیقت مین تو کچھ بھی نہ ہوگا مگر تیرے حق مین دنیا مین یہ نتیجہ ہوگا کہ تو مذموم ہوگا

مَخْذُولًا خوار کیا ہوا - کیونکہ رب عزوجل تیری مدد نہ فرماویگا بلکہ تجھے اسکے حوالہ کریگا جسکو تو شریک بنایا ہی حالانکہ وہ کسی نفع ونقصان کا

بلکہ مالک صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہی - سراج مین کہا کہ مشرک کاذب ہی اور کاذب لائق مذمت وخواری ہی اسکو غیر

نے لکھا کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو فاقہ پہونچا پس وہ آدمیون کے پاس سے شکایۃ لیکے

نہ ہوگا اور جس نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تو اللہ تعالیٰ اسپر تونگری بھیجتا ہی خواہ کسی وقت پر یا بالفعل

قال حسن صحیح غریب - سراج مین لکھا کہ اسوجہ سے کہ دلیل سے ثابت ہی کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی مالک نہین ہی

نعمتین اسی کی طرف سے حاصل ہونگی پس جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک بنایا تو اسنے بعض نعمتون کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ

کی طرف نسبت دیا پس وہ سوائے خواری وندمت کسی چیز کا مستحق نہین ہی - فَتَلْبِيهٌ

بعد الفاء وہ جواب نہی واقع ہوا ہی اور نصب اسکو حرف اَنْ کی وجہ سے ہی جو یہان مضمر ہی جیسے کہین

مت کیجیو کہ ہم سمجھیں جفا کرین یعنی لایکن منک انقطاع فیحصل لک ان یخذلک - تو جو کچھ بعبد فار ہوا

نحو نے اسکو جواب اسواسطے کہا ہی کہ وہ جزاء کے مشابہ ہی اور دوم بسبب ازاول ہی - پھر اللہ تعالیٰ نے

کا حکم دیا بقولہ وَقَضٰى رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ اور حکم فرمایا تیرے رب نے یہ کہ مت پوجو

بقدر مکلف ہین کوئی شخص سوائے رب عزوجل وحدہ لاشریک کے کسی کی پرستش نہ کرے - اور

غیر سے ہی کیونکہ عبادت وہ فعل ہی جو نہایت تعظیم کو شامل ہو اور نہایت تعظیم اسی کو لائق ہی جس نے

وافضال عطا کیا اور منعم سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین ہی پس سوائے اسکے کوئی بھی لائق عبادت

یا مجاہد رح نے کہا کہ قضی یعنی وصی یعنی تیرے رب نے وصیت فرمائی اور یہی قرارت ابی بن کعب و ابن مسعود
رض میں ہے اور صریح بیان لایا کہ میمون بن مہران نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قضی ربک اصل میں ووصی ربک تھا پس
حروف دو آپس میں ایک مشابہ سے ملگیا تو قضی ربک پڑھا گیا پھر فرمایا کہ اگر قضی اپنے اصل پر ہوتا تو کوئی بھی اللہ تعالی کی مخالفت
نہ کرسکتا اور کسی سے گناہ ممکن نہ ہوتا کیونکہ قضاے الٰہی کے خلاف ہونا محال ہے۔ امام رازی نے کہا کہ یہ قول بالکل بعید ہے اسلیے کہ اگر
قضی بمعنی امر ہو تو قرآن سے امان اٹھ جاوے اور حجت نہ رہے اور یہ بڑا طعن ہے اور مترجم کہتا ہے کہ ابن عباس رض سے اس
روایت کا ثبوت میں کلام ہے لیکن اگر کوئی شخص دوسرا بھی ایسا لفظ کہے تو اسکے واسطے یہی جواب ہے ورنہ ابن عباس رض سے تو یہ روایت
ثابت نہیں ہوئی ہے۔ ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ جو مجاہد رح سے مروی ہے کہ قضی یعنی وصی ہو بدون اسکے کہ قضی اصل میں ووصی تھا۔ پس معنی یہ کہ تیرے
رب نے وصیت کی کہ سوا اسکے کسی کی بندگی مت کرو۔ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا اور وصیت کی والدین کے ساتھ احسان کی
اور اگر قضی بمعنی امر ہو تو یہ کہ حکم دیا الخ اور بعض نے کہا کہ واحسنوا بالوالدین احسانا یعنی نیکی کرو والدین کے ساتھ اچھی طرح۔ پس محسن کے ساتھ
اللہ تعالی کی مدد اور نصرت ہے۔ دوسری آیت میں فرمایا ان اشکرلی ولوالدیک یعنی شکر کر میرے واسطے اور اپنے والدین کے واسطے۔ یہاں
اللہ تعالی نے اپنی توحید کے بعد ہی والدین کے ساتھ احسان و فرمانبرداری کو ملا دیا تو حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
جو کسی نے سب سے گناہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ اشراک باللہ یعنی اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنا۔ پوچھا گیا کہ پھر اسکے بعد تو فرمایا کہ والدین کی
نافرمانی۔ الحدیث۔ تو ثابت ہوا کہ سب سے بڑا گناہ بعد شرک کے نافرمانی والدین ہے اور معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے بعد اپنی توحید کے والدین
کی فرمانبرداری و احسان کو شرف دیا ہے۔ سراج میں لایا کہ یہاں دو تنبیہ ہیں۔ اول یہ کہ اللہ تعالی نے خالص توحید کے ساتھ اپنی عبادت
کے حکم کے بعد والدین کے ساتھ احسان کا حکم دیا تو اسمیں کیا مناسبت ہے پس اسکے کئی وجوہ ہیں۔ وجہ اول یہ کہ انسان کے وجود کا سبب
حقیقی وہ اللہ تعالی کی ایجاد ہے کہ اسنے پیدا کر دیا اور سبب ظاہری والدین ہیں پس اللہ تعالی نے اول تعظیم سبب حقیقی کا حکم دیکر پھر تعظیم
سبب ظاہری کا حکم دیا۔ وجہ دوم کہ جو چیز موجود ہو یا وہ قدیم ہے یا حادث ہے اور واجب یہ کہ موجود قدیم کے ساتھ آدمی کا معاملہ تعظیم و عبودیت
کا چاہیے اور موجود حادث کے ساتھ باظہار شفقت چاہیے اور حدیث میں جو آیا کہ خلق یہ کہ تعظیم حکم الٰہی کی اور شفقت مخلوق الٰہی پر۔ تو
اس میں شفقت ہے اور شفقت کے واسطے زیادہ لائق والدین ہیں کیونکہ انکے انعام بچہ پر بہت ہوتے ہیں پس قولہ بالوالدین احسانا
میں شفقت کرنے کا اشارہ ہے۔ وجہ سوم یہ کہ منعم کا شکر واجب ہے پھر حقیقی منعم وہی حق سبحانہ تعالی ہے اور کبھی ہوتا ہے کہ بعضے پیدا کرنے والے
کے انعام میں اسکا شکر واجب ہوتا ہے کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ۔ جو کوئی لوگوں کا شکریہ ادا نہ کرے
وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا۔ پھر خلائق میں سے کسی کا احسان آدمی پر اسقدر نہیں ہوتا جسقدر والدین کا ہوتا ہے کیونکہ والدین میں سے
ہر ایک کا ہونا ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ فاطمۃ بضعۃ منی یعنی حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے حق میں فرمایا کہ فاطمہ ایک
ٹکڑا ہے میرے بدن کا۔ پس والدین کی شفقت اولاد پر بہت بڑی ہوتی ہے اور انکی طبیعت مجبول ہوتی ہے کہ ہر طرح کی بھلائی اولاد کو پہونچاویں اور
ہر طرح کی برائی سے اولاد کو بچاویں پس ضرور ہوا کہ والدین کی تعظیم اولاد پر بہت ہوتی ہیں بلکہ آدمی سے آدمی کو جو بھلائی پہونچتی ہے اسمیں سے
اکثر والدین کی ہے جو اولاد کو پہونچتی ہے اور نیز یہ کہ آدمی پر وہ انعام زیادہ اعلی ہوتا ہے کہ جب وہ نہایت درجہ کا ضعیف و
محتاج ہوتا ہے کیونکہ جب وہ ہر چیز کے واسطے اوروں کا محتاج ہوتا ہے پس اس انعام کا موقع نہایت اعلی ہے۔ اور

نیز یہ کہ غیر کو آدمی بھلائی پہونچانے مین کبھی یہ قصد نہ رکھتا ہو کہ اُسکو بھی بھلائی پہونچے بلکہ کبھی کبھی تو فاعل کو کچھ اِس غرض سے نہین ہوتا ہو پس یہ انعام بہت پورا و کامل ہو پس اِن وجہون سے ثابت ہوا کہ دوسرے پر ویسا نہین ہو جیسا کہ والدین کا اولاد پر ہوتا ہو اِسی واسطے اللہ تعالیٰ نے پہلے نعم خالص شروع کیا پھر اُسکے ساتھ ہی شکر نعمت والدین کو بیان فرمایا - اگر کہا جاوے کہ بالطبع والدین کے نفسانی کو بھی دخل دیا تھا جس سے لازم آگیا کہ فرزند پیدا ہوا اور پیدا ہو کر وہ عالم آفات و معاصی مین گرفتار ہوا حتی کہ بعض فلسفی اپنے باپ کو مارا کرتا اور کہتا کہ اِسی نے مجھکو اِس عالم کون و فساد مین داخل کیا اور اِسی کی وجہ سے مین نقر و فاقہ و اندھاپن و لولا و لنگڑا ہونے کے واسطے خوف زدہ ہون اور ایک شخص فلسفی سے پوچھا گیا کہ ہم تیری قبر پر کیا لکھین تو اُسنے کہا کہ میری قبر پر لکھنا کہ یہ اُسکے باپ کا اُسپر ظلم ہو اور مین نے کسی پر ظلم نہین کیا ہو اسکندر سے پوچھا گیا کہ تیری استاد کا تجھپر حق زیادہ ہو یا تیرے والد کا اُسنے کہا کہ استاد کا حق زیادہ ہو کیونکہ اُسنے میرے بڑے ہونے سکھلانے مین طرح طرح کی سختیان اُٹھا کر مجھے نور علم مین پہونچایا اور رہا والد تو اُسنے لذت جماع کی خواہش کی تھی پس مجھے اس تاریکی مین نکالا - اور نیز مروی ہو اچھی باپون سے وہ ہو جس نے تجھے علم سکھلایا - اِس طویل تقریر کے اعتراض کا جواب یہ دیا گیا ہو کہ والدین نے اگرچہ اول مین لذت نفسانی کا قصد کیا ہو لیکن ایک تو داعی اس فعل کے لیے بالطبع ہو اور اولاد بالفعل غیر موجود ہونے سے داعی نہین تا کہ وجود اولاد ہو پھر بھی جب سے یہ بچہ پیدا ہوا اسوقت سے لیکر اُنھون نے نہایت غور سے یہ اہتمام کیا کہ فرزند کو ہر طرح کی لائق خوبیان پہونچین اور اُسکے اوپر سے سب طرح کے آفات دبلائین دور ہون اور اُنھون نے اسمین ہر طرح کی تکلیف و مشقت اپنے اوپر اُٹھائی یہانتک کہ وہ سن بلوغ کو پہونچا پس کیا جسقدر خوبی و بہتری آدمی کو پہونچتی ہو سب مین سے یہ اعلیٰ و اشرف نہین ہو - مزید ہو تو اب سب شبہات ساقط ہو گئے - مترجم کہتا ہو کہ باپ مستقل سبب اور خالق اپنی اولاد کا نہین ہو حتی کہ بعضے لوگ تمنا کرتے ہین اور اُنکے اولاد نہین ہوتی پس جس نے باپ پر یہ الزام لگایا وہ محض جاہل ہو - پھر سراج مین لایا کہ تنبیہ دوم یہ ہو کہ آیت کریمہ کے نظم سے کئی معنی نکلتے ہین منجملہ ایک یہ ہو کہ والدین کے حق مین احسان کی تاکید و مبالغہ نکلتا ہو اول یہ کہ اوپر کی آیت مین سعی عالم آخرت کی تاکید فرما کر اسکے بعد اُسکے بیان مین فرمایا تو یہ دلیل ہو کہ والدین کے ساتھ احسان کرنا اور نافرمانی نہ کرنا بھی منجملہ ان اصلی طاعات کی ہو جنسے آخرت کی سعادت حاصل ہوتی ہو دوم یہ کہ اول توحید کا ذکر کیا پھر طاعت خالص کا پھر فرمانبرداری والدین کا تو تیسرا درجہ اُسکا رکھا پس معلوم ہوا کہ اسکا درجہ بڑا ہو اسی واسطے احسانا فرمایا اور احسانا بالوالدین نہین تا کہ ظاہر ہو کہ والدین کے حق مین اہتمام شدید چاہیے چہارم یہ کہ احسانا کو نکرہ رکھنے مین یہ نکلا کہ احسان عظیم کامل کرنا چاہیے کیونکہ اُنکا احسان بھی تجھپر درجہ غایت کو پہونچ گیا ہو تو تیرا احسان بھی ہر طرح مناسب اسی کے واسطے ہوگی جس نے پہلے پہل کیا ہو اور مثل مشہور ہو کہ جس نے جو احسان پہلے کر دیا اُسکا عوض اول نہین ہوتا عزوجل خالق ہو خوب جانتا ہو کہ والدین وقت بڑھاپے کے اولاد پر گران ہو جاتے ہین لہذا اہتمام کے واسطے ہو صرف اِن شرطیہ اور ما زائدہ جس سے معنی کی تقریر و تاکید ہوتی ہو یعنی اگر یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما تو اِن دونون مین سے ایک یا دونون - یعنی مثلاً تیرے پاس محتاج ہون اُنکا کوئی کفالت کرنیوالا نہین ہو کیونکہ سب سے پہلے اُنکا بیٹا

Marfat.com

پاس ہون خواہ ایک یا دونون یعنی کچھ مجموعہ دونون کا ہونا شرط نہین ہی بلکہ دونون مین سے کوئی ہو۔
یعنی مت سنا انکو کوئی بُری بات حتی کہ اف تک مت سنا جو بُرے کلام مین سے بہت آخر درجہ کا ہی خفیف
بولنا ایسا مت کر جو انکے کانون کو ناگوار ہو اور کسی وقت مین اُنکی جناب مین گستاخ کلام مت کر حتی کہ اف یعنی اتنا فعل بھی انکی شان مین نجا سے
مجاہد رح و عطا بن ابی رباح نے کہا کہ نہ مت کر یعنی اپنا ہاتھ انپر ناگواری سے مت چھوڑ کذا فی تفسیر الامام ابن کثیر رح۔ سراج و معالم وغیرہ مین ہی کہ اُف
یعنی کلمہ بھی مت کر۔ زجاج نے کہا کہ اُف یعنی تتن اور یہی مجاہد کا قول ہی کیونکہ مجاہد رح نے کہا کہ اُف مت کہ یعنی اُنکو قذر یعنی گھنونا مت کہ جیسے وے
اپنے بچپن مین گھناتے تھے جبکہ تو اُنپر پیخانہ پیشاب کر دیتا تھا اور ایک روایت مین مجاہد رح نے کہا کہ اگر تجھکو اُنسے کوئی ایسی بو پہونچے
جسے تجھے اذیت ہوتی ہی تو اُسسے اف مت کہ۔ بالجملہ حق تعالی نے والدین کے حق مین وصیت فرمانے مین بہت مبالغہ فرمایا ہی چنانچہ اپنی توحید
کے بعد والدین کے ساتھ احسان کرنے کو تحت القضاء داخل کیا یعنی قضی ربک یعنی حکم محکم دیا تیرے رب نے" اِس حکم محکم کے تحت مین ایک تو اپنی
توحید اور دوم والدین پر احسان بیان فرمایا پھر اُنکے ساتھ ادب کی نگہداشت و شفقت کی تکمیل کا یہانتک حکم دیا کہ ذرہ برابر قول و فعل کی
اذیت نہین دی باوجودیکہ ایسے حالات و معاملات والدین کی طرف سے پیش ہوسکتے ہین کہ آدمی اُسپر صبر کرنے مین نفس سرکش کے ساتھ
مقابلہ ہوجاوے۔ اور حدیث مین فرمایا ہی کہ خبردار تم والدین کی نافرمانی سے بچو کہ جنت جسکی خوشبو ہزار برس کی راہ سے آتی ہی اس خوشبو
سے نہین پاویگا ان باپ کی نافرمانی کرنے والا اور نہ وہ جس نے ناتا کاٹا اور نہ بڑھاپے کا زنا کار اور نہ وہ جو تکبر سے اپنے ازار کھینچے کبریائی تو
اللہ رب العالمین ہی کی شان ہی۔ فضیل بن عیاض رح سے پوچھا گیا کہ والدین کے ساتھ نیکو کار کون ہی فرمایا کہ جو شخص اُنکی خدمت کے لیے
اُنپر سے نہ اٹھے۔ غرضکہ اللہ تعالی نے والدین کے حق مین پانچ باتون کا حکم دیا۔ اول تو مذکور ہوئی کہ اف مت کہ اور دوم قولہ تعالے۔
وَلَا تَنْهَرْهُمَا اور دونون کو زجر مت کر۔ یعنی اگر ایسا فعل کرین جو تجھے خوش نہ معلوم ہو تو کبھی ایسا لفظ مت کہ جس سے اس فعل پر
ڈانٹنا پایا جاوے۔ یہان سوال وارد ہوتا ہی کہ ان تو اِس سے کم ہی جب اف سے منع کیا تو خود یہی ثابت ہوگیا کہ زجر بالکل ممنوع ہی
جواب دیا گیا کہ تاکید کی ممانعت سے مراد یہ کہ کم و بیش کسی پر زجر کا اظہار نہ ہو اور انتہار کی ممانعت سے مراد یہ کہ ایسی بات مین مخالفت اُنکے
ساتھ دکھلانے کے طور پر نہ ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ لاتنہرہما اُنکے فعل پر زجر سے ممانعت ہی پس ظاہر یہ ہی کہ اف سے ممانعت موافق تفسیر
مجاہد رح کی اُنکی جانب سے کوئی امر ناگوار مکروہ نہ سمجھے اور عدم زجر سے مراد اُنکے کسی قول و فعل پر نہ جھڑکے وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيمًا اور کہہ اُنسے قول کریم۔ یعنی کلام عمدہ پاکیزہ نرم جیسا کہ اُنکے ساتھ مقتضاے ادب ہی۔ سراج مین ہی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ نہ کہے یا ابتاہ یا اماہ۔ ای ابا ای امان۔ عطا سے مروی ہی کہ اُنسے بات کرتے وقت اُنکی طرف آنکھ نہ اُٹھاوے اور نہ تیز نظر کرے کہ
یہ قول کریم سے منافی ہین۔ یہان ایک سوال وارد ہوتا ہی کہ ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا کہ انی اراک
وقومک فی ضلال مبین۔ یعنی مین تجھکو اور تیری قوم کو کھلی ہوئی گمراہی مین دیکھتا ہون تو جواب دیا گیا کہ اسقدر فہمایش اللہ تعالی کی حق کی رعایت
کرنا اور ادب پر مقدم ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ سورہ لقمان مین فرمایا وان جاہداک لتشرک بی مالیس لک بہ علم فلا تطعہما۔
یعنی کوشش کرین کہ تو میرے ساتھ شرک کرے ایسی چیز جسکا تجھے علم نہین تو مت اُنکی طاعت کر۔ اور حدیث مین ہی کہ لا طاعۃ
لمخلوق فی معصیۃ الخالق یعنی کسی مخلوق کی اُسمین طاعت نہین جو اپنے خالق کی نافرمانی کرنے مین۔ اسی واسطے بعض صحابہ رض نے جنکی ماں نے کھانا
نہ کھایا جب تک کہ آنحضرت صلعم سے پھر جاوے اُس صحابی رضی اللہ عنہ نے نہ مانا۔ فقہ مین ہی کہ اگر جہاد مین آدمی کا باپ کافر دشمن

Marfat.com

کی جانب سے لڑے اور بیٹا و باپ لڑائی مین مقابل ہوجاوین تو چاہیے کہ باپ کو مجبور کرے کسی مقابلہ
کردے اور یہ بطریق اولی ہی - اور واضح ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ مین جو کافر آئے
سے واقع ہوا ولیکن حضرت ابوبکر رضؓ نے اپنے باپ کا مقابلہ چاہا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے والد مسلمان ہونے والے تھے پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نور نبوت سے معلوم فرماکر منع کردیا
**الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ** و پست کر ان دونون کے واسطے بازوے ذلت کو رحمت سے - یعنی کما
کرے پس تواضع ازراہ شفقت فرض ہی نہ ازراہ ننگ و عار کے اور نہ کسی اور غرض سے بلکہ جیسے انھون نے
کے معنی ذلت کے بازو حالانکہ ذلت کے بازو نہین ہوتے ہین تو یہ استعارہ ہی - قفال رح نے کہا کہ اس استعارہ کی
یہ کہ پرند جب اپنے بچہ کی پرورش کرنا چاہتا ہی تو اپنے بازو پست کرکے اپنی تربیت مین لیتا ہی پس خفض الجناح کنایہ
فرزند کو کہ اپنے والدین کی کفالت تواضع سے کرے جیسے بچپن مین انھون نے فرزند کے ساتھ کیا ہی - دوم یہ کہ پرند جب اڑنا چاہتا ہی
پھیلا کر بلند ہوتا ہی اور جب اڑنا چھوڑتا ہی تو بازو ملاتا ہی پس بازو ملانا کنایہ سربلندی چھوڑکر تواضع و فروتنی اختیار کرنے سے ہوا - اور چونکہ مبالغہ
کا تخییل پر ہی تو یہان ذل کے واسطے بانند پرند کے بازو قرار دیکر انکے لیے خفض ہوا - پانچوان حکم جو والدین کے واسطے ہی یہ کہ **وَقُلْ رَّبِّ**
**ارْحَمْهُمَا** اور دعا کر کہ ای میرے رب تو ان دونون پر رحم فرما - **كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا** جیسے ان دونون نے مجھے پرورش کیا اس
حال مین کہ مین صغیر تھا - اول تو فرزند کو خود اپنی شفقت و رحمت کا حکم دیا پھر دعاے رحمت الٰہی کا حکم دیا پس خالی اپنی شفقت پر کفایہ کرے
جسکو بقا نہین ہی کیونکہ یہ خود فانی و اسکی رحمت بھی فانی ہی بلکہ دعا کرے اللہ تعالی سے کہ وہ رحمت باقیہ سے دستگیری فرماوے اور انکی شفقت
و ترحم کا بدلا بہ رحمت الٰہی ہو - سراج مین لایا کہ رحمت الٰہی کی دعا کرنے کا انکے حق مین جب حکم ہی کہ والدین مسلمان ہون اور اگر دونون کافر ہون
تو یہ حکم منسوخ ہی پس کافرون کے لیے ہدایت کی دعا کرے - **مدارک** کہتا ہی کہ رحمت ہر ایک کے لیے مخصوص ہی پس مسلمان والدین کے لیے
رحمت آخرت کی دعا کرے جو رحمت مسلمانون کے واسطے ہی اور کافرون کے لیے وہ رحمت چاہنا مقتضی ہی کہ انکو ہدایت فرماوے پس یہ امر
وہی رحمت ہی لہذا نسخ کے قائل ہونے کی کچھ ضرورت نہین ہی علاوہ اسکے تخصیص کا قائل ہونا آسان ہی بہ نسبت نسخ کے - فائدہ - ابن عباس
البتہ کہا کہ غیر اللہ تعالی نے نازل کیا قولہ ماکان للنبی والذین آمنوا ان یستغفروا الخ - سراج مین لکھا کہ بعض علماء سے سوال کیا گیا کہ والدین کے
نیکوکاری کیونکر ہی فرمایا کہ انپر اپنی آواز بلند نہ کرے اور نہ انکی طرف نظر لڑاوے اور نہ تیز نظر ہو اور تیری طرف سے کوئی ظاہری
اور انپر ترحم و شفقت رکھے جب تک زندہ رہین اور انکے واسطے رحمت کی دعا کرے جب وے انتقال کرین اور انکے
خدمت مین قائم ہو - امام ابن کثیر وغیرہ نے لکھا کہ والدین کی خدمتگذاری و نیکی کے بارہ مین بہت سی احادیث وارد ہوئی ہین
رضی اللہ عنہم سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسے ہی منبر پر چڑھے فرمایا کہ آمین آمین آمین
آمین فرمائی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جبرئیل علیہ السلام نے آکر کہا کہ ای محمد خوار ہو ناک اس شخص کی
نہ پڑھا مین نے کہا کہ آمین - پھر کہا کہ خوار ہو ناک اسکی جسپر رمضان کا مہینہ آیا پھر نکل گیا اس
ناک اسکی جس نے اپنے والدین کو یا ایک کو پایا مگر انھون نے اسکو جنت مین داخل نہ کیا
بن الحرث سے بواسطہ دوسرے صحابی رضہ کے روایت کی کہ اسنے ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

[illegible] بچہ کو یہانتک کہ وہ بچہ مستغنی ہوجاوے تو البتہ اُسکے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس نے کسی مرد مسلمان [illegible] ایک ایک ہڈی اُسکی ایک ایک ہڈی کے بدلے آزاد کرنے والے کا ہر عضو دوزخ سے آزاد ہوگا - اسی حدیث کی دوسری [illegible] ہے کہ مالک رضی بن الحارث نے اپنی برادری کے ایک صحابی رضہ سے یہ روایت کی ہے اور دوسری بات یہ زائد ہے [illegible] والدین یا ایک کو پایا پھر دوزخ مین گیا تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو دور کردیا - اِس حدیث کو دوسری وجہ سے امام احمد نے مالک [illegible] سے روایت کیا ہے - امام احمد نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوار ہوئی ناک پھر [illegible] خوار ہوئی ناک پھر خوار ہوئی ناک اُس شخص کی جس نے پایا دونون والدین یا انمین سے ایک کو اُنکے بڑھاپے مین پھر جنت مین داخل نہ ہوا - حدیث [illegible] رواہ مسلم ہے - امام احمد نے ابوہریرہ رضہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوار ہو ناک اُس شخص کی کہ جسکے نزدیک میرا ذکر ہوا مگر اُسنے مجھپر درود نہ بھیجا اور خوار ہو ناک اُسکی جسپر رمضان آیا اور نکل گیا مگر اُسکی مغفرت نہ ہوئی اور خوار ہو ناک اُسکی جسکے پاس اُسکے والدین نے بڑھاپا پایا مگر اُنھون نے اُسکو جنت مین داخل نہ کیا - ربعی بن ابراہیم راوی نے کہا کہ میری یاد مین یہی ہے کہ والدین یا دونون مین سے ایک کو فرمایا ہے - رواہ الترمذی اور امام احمد نے مالک بن ربیعہ ساعدی رضہ سے روایت کی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ انصار مین سے ایک مرد نے آکر عرض کیا کہ میرے والدین کے مرنے کے بعد اب بھی مجھپر اُنکے ساتھ نکوئی مین سے کچھ باقی رہا ہے کہ اُسکو ادا کرون آپ نے فرمایا کہ ہان چار باتین ہین اُنپر صلوٰۃ اور اُنکے واسطے استغفار کرنا اور اُنکے عہد کو پورا کرنا اور اُنکے بھلائی دوستون کا اکرام کرنا اور اُنکے ناتے کا صلہ رحم کرنا حالانکہ ناتا تیرے واسطے وہی ہے جو اُنکی طرف سے تجھے حاصل ہوا ہے پس یہ نکوئی تجھپر اُنکی موت کے بعد اُنکے لیے باقی رہی ہے رواہ ابوداؤد وابن ماجہ - امام احمد رح نے جاہمہ سلمی کے بیٹے معاویہ سے روایت کی کہ جاہمہ رضہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ مین نے جہاد کا ارادہ کیا ہے اور مین حضور مین واسطے ارشاد مشورہ کے حاضر ہوا ہون آپ نے فرمایا کہ بھلا تیری ماں کوئی ہے فرمایا کہ ہان تب آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو اُسکی خدمت کو اپنے اوپر لازم کرلے کہ جنت اُسکے پانون کے پاس ہے پھر متفرق مجلس مین دوبارہ وسہ بارہ ایسا ہی ارشاد فرمایا - رواہ النسائی وابن ماجہ - امام احمد نے مقدام بن معدی کرب سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تم کو وصیت کرتا ہے تمہارے باپون کے حق مین اللہ تعالیٰ تمکو وصیت کرتا ہے تمہاری ماؤن کے حق مین پھر اللہ تعالیٰ وصیت کرتا ہے تمہاری ماؤن کے حق مین - اللہ تعالیٰ وصیت کرتا ہے تمکو سب سے زیادہ قریب والے پھر اُسکے بعد کے سب سے زیادہ قریب کے واسطے - ورواہ ابن ماجہ ایضاً - یہی معنی امام احمد نے ایک صحابی سے جو بنی یربوع مین سے ہین مرفوع روایت کی اور امام ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار نے اپنی مسند مین بسند صحیح رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ خانہ کعبہ کے طواف مین ایک شخص اپنی ماں کو اپنی گردن پر اُٹھائے ہوئے طواف کراتا تھا پھر اُسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ بھلا مین نے اپنی ماں کا حق ادا کردیا آپ نے فرمایا کہ نہین اور نہ ایک ناخن سیابر یا ایسا ہی کچھ فرمایا - [illegible] بسند ضعیف - الحسن بن ابی جعفر ضعیف - بکذا ذکر الحافظ ابن کثیر رح اور معالم وسراج وغیرہ مین ہے کہ ابوہریرہ رضہ سے روایت ہے کہ [illegible] عرض کیا کہ یارسول اللہ میری زندگی مین کون ہے جسکے ساتھ میرا احسان کے ساتھ بسر کرنا سب سے اچھا ہے آپ نے فرمایا کہ تیری [illegible] تیرا باپ پھر تیرا باپ پھر درجہ بدرجہ جو تجھ سے زیادہ قرابت والا ہو - مترجم کہتا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور فقہا رنے [illegible] باپ کی بہ نسبت ماں مقدم ہے اور حکم ماننے مین باپ مقدم ہے - ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ کوئی فرزند اپنے باپ کا [illegible] جب کہ باپ کو مملوک پاوے پھر اُسکو خریدے پس اُسکو آزاد کرے - یہ حدیث صحیح ہے - عبداللہ بن عمرو بن العاص سے

Marfat.com

مروی ہی کہ ایک شخص نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا کہ
کہ ہان تو فرمایا کہ پھر انہین کی خدمت مین جہاد کر۔ حدیث صحیح یعنی انکی خدمتگاری و اطاعت جہاد ہی
ل کو راضی رکھکر خدمت کرنا افضل جہاد ہی۔ ترمذی کی حدیث مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رضامندی مین ہی اور اللہ تعالی کی ناخوشی والدین کی ناخوشی مین ہی ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت
جنت کا درمیانی دروازہ ہی چاہے اُسکی محافظت رکھ اور چاہے ضائع کردے ترجمہ کہتا ہی کہ ان لفظون سے
کرنے کا یا ضائع کرنے کا اختیار ہی بلکہ یہ تہدید سخت ہی جیسے قولہ تعالی اعملوا ما شئتم اولا تقولوا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالی کو کون کام سب سے زیادہ پسند ہی فرمایا کہ اپنے وقت
کیا کہ پھر کون آپ نے فرمایا کہ والدین کے ساتھ نکوئی کرنا پھر مین نے عرض کیا کہ پھر کون آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کی راہ مین جہاد کرنا
ابن عینیہ رح سے پوچھا گیا کہ میت کی طرف سے صدقہ دینے کا کیا حکم ہی فرمایا کہ یہ صدقہ میت کو پہنچتا ہی اور مرنے ہوئے لوگون کے لیے
سے زیادہ کوئی چیز نافع نہین ہی اور اگر کوئی چیز اس سے زیادہ بھی میت کے لیے نافع ہوتی تو اللہ تعالی نکو بھی بتلاتے والدین کے حق مین فرمانا
حالانکہ اللہ تعالی نے قرآن مجید مین تمکو تمھارے والدین کے لیے کہ وصیت فرمائی ہی۔ ترجمہ کہتا ہی یعنی آیت وصینا الانسان بوالدیہ الخ تو والدین
رب ارحمہما الخ یعنی موت کے بعد انکے لیے دعا و استغفار کریں اگر صدقہ زیادہ نفع دیتا تو صدقہ کا حکم فرماتا پس معلوم ہوا کہ صدقہ سے زیادہ نافع
استغفار ہی۔ ترجمہ کہتا ہی کہ صدقہ دینے کی قدرت ہر ایک شخص کو نہین ہوتی ہی لیکن استغفار ہر شخص کر سکتا ہی اور واضح ہو کہ تمام اہل سنت
کا اجماع ہی کہ میت کو مالی صدقہ کا ثواب پہونچتا ہی اور دعا و استغفار مین امت کا اجماع ہی اور رہا ثواب قرأت قرآن یا اذکار یا نوافل وغیرہا تو اب
تو ایک جماعت فقہاء کے نزدیک یہ بھی پہونچتا ہی پس معلوم ہوا کہ میت کے واسطے دعا و استغفار کرنا بطریق بالا بدرجہا بہتر ہی تاہم اگر
تو قرأۃ قرآن وغیرہ کا ثواب پہونچا دے یا دونون ہو سکتے ہون تو دونون طرح ثواب پہونچا دے اور بعضے لوگ میت کا کھانا پکوا کر فقراء مین
روپیہ قرض لیکر یا جائداد و میمون و بیوگان کی فروخت کرکے اس نیت سے کرتے ہین کہ بدنامی و عار ہوگی تو بالکل بربادی ہی کہ دنیا کی بدنامی میت
کے واسطے ثواب نہ ہوا اور ناحق دنیا کے نام کے خیال مین جائداد و مال برباد گیا پس اللہ تعالی سے خوف کرنا چاہیے
سے مروی ہی کہ جو کوئی اپنے والدین کے ساتھ نکوئی کرتا ہو وہ بری موت سے نہین مریگا۔ روایت ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے عرض کیا کہ میرے والدین بوڑھے ہو کر اس حد کو پہونچ گئے ہین کہ جسطرح انھون نے میرے بچپن مین میری پرورش کی ہی اسی طرح
پرداخت مجھے کرنی ہوتی ہی تو کیا مین نے انکا حق ادا کر دیا آپ نے فرمایا کہ نہین کیونکہ وے دونون تو چاہتے تھے کہ
چاہتے کہ تو زندہ رہے اور تو انکے ساتھ ایسا کرتا ہی اور چاہتا ہی کہ مرجاوین۔ روایت ہی کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
اپنے باپ کی کہ وہ میرا مال لے لیتا ہی پس آپ نے اُسکے باپ کو بلایا دیکھا تو وہ ایک بوڑھا آدمی ہی عصا پر ٹیکتا ہوا آتا ہی
عرض کی کہ یا رسول اللہ یہ لڑکا کمزور تھا اور مین قوی تھا اور یہ محتاج تھا اور مین تونگر تھا پس اس وقت اس سے ہاتھ
مین کمزور ہون یہ قوی ہی اور مین فقیر ہون یہ تونگر ہی اور یہ مجھپر اپنے مال سے بخل کرتا ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
رُلایا و تبھر اُسکو سنیگا وہی روئیگا پھر اُس لڑکے سے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہی
صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی ماں کی بدخلقی کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ اسوقت تو وہ بدخلق ہو رہی کہ

[illegible] آپ نے فرمایا کہ اُسوقت بدخلق نہ تھی کہ تجھے دودھ پلایا بولا کہ بدخلق نہ تھی آپ نے فرمایا کہ اُسوقت بدخلق نہ ہوگی کہ [illegible] رات جاگنے مین اور دن گذارنے وہ بولا کہ مین نے اسکا بدلا اُتار دیا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ کیا اُسنے کہا کہ اُسکو گردن پر [illegible] آپ نے فرمایا کہ کچھ بدلا نہین اُتارا ہے۔ چونکہ والدین کے حق کی وصیت سخت تھی تو اسمین سُستی کرنے سے اور نیز دلی خیال [illegible] سے تحذیر فرمائی بقولہ **رَبُّكُمْ** یعنی حقیقت مین تم پر احسان رکھنے والا کہ اُسی نے والدین کو تم پر مہربان کیا اور اُنکو پرورش [illegible] سامان و توفیق دی وہ **أَعْلَمُ** سب سے زیادہ جاننے والا ہے **بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ** جو کچھ تمھارے دلون مین ہے خواہ والدین کے ساتھ سب طرح نیکوکاری کا قصد ہو یا اُسکے برعکس ہو لہذا دل کے اندر جسطرح ہے اُسکے برخلاف ظاہر کرنے مین کچھ نفع نہین ہوگا مگر آنکہ اپنے نفس کو ایسی بات پر آمادہ کرے جو والدین کے حق مین شفقت کا باعث ہو پس نفس کی ناگواری و سرکشی مضر نہین ہے جبکہ اپنی نفس کو خوار کرکے اُنپر ترحم شفقت پر آمادہ رہے۔ **إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ** اگر تم صالح ہوگے یعنی نفس الامر مین متقی محسن ہوگے۔ **فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا** تو مغفرت پاؤگے کیونکہ تمھارا رب ہمیشہ رجوع لانے والون کے لیے غفور ہے۔ صالح وہ ہے کہ ایسے معمل پر مستقیم رہے جو دلیل سے اچھا ہے پس اشارہ فرمایا کہ آداب یعنی کثرت سے نفس کو زیر کرکے بار بار رجوع لانے سے اللہ تعالی استقامت دیتا ہے۔ احیاء مین بعض بزرگون سے نقل ہے کہ ستر مرتبہ نفس کی سرکشی کے بعد اُنکو ایک کام پر استقامت نصیب ہوئی۔ شیخ امام ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ اوابین کی تفسیر مین قتادہ رح نے کہا کہ اطاعت کرنے والے اہل صلوٰۃ۔ ابن عباس رض نے کہا تسبیح کرنے والے۔ اور ایک روایت مین ابن عباس نے فرمایا کہ مطیع و محسن لوگ۔ بعض سلف نے کہا کہ وہ لوگ جو مغرب و عشاء کے درمیان نماز پڑھتے ہین۔ بعض سلف نے کہا کہ جو لوگ چاشت کی نماز پڑھتے ہین۔ مترجم کہتا ہے بعض احادیث سے اسکا ثبوت ہوتا ہے اور بعض سلف نے کہا کہ اوابین وہ لوگ کہ گناہ مین مبتلا ہوے پھر توبہ کرلی پھر مبتلا ہوے پھر توبہ کرلی۔ یہی سعید بن المسیب کا قول ہے۔ کما رواہ عبد الرزاق و ابن جریر۔ اور عطاء بن یسار اور سعید بن جبیر و مجاہد رح نے فرمایا کہ اوابین جو لوگ نیکی کی طرف رجوع لاتے ہین اور عبید بن عمیر نے کہا کہ جو لوگ تخلیہ مین اپنے گناہون کو یاد کرکے اللہ تعالی سے استغفار کرتے ہین اور یہی مجاہد رح سے بھی مروی ہے اور عبد الرزاق نے عبید بن عمیر سے روایت کی کہ ہم لوگ اواب خفیظ اسکو کہتے ہین جو اسطرح اپنے مجلس مین کہے اللھم اغفرلی ما اصبت فی مجلسی ہذا۔ یعنی الٰہی مین نے جو اپنی اس مجلس مین گناہ پایا ہو اُسکو مجھے بخشدے۔ شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ اولی یہ ہے کہ اواب وہ کہ جو گناہ سے توبہ کرے اور معصیت سے طاعت کی طرف رجوع لاوے اور مکروہات الٰہی [illegible] طرف رجوع لاوے۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ قول بھی صواب ہے۔ **قال المترجم** بعض آثار سے ثابت ہے کہ باپ [illegible] فی العرائس قولہ تعالی وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔ ربوبیت [illegible] کے واسطے ازلی مین عبودیت خالصہ بصفت تجرید از دید از غیر واجب ہوئی ہے کیونکہ ازل مین اوتعالی موصوف بربوبیت تھا اور ہمیشہ اُسکی [illegible] ہے اور عبودیت کا حق کسی غیر کے لیے فی الحقیقت محال ہے کیونکہ حادث البتہ حادث کی بندگی اپنے خیالات مین کرتا ہے مگر یہ عبودیت [illegible] اور عبودیت حقیقی نہین واقع ہوئی مگر اُسی کے واسطے جو ازلی ابدی ہو اور عبودیت یہ ہے کہ قدیم کو حادث سے منفرد یقین کرے اور [illegible] مین متصرف ہے اور اُسکی مرضات کے سامنے فنا رہو وے اور والدین کے ساتھ جو احسان کا حکم دیا تو اس وجہ سے کہ [illegible] اور ایجاد کرنے مین اُسکے فعل کی تعظیم و احترام اُسکی صفت کے احترام سے ہے اور اُسکی صفت کا احترام مثل اُسکی ذات [illegible] والدین کا احسان و احترام و تعظیم کرنا اللہ تعالی کے احترام و اجلال سے ہے پھر چونکہ شیخ طریقت و استاد حقیقت منجملہ تین باپون [illegible] اللہ تعالی کی محبت مین اُنکی پیروی و تعظیم کرنا سب پر مقدم ہے۔ **قال المترجم** بعض آثار سے ثابت ہے کہ باپ

تین ہین ایک وہ کہ جسکے نطفہ سے پیدا ہوا اور ایک وہ کہ جس نے تجھے اپنی دختر دی یعنی خسر اور ایک وہ کہ جس
اور ان سب مین بہتر وہ ہی جس نے تجھے تعلیم دی - جب یہ معلوم ہوا تو حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم
ازواج مطہرات تمام مومنون کی امین ہین پھر جس نے کسی شیخ طریقت و استاد حقیقت سے فیض پایا وہب
نے بیان کیا فافہم - بعض مشائخ نے کہا کہ عبودیت یہ ہی کہ ارباب کو قطع کرے یعنی صفات آلیہ مین کسی دوسرے کی
کی طرف سے نفع و ضرر بھی نہ جانے اور اسباب سے گردن چھڑا دے یعنی کسی سبب کو تو ثر نہ سمجھے کہ مثلاً پانی پینے سے
اللہ تعالیٰ ہی اور وہی اپنے فضل سے بندے کی معیشت واسطے اسباب کو دیتا ہی اور جو تدبیر و سبب نکالا جاتا ہی یہ بھی اسی کی طرف سے اور اسکے
کی فرمانبرداری ہی اور یہی امتحان نفس پر مشکل ہی کہ سبب برانگیختہ کرنے کا یہی حکم ہی اور یہ بھی حکم ہی کہ سبب کی طرف نظر نہ ہو پس عبودیت یہ ہی کہ
کو قطع کرے اور اسباب سے علیحدہ ہو اور حق عزوجل کی طرف رجوع لاوے شیخ ابوعثمان مغربی رح نے فرمایا کہ نیوندہ مقام عبودیت مین
ہو جاتا ہی تو مشاہدہ غیب کے واسطے اسکا سر باطنی ظاہر ہوتا ہی اور جو وہ چاہتا ہی قدرت الٰہی اسکو پورا کر دیتی ہی - مترجم کہتا ہی کہ جو شخص مقام
عبودیت مین ہی وہ اپنی خواہش نفسانی سے کچھ نہین چاہتا ہی اسکی خواہش بھی پاکیزہ و موافق تقدیر ہوتی ہی لہذا قدرت الٰہی سے جو وہ چاہے پورا
ہوتا ہی - قولہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم - یعنی جو کچھ تمھارے نفوس مین اجلال الٰہی و تعظیم کبریائی و شہود نعمت سے ہی کہ انوار آیات کو عقل سے
مشاہدہ کرتے ہو اور روح سے نور صفات دیکھتے ہو اور سر باطن سے اسکی ذات سے مانوس ہو ان سب کو تمھارا رب جانتا ہی وہی علیم ہی
کہ تم چاہتے ہو کہ اسکی رضامندی کے لیے اپنے وجود کو قربان کرو اور صبر سے رہو اور اسکے حکم قضا پر ثابت قدم رہو اور صالحین سے
یہ اشارہ ہی کہ خطرات نفسانی کو انس روحانی سے دور کرو اور صفت حادث کو فنا کر کے معرفت کے ساتھ صفت قدیم پر نظر رکھو اور فانی ہو کر
اس سے اسی کی طرف تمھارا قرار ہو - فانہ کان للاوابین غفورا - اواب وہ ہی کہ اس سے اسی کی طرف رجوع لاوے اسطرح کہ اسکے حضور مین شرمندہ
ہو اور اس سے اسکی فضل کا کہ زیادت قرب ہی متمنی ہو کیونکہ جو کوئی اسکی طرف تضرع و زاری و تواضع و عاجزی سے رجوع لاتا ہی اور اسکے جلال
قدرت اور عظمت کبریائی مین فنا رہوتا ہی اسکو اپنے کرم سے بخشدیتا ہی اسمین ایک نکتہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے بما فی نفوسکم فرمایا یعنی نفوس کا ذکر کیا
اور قلوب و ارواح و اسرار کو نہین فرمایا اور نہ عقول کا ذکر فرمایا تو نکتہ یہ ہی کہ خوب جانتا ہی جو وہ تمھارے نفوس مین خواہش ناکارہ اور نفس
کی طبیعت مائل ہی کہ سرکشی و انکار کرے اور طاعت سے معصیت کی طرف بھاگے اسی واسطے فرمایا کہ ان تکونوا صالحین یعنی نفس کی ناگوار
خواہشون سے منہ موڑ کر اسکے پیروی چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لانے والے ہو جاؤ گے تو وہ غفور ہی کہ جو کوئی اسطرح ندامت سے اسکی
طرف رجوع لاوے اسکے اگلے گناہون کو بخشدیتا ہی اور اہل حقیقت کے نزدیک یہ بھی خواہش نفس کا گناہ ہی کہ شاید
شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ غفور ہی یعنی اسکے بندون مین سے جو کوئی اسی کی طرف رجوع لاوے اسکی مغفرت فرماتا ہی
نے فرمایا کہ اواب وہ ہی جو کثرت سے دعا مین مصروف ہو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اواب وہ ہی کہ اپنی طاقت و قوت سے
بھروسا کرے پھر اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ نیکوکاری کا حکم دیکر اہل قرابت حقیقی کے ساتھ بھلی کا حکم دیا - اور صلہ رحمی
احسان کا حکم دیا تو اسکے بعد تمام اہل قرابت و ذوی الارحام کے ساتھ اور غیرون کے ساتھ بھی نیکی کا حکم عام

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَلَا تُبَذِّرْ

اور دے قرابت والے کو اسکا حق اور مسکین کو اور مسافر کو اور نہ اسراف

وَاِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ۭ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا ۝ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاۗءَ

اور شیطان ہے اپنے رب کا ناشکرا اور اگر تو منہ موڑے ان لوگون سے بطلب

شیطان ہین

رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۝

رحمت کے اپنے رب کی جانب سے جسکا تو امیدوار ہے تو کہدے اُنسے بات آسانی کی

وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى یعنی دے قرابت والے کو خواہ وہ قرابت والا مان کی جانب سے ہو یا باپ کی جانب سے ہو یا دونون کی جانب سے ہو اگرچہ دور کے رشتہ کا ہو حَقَّهٗ اُسکا حق - یہ خطاب ہر ایک شخص کو ہے کہ اپنے اقارب کو اُنکے حقوق عطا کرے خواہ صلہ رحم کے ہون یا محبت وملاقات کے یا اُنکی مددگاری واجبی برتاو کی - بالجملہ اہل قرابت سب ایک مرتبہ کے نہین اور نہ ایک حال کے ہین بعضے محتاج ہوتے ہین تو سراج مین لایا کہ اگر خود مالدار خوشحال ہو اور اہل قرابت محتاج ہون تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اِن سب کو نفقہ دینا لازم ہے اور امام شافعی کے نزدیک نفقہ لازم نہین مگر باپ پر اولاد کا یا اولاد پر باپ کا اور بس - اور مترجم کہتا ہے کہ اِس قول پر جو امام اعظم سے نقل کیا اگر سب سے زیادہ قریب والا رشتہ دار مالدار ہو اور اِس سے دور کا محتاج ہو اور یہ شخص ایک کو نفقہ دے سکتا ہے تو دور والے کو نفقہ دیوے اور اگر سب اہل قرابت مالدار ہین تو اُنکی زیارت کرنا اور محبت کی باتین کرنا اور اُنکے کامون مین شرکت ومددگاری کرنا اور مانند اِسکے حقوق ہین اِنکو ادا کرے - سراج مین لایا کہ بعض کے قول مین قرابت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت مراد ہے یعنی عموماً سب کو حکم دیا کہ حقوق قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادا کرین اور چونکہ صدقہ اُنکے حق مین جائز نہین ہے تو مالی طور پر اُنکو ہدیہ دیوین اور سوائے مالی حقوق کے اُنکی تکریم وتعظیم کو لحاظ رکھین اور مترجم کہتا ہے کہ اگر آیت مین فقط اہل قرابت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقصود نہ ہون تو بھی اہل قرابت رسالت کے حقوق بطریق عام حکم کے داخل ہونا چاہیے کیونکہ اُنکے حقوق عام پر لازم ہین لیکن قرابت رحم ثابت نہ ہونے سے جیسے عام پر رحم کے حقوق ہوتے ہین اِس طریق پر نہونگے وَالْمِسْكِيْنَ اور دے مسکین کو اُسکا حق یعنی اگرچہ قرابت والا نہ ہو پس اہل قرابت مین جو مسکین ہو اُسپر صلہ رحم ومسکین دونون راہ سے دو ثواب ہین اِسی واسطے حدیث مین ہے کہ مسکین پر صدقہ کرنا ایک صدقہ ہے اور قرابتی محتاج پر صدقہ کرنا صلہ رحم وصدقہ ہے وَابْنَ السَّبِيْلِ اور دے مسافر کو اِسکا حق - مراد ابن السبیل سے مسافر جو اپنے مال سے علیحدہ ہونے سے اُسوقت محتاج ہو اگرچہ اپنے گھر مین تونگر ہو لہذا حدیث ابن ماجہ مین ہے کہ سائل کا حق ہے اگرچہ وہ گھوڑے پر سوار آوے - وجہ یہ ہے کہ گھوڑا شاید اُسکے سفر کی ضروریات مین ہے - بالجملہ سائل کے حق مین تو احادیث کثیرہ وہ ہین جنسے بے ضرورت سوال کی حرمت اور اُسکا عذاب ثابت ہے اور دینے والون کے حق مین یہ حکم ہے - پھر مترجم کہتا ہے کہ اِس زمانہ مین اکثر ایسے لوگ ہین جنھون نے سوال کرکے حاصل کرنا اپنا پیشہ کرلیا ہے اور دے کسب معیشت مین کبھی توجہ نہین کرتے ہین لہذا اُنکو دینے ہین گویا سوال کرنے کی عادت مین اُنکی اعانت ہے حالانکہ ہر طرح تندرست ہونے سے وے کمائی کرین اگر اُنکو سوال مین کچھ دیا جاوے اور بعض فروع اِسکے فقہ مین مذکور ہین - شیخ ابن کثیر رح نے تفسیر مین لکھا کہ اِس آیت مین صلہ ارحام واحسان کا حکم دیا اور حدیث مین ہے کہ جسکو خوش معلوم ہو کہ اُسکے رزق مین فراخی دیجاوے اور اُسکی موت مین تاخیر دیجاوے اِسکو چاہیے کہ صلہ رحم کرے - حافظ ابوبکر البزار رح نے ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جب یہ آیت وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حقہ نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا فدک دیدیا اور فرمایا کہ امام فلاس نے کہا کہ اِس حدیث کو فضیل بن مرزوق راوی سے فقط ابو یحیی تیمی وحمید بن حماد بن ابی الجزار نے روایت نہین کرنا اگر اُسکی اسناد صحیح ہو تو اِسمین یہ اشکال سخت ہے کہ یہ آیت تو مکہ مین نازل ہوئی ہے اور فدک

Marfat.com

اسکے بعد ساتوین سال ہجرت مین فتح خیبر کے ساتھ ملا ہی پھر یہ اُسکے ساتھ کیونکر ملجاویگا - مترجم کہتا ہی کہ علاوہ
نے باغ فدک حضرت سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کو نہین دیا ہی شاید مراد یہ ہو کہ فدک کی حاصلات مین سے جیسے
رکھتے تھے ویسے ہی اپنی بضعہ (ٹکڑے) کو دیتے تھے اور یہ کہا جاوے کہ معنی یہ ہین کہ چونکہ یہ حکم نازل ہوچکا تھا اب
نے اپنے واسطے فدک رکھا تو اُسمین سے صاحبزادی کو دیا واللہ تعالیٰ اعلم - سراج مین لکھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اسی طرح
کہ اموال بھی راہ الٰہی مین خرچ کرین اور معلوم ہی کہ نفس کے افعال بہت کم افراط و تفریط سے خالی ہوتے ہین تو حکم دیا
یعنی اور کسی قسم کا اسراف مت کر - اسراف مال کا خرچ کرنا ایسی صورت مین کہ نہین خرچ کرنا چاہیے - اور بات یہ بھی کہ زیادہ
کے لیے اور دکھلانے سنانے کو فضول خرچ کرتے اور اپنے اشعار مین اسکو بیان کرتے تھے پس اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ نفقہ و خرچ اپنی وجہہ پر
ہو جس سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل ہو - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے خرچ کرنے کا حکم دیا مگر اسراف سے منع فرمایا بلکہ اوسط طریقہ کا حکم
دوسری آیت مین دیا بقولہ تعالیٰ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذلک قواما - **إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ**
بیشک اسراف کرنیوالے شیطانونکے بھائی ہین - ف اخوان الشیاطین ہونے سے یہ مطلب کہ شیاطین کے مشابہ ہین - سراج مین نقل کیا کہ اخوان الشیاطین یعنی شیطان
کے طریقہ پر ہین یا اُنکے دوست ہین کہ جو کچھ وے اُنکو بیہودہ خرچ کرنے کا حکم دیتے ہین اُسکی فرمانبرداری کرنے مین یا جہنم مین شیاطین کے ساتھ ایک زنجیر مین مسلسل
ہونگے **وَكَانَ الشَّيْطَانُ لِرَبِّهِ كَفُورًا** یعنی صفت اُس جنس شیطان کی جو بھلائی سے دور اور برائی مین نہمک ہی یہ ہی کہ وہ اپنے
رب سے جس نے اُسکو تربیت کیا اور اُسکے ساتھ احسان کیا ہی ناشکری کرنے والا ہی یعنی باوجود حجت کے جہانتک اللہ تعالیٰ کے ظاہری و باطنی
نعمتون کو چھپا سکتا ہی چھپاتا ہی تو اُسکی پیروی نہ کرنی چاہیے کیونکہ وہ ایسے ہی افعال کی راہ لگاویگا - بعض علماء نے کہا کہ یہ آیت عادات
عرب کے واسطے رد ہی کہ وے لوگ مالون کو لوٹ مار سے جمع کرکے پھر تکبر و فخر سے خرچ کرتے اور قریش کے مشرکین اپنے مالون کو اسواسطے
خرچ کرتے کہ لوگون کو راہ حق سے روکین اور دین اسلام و اہل اسلام کی توہین و اُسکے دشمنون کی اعانت کرین پس اس آیت مین اُنکے افعال
کے قبیح ہونے پر تنبیہ ہی اور سراج مین لکھا کہ واضح رہے کہ جو آدمی اعتدال پر خرچ نہین کرسکتا تو بخیل ہونے سے زیادہ خرچ کرنے کی طرف
جھکا ہوا ہونا بہتر ہی اور تدبیر یہ ہی کہ خواہش نفس کے موافق مال خرچ کرنے مین ہاتھ کشادہ کرتا - اور شیخ ابن کثیر نے مشہور
نے فرمایا کہ سوائے راہ حق کے مال خرچ کرنا تبذیر ہی اور یہی قول ابن عباس کا ہی اور مجاہد رح نے کہا کہ اگر [illegible] مال
خرچ کردے تو وہ مبذر نہین ہی اور اگر کسی نے ایک سیر کھجور سوائے راہ حق کے خرچ کی تو وہ مبذر ہی - قتادہ رح نے کہا کہ تبذیر
اللہ تعالےٰ کی نافرمانی و فساد مین مال خرچ کرے اور امام احمد نے انس بن مالک رض سے روایت کی کہ [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر عرض کیا کہ مین بہت مالدار ہون اور میرے آل و اولاد بھی بہت ہین اور [illegible]
کرون اور کیا کرون آپ نے فرمایا کہ تو اپنے مال کی زکوٰۃ نکالتا ہی عرض کیا کہ ہان تو فرمایا کہ تو اچھے پاک
صلہ رحم کر اور سائل و پڑوسی اور مسکین کا حق پہچانے رہ اُسنے عرض کیا کہ مجھے مختصر بتلا دیجیے پس آپ نے
پس اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے اللہ تعالیٰ کافی ہی جب مین نے اپنے مال کی زکوٰۃ آپ کے
کو ہان اگر تو نے میرے ایلچی کو زکوٰۃ دیدی تو تو بری ہوگیا اور تجھکو اسکا ثواب ہی اور گناہ اسی کو
کو حضرت ابن مسعود رض سے تبذیر کو پوچھا گیا تو فرمایا کہ مال کو اُسکے حق کے سوائے راہ مین خرچ

Marfat.com

بعض سلف نے راہ خیر مین اپنا بہت مال خرچ کر دیا تو اُنکے دوست نے کہا کہ اسراف مین ثواب نہین ہی تو جواب دیا
نہین یہ اسراف نہین ہی۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف گذرے وہ وضو
کر رہے تھے فرمایا کہ اسی بیعد یہ کیا اسراف ہی اُنھون نے عرض کی کہ یا رسول اللہ کیا وضو مین اسراف ہی فرمایا کہ ہان اگرچہ تو ایک جاری نہر پر بیٹھا ہو
وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا یعنی جب تجھ سے سوال کرین تیرے اقربا یا اور لوگ جنکو دینے کا
تجھے حکم دیا ہی اور تیرے پاس اسوقت کچھ نہین ہی اور تو نے اُنسے اعراض کیا اسوجہ سے کہ کچھ موجود نہ تھا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّيْسُوْرًا
اُنکو سہولت کے ساتھ وعدہ دیدے کہ اگر اللہ تعالی کی طرف سے رزق پہونچا تو عنقریب تمھارے ساتھ صلہ رحم و مواسات کرونگا انشاء
اللہ تعالی پس قول میسور وعدہ ہی اور یہی تفسیر مجاہد و عکرمہ و سعید بن جبیر و حسن بصری و قتادہ وغیرہم سے مروی ہی۔ اور سالم وغیرہ مین ہی کہ
نزول اسکا بلال و صہیب و مہجع و سالم و جناب رضی اللہ عنہم کے حق مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعضے اوقات اپنی محتاجی سے
ضرورت کا سوال کرتے اور آپ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو آپ شرم سے منھ موڑتے اور اُس رزق کا انتظار کرتے جسکے آنے کی امید رکھتے تھے پس حکم
دیا کہ ایسے وقت مین اُنسے قول میسور کہنا چاہیے یعنی جو اُنکے دلون پر آسان ہو جس سے دلتنگ نہون۔ ابو حیان رح نے کہا کہ بعد نزول اُس
آیت کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کچھ نہ ہوتا تو سائل کو فرماتے کہ اللہ تعالی ہمکو اور تم کو اپنے فضل سے رزق عطا فرما دے۔ ابتغاء
رحمۃ من ربک۔ بجاے کچھ نہ ہونے کے واقع ہوا ہی کیونکہ جسکے پاس کچھ نہ ہو وہ طالب رزق ہوتا ہی پس نہونا یہ سبب طلب ہی اور طلب اسکا مسبب ہی
پس سبب کی جگہ مسبب کو رکھا گیا ہی۔ فی العرائس قولہ تعالی وآت ذا القربی حقہ والمسکین وابن السبیل اس کلام پاک کا اشارہ
مقام طریقت مین یہ ہی کہ ان لوگون کے حقوق اس مقام مین یہ ہین کہ طریقت مین اُنکی تربیت کیجاوے اور وہ اسطرح ہی کہ اِن لوگون سے حقائق
مقامات کے اور معارف و کواشف و علوم غیبیہ بیان کرے پس ذو القربی وہ ہین جو برادران معرفت کہ بلند مقامات مین پہونچ گئے
اور مسکین وہ ہی کہ جسے ارادت سے مرید ہوا سکو لطف الٰہی نے سواے حق کے اور خواہش سے سکون دیدیا ہوا اور ابن السبیل محب صادق ہی پس
تربیت کا حق یہ ہی کہ اسرار کو پھیلایا جاوے اور مسکین کا حق یہ ہی کہ اُس سے انوار کا ذکر ہو اور محب کا حق یہ ہی کہ اُس سے شمائل محبت کا بیان ہو
تاکہ طالبون کو تمکین زیادہ ہو اور اہل محبت کا شوق بڑھے اور مریدون کی رغبت زیادہ ہو۔ دوسرا اشارہ یہ ہی کہ ذا القربی روح ہی اور مسکین عقل ہی
اور ابن السبیل قلب ہی پس روح کا حق تو پاکیزہ سماع اور حسن جمال ہی اور عقل کا حق فکر و تفکر ہی اور قلب کا حق ذکر و تذکر ہی اور نیز یہ کہ روح کا حق
معرفت ہی اور عقل کا حق طاعت ہی اور قلب کا حق یہ کہ مشاہدہ کی جستجو مین خلوت سے مانوس ہو پس ان [illegible] کو اُنکا حق دینا چاہیے۔ روح
کا حق اسوجہ سے ہوا کہ خلق کی پیدائش سے پہلے وہ قرب و مشاہدہ مین تھی اور عقل اسواسطے مسکین ہوئی کہ وہ حقیقت وحدانیت کی ادراک
سے عاجز ہی اور قلب اسواسطے ابن السبیل ہوا کہ وہ ذات کی معرفت کے واسطے ایک حال سے دوسرے حال پر صفات کی راہ مین منقلب ہوتا ہی

پھر اللہ تعالی نے طریقہ خرچ ارشاد فرمایا۔

وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا
اور نہ تو بندھا ہوا رکھ اپنا ہاتھ اپنی گردن کی جانب اور مت پھیلا اُسکو پورا پھیلانا کہ تو بیٹھ رہے ملامت کیا ہوا
مَّحْسُوْرًا ۳۷ اِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا
درماندہ کو تحقیق تیرا رب کشادہ کرتا ہی رزق جس شخص کے واسطے چاہے اور تنگ کرتا ہی وہ اپنے بندون کے ساتھ خوب آگاہ دیکھنے والا ہی

Marfat.com

اسر تعالے جو حکم مومنون کو بطور وصف کے سورہ فرقان مین دیا کہ خرچ مین درجہ اوسط چاہیے وہی پہلا
اور مت کردے اپنے ہاتھ کو یعنی بوجہ بخل کے۔ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ مغلول بجانب اپنی گردن
ہوا ہی کہ کشادہ نہین ہوسکتا اور نہین پھیلتا ہی۔ یعنی خرچ کرنے سے ایسا مت روک کہ تجھپر اور غیرون پر
ہاتھ رُک جاوے۔ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ اور مت پھیلا اسکو پورا پھیلانا۔ حتی کہ ایسا
نہ رہے۔ سراج مین ہی کہ حکمارنے کتب اخلاق مین لکھا کہ ہر خلق کے دو جانب ہین ایک افراط یعنی زیادتی کی
یہ دونون مذموم ہین اور لائق تعریف انمین اعتدال ہی پس خرچ مین یہانتک کمی کہ بخل ہوجاوے مذموم اور یہانتک
مذموم ہی اسکا انجام یہ کہ۔ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا یعنی اگر پہلی صورت ہو کہ ہاتھ یہانتک بند کرے کہ بخل
ہوگا کہ سب لوگ تجھپر ملامت کرینگے اور تیری بھلائی سے ناامید ہونگے اور اگر دوسری صورت ہو کہ خرچ مین یہانتک ہاتھ کشادہ ہو کہ کچھ نہ رہے
محسور ہوگا یعنی منبوع منقطع جیسے حسیر چوپایہ وہ کہ چلنے سے ضعیف و عاجز ہوکر بیٹھ رہا۔ پس ملوماً محسوراً بطور لف و نشر مرتب ہی کہ بخیل ہونے کا
ملوم ہونا اور طاقت سے زیادہ خرچ کرنے کا انجام محسور ہونا۔ واضح ہو کہ یہان کشاف و بیضاوی و امام رازی نے یہ روایت لکھی کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہین
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک لڑکا آیا اور کہا کہ یارسول اللہ میری ماں نے مجھے حضور مین اسواسطے بھیجا ہی کہ آپ اُسکو قمیص عطا فرماوین کہ
اسکے پاس نہین ہی وہ پہنے پس آپ نے فرمایا کہ ایک ساعت سے دوسری ساعت پر یعنی اپنی درخواست کو ایک وقت سے تاخیر دیکر دوسرے وقت
پر رکھے اسوقت دینے نہین ہی دوسرے وقت ہوگی تو ملیگی وہ جاکر پھر واپس آیا اور عرض کیا کہ وہ مجبوری سے یہی قمیص مانگتی ہی جو آپ کے تن مبارک
پر ہی پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھکر اندر تشریف لیگئے اور وہی قمیص اُتار دی اور آپ اُسی طرح برہنہ رہے اسمین بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے واسطے
اذان دی اور انتظار کیا مگر آپ تشریف نہ لائے تو آپ کے اصحاب متردد ہوکر بعد مشورہ کے بعضے آپ کے پاس گئے وہان آپ کو اس حال سے
دیکھا تب یہ آیت نازل ہوئی یعنی ہوتے ہوے بخل نہ چاہیے اور نہ سب دیدیا جاوے کہ مجبوری ہو۔ شیخ ولی الدین عراقی رح نے کہا کہ مین اسس واقعہ
کی روایت و اسناد سے واقف نہین ہوا اور شیخ ابن حجر رح نے بھی اُسکی واقفیت سے انکار کیا کذا فی السراج۔ فقال رح نے محسور کی توجیہ مین
کہا کہ جس نے اپنا کل مال خرچ کردیا اُسکی تشبیہ محسور کے ساتھ دی یعنی ایسے شخص کے ساتھ جو سفر مین بوجہ سواری تھک کر بیٹھ جانے کے رہا گیا ہو اور
وجہ تشبیہ یہ کہ جیسے وہ سواری اُس شخص کے واسطے منزل مقصود کو پہونچانے والے تھی اُسی طرح اسقدر مال انسان کے واسطے گویا سواری تھا کہ ایک
مہینہ یا ایک سال تک پہونچانا پس جیسے وہ سواری جب منقطع ہوئی تو آدمی منزل کے بیچ ہی مین پڑا رہگیا اسمین عاجز تحیر اسی طرح آدمی
نے جب ماہواری کفایت و ضرورت کی مقدار کو اس سے کم روز مین خرچ کرڈالا تو اس مہینہ کے اندر ہی عاجز تحیر رہگیا اور لوگون کی ایسا کرنا پسند
ہوتی ہی اسکے لوگون سے اور اُن محتاجون سے جو اُسکی طرف سے نفقہ پانے کے محتاج تھے اور کہتے ہین کہ یہ تحیر ہی اور اسکے
مترجم کہتا ہی کہ فقال رح نے ملوم محسور دونون کو اُسی شخص سے متعلق کیا جس نے ہاتھ پورا کشادہ کردیا ہی یعنی اگر ہاتھ پورا کشادہ
اور سابق تفاسیر کے موافق تو نہ متقطعا انجام دونون کا ہی یعنی بخیل ملوم اور کشادہ دست محسور ہی اور یہ زیادہ غریب ہی
ہی لیکن معقول وہی اول ہی چنانچہ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس و حسن و قتادہ و ابن جریج وابن ابی حاتم وغیرہ
ہی صحیحین مین ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ بخیل و خرچ کرنے
کرنے والون سے مثل دو ہے کی زرہ ہین پس خرچ کرنے والا تو جب خرچ کرنا چاہتا ہی تو وہ زرہ یہانتک

[illegible] جب کچھ خرچ کرنا چاہتا ہی تو درہ کی ہر کڑی اپنی جگہ ایسی چپک جاتی ہی کہ وہ اُسکو کشادہ کرنا چاہتا ہی مگر نہین کشادہ
[illegible] اسمار بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسمار رضہ سے فرمایا کہ بون اور بون
[illegible] خرچ کرتی رہ اور مت بھر رکھیو کہ اللہ تعالی تجھپر بھر رکھے یعنی تجھے نہ دیوے اور تھیلی کا منہ مت باندھیو کہ اللہ تعالی تجھپر بند کردے صحیح مسلم
مین ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے مجھے فرمایا کہ تو خرچ کر تجھے نفقہ دیا جائیگا صحیحین مین ابو ہریرہ رضہ
سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی دن نہین ہوتا کہ جسمین بندے صبح کرتے ہین مگر انکہ آسمان سے دو فرشتہ اترتے
ہین ایک کہتا ہی کہ الٰہی خرچ کرنے والے کو اُسکے بجاے اور دے اور دوسرا کہتا ہی کہ الٰہی بخیل کو تلف دے - مترجم کہتا ہی کہ بخیل کا مال تلف
ہونا ظاہر ہی کہ چند روزہ زندگی مین اُسنے یہ مال جمع کیا اور اُسکی حفاظت مین اپنی عمر برباد کی نہ کھایا نہ کھلایا اور نہ کوئی نیکی اُس سے حاصل کی
پھر مرا تو سب اُسکے ملک سے نکل گیا اور عمر و مال سب تلف ہوا صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ نہین کم ہوا مال کسی صدقہ سے اور نہین بڑھاتا اللہ تعالی کسی بندہ کو جس نے خرچ کیا ہی مگر عزت اور جس نے کہ اللہ تعالی کے واسطے عاجزی کی
اللہ تعالی اسکو سربلند کرتا ہی - عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت ہی کہ فرمایا لوگو بچو بخل سے کیونکہ اسنے تم سے اگلون کو ہلاک کیا اُنکو بخل
کرنے کا حکم دیا پس اُنھون نے بخل کیا اور اُنکو قطع الرحم کا حکم دیا اُنھون نے ناتے کے حقوق کاٹے اور اُنکو فسق و فجور کا حکم دیا وہ گناہ اُنھون
نے کیے - بیہقی کی روایت مین ہی کہ جو کوئی کچھ صدقہ نکالتا ہی تو ستر شیطان کے گلہ شکستہ ہوتے ہین - امام احمد نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رض
سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خرچ کرنے مین درمیانی چال چلا وہ کبھی مفلس نہ ہوگا - **إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ** تیرا رب کشادہ کردیتا ہی رزق جسکے لیے چاہتا ہی - **وَيَقْدِرُ** اور کمی فرماتا ہی جسکے اوپر چاہتا ہی - یعنی
اللہ تعالی ہی رزاق ہی کشایش و تنگی اُسی کے اختیار مین ہی جسطرح چاہتا ہی وہی اپنی مخلوق مین تصرف فرماتا ہی پس جسکو چاہتا ہی تونگر کرتا ہی اور جسکو
چاہتا ہی فقیر کرتا ہی کیونکہ اسمین اسکی مصلحت ہی اسی واسطے فرمایا - **إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا** وہی ہمیشہ اپنے بندون
کے ساتھ دانا و بینا - یعنی خوب جانتا و دیکھتا ہی کہ کون لائق تونگری ہی اور کون لائق درویشی ہی چنانچہ حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ میرے
بندون مین سے وہ بندہ ہی کہ اُسکے واسطے بہتر نہین مگر فقیری اور اگر مین اُسکو تونگر کردون تو اُسکے دین مین فساد ڈالے اور میرے بندون مین سے وہ ہی کہ اُسکے
واسطے بہتر نہین مگر تونگری اور اگر مین اُسکو فقیر کردون تو اُسکا دین بگاڑ دے کذا فی تفسیر الامام الحافظ رح - اور واضح ہو کہ کبھی بعضے لوگون کے حق مین تونگری بطریق
استدراج ہوتی ہی یعنی تونگری دیدیجاتی ہی کہ وہ اپنے اوپر بھلائی خیال کرکے گمراہی مین زیادہ ڈوبا رہے اور کبھی کسی شخص پر تنگی کیجاتی ہی اُسکے حق مین عقوبت ہوتی ہی اور
ہم اللہ تعالی سے اِن دونون سے پناہ مانگتے ہین - فیاس آیت کریمہ کے اشارات سننا چاہیے کہ عرائس البیان مین ہی قولہ تعالی ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک عذاب ۱۲
ولا تبسطہا کل البسط - اشارہ مقام حقیقت کا اسمین یہ ہی کہ حق تعالی نے ادب سکھلایا کہ تنگی کرنے یا کشادہ کرنے مین اور روکنے یا دینے مین درجہ اعتدال چاہیے کہ
بخل و تبذیر ظاہر مین امر الٰہی کی موافقت پر ہوتے ہین اور رسوم ظاہری کی صورت پر نہین ہوتے ہین پس کبھی تو آدمی کسی رسم ظاہری سے منقبض ہوتا ہی حالانکہ وہ باطن
مین ہو اور کبھی بسط ہوتا ہی حالانکہ وہ بھی ماموریہ نہین ہی پس عارف صادق اللہ تعالی کی طرف سے روے زمین پر خازن ہی وہ قبض و بسط موافق حکم کے
کرتا ہی - اور اشارہ ہی کہ عارف صادق کے پاس جو کچھ حاضر ہو وہی اُسکے لائق ہی جب کہ محتاج ہو کیونکہ وہ منزل ازل و ابد کی سفر مین ہی اور
[illegible] تک جاوے تو وہ ہزار برس کی راہ سے بازرہے اور دوسرا کوئی شخص جو مقام عبودیت مین ہی اُسکی برابری نہین
[illegible] اور یہ کلام [illegible] سخاوت و بخل نہین ہی اور انبیاء و صدیقین کی جبلت مین بخل نہین رکھا جاتا ہی اگر مذہب تو خیرات کرنا ہوتا ہی

Marfat.com

اور ہم نے جس طرف اشارہ کیا یہ معرفت کی حقیقی حکمت ہے۔ پھر عارف کو چاہیے کہ جیسے تن کی پرورش
اسی طرح روحی پرورش و تربیت مین اعتدال چاہیے یعنی سالکین کے واسطے نہ اسقدر تنگی کرے کہ
نہ ایسی کشایش کرے کہ ایسی بات ذکر کردے جسکو نہین اٹھا سکتے تو ہلاک ہوجاوین شیخ کو چاہیے
کیا کہ آدمی نہ تو بسط و سخاوت پر قائم ہو اور نہ منع و بخل پر کھڑا ہو بلکہ ہر حال مین اللہ تعالی کی رحمت کا
بخل مت کر اور عطار کی تمامت کر کیونکہ ملک در حقیقت اللہ تعالی کا ہے اور آدمی اسمین تقسیم کرنے والا ہونا ہے

حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین تو باٹنے والا ہون اور دینے والا فقط وہی اللہ تعالی ہے

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ

اور مت مارڈالو اپنی اولاد کو بخوف محتاجی کے ہم رزق دیتے ہین انکو اور تم کو

كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ۝ وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ۭ وَسَاۗءَ سَبِيْلًا ۝

بڑی خطا ہے اور مت قریب ہو زنا کے یہ تو حد بھر فحش ہے اور بہت خراب راہ ہے

اللہ تعالی نے والدین کی وصیت پوری فرماکر اپنا رزاق ہونا ثابت کرکے اولاد کے بارہ مین وصیت کی بقول تعالی وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ
اور مت قتل کرو اپنی اولاد کو۔ اولاد کے نام سے والدین کی محبت اُنپر بڑھائی ہر چند کہ والدین و اولاد سب اللہ تعالی کے بندے مملوک ہین مگر
ایک تو اولاد کہا کہ والدین اولاد کے قتل سے دور بھاگین اور دوسرے اُنھین کی طرف نسبت کی کہ کوئی اپنی اولاد پر ظلم نہین کرتا پس
اپنی اولاد کو مت قتل کرو خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ بخوف فقر و فاقہ کے نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ہم اُنکو رزق دیتے ہین اور تم کو
یعنی جب جان چکے کہ رزق دینے والا اللہ تعالی ہے تم مین سے کوئی شخص رازق نہین ہے تو اُنکو رزق کی طرف سے فقیری کے خوف سے مت قتل کرو
اور جان رکھو کہ اگر اولاد کے ساتھ تمکو ایک روٹی ملی تو اولاد نہونے کی صورت مین بھی تم کو اسی قدر رزق ملتا۔ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ
خِطْاً كَبِيْرًا یعنی اولاد کا قتل کرنا خواہ فقیری کے خوف سے ہو یا کسی اور خیال سے ہو جیسے راجپوت و عرب جاہل لڑکیون کو ننگ و عار
کی وجہ سے قتل کرتے تھے بہر حال سب طرح بڑی خطا ہے یہ بڑا کبیرہ گناہ ہے ابن کثیر رح کے قرارت مین خطا بفتح طا و بدون مد ہے اور باقیون کی قرارت
مین بکسر الخا و سکون طا ہے۔ رمانی رح نے کہا کہ خطا بکسر خا و سکون طا کے واسطے اس فعل کے
استعمال ہوتا ہے کہ جو عمداً بر خلاف صواب کے عمل کرے اور بفتح خا و طا کبھی بغیر تعمد کے بھی ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ اول
بد راہی کے فعل کو کہتے ہین اور دوم کبھی عمداً ہوتا ہے اور کبھی چوک جانے مین مستعمل ہوتا ہے پس جمہور کی قرارت
ہر کہ جو کوئی چوک جانے کا دعوی کرے بالکل جھوٹا ہے اسکا عذر قبول نہ ہوگا بلکہ عمداً بدکاری کبیرہ گناہ
سے روایت ہے کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کون گناہ سب سے بڑا ہے فرمایا کہ تو اللہ تعالی کے واسطے ہمسر بنائے
عرض کیا کہ پھر کون ہے فرمایا کہ تو اپنے فرزند کو قتل کرے اس خوف سے کہ تیرے ساتھ اُسکو طعام دیا جائیگا
کی جورو سے ملکر زناکاری کرے۔ امام رازی وغیرہ نے ذکر کیا کہ اولاد کی پرداخت کئی وجہ سے واجب ہوئی اول
کا وجود ہوا اور اولاد اس حال مین نہایت ضعیف ہین اور سوائے والدین کے اُنکا کوئی متکفل نہین ہے
مین کفالت فرض ہے بعوض اسکے جو اُنھون نے اولاد کے ساتھ برتاؤ کیا ہے اگرچہ والدین بلا احسان ہیں

Marfat.com

[illegible] اور قلب نہایت سخت
[illegible] لڑکے اور لڑکیاں دونوں شامل ہیں اور
[illegible] کوئی فائدہ نہیں ملتا اور لڑکے لوٹ مار وغیرہ
[illegible] غیر کو دے کر فاسد کر دی جاویں بہرحال شرم
[illegible] ہر ایک پیدا ہونے کے ہے اور اسمیں
[illegible] رکھتا ہے۔ یعنی زنا کرنا تو دور ہے اسکے پاس بھی مت جاؤ۔
[illegible] پیدا ہوتے ہیں جیسے چوری و لڑائی و قتل کرنا
[illegible] وَسَاءَ سَبِيلًا اور بُری راہ ہے یعنی زنا کا راستہ بہت
[illegible] عامر عن ابی امامہ۔ یعنی امام احمد نے اس اسناد سے ابو امامہ رضی اللہ عنہ
[illegible] پاس آیا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھے زنا کرنے کی اجازت دیجیے پس لوگ
[illegible] صلعم نے فرمایا کہ مجھ سے قریب ہو جب وہ نزدیک ہوا تو فرمایا کہ بیٹھ جاوہ بیٹھ گیا
[illegible] کیا تو اسکو اپنی ماں کے لیے پسند کرتا ہے۔ اسنے کہا کہ واللہ نہیں پسند کرتا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے
[illegible] فرمایا کہ بھلا تو اسکو اپنی بیٹی کے واسطے پسند کرتا ہے اسنے کہا کہ واللہ
[illegible] فرمایا کہ اور لوگ بھی اسکو اپنی بیٹیوں کے حق میں نہیں پسند کرتے فرمایا کہ بھلا اسکو
[illegible] اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے فرمایا کہ اور لوگ بھی اسکو اپنی بہنوں کے حق میں
[illegible] کہا کہ واللہ نہیں مجھے اللہ تعالیٰ آپ پر فدا کرے فرمایا کہ اور لوگ بھی اسکو اپنی
[illegible] اپنی خالہ کے حق میں پسند کرتا ہے عرض کیا کہ نہیں واللہ آپ پر اللہ تعالیٰ مجھے فدا کرے
[illegible] راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اپنا دست مبارک اسپر رکھا اور فرمایا کہ اللھم
[illegible] حصنا فرجہ اسکے قلب کو پاک کر دے اور اسکی شرمگاہ کو محفوظ کر دے۔ راوی نے کہا کہ
[illegible] روایت نہیں کرتا تھا۔ ابن ابی الدنیا نے روایت کی کہ حدثنا عمار بن نصر
[illegible] النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من ذنب بعد الشرک اعظم عند اللہ من نطفۃ
[illegible] اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ آپ نے فرمایا کہ شرک کے بعد کوئی
[illegible] حرام میں واضع رحم سے حلال کے وضع حمل حلال نہیں ہے۔ جب اللہ تعالیٰ
[illegible] صلعم نے اجراء آل نبیم سے منع فرما کر بعد تاکید و گانے والے کے

Marfat.com

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ

اور مت مارو اولاد جان کو ہرکہ اللہ تعالیٰ نے حرام کر

جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ

ہم نے کر دیا اُسکے ولی کے لیے غلبہ سے مراد

لَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ

مت پاس جاؤ مال یتیم کے مگر طریقہ سے

بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا

عہد کو عہد تو ضرور پوچھا جائیگا

وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ۚ ذٰلِكَ

وزن کیا کرو ترازو سے جو راست ہو

پہلے قتل اولاد سے منع فرما کر عموماً قتل نفس سے جو ناحق طور پر ہو منع فرمایا بقولہ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ وہ نفس جسکو اللہ تعالیٰ نے محترم کیا ہے یعنی اسلام و عہد سے ہو سابہ نہیں ہے حتی کہ اُنپر جہاد کا حکم ہے۔ سے اس کرامت میں داخل نہیں ہیں اور جو کفار کی والوں کی حفاظت مسلمانوں پر واجب ہے اور جزیہ اُسی کا عوض ہے اور جن کافروں سے ہے غرضکہ اسلام لانے یا عہد کرنے سے جو جانیں محفوظ ہیں اُنکو مت قتل کرو۔ اِلَّا بِالْحَقِّ جو اُنکا قتل کرنا بحکم شرع مباح کرتا ہے۔ وفی تفسیر الامام الحافظ یعنی حق شرعی کے ساتھ قتل کرنا نے فرمایا کہ حلال نہیں خون کسی مرد مسلمان کا جو کہتا ہے کہ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ والی کے عوض میں جان کو مارو دم جورو والا مرد یا شوہر والی عورت زنا کرے سوم مسلمان کے قتل سے تمام دنیا کا زوال اللہ تعالیٰ کے نزدیک آسان ہے وہ شخص کہ کافر ہو گیا بعد ایمان کے یا اُسنے زنا کیا بعد محصن ہونے کے یا قتل کیا جاوے۔ مترجم کہتا ہے کہ کلمہ طیبہ کی شہادت سے مراد یہ ہے کہ ظاہر کے موافق مسلمانوں میں اسکو شامل کرینگے اور وہ مسلمان ہو گا لیکن شرعی ہوں تو ہم اُسکے کافر و مرتد ہونے کا حکم دینگے جنکے تفصیل فتاوی میں ہے کلام مصنوعی تبلاوے یا غازیہ کو گالی دیوے یا منکر ہو واجب القتل ہو جائیگا اگر توبہ کرے پیشتر جان کے قتل کیا توبہ کو قصاص میں ارشاد ہے کہ حاکم بھی مقتول کے قتل کیے جانے کا حکم ہو چکا پھر ولی کے سوائے کسی

Marfat.com

[illegible] ہو جاوے وطریقہ اُسکا
[illegible] ہو جاوے تو شکم ہو بھی اپنے طریقہ سے بحکم قاضی
[illegible] ہو کا مستحب ہو کہ سمجھایا جاوے اور اُسکا شبہہ دور کیا جاوے اور
[illegible] سے تو کسی طال مین قتل نہ کیجائیگی مگر فہمایش و بجاوے قید کیجاوے
[illegible] کہ دوسرے دین پر ہو جاوے ویسے ہی کافر کا ایک ملت سے دوسری
[illegible] ہے نزدیک فقط وہی ہی جو اسلام چھوڑکر کفر پر جاوے اور
[illegible] کیا ہی آنا نجملہ یہ کہ جس نے نماز چھوڑی پس اگر اُس سے منکر ہو کر
[illegible] ہو امام شافعی رح کے نزدیک چند شرائط معلومہ کے ساتھ واجب القتل ہی
[illegible] جیسے کنوارا مرد یا عورت زنا کرے۔ انا نجملہ یہ کہ جو شخص اعلام کرے یعنی
[illegible] کے نزدیک قاتل کو قتل کرنا واجب ہی اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک واجب نہین ہی
[illegible] ہی اور یہ فعل نہایت درجہ فحش ہی پس حاکم کو اختیار ہی کہ اُنپر دیوار ڈھاوے
[illegible] صحاح مین ہی کہ حضرت ابو بکر رض نے اعلام کے فاعل و مفعول دونون پر دیوار گروادی
[illegible] صحیح مین جلانے کی سزا دینے سے ممانعت ہی لہذا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے آئندہ ایسی
[illegible] اپنے جادو سے فلان کو قتل کر ڈالا تو امام شافعی کے نزدیک وہ واجب القتل ہی
[illegible] کہتا ہی کہ اگر کوئی شخص ہو کہ راہ مین لوگون کو نشہ دیکر مال لوٹتا ہو یا ایسے طور پر فساد کرتا ہو
[illegible] کو قتل کر سکتا ہی اور فتاوی کی کتاب التغریر مین ایسے مسائل دیکھنا چاہیے۔ ازانجملہ
[illegible] کسی چیز سے قتل کیا تو قاتل واجب القتل ہی یہ امام شافعی رح کا قول ہی اور منہاج کہتا ہی
[illegible] کے ساتھ وطی کی تو اکثر فقہا کے نزدیک وطی کرنے والا واجب القتل
[illegible] ہی لیکن چوپایہ ذبح کرکے جلا دیا جاوے یہ حدیث مین آیا ہی اور یہی قول فقہ مین بھی صحیح
[illegible] ہی ہر ایک فقیہ نے جن دلائل شرعیہ سے اپنا مختار حکم نکالا ہی وہ فقہ مین
[illegible] چاہیے کہ چاہے نزدیک اگر باپ نے بیٹے کو قتل کیا اگرچہ ناحق ہو تو باپ اُسکے
[illegible] لازم ہونے اور بردہ آزاد کرنے یا دو مہینہ کے [illegible] روزے رکھنے کے احکام
[illegible] کسی ذمی کو قتل کیا تو آیا قصاص مین قتل کیا جاوے یا نہین اسمین اختلاف فقہ مین مذکور
[illegible] اگر اسکو تعزیر دیگا اور وہ شرعی سزا ادا کرے لیکن اگر غیر کے غلام مسلمان کو قتل
[illegible] کہ اگر حکم شرعی ہو تو حق شرعی سے جان کو قتل کرنا مباح ہی اور
[illegible] کہ جان کو جو معصوم محترم ہی مت قتل کرو اور دوسرے مقام کی
[illegible] اور دوسری آیت مین قصاص کا فائدہ بتلایا کہ

Marfat.com

اس سے ظلم وکون کی زندگی ہر کیونکہ شخص جانیگا کہ اپنی جان کی امان
جان کی آبرو نہ سمجھی نڈر ہو گیا اُسنے سب جانون کی حرمت کو
فرمایا کہ۔ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا اسی کا ذکر
ناحق طور پر مقتول ہوا۔ فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهِ سُلْطٰنًا
ہوتا ہی خواہ سب سے مقدم ہو جیسے بیٹا یا باپ پھر اسی
کی طرف سے مسلط کیا گیا ہی۔ معالم مین کہا کہ سلطانا یعنی قوت و حجت
قتل کر سکتا ہی یہ مجاہد کا قول ہی اور ضحاک نے کہا کہ سلطان اسکے واسطے
سے بعد اثبات کے حکم شرعی بذریعہ قاضی و حاکم ہوا کرتا ہی اور چاہے دیت لیکر
ولی کو قصاص کا اختیار نہ رہا بلکہ وہ بھی دیت ہی لے سکتا ہی اور اقتال عفو سے
لکھا کہ سلطانا یعنی ولی کو سلطنت دی قاتل پر کہ وہ مختار ہی چاہے قصاص مین
کردے جیسا کہ سنت مین ایسا ثابت ہوا ہی۔ بالجملہ مقتول کے ولی کو سلطنت دی گئی ہے
کی قرأت مین فلا تسرف۔ تباء فوقیہ ہی یعنی پس تو قتل مین اسراف مت کر۔ یا قول
پھر اگر خطاب یا غیبت سے مراد ظالم قاتل ہی تو معنی یہ ہوے کہ جب قتل ناحق جیسے ولی مقتول
کر سکتا ہی تو ای قاتل ظالم تجھے ایسے قتل ناحق کرنے مین جو کہ اسراف ہی نہ چاہیے
جو کہ مسلط کیا گیا ہی اسکو قتل قصاص مین اسراف نہ چاہیے۔ اسراف کی تفسیر مین کئی
قتل کرے۔ ابن کثیر رح نے تفسیر مین لکھا کہ یہ ابن عباس کا قول ہی اور مجاہد نے معالم مین کہا کہ
جاہلیت مین جب کسی قبیلہ مین سے کوئی مقتول ہوتا تو اولیاء مقتول صرف اتنی بات
کہ اُس سے اشرف قتل نہ کرین۔ سعید بن جبیر نے کہا کہ جب قاتل ایک ہی ہو تو اولیاء مین ایک
جاہلیت والے ایسا کرتے تھے۔ وجہ دوم قتادہ نے کہا کہ قاتل کو قصاص مین قتل کر چکے پھر اسکی
چاک کرنا وغیرہ حرکات اس قاتل کے لاش کے ساتھ نہ کرے۔ سراج مین ہی کہا اسراف کی تفسیر
اشرف منتخب کر کے اسمین سے خاص خاص لوگون کو قتل کرے جیسا کہ جاہلیت مین کیا کرتے تھے
نے کہا کہ اسراف مین ان سب وجوہ سے ممانعت داخل ہونا کچھ بعید نہین ہی کیونکہ یہ سب
قصاص مین بھی قابو نہ دیا جاوے کہ مثلاً وہ گٹھلی چھری سے ذبح کرے۔ بالجملہ
اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا وہ نصرت دیا گیا ہی غیر ہی نے ولی مقتول کے
مین مجاہد رح سے ذکر کیا کہ مقتول کی طرف راجع ہی یعنی مقتول مظلوم کو نصرت
اگر کسی کا ولی نہ ہو تو سلطان اسکا ولی ہی اور آخرت مین اہل مقتول کے گناہ
دونون مین مقاتلہ نہ ہو ورنہ آخرت مین قاتل کی سزا سے چھٹکارا نہ ہوگا

Marfat.com

[illegible] کا قصور ہے فرمایا کہ وہ بھی حریص تھا کہ اپنے مقابل
[illegible] مناسب ہے کہ فلا یسرف فی القتل سے مراد قاتل ہو یعنی قاتل کو یہ فعل
[illegible] گئی ہے حتی کہ جماعت اسلام و گروہ مسلمین مع سلطان پر مقتول کی طرف
[illegible] کے قول مین یہ ضمیر ولی مقتول کی طرف راجع ہے یعنی ولی مقتول کو نصرت
[illegible] اسی قدر پر اکتفا کرے اور اس سے زیادہ نہ چاہیے اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا
[illegible] شیخ امام نے اس کلام کی تفسیر مین فقط اسی قدر پر اکتفا کیا ہے۔ مترجم کہتا ہے
[illegible] مناسب ہے جیسا کہ معالم مین بعض کا قول مذکور ہے۔ اور اگر فلا یسرف مین ولی مقتول کو
[illegible] ضمیر بجانب قاتل راجع ہونا مناسب ہے اور توجیہ اسکی سراج وغیرہ مین اسطرح مذکور ہے کہ ولی
[illegible] اسلیے کہ اللہ تعالی کی طرف سے اسپر زیادتی حرام ہے اور اسلیے کہ جب اسکے فعل سے
[illegible] اسکو نصرت ہوگی مترجم کے نزدیک یہ توجیہ ہے واللہ تعالی اعلم۔ اولی یہ ہے کہ تفسیر مین یون کہا جاوے
[illegible] فقد جعلنا لولیہ سلطانا۔ تو اسکے ولی کے واسطے ہم نے قاتل پر سلطنت و غلبہ شرعی دیدیا ہے کہ قاتل کو
[illegible] امام المسلمین۔ فلا یسرف فی القتل۔ تو قاتل کو ایسا اسراف نہ کرنا چاہیے کیونکہ ایک عالم کے مقابلہ
[illegible] ولی مقتول اسپر غالب ہوگا۔ انہ کان منصورا۔ قدرت الہی مین ولی مقتول منصور ہے۔ پس قاتل لامحالہ
[illegible] ایک لطیف استنباط نقل کیا یعنی قولہ تعالی من قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا۔ مین لکھا کہ امام البحر
[illegible] کے عموم سے نکالا کہ سلطنت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہو جائیگی اسوجہ سے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ولی
[illegible] معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے قاتلان عثمان کا مطالبہ کرتے تھے
[illegible] اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ مہلت چاہتے تھے کہ امر خلافت مین جو فتنہ پھیل گیا ہے یہ فرو ہو جاوے
[illegible] حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر معاویہ رض سے چاہتے کہ شام کا ملک سپرد کرو پس معاویہ رض نے اس سے
[illegible] اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت سے بھی انکار کیا اور تمام شام کے اہل اسلام انکے ساتھ
[illegible] کیا تھا ذہبی ہوا کہ سلطنت معاویہ رض پر مستقر ہو گئی اور یہ عجیب بات اور عجیب استنباط ہے
[illegible] روایت کیا کہ حدثنا یحیی بن عبد الباقی قال حدثنا ابو عمیر بن النحاس حدثنا ضمرہ بن ربیعہ عن ابن شوذب
[illegible] عباس رض یعنی ہم لوگ حضرت ابن عباس کے پاس انکے کلام سننے کو حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا
[illegible] اور نہ علانیہ ہے بات یہ ہے کہ جب اس مرد کا واقعہ ہوا جو کچھ ہوا یعنی حضرت عثمان کا تو اسوقت
[illegible] کہ تم کسی سوراخ کے اندر ہو گے تب بھی تلاش کر کے نکالے جاؤ گے مگر انھون نے نہ مانا اور
[illegible] اللہ تعالی فرماتا ہے کہ ومن قتل مظلوما فقد جعلنا لولیہ سلطانا الآیۃ
[illegible] کرینگے اور ضرور ہے کہ ایک وقت یہود و نصاری و مجوسی تمھارے امور کے
[illegible] جس نے چھوٹا اور ضرور تم چھوڑ دیگے تو ایسے ہو جاؤ گے

Marfat.com

جیسے اگلی امتون مین سے ایک امت پس ہلاک ہوگئے جنمین [illegible]
ہوا کیونکہ سلطنت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جلد ہوگئی ولیکن اسمین آخر [illegible]
طریقون سے یہی لوگ ہین حتی کہ اکثر ملکون مین نصرانی بادشاہ ہین اور کہین [illegible]
تیسم امور ہین اور اس کلام مین یہ بھی اشارہ کردیا کہ تم لوگ ضرور اپنے دین [illegible]
پھر جب اُنھون نے اُسکو چھوڑا تو دوسری اقوام کے مثل ہوگئے پس اب [illegible]
نصرانیون سے کم رہے لہذا مغلوب ہوئے اور امر الٰہی مقدر لامحالہ ہونے والا [illegible]
ممانعت کردی تو اسکے بعد مال تلف کرنے سے ممانعت فرمائی اور اموال یتیم کو مخصوص [illegible]
زیادہ احتیاج رکھتا ہے لہذا فرمایا وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ اور مت پاس [illegible]
پاس جانے اور لینے کے بعد ہوگا تم اسکے پاس ہی مت جاؤ۔ اس سے ظاہر ہوا کہ [illegible]
مبتلائے فتنہ ہوجاتا ہے تو اگرچہ آدمی کو عزم جزم ہو کہ مین مبتلا نہین ہونگا تب بھی نزدیک نہ جانا [illegible]
اسکا عزم ہو کہ ہرگز نہین ہونگا۔ کیونکہ حدیث مین ہے جو چراگاہ کے گرد گھومے وہ نزدیک ہے کہ اسمین [illegible]
وکسی ارادہ سے یتیم کے مال کے پاس مت جاؤ۔ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ سوائے اس [illegible]
کہ یتیم واسکے اموال کو تنہا چھوڑ دو بلکہ اسمین فساد کی نگاہ سے ہر طرح بچو اور اصلاح کی نگاہ سے دیکھو اور [illegible]
ممکن ہے کہ وحدیث صحیح مین ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اور یتیم کا کفالت کرنے والا [illegible]
اور کلمہ کی دونون انگلیان ملائین۔ بالجملہ یتیم کی خوبپرداخت اور کفالت کرنے مین بڑا درجہ ہے تو اسکے [illegible]
بھی عظیم ہے لہذا فساد سے منع کردیا اور اچھی طرح سے پرداخت کو مستثنیٰ کیا۔ طریقہ احسن مین دو وجہ ہین ایک
جس سے وہ مال بطور حلال کے بڑھتا جاوے مثلاً حفاظت کے ساتھ مفت اسکو تجارت مین لگاوے اور
یہ کہ مجاہد رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ اگر یتیم کا پرداخت کرنے والا اُسکی پرداخت حتی کہ
اُسکے مال سے کھاوے تو بطور معروف اُسمین سے کھا دے اور جب اُسکو فراغت حاصل ہو تو حتی کہ
نہ ہوئی یہانتک کہ مرگیا تو اسپر کچھ مواخذہ نہین ہے۔ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ مراد یہ ہے کہ اموال
اسکے حق مین بہتر ہو وقال تعالیٰ ولا تاکلوہا اسرافا وبدارا ان یکبروا یعنی اموال یتیم کو مت کھاؤ
بانع ہوکر لے لینگے۔ ومن کان غنیا فلیستعفف۔ اور جو کوئی تم مین سے تونگر ہو تو اسکو [illegible]
فقیرانہ کھائے بالمعروف۔ اور جو کوئی تم مین سے محتاج ہو تو بطور معروف کے اُسمین سے [illegible]
نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ ای ابوذر مین تجھے کمزور دیکھتا ہون اور مین تیرے
تو مت حکم کیجیو دو آدمیون کے درمیان اور مت متولی ہو جو یتیم کے مال کا
اور فقہ مین مذکور ہے کہ اگر یتیم کے مال مین سے کوئی چیز خود خریدے تو جب اسمین زیادہ
نفع ہو کسی طرح نقصان نہ ہو اور اگر اپنا مال اُسکے واسطے فروخت کرے

Marfat.com

کی روایت تیم چرہائی رہتی ہے۔ **حَتّٰی یَبْلُغَ** یہانتک کہ پہونچ
یہ کہ بالغ ہونے کے بعد اس سے نیک چال چلن و تمیز کے آثار پائے
النکاح فان انستم منھم رشدا فادفعوا الیھم اموالھم۔ یعنی بعد بلوغ کے پھر
کہ ہمارے نزدیک یہ شرط وجوب کی نہین ہے اور تفصیل اسکی اسی
نے فرمادیا حرام کرنے مال تیم بطور حرام کھانے سے منع فرمادیا تو اسکے
**بِالْعُهُدِ** اور پورا کرو عہد کو یعنی اگر اللہ تعالی سے تم نے ایمان کا اور
عہد کرنا ہو تو اسکو پورا کردیا تم نے لوگون سے کسی قول و فعل جائز پر عہد کیا تو
ہمارے نزدیک منعقد ہوجائیگی اور معاصی کی نذرین کفارہ ادا کرے
پوچھا گیا ہے۔ معالم مین فرمایا کہ سدی رح نے کہا کہ عہد مسئول ہے یعنی مطلوب ہے
سے مطالبہ ہوگا کہ ضائع نہ کرے اور سراج وغیرہ مین لایا کہ ایک یہ معنی ہین کہ عہد مسئول
جگہ رکھا گیا اور حاصل یہ ہوا کہ صاحب عہد سے اسکا عہد پوچھا جائیگا۔ شیخ
اگر وہ سوم یہ کہ نفس عہد سے پوچھا جاوے کہ بھلا تو کیون توڑا گیا اور کیون تو پورا نہ کیا گیا
سے بر بنیت ہے جیسے موؤدہ لڑکی کے حق مین فرمایا واذا الموؤدۃ سئلت بای ذنب قتلت
اسرا عیسی بن مریم ءانت قلت للناس اتخذونی وامی الٰھین۔ پس خطاب اگرچہ عیسی علیہ السلام
ہے اور واضح ہو کہ عہد فعل ہے اور افعال مخلوق الٰہی ہین پس اسکا وجود ہے اگر معدوم ہوتا تو
افعال و اعمال و افعال بندون کے یہ بھی موجود ہے۔ حکم دوم قولہ تعالی **وَاَوْفُوا الْكَيْلَ**
جب دوسرے کو ناپ دو تو بھرپور ناپو اسمین کمی نہ ہو۔ پس اگر اپنے واسطے کسی نے
السراج۔ اور مترجم کہتا ہے کہ جن چیزون مین سود ہوتا ہے جیسے گیہون کے عوض
بالکل برابری شرط ہے پس اگر ان چیزون مین اسنے اگرچہ خود ناپ لیا اگر کم لیا تو بیع فاسد
**بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ** وزن کرو بہ ترازو سیدھی اسمین کچھ کجی نہو جفص و کسائی
اہل کوفہ کی قرارۃ مین بالضم ہے۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ وہ میزان یعنی ترازو ہے اور
المستقیم یعنی جسمین کجی دجھکاو و پھیر نہین ہوتا ہے۔ سراج مین لکھا کہ قسطاس اگر رومی لفظ
ہوسکتا ہے واسطے کہ عجمی لفظ کو جب عرب اپنے محاورات و استعمال مین اعراب کے ساتھ
بعد نقل قول حضرت مجاہد رح کے لکھا کہ سوائے مجاہد کے اورون
کہا وہ قیاس ہے مترجم کہتا ہے کہ قیان عرب گیان ہے بہت بڑی
اگر اصل لفظ رومی ہو تو عرب نے اسکو ترازو مین
**ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا** یعنی یہ امر

جسکا حکم دیا گیا کہ بھرپور ادا کرو تمہارے لیے دنیا و آخرت [illegible]
شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ خیر یعنی بہتر ہے تمہارے لیے تمہاری [illegible]
و احسن تاویلا یعنی تمہاری آخرت بہتر نیک انجام ہے۔ قتادہ [illegible]
یون فرمایا کرتے تھے کہ اے گروہ مولیٰ تم نے ایسے دو کام [illegible]
اور قتادہ نے کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ [illegible]
اگر چھوڑنا فقط اللہ تعالیٰ کے خوف سے ہو تو اللہ تعالیٰ اسکی عوض [illegible]
کہتا ہے کہ حدیث صحاح میں بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
اگلے لوگ ہلاک کیے گئے پس عدل کے واسطے ارشاد کیا۔ اور قتادہ [illegible]
حرام کو بخوف الٰہی چھوڑے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں اسکو اس سے بہتر بدل دیتا [illegible]
وغیرہ میں اسکے سوائے فوائد بھی بیان کیے چنانچہ لکھا کہ بہتری دنیا کی یہ ہے کہ دنیا [illegible]
آخرت کی بہتری یہ ہے کہ عذاب شدید سے بچ گیا اور احسن تاویل یعنی دونوں جہان میں نیک
تو انجام کو لوگ اسپر بڑا بھروسا کرنے لگینگے اور دل اسکی طرف مائل ہونگے اور [illegible]
امین اور خیانت نہ کرنے میں مشہور ہوگا اور تجارت میں لوگوں کے دل اسکی طرف جھکے [illegible]
آخرت میں انجام نیک ظاہر ہے کہ ثواب عظیم و خلاص از عذاب الیم حاصل ہوگا۔ [illegible]
انبیاء و شہداء و صالحین کے ساتھ ہوگا۔ ف فی الدارین قولہ تعالیٰ [illegible]
عہد وہ عہد ازل ہے کہ وجود اشباح سے پہلے ارواح سے حق عزوجل نے عہد لیا تھا کہ [illegible]
عہد اول کو پورا کرو کہ ہر نفس سے اسکی پرسش ہوگی اور دنیا میں ہر ایک کی حالت [illegible]
کے وقت اپنے آپ مطالبہ کرے کہ یہ اسنے اللہ تعالیٰ کے واسطے کی ہے یا کسی غیر کے [illegible]
مبارک ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا اسپر فضل ہے پھر عوام اپنے اعمال کو ظاہری شرع کے موافق [illegible]
محب کا عہد محبت ہے اور عارف کا عہد معرفت ہے اور موحد کا عہد توحید ہے [illegible]
کے واسطے رعایت ہے چنانچہ مرید اپنی عہد ارادت کی رعایت اسطرح کرے [illegible]
چیز کے گم ہونے پر صبر کرے اور عارف اپنے عہد معرفت میں اپنی ہمت کو دل [illegible]
حدوث سے منفرد کر کے لقائے حق میں فنا ہو جاوے شیخ حمدون قصار [illegible]
آداب شریعت کو بدرجہ اولیٰ ضائع کریگا۔ شیخ یحییٰ بن معاذ رازی رح نے کہا [illegible]
کہ سوائے حق عزوجل کے کسی کو مشاہدہ نہ کرے اور عہد روح یہ ہے کہ [illegible]
ہر ادائے فرائض کا عہد ہے اور جوارح پر یہ عہد ہے کہ آداب شرعی کو نہ توڑے [illegible]
اشارت اسمیں یہ ہے کہ مریدوں کے حالات جانتے تھے [illegible]

Marfat.com

ہے ہوئے ہیں تاآنکہ آگین نہ ہو پھر اوسط درجہ والون کو آگاہ کرین کہ اپنے دعوی کو میزان عدل مین تولین اور اپنے معاملات کو
مطابق کرین تاکہ اُنکے دعوی خالی از اعمال نہ ہون بلکہ قول وفعل موافق ہون پھر پورا پیمانہ اخلاص ہی اور میزان عدل وہ صدق ہی پس جو
بندہ کہ اقوال واحوال مین مخلص صادق ہوا اللہ تعالی اُسکو لطائف کرم وفضل سے اسقدر دیتا ہی کہ اُسکا شمار نہین ہوسکتا ہی اور تمام مخلوق
سے ضعف مین تر زبان ہوتی ہی کیونکہ وہ اپنے رب عزوجل کے ساتھ عدل مین ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ ابتداے حال مین قسطاس مستقیم یعنی
ترازوے شریعت کتاب وسنت پر اندازہ کرنا چاہیے اور حدیث مین صدق واخلاص وغیرہ سب کا حکم موجود ہی اور ایفاے کیل یہ کہ احسن طریقہ
سے احسن عمل کو نفس کے واسطے اختیار کرکے نفس سے نیک نیت کے ساتھ اِس عمل کو کرے اور میزان عدل صراط مستقیم پر اندازہ کرے
اور نفس کو ملامت کرے پھر اگر بھلائی پاوے تو اللہ تعالی کی حمد وثنا کرے کیونکہ یہ اُسکا ایک فضل ہی اور جہان تک برائی پاوے تو اپنے
نفس کو ملامت کرے یہانتک کہ اللہ تعالی استقامت عطا فرماوے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ کیل پورا دینا چاہیے کیونکہ تیرا وزن بھی تو لاجائیگا
اور تیرا پیمانہ ناپا جائیگا پس اگر تو نے اپنے نفس کا پیمانہ پورا بھر دیا ہی تو تیرے واسطے پورا بھر دیا جائیگا اور اگر تو نے اِسکے واسطے کمی کی ہی تو تیرے
واسطے کمی کیجائیگی۔ پھر اللہ تعالی نے تین باتون سے ممانعت کے بعد توحید پر ختم فرمایا بقولہ تعالے

لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۚ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ

مت کہو وہ بات کہ تجھے نہین اُسکا کچھ علم البتہ کان اور آنکھ اور دل ہر ایک ان سب مین

كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ۝ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ

سے سوال کیا جائیگا اور مت چل زمین پر اتراتا ہوا تو ہرگز نہین پھاڑ ڈالیگا زمین کو

وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ۝ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ۝

پہونچیگا پہاڑون تک طول مین یہ سب برائی اسکی تیرے رب کے یہان مکروہ ہے

ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ۭ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا

یہ ہین سے ہی جو بھیجی وحی کی تیرے رب نے حکمت سے اور مت بنائیو اللہ کے ساتھ کوئی

اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِيْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ۝

اور کہ تو ڈالا جاوے جہنم مین ملامت کیا ہوا راندا ہوا

قولہ لا تقف ما لیس لک بہ علم معالم مین لکھا کہ تقف از قفو ہی لغت مین اسکے معنی نشان کی پیروی کرنا عرب بولتے ہین
قفوت اثرہ اور قفیت بھی کہتے ہین یعنی بواو اور بیا ردونون طرح آیا ہی اور اقفیتہ بھی بولتے ہین یہ سب اُسوقت کہتے ہین کہ کسی کے قدم
کے نشان پر چلے شیخ ابن کثیر وغیرہ کی تفاسیر مین ہی کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ قولہ لا تقف یعنی مت کہہ۔ عوفی نے
ابن عباس سے روایت کی کہ لا تقف مالیس لک بہ علم یعنی مت بات بیٹھنک کسی پر ایسی چیز کی جسکا تجھے علم نہین ہی۔ محمد بن الحنفیہ نے کہا کہ
یعنی مت کہہ تو وہ رہنے کہا یعنی مت کہہ کہ مین نے دیکھا حالانکہ تو نے نہین دیکھا اور مین نے سنا حالانکہ تو نے نہین سنا اور مجھے معلوم
ہوا حالانکہ تو نے نہین جانا کیونکہ اللہ تعالی ان سب سے سوال فرماویگا شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ مضمون اِس سب کا یہ ہی کہ علم جس بات کا
ہو یقین کہ اور علم اپنے طریقہ سے یقینی ہوتا ہی تو جب علم نہین ہی تو گمان ہوگا اور وہ بطور وہم کے یا بطور خیال کے ہوتا ہی لہذا

Marfat.com

دوسری آیت مین صریح منع فرمایا کہ اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم - یعنی بہتیرے گمان سے بچو
مین ہی کہ لوگو بچاؤ اپنے آپ کو گمان سے کیونکہ گمان جھوٹی باتون سے ہی اور ابوداؤد کی حدیث مین ہی
کا راس بات پر کہ انھون نے زعم یعنی گمان کیا یہ بدتر ہی اور دوسری حدیث مین ثابت ہی کہ جو آدمی سنے
دیناسب سے بڑا بہتان دروغ ہی - سراج مین لایا کہ قولہ لاتقف مالیس لک بہ علم - یعنی اسی آدمی اس چیز کی
وہ قول ہو یا فعل ہو اور حاصل اسکا یہ ہی کہ جو چیز اُسکو معلوم نہ ہو اُسکے ساتھ حکم نہ لگاوے - امام رازی وغیرہ نے
جسکے تحت مین انواع مندرج ہین جیسے جھوٹ گواہی کسی قول یا فعل کی دینا - چنانچہ ابن عباس سے مروی ہی یعنی مت گواہی دے
جو تیری آنکھون نے دیکھی اور تیرے کانون نے سنی اور تیرے دل نے خوب سمجھ لیا ہی اور قتادہ کا قول اوپر مذکور ہوا اور بعض نے کہا
یہ کہ کسی کو زناکاری کی تہمت مت لگا اور بعض نے کہا کہ جھوٹ بولنے سے ممانعت ہی اور بعض نے کہا کہ مراد ممانعت مشرکون کو اُنکے اختیار
وباپ دادون کی تقلید سے - بعض نے کہا کہ قفو یعنی بہتان ہی اور اصل اسکی قفا سے ہی گویا وہ اُسکے پیچھے پیچھے کہتا ہی اور یہ یعنی غیبت ہی جیسا
مین ہی کہ من قفا مومنا بما لیس فیہ الحدیث یعنی جس نے غیبت کی کسی مومن کی ایسی چیز کے ساتھ جو اُسمین نہین ہی تو محبوس رکھیگا اُس
اللہ تعالے ردغۃ الخبال مین رواہ الطبرانی وغیرہ ردغہ دوزخیون کا نچوڑ ہی - یعنی دوزخیون کے تن سے بہہ نکلا ہوا پیپ لہو وغیرہ کچھ
کرنے والا محبوس رہیگا - سراج مین کہا کہ لفظ تو عام ہی سب کو شامل ہی پس کسی بات کی تخصیص بیکار ہی - یہان ایک سوال وارد ہوتا ہی کہ
اس آیت مین دلیل ہی کہ قیاس ممنوع ہی کیونکہ اس سے فقط ظن وگمان کا فائدہ ہوسکتا ہی اور گمان مغائر علم ہی - مترجم کہتا ہی کہ قیاس منصوص
بعلت بھی قطعی ہوتا ہی لہذا سوال مین ماوراے اس قیاس کے لیا جاوے اور واضح ہو کہ سنت متواترہ ومشہورہ اور اسی قسم سے مخصوصہ کے
سواے باقی احادیث آحاد بھی ظنی ہین پس مراد یہ کہ قیاس کے اقسام ظنی وسنت وعلی ہذا آیات کی ظنیات سب ظنی ہین اور شرع نے انکو
قبول کیا ہی حالانکہ یہان ممانعت پائی جاتی ہی - جواب دیا گیا کہ یہان جو حکم عام مذکور ہی اسمین تخصیص ہوئی ہی کیونکہ دینی اعمال مین بمجرد گمان
کے حکم دینا بالاجماع جائز ہی یا مراد علم سے اعتقاد راجح ہی جو اسناد سے مستفاد ہو خواہ قطعی ہو یا ظنی ہو اور اس معنی مین اسکا استعمال خوب شائع
اور بہت سے مسائل مین اسکا استعمال ہوا ہی - ازانجملہ یہ کہ فتوی پر عمل کرنا عمل بگمان ہی کیونکہ فتوی لینا جاہل کو کسی عالم کے قول پر عمل کرنا ہوتا
اور نیک گمان سے اسکا صدق یقین کرتا ہی علاوہ اسکے جہان سے عالم نے نقل کیا وہ بھی مظنون ہی - ازانجملہ گواہی پر عمل کرنا گمان پر عمل ہوتا
حالانکہ اسی پر عمل کرنا شرع سے واجب ٹھہرایا گیا ہی کیونکہ یہی راہ اُسکے علم کی ہی - ازانجملہ یہ کہ مسافر وغیرہ کو قبلہ کی جستجو کرنا واجب ہی اگر
کوشش کے لاابالی نماز پڑھ لی تو نماز نہین ہوتی حالانکہ ایسی کوشش دریافت قبلہ مین مفید ظن ہی - ازانجملہ
کردین اور اُنکے عوض مین قیمت واجب ہوتی ہی تو اُنکی قیمتون کے اندازہ مین خالی گمان پر مدار ہی اور ایسے ہی
ہی کیونکہ سواے گمان کے اُسکی کوئی راہ نہین ہی - ازانجملہ فصد کا جواز اور پچھنے لگانا اور دیگر معالجات سب گمان پر مبنی ہین
مین نفاق ہو تو بحکم الٰہی عزوجل فابعثوا حکما من اہلہ وحکما من اہلہا - ایک ایک حکم بھیجنا صرف مظنون پر ہی یعنی
ایک دوسرے کی طرف سے ہونا بطور مظنون معلوم ہوا - ازانجملہ شخص معین پر یہ حکم لگانا کہ یہ مومن ہی
ہی اور اسکے واسطے نشانات ظاہری البتہ ہوتے ہین پس باوجودیکہ یہی علامات مختلف ہین بھی یا ایسے
حکم لگایا تو احتمال ہی کہ مومن نہ ہو پس غالب گمان پر یہ حکم لگایا گیا ہی اور اسی گمان یعنی ظن

مسلمانون کے درمیان - اور جیسے اِس شخص کو مقابر مسلمین مین دفن کرنا اور جواز نکاح وغیرہ - اور حلت ذبیحہ و مانند اِسکے بہت احکام ہین - ازانجملہ مسلمون کی دوستی پر اعتماد اور دشمنون کی دشمنی پر مدار کار یہ سب مظنون طریقہ پر ہین اور حدیث سے بھی ثابت ہین کہ ہم لوگ ظاہر پر حکم کرتے ہین اور باطن کا متولی اللہ تعالی ہے پس جس شخص نے یہ گمان کیا کہ ظن پر عمل نہین جائز ہے اُسکا قول باطل ہے اور قیاس شرعی واجب العمل ہوتا ہے جو صحیح ہے اور مترجم کہتا ہے کہ وقائع و نوازل کی تعداد کسی حد پر محدود نہین ہے اور ہر واقعہ کے واسطے قرآن و حدیث مین تصریح نہین ہے پس وہ واقعہ بدون حکم شرعی کے نہین رہ سکتا کہ آدمی اپنی نفس کی خواہش سے جو چاہے عمل کرلے پس لامحالہ ضرورت قیاس و اجتہاد کی ظاہر ہے اور تصریح کردی گئی کہ قیاس خود مثبت نہین ہے بلکہ قیاس سے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ فلان حدیث یا آیت یا اجماع کے حکم کے افراد مین سے یہ واقعہ بھی ہے فافہم بتیید اِسمین یہ ہے کہ اعمال سے مقصود ثواب و نور ایمان ہے پس اللہ تعالی عزوجل نے کوشش سے غیر منصوصہ وقائع مین عمل کرنے سے ثواب عطا فرمایا جس سے اِس امت مرحومہ پر آسانی بھی ہوئی اور ثواب بھی بڑھ گیا پس جو ظن کہ بمقتضاے دلیل شرعی ہو وہ جائز بلکہ واجب العمل ہے اور جس سے منع فرمایا اُسکی تفسیر وہی ہے جو گذری کہ بغیر علمی طریقہ کے کسی بات پر حکم لگانا نہین چاہیے - اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کان و آنکھ جو حواس و طریقہ دریافت ہین اور فواد یعنی دل جو آلۂ ادراک ہے کُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا یہ سب اشیاء سے ہر ایک سے سوال ہوگا - پس ہر ایک کے لائق اِسکا سوال مخصوص ہوگا - سراج مین لکھا کہ ظاہر آیت دلالت کرتی ہے کہ اِن اعضاء و جوارح سے سوال کیا جائیگا پس یہان تین وجہ ہین اوّل یہ کہ معنی یہ ہین کہ بندہ سے سوال ہوگا بابت اِن اعضاء کے جس بندہ کے اندر یہ موجود ہین کیونکہ سوال اُسی سے صحیح ہوتا ہے جو عاقل ہو اور یہ اعضاء عاقل نہین تو مراد یہی ہے کہ اِن اعضاء والے آدمی سے سوال ہوگا جیسے قولہ تعالے وَاسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِيْ كُنَّا فِيْهَا - یعنی برادران یوسف علیہ السلام نے باپ سے کہا کہ دریافت کرلے اس گانون سے جسمین ہم تھے حالانکہ مراد یہ ہے کہ اِن گانون والون سے - ایسے ہی یہان ہے کہ مثلاً انسان سے کہا جائیگا کہ کانون سے تونے کیا طاعت کی پھر یہ راگ وغیرہ کیون سُنا جسکا سننا حلال نہ تھا اور یہ نصیحت کیون نہین سُنی جس سے تجھکو توفیق دیجاتی - اور آنکھ سے کیا کام کیا پھر کیون فلان طرف نظر کی جدھر تجھے نظر کرنا حلال نہ تھا اور علی ہذا دل ہے کہ تونے کیون ایسی بات پر عزم جزم کیا جسپر عزم تجھے حلال نہ تھا - وجہ دوم یہ کہ آیت مین تقدیر یہ ہے کہ اولئک الاقوام کان عنہ یعنی اِن سب اقوام سے دربارہ ان اعضاء کے سوال ہوگا مثلاً کہا جائیگا کہ تم کان کو کس کام مین لائے آیا طاعت مین یا معصیت مین - اور دیگر اعضاء کا حال ہے اور یہ اِسوجہ سے ہے کہ حواس بمنزلۂ نفس کے آلات کے ہین اور نفس اُنپر سردار ہے کہ ہر ایک کو اُسکے کام مین لگاتا ہے پس جس نے طاعت مین لگایا تو مستحق ثواب ہے اور اگر اُسنے گناہ مین لگایا تو مستحق عذاب ہے - وجہ سوم یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ یوم تشہد علیہم السنتہم وایدیہم وارجلہم بما کانوا یعملون - یعنی جس دن کہ گواہی دینگی اُنپر اُنکی زبانین و ہاتھ و پانون اِس چیز کی جو دے کرتے تھے - پس اِن اعضاء کا گواہی دینا اُسوقت پر ہوگا کہ اللہ تعالی اِنمین ایسی حیات پیدا فرماویگا جس سے گواہی دینگی پس اِسی طرح کچھ بعید نہین ہے کہ اللہ تعالی سمع و بصر و فواد مین قوت گویائی پیدا فرماوے پھر اِن اعضاء سے سوال کیا جاوے - محی السنہ نے معالم مین اپنی اسناد کے ساتھ شکل بن حمید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا نبی اللہ مجھے ایک استعاذہ سکھلا دیجیے کہ مین اُس سے پناہ مانگا کرون پس میرا ہاتھ بڑھا اور فرمایا اعوذ بک من شر سمعی و شر بصری و شر لسانی و شر قلبی و شر منیی - یعنی الٰہی مین تجھ سے پناہ مانگتا ہون اپنے کانون کی بدی سے اور اپنی آنکھ کی بدی سے اور اپنی زبان کی بدی سے اور اپنے قلب کی بدی سے اور اپنی منی کی بدی سے - راوی نے کہا کہ منی سے مراد یہی شرمگاہ ہے پھر بصری نہی قولہ تعالی وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا یعنی اور زمین مین اتراتا ہوا مت چل -

Marfat.com

مرح دراصل نہایت فرحت کو کہتے ہین اور آیت مین مراد یہ ہی کہ ایسی چال نہ چلے جس سے تکبر و سرکشی معلوم ہو
ہوا نہ چلے - اِسکا مقابل رفتار نرم و تواضع کی ہی چاہے جلدی و تیزی سے ہو بقولہ تعالی عباد الرحمن الذ
وجہ تبلائی بقولہ تعالی - اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ تو ہرگز نہین پھاڑ ڈالیگا زمین کو تو
کہ اُسکی انتہا کو پہونچے - وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا اور طول مین کبھی پہاڑ کو نہین پہونچ جائیگا
کی حماقت کا بیان ہی کہ اُسکی جہالت و غرور سے سوائے بیہودگی کوئی فائدہ حاصل نہین ہوتا اور اسمین اشارہ ہی کہ
وہ زمین نہین پھاڑ سکتا اور نہ پہاڑ تک لمبا ہو سکتا ہی پس اُسکو اوپر اور نیچے سے کئی جمادات نے گھیرے ہوے ہین
کمزور ہی پس ایسے کمزور محصور کو غرور نہین چاہیے - اِسکے واسطے یہ نصیحت ہی کہ اے آدمی تو اضع اختیار کر اور غرور
مخلوقات مین سے ایک ضعیف خلقت ہی جو آسمان و پتھر دن اور زمین کے درمیان محصور ہی تو تجھے ایسی حرکت کرنا جائز ہی
کے مانند ہو - بعض علماء نے کہا کہ اِسطرح اِسواسطے فرمایا کہ جو شخص تکبر سے خیلاء بنا ہوا چلتا ہی وہ کبھی ایڑی پر چلتا ہی اور کبھی پنجون پر چلتا
ہوا کہ ایڑی کے بل چلنے سے تو زمین نہین پھاڑ سکتا ہی اور پنجون کے بل چلنے مین پہاڑ برابر نہین پہونچ سکتا ہی - امام ابن کثیر رح
قولہ لن تخرق ای لن تقطع یعنی تو زمین کو نہین قطع کریگا - یہ قول ابن جریر رح کا ہی - مترجم کہتا ہی کہ بعض نے کہا کہ لن تخرق بہ
زمین مین سوراخ نہ کریگا - ظاہرا اِس چال سے یہ قصد ہی کہ زمین اُسکے پانون کے نیچے حقیر ہی اُسکے تکبر و غرور کو برداشت نہین کر
کہ وہ زمین کے قطع و سوراخ سے اُسکے آخر تک پہونچ جاوے - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ کبھی ایسے شخص کو برخلاف اُسکے قصد کے سزا دیگا
ہر چنانچہ حدیث صحیح مین ثابت ہی کہ تم سے پہلے لوگون مین سے ایک شخص اِس درمیان مین کہ چلا جاتا تھا اور اُسپر دو چادرین تھین اِترا
تھا کہ ناگاہ زمین مین دھنسا دیا گیا پس وہ زمین ہی مین لہراتا رہیگا قیامت تک - اِسی طرح اللہ تعالی نے قارون کے حال سے آگاہ فرمایا
وہ اپنی زینت مین ڈوبا ہوا نکلا تھا کہ اللہ تعالی نے اُسکو مع اُسکے مکان کے زمین مین خسف کر دیا - اور حدیث مین ہی کہ جس نے اللہ
کے واسطے تواضع کی تو اللہ تعالی اُسکو بلند کرتا ہی - یعنی وہ اپنی نفس مین تو حقیر ہوتا ہی اور لوگون کے نزدیک اللہ تعالی اُسکو بزرگ
ہی اور جو شخص تکبر چاہتا ہی تو وہ اپنے نزدیک بڑا بنتا ہی مگر لوگون کے نزدیک وہ حقیر ہوتا ہی یہانتک کہ نیک لوگ اُسکو کتے و سور سے بُرا
جانتے ہین - ابن ابی الدنیا نے کتاب التحمل والتواضع مین روایت کی کہ ابو بکر ہذلی نے کہا کہ ایک وقت ہم لوگ حسن بصری رح
کے پاس بیٹھے تھے کہ ادھر سے ابن الاہیم گذرا یعنی منصور اور اُسپر خز کے جبات تھے کہ بعض کو بعض پر کر کے اپنی بغل پر لیے ہوے تھا اور
کو کشادہ کیے ہوے تھا اور وہ اِتراتا ہوا چلا جاتا تھا ناگاہ حضرت حسن کی نظر اُسپر پڑی فرمایا کہ اف اف تجھ ایسی بندے کو جو
و مصعر الخد ہی اپنے عطفات کو دیکھتا ہی اے احمق ایسی نعمتون مین جنکا شکر ادا نہین کیا اور نہ اُسکی یاد کی اور نہ اُسکی
مین اللہ تعالی کے حکمون کو لیا اور نہ اُنسے اللہ تعالی کا کوئی حق ادا کیا واللہ اپنی خویش نفس پر آدمی چلتا ہی
ہر عضو پر نعمت ہی اور شیطان سے اُسپر لعنت ہی ابن الاہیم نے اِسکو سنا اور واپس ہو کر حسن رح سے ملے
اپنے اللہ تعالی سے جا کر توبہ کرو اور یہی آیت پڑھی - روایت ہی کہ بختری عابد نے ایک شخص کو اِترا چلتے دیکھا
اکڑتا تھا اُس سے کہا کہ اے فلانے جس سے تجھے بزرگی ہی اُسکی تو یہ چال نہین آدمی کتا ہی کہ آخر
ابن عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اکڑتا ہوا چلتے دیکھکر فرمایا کہ شیطان کے تعالی کئی

Marfat.com

ہوئی چلیگی اور آنکی خدمت کرینگے فارس وروم کے شہزادے تو اُسوقت اللہ تعالیٰ اُنکے شریرون کو اُنکی
پر مسلط کردیگا۔ امام محی السنہ نے اپنی اسناد سے بطریق امام ترمذی رح روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب چلتے تو ایسے
کہ جیسے چلنے گویا کسی اونچائی سے اُترتے ہین۔ اور ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ خوبصورت
مین نہین دیکھا گویا آفتاب آپ کے چہرہ مبارک مین روان ہو اور مین نے نہین دیکھا کسی کو جو زیادہ تیز چال ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے گویا زمین آپ کے واسطے لپیٹی جاتی ہو اور ہم لوگ تھکا ڈالتے اپنے کو کوشش مین آپ کے ساتھ چلنے مین اور آپ کچھ زیادتی کا قصد نہین
کرتے تھے۔ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا واضح ہو کہ سیئہ مین دو قرأت ہین امام نافع وابن کثیر
وابو عمرو نے بفتح ہمزہ وتارمنون منصوب پڑھا بدون اضافت کے یعنی سیئۃ مقابل حسنہ۔ اور باقیون نے بضم ہمزہ وہاء مضمومہ بدون نون
کے باضافت پڑھا ہو یعنی ان اقسام کی بدی تیرے رب کے نزدیک مکروہ ہو اور بنا بر اول قراءۃ کے سیئہ خبر کان ہو اور اُسکی تانیث لفظ
کل کے معنی کا لحاظ کرکے درست ہو اور مکروہا کا مذکر لانا بنظر لفظ کل ہو پس یہ وہم دفع ہو گیا کہ سیئہ مکروہۃ چاہیے تھا یا سیئا مکروہا چاہیے تھا
زمخشری نے کہا کہ سیئہ حکم مین اسماء کے ہو بمنزلہ لفظ ذنب کے اور اسم جب ہوا تو صفات کا حکم اس سے جاتا رہا تو اسکی تانیث کا اعتبار لازم
نہ ہوگا لہذا سیئہ وسیأ دونون مین کچھ فرق نہین ہو تو نہین دیکھتا کہ الزنا سیئۃ بھی کہنا درست ہو جیسے السرقۃ سیئۃ درست ہو تو چاہو اسکو
مذکر کی طرف نسبت کرو اور چاہو مونث کی طرف اسناد کرو فرق نہین ہو۔ رہا مکروہا کا نصب تو اسمین کئی وجہ ہین اول یہ کہ وہ کان کی خبر ثانی
ہو۔ دوم یہ کہ سیئہ سے بدل ہو اور یہ وجہ ضعیف ہو کیونکہ مشتق سے بدل ڈالنا قلیل ہو اور مترجم کہتا ہو کہ جب اشتقاقی معنی ملحوظ نہ ہون تو
وجہ ضعف ظاہر نہو گی۔ سوم یہ کہ عند ربک کی ضمیر مستتر سے حال ہو کیونکہ وہ سیئہ کی صفت واقع ہو۔ چہارم یہ کہ سیئۃ کی صفت واقع ہوا ہو
اور یہ وہم کہ مونث کی صفت مذکر نہین ہو سکتا تو مدفوع ہو اسطرح کہ اُسکے موصوف کی تانیث مجازی ہو۔ ابو حیان نے اسکو رد کردیا کہ یہ
جواز اسوقت ہو کہ جب خود مونث مجازی کی طرف اسناد ہوا اور اگر اُسکی ضمیر کی طرف اسناد ہو تو نہین جائز ہو۔ اب رہا بیان اس آیت کی تفسیر
کا تو امام ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ سیئہ بدون اضافت کی قرأت پر یہ معنی ہین کہ کل یہ جس سے ہم نے منع کیا ہو قولہ ولا تقتلوا اولادکم سے لیکر
یہانتک یہ کل سیئات ہین جنپر مواخذہ ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ ہین وہ نہین پسند فرماتا اور نہ اُنپر راضی ہو اور بنا بر قراءۃ سیئہ باضافت
کے معنی یہ ہین کہ کل یہ کہ جو ہم نے ذکر فرمایا قولہ وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ سے یہانتک تو اسکا قبیح اللہ تعالیٰ کے نزدیک مکروہ ہو اسی طرح
سے شیخ ابن جریر رحمہ اللہ نے اُسکی تفسیر بیان فرمائی ہو۔ خطیب رح نے سراج مین لکھا کہ قولہ تعالیٰ کل ذلک یہ اشارہ اس تمام مذکور کیطرف
ہو کیونکہ جو پہلے گذرا ہو وہ منہیات ومامورات ہین یعنی بعض ایسے امور ہین جنسے ممانعت فرمائی اور بعض ایسے امور ہین جنکی بجاآوری کا حکم دیا گیا ہو
اور قولہ تعالیٰ لا تجعل مع اللہ الٰہا آخر سے یہانتک پچیس باتین ہین اور مین آسانی کردینے کی غرض سے ان سب کو یہان لکھتا ہون۔ اول یہ کہ
اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا الٰہ مت بناؤ اور دوم وسوم قضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ۔ کیونکہ اسمین دو باتین ہین ایک تو غیر کی عبادت سے ممانعت
ہو اور ایک خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم یہ امر سوم ہو چہارم والدین کے ساتھ احسان پنجم والدین سے اُف نہ کہے ششم انکو نہ جھڑکے
ہفتم انسے پاکیزہ بات کہے جسمین تکریم نکلتی ہو ہشتم انکے واسطے بازوے شفقت کو عاجزی کے ساتھ پست رکھے نہم انکے
حق میں دعا کرے کہ رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا۔ دہم ذوی القربیٰ کے حقوق دیوے۔ یازدہم مسکین کا حق ادا کرے۔ دوازدہم مسافر کا حق
ادا کرے۔ چاردہم اہل حقوق سے قول میسور کہے یعنی نرم وخوش جس سے امید نہ ٹوٹے۔ پانزدہم اپنے ہاتھ کو

اپنی گردن بین مغلول نہ کرے یعنی بخل نہ اختیار کرے۔ شانزدہم بالکل باز گشتہ دہم کرنے یعنی اسراف
فاقہ مت قتل کرو۔ ہیژدہم نفس معصوم کو مت قتل کرو۔ نوزدہم مظلوم مقتول کے ولی کو ہم نے غلبہ
کر تعمیل حکم الٰہی مقتول مظلوم کے ولی کو قصاص دلا دین بستم قتل بین اسراف مت کر یعنی قتل
بین اسراف مت کر۔ بست و یکم عہد کو پورا کرو۔ بست و دوم ناپ پوری دو۔ بست و سوم تول بین ترازو
ایسی بات مت کہ جسکا تجھے علم نہین ہی۔ بست و پنجم زمین پر اترا تا ہوا مت چل۔ پس ان جملہ احکام
کا حکم ہی اور بعضے منہیات ہین کہ اُنکے ترک کرنے کا حکم ہی پس جو منوعات ہین اُنھین کی نسبت
عند ربک مکروہا۔ تیرے رب کے نزدیک مکروہ ہی یعنی اللہ تعالے اِن بد افعال کو مبغوض رکھتا ہی اور پسند نہین کرتا ہی
مومن ہو گا کبھی وہ فعل نہ کریگا جسکو اُسکا رب کریم جل شانہ مکروہ رکھتا ہی ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَيْكَ رَبُّكَ
یعنی یہ احکام مذکورہ سابق خواہ اوامر ہین یا منہیات ہین اِس حکمت مین سے ہین جو تجھکو اے سرور عالم تیرے رب رحیم نے
دراصل معرفت حق عزوجل ہی اور معرفت ذات وصفات اعلی واجل ہی مگر معرفت ذات صرف مرتبہ ایقان ہی اور کنہ ذات باری تعالے
کسی مخلوق کی مجال نہین ہی اور منجملہ حکمت کے یہ بھی ہی کہ اعمال مرضیہ کو جاننا اسواسطے کہ اُسپر عمل کیا جاوے۔ رہا کلام اسمین کہ حکمت صرف علم ہی
علم وعمل دونون ہی تو بعض کے نزدیک فقط علم ہی اور بعض کے نزدیک مجموعہ ہی اور شاید ارجح یہ ہی کہ حکمت علم ہی ولیکن ایسا جاننے والا حکیم
نہ ہو گا جب تک کہ مقتضاے علم کے موافق عمل نہ کرے کیونکہ جو عامل نہ ہوا اُسکا جاننا بمنزلہ نہ جاننے کے ہی۔ اور اہل معرفت کے نزدیک
علم حکمت بین وہ بھی ہی کہ بعد شرائع ظاہرہ جاننے اور اُسپر عمل کرنے کے اللہ تعالے اُسکو ایسا علم عطا فرماتا ہی کہ وہ نہ جانتا تھا کیونکہ درایت ہی
کہ جس نے عمل کیا اُسپر جو جانا تو اللہ تعالے اُسکو وہ علم دیتا ہی جو نہ جانتا تھا اور واضح ہو کہ کشف وکرامات کچھ حکمت بین سے نہین ہین بلکہ اکابر
اولیا نے تصریح کر دی کہ یہ ذمائم ہین اگر اُنکے واسطے قصد ہو ہان جسکو قرب ہی اُسکو کبھی کشف ہوتا ہی۔ تفسیر کبیر وسراج منیر وغیرہ مین ہی کہ ان
کو حکمت کئی وجہ سے کہا گیا۔ اول یہ کہ مرجع ان امور کا یہ ہی کہ توحید پر قائم ہو اور انواع طاعات ونیکیون پر عامل ہو اور دنیا سے معرض
اور آخرت پر رجوع لاوے پس جس شخص مکرم افضل الخلق کی طرف سے اِن امور کی تعلیم ہوئی وہ کسی طرح راہ شیطان کی تعلیم نہین ہو سکتی
بلکہ فطرت سلیمہ کو بعد ان امور کے کسی معجزہ کی ضرورت نہین ہی وہ قطعاً جانے گا کہ یہ داعی بجانب ارحم الراحمین ہی۔ وجہ دوم یہ کہ
جو ان آیات مین مذکور ہین ایسے امور ہین جنکی رعایت کرنا اور حفاظت سے اُنپر عمل کرنا جملہ دینون وملتون مین ضروری ہی پس کوئی شریعت نہین ہی
پس محکمات ہین لہذا حکمت ہوئی۔ وجہ سوم یہ کہ حکمت تو معرفت حق عزوجل ہی اور جاننا اعمال خیر کا تاکہ اُنپر عمل کیا جاوے
بیان ہوا پس امر توحید تو معرفت حق عزوجل کا اشارہ ہی اور اعمال خیر کا جاننا دوسری قسم ہی پس مجموعہ احکام مذکورہ
پر اعتقاد صحیح کے بعد ان اعمال نیک پر عمل کرے اور منہیات سے باز رہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ ان آیات
کو عطا ہوئی تمھین یہ آیات تمھین۔ پھر واضح ہو کہ اللہ تعالے نے ان احکام کو شروع فرمایا تھا بقولہ لا تجعل مع اللہ الٰھا آخر
بقولہ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ اسمین تنبیہ یہ ہی کہ تمام امور کا مبدا اور منتہی
بجالانے مین یا کسی ممنوع کے ترک کرنے مین غیر کا قصد کیا تو اُسکی سعی ضائع ہوئی اور تنبیہ یہ ہی کہ
پھر جس نے توحید نہ کی اور اللہ تعالے کے ساتھ شرک کیا تو اسکا آخرت کی انجام تباہ وبرباد فَتُلْقٰى

جہنم مین ملوم مدحور پس ملوم تو اسطرح کہ اللہ تعالی و مخلوق تجھے ملامت کرینگے بلکہ تیرا نفس خود تجھے ملامت
کرے گا اور مدحور یعنی اس حال سے جہنم مین ڈالا جاویگا کہ تو ملامت کیا ہوا مطرود ہو۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ مراد اس
سے یہ ہے کہ لوگ مین جو بات رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر قیامت تک ہون مگر بواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
خطاب فرمایا۔ حاصل یہ کہ خطاب سے مراد امت ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو بالاجماع رسول معصوم ہین اللہم صل علی سیدنا محمد وآلہ
وصحبہ اجمعین۔ شراح مین لایا کہ اللہ تعالی نے اول آیت مین ندموما مخذولا۔ ذکر فرمایا اور یہان ملوما مدحورا۔ فرمایا تو فرق درمیان ذم و لوم
کے یہ ہے کہ آدمی سے بیان کیا جاوے کہ جس فعل کا تو مرتکب ہوا ہے وہ فعل قبیح و زشت ہے تو یہ معنی اسکے مذموم ہونے کے ہین پھر اس سے کہا جاوے
کہ تو نے یہ فعل قبیح کیون کیا اور کس چیز نے تجھے ایسا فعل قبیح کرنے پر آمادہ کیا تھا تو یہ ملامت ہے پس اول مین مذموم ہوتا ہے اور آخر مین ملوم
ہوتا ہے اور مخذول و مدحور مین یہ فرق ہے کہ مخذول عبارت از ضعیف ہے عرب بولتے ہین کہ تخاذلت اعضاؤہ۔ یعنی اسکے اعضا سست و ضعیف
ہوگئے اور مدحور بمعنی ملعون و مطرود ہے اور طرد کرنا ہانک دینا اور اسکی خفت کرنا اور اہانت کرنا پس مخذول تو یہ ہوا کہ اسکی اعانت نہ کی گئی اور
اسکو اسکے نفس کے حوالہ کر دیا گیا اور انسان ضعیف اپنی سرکش کے قبضہ مین پڑ کر مرتکب اسکی شہوات و خواہشون کا ہوگیا۔ پس اول مین
مخذول ہوا پھر انجام کو مدحور و اہانت کیا گیا اللہم نعوذ بک من ذلک۔ ف — فی العرائس قولہ تعالے ولا تقف مالیس لک بہ علم الآیہ۔
اسکے اشارات مین سے ہے کہ بندہ عارف کو ظاہر و باطن مین عتاب ہوتا ہے پس ظاہر تو معاملات ہین اور باطن حالات ہین پس انمین اس سے
صدق کا مطالبہ ہے اگر نہ ہو تو عتاب ہے اور حواس ظاہرہ کے ساتھ زبان کو صریح نہین ذکر فرمایا ولیکن قولہ لا تقف مین مذکور ہے کیونکہ معنی یہ ہین
کہ ایسی چیز کو زبان سے مت بیان کر جو تو قلب سے نہین جانتا ہے اور نہ آنکھون سے دیکھی اور نہ کانون سنی ہے کیونکہ یہ سب اعضاء پوچھے جاوینگے
کہ تو نے زبان سے تو دعوی کا سوال ہوگا اور آنکھ سے پوچھا جائیگا کہ سوائے بطور عبرت کے اور طرح کیون نظر کی اور کان سے سوال ہوگا کہ ایسی
بات کیون سنی جس سے کچھ نفع نہوا اور قلب سے جو سوائے ذکر الٰہی کے اسپر جاری ہوتا تھا پوچھا جائیگا۔ واسطی رح نے کہا کہ اسمین اشارت ہے کہ
اللہ تعالی کی طرف جو بات بیان کرے بطریق حرمت بیان کرے اور مقام اجازت سے تجاوز نہ کرے۔ مترجم کہتا ہے کہ مثال اسکی قولہ تعالی انہم عبادک یعنی
اگر تو عذاب کسی کا حکم نہ لگاوے اور یہ بطریق ادب ہے۔ شیخ ابو سعید الخراز رح نے فرمایا کہ جسکے دل مین معرفت نے ٹھکانا کیا وہ دونون جہان مین سوائے
اللہ کے کچھ نہین دیکھتا سنتا ہے تو اسی سے اور مشغول ہوتا ہے تو اسی کے ساتھ۔ شیخ فارسی رح نے کہا کہ بعض حکماء کا قول ہے کہ اپنے علم سے اپنا حال دھونڈھو اور
حال سے اپنا دل اور اپنے دل سے اپنی گھڑی اور اپنی گھڑی سے اپنا قلب اور اپنے قلب سے ذکر اور ذکر سے اپنی مراد اور مراد سے اپنی آرزو تاکہ صدیقین مین سے
ہو جاؤ اور ان تمام خزون مین اپنے خطرات دھونڈھو کیونکہ بحکم الٰہی ان اعضاء سے سوال ہوگا۔ پھر اللہ تعالی نے اہل شرک و فسق کا ابطال فرمایا

أَفَأَصْفَاكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِينَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلَائِكَةِ إِنَاثًا ۚ إِنَّكُمْ لَتَقُولُونَ قَوْلًا عَظِيمًا

کیا خالص کر دیا تمہارے رب نے تمہارے لئے بیٹون کے ساتھ اور بنائین اسنے ملائکہ سے لڑکیان تم تو کہتے ہو ایک بڑی بات

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ لِيَذَّكَّرُوا ۚ وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا

اور ہم نے بیان کر دیا اس قرآن مین تاکہ وہ لوگ نصیحت پکڑین اور انکو زیادہ ہوتا ہے وہی بدکنا

قُلْ لَوْ كَانَ مَعَهُ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ إِذًا لَابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ

کہدے اگر ہوتے ساتھ اسکے اللہ جیسے تم لوگ کہتے ہو تو اسوقت ضرور خواہش کرتے صاحب العرش کیطرف

Marfat.com

سَبِيْلًا ۝ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا ۝

راہ کی پاک ہی وہ اور بزرگ ہی ایسے قول سے جو وہ کہتے ہین بڑی بزرگی

السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ۭ وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اِلَّا يُسَبِّحُ

آسمان اور زمین اور جو شخص انمین ہی اور نہین کوئی چیز مگر کہ

لَا تَفْقَهُوْنَ تَسْبِيْحَهُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا

تم نہین سمجھتے ہو انکی تسبیح کو وہ بہت حلم والا بخشنے والا

شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ مشرکین ملعون نے ملائکہ کو عورتین قرار دیا پھر انکو اللہ تعالی کی بیٹیان ٹھہرایا پھر انکی پرستش کی ان تینون
بین غلطی و گمراہی اختیار کی یعنی بدون علم کے سب اُنکل سے زعم و گمان کیا پس اللہ تعالی نے انکار و زجر فرمایا بقولہ اَفَاَصْفٰىكُمْ
رَبُّكُمْ بِالْبَنِيْنَ کیا تمھارے رب نے تمکو بیٹون کے ساتھ چھانٹا ہی یعنی کیا تمھارے رب نے خلوص و یکتائی کے ساتھ تمکو
اولاد یعنی بیٹون کے ساتھ مخصوص کیا اور انمین سے اپنے واسطے کچھ حصہ نہین لیا۔ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ اِنَاثًا اور
ملائکہ سے عورتین بنائین یعنی تمھارے مردود قول کے موافق اپنے واسطے بیٹیان بنائین حالانکہ صریح تمھارے عقول کے خلاف ہی کہ غلامون
تو چیزون بین سے عمدہ دیجاوے اور آپ کے واسطے بدتر ہو جسپر غلام استکراہ کرتے ہین۔ اگر کوئی گمان کرے کہ اس استدلال مین اگر کہا جاوے
کہ نصرانی قائل ہین کہ مسیح ابن اللہ اور یہود قائل ہین کہ عزیر ابن اللہ تو بنین مین سے بھی ہو گئے۔ جواب یہ ہی کہ کلام اس نوع مین ہی کہ اشرف اولاد
پسر ہین تو تمکو صرف بیٹیان ملنی چاہیے تھین نہ اشتراک اور یہ استدلال نہین ہی کیونکہ توحید باری عزاسمہ و اسکی پاکی اسقدر زیادہ ظاہر و باہر
ہی کہ آفتاب اسکا نمونہ کمتر ہی اور آفتاب اپنے واسطے خود دلیل ہی تو حق عزوجل اس سے زیادہ پاک وحدہ لاشریک ہی بلکہ مقصود کلام کا ان
احمقون کو انکی شدت حماقت پر تنبیہ ہی لہذا فرمایا۔ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِيْمًا یعنی تم لوگ ذرہ غور کرو کہ بہت بڑی بات
کہتے ہو جسکے سننے سے آسمان و زمین کانپتے و تھراتے ہین قریب ہی کہ پھٹ جاوین۔ تم اللہ تعالی سبحانہ عزوجل کی طرف اولاد کی نسبت کرتے
سراج و کبیر وغیرہ مین ہی کہ اولاد کی نسبت کرنا مقتضی ہی کہ اللہ تعالی سبحانہ اجزاء سے مرکب ہو اور جو چیز مرکب ہی وہ اجزاء کے بعد ہی تو
متقدم ہوے پس لازم آیا کہ وہ واجب الوجود سب سے متقدم اور قدیم نہین ہی حالانکہ یہ صریح باطل ہی تو یہ کتنی بڑی حماقت ہی علاوہ ازین اولاد
اپنے زعم مین اعتقاد کرکے لڑکا و لڑکی مین سے جو عمدہ تھا وہ اپنے واسطے قرار دیا اور بدتر کو اللہ تعالی کے لیے ٹھہرایا یہ دوسری حماقت ہی
اگر کہا جاوے کہ کیا لڑکیان بدتر ہوتی ہین تو جواب یہ کہ وے لوگ تو لڑکیون کو یہانتک برا جانتے کہ زندہ درگور کرتے اور پیدائش کے وقت
نہین لیتے تھے اور اصل مین بھی لڑکون کو فی الجملہ لڑکیون پر فضیلت ظاہر ہی کہ مردون کو انبیاء بنایا گیا ہی اور [illegible]
فسق و فجور سے درجہ انسانیت سے خارج ہو جاتے ہین اُنسے نیک پارسا عورت اچھی ہی لیکن مرد کی قسم کو عورت پر فضیلت
کمال حماقت سے دونون قسم مین سے ادنی کو اپنے واسطے رکھا اور اعلی و افضل کو اللہ تعالی کی طرف منسوب کیا
قدرت و قوت شدید ہی حتی کہ انمین سے ایسے ہین کہ زمین کو لوٹ دین اور پہاڑ اکھاڑ دین انکو عورتین زعم کیا
چونکہ اس بیان مین نہایت صریح تنبیہ و توبیخ ہی مگر کفار لوگ اپنی حماقت سے باز نہ آئے تو فرمایا
یعنی ہم نے اس قران مین طرح طرح اعلی بیانات سے انکو نصیحت کی کہ عبرت کے واسطے تفصیل فرمائے [illegible]

Marfat.com

وعید وعذاب و امر و نہی وغیرہ کے اُنکے آغاز و انجام و موت و حیات ہر طرح کے یقینیات و قطعیات کے ساتھ بیان فرمایا۔
[illegible] کرنے سے نصیحت پکڑین مگر اُنکو کچھ نفع نہ ہوا۔ وَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا نُفُورًا اور اِس تصریف و تذکیر نے
[illegible] سے نفرت کے۔ یعنی بجاے اثر نور و الفت و محبت کے اُنمین نفرت اور زیادہ ہوگئی۔ اصل یہ تھا کہ اُنکو اپنے رب
[illegible] سے کامل واقفیت ہوتی اور نہ کبھی تدابیر قرآن سے ہوجاتی مگر بجاے اِسکے اُنمین دوری و وحشت بڑھی۔ ابوحیان نے کہا کہ نفت
[illegible] جس سے مراد نافرمانی ہے یعنی ہین کہ ایک چیز کو ایک طرف سے دوسری طرف پھیرنا پھر یہ کنایہ ہوگیا اچھی طرح خوب واضح
[illegible] سے۔ حمزہ و کسائی کی قرأت مین بدون تشدید از ذکر ہے یعنی سوچ لین و غور کرین۔ و باقیون کی قرأت مین تشدید ہے۔ یہان ایک
[illegible] ہے کہ ایمان و اسلے مین قرأت قرآن سے ایک اُنس و خضوع بڑھتا ہے بخلاف کافرون کے۔ سراج مین ہے کہ حضرت سفیان رحمہ اللہ سے
[illegible] ہے کہ جب اِس آیت کو پڑھتے تو رد کرکے کہتے کہ اے رب اِسنے مجھے تیری جانب خضوع بڑھایا جس نے تیرے اعدا مین خالی نفرت بڑھائی
[illegible] پھر چونکہ مشرکین مین یہ بھی حماقت بدیہی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے اور بھی آلہہ قرار دیتے جنکی پرستش کرتے تھے اور یہ توحید کے خلاف
[illegible] صرف اُنکے وہم و گمان کی بات ہے تو اِسکو رد فرمایا اور اُنکی حماقت پر تنبیہ کی بقولہ تعالیٰ قُلْ کہدے اے محمد یعنی اُنکو فہمایش و تنبیہ کردے
لَوْ كَانَ مَعَهُ [illegible] اگر ہوتے اللہ تعالےٰ کے ساتھ۔ آلِهَةٌ كَمَا يَقُولُونَ آلہہ جیسے تم کہتے ہو حالانکہ اگر دنیا مین اِسطرح
[illegible] دنیا کے واسطے سلطان کہا جاوے تو مضحکہ ہو پھر یہ تو سمجھو کہ إِذًا لَّابْتَغَوْا إِلَىٰ ذِي الْعَرْشِ سَبِيلًا تو بڑی
[illegible] کوشش کرتے راہ کی طرف ذی العرش کے۔ یعنی مخالفت کرکے دنیاوی بادشاہون کی طرح مقہور کرنا چاہتے۔ واضح ہو کہ بندگی اِسکی جو خالق
[illegible] و مدبر تمام کمالات ضرور ہین آخر مجملہ پوری قدرت کہ جس سے ہر چاندار حیوان و انسان کو ہر وقت اُسکی خواہش و ضرورت کے موافق جو چاہے
[illegible] دے اور ہر مظلوم جسکو چاہے بچاوے اور جسکو چاہے اُسکے کردار کی سزا دے غرضکہ اِسکو ہر طرح کے نفع پہونچانے و ہر طرح کے ضرر دور
[illegible] کی قدرت کامل ہو تو ضرور ہے کہ ہر دم ہر مخلوق کے سب حال کا اِسکو علم ضرور ہے پس جب ایک ایسا کامل ہوا تو کسی آلہہ کی ضرورت نہین ہے
[illegible] صاحب العرش ہے گویا کہ سلطنت کامل جو عرش سے تعبیر ہے اُسی کے واسطے ہوئی لہذا آلہہ ذو العرش ہے اِس سے معلوم ہوا کہ سوائے ایک کے
[illegible] کا ہونا ممکن نہین ہوسکتا لہذا دوسری آیت مین فرمایا کہ لو کان فیہما آلہۃ الا اللہ لفسدتا۔ یعنی اگر سوائے اللہ تعالیٰ کے دونون آسمانون زمین
[illegible] آلہہ ہوتے تو یہ مخلوق تباہ ہوجاتی۔ اور واضح ہو کہ بعضے علماء نے زعم کیا کہ یہ اِسوجہ سے ہوتا کہ باہم آلہہ مین اختلاف ہوتا تو ہر ایک
[illegible] چاہتا تو مخلوقات تباہ ہوتی مگر اِسپر اعتراض وارد ہوا کہ شاید باہم متفق ہوکر کارروائی کرتے تو کچھ بربادی نہ ہوتی اِسکا جواب
[illegible] عادت ہے کیونکہ عادت یون ہی جاری ہے کہ اختلاف ہوتا ہے اِسپر اعتراض کرنے والے نے کہا کہ پھر یہ دلیل قطعی نہ ہوگی
[illegible] عادت کی بنا سے ہوتا ہے لیکن احتمال یہ باقی ہے کہ شاید اُنکی عادت اختلاف کی نہ ہو تو ثبوت نہ ہوگا۔ اِسکو مان لیا کہ ہان یہ دلیل
[illegible] ہوتی ہے مترجم کہتا ہے کہ یہ سب غلط ہے اور صحیح یہ ہے کہ یہ دلیل قطعی ہے اور اِسکی تقریر یہ ہے کہ تمام عالم ہر حال مین اپنے
[illegible] مین رہتا ہے اگر ایک لمحہ بھی نہ ہو تو فنا ہوجاوے اور یہ قاعدہ ہے کہ جو چیز کسی دوسری چیز کے واسطے اُسکے وجود کی
[illegible] قائم ہے وہ چیز قائم رہیگی جب نہ ہو تو قائم نہ رہیگی جیسے جب تک ہاتھ کو حرکت ہو تب تک کنجی کو حرکت ہوتی رہیگی اور
[illegible] رہیگی جب یہ معلوم ہوا تو ہم کہتے ہین کہ اِس عالم کا خالق آلہہ صرف ایک ہی ہوسکتا ہے اور اوپر بیان ہوا کہ اِسمین
[illegible] اختلاف نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی کہے کہ سوائے ایک کے دوسرا بھی ہوسکتا ہے تو ہم پوچھتے ہین کہ اول مین صفت

Marfat.com

علو تھی یعنی سب سے عالی اور سب اُسکے قبضۂ تدبیر مین ہین اور ظاہر ہی کہ سب سے عالی صرف ایک
ہوسکتا اور یہ بدیہی ہی اور اگر دوم ہی تو اول نہین ہوسکتا غرضکہ یہ صفت کمال صرف ایک ہی
ولیکن اول ہین ہی تو بس وہی اللہ ہی اور باقی ممکن نہین ہی۔ علاوہ اسکے جب اول مین علو و اُسکے
دوسرا جسکو تم آلہ کہتے ہو وہ بھی اول کے قبضہ تدبیر مین مقہور ہی یا نہین ولیکن ابھی معلوم ہوا کہ
قبضۂ تدبیر مین ہی تو دوسرا جو اول کے قبضۂ تدبیر مین ہی آلہ نہین ہوسکتا کیونکہ وہ ناقص محتاج مقہور ہی اور
اول پر باوجود نقصان کے قاہر قادر نہین ہوسکتا کیونکہ وہ کامل قاہر قادر ہی پس قطعی ثابت ہوا کہ اس آیت سے
ہوتی ہی اور وہ قطعی ہی اور یہین سے ظاہر ہوا کہ حضرت باری تعالیٰ جل شانہ کی جناب مین ایسے بیہودہ اوہام کو گنجایش ہی نہین
اپنی ذات پاک کی تسبیح فرمائی بقولہ۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا یعنی ہر نقص و عیب سے
ہی اور متعالی ہی یعنی کمال صفات مین ہر وہم و گمان و خیال سے بے انتہا بلند ہی کیونکہ جو وہ کہین وہ انکے وہم و خیال و گمان
سب سے متعالی ہی علو کبیر کے ساتھ۔ پس بے انتہا پاک و بزرگ ہوا اسی واسطے عارفان کعبۂ جلال کہتے ہین کہ عظمت و شان الٰہی
کے وہم و خیال و گمان سے باہر ہی کیونکہ آدمی مخلوق ہی اور جو وہم و خیال وغیرہ انسان مین ہی وہ بھی مخلوق ہی انسان اوہام کا دائرہ مخلوق
اندر قوت وہم مخلوق کا ایک فعل مخلوق ہی پس جو کہ اسقدر ضعیف خلقت ہو اُسکو پاک قدیم سے ذرہ بھی مناسبت نہین ہی سراج وغیرہ مین
یہان علوا کبیرا فرمایا اور علوا کبرا نہین فرمایا تو اسمین کیا فائدہ ہی جواب دیا کہ اولاد و جورو و شرکاء وغیرہ جن چیزون کی نسبت مشرکین کفار جو ہتے
ہوتے ہین جانورون سے بدتر ہین اللہ تعالے جل شانہ کی طرف کرتے ہین ان چیزون مین اللہ تعالیٰ مین اسقدر منافات وجدائی ہی
کہ ذرہ بھی نسبت نہین ہوسکتی ہی اور یہ تباین اس حد تک بے انتہا ہی کہ یہان کچھ زیادتی کا وہم بھی نہین صحیح ہی تو صیغہ تفضیل اکبر یہان بے
ہوگا جب کہ یہان زیادتی و کمی کی گنجایش ہی نہین ہی۔ حمزہ و کسائی کی قرأت مین تفعلون بتاء خطاب ہی یعنی اے مشرکو جو تم کہتے ہو۔ اور باقی
کی قرأت بیا تحتیہ ہی۔ پھر بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح تمام اُسکی مخلوقات کرتی ہی وصف کمال کے ساتھ پس فرمایا۔ تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ
السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ تسبیح کرتے ہین اس اللہ ذو العظمۃ والکبریاء العلی الکبیر کے واسطے آسمان ساتون اور زمین ساتون اور جو
اور جو عقل والے انمین ہین یہ سب خاصتہً اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے تسبیح کرتے ہین پھر عاقل و غیر عاقل سب کی تسبیح کو بیان فرمایا تو
وَاِنْ مِّنْ شَيْءٍ اور نہین ہی شی مین سے کوئی بھی۔ اِلَّا يُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ مگر آنکہ وہ تسبیح کرتی ہی اُسکی حمد کے ساتھ یعنی
پڑھتی ہی کہ سبحان اللہ وبحمدہ اور امام بخاری نے آخر صحیح مین روایت کی کہ دو کلمہ ہین کہ زبان پر ہلکے ہین اور میزان مین بھاری
عزوجل کو محبوب ہین وہ سبحان اللہ وبحمدہ و سبحان اللہ العظیم ہین۔ طبرانی کی روایت عبد الرحمن بن ابزی سے ہی کہ
کے دائین جبرئیل و بائین میکائیل تھے دونون آپ کو لیکر اُڑے یہانتک کہ آسمانون تک پہونچے پھر حضرت صلعم
بیان فرمایا کہ مین نے آسمان مین تسبیح سنی مع بہت سی تسبیحات کے آسمان تسبیح پڑھتے تھے اپنے
ہوے اُسکی بزرگی سے کہ سبحان العلی الاعلی سبحانہ وتعالیٰ۔ وَلٰكِنْ لَّا تَفْقَهُوْنَ
سمجھتے ہو۔ ضمیر تسبیحہم مین دلالت ہی کہ ایسے مخلوق ذی عقل مین سے بھی ہی کہ بہت آدمی اُنکی
وجمادات کی تسبیحات کو نہین سمجھتے ہین کیونکہ یہ آیت تو جملہ اشیاء حیوانات و نباتات

کیا اور کہا کہ دو قول ہین انمین اصحہ یہی ہی کہ یہ سب تسبیح کرتے ہین - محی السنہ نے معالم مین لکھا کہ ابن عباس سے مروی ہی کہ ہر چیز
کا رزق تسبیح ہی وہ نے کہا کہ مراد حیوانات و نامی چیزین ہین - عکرمہ نے کہا کہ درخت تسبیح کرتا ہی اور لکڑی کا ستون نہین تسبیح کرتا ہی - مقدام
بن معدیکرب سے مروی ہی کہ خاک تسبیح کرتی ہی جبتک بھگوئی نجاوے پھر جب بھگوئی گئی تو تسبیح چھوڑتی ہی اور تری جبتک درخت ہی تسبیح کرتی ہی اور جب
سوکھ جاتی ہی تو تسبیح چھوڑ دیتی ہی اور کپڑا جبتک پہنا ہی تسبیح کرتا ہی جب میلا ہوا تو تسبیح چھوڑ دیتا ہی اور پانی جبتک جاری ہی تسبیح کرتا ہی جب ٹھہر گیا تو تسبیح چھوڑ دیتا ہی اور
مچھلیان و پرندان ہوا کی روانی مین اور پرندے پر مارنے مین تسبیح کرتے ہین اور جب ساکن ہوتے تو تسبیح ترک کرتے ہین - ابراہیم نخعی رح نے فرمایا کہ ہر چیز خواہ جاندار ہو یا بے جان
ہوا کی تسبیح کرتی ہی حتی کہ دروازہ کا کواڑ اور چھت کی کڑیان - مجاہد رح نے کہا کہ ہر چیز اپنے اللہ تعالی کی تسبیح کرتی ہی خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو
اچار ہو اور اسکی تسبیح یہ ہی سبحان اللہ وبحمدہ - مترجم کہتا ہی کہ جن بزرگون نے کہا کہ تپی جب تک تازہ رہتی ہی تسبیح کرتی ہی اور جب خشک
ہو جاتی ہی تو تسبیح چھوڑتی ہی اسکے واسطے استیناس اس حدیث سے بھی ہو سکتا ہی جو صحاح مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبرون
مین دیکھا کہ دونون عذاب کیے جاتے ہین فرمایا کہ ان دونون پر عذاب کیا جاتا ہی اور کچھ بڑی بات پر عذاب نہین کیے جاتے ایک تو
چغلخوری کرتا تھا اور ایک پردہ نہین کرتا تھا پیشاب کرنے مین - پھر ایک تازہ شاخ خرما لیکر دو ٹکڑے کرکے دونون پر ایک ایک رکھدی
اور فرمایا کہ امید ہی کہ جب تک یہ خشک نہ ہون انپر سے عذاب مین تخفیف ہو - اس سے معلوم ہوا کہ اس شاخ کی تری مین اثر تھا جو خشک
ہونے مین نہین ہی اور وہ تسبیح تھی - ولیکن ستون حنانہ کی روایت مشہور صحاح مین سے ہی اسی واسطے محی السنہ نے معالم مین لکھا کہ جمادات
مین اللہ تعالی کا ایک علم ہی کہ سوائے اسکے غیرون کو اسپر وقوف نہین ہوتا پس اسپر ایمان لانا چاہیے اور اسکا علم جناب الٰہی مین سپرد کرنا
چاہیے - اور لکھا کہ بعض علماء معانی نے اس آیت مین تاویل کی کہ آسمانون و زمین اور سوائے عقلاء کے دیگر حیوانات و نباتات و جمادات
انکی تسبیح کے معنی یہ ہین کہ جبتک یہ ایک لطیف ترکیب و خوبصورت صفت پر ہین اپنے خالق عزوجل کی پاکی قدرت پر دلالت کرتے ہین
پس یہی بمنزلہ تسبیح کے ہی - امام محی السنہ نے اسکے بعد لکھا کہ صحیح قول اول ہی یعنی ان اشیاء کی تسبیح حقیقی ہی اور یہی سلف سے منقول ہی
سراج مین لکھا کہ ابن الخازن رح نے کہا کہ قول اول اصح ہی اور وہی سلف سے منقول ہی اور احادیث اسی پر دلالت کرتی ہین مترجم
کہتا ہی کہ آیات بھی صریح ہین بمانند قولہ تعالی وسخرنا مع داؤد الجبال یسبحن والطیر یعنی ہم نے مسخر کر دیا داؤد کے ساتھ پہاڑون کو کہ تسبیح کرتے
اور پرندون کو - اور اگر کوئی تاویل کرے کہ یہ ایک خاص طور پر اللہ تعالی نے انمین قوت تسبیح دیدی تھی تو جواب یہ ہی کہ ایسی تاویل
کی ضرورت اسوقت ہوگی کہ دوسری آیات حقیقی تسبیح کی جو انکی عام جبلت مین ہی ثابت نہ ہون - مانند قولہ تعالی الم تران اللہ یسبح لہ من فی
السموات والارض والطیر صافات کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ یعنی تو نہین دیکھتا کہ اللہ تعالی ہی کے لیے تسبیح کرتے ہین وہ جو آسمانون و زمین
مین ہین اور پرندے پر پھیلائے ہر ایک نے اسکی صلوۃ و تسبیح جان لی ہی - یہین سے مقدام بن معدی کرب کا قول ہی کہ پرند جب تک اڑتا ہی
تسبیح کرتا ہی اگر ساکن ہوا تو تسبیح ترک کرتا ہی ولیکن دوسری احادیث سے ثابت ہوا کہ اڑنا کچھ قید تسبیح نہین ہی پھر پہاڑون کا عظمت الٰہی سے
ڈگمگانا پانی جاری ہونا وغیرہ آیات مین مصرح ہی اور اسی طرح آسمانون و زمین و پہاڑون پر امانت کا پیش کیا جانا اور انکا پناہ
مانگنا طائعین - وغیرہ مصرح ہین کہ انمین اللہ تعالی کی معرفت کا ایک علم ہی اور واحدی رح نے بھی سلف سے یہی نقل
کیا ہی ایک استدلال لطیف نقل کیا ہی کہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم یعنی
چرند و پرند کو مثل امتین قرار دیا اور فرمایا کہ ان من امۃ الا خلا فیہا نذیر - یعنی ہر امت مین اسکا نبی گذرا ہی تو معلوم ہوا کہ

چارپایون وجانورون وپرندون مین آنکے انبیاء ہین - اور مترجم کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی پس اظہر یہ ہی کہ بنی آدم کا پیغمبر تمام مخلوقات کے پیغمبرون کا سردار ہی اور شاید کہ مخلوقات کے انبیاء کی
کہ تسبیح انسانی سب سے مجبوب ہی اور یہان ایک بعید ہی کہ آدمی جب بھوک سے تسبیح کرنے سے عاجز
ق مین مباح ہی وہ اسی معنی مین مستحسن ہی کہ انسانی تسبیح اس سے اشرف ہی واللہ تعالی اعلم فافہم تسبیح
وجمادات مین عام قرار دیکر لکھا کہ صحیح بخاری مین ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ ہم لوگ طعام کا تسبیح
جاتا تھا اور ابو ذر رضی اللہ عنہ کی حدیث مین ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چند کنکریان اپنے دست مبارک مین
جیسے شہد کی مکھیون کی آواز ہوتی ہی اور ایسے ہی حضرت ابو بکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے ہاتھون مین سے سنی گئی اور
امام احمد رح نے حضرت انس رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے یہان گئے دیکھا کہ انکے چوپایہ
اور اُنپر کجاوہ باندھنے کا انتظام ہی پس اس قوم سے ارشاد فرمایا کہ تم لوگ اُنپر سوار ہو سالم اور انکو چھوڑو سالم اور بازاروں مین بیٹھون کی طرح
کرنے کے واسطے انکو کرسیان مت بناؤ کہ بسا اوقات سواری کا جانور اپنے سوار سے بہتر ہوتا ہی اور سوار سے وہ زیادہ اللہ تعالی کا ذکر کرنے والا
ہوتا ہی - سنن نسائی مین عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لینڈک کے قتل کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ
بولنا اسکی تسبیح ہی - قتادہ رح نے عبد اللہ بن یاتی کے واسطہ سے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ آدمی نے جب لا الہ الا اللہ کہا تو یہ کلمہ اخلاص
ہی کہ اللہ تعالی کسی شخص سے کوئی عمل قبول نہین کرتا یہانتک کہ وہ یہ کلمہ کہے اور جب اُسنے الحمد للہ کہا تو یہ کلمہ شکر ہی جس نے یہ نہین کہا اُسنے
اللہ تعالی کا کچھ شکر ادا نہ کیا اور جب اُسنے اللہ اکبر کہا تو یہ کلمہ آسمان وزمین کا درمیان خالی بھر دیتا ہی اور جب اُسنے سبحان اللہ کہا تو یہ کلمہ مخلوقات
ہی کہ اللہ تعالی نے کسی کو اپنی مخلوقات مین سے نہین چھوڑا مگر اُنکہ اسکو صلاۃ وتسبیح کا مقر کیا ہی یعنی ہر مخلوق کوئی ہو اُسکو یہ حق ہی اور جب بندہ
نے کہا لاحول ولا قوۃ الا باللہ - تو اللہ تعالی فرماتا ہی کہ میرا بندہ اسلام لایا اور میرے واسطے گردن جھکائی قبول کر لی - امام احمد نے
سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک اعرابی آیا اُسپر طیلسان کا ایک جبہ تھا جسمین ریشم کا نقشہ تھا یا دیباج کا نقشہ تھا
پس اُسنے کہا کہ یہ تمہارا سردار چاہتا ہی کہ ہر ایک چرواہے کے لونڈے کو بلند کرے اور ہر سردار زادہ کو پست کرے پس آنحضرت صلی اللہ
غضبناک اسکی طرف کھڑے ہوے اور اسکے جبہ کے بند کو پکڑ کر کھینچا پھر فرمایا کہ مین تجھپر لایعقل کے کپڑے نہین دیکھتا
اور فرمایا کہ جب نوح علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو اپنے دو بیٹون کو بلایا اور فرمایا کہ مین تم دونون کو وصیت
حکم کرنے کا دیتا ہون اور تم کو دو باتون سے منع کرتا ہون پس مین تمکو اللہ تعالی کے ساتھ شرک کرنے سے
لا الہ الا اللہ کا حکم کرتا ہون کہ اگر سب آسمان اور زمین اور جو کچھ انمین ہی ایک پلہ مین رکھے جاوین اور لا الہ الا اللہ دوسرے
پلہ بھاری ہوگا اور اگر آسمان وزمین ایک حلقہ ہون پھر انپر لا الہ الا اللہ رکھا جاوے تو ان سب کو زیادہ کرکے
وبحمدہ کا حکم دیتا ہون کہ یہ سب چیز کی نماز ہی اور اسی سے ہر چیز کو رزق دیا جاتا ہی - امام احمد نے
کیا اور یہ فقط مسند امام احمد مین ہی - اور ابن جریر رح نے اسکو جابر بن عبد اللہ رض سے مرفوع
جسکا نوح علیہ السلام نے اپنے پسر کو حکم دیا تھا کہ تو کہا کر سبحان اللہ وبحمدہ کیونکہ یہ نماز خلق کا
رزق دیا جاتا ہی - امام ابن کثیر رح نے کہا کہ اسکی اسناد ضعیف ہی - اور لکھا کہ عکرمہ نے

Marfat.com

ابی صحیح ہی اور معالم سے اوپر منقول ہوا کہ اسطوانہ نہین تسبیح کرتا ہی - واللہ تعالی اعلم - اور بعض سلف نے کہا کہ
ہی اور پانی کی تسبیح اسکی رفتار کی آواز ہی - اور سفیان ثوری رح نے بواسطہ منصور کے ابراہیم نخعی رح سے روایت کی
ہی ابن نوفل کے واسطے سورہ حج کی آیت سجدہ شاہد ہی یعنی ہر چیز جاندار و بیجان تسبیح کرتی ہی اور دوسرون نے فرمایا کہ تسبیح دہ
ہر چیز جمادی حیوانات و نباتات چنانچہ قتادہ نے کہا کہ ہر چیز جسمین روح ہی درخت وغیرہ سے تسبیح کرتی ہی اور ضحاک و حسن بصری رح نے
کہ ہر چیز تسبیح کرتی ہی - شیخ ابن جریر رح نے ابو الخطاب سے روایت کی کہ ہم لوگ یزید الرقاشی کے ساتھ ایک دعوت مین تھے اور وہان
حسن بصری بھی تھے پس کھانا آگے کیا گیا تو یزید الرقاشی نے کہا کہ ای ابو سعید یہ خوان تسبیح کرتا ہی تو حسن رح نے جواب دیا کہ کبھی تسبیح
کرتا تھا - شیخ ابن کثیر رح نے اس قول کے استیناس کے واسطے وہی حدیث ابن عباس ذکر کی جو مترجم نے اللہ تعالی
کی تفسیر مین ذکر کردی ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبرون پر سبز شاخ پھاڑ کر رکھی اور فرمایا کہ امید ہی کہ ان دونون
تک خشک نہون - اور بعض مفسرین نے نقل کیا کہ سدی رح نے کہا کہ دریا مین جو مچھلی شکار ہوتی ہی یا پرند شکار
کرتا ہی تو اس سے کہ تسبیح الہی ضایع کر دیتا ہی - سراج وغیرہ مین ہی کہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ مکہ مین ایک پتھر ہی کہ جن ایام مین میری بعثت ہوئی ہی مجھے سلام کرتا تھا اور اب بھی مین اسکو پہچانتا ہون - مترجم کہتا ہی کہ احد
کا موجود ہونا اور آپ سے محبت کرنا صحیح مین موجود ہی اور لکھا کہ ابن عمر رض سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ستون سے
تکیہ کرکے خطبہ پڑھا کرتے تھے جب آپ کے واسطے منبر بنایا گیا تو منبر پر خطبہ پڑھنے لگے پس وہ ستون لکڑی کا نرم آواز سے رویا پس آپ نے
اسکو کر اپنا ہاتھ اسپر پھیرا اور ایک روایت مین ہی کہ اسکو گلے سے لگا لیا اور آہستہ اس سے کچھ کہا پس خاموش ہوگیا - یہ احادیث دلالت کرتی ہین
کہ جمادات بولتے اور تسبیح کرتے ہین - اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا اللہ تعالی بہت حلم والا اور بڑا مغفرت کرنے والا ہی یہ اسکی
حلم مین سے ہی کہ تم کو مہلت دیدی اور تمھاری غفلت پر تمکو مواخذہ فی الحال نہین فرمایا اور تم ایسے جاہل ہو رہے ہو کہ باوجود اشرف المخلوقات
ہونے کے تسبیح سے غافل ہو اور سب چیزین تسبیح کرتی ہین اور وہ بڑا غفور ہی کہ جب توبہ کرکے رجوع لاتے ہو قبول فرماتا ہی - بخاری و مسلم مین
ابو ہریرہ رض سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء مین سے ایک نبی کو ایک چیونٹی نے کاٹا تو اسنے حکم دیا کہ چیونٹیون کا
گھر جلا دیا گیا پس اللہ تعالی نے اسپر وحی بھیجی کہ تو نے ایک چیونٹی کے عوض مین امتون مین سے ایک امت کو جو تسبیح پڑھتی تھی جلا دیا -
ابو الشیخ نے اور ابن مردویہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ زراعت تسبیح کرتی ہی اور اسکا ثواب کاشتکار کو ہوتا ہی اور کپڑا تسبیح پڑھتا ہی
اور میل اسوقت کہتا ہی کہ اگر تو مومن ہی تو مجھے دھو ڈال - اور ابو الشیخ نے ابن عباس سے روایت کی کہ ہر چیز تسبیح کرتی ہی سوائے کتے
اور خنزیر کے - ابن جریر طبری رح سے مروی ہی کہ قولہ ان من شی الا یسبح بحمدہ کی تفسیر توریت مین بقدر ہزار آیات کے تھی توریت مین تھا کہ
درخت اسکی تسبیح کرتے ہین اور درخت جنگلون مین اور جہان جہان لگے ہین اسی کی تسبیح کرتے ہین اور فلان چیز اسکی تسبیح کرتی اور
ہر چیز کی تسبیح کا تمام تفصیل مذکور ہی - فـــ فی العرائس قولہ تعالی تسبح لہ السموات السبع والارض الآیہ - حقایق اشارات
کہ حق تعالی عزوجل نے مخلوق کو اپنی قدرت قدیمہ ازلیہ سے اور مشیت سابقہ سے اور ارادہ قدیمہ سے جو قائم بذات
اسکی ہی ایجاد کیا پس قدم سے یہ وجود جسپر آثار صفات قدم ظاہر ہین پیدا ہوا اور اسمین اسکے آثار قدرت ظاہر ہوے
اور ان مخلوقات مین سے بعض ارواح و عقول و سماوی ہین و معرفت ہین اور انکے و معدن قدرت کے درمیان سے حجاب اٹھا دیا

کہ مصادر فعل ظاہر ہوے اور اشیار نے مصادر فعل و قدرت کے مشاہدہ کیے پس ارواح کو ہنر از و
اور زبان سے توحید کی اور خالق کی تسبیح و تقدیس کی اور یہ بات اس حیات ازلی کی تاثیر سے ہو
چیزین اپنی زندگی مین یعنی زندہ ہونے مین اسی حیات ازلی سے قائم ہین یعنی اسی حیات ازلی سے
زبان سے اپنے صانع کی تسبیح کرتے ہین اور یہ بوجہ غلبہ انوار قدرت و استیلاء عظمت کے ہی پس بجوا
کی تسبیح بزبان قدرت ہی اور جو چیزین انکے درمیان ہین پس انمین جو ذی روح ہین وہ بزبان صفاح
موافق تسبیح کرتے ہین اور تمام اشیاے نباتاتی و جماداتی اہل ظاہر کے قول پر تسبیح کرتی ہین اور اہل معرفت کے نز
اوصاف و اسمار و نعوت ہی اور عارفین کی تسبیح بزبان ذاتی ہی کیونکہ وہ تجلی آفتاب ازلی و ابدی ہین ہین لیکن سب کی تسبیح
نہین ہی سواے اس شخص کے جسکے سر باطن در روح و عقل و قلب و صورت پر حق عزوجل نے ذات و جمیع صفات سے تجلی فرمائی ہی
کے واسطے عارفین کے نزدیک روحانی ملکوتی زبانین ہین کہ غیبی زبان و اشارات سے وے حق عزوجل کی تسبیح کرتی ہین اس تسبیح
کوئی سنتا بھی نہین ہی مگر وہی لوگ جو شہود غیب مین ہین کہ نطق انکا بحق ہی اور عقل بحق اور عرفان الحق بحق ہی اور تسبیح جمادات کی تصدیق
کے لیے وہ حدیث ہی جو حضرت انس بن مالک رضہ نے روایت کی کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر تھے کہ آپ نے
ایک مٹھی سنگریزہ اپنے ہاتھ مین لیے انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مین تسبیح پڑھنی شروع کی یہانتک کہ ہم نے تسبیح اچھی
طرح سنی پھر انکو ابوبکر رضہ کے ہاتھ مین دیا یہانتک کہ ہم نے تسبیح سنی پھر انکو عمر رضہ کے ہاتھ مین دیا انھون نے تسبیح پڑھی یہانتک کہ ہم نے
تسبیح سنی پھر عثمان کے ہاتھ مین دیا وہان بھی ہم نے تسبیح سنی پھر وہ ہمارے ہاتھون مین دیے تو ہمارے ہاتھون مین انھون نے تسبیح
نہ پڑھی اور اس حدیث کی تصدیق اس آیت سے ہی کہ یا جبال اوبی معہ یعنی اے پہاڑ تسبیح پڑھو اسکے ساتھ اور یہ تو مشہور بات ہی کہ داؤد
علیہ السلام کے ساتھ پہاڑ تسبیح پڑھتے تھے چنانچہ آیت کریمہ مین مصرح ہی۔ قولہ انہ کان حلیما غفورا۔ اسکے حلم و غفران سے ہی کہ اسنے
تمام مخلوقات کو اپنی ذات پاک کی معرفت بصفات قدیمہ ازلیہ ابدیہ عطا فرمائی اگر یہ نہ ہوتا تو خلق کا وجود نہ ہوتا اور نہ اسکی زبان سے
ذکر نکلتا لیکن کرم سے ہر ایک کو زبان دی جس سے سب نے اسکی حمد و تسبیح کی پس اسکی حمد ہر ذرہ کو شامل ہی اور اسکی تعریف ہر
ذرہ بلسان تسبیح ادا کرتا ہی۔ شیخ ابوعثمان نے فرمایا کہ تمام مخلوقات مختلف زبانون سے اللہ تعالے کی تسبیح ادا کرتے ہین لیکن
یہ تسبیح انکی نہین سنتے اور نہین سمجھتے مگر وہی لوگ جو علمار ربانی ہین جنکے دلون کے کان کھلے ہین۔ پھر اللہ تعالے نے بعد اوپر کے بیان
کے رسالت کی تقریر فرمائی

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ

اور جب تو پڑھے قرآن کو تو ہم کر دیتے ہین درمیان تیرے اور درمیان ان لوگون کے جو ایمان نہین لاتے

حِجَابًا مَّسْتُورًا ۝ وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَن يَفْقَهُوهُ

پردہ ڈھانپنے والا اور ہم کر دیتے ہین انکے دلون پر ڈھکنے اس کے

أَن يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا ۚ وَإِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْآنِ وَحْدَهُ وَلَّوْا

کانون مین ٹھینٹھر اور جب تو ذکر کرے اپنے رب کو قرآن مین اکیلا تو پھر جاتے ہین

Marfat.com

ربع

اِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ بِهٖٓ اِلَيْكَ وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ۝ اُنْظُرْ كَيْفَ
جب کان لگاتے تیری طرف اور جب وے مشورہ کرتے ہین ظالم لوگ کہ تم نہین پیروی کرتے ہو مگر ایک مرد کی جو جادو مین پھنسا ہوا ہی دیکھ تو کیسے
ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا ۝
انھون نے تیرے حق مین مثلین بنائین سو بھٹک گئے پس کوئی راہ نہین پاتے ہین

اِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ یعنی اور جب تو قرآن پڑھے وہ قرآن کہ کوئی بیان مثل اُسکے واضح نہین ہی جَعَلْنَا تو ہم اپنی
کے ساتھ کرتے ہین۔ بَيْنَكَ تیرے بیچ مین وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ اور اِن لوگون
بیچ مین جو سوائے دنیاوی محسوسات کے آخرت پر ایمان نہین لاتے حِجَابًا مَّسْتُوْرًا حجاب مستور۔ وہ حجاب اُنکے
ون پر چھا جاتا ہی کہ جو کچھ تو پڑھتا ہی اُنکی سمجھ مین نہین آتا اور نہ اِس سے نفع اُٹھاتے ہین۔ یہ حجاب ویسا ہوتا ہی جیسے محسوسات مین
ی نظر کھاری میٹھے سمندرون کے بیچ مین پردہ ہی کہ باہم نہین ملتے۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قتادہ و ابن زید نے کہا کہ حجاب مستور
اکنہ ہین جنکو فرمایا۔ وَجَعَلْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اَكِنَّةً اور ہم کر دیتے ہین اُنکے دلون پر اکنہ یعنی اغطیہ جمع غطاء اور مراد ڈھکنا
اَنْ يَّفْقَهُوْهُ بکراہت اِس امر کے کہ قرآن کو سمجھین۔ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا اور کر دیتے ہین اُنکے کانون مین وقر
ہرا بھٹھر جس سے وہ فائدہ مند سننا نہین سنتے ہین مانند اِسکے دوسری آیت ہی۔ قالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا
ک حجاب۔ یعنی جب قدرت الٰہی اپنے بارہ مین مشرکون نے سن لی تو خود بھی کہنے لگے کہ ہمارے قلوب اُس سے جسکی طرف تو
ہی ڈھکنے مین ہین اور ہمارے کانون مین بھٹھر ہین اور ہمارے و تیرے درمیان پردہ ہی۔ پھر حجاب مستور جب کہ اغطیہ کے معنی مین
و مستور جو بروزن مفعول ہی بمعنی ساتر ہوا جیسے قولہ تعالےٰ کان وعدہ ماتیا۔ مین ماتیا بروزن مرمیا مفعول بمعنی فاعل ہی یعنی اِسکا وعدہ
خواہ آنے والا ہی ایسے ہی حجاب مستور یعنی پردہ چھپانے والا ہی اور حجاب کے بعد مستور کا فائدہ یہ ہی کہ پردہ کبھی خفیف مانع ہوتا ہی تو مستور
سے معلوم ہوا کہ یہ حجاب بالکل ساتر رہا اور بعض نے کہا کہ حجاب مستور یعنی وہ پردہ ایسا ہی کہ خود پوشیدہ کیا ہوا ہی اِسکو عام نظرین
دیکھ سکتی ہین باوجود اِسکے وہ کافرون و اُنکی ہدایت کے درمیان حائل و مانع ہی اور شیخ ابن جریر رح نے اِسی کو ترجیح دینے کی طرف
گیا ہی اور بعض نے تفسیر کی کہ کافرون کے اور تیرے درمیان ہم ایک پردہ کر دیتے ہین بعض اوقات قرآن پڑھنے سے کہ وے اُن ظاہری
اُن کو نہین دیکھ سکتے ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ حافظ ابو یعلی موصلی بے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کی کہ جب
یہ آیت نازل ہوئی تو ام جمیل اُسکی کانی جورو بُرا بھلا کہتی ہوئی آئی اور کہنی کہ مذمم ہمارے پاس آیا ہم نے اُسکا دین نکال پھینکا اور
اُسکی نافرمانی کی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے اور آپ کے پہلو مین ابو بکر رضی اللہ عنہ تھے تو ابو بکر رض نے کہا کہ یا رسول اللہ
کیا اُس نے آپ کو دیکھے اور آپکے ہاتھ مین پتھر تھا آپ نے فرمایا کہ مجھے نہین دیکھیگی اور آپ نے کچھ قرآن پڑھا اور قولہ اذا قرأت
القرآن جعلنا بینک و بین الذین لا یؤمنون بالآخرۃ حجابا مستورا۔ پھر وہ آکر کھڑی ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین دیکھا اور ابو بکر رض سے
کہنے لگی کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کی ہی ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واللہ وہ شاعر نہین ہین کہ تیری ہجو کی ہو پس

Marfat.com

یہ کہتی ہوئی پھری کہ قریش کا قبیلہ جانتا ہی کہ مین اُسکے سردار کی بیٹی ہون ۔ امام سیوطی رح نے لکھا کہ خود
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فریب کا ارادہ کیا ۔ پھر واضح ہو کہ مراد قرآن سے یا تو مطلق قرآن ہی اور یا
علی قلوبہم وسمعہم الآیہ اور سورۂ اسرار مین قولہ وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ الآیہ اور سورۂ یٰسٓ
اللہ علی علم الآیہ ۔ پس اللہ تعالیٰ اِن آیات کی برکت سے آپ کو مشرکون کی آنکھ سے پوشیدہ رکھا خاکہ
اِن آیات کے ساتھ اول سورۂ یٰسٓ تا قولہ فہم لا یبصرون بھی زیادہ ہونا چاہیے کیونکہ سورۂ یٰسٓ
کا ارادہ کیا تو مکان مین بجاے اپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو سلایا اور وصیت کی کہ قریش کو اُنکی امانتین
دیدے کہ کچھ خوف نہین ہی اور یہان قریش کے فاسق وفاجر لوگ مشورہ کرکے آپکے قتل پر آئے
لیکر آپ کے دروازہ پر منتظر ہوے کہ جس وقت نکلین تو سب ایکبارگی قتل کردین تاکہ خون آپکا
پھیل جاوے تو بنو ہاشم کو سب قبائل سے لڑنے کی قدرت نہ ہوگی ناچار خون کا عوض مال لینے پر راضی ہوجائینگے
ہوا کہ یہ بدکار دروازہ پر ہین پس آپ نے اول سورہ یٰسٓ تا فہم لا یبصرون پڑھتے ہوے ایک مٹھی خاک لیکر اُنکے سرون پر
جھونکتے ہوے باہر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان بدکارون کی آنکھین اندھی کردین کہ کسی نے آپ کو نہ دیکھا اور نہ متوجہ ہوا تا کہ
ہو گئی صبح کو شیطان نے بہ شکل انسان اُنسے آکر کہا کہ کمبختو یہان کھڑے کیا کرتے ہو وے لوگ یہ سنکر
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پایا اور پوچھا آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہی کہ اُسکا رسول کہان ہی اور ان بدکارون
خاک آلودہ پایا اور ہر ایک اپنی راہ چلا گیا ۔ مترجم کہتا ہی کہ ہو سکتا ہی کہ قرآن مجید جامع اوصاف ہو کہ اُسکی قرأت
بھی مشرکین اندھے ہوجاتے ہون مگر جب یہ قصد کیا جاوے اور باطنی نظر سے ہمیشہ اندھے ہوتے ہین کہ اُنکے دلون پر
دل مین نہین سماتا اور کانون مین ثقل کہ جس سے نفع نہین ہوتا اور اِسی شرک مین منہمک رہیا تے ہین اور
کہ روایت ہی کہ ابوسفیان ونضر بن الحارث وابوجہل وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے اور آپ کی باتین سنتے تھے ایک دن
نضر بن الحارث نے کہا کہ مجھے معلوم نہین ہوتا کہ محمد کیا کہتا ہی سواے اتنی بات کے کہ مین اُسکے ہونٹ ہلتے ہوے دیکھتا ہون
کہا کہ مین تو بعض باتون کو سچ خیال کرتا ہون اور ابوجہل نے کہا کہ وہ مجنون ہی اور ایسی ہی ابولہب وغیرہ نے
باوجود اسقدر وضوح وتبیان کے قرآن کی فہم سے ایسے عاری تھے ۔ وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ قرآن مین وَحْدَهٗ اکیلا یعنی اُنکے بتون کو متروک وباطل کرتا ہی مثلاً لا الٰہ الا اللہ کہنے سے
پڑھتا ہی ۔ وَّلَّوْا عَلٰٓى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا تو منہ موڑتے ہین اپنے بیٹھون کی طرف
اِسقدر بیزار ہین ۔ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ قتادہ رح نے فرمایا کہ جب مسلمانون نے لا الٰہ الا اللہ کہنا شروع کیا
اُنپر یہ عمل بہت گران گذرا پس ابلیس واُسکے لشکر نے اُسکو ننگ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ
اور جو اُسکے واسطے قتال کرے اُسکو نصرت دے اور تمام پر اُسکو غالب کردے اِس کلمہ کو تو
رات دن مین طے ہوجاتا ہی ۔ ابن جریر نے یہان ابن عباس رض سے قولہ وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ کی
والے شیاطین ہین ۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ قول غریب ہی اور یہ شیاطین تو قرآن سنون والون کی

Marfat.com

اور وہ آدمی ہون جو شیاطین کے کمال طاعت مین شیاطین الانس ہوتے ہین - خطیب نے ذکر کیا کہ قولہ
[illegible] ہے کہ منصوب اسکو حال واقع ہونے سے ہے اور حال ہمیشہ نکرہ ہوتا ہے اور یہ ضمیر کی طرف مضاف ہے تو
[illegible] ہوتا ہے اگر وہ حقیقۃً نکرہ ہے کیونکہ یعنی منفرداً ہے اور دوم یہ کہ منصوب بظرفیت ہے اور خطیب نے قولہ نفورا مین لکھا کہ اسمین بھی دو
[illegible] ہے تو مفعول مطلق ہے مگر فعل کے لفظ سے نہین ہے اور معنی مین واحد ہے کیونکہ دلوا اور نفورا ایک ہی معنی مین ہین پس یہ مفعول
[illegible] ہے اور دوم یہ کہ نفورا حال ہے فاعل سے اور اس صورت مین وہ جمع نافر ہے جیسے قعود جمع قاعد اور شہود جمع شاہد وغیرہ - اور لکھا کہ
[illegible] ذکر کیا ہے کہ قرآن سنتے وقت کافرون کی حالت کئی طرح پر ہوتی تھی بعضے تو لہو مین ڈالتے تھے چنانچہ اولاد قصی مین سے دو بھائی
[illegible] کرتے بکرتالیان بجاتے اور سیٹی دیتے اور اشعار پڑھکر مختلط کرتے تھے تاکہ سننے مین خلل ہو اور بعضے جب قرآن مین ذکر الٰہی سنتے تو مہوت
[illegible] مین سے کچھ نہین سمجھتے تھے اور بعضے جب آیات توحید و مذمت مشرکین سنتے تو پیٹھ پھیر کر چل دیتے - نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا
[illegible] ہم خوب جانتے ہین وہ بات جسکے سبب سے کان لگاتے ہین - اِذْ يَسْتَمِعُوْنَ اِلَيْكَ جبکہ تیری جانب
[illegible] سننے کو کان لگاتے ہین تاکہ تیری قرأت سنین - وَاِذْ هُمْ نَجْوٰٓى اور جب کہ وے باہم شورہ کرنے والے ہین یعنے
[illegible] کرتے ہین اسطرح کہ سننے سے منہ موڑ کر باہم ایک دوسرے کی طرف نظر اٹھاتے ہین کہ کس ذریعہ سے لوگون کے دلون سے
[illegible] دلایل دور کرین چنانچہ بیان فرمایا - اِذْ يَقُوْلُ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا جبکہ ظالمین یعنی
[illegible] سردار لوگ یہ کہتے ہین کہ تم نہین پیروی کرتے مگر ایک مرد مسحور کی - یعنی ایک مرد کی جو خداع مین گرفتار ہے اور اسکی عقل مغلوب ہوگئی ہے
[illegible] نے ذکر کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت علی رض کو حکم دیا کہ طعام تیار کرکے اشراف قریش کو بلا دجب آئے تو آپنے
[illegible] کو سنایا اور توحید کی طرف بلایا اور کہا کہ لا الہ الا اللہ کہو تاکہ عرب تمھارے مطیع ہون اور عجم تمھارے دین پر آدین انھون نے
[illegible] اور قرآن سنتے وقت کہتے کہ ان تتبعون الا رجلا مسحورا - اگر کہا جاوے کہ انھون نے پیروی نہین کی تھی پھر کیونکر کہتے تھے جواب
[illegible] یہ ہین کہ اگر تم پیروی کرو تو پیروی ایسے مرد کی ہوگی جو مسحور ہے - اُنْظُرْ كَيْفَ ضَرَبُوْا لَكَ الْاَمْثَالَ دیکھ تو
[illegible] گر ہون نے تیرے واسطے مثلین بیان کین یعنی بعض نے شاعر بعض نے جادوگر اور بعض نے جادو مین پھنسا ہوا اور بعض نے
[illegible] نے معلم و مجنون نے مجنون بیان کیا حالانکہ تجھ مین اللہ تعالے کے فضل سے کچھ بھی نہین بلکہ تو رسول اللہ سید المرسلین امام
[illegible] ہوا ہے
[illegible] الصالحین ہے یہ سب لوگ خود گمراہ ہین - فَضَلُّوْا فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَبِيْلًا پس خود
[illegible] کے حق مین یہ نتیجہ ہوا کہ نہین استطاعت پاوینگے راہ کی یعنی راہ حق نہ پاوینگے کیونکہ راہ حق میری طاعت و پیروی
[illegible] کے کوئی راہ نہین ہے - شیخ امام ابن کثیر رح نے اس آیت کی تفسیر مین لکھا کہ اللہ تعالے نے
[illegible] کو باہمی مشورہ کفار قریش سے جو خفیہ کیا کرتے تھے آگاہ فرمایا کہ اپنی قوم سے پوشیدہ اُنکے سردار تیری قرأت
[illegible] ہین کہ کوئی اپنی رائے مین شاعر بنا دے اور کوئی ساحر وغیرہ اور آخر مین سب نے مسحور قرار دیا - اور لکھا کہ محمد بن اسحاق
[illegible] محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے روایت کی کہ ابو سفیان بن حرب و ابو جہل بن ہشام اور اخنس بن شریق الثقفی
[illegible] اسوا سط نکلے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت سنین اور آپ اپنے گھر مین رات کو پڑھا کرتے تھے پس ہر ایک
[illegible] کیا کہ وہان بیٹھکر سنتا تھا اور ایک کو دوسرے کا ٹھکانا معلوم نہ تھا پس رات مین اُنھون نے سنا یہانتک کہ

جب فجر ہوگئی تو متفرق ہو گئے جب راستہ مین ملے تو ایک نے دوسرے کو ملامت کی اور کہا کہ اب ایسا
تمکو دیکھینگے تو تمھارے اِس فعل سے اُسکے دل مین کچھ اور بات بیٹھ جائیگی۔ جب دوسری رات آئی
رات مین سنتے رہے دوسرے روز پھر راہ مین ملے تو آپس مین تذکرہ ہوا اور سب نے پہلے
ہوئی تھی تو ہر ایک نے اپنا ٹھکانا لیا اور رات مین سُنکر طلوع فجر کے بعد متفرق ہوئے تو راہ مین
جدا نہ ہونگے یہانتک کہ باہم ایک بات پر عہد کرلین کہ آیندہ ایسا نہ کرین پس یہ عہد کرکے متفرق ہوئے
لیا اور نکل کر ابوسفیان کے پاس آیا اور کہا کہ ای ابوحنظلہ تم نے جو محمد سے سُنا اسمین مجھے اپنی رائے بتلاؤ ابوسفیان نے
بہت سی باتین سنین کہ جنکو مین نے جان لیا اور اُنکی مراد بھی جان لی اور بہت ایسی باتین بھی سنین کہ مین نے اُنکے
معلوم ہوئی۔ تو اخنس نے کہا کہ جسکی تو نے قسم کھائی مجھے بھی اُسی کی قسم کہ یہی میرا حال ہی پھر ابوسفیان کے پاس سے
آیا اور اِس سے کہا کہ ای ابوالحکم تو نے جو محمد سے سُنا اسمین تیری کیا رائے ہی وہ بولا کہ تو نے تو سن لیا ہی اور بات یہ ہی کہ ہم
شرافت مین جھگڑا کیا کہ کون زیادہ شریف ہی سو اگر اُنھون نے کھانا کھلایا تو ہم نے بھی کھانا دیا اور اُنھون نے غریبون کو
بھی دی اور اُنھون نے مفلسون کو دیا تو ہم نے بھی دیا یہانتک کہ جب ہم دونون گھٹنون کے بل برابر ہوے اور ایسے ہو گئے جیسے
کی جوڑی گھوڑون کی ہوتی ہی تو اُنھون نے دعوی کیا کہ ہم مین ایک نبی ہی اُسپر آسمان سے وحی آتی ہی تو پھر یہ بات کہان سے لائی جاوے
ہم کیونکر پا دین مین تو واللہ کبھی نہ ایمان لاؤنگا اور نہ کبھی تصدیق کرونگا پھر اخنس اُسکو چھوڑ کر چلا آیا۔ فی الواقعی تو اللہ تعالیٰ
واذا قرأت القرآن جعلنا بینک وبین الذین لا یومنون الآیہ۔ اِسمین اشارت ہی کہ جب تک آدمی صدق واخلاص سے معاملات مین اپنے
درجہ کو نہین پہونچتا اسوقت تک اِس درجہ کے لائق معانی سے مشرف نہین ہوتا اور اسرار سے واقف نہین ہوتا اور ہر ایک کی قرأت علیحدہ
ہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کا یہ مرتبہ ہی کہ جب آپ پڑھتے تو فہم کتاب ومعانی حقائق کے درمیان اُنکے قلوب وعقول وافہام
کے درمیان غیرت الٰہی کا حجاب ہوتا تھا پس ظاہری ابصار سے اسرار صفات نہین دیکھ سکتے تھے پس بیکار ہو جاتے تھے اور غریب
سے لطائف حکمت نہین سنتے تھے کہ دلون مین مؤثر ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب قرآن پڑھتے تو آپ نور صفات سے منور ہو
سے موشح ہو جاتے کیونکہ مشاہدۂ ذات وصفات حاصل ہوتا تھا اور اہل الحق کے نزدیک اشارہ ہی کہ جب آپ اپنی مقام محمود پر
قدم نہ جاہتی کہ ایسے مستغرق بندے کو کوئی غیر دیکھے سوائے اِسکے جو مقامات مین اُسکے ہمقدم ہو اور اگر کوئی آپ کو اِن حالون مین
ہیبت الٰہی سے اُسکی عقل پراگندہ وروح پرواز کر جاتی قولہ وجعلنا علی قلوبہم اکنۃ ان یفقہوہ الآیہ اِسمین قول بمقابل ہی اور اشارت
تجلیات کلام الٰہی مین مستور ہوا تو جو نگاہین لائق اِن تجلیات کے نہین ہین اُنسے بھی ضرور مستور رہیگا اور ہر ایک
جنکو قرآن واُسکے احکام پر ایمان نہین جس سے آخرت سے بھی منکر ہین۔ حاصل یہ کہ قرأت قرآن کی حالت مین
ومشرکون کی نظر سے اِسوجہ سے محجوب ومستور رہتے تھے کہ قرآن مجید بیان صفات پاک ہی اور قرأت اُسکے
تجلیات ورحمت خاصہ کا پرتو اُن لوگون کے واسطے ہی جو مطرود بارگاہ ازل نہین پس جو لوگ کہ اُنپر
حجاب مستور کر دیا جاتا ہی اور یہ بدین معنی ہمیشہ ضروری ہی کہ یہ نعمت خاصہ مطرودین کو کبھی نصیب نہ ہو
اہل الصدق جو اغیار وکفار سے بھاگنا چاہتے ہین وہ قرآن کے پردہ مین پوشیدہ ہوتے ہین

Marfat.com

کہ مخلوق کی نگاہون سے مخفی ہوگیا اور یہ حال ایسے لوگون کا ہی جو متقی اور مخفی ہین بعض مشائخ نے کہا کہ جس نے
[illegible] چاہا یا اپنی نفس مین یا اپنی جنس کے آدمیون سے حصن چاہا اُسنے اپنا وقت برباد کیا وہین ہلاک ہوگا جہان اُسنے امن
[illegible] کتاب آلہی سے حصن چاہا وہ اپنے حصن مین ہی اور جہانتک ترقی کرے مامون مصئون ہی شیخ ابو یزید رح جب اس
[illegible] تو اپنے لوگون سے فرماتے کہ تم جانتے ہو کہ یہ حجاب کون ہی یہ حجاب غیرت ہی حدیث مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
[illegible] سے بڑھکر کوئی غیرت والا نہین ہی۔ قولہ واذا ذکرت ربک فی القرآن وحدہ الآیہ۔ جب حق عزوجل کو بصفات حق ذکر کیا بصفت
وحدت ذکر دانیت اصطلح کہ جیب منفرد بکبیب ہوا اور متوحد بوحدت حبیب ہوا اور اُسکی صفات سے متصف ہوا تو اسکا وجود ربانی صمدانی
وحدانی جبروتی ملکوتی ہوگیا پس جو حادث اُسکے نزدیک کیا جاوے وہ زائل ہوجائیگا اور اُس سے ہر شیطان دور بھاگیگا۔ جب قرآن مین
اثبات توحید و نبوت کا بیان ہوچکا اور امر معاد ثابت ہوگیا اور دلائل مذکور ہوے اور باوجود ظہور نبوت کے اُنکے انکار پر اُنکی جہالت بیان کردی
[illegible] نفیس تقریر سے اہل عقل کو کافرون و مشرکون کی گمراہی دربارۂ انکار معاد کے ایک بدیہی و ظاہر بات مین بیان فرمائی بقولہ تعالے

**وَقَالُوْٓا ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ قُلْ كُوْنُوْا**

اور کہتے ہین کہ بھلا جب ہم ہوجائینگے ہڈیان و بوسیدہ ریزہ تو کیا ہم مبعوث ہونے والے ہین ایک مخلوق جدید ہوکر کہدے کہ ہوجاؤ تم

**حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا ۝ اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ ۚ فَسَيَقُوْلُوْنَ مَنْ**

پتھر یا لوہا اور کوئی مخلوق اس قسم سے جو تمہارے دل مین بڑی ہی سو پھر کہینگے کہ کون ہمکو

**يُّعِيْدُنَا ۭ قُلِ الَّذِيْ فَطَرَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ فَسَيُنْغِضُوْنَ اِلَيْكَ رُءُوْسَهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هُوَ**

دوبارہ پیدا کریگا کہدے کہ وہی جسنے تمکو پیدا کیا تھا اول مرتبہ سو پھر وے ہلا دینگے تیری طرف اپنے سرون کو اور کہینگے کہ کب ہوگا یہ

**قُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا ۝** ع ۱۲

کہدے کہ عنقریب یہ ہونا معلوم ہوتا ہے جسدن تم کو بلاویگا تو تم جواب دوگے اسکی حمد کے ساتھ اور جانوگے کہ تم نہین ٹھہرے تھے مگر بہت کم

**وَقَالُوْٓا** یعنی مشرکین جو توحید و نبوت و آخرت کے منکر ہین باوجود اس اقرار کے کہ ابتدا مین اللہ تعالی نے اُنکو ایجاد فرمایا ہی کہتے ہین بطور
استفہام انکاری کے کہ **ءَاِذَا كُنَّا** کیا جب ہم ہوجاوینگے یعنی یہ تو ضروری ہی کہ ہم ہوجاوینگے۔ **عِظَامًا وَّرُفَاتًا**
[illegible] ابن زید نے کہا کہ رفات یعنی خاک اور ابن عباس سے علی بن ابی طلحہ نے روایت کی کہ رفات یعنی غبار۔ **ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ**
**خَلْقًا جَدِيْدًا** تو بھلا کیا ہم نئی پیدائش سے مبعوث ہونگے۔ حاصل اس شبہہ کا یہ ہی کہ ان گمراہون نے خیال کیا کہ آدمی کے واسطے
موت لازم ہی اور مرنے کے بعد جسم گل کر اعضاء متفرق و منتشر ہوجاتے ہین خون ہوا کے ساتھ اور خاک زمین مین علی ہذا سب اپنے اپنے مناسب
[illegible] جاتے ہین پھر کیونکر سمجھ مین آوے کہ دوبارہ یہی اجزاء مرکب ہونگے اور کیونکر انمین دوبارہ روح عود کریگی۔ اور جواب ظاہر ہی کہ جب
[illegible] علم کامل و قدرت کاملہ ہی لہذا سنے ابتدا مین جب کچھ بھی وجود نہ تھا تب پیدا کردیا تو اب دوبارہ اُسکی ترکیب و تالیف و اعادۂ روح
[illegible] اولی قادر ہوئیں جس نے اللہ تعالی کو مانا یعنی اُسکے علم و قدرت کامل کو سمجھ گیا تو اُسکو یہ شبہہ کچھ بھی پیدا نہین ہوسکتا۔
**قُلْ كُوْنُوْا حِجَارَةً اَوْ حَدِيْدًا** اُنسے کہدے کہ تم پتھر یا لوہا ہوجاؤ۔ **اَوْ خَلْقًا مِّمَّا يَكْبُرُ فِيْ صُدُوْرِكُمْ** یا کوئی مخلوق
[illegible] تمہارے دل مین بڑی ہو۔ بعض نے ذکر کیا کہ شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اگر تم کو اس امر مین تعجب ہی کہ اللہ تعا

Marfat.com

تمکو گوشت پوست پیدا کردیگا تو تم سختی مین اور قوت مین پتھر و لوہا اور کوئی چیز کو سخت سمجھتے ہو ہو جاؤ اگر تم
لکھا کہ یہ امر التزامی کے معنی یہان نہین ہین کہ تم پتھر وغیرہ ہو جاؤ اگر ہو سکو۔ بلکہ معنی یہ ہین کہ اگر تم پتھر یا
بے روح ہو وہ ہو جاؤ تب بھی اللہ تعالی تم کو دوبارہ زندہ کرکے حشر کے واسطے مبعوث فرمائیگا۔ انتہی
معنی تفسیر امام ابن کثیر و محی السنہ وغیرہ سے ظاہر ہین اور قولہ خلقا مما یکبر فی صدورکم۔ یعنی جسمین تمکو سخت
کے قابل ہی نہین ہے تو اسکو بھی اللہ تعالی اپنی قدرت سے زندہ کریگا۔ ابن اسحق نے مجاہد سے روایت کی
کہ اسکے کیا معنی ہین فرمایا کہ موت۔ یعنی اگر تم موت ہو جاؤ جو حیات کی ضد ہے تو بھی اللہ تعالی اسکو زندہ کریگا۔ ابن
تفسیر مین فرمایا کہ یعنی اگر موت ہو جاؤ تو تم کو زندہ کرونگا اور یہی قول سعید بن جبیر و ابو صالح و حسن رضا کا بھی ہے اور
مفسرین کا یہی قول ہے۔ ہمارے وقت کے بعض لوگون نے اپنی کتاب مین اس تفسیر کو بعید جانا کیونکہ پتھر و لوہے سے تر
ایسی چیز نہین ہے کہ محسوس ہو۔ اور مین کہتا ہون کہ ترنی اس بات مین مقصود ہے کہ پتھر و لوہے سے بھی زیادہ سخت
اور ظاہر ہے کہ موت ضد حیات ہے اور ہر شخص اسکو خیال کرتا ہے تو کچھ بھی بعید نہین بلکہ نہایت عمدہ تفسیر ہے اور کتاب اللہ
سمجھے کہ وہ موت ہے۔ اور واضح ہو کہ مجاہد رح نے کہا کہ یعنی آسمان ہو جاؤ زمین ہو جاؤ پہاڑ ہو جاؤ اور جو چاہو وہ ہو جاؤ بہرحال اللہ تعالی تم
اعادہ کریگا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ مراد موت کی تفسیر سے انحصار نہین ہے بلکہ معنی یہ کہ جو چیز تم اپنے خیال مین موت سے بعید سمجھتے ہو
جانور ہو جاؤ حتی کہ موت ہو جاؤ تو اسکو بھی اللہ تعالے زندہ کریگا۔ شیخ ابن جریر رح نے اس مقام پر یہ حدیث ذکر کی کہ جب جنت والے
جنت مین اور دوزخ والے دوزخ مین اپنے اپنے ٹھکانے ہو جاوینگے تو موت لائی جاویگی گویا سیاہ مینڈھا اور ذبح کرکے
کھڑی کیجائیگی پھر اہل جنت سے کہا جائیگا کہ تم اسکو پہچانتے ہو کہینگے کہ ہان پھر دوزخ والون سے کہا جائیگا کہ تم اسکو پہچانتے ہو کہینگے ہان
پھر وہ جنت اور دوزخ کے درمیان ذبح کردی جائیگی اور پکار دیا جائیگا کہ اے اہل جنت تمھارے لیے ہمیشگی ہے کبھی موت نہین اور
تمھارے واسطے بھی ہمیشگی ہے کبھی موت نہین ہے۔ فَسَيَقُولُونَ مَنْ يُعِيدُنَا یعنی پھر یہ منکر کہینگے کہ
جب ہم پتھر یا لوہا یا اس سے بڑھکر غیر قابل حیات ہو گئے تو ہمکو دوبارہ پیدا کون کریگا قُلِ الَّذِي فَطَرَكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ
کہدے کہ وہی جس نے تم کو اول مرتبہ پیدا کیا یعنی جب تم کچھ بھی نہ تھے اور اب تو اپنے کو کچھ بتلاتے ہو
تم کچھ نہ تھے تمھارے پیدا کردینے سے عاجز نہ ہوا وہی اب بھی تم کو دوبارہ مبعوث کرنے سے کچھ بھی عاجز نہین ہے فَسَيُنْغِضُونَ
إِلَيْكَ رُءُوسَهُمْ یعنی ٹھٹھول سے تیری جانب اپنے سر ہلاوینگے وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هُوَ
ابن عباس و قتادہ رح نے اسکی تفسیر فرمائی ہے کہ یہ قول انکار و ٹھٹھول سے کہتے ہے جیسے تعالی
صادقین۔ یعنی کہتے ہین کہ یہ وعدہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو۔ یعنی اسکے وقوع کو جھوٹ جانتے
مانگتے تھے جیسے قولہ تعالی یستعجل بہا الذین لا یومنون بہا۔ یعنی قیامت کو جلدی مانگتے ہین وہ
جو قیامت کو مانتے ہین اس ہولناک واقعہ سے ڈرتے ہین۔ اسی طرح یہان بھی معنی ہین کہ تم
لا رَيْبَ فِيهِ کہدے کہ وہ تم سے قریب ہے
وہ خواہ مخواہ قریب ہے اسکو دور نہ سمجھنا چاہیے علاوہ اسکے دنیا چند روزہ ہے پھر آخرت ہے

Marfat.com

دوبارہ پیدائش کے بعد بے انتہا رجلا گیا ہو اس بے انتہا کے ساتھ اس دنیاوی حیات کے چند روز کچھ نسبت نہین رکھتے گویا کچھ بھی نہین ہین
**يَوْمَ يَدْعُوكُمْ فَتَسْتَجِيبُونَ بِحَمْدِهِ** جس دن تمکو بلا ویگا سو تم اُسکے حمد کے ساتھ جواب دوگے یعنی سب کہوگے کہ اُسکے حکم
کی فرمانبرداری ہو اور اُسکے ارادہ کی بندگی ہو۔ یہی معنی علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کیے ہین اور قتادہ رح نے کہا یعنی اُسکی معرفت و
طاعت کے ساتھ قبول کا جواب دوگے۔ بعض نے کہا یعنی تم لوگ جواب دوگے حاضری کا اور اُسکی شان عظیم کے لیے ہر حال مین حمد ہو۔ اور
بعض نے کہا کہ یعنی اُسکی حمد کرتے ہوے اُٹھوگے اور حدیث مین ہو کہ لا الہ الا اللہ۔ اِس کلمہ کے لوگون پر اُنکی قبرون مین کچھ وحشت نہین ہو گویا
مین اِس کلمہ والون کو دیکھ رہا ہون کہ اپنی قبرون سے اُٹھتے ہین اور اپنے بالون سے خاک جھاڑتے ہین اور لا الہ الا اللہ کہتے ہین اور ایک
روایت مین کہ الحمد للہ الذی اذہب عنا الحزن۔ کہتے ہین۔ **وَتَظُنُّونَ إِن لَّبِثْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا** اور گمان کروگے کہ تم نہین ٹھہرے
مگر قلیل۔ خلاصہ یہ کہ تم کو اُسوقت خود ہی معلوم ہوگا کہ تم بہت کم ٹھہرے ہو اور بہت جلد قیامت آگئی بمانند قولہ تعالی اذا دعاکم دعوۃ من الارض
اذا انتم تخرجون۔ یعنی جب تم کو زمین سے ایک پکار پکاریگا تو اُسی دم تم نکل کھڑے ہوگے۔ یعنی اُسکے حکم کے واسطے کوئی مانع و مخالف نہین ہو
کما قال تعالی فانما ہی زجرۃ واحدۃ فاذا ہم بالساحرۃ۔ ایک زجر مین لوگ نکل کر روے زمین پر آجاوینگے۔ اور اُسوقت مین باہم گفتگو بھی ہوگی
کہ کس قدر ٹھہرے۔ یقسم المجرمون مالبثوا غیر ساعۃ۔ یعنی باہم قسم کھاوینگے کہ ایک ساعت کے سوائے نہین ٹھہرے۔ پھر پکارنے والا کون ہو
تو شیخ جلال الدین محلی رح نے کہا کہ جبرئیل علیہ السلام پکارینگے کہ ای پوسیدہ ہڈیو اور ای جوڑ بند شکستہ اور گوشت پارہ پارہ اور پریشان بال
تمکو اللہ تعالے حکم فرماتا ہو کہ فیصلۂ قیامت کے واسطے مجتمع ہو۔ واضح ہو کہ مشرکون نے سوال کیا کہ یہ کب ہوگا اِسکے جواب مین یہی حکم ہوا کہ قریب
ہوگا اِسوجہ سے کہ اصل سوال امکان بعثت و حشر سے تھا وہ ثابت کردیا لہذا امام رازی رح نے کبیر مین کہا کہ جب دلیل قطعی سے ثابت ہوگیا کہ بعث
و حشر ممکن ہو تو اِس سوال کو کہ کب ہوگا اصل سے کچھ تعلق نہین ہو کیونکہ اِسکے واسطے دلیل عقلی نہوگی بلکہ بتلادیا جاوے کہ کب ہوگا ولیکن اللہ تعالی
نے مرجح فرمادیا ہو کہ اِسکا معین وقت فقط علم الٰہی مین ہو ہان یہ بتلادیا کہ قریب ہو اور حدیث مین اُسوقت کے واسطے آثار بہت سے ذکر فرمائے ہین
اور مترجم کہتا ہو کہ زمانۂ رسالت سے پیچھے یہ آثار ظاہر ہونا شروع ہوے حالانکہ اُسوقت جو حالت تھی اُس سے بعضے آثار بالکل بعید تھے لیکن
قدرت الٰہیہ سے زمانہ کی تغیرات ایسی واقع ہوئین کہ اُسوقت وے آثار ظاہر ہوتے جاتے ہین مثلاً حدیث مین مذکور و مروی ہوا ہو کہ جب امام
مہدی علیہ السلام کا زمانہ بالکل قریب ہوگا تو اِسوقت نصرانی باوجودیکہ عقل روحانی سے بالکل بہرے گونگے ہونگے مگر ظاہری حواس کی قوت سے
تمام روے زمین پر غالب اور سب سے زیادہ ہونگے اور ایک روایت مین یہ بھی ہو کہ مسلمانون کے قبضہ مین اسوقت سوائے جزیرہ و شام کے اور قریب
مصر کے ایک قطعہ زمین کے اور سوائے عرب کے اور ملک نہین ہونگے اور مترجم کے خیال مین اِسکے بھی آثار ظاہر ہین واللہ تعالی اعلم۔ ف
فی العرائس قولہ یوم یدعوکم فتستجیبون بحمدہ الآیہ اِسمین اشارت اہل الحق کے واسطے یہ ہو کہ جب عارفین دنیا کو چھوڑ کر مشاہدۂ حق عزوجل مین واصل
ہونگے اور اُسکے لطف مین مستغرق ہونگے تو عرض اکبر یعنی قیامت کے روز اُنکو دعوت ہوگی کہ ای میرے بندگان اولیاء و اصفیاء اِس روز
حاضر ہو کر صنائع قدرت و افعال حکمت کو اِس مخلوق مین مشاہدہ کرو پس ثناء و حمد کے ساتھ جواب دینگے اور عزت و جلال الٰہی کی قسم سے ایک
لمحہ کے لیے چاہینگے اور اکثر ہزار ہزار برس دیدار مین رہینگے مگر اُسکو بہت قلیل جانینگے اور اُنکو اِسقدر وقت گذرنا اِس لذت عیش و سرور مین
ضرور ہوگا جیسے اہل الدنیا کو اپنے دنیا کی ناپاک لذات مین نہین معلوم ہوا حتی کہ تم نے دیکھا قولہ تعالی وتظنون ان لبثتم الا قلیلا۔ ایسے ہی
وہان تک باہم اِس زمانہ وصال کو قلیل خیال کرینگے۔ یہان ایک دوسرا نکتہ ہو کہ عارفین اِس دنیا مین قید خانہ مین محبوس ہین جس دن اُنکو

Marfat.com

وقت اجل پہونچتی ہی تو حمد وثنار کے ساتھ جواب لبیک لاشریک لک لبیک دینے ہین پس اسر تعالی
ہجر سے دمکان محرومی سے وجوار شیطانی سے وتکلیفات گردش سرما وگرما وچین وچنان سے نکالا پس کہتے ہین
واسین ایک اشارہ ہی کہ مشیت وتقدیر جاری ہونے وخشم ورضا کے آثار مین جمہور اپنے اپنے گمان مین ہین
اور وہان امر مشیت وتقدیر بصفت رضا ظاہر ہوگا اور نیکون سے خطر دور ہوجائیگا تو اس خوشی مین انکے زبان سے
گمان کے خلاف سرور ظاہر ہوا اور عاشق کا گمان جس سختی کا ہوتا ہی معشوق کے نزدیک وہ بات اس سے زیادہ آسان
کا جواب دینگے کیونکہ تقدیس پر تو انکو عشق ہی تھا علاوہ اسکے تسبیح وتقدیس بعد تمام معرفت کے ہی اور یہان معرفت مین
کیونکہ حقیقت مین اسکو نہ پہچانا اور نہ یاد کیا اور نہ عبادت کی پس جب کشف مشاہدہ کے وقت تمام معارف وحقائق کو پالی
عزوجل کے جواب مین اسی کی حمد وثنار بیان کرینگے یہ حمد وہ ہی جس سے اسر تعالی جل شانہ نے ازل مین اپنے حمد وثنار فرمائی پس
اپنے قدس کمال وعزت وجلال سے ہر عارف کی معرفت سے اعلی واجل ہی اور حادث کو قدیم سے تباین ہی گویا یہ حمد ان لوگون کی طرف
ہی کہ اپنے اعمال وحالات ومعارف وعلوم سے گم ہوگئے - پس اسر تعالی کا شکر کیا کہ انھون نے جو کچھ کرامت پائی وہ حدوث کے کسی علت وسبب
سے نہین پائی بلکہ رب غفور وشکور کے فضل سے ہی - بعض مشائخ نے کہا کہ اسر تعالی نے جسکو دعوت سنائی تو اسکو جواب کی توفیق عطا فرمائی اور
جسکو نہین سنائی تو کیا جواب دیگا جس نے کچھ نہین سنا - جنید رحمہ اسر نے کہا کہ حمد الٰہی اوا کرین کہ اسر تعالی نے انکو لائق دعوت کردیا

وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ ۚ إِنَّ الشَّيْطَانَ

اور کہدے میرے بندونکو کہ کہین وہ بات کہ جو احسن ہی بیشک شیطان نزغہ ڈالتا ہی ان مین بیشک شیطان

كَانَ لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا ۝ رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ ۖ إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ أَوْ إِن يَشَأْ

تو انسان کے لیے کھلا ہوا دشمن ہی تمہارا رب خوب جانتا ہی تمکو اگر وہ چاہے تمپر رحم کرے یا اگر چاہے

يُعَذِّبْكُمْ ۚ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ عَلَيْهِمْ وَكِيلًا ۝ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَن فِي السَّمَاوَاتِ

تمکو عذاب کرے اور نہین بھیجا ہم نے تجھے اوپر انکے وکیل اور تیرا رب خوب جانتا ہی اسکو جو ہی آسمانون

وَالْأَرْضِ ۗ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَىٰ بَعْضٍ ۖ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا

و زمین مین اور ہم نے فضیلت دی بعض نبیون کو دوسرے بعض پر اور دی ہمنے داؤد کو زبور

پھر آنحضرت صلی اسر علیہ وسلم اشرف الخلق کو خطاب فرمایا کہ وَقُل لِّعِبَادِي اور کہدے میرے بندون کو - ہرچند کہ سب کافر ومومن اسر تعالی
کے بندے ہین مگر اسر تعالی نے اپنی جانب نسبت کی بزرگی قرآن پاک مین اکثر جگہ مومنون کے واسطے مخصوص فرمائی مانند قولہ ان عبادی لیس
لک علیہم سلطان - یعنی شیطان کو فرمایا کہ میرے بندے ہین کہ آپر تجھے کچھ قابو نہین ہی - وقولہ فبشر عبادی الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ
بشارت دے میرے بندون کو جو سنتے ہین بات پھر پیروی کرتے ہین احسن بات کی - وقولہ فادخلی فی عبادی - سوائے
بندون مین - اور مانندہ اسکے آیات ہین - لہذا معالم وسراج وغیرہ مین مراد مومنین لی اور یہی تفسیر امام ابن کثیر وغیرہ
اشرف الخلق صلی اسر علیہ وسلم مومنون سے کہدے کہ یَقُولُوا الَّتِي هِيَ أَحْسَنُ یہان علمار کے تین
بمعنی قول وفعل ہی پس التی صفت خصلت ہے یعنی قول وفعل انکا وہ خصلت ہو جو کہ احسن ہی اور جب کہ انکا قول

ان بسلوک ڈالنے اور تحریش دلانے کا موقع نہ ملیگا - دوم اس بنا پر کہ قول انکا کافرون کے ساتھ ہو پس کافرون سے ایسا کلمہ کہین جو
حسن ہو معلوم ہین ہو کہ کلبی رح نے کہا کہ مشرکین ایذا دیتے مومنون کو انھون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی تو اللہ تعالی نے
یہ آیت اتاری اور مراد احسن سے کلمۂ توحید لا الہ الا اللہ ہی اور حسن رح سے مروی ہی کہ کافر سے کہے کہ یہدیکم اللہ تم کو اللہ تعالی نیک راہ چلاوے
معلوم ہین ہو کہ یہ حکم قتال یعنی جہاد کی اجازت سے پہلے تھا پھر نسخ ہوا اور مترجم کہتا ہی کہ بنا بر تفسیر مذکور کے ضرورت نسخ کی نہین اسواسطے
کہ قول احسن ہر حال مین بہتر ہی اور بعض نے کہا کہ آیت کا نزول حضرت عمر بن الخطاب رض کے حق مین ہی کہ انکو بعضے کفار نے برا کہا تھا پس
اللہ تعالے نے عفو کا حکم دیا - سوم یہ کہ مومنون کو یہ حکم باہمی محاورات و گفتگو مین ہی چنانچہ شیخ ابن کثیر رح نے اسی پر اقتصار کیا اور کہا کہ
اللہ تعالی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہی کہ اسکے مومنین بندون کو حکم دے کہ آپس کی گفتگو مین کلمہ پاکیزہ و بہتر بولا کرین - إِنَّ
الشَّيْطَانَ يَنزَغُ بَيْنَهُمْ - شیطان انکے درمیان فساد ڈالتا ہی یعنی اگر ایسا نہ کرین تو شیطان آنکے بیچ مین فساد ڈالنے کا موقع
پاویگا - حدیث مین ہی کہ شیطان مایوس ہوا کہ جزیرہ عرب مین اسکی پرستش کیجاوے لیکن انمین تحریش کا موقع پاتا ہی إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ
لِلْإِنسَانِ عَدُوًّا مُّبِينًا انسان کے لیے شیطان کھلا دشمن ہی - شیخ امام نے لکھا کہ اسی وجہ سے منع فرمایا کہ مسلمان اپنے بھائی کی طرف
ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کہ اکثر اوقات شیطان اسکے ہاتھ سے جدا کر دیتا ہی یعنی شاید کہ اسکے ہاتھ سے دور ہو کر اسکے بھائی مسلمان کے
لگ جاوے تو یہی کہا جائیگا کہ اسنے مارا - امام احمد رح نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
تم مین سے کوئی اپنے بھائی مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے کیونکہ وہ نہین جانتا کہ شاید شیطان اسکے ہاتھ سے جدا کرے تو
شخص دوزخ کے گڈھے مین جا پڑے یعنی قاتل گنہگار ہو - یہ حدیث صحیح مین بھی موجود ہی - حسن بصری رح نے ایک مرد نبی سلیط سے روایت
کی کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ ایک گروہ لوگون کے درمیان بیٹھے یہ فرما رہے تھے کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان
بھائی ہی نہ اسپر ظلم کرتا ہی اور نہ اسکو خوار چھوڑتا ہی اور تقوی یہان ہوتا ہی - راوی کہتا ہی کہ اپنے سینہ مین اشارہ کیا اور جن دو شخصون نے
اللہ تعالی کے واسطے باہم محبت کی پھر انمین جدائی ہو گئی مگر دونون مین سے کسی نے دوسرے کی بات کو بیان کر دیا تو بیان کرنے والا بدتر بیان
کرنیوالا بدتر ہی - رواہ الامام احمد - بالجملہ ینزغ بینہم کی ضمیر سے اسوقت باہم مومنین مراد ہین اور بنا بر قول دوم کے بینہم سے مراد یہ کہ
مومنون اور کافرون کے درمیان فساد ڈالتا ہی - پس یہ حکم اس معنی مین ہی کہ جادلہم بالتی ہی احسن - یعنی کافرون کے ساتھ اچھے طریقہ سے
مجادلہ کرنا چاہیے اور یون نہ کہے کہ تم لوگ دوزخی ہو یا ملعون ہو اور جیسے فرمایا لا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم -
سوائے اللہ تعالی کے جنیرون وغیرہ کو مشرکین پکارتے ہین اُن چیزون کو برا مت کہو کہ وے اللہ تعالی کو سرکشی سے نادانی کے ساتھ برا
کہینگے اسی معنی مین حسن رح سے مروی ہی کہ مشرک کو یون کہے کہ اللہ تعالی تجھپر رحم کردے تیری مغفرت کردے - وجہ یہ کہ ہمکو انکا انجام معلوم
نہین لہذا سراج وغیرہ مین کہا کہ اللہ تعالی نے اتنی ہی احسن کی تفسیر فرمائی بتعلیم عدل بقولہ تعالی - رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِكُمْ تمہارا رب
خوب جانتا ہی یعنی ہر ایک کے انجام کار سے وہی علیم ہی اور وہی اپنی مخلوق کا بالکل مختار ہی جو چاہے کرے - إِن يَشَأْ يَرْحَمْكُمْ
اگر چاہے تم پر رحمت کرے یعنی اصلاح کہ تمکو ہدایت توحید و استقامت دیدے - أَوْ إِن يَشَأْ يُعَذِّبْكُمْ یا چاہے تم کو عذاب کرے
کہ تم کو ہدایت نہ دے گمراہ کرے پس حاصل یہ کہ اے میرے مومنین بندو تم کافرون کی حقارت مت کرو یہ یقین کر لو کہ وے خواہ مخواہ
جہنمی ہین پس انکو مارا مت کرو کیونکہ اس سے فائدہ کچھ نہین بلکہ دلون مین غیظ و غضب پیدا ہوتا ہی اور وجہ یہ ہی کہ انجام کار مجہول ہی اسکو

Marfat.com

اسد تعالی ہی جانتا ہی پس جس قول و فعل کا اسد تعالی نے حکم دیا ہی اُس سے تجاوز مت کرو پھر اسد تعالی
علیہ وسلم کی طرف بھیجا تاکہ باقی ادنی لوگ سب بدرجہ اولی اسمین داخل و منسلک ہون چنانچہ فرمایا وَمَا أَرْسَلْنَاكَ
اور ہم نے تجھے نہین بھیجا اُنپر وکیل یعنی حفیظ و کفیل نہین کیا کہ تجھپر لازم ہو کہ اُنکو اسی حد تک رکھے جسپر اسد تعالی نے
تجھے بشیر و نذیر کیا ہی پس خود بھی مشرکون کی مدارات کرو اور اپنے اصحاب کو حکم دو کہ مومنین بھی اُنکے ساتھ
نے تمام مخلوقات کے واسطے اپنا ہی علم مخصوص فرمایا کہ اُسی علم کے موافق ہر ایک اپنی اپنی راہ پر قبضہ قدرت الٰہی
صلی اسد علیہ وسلم کو خطاب فرمایا بقولہ تعالی۔ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِمَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ اور تیرا رب خوب جانتا ہی اسکو جو
زمین مین ہی۔ قال الامام ابن کثیر رح یعنی وہ خوب جانتا ہی جو تم مین سے مستحق ہدایت ہی اور جو نہین ہی۔ قال ابی السراج یعنی
تم ہی پر مقصور نہین ہی بلکہ تمام موجودات و معدومات سے اور تمام آسمانون و زمین سے متعلق ہی پس وہ ہر ایک کا حال جانتا ہی اور جو
اُسکے حق مین مصلحت ہین اور جو مفسدہ ہین وہی جانتا ہی اور ہر ایک کی اختلاف صورت کی طرح اُسکے دین و اخلاق و احوال کو اور
انجام پر وہ ہی خوب جانتا ہی۔ بیضاوی رح نے لکھا کہ اِس سے قریش کے کافرون کا رد ہی جو بعید جانتے اور کہتے کہ ابو طالب کا یتیم کیونکر
پیغمبر ہو سکتا ہی اور ننگے بھوکے کیونکر اُسکے اصحاب ہو سکتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم اشرف الخلائق مع اصحاب
کا اسطرح نام لینا کافرون ہی کا کام ہی اور شفاء وغیرہ مین لکھا ہی کہ اگر کوئی شخص اسطرح آنحضرت صلی اسد علیہ وسلم کا نام پاک بھولے سے بھی
یون تعبیر کرے تو بعضے علماے مالکیہ نے فتوی دیا کہ وہ مرتد قتل کیا جاوے۔ واضح ہو کہ بمن فی السموات کی بار کس سے متعلق ہی تو
ابو علی فارسی رح کے نزدیک یہان بعلم مقدر ہی پس معنی یہ کہ تیرا رب بڑا دانا ہی وہ جانتا ہی کہ جو آسمانون الخ اور تقدیر کی وجہ یہ
لکھی کہ اگر مقدر نہ ہو بلکہ اعلم سے متعلق کیجاوے تو لازم آتا ہی کہ علم الٰہی بمن فی السموات والارض۔ کے ساتھ مخصوص ہو جاوے۔ اور جمہور علماء
نے کہا کہ یہ بار متعلق اعلم ہی اور کچھ تقدیر کی ضرورت نہین ہی اور یہ جو کہا کہ علم الٰہی کی تخصیص لازم آتی ہی یہ صرف وہم ہی اسلیے کہ جہان تک ذکر کیا ہی
یہ لازم نہین کہ باقی کا علم نہین ہی غرضکہ مذکور کے سوائے غیر مذکور کی نفی لازم نہین ہی اور مفہوم اللقب اصولیون کے نزدیک نہین ہی۔ کرخی رح
کہا کہ جمہور کے نزدیک مفہوم اللقب کچھ بھی حجت نہین ہی البتہ فقط ابو بکر دقاق رح مع چند لوگون کے قائل ہین کہ مفہوم لقب حجت ہو سکتا
بالجملہ مخلوقات مین سے ہر ایک کو اُسکی تمام ذات و صفات و حالات سے اسد تعالی خوب جانتا ہی اُسپر کوئی بات پوشیدہ نہین ہی ہر ایک
اُسنے وہ دیا ہی جو اُسکے لائق ہی اور اسی طرح بعض آدمیون کو بعض پر اپنے علم کے موافق فضیلت دیتا ہی چنانچہ انبیاء علیہم السلام مین
ایسا کیا ہی۔ کما قال تعالی۔ وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلٰى بَعْضٍ اور ہمنے اپنی عظمت و قدرت سے فضیلت
بعض نبیون کو بعض پر۔ یعنی انبیاء علیہم السلام کو مخلوقات پر فضیلت دیکر باہم انبیاء علیہم السلام مین بعض کو بعض پر فضیلت دی جیسے
کو تکلیم کی فضیلت اور ابراہیم علیہ السلام کو خلیل الرحمن ہونے کی فضیلت دی اور محمد صلی اسد علیہ وسلم کو محبوبیت تامہ و دعوت عامہ
دی پس بنو اسرائیل یا عرب مین سے کوئی اِس نبی کریم صلی اسد علیہ وسلم کی تفضیل سے منکر نہین ہو سکتا شیخ الامام ابن کثیر رح نے
جیسے دوسری آیت مین فرمایا کہ تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض منہم من کلم اسد ورفع بعضہم درجات۔ اگر کوئی
کہ رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا تفضلوا بین الانبیاء۔ یعنی انبیاء کے درمیان فضیلت
یہ ہی کہ خالی خواہش سے اور حمیت عصبیہ سے ایسا کرنا منع ہی کیونکہ کسی شخص کی حمایت کرنے اور کسی کو افضل



Marfat.com

فضیلت وبزرگی وبرتری صرف اللہ تعالیٰ کی رحمت میں ہے بلکہ جو کوئی بدون دلیل کے خالی اپنی رائے سے
مرتکب گناہ سخت ہے کیونکہ جو امر اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے اور اُسی کے علم میں ہے اُسکا خود دعویٰ کیا - اور جب دلیل
ہے کہ فلاں افضل ہے تو دلیل کا اتباع کیا جاوے چنانچہ انبیاء علیہم السلام کے بارہ میں یہ آیت دلیل ہے کہ بعض کو بعض پر فضیلت ہے
اور اس میں اختلاف نہیں کہ انبیاء علیہم السلام میں سے جنپر کتاب آسمانی نازل ہوئی وے اِن انبیاء سے افضل ہیں جو رسول نہ تھے پھر
اولوالعزم میں سے اولوالعزم افضل ہیں بقولہ تعالےٰ فاصبر کما صبر اولوالعزم من الرسل - اور وے پانچ ہیں نوح وابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ ومحمد
صلی اللہ علیہ وعلیہم اجمعین اور اسمیں بھی اختلاف نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اِن سب میں افضل ہیں پھر آپ کے بعد حضرت ابراہیم پھر حضرت
موسیٰ پھر حضرت عیسیٰ ہیں اور ہمنے دوسرے مقام پر اسکو دلائل کے ساتھ مفصل بیان کیا ہے اقول یہ سب امام ابن کثیر رحمہ اللہ کی تفسیر کا ترجمہ
ہے اور یہی صحیح وصواب ہے پس جو کچھ اِس زمانہ میں صاحب فتح البیان نے تحت قولہ تلک الرسل فضلنا الخ کی تفسیر میں زعم کیا کہ انبیاء علیہم السلام
میں تفضیل نہ دینا چاہیے کہ اسپر کوئی دلیل قائم نہیں ایک تعوتقریر ہے اور مترجم نے وہیں اسکو رد کر دیا ہے - الحمد للہ کہ شیخ ابن کثیر رح سے موافق ہے
اللہ تعالیٰ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا اور دی ہم نے داؤد کو زبور سراج میں لایا کہ جیسے موسیٰ کو توریت وعیسیٰ کو انجیل دی پس
یہاں ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن دیکر خاتم المرسلین اور تمام انبیاء علیہم السلام پر افضل کیا بلکہ تمام مخلوق اسی کی وجہ سے پیدا کی تو سب خلق پر
افضل فرمایا ہے - اگر کہا جاوے کہ یہاں داؤد علیہ السلام کی خصوصیت ذکر کا کیا سبب ہے تو جواب اِسکا کئی وجہ سے دیا گیا ہے اول یہ کہ اول میں
اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ ہم نے بعض نبیوں کو بعض پر فضیلت دی پھر داؤد علیہ السلام کی فضیلت زبور دینے سے بیان فرمائی حالانکہ داؤد کو
بڑی شاہت عظیم دی گئی تھی تو اِس سے تنبیہ کر دی کہ جو فضیلت اوپر مذکور ہوئی ہے وہ بر اہ علم ودین ہے نہ از روے مال وسلطنت - وجہ دوم یہ کہ
مقصود آیت سے فضیلت ورسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور توریت میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی فضیلت رسالت مع اصحاب کے ذکر
فرمائی ہے کما قال تعالےٰ ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثہا عبادی الصالحون - یعنی اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم - وجہ سوم
یہ کہ قریش کے لوگ اہل نظر نہ تھے اور نہ انمیں علم تھا بلکہ علمی بات کو یہود سے پوچھتے اور یہودی شبہات نکالکر انکو دیتے تھے اور یہودی
انکار کرتے کہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور نہ توریت کے بعد کتاب ہے پس اللہ تعالیٰ نے توڑ دیا کہ ہم نے بعد موسیٰ علیہ السلام
کے داؤد پر زبور نازل کی ہے اور مترجم کہتا ہے کہ زبور کے بعد انجیل بھی ہے ولیکن یہودی اِس سے منکر تھے - امام بخاری رح نے صحیح میں
ابوہریرہ رض سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ داؤد پر قرآن آسان کر دیا گیا تھا حکم دیتے کہ انکی سواریاں تیار
کی جاویں پس زین سے آراستہ ہونے سے پہلے فارغ ہو جاتے - بقاعی رح نے کہا کہ یہاں داؤد علیہ السلام وزبور کی خصوصیت ذکر
کرنے کے واسطے بہت بڑی مناسبت یہ ہے کہ توریت میں بعث کا بالکل ذکر نہیں ہے اور نار کے واسطے صرف ایک مقام پر جہنم مذکور ہے اور زبور میں
نار وجہنم بہت جگہ مذکور ہیں - فی العرائس وقولہ تعالیٰ ربکم اعلم بکم ان یشا یرحمکم الآیہ علم الٰہی سبحانہ تعالیٰ تمام معلومات کے
وجود سے پہلے ازلی تھا اور جتنے علت وسبب خیال کیے جاتے ہیں وہ سب سے اول تھا کیونکہ قدیم ہے اور اسباب وعلل سب حادث ہیں پس
اپنے محبوبوں میں سے اپنے علم وارادہ کے ساتھ قبول معرفت واستعداد برداشت امانت کے لیے ارواح مقربین وعارفین کو اختیار
فرمایا اور ارواح کو مقامات غیب میں رکھا جہاں قدم کی زیارت کرتی تھیں اور انکو مقامات عبودیت وامتحان دکھلائے کہ قہر وسطوت کا ظہور
ہے پس بعض ارواح کو مقام مشاہدہ میں اور بعض کو مواقف وصل میں اور بعض کو مقام قرب میں محبوس رکھا اور وہ جانتا تھا اشتیاق کو

جو اہل شوق کا اُسکی جانب ہی اور جو عشق کہ محبین کا اُسکی درگاہ مین ہی اور جو اُنس کہ مذنبین کو اُسکی
عظمت مین ہی اور جو حیرت موحدین کو میدان ازلیت مین ہی پس بعض پر دیدار جمال سے رحم فرمایا
اور بعض پر تسلط سطوات عظمت فرمایا کہ اِس عذاب مین فنا ہو کر محض فنا رین فیض بقا حاصل پایا کہ
عارفین پر اُسکی رحمت تو کشف وصال بلا حجاب ہی اور اُسکا عذاب اُنپر اُسکے دوان چیز غلبہ کے ساتھ جاری ہی
کے ساتھ جاری ہی ولیکن عنایت الٰہی عزوجل سابق ہی کہ اُنکو اپنی معرفت کے لیے چھانٹ کر تمام
غافلین کو مطرود کرنا چاہتا ہی تو اپنی جانب متوجہ ہونے سے پھیر کر غیر کی طرف مشغول کرتا ہی حتی کہ وہ
ہی۔ شیخ قاسم رح نے فرمایا کہ مخلوقات مین اللہ تعالی کا علم سابق ہو چکا ہی کہ کون واسطے رحمت کے اور کون
ارادہ قدیم ہی اور کوئی چیز اُسکے ارادہ کے واسطے بدلنے والی نہین ہی اور اُسنے مخلوق مین سے ہر ایک کو
کر دیا ہی پس وہ مخلوق موافق اپنے داغ موسوم کے جو ابتدا مین ہو چکا ہی انتہا کو پہونچیگا حتی کہ جسکے لیے داغ
پر مریگا اور جسکے لیے رحمت ہی وہ کا۔ ثواب پر مریگا۔ قال المترجم حدیث سے بھی ثابت ہی کہ آدمی عمر بھر
ہی تو آخر مین ایسے عمل پر مرتا ہی کہ جس سے وہ جنت مین داخل ہوتا ہی اور آدمی عمر بھر نیک اعمال کرتا ہی اور
عمل پر مرتا ہی کہ جس سے وہ دوزخ مین داخل ہوتا ہی اور اس حدیث کی تصدیق صریح قصہ ساحران موسی علیہ السلام ہی کہ
تھے اور آخر مین اِس عالی درجہ قبولیت پر شہید ہوے۔ شیخ استاذ رح نے کہا کہ ہر مخلوق پر یہ دو واز
واقف ہو پس کوئی نہین جانتا کہ وہ کس قسم مین سے ہی اور اِسکا انجام کیا ہی تاکہ ہر ایک کا دل اپنے رب کے ساتھ
پر اُسکا انجام مشتبہ رکھا ہی اور فرمایا کہ ربکم اعلم بکم۔ حدیث رحمت کو حدیث عذاب پر مقدم فرمایا یعنی فرمایا کہ
یعذبکم۔ اِسمین امیدوار کو زیادہ قوت ہی کہ وہ رحمت کا امیدوار رہے۔ مترجم کہتا ہی کہ اکثر علماء نے کہا ہی کہ آدمی کو
غالب رہے اور جسوقت انتقال کا وقت ہو تو عمل کا وقت باقی نہین ہی پس اپنے رب کریم عزوجل کی بخشش و مغفرت
حدیث مین ہی کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ مین اپنے بندہ کے گمان پر ہون جو اُسکو میرے ساتھ ہی۔ اور حدیث مین ہی کہ
کے وقت آپ تشریف لے گئے تو پوچھا کہ کس حال مین ہی اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین اپنے گناہون سے
رب عزوجل کی رحمت کا امیدوار ہون آپ نے فرمایا کہ ایسے وقت مین یہ دونون باتین جمع ہون تو مرد ہی کہ
نے علم قدیم پر تفصیل مقامات بیان فرمائی بقولہ تعالی وربک اعلم بمن فی السموات والارض ولقد فضلنا
آسمانون والون سے خوب آگاہ ہی کہ وہان کے ملائکہ کو شرف قرب و مقام خوف و عبودیت عطا فرمایا ہی
عبادت و طاعت و ادب و خوف خشیت مین تفضیل دی ہی اور وہی خوب جانتا ہی جو اُسنے زمین والون کو
و اُنمین بھی بعض کو بعض پر ذکر و تسبیح و عبادت و خوف و خشیۃ مین تفضیل دی اور بعض کو بعض پر
عموم کے عطا فرمائی کہ عام لوگ اُسکی پابندی کرین اور خصوص کے واسطے طریقت ہی اور خاص
ولایت پورے ہوے تو اُسکے بعد ترقی درجات نبوت مین ہی پس مرسلین کو اخبار غیب
قرب اُنپر کشف فرمائے اور اُنکو ہمتین عطا فرمائین کہ عالم ملکوت مین سائر بین

Marfat.com

[illegible] فضیلت دی پس بعض کو مقام دنو مین رکھا اور بعض کو مقام دنو الدنو کا شرف دیا اور بعض کو تجلی و بعض کو تدلی
[illegible] کلام و خطاب و معارف و کواشف مین فضیلت دی پس بعضے امین سے اہل رویۃ القدم ہین یعنی دیدار قدم انکو میسر ہی اور بعضے درجۂ رویۃ
[illegible] دیدار صفات مین ہین اور انکو متشابہات کا علم بھی ہی اور بعضے مشرف بدیدار ذات و معرفت خاص ہین پس قولہ تعا
[illegible] الاول والآخر والظاہر والباطن کے لوگ بھی ہین پس اہل قدم ہی اہل الاول ہین اور بقا والے اہل الآخرین اور صفات والے اہل الظاہر
[illegible] والے اہل الباطن ہین پس آدم علیہ السلام کو اصطفائیت بعلم اسماء و نعوت و صفت و تجلی ذات حاصل ہوئی تو وہ مقام
[illegible] بدلیل قولہ علیہ السلام ان اللہ خلق آدم علی صورتہ - اللہ تعالی نے آدم کو اسکی صورت پر پیدا کیا یعنی صورت مقام اصطفائیت
[illegible] اسی وجہ سے بعضے اکابر نے ضمیر کو راجع بجانب حق عزوجل قرار دیا ولیکن یہ مقام دقیق لائق بحث ظاہری
[illegible] اسی واسطے علماے ظاہر اس سے منکر ہین حالانکہ اسمین جو نکتہ اہل الحق نے بیان کیا ہی اس سے جسمیت وغیرہ کچھ لازم نہین ہی
[illegible] اسکا انکار بھی نہین ہی - اور نوح ع کو اصطفائیت سلطنت و معجزہ و قبولیت دعا حاصل ہوئی اور مراد سلطنت سے ظاہری حکومت
[illegible] نہین بلکہ غلبہ قہری ہی اور اصطفائیت خلیل علیہ السلام کی بخلت و سماع و مقام التباس ہی بدلیل قولہ ہذا ربی - اور افراد قدم از حدوث بدلیل
[illegible] الزالی یعنی متکلم ہی اور موسی علیہ السلام کو اصطفائیت بخطاب اصلی و سماع کلام ازلی و تجلی خاص ہی اور عیسی علیہ السلام کی اصطفائیت
[illegible] روح قدسی ہی اسکو روح قدسی کردیا اس کلمہ علیہ سے جو نفخ فرمایا اور داؤد علیہ السلام کو زبور سے ممتاز فرمایا جسمین اخبار ذات و صفات ہین اور
[illegible] مقام عشق عطا فرمایا اور مزامیر صفات سے حسن صوت والحان بلبل باغ قدم عطا کردیا اور سلیمان کو اصطفائیت بادشاہت سے دی اور
[illegible] علیہ السلام کو جمال حسن ازلی سے لباس دیا کہ طلوع صبح صفت سے عالم فعل مین اسکا چہرہ مشرقستان نور حسن ہوگیا اور محمد صلی اللہ
[illegible] اصطفائیت حاصل ہوئی وہ فضل عظیم الہی ہی کہ جو کچھ ان افراد اولوالعزم وغیرہم علیہم السلام کو دیا تھا سب کا مجموعہ آنحضرت صلی اللہ
[illegible] سلم کو عطا فرمایا اور ماسوائے اسکے معراج سے مخصوص فرمایا اور دین و تجلی خاص و تدلی و دنو الدنو اور محبت کبریٰ و مجلس اعلی و مقام قاب
[illegible] او ادنی سبہ فرمایا پس قوس ازل سے جو باقی سب کو دیا تھا آپ کو عطا کیا اور باقی قوس ابد سے آپ کو مخصوص کیا پس دونون قوس کے
[illegible] صلعم مخصوص رہے اور وہان مرتبہ رفیق اعلی کے سوائے اور کچھ نہین ہوسکتا ہی پس فضائل غیر محصور ہین جیسے عرش سے
[illegible] کی ذات غیر محصور ہین بلکہ جن کرامات سے مخصوص فرمایا ہی انکا عالم وہی جل شانہ حق سبحانہ تعالی ہی - شیخ محمد بن فضیل رح نے کہا کہ
[illegible] فضیلت خصائص سے ہی جیسے خلت و کلام و معراج وغیرہ پس انمین سے بعض کو بعض پر فضیلت [illegible] صلعم کو ان سب پر فضیلت عطا
[illegible] کیونکہ آپ نے فرمایا انا سید ولد آدم ولا فخر - مین اولاد آدم کا سردار ہون اور فخر نہین کرتا - کیونکہ فخر کرتے کہ سب سے جدا اپنے رب کے
[illegible] پس ادب کا لحاظ رکھتے تھے اور اگر فخر کرتے تو اسی قرب منزلت کا جو کسی کو حاصل نہین تو جب وہان فخر نہین کیا تو
[illegible] جنس لوگون پر سرداری کا کیا فخر کرتے صلی اللہ علیہ وآلہ وعلیہم اجمعین

الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا أُولَٰئِكَ الَّذِينَ

[illegible] گمان کرتے ہو اللہ تعالی کے سوائے سو وے کچھ اختیار نہین رکھتے دور کرنے ضرر کا تمسے اور نہ پھیرنے کا ایسے لوگ ہین جو کہ

يَبْتَغُونَ إِلَىٰ رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ

[illegible] اپنے رب کی جانب وسیلہ کہ کون انمین اقرب ہی اور امید کرتے ہین اسکے رحمت کی

وَيَخَافُونَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ

اور ڈرتے ہین اُسکے عذاب سے بیشک عذاب تیرے رب کا وہ ہی جس سے ہر

اللہ تعالےٰ فرماتا ہی کہ قُلِ کہدے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان مشرکون سے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور
اور اپنے نفع وضرر کی انسے توقع کرتے ہین کہ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ پکار دیکھو جنکو تم
گمان کرتے ہو خواہ بت ہون یا اور کوئی ہون تم کو انسے نہ کچھ نفع ہی نہ ضرر دفع ہی کیونکہ قادر مختار خالق جل شانہٗ
وعلم وحکمت تمام مخلوق کو ذرہ ذرہ کو محیط ہی اور سب کا قیام اُسی سے ہی اور سب کی زندگی وبقا وحرکت وسکون وتمام
مین ہین وہی حی القیوم ہی تو دوسرے کو اِسمین دخل ہی نہین ہی۔ فَلَا يَمْلِكُوْنَ پس یہ لوگ کچھ قدرت نہین رکھتے کہ
الضُّرِّ عَنْكُمْ دور کرنے ضرر کے تم سے۔ یعنی جب اُنمین ذاتی صفت ہی ملک واختیار وقدرت کی نہین ہی تو کیونکر اسکا اثر ہوسکتا ہی ہین تا کہ
نہ ہوگا وَلَا تَحْوِيْلًا اور نہ انکو یہ اختیار ہی کہ تم پر سے تحویل کرین یعنی یہ بھی قدرت نہین رکھتے کہ تم سے ہٹاکر دوسرے پر
پس اِن باتون پر قدرت والا وہی اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہی اُسی کی تمام مخلوق ہی اُسی کا حکم ہر دم اُنمین جاری ہی اور وہی اپنی مخلوق مین
چاہتا ہی تصرف کرتا ہی اُسی نے انبیاے سابقین بھیجے تھے جنکو سرفراز کیا اور اُسی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ممتاز فرماکر رسول کیا اور رسول صلی اللہ
علیہ وسلم باوجود اِس کمال مرتبۂ وقرب منزلت کے تم کو اپنی بندگی کی طرف نہین بلایا بلکہ اُسی رب عزوجل کی طرف متوجہ فرماتا ہی اور تم جن لوگون
کو پکارتے ہو وے بھی مخلوق ہین اگرچہ برگزیدہ ہون مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کم ہین جیسے ملائکہ ومسیح وغیرہ تو وے خود اپنے رب عزوجل
کی طرف متوجہ ہین پس بدرجۂ اولیٰ تمھاری حاجات سے نا راض وتمھارے دشمن ہونگے۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ یہ لوگ
جنکو مشرکین پکارتے ہین۔ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ خود ڈھونڈھتے ہین اپنے رب کی طرف درجہ اور وسیلہ کہ
اَقْرَبُ کہ اُنمین کون زیادہ نزدیک ہو یعنی نیک اعمال وطاعات سے وسیلہ ڈھونڈھتے ہین کہ قرب مزید حاصل ہو جیسے صالحین
دوسرے پر سبقت چاہتا ہی اور یہ بیان اُنکے حرص کا نہین ہی بلکہ کمال رغبت طاعات کا اور غایت آرزوے قرب ومنزلت کا ہی وَيَرْجُوْنَ
رَحْمَتَهٗ اور امید کرتے ہین اُسکی رحمت کی وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اور ڈرتے ہین اُسکے عذاب سے یعنی باوجود یکہ اعمال
کبھی اِن اعمال پر نظر نہین کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے امیدوار اور اُسکے عذاب سے خوفناک رہتے ہین کیونکہ وہ تعالیٰ
غنی وبے پرواہی کسی کی طاعت سے اُسکو شوق نہین اور کسی کی نافرمانی سے وحشت نہین بلکہ ہر ایک کا نیک وبد اُسکے قبضہ قدرت مین ہی
فرمایا کہ اِنکا خوف اپنے موقع پر ہی کیونکہ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا تیرے رب کا عذاب ایسا ہی کہ
واجب ہی۔ جب معلوم ہوگیا کہ جنکو پکارتے ہین جناب باری تعالیٰ مین اُنکی خود یہ حالت ہی تو پکارنے والے کیسے
ہین وے خود اِن پکارنے والون کی کسقدر دشمن ہونگے جو کہ اُنکے رب عزوجل سے اسطرح مخالفت کرتے ہین
معالم وغیرہ مین مذکور ہی کہ روایت کیا جاتا ہی کہ مشرکین پر سخت قحط واقع ہوا جسمین اُنھون نے
صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی تب اِس آیت کا نزول ہوا کہ جنکو پکارتے ہو اُنسے فریاد مانگو
شیخ ابن کثیر رح نے اِسکو نہین لکھا اور قحط شدید تو قریش مین وہی واقع ہوا تھا جو آنحضرت
بد دعا کرنے سے پڑا تھا واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ موسیٰ رح نے اِن

Marfat.com

[illegible] کے قائل ہین اور الذین یدعون یعنی یدعونہم اور وہ ملائکہ و مسیح و عزیر ہین اور بخاری رح نے تفسیر تولہ
[illegible] ابن عباس رض سے روایت کی کہ عبداللہ بن مسعود رض نے کہا کہ کچھ لوگ جنون مین سے معبود بنائے جاتے تھے اور ایک
روایت مین ہی کہ انسان مین سے کچھ لوگ جنون مین سے کچھ لوگون کو پوجتے تھے پس جنی تو مسلمان ہوگئے اور یہ لوگ اُسی دین کو پکڑے
[illegible] اپنی اسناد سے عبداللہ بن مسعود رض سے روایت کی کہ آیت کا نزول دربارہ چند عرب کے ہوا کہ وے لوگ
[illegible] جنون کو پوجتے تھے پس جنی تو مسلمان ہوگئے اور یہ لوگ انسانی جو اُنکی عبادت کرتے تھے اُنکو جنیون کے اسلام سے شعور نہ ہوا پس یہ
[illegible] اور ایک روایت مین ابن مسعود رض سے یون مروی ہی کہ چند لوگون کو پوجتے جو ملکی گروہ سے تھے جنکو جن کہتے ہین۔ سدی نے
ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ یبتغون الی ربہم الوسیلۃ ایہم اقرب یعنی جیسے عیسی و اُنکی مان و عزیر وغیرہ۔ مغیرہ نے ابن عباس سے روایت
کی کہ وہ عیسی و عزیر و شمس و قمر ہین اور مجاہد رح نے کہا کہ عیسی و عزیر و ملائکہ ہین۔ ولیکن شیخ ابن جریر رح نے قول ابن مسعود رض کو اختیار کیا
دلیل اِسکے کہ آیت مین یبتغون الی ربہم الوسیلۃ۔ بصیغہ مضارع ہی جس سے ماضی کی تعبیر نہین ہوسکتی تو اِسمین عیسی و عزیر و ملائکہ نہین داخل ہونگے
[illegible] کہا کہ وسیلہ بمعنی قربت ہی جیسا کہ قتادہ رح نے فرمایا ہی۔ مترجم کہتا ہی معنی یہ ہین کہ یبتغون سے معلوم ہوا کہ اب ایسا کرتے ہین کہ وسیلہ
[illegible] ڈھونڈھتے ہین اور ملائکہ و عیسی و عزیر علیہم السلام گذر چکے اور ملائکہ کے واسطے ماضی سے وقت ہی تو یہ لوگ داخل نہین ہوسکتے اور مترجم
[illegible] ہی کہ اِن بزرگون کے واسطے عالم برزخ مین بھی ایک حال ہی جسکا قیاس نہین ہوسکتا پس شاید کہ بمعنی استمرار ہو فافہم فی العراس
[illegible] تعالی اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم۔ اِس آیت سے اللہ تعالی نے اہل بطالت کے ناکون کو خوار کردیا جو سوائے حق عزوجل کے
[illegible] کی طرف عبودیت کا اشارہ کرتے ہین خواہ ملائکہ ہون یا انبیا رہون مانند عیسی و عزیر علیہما السلام کے اور مانند بعضے مومنین جن کے اور
[illegible] کفر و شرک اپنی بدکاری و گمراہی سے اِن لوگون کی جانب معبود ہونے کا اشارہ کرتے ہین حالانکہ یہ بندے دروازۂ کبریاء ازل پر قائم اور
[illegible] عظمت کے تحت مین عاجز ہین کہ عظمت الٰہی کی صولت سے فنا رہوجاوین اللہ تعالی سے وسیلۂ قرب کو ڈھونڈھتے ہین کیونکہ اُسکے سلطان
[illegible] خوفناک ہین اور کشف جمال کے امیدوار ہین قولہ دیرجون رحمتہ ویخافون عذابہ۔ پھر سب سے زیادہ خاص وسیلہ اُسکا کرم قدیم ہی
[illegible] اِسکے اقرب وسیلہ بجانب حق تعالی وہ شخص ہی کہ جسکی معرفت حق تعالی کے ساتھ زیادہ ہو اور اُس سے خوفناک زیادہ ہو اور مقام
[illegible] مقام شفاعت ہی اور یہ مقام خاص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہی وہی مقام محمود ہی اور دوسرون کے واسطے جو شفاعت ہی وہ
[illegible] مقام کی شاخین ہین جو دوسرون کو پہونچی ہین اور سب سے زیادہ قرب کا وسیلہ جناب باری تعالی مین ہی ہین اور باقی سب لوگ خواہ ملائکہ
[illegible] انبیا رہون یا اور لوگ ہون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو وسیلہ پکڑتے ہین پھر اللہ تعالی نے یہ وسیلہ چاہنے والون کو اِس وصف سے
[illegible] کہ امیدوار و خوفناک ہونگے پس خوف کا صدور تو انوار عظمت کے ظہور سے ہی اور امید کا صدور اُسکے انوار جمال کے ظہور سے ہی پس جو بندہ
[illegible] جناب حق عزوجل کی طرف بازدی نور جمال و جلال پرواز کرتا ہی اور یہ دونون اُسی کی طرف سے بندہ کے لیے وسیلہ ہین جو اُسکو
[illegible] پہونچاتے ہین پس جلال کے دیدار سے فنا رہوجاتا ہی اور جمال کے دیدار سے باقی ہوجاتا ہی اور اِنھین دونون سے نظام عبودیت و
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امید و خوف دو باغین ہین کہ آدمی کو استقامت کے ساتھ منزل رضوان کو لیے جاتے ہین جب
[illegible] اِنکے احوال ٹھیک قائم رہتے ہین اور اگر دونون مین سے کوئی پلہ بھاری ہوتا ہی تو دوسرا باطل ہوجاتا ہی تو نہین دیکھتا
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ اگر مومن کا خوف و امیدواری تولی جاوین تو دونون برابر اُترین۔ بعض مشائخ نے کہا کہ امید رحمت

Marfat.com

یہ کہ رحیم سبحانہ تعالیٰ تک پہونچنے کی طلب ہو اور خوف عذاب یہ کہ اُسکے ہجران و انقطاع سے پیدا ہوتا ہی
ہو۔ شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ امید رحمت ظاہر مین جنت ہی اور حقیقت مین اللہ تعالیٰ کی [illegible]
اپنی حکمت بالغہ کے موافق ایک اشارہ فرمایا تھا تو تعالیٰ

وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ [illegible]

اور نہین ہی کوئی قریہ مگر آنکہ ہم اسکو ہلاک کرنے والے ہین روز قیامت سے پہلے

اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا ۭ كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ وَمَا مَنَعَنَآ [illegible]

عذاب سخت یہ تھا ایسا ہی کتاب مین لکھا ہوا اور ہم کو [illegible]

اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً

کہ ہم آیات بھیجدین مگر یہ کہ جھٹلایا ہی انکو اگلون نے اور دیا ہم نے ثمود کو ناقہ آنکھون کھلا

فَظَلَمُوْا بِهَا ۭ وَمَا نُرْسِلُ بِالْاٰيٰتِ اِلَّا تَخْوِيْفًا ۝

تخویف آیات کے ساتھ مگر پھر انھون نے اسپر ظلم کیا اور ہم نہین بھیجتے

اس آیت مین اللہ تعالیٰ نے آگاہ فرمایا کہ خوف درجاء اہل حق مین ہوگی اور اہل کفر وعناد اپنی منزل پر جانے والے ہین اور انکو [illegible]
و معجزات و دلائل کچھ فائدہ نہین دے سکتے اور جو اُسنے لوح محفوظ مین لکھدیا وہ حتمی ہی پس یہ بھی لکھا کہ وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ [illegible]
نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا یعنی نہین کوئی قریہ والی مگر آنکہ ہر قریہ کو یعنی ہر قریہ والون کو
ہم ضرور ہلاک کرنے والے ہین قیامت سے پہلے اور اگر بالکل ہلاک نہ کیا تو انکو سخت عذاب کرینگے پس بالکل ہلاک تو جیسے قوم نوح
اہل ایکہ وغیرہ گذرے اور اگر بالکل ہلاک نہین تو طرح طرح کے مصائب و بلاؤن و قتل و غارت مین مبتلا کرینگے چنانچہ قریش مکہ آخر
سرکشی کی وجہ سے اُسمین مبتلا ہوے۔ مقاتل رح نے کہا کہ یہ بیان ہی ہر گروہ کے فانی ہونے کا پس ہر قریہ والے دائمی نہین بلکہ ہالک
اگر صالح ہونگے تو اچھی موت سے مرینگے اور قریہ اُجاڑ ہوگا اور اگر بدکار مشرک ہین تو انواع عذاب سے تباہ ہونگے كَانَ ذٰلِكَ
فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا یہ بات لوح محفوظ مین مسطور ہی پس باقی سوائے حق جل جلالہ کے اور کوئی چیز نہین ہی حضرت عبداللہ
سے روایت ہی کہ جس گانون مین زنا و سود خواری ظاہر ہوتی ہی اللہ تعالیٰ اُسکے برباد کرنے کا حکم دیتا ہی۔ کتاب سے مراد لوح محفوظ ہی اور
نے عبادہ بن الصامت رض سے روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اول جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ قلم ہی پس حکم دیا کہ
اجازت چاہی کہ کیا لکھون حکم ہوا کہ جو ابدالابد تک ہونے والا ہی وہ تقدیر لکھدے۔ پھر چونکہ قریش نے چند معجزات جنکا ذکر دنیا کو
اور آخرت سے انکار و بے پروائی کی طرف تھا جو کہ ایمان کے اصلی مقصود سے بالکل خلاف ہی ایسے معجزات مانگے اللہ نے کیا کہ
تو ہم ایمان لے آوینگے اور یہ بات ممکن ہی کہ دنیاوی دولت و ثروت بہت کچھ حاصل ہونے پر بھی اہل ایمان اس [illegible]
ہین اور آخرت پر جس کا ایک بالشت تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہی متوجہ ہوجاتے ہین تو امید تھی کہ شاید ایمان [illegible]
پر ہٹ کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے انجام عذاب و ہلاک پر ترحم کرکے بہت چاہتے کہ کسی طرح [illegible]
ہون تو چاہیے کہ اُنکی ہٹ کے موافق یہ معجزات و آیات دیدیے جاوین پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا [illegible]

Marfat.com

کوئی چیز مانع نہین ہی کہ ہم آیات بھیجدین یعنی جن باتون کے واسطے کفار قریش ہٹ کرتے ہین کما قال تعالی فاتنا
بایۃ کما ارسل الاولون - یعنی کہتے کہ ایسی آیت لاؤ جیسی اگلی بھیجی گئی تھی - لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا - یعنی بعضے کہتے کہ
ہم کبھی تمپر ایمان نہ لاوینگے یہانتک کہ تو اس زمین حجاز سے چشمہ روان جاری کردے - تو اللہ تعالی نے آگاہ فرمایا کہ ہم کو آیات دینے
سے کوئی چیز مانع نہین ہی **اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ بِهَا الْاَوَّلُوْنَ** لیکن آیات کو اگلون نے جھٹلایا یعنی اگلون کی طرح جو یہ لوگ
ایما مانگتے ہین تو ہم بغیر کسی موانع کے دے سکتے ہین لیکن اگلے کب ایمان لائے تھے جو یہ لوگ ایمان لاوینگے چنانچہ عالم شہادت مین انھون
نے انکار کیا اور سخت عذاب سے ہلاک ہوے پس علم الہی مین عالم غیب مین ہی کہ مثل اگلون کے یہ بھی ایمان نہین لاوینگے اور خود بھی ظاہر ہی کہ
معجزات دعوی نبوت کی تصدیق کے لیے ہی تاکہ پیغمبر جو کچھ عذاب سے ڈراتا ہی اُنکو سچ مانکر ڈرین پس تصدیق کے واسطے کسی قسم کا معجزہ ہو کافی ہی اور
جب بدبخت شقی ہی تو جیسے اُسنے اِس معجزہ کی نسبت کہدیا کہ یہ جادو ہی اسی طرح تمام معجزات کی نسبت یہی کہیگا اور جو نیکبخت سعید ہی کہ اپنے انجام کو
دیکھتا ہی اُسکو خواہ مخواہ ایسے معجزات کی ضرورت نہین ہی چنانچہ بہت سے اگلون کی ہٹ ہم نے پوری کی مگر اِس سے سوائے گمراہی بڑھنے کے
اُنکو کچھ فائدہ نہ ہوا چنانچہ فرمایا - **وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً** اور دیا ہم نے ثمود کو جو قوم صالح علیہ السلام تھی ناقہ جس طرح
اُنھون نے ہٹ کرکے پہاڑ سے پیدا ہونا مانگا تھا درحالیکہ وہ صاف روشن واقع ہوا اِس لائق کہ ہر دیکھنے والا اُس سے عجائب قدرت و لوہیت
توحید مین بصارت حاصل کرے - **فَظَلَمُوْا بِهَا** مگر وے ایمان نہ لائے بلکہ اُسکے ساتھ ظلم کیا یعنی اُسکو ہلاک کیا اور نہ مانا یا اُسکے جھٹلانے
سے اپنی جانون پر ظلم کیا آخر سب کفر کرنے والے برباد ہوے پھر یہ لوگ کیونکر ہٹ کرتے ہین اور ثمود کے ناقہ کا ذکر خاصکر اسواسطے فرمایا کہ وہ بلاد
عرب مین اُنکی حدود سے بہت قریب کا واقعہ ہی اور شیخ امام ابن کثیر رح نے اِس آیت کی تفسیر مین لکھا کہ سنید رح نے اپنی تفسیر مین سعید بن جبیر رح
سے روایت کی کہ مشرکون نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ گمان کرتے ہین کہ آپ سے پہلے انبیا گذرے بعض کے واسطے ہوا مطیع
کردی گئی تھی اور بعض مردے کو زندہ کرتے تھے پس اگر آپ چاہتے ہین کہ ہم آپ پر ایمان لاوین تو دعا کیجیے کہ آپ کا پروردگار ہمارے واسطے
اِس کوہ صفا کو سونا کردے پس اللہ تعالی نے آپ پر وحی بھیجی کہ مین نے تیرے قوم کا قول سُنا پس اگر تو چاہے تو مین یہی دیدون جو کہتے ہین پھر
اگر ایمان نہ لائے تو عذاب نازل ہوگا کیونکہ ایسی آیت کے نزول کے بعد کچھ انتظار و مہلت نہین ہی اور اگر تو چاہتا ہی کہ مہلت چاہے اپنی قوم کے واسطے
تو مین اُنکے حق مین مہلت دیتا ہون آپ نے عرض کیا کہ اے رب مین آہستگی و مہلت چاہتا ہون اُنکو مہلت دیدے - ایسا ہی قتادہ و ابن جریج وغیرہما
سے مروی ہی - مترجم کہتا ہی کہ حکمت الہیہ اسمین ظاہر تھی کہ قریش مین سے موجودہ لوگ جو آیات کے واسطے ہٹ کرتے تھے کمتر ایمان لانیوالے
تھے اُنکے حق مین کفر مقدر تھا تو کسی آیت پر ایمان نہ لاتے ولیکن اُنکی پشت و نطفہ مین اور باقی لوگ [illegible] ایمان والے اور اللہ تعالی کی راہ
مین کمال صدق سے جانین قربان کرنے والے مجاہدین تھے پس اگر ہٹ کرنے والون کو اُنکی آیات دیجاتی اور وے ایمان نہ لاتے تو نزول
عذاب مین سب ہلاک ہوتے پس کمال قدرت و حکمت سے موافق تقدیر کے واقع ہوا - شیخ امام نے لکھا کہ امام احمد رح نے ابن عباس سے روایت
کی کہ اہل مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ کوہ صفا کو سونا کردو اور یہ پہاڑ و پتھر یہان سے ہٹادو کہ ہم تونگری کے ساتھ زراعت
کرین تو آپ کو حکم ہوا کہ چاہو اِنکے واسطے آہستگی و مہلت لو اور چاہو اُنکو وہ دیدیا جاوے جو ہٹ کرتے ہین پھر اگر اُنھون نے کفر کیا تو ہلاک ہونگے
جیسے کی پہلے ہلاک ہوئین پس آپ نے مہلت چاہی اور اللہ تعالی نے نازل فرمایا وما منعنا ان نرسل بالآیات الآیہ - ورواہ النسائی - اور ابن جریر رح
نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قریش نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ دعا کیجیے کہ اللہ تعالی ہمارے واسطے کوہ صفا کو سونا کردے اور

ہم آپ پر ایمان لے آوینگے آپ نے فرمایا کہ تم ایسا کروگے کہنے لگے کہ ہان ہمین آپ منظور ہے آپ نے
سلام فرماتا ہی اور ارشاد کرتا ہی کہ اگر تو چاہے تو یہ لوگ اِس حال مین صبح کرین کہ کوہ صفا سونا ہو پھر اسکے بعد جو
کہ عالمین مین سے کسی کو نہ کیا ہو اور اگر چاہے تو اُنکے واسطے ابواب توبہ و رحمت کی کشادہ کردون۔ آپ نے
در رحمت کشادہ کردیے جاوین۔ حافظ ابو یعلی موصلی نے باسناد روایت کی کہ زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ
الاقربین۔ یعنی ڈر سنادے اپنے کنبہ کے نزدیک والون کو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو قبیس پر کھڑے ہو کر
ہون۔ ترجمہ کہتا ہی کہ عرب مین دستور تھا کہ جو کوئی اپنے کو نذیر کہکر چلاتا تو سمجھتے کہ کسی دشمن کا یا کسی آفت
دوڑتے تھے۔ پس قریش سب آکر جمع ہو گئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنکو عذاب الٰہی سے ڈرایا اور بچنے کی
کرتا ہی کہ نبی ہی مجھے وحی آتی ہی اور سلیمان کے واسطے ہوا مسخر کردی گئی تھی اور پہاڑ اُسکے واسطے مسخر تھے اور موسیٰ کے واسطے
عیسیٰ مردہ کو زندہ کرتا تھا پس تو بھی دعا کردے کہ اللہ تعالیٰ یہ پہاڑ یہان سے ہٹا دے اور اس زمین پر نہرین جاری کردے تاہم کھیتی
اُنمین کھیتی کرین یا پھر دعا کردے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے مردون کو زندہ کردے کہ ہم اُنسے باتین کرلین اور وے ہمکو بتلا دین نہین تو پھر دعا کردے کہ
اللہ تعالیٰ ہمارے واسطے اس پہاڑی کو جیسا تو کہتا ہی سونا کردے کہ ہم اِس سے سونا کاٹ لیا کرین اور ہمکو جاڑے و گرمی کے سفر سے راحت ہے
حضرت زبیر نے کہا کہ ہم آپ کے گرد ہی تھے کہ اتنے مین آپ پر وحی نازل ہوئی جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ قسم اُسکی جسکے قبضہ مین میری جان ہے
کہ جو تم نے مانگا وہ اللہ تعالےٰ نے مجھے دیا اور اگر مین چاہون تو ہو جاوے ولیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا کہ چاہون باب رحمت سے تم لوگ داخل
ہو پس جو گردن جھکا دیگا مومن ہوگا اور چاہون جو تم مانگتے ہو تم کو اُسی کے حوالہ کیا جاوے تب باب رحمت نہ پاؤگے تب کوئی تم مین سے ایمان نہ لاویگا
لہذا مین نے باب رحمت اختیار کیا پس تم مین ایمان لانے والے ہین اور کہا کہ مجھے میرے رب نے آگاہ فرمایا کہ جو تم مانگتے ہو اگر مجھے دیدیا پھر
اسکے بعد تم کافر ہوے تو تم پر وہ ایسا عذاب کریگا کہ عالمین مین سے اُسنے کسی کو ایسا عذاب نہین کیا ہی اور یہ آیت نازل ہوئی وما منعنا ان نرسل
بالآیات الخ تین آیات پڑھین اور نازل ہوا قولہ دلو ان قرآنا سیرت بہ الجبال الآیہ۔ پس معنی یہ ہین کہ جو کچھ تیری قوم نے مانگا اُسکے بھیجنے سے
ہم کو کوئی روک نہین ہم چاہین حکم دیدین اور فوراً وہی ہو جاوے جو ہم چاہین لیکن تیری قوم پر ترحم ہی کیونکہ اگلون نے جو مانگا ہم نے دیا پھر
اُنھون نے پیغمبر کو جھٹلایا اور یہ بھی ہمارا فرمان جاری ہی کہ بعد ایسی آیت کے نزول کے اگر جھٹلا دین تو جڑ سے ہلاک کرینگے جیسا کہ عاد و
ثمود کو اُنکے ہٹ پر ناقہ پہاڑ سے نکال دیا مگر بعضے لوگ اُنمین سے مسلمان نہ ہوے پھر اُنھون نے ظلم کیا اور خاتم
رسول کو جھٹلایا بلکہ اُسکی کوچین کاٹ کر ہلاک کیا پس صالح علیہ السلام کو حکم ہوا کہ کہدے کہ تمتعوا فی داارکم ثلثۃ ایام
جتنے رہو اپنے گھرون مین تین دن یہ وعدہ غیر مکذوب ہی پس اللہ تعالیٰ نے سب کو تباہ و ہلاک کردیا وما نرسل بالآیات الا تخویفا یعنی ارسال آیات تو تخویف ہی کے لیے ہم کرتے ہین۔ قتادہ رح نے کہا یعنی اللہ تعالیٰ
سے چاہیے تاکہ لوگ عبرت حاصل کرین اور کہا کہ ہم سے بیان کیا گیا ہی کہ ابن مسعود رض کے وقت مین
تمہارا رب چاہتا ہی کہ اُسکی درگاہ مین عذر و توبہ کرو پس عاجزی کرو۔ یون ہی مدینہ مین کہ عمر رض
زلزلہ آیا کئی بار پس عمر رض نے کہا کہ لوگو تم نے احداث پھیلایا ہی واللہ اگر پھر ہوا تو مین
ہی کہ سورج و چاند آیات الٰہی مین سے دو آیتین ہین کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے انکو

Marfat.com

نیہ نہیون کو کچھ نہین دیتا ہی جب تم اُسکو دیکھو تو اللہ تعالی کے ذکر اور دعا واستغفار کی طرف جلدی سے رجوع ہو پھر کہا کہ اہی امت محمد اللہ تم سے خلیفہ کھلئے نہین ہی اس بات مین کہ اُسکا غلام واُسکی باندی زنا کرین اہی امت محمد اگر تم جانتے جو مین جانتا ہون تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے یہ سراج مین لایا کہ ارسال آیات مین تخویف اُن لوگون کے واسطے ہی جنپر رسول بھیجا گیا پس اگر ڈرے تو نجات پائے ورنہ وہ تو ہین ہی ایک بگڑے آیات اُنھون نے ہٹ کرکے مانگی تھین تو دنیا ہی سے عذاب استیصال مین گرفتار ہوکر سب ہلاک ہوجاتے ہین اور اگر آیات غیر مقترحہ ہون تو عذاب آخرت مین ماخوذ ہین پس اِس زندگی مین مہلت ہی۔ اگر کہا جاوے کہ اصل مقصود تو اِن آیات سے یہ ہوتا ہی کہ جس شخص نے نبوت کا دعوی کیا ہی اُسکی تصدیق کرین اور اُسکے قدم پر ایمان لاوین تو تخویف مین یہ مقصود کیونکر حاصل ہوا جواب یہ ہی کہ تخویف اول پیدا ہوتی ہی تب تصدیق فرض ہوجاتی ہی تو وہی باعث ہی۔ ف ۔۔۔ فی العرائس وانرسل بالآیات الاتخویفا۔ نفوس کے واسطے کرامات دو قسم پر ہی ایک یہ کہ نفس اپنے رب عزوجل پر ایمان مین مطمئن ہو اور دوم یہ کہ معصیت الٰہی سے باز رہے اور معجزات وآیات عظیمہ دیکھنے ہین نفس کو تخویف ہی اور عقل کو تحذیر ہی اور قلب کو گرگراہٹ ہی اور روح کو ترویح ہی جس سے انس پیدا ہوتا ہی اور سر باطن کے واسطے اجلال ہی اور سر السر کے لیے معرفت وتوحید ویقین ہی جس سے صفت کے بعد مشاہدہ ذات مین ترقی کرتا ہی۔ حارث محاسبی رح نے کہا کہ جو آیات اللہ تعالی اپنے بندون مین ظاہر فرماتا ہی وہ کامل اہل طاعت کے واسطے رحمت ہین اور اوسط درجہ والون کے لیے تنبیہ ہین اور عاصیون کے لیے تخویف ہین۔ امام احمد بن حنبل سے پوچھا گیا کہ ارسال آیات مین تخویف کیا ہی فرمایا کہ نصیحت اور عصیان سے پرہیز کرنا۔ شیخ نے کہا کہ سر انسان کے واسطے یہ آیات موجود ہین کہ اول شباب ہوتا ہی پھر متغیر کرکے وہ سن کہولت پر کردیا جاتا ہی پھر بوڑھا کردیا جاتا ہی اور احوال مین تغیر دیا جاتا ہی کہ وہ بھی معصیت سے طاعت کی طرف رجوع کرے یا ایک وقت سے دوسرے وقت مین نصیحت پکڑے۔ سراج مین لایا کہ پھر جب قوم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیات مانگین جنپر بہت کی تھی اور اللہ تعالی نے فرمایا کہ آنکے اظہار مین اِس قوم کے واسطے بہتری نہین ہی تو اِس سے اِس قوم کو جرأت زیادہ ہوئی اور طعن کیا کہ اگر یہ رسول ہوتے تو معجزات لاتے جو ہم نے مانگے تھے پس اللہ تعالی نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب کو تقویت دی اور بیان فرمایا کہ ہم اِسکو نصرت وقوت دینگے اور اسلام کو ظاہر کرینگے بقولہ تعالے

وَاِذْ قُلْنَا لَكَ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ ۭ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ

اور یاد کر جب ہم نے تجھے کہا تھا کہ تیرے رب نے گھیر لیا ہی لوگون کو اور نہین کردیا ہم نے وہ دیکھنا جو تجھے ہم نے دکھایا تھا

اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ ۭ وَنُخَوِّفُهُمْ ۙ فَمَا

مگر فتنہ واسطے لوگون کے اور وہ درخت جو لعنت کیا گیا ہی قرآن مین اور ہم اُنکو خوف دلاتے ہین مگر

يَزِيْدُهُمْ اِلَّا طُغْيَانًا كَبِيْرًا ۝

اس سے اُنکو کچھ نہین بڑھتا سوائے سرکشی کے حد سے بڑھے ہوئے

سیاق کلام اخیر معدا النحق۔ اِذْ قُلْنَا لَكَ جبکہ ہم نے تجھ سے فرمادیا کہ اِنَّ رَبَّكَ اَحَاطَ بِالنَّاسِ
بے شک تیرے رب نے گھیر لیا لوگون کو یعنی ارادہ علم وقدرت کے پس سب لوگ اُسی کے قبضۂ قدرت مین مسخر ہین کسی کو طاقت نہین کہ اُسکی مشیت سے باہر ہوجاوے پس کوئی بات نہین کرسکتے مگر وہی جو اُسنے مقدر فرمائی اور جاری کی ہی اور اللہ تعالی تیرا حافظ وناصر ہی ان لوگون کے مقابلہ مین جو تبلیغ رسالت کا جو کچھ تجھکو حکم ہی وہ جاری کردینے مین تجھکو نصرت وقوت دیگا کما قال تعالی واللہ یعصمک من الناس

Marfat.com

شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ رسالت پر تحریض ہی کہ اللہ تعالیٰ [illegible]
بقبضۂ قدرت کے تحت مین مقہور مغلوب ہین - مجاہد وعروۃ بن الزبیر وحسن وقتادہ وغیرہم نے کہا کہ [illegible]
حاصل یہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو توجہ دلائی کہ ہم نے تجھے [illegible]
علم وقدرت سے اُنپر محیط ہی تو اُنکو کوئی اختیار حاصل نہین کہ مثلاً جو آیات مانگتے ہین اُنکے ملنے پر [illegible]
سے نہین نکل سکتے اور ایسے ہی اگر یہ آیات نہ دیجاوین تو تیری تکذیب مین غلو کرکے تجھے ایذا [illegible]
یعصمک من الناس - ہم نے فرمادیا پس کوئی اُسکے قہر سلطان سے باہر نہین ہوسکتا پس تو رسالت الٰہی کو پورا کر [illegible]
روشن کریگا - بعض نے کہا کہ ناس سے مراد اہل مکہ ہین اور احاطہ کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ اُنکو مغلوب ومقہور کریگا [illegible]
یہ ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین دی کہ تجھے تبلا دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ تمام نبیون پر مہیمن ہی پس اہل مکہ جو آیات [illegible]
اُسکے احاطہ قدرت مین ہین اُنکے حق مین ایمان نہین ہی تو آیات سے اُنکو کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ وے مقہور ومغلوب [illegible]
روایت ہی کہ جب بدر کے روز یعنی اِس سورہ شریف کے نزول کے تیسرے سال مین جنگ بدر کے روز جب فریق کفار [illegible]
قریب تھے اور فریق اصحاب مومنین جو قریب تین سو کے تھے مقابل ہوے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت حضرت ابوبکر رضہ کے ساتھ
عریش مین تھے جو آپ کے واسطے بنایا گیا تھا اور دعا کرتے تھے کہ الٰہی مین تجھ سے تیرا عہد ووعدہ مانگتا ہون پھر وہان سے [illegible]
تھی اور صحابہ رضہ کو قتال پر برانگیختہ فرمایا اور فرماتے جاتے سیہزم الجمع ویولون الدبر - یعنی عنقریب جماعت کفار ہزیمت کھاکر پیٹھ پھیر [illegible]
مترجم کہتا ہی کہ عہد ووعدہ دلیل ہی کہ اُن کافرون کے مغلوب ومقہور ہونے کے واسطے پہلے سے ارشاد ہوگیا تھا جو [illegible]
مین مذکور ہی اور دعا کرنا ادب تھا کہ جناب الٰہی عزوجل غنی مستغنی ہی اور سراج مین لایا کہ جب اول روز آپ میدان بدر مین [illegible]
تو فرماتے تھے کہ واللہ گویا مین قوم قریش کے مقتل دیکھ رہا ہون اور آپ زمین کی طرف اشارہ کرتے کہ یہ مصرع فلان کا ہی اور فلان ہی
گر کر مریگا اور یہ مصرع فلان ہی قوم مین سے متعدد لوگون کے نام لیے یہ روایت صحیح مین موجود ہی اور راوی کہتے ہین کہ [illegible]
تھا اُس سے بالشت بھر تجاوز نہ تھا پھر قریش نے آپ کے اِس فرمانے کو سنا تو سرکشی سے مصمکہ مین [illegible] بھر عراق [illegible]
پر عطف فرمایا قولہ وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ یعنی جو دیدار ہم نے [illegible]
کرایا اُسکو ہم نے نہین کیا مگر فتنہ واسطے لوگون کے یعنی تیرے واسطے تو وہ کرامت عظیمہ ہی جو [illegible]
کردیا اِس طور پر کہ حکم دیدیا کہ اُسکو لوگون سے ظاہر کرو اور نعمت رب کو بیان کرو پس یہان [illegible]
اہل مکہ اور وہ لوگ جو اِس امتحان مین آئے - سراج مین لکھا کہ بعض نے زعم کیا کہ رویا [illegible] دلالت ہی کہ یہ [illegible]
یہ کچھ نہین اِسواسطے کہ نعت مین رویت اور رویا دونون مین کچھ فرق نہین ہی - مترجم کہتا ہی کہ جس شخص نے یہ [illegible]
ہی تو اُسنے اِس مقام پر یون تفسیر کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا [illegible]
تھے پس آپ مع اصحاب کے عمرہ کے واسطے روانہ ہوے جب حدیبیہ پہونچے تو مشرکین قریش نے [illegible]
مدت کے واسطے اور مشروط تھا کہ دوسرے سال آکر عمرہ ادا کرین اِسطرح کہ قریش [illegible]
بعض مسلمانون کے لیے فتنہ ہوگئی پھر جب مکہ فتح ہوا تو نازل ہوا قولہ لقد صدق [illegible]

Marfat.com

[illegible] بن عباس رضی اللہ عنہ کہ یہ خواب تھا اور بعض نے جواب دیا کہ ہو سکتا ہے کہ شاید آپ نے مکہ مین دیکھا ہو اور اسکا وقوع مدینہ سے ہوا۔ خفاجی رح [illegible] صحیح قول اسکی تفسیر مین وہی ہے جو مذکور ہوا کہ اس سے مراد رویاے معراج ہے اور اسمین لوگون کے واسطے فتنہ [illegible] بسبب عدم ایمان اسکو لوگون سے بیان کیا تو کافرون نے تکذیب کی اور علاوہ انکے بہت لوگ جو بظاہر اسلام لائے تھے مرتد ہو گئے اور سابق [illegible] معراج مین بعض احادیث سے مذکور ہوا کہ یہ مرتد بروز بدر مقتول ہوئے پس معلوم ہوا کہ رب عزوجل نے لوگون کا احاطہ کیا ہے [illegible] کون شقی ہے اور کون سعید ہے حتی کہ اس رویاے معراج سے حق تعالی نے مرتد ہونے والے اشقیار کو خارج کر دیا اور بخلاف انکے جو بندے مخلص [illegible] انکے ایمان کا دریا دہ ہو گیا پس اس سبب سے یہ رویا لوگون کے واسطے فتنہ ہوئی۔ وفی تفسیر الامام الحافظ رح اور بخاری رحمہ اللہ نے [illegible] عن ابن عباس رض روایت کی کہ قولہ وما جعلنا الرویا التی اریناک۔ کہا کہ یہ رویاے عین ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلائی گئی اس رات [illegible] آپ کو سیر کرایا تھا اور کہا کہ والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن۔ وہ شجرۃ الزقوم ہے۔ ایسا ہی امام احمد و عبد الرزاق وغیرہ نے ابن عباس سے روایت [illegible] اور بیہقی وغیرہ نے ابن عباس سے روایت کی۔ اور اسی طرح رویا کی تفسیر اسرار معراج کے ساتھ مجاہد و سعید بن جبیر و حسن بصری و مسروق و ابراہیم [illegible] و عبد الرحمن بن زید اور بہتون سے مروی ہے اور کہا کہ پہلے گذرا کہ بعضے لوگ جو اسلام پر تھے اس معراج کے سننے سے منکر ہو کر مرتد ہو گئے کیونکہ [illegible] کے قول کو قبول نہ کیا پس جسکا علم انمین نہ آیا اس سے انکار کر بیٹھے اور اسی واقعہ کو اللہ تعالی نے دوسرون کے واسطے ثبات [illegible] یقین کر دیا پس اسی معنی مین یہ فتنہ یعنی امتحان ہوا۔ **وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُونَةَ فِي الْقُرْآنِ** اور اس شجرہ کو جو قرآن مین ملعون [illegible] یہ عطف ہے رویا پر بلکہ بعض مفسرین نے کہا کہ تقدیم و تاخیر ہے تقدیر کلام یہ ہے وما جعلنا الرویا التی اریناک والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن الا فتنۃ للناس [illegible] نہین کیا ہم نے رویا کو جو تجھے دکھلایا اور شجرہ کو جو قرآن مین ملعون ہے مگر لوگون کے لیے فتنہ۔ کیونکہ اس شجرہ مین بھی امتحان تھا۔ کیونکہ جب [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج مین جحیم کو دیکھا تو اسکی جڑ سے شجرہ اگا ہوا دیکھا پس آگاہ فرمایا کہ شجرۃ الزقوم اصل الجحیم مین اگتا ہے پس [illegible] مصدق نے دل سے یقین کیا اور کچھ بعید نہین جانا کیونکہ قدرت الہی بے انتہا ہے اور اہل کذب و شک نے انکار کیا۔ سراج مین لکھا کہ اکثر [illegible] مفسرین نے کہا کہ شجرہ ملعونہ سے مراد شجرۃ الزقوم ہے جو قولہ تعالے ان شجرۃ الزقوم طعام الاثیم۔ مین مذکور ہے یعنی درخت زقوم بدکارون کا طعام ہے [illegible] مکذبین کے واسطے دو طرح پر ہوا ایک یہ کہ ابن الزبعری نے کہا کہ ہم نہین جانتے زقوم مگر چھوہارا و مسکہ پس ملا کر کھایا اور کہا یہی زقوم ہے اور [illegible] ابو جہل نے کہا۔ دوم ابو جہل نے کہا کہ جب جہنم نیچہ دن کو جلا دیتی ہے پھر یہ گمان کیونکر ہو سکتا ہے کہ آگ مین درخت ہو۔ چنانچہ اسی بارہ [illegible] تعالے نے نازل فرمایا۔ انا جعلناہا فتنۃ للظالمین الآیات۔ یعنی ہم نے اسکو ظالمون کے واسطے [illegible] کر دیا ہے اور نازل ہوا کہ ما قدروا اللہ [illegible] کیونکہ قدرت الہی اس سے زیادہ ہے کہ تمام مخلوق کے اوہام اسکا ایک ذرہ اندازہ کرین اور صرف اتنی بات کہ آگ کے اندر درخت زقوم [illegible] بعید نہین ہے کیونکہ قدرت الہی عزوجل سے ظاہر ہے کہ سبز درختون سے آگ نکلتی ہے حالانکہ وہ درخت نہین جلتا ہے اور کچھ بعید نہین کہ اللہ تعالے [illegible] درخت پیدا کرے جسکو آگ نہ جلاوے بلکہ اسکی غذا اسی سے ہو اور یہ نمونہ موجود ہے کہ بلاد ترک مین سمندر کیڑا ہے جس سے آگ [illegible] جب یہ مین بہت ہو جاتا ہے تو آگ مین ڈال دیتے ہین اسمین سے میل جل جاتا ہے اور باقی ٹوپی صحیح سالم رہجاتی ہے اسمین آگ [illegible] مذکور کیونکہ آگ کی چنگاریان کھا جاتا ہے اور آگ سے سخ کیا ہوا روہا کھا لیتا ہے اور اسکو کچھ ضرر نہین ہوتا ہے۔ اگر کہا جاوے [illegible] درخت کے واسطے لعن کیون ہے پھر کیونکر فرمایا کہ الشجرۃ الملعونۃ فی القرآن۔ اسکا جواب کئی وجہ سے دیا گیا اول یہ کہ شجرہ مذکور [illegible] مراد ہے کھانے والون پر لعنت ہے یعنی کفار و مشرکین جنکی غذا یہ درخت ہوگا اور آخر قرآن مین لعنت مذکور ہے پس معنی یہ کہ

الشجرۃ الملعونۃ فی القرآن الہا - یعنی درخت وہ کہ لعنت کی گئی ہی قرآن مین اُسکے کھانے والون کو ... کہ اُسپر لعنت واقعی ہو بلکہ جو لوگ ملعون کہ اُسکے کھانے والے ہونگے اُنکی وجہ سے نظم کلام مین ملعونہ اُسکی صفت ... منکر کو ملعون کہتے ہین - وجہ سوم یہ کہ لعن کے معنی نعت مین دور کرنا - چونکہ یہ درخت اچھی صفتون ... لہذا ملعونہ ہوا - بالجملہ شجرۂ ملعونہ کی یہ تفسیر زقوم کے ساتھ ابن عباس و مسروق و ابو مالک و حسن بصری ... مین کوئی اِسکے خلاف معلوم نہین ہوا - ولیکن ابن جریر رح نے منقطع روایت کی کہ سہل بن سعد نے کہا کہ ... نے خواب مین قریب وفات کے دیکھا کہ آپ کے منبر پر بنو امیہ مانند بندرون کے کودتے ہین تو اس سے آپ کو ... کہ اِسکے بعد نہین ہنسے حتی کہ وفات فرمائی اور اللہ تعالی نے اِسی بارہ مین نازل فرمایا وما جعلنا الرؤیا التی ... نے فرمایا کہ اُسکی اسناد بالکل ضعیف ہی اِسکا راوی محمد بن الحسن بن زبالہ اور اُسکا شیخ عبد المہیمن دونون بالکل متروک ... مترجم کہتا ہی کہ علاوہ اِسکے یہ آیت یکیہ ہی اور خواب مذکور اگر صحیح ہوتا تو قریب وفات کا واقعہ ہی تو اس ... ہو سکتا ہی - سراج مین اور معالم وغیرہ مین ہی کہ بعض نے کہا کہ درخت مذکور سے مراد یہود ہین جنپر قرآن مین لعنت مذکور ہوئی ... نہین ہی کیونکہ اُنسے فتنہ کیا ہی اور بعض نے کہا کہ شیطان اور بعض نے کہا کہ ابو جہل اور بعض نے کہا کہ درخت کشنیز ... درخت پر لپٹ کر خشک کر دیتا ہی - امام ابن کثیر رح نے کہا کہ شیخ ابن جریر رح نے اختیار فرمایا کہ مراد رویا سے معراج اور شجرہ ملعونہ ... شجرۃ الزقوم ہی اور فرمایا کہ یہی صحیح ہی اِسوجہ سے کہ علماء تاویل و تفسیر سلف رحمہم اللہ سے بالاجماع یہی مروی ہی - خلاصہ تفسیر کا یہ ہوا کہ اے ... اشرف الخلق صلی اللہ علیہ وسلم تجھ سے ہم نے کہدیا تھا کہ تیرا رب اپنے علم و قدرت سے لوگون پر محیط ہی پس کسی کو اپنے اختیار سے کی ... مجال نہین ہی تو اپنی تبلیغ رسالت کو پورا کر اور یہ نہین ہو سکتا کہ حفظ الٰہی کے بعد تجھے کوئی صدمہ پہونچا دے جیسے نہین ہو سکتا کہ کفار ... ہٹ کی آیات پا دین تو اپنے قول کے موافق ایمان لے آدین اور رب عزوجل جانتا ہی کہ کون سعید ہی اور کون شقی ہی اور صفت ... علیحدہ فرماتا ہی پس معراج کا دیدار جو ہم نے تجھے دکھلایا وہ تیرے حق مین عروج کمال ہی مگر لوگون پر بیان کرنے کا حکم ... امتحان تھا کہ اِسمین اہل سعادت کو علوم معارف و مدارج حاصل ہوئے اور جو اہل شقاوت مخلوط تھے وہ بدبختی سے ... اور یون ہی شجرۃ الزقوم کا بیان کہ اصل الجحیم مین اُگتا ہی اور بدکارون کا طعام ہی یہ بھی لوگون کے واسطے امتحان تھا کہ ... عزوجل کی قدرت کاملہ پر ایمان لائے ہین یا نہین اور یہ سب آیات الٰہی ہین جنسے لوگون کو تخویف ہوئی ... تخویف دیتے ہین - فَمَا يَزِيدُهُمْ إِلَّا طُغْيَانًا كَبِيرًا پس یہ تخویف اُنکو نہین بڑھاتی مگر سرکشی کبیر کے ... اِس سے اہل فتنہ و بدبختی کو کچھ فائدہ نہین پہونچتا بلکہ طغیان اور بڑھتا جاتا ہی اور یہ وہی احاطہ الٰہی ہی جو اُنکو ... آنکھون دیکھا جانتے تھے کہ یہ سب صحیح ہی اور یہ بھی دیکھتے تھے کہ اہل سعادت مثل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ... اِس سے پاتے جاتے ہین پس یہ مقام تسکین و طمانیت کا ہی کہ رب عزوجل اپنی مخلوق پر محیط ہی ... موثر نہین ہین پس بتقدیر یکہ اللہ تعالی وہ آیات ظاہر فرماوے جنکو ہٹ کرکے مانگتے ہین تو اُنکے ... وعناد زیادہ بڑھا دین اور جن آیات سے اُنکو تخویف دی گئی اِسکا نتیجہ یہی ہوا پس ترحم الٰہی تعالی ... نہ دینے سے بہتری فرمائی کہ چندے اُنکو مہلت ہی ورنہ ابھی ہلاک ہو جاتے - پھر جب قوم نے ...

Marfat.com

آیات مانگنے لگے اور معجزات باہرات سے انکار کیا اور جس قحط و شدت وغیرہ مین مبتلا ہوے اُسنے کچھ فائدہ نہ دیا
[illegible] مین ایک حسد اور دوسرا تکبر پس تکبر سے تو اپنے کو بڑا سردار سمجھتے اور حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری
[illegible] اور حسد اِس امر پر کرتے کہ اللہ تعالیٰ عزوجل نے ہمارے درمیان مین سے اِنکو برگزیدہ فرماکر نبوت سے ممتاز فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے
[illegible] بیان فرمایا کہ انھین دونون باتون سے ملعون ہوا۔ اور اُسی کے اتباع مین جو لوگ علم الٰہی مین اشقیا رہین اُسکے مطیع و منقاد
ہونگے اور تھوڑے لوگ خالص بندے اہل سعادت ہونگے فقال تعالے

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا ۚ قَالَ

اور یاد کرو جب ہم نے کہا ملائکہ کو کہ آدم کو سجدہ کرو پس اُنھون نے سجدہ کیا لیکن ابلیس وہ بولا کہ کیا مین سجدہ کرون ایسے کو جسے تو نے پیدا کیا مٹی سے کہنے لگا

اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ ۫ لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗٓ اِلَّا قَلِيْلًا

بتلا دیکھ تو یہ جسکو تو نے مجھے بڑھایا اگر تو مجھکو ڈھیل دے قیامت کے دن تک تو اُسکی اولاد کو ڈھا لُون دے لون مگر تھوڑے سے

قَالَ اذْهَبْ فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ فَاِنَّ جَهَنَّمَ جَزَآؤُكُمْ جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ۞ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ

فرمایا جا پھر جو کوئی تیرے ساتھ ہوا اُنمین سے سو دوزخ ہے تم سب کی سزا پورا بدلا اور گھبرا لے اُنمین جسکو گھبرا سکے

مِنْهُمْ بِصَوْتِكَ وَاَجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ وَرَجِلِكَ وَشَارِكْهُمْ فِى الْاَمْوَالِ وَ

اپنی آواز سے اور پکار لا اُن پر اپنے سوار اور پیادے اور ساجھا کر اون سے مال اور

الْاَوْلَادِ وَعِدْهُمْ ؕ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ۞ اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ ۚ وَكَفٰى بِرَبِّكَ وَكِيْلًا

اولاد مین اور وعدے دے انکو اور نہین انکو شیطان وعدہ دیتا مگر غرور بیشک میرے بندے ہین کہ نہین تجکو اُنکے اوپر قابو اور کافی ہے تیرا رب کارساز

اِسمین بیان ہے کہ ابلیس کو آدم کے ساتھ قدیمی عداوت ہے اور باعث عداوت اِسکا تکبر اور آدم کو خاکی و حقیر نظر سے دیکھنا اور اپنے آپ کو
اچھا سمجھنا اور اپنے خیال و غرور کی وجہ سے شرم و عار کے آگے حکم خالق عزوجل سے انحراف کرنا اور بے ادبی کرنا جناب الٰہی مین۔ یوم القیامۃ
تک زندگی کی خواہش واسطے اولاد آدم کی بربادی کے اور یہ امر حکمت الٰہی مین مقدر ہونا۔ ابلیس کو موت سے تا نفخ صور مہلت ہونا شیطان
کے واسطے تا بدان لوگون پر جنکو اپنے علم ازلی کے موافق مطرود فرمایا ہے اور شیطان کا اضلال بصوت۔ بخیل۔ رجل۔ مشارکت شیطانی
[illegible] اموال و اولاد۔ وعدہ شیطانی غرور کا۔ اہل ایمان پر شیطان کو قدرت نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ بندگان مومنین کے واسطے خود کفیل ہے۔ قال
[illegible] اور بیان کردے جب ہم نے ملائکہ کو حکم دیا یعنی فوراً تعمیل کرلے گا۔ اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
[illegible] کرو آدم کے لیے۔ شیخ سیوطی نے لکھا کہ سجدہ تحیت تھا جھک کر جیسے اگلی امتون مین بھی جائز تھا یعنی یہ سجدہ عبادت نہ تھا کہ اللہ
[illegible] حکم کی فرمانبرداری کرنا اللہ تعالیٰ کی عبادت تھی۔ فَسَجَدُوْٓا پس سب نے سجدہ کیا۔ اِلَّآ اِبْلِيْسَ لیکن ابلیس جو انمین موجود تھا
[illegible] کیا۔ قَالَ ءَاَسْجُدُ لِمَنْ خَلَقْتَ طِيْنًا بولا کہ کیا مین سجدہ کردن ایسے کے لیے جسکو تو نے طین سے
[illegible] کہ مٹی بھیگی ہوئی کیونکہ جسم آدم علیہ السلام کے واسطے مٹی پانی مین تر کرکے چھوڑی گئی تھی یہانتک کہ سیاہ ہوگئی۔ بالجملہ
[illegible] ابلیس طین سے دیکھکر اپنے آپ کو اُس سے اچھا جانتا رہا اور جب اُسی کے واسطے ملائکہ کو جو نور سے مخلوق ہین سجدہ
[illegible] جہالت ظاہر ہوئی اور اُسنے سجدہ سے انکار کیا اور اپنے واسطے فضیلت کا دعوی کیا چنانچہ صحیح دوسری آیت مین

Marfat.com

مذکور ہی قال انا خیر منہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین - یعنی مین اِس سے بہتر ہون تونے مجھے آگ سے
سات مقام پر مذکور ہی سورۂ بقرہ واعراف وحجر وبہ سورہ وکہف وطٰہٰ وصٓ - اور پورا کلام سابق مین گذر
ابن جبیر رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ اللہ تعالی نے ابلیس کو بھیجا تھا وہ ایک مشتی خاک پر سے
سے لایا اِس سے آدم مخلوق ہوئے پس جسکو شیرین سے پیدا کیا وہ سعید ہی اگرچہ وہ کافر کا بیٹا ہو اور جسکو
نبی کی اولاد ہو - مترجم کہتا ہی کہ حدیث سے ثابت ہی کہ اللہ تعالی نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تھا وہ اقسام وانواع
خاک لیگئے یہ تو صحیح ہی اور جو روایت ابن عباس رض کی اگر صحیح ہو تو شاید ایسا ہوا ہو کہ جبرئیل علیہ السلام کے ساتھ
وہ اقسام انسان سے برا جسمانی کیفیت کے آگاہ ہو - ابلیس نے اِسقدر جرأت پر اکتفا نہ کیا اور دوسری جرأت کی قال
بولا کہ مجھے آگاہ فرمادے - هٰذَا الَّذِيْ كَرَّمْتَ عَلَيَّ یہ جسکو تونے مجھپر فضیلت دی ہی - لَئِنْ اَخَّرْتَنِ اگر
اگر تونے مجھے تا خیر دی تا روز قیامت لَاَحْتَنِكَنَّ ذُرِّيَّتَهٗ تو احتناک کرونگا اُسکی ذریت کا یعنی گمراہ کرکے
عرب بولتے ہین کہ اَحْتَنَكَ الْجَرَادُ الزَّرْعَ - یعنی کوٹیڑی نے احتناک کردیا یہ اُسوقت کہتے ہین جب وہ بالکل کھاگئی ہو اور بعض نے کہا
بولتے ہین کہ حَنَكَ الدَّابَّةَ یعنی نکیل دیدی جانور کو باینچے کے جبڑے سے ناتھ لیا تو معنی یہ کہ ذریت کو ہانکونگا جیسے جانور کو ہانکتے ہین
یعنی اُنپر غلبہ کرلونگا اغواء کرکے - اِلَّا قَلِيْلًا سوائے قلیل لوگون کے وہ انبیاء وصدیقین وشہداء وصالحین ہین
کافرون کے ہمیشہ ہر زمانہ مین تھوڑے رہے ہین اِسمین کئی باتین معلوم ہوئین - اول یہ کہ اِسنے یہ آرزو ظاہر کی کہ اگر تو مجھے قیامت تک مہلت
دے تو معلوم ہوا کہ قادر قیوی فقط حق تعالی عزوجل ہی - دوم شیطان تا قیامت باقی ہی - سوم آدم علیہ السلام کو گمراہ کرنے کا دعوی نہ کیا بلکہ
کا کیونکہ آدم علیہ السلام داخل قلیل مذکورین ہین ذریت کا لفظ بیٹا وبیٹی دونون پر بولا جاتا ہی اور بیٹی کی اولاد بھی ذریت ہی حتی کہ اگر کسی نے
وصیت کی کہ میرا مال بعد میرے مرنے کے میری ذریت پر وقف ہی تو اِسکا حکم نکالنے کے لیے ذریت کے معنی ومصداق دیکھنا چاہیے
چہارم احتناک ذریت سے ظاہر ہوا کہ جڑ سے اکھڑ جانے مین جو اولاد آدم کہ کافر مشرک مرے وے آدم علیہ السلام سے منفصل ہوکر
اور اُنکا استیصال ہوگیا کیونکہ آدم علیہ السلام ہمیشہ کے لیے جنت مین ہین اور یہ اولاد ہمیشہ کے لیے جہنم مین ہین
کہ مین احتناک کرونگا اِس سے اُسکی قدرت مراد نہین ہی بلکہ اللہ تعالی نے سوائے اپنے بندون یعنی قلیل کے تمامون پر
تو اِسنے اُسی تسلط کا دعوی کیا بدون شکر کے کیونکہ شیطان کے واسطے کوئی فعل خیر نہین ہی بخلاف اِسکے جو بندے کہ اِن
شیطان سے چھڑایا ہی وے ہر حال مین اللہ تعالی کا شکر ادا کرتے ہین اور اپنی قوت کا دعوی نہین کرتے بلکہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ
الحکیم پڑھا کرتے ہین - اِسی واسطے شیطان نے قلیل پر یہ دعوی نہین کیا اور یہ قلیل وہی ہین جنکو اللہ تعالی نے فرمایا اِنَّ عِبَادِيْ لَيْسَ لَكَ
علیہم سلطان - پس ثابت ہوا کہ حکمت الہیہ بنو آدم مین سابق سے جاری ہی اور جو لوگ داخل قلیل ہین شیطان کا زور
جنپر اُسکو قابو ہی وے کسی آیت ومعجزہ سے انتفاع نہین پاتے ہین - پھر یہان یہ دریافت کیا جاتا ہی کہ شیطان نے
دریافت کی کہ مجھے غلبہ دیدیا جائیگا ہر ایک ذریہ پر سوائے قلیل کے - اِسکا جواب کئی وجہ سے دیا گیا
زمین پر فساد وخونریزی کرینگے - دوم یہ کہ اُسنے آدمی مین عزم نہین پایا اور خواہش جوف خالی مین
وقت قابو مین نہین رہیگا - سوم یہ کہ اُسنے سمجھا تا کہ جسم مرکب از قوت شہوت بہیمیہ وقوت

Marfat.com

...ن قوی اول پر مستولی ہونگے پھر قوت عقلیہ تو آخر پر غالب ہوگی تو اول ہی سے جب عادت راقت ...گرای سکے تو اول ہی قوت عقلیہ کی طرف آخر پر توجہ ہی نہیں ہوگی اور اگر ہو تو بھی وہ مغلوب وخراب ہوگی پس جو نتیجہ اسنے ذکر ...لازم ہو۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ سب توجیہات امام رازی کی تبعیت پر خطیب نے سراج میں بھی ذکر کیے ہیں۔ شیخ ابن کثیر رح ...لکھا کہ قولہ ارایتک یہ ابلیس ملعون کی طرف سے کفر کے ساتھ بے ادبی وجرأت ہے اور رب عزوجل حلم فرماتا ہے۔ قولہ لاحتنکن ذریتہ۔ ...ابن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ یعنی یکن غالب ہوجاؤنگا اسکی ذریت پر۔ مجاہد رح نے کہا یعنی میں گھیر لونگا۔ اور ابن زید ...نے کہا یعنی گمراہ کردونگا اور یہ سب تفسیریں قریب قریب ہیں اور معنی یہ ہیں کہ جسکو تو نے مجھپر شرف دیا ہے اگر تو نے مجھے مہلت دی قیامت ...تک میں اسکی ذریت کو گمراہ کردونگا سوائے قلیل کے۔ قَالَ اذْهَبْ۔ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا کہ تو جا۔ یعنی پورا کر جو تو نے ...خیال میں ٹھان لیا ہے اور جو تو نا مقابل آنے کا نہیں ہے بلکہ بمعنی روان ہو کہ میں نے تجھے مہلت دی اور سورہ حجر میں مذکور ہوچکا کہ ...شیطان کو مہلت قیامت تک نہیں ہے بلکہ نفخ صور تک ہے یعنی اول نفخہ جسمیں تمام مخلوق مرگی شیطان بھی مرجاویگا پھر چالیس برس ...بعد جسکا علم حقیقی اللہ تعالی کو ہے سب مخلوقات واسطے قیام قیامت کے اٹھائے وزندہ کیے جاوینگے۔ بالجملہ جب ...ابلیس نے مہلت چاہی اور وہ منظور ہوئی تو اللہ تعالی نے اسکے واسطے چند باتیں فرمائیں اول تو یہ کہ روان ہو فَمَنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ ...جو کوئی تیرا تابع ہوگا ان اولاد آدم میں سے۔ فَإِنَّ جَهَنَّمَ جَزَاؤُكُمْ تو جہنم تمہاری جزا ہے یعنی تیری اور جو تیری پیروی ...میں سب کا عوض جہنم ہے جَزَاءً مَّوْفُورًا یہ بدلا بھرپور ہے جیسے خبیث وناپاک عمل کروگے انکا پورا بدلا پاؤگے۔ اور ...مترجم کہتا ہے مجاہد رح نے فرمایا کہ جزا وافر ہے۔ قتادہ رح نے کہا کہ تم پر جزا موفر ہے اسمیں سے تمہارے واسطے کچھ کمی نہ ہوگی۔ مترجم ...کہتا ہے اکابر نے جسمیں شیخ ابن العربی رح ہیں جیسا کہ اپنی تفسیر میں تحت قولہ تعالی خالدین فیہا ما دامت السموات والارض الا ...ما شاء ربک لکھا ہے اس آیت سے اشارہ نکالتے ہیں کہ اہل جنت کی طبیعت وجبلت قلبی بہمہ وجوہ موافق جنت ہے اور اہل جہنم کی جبلت ...موافق جہنم ہے حتی کہ وے جنت میں اگر ڈالے جاوین تو مرجاوین جیسے نجاست کے کیڑے کو گلاب میں ڈالنا اسکے لیے موت ہے پس ...ثابت ہوا کہ جہنم ان لوگوں کے واسطے جزا موفور ہے۔ دوسری بات یہ فرمائی کہ وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُمْ اور اُبھار کر ...جسکو تو استطاعت پاوے انمیں سے بِصَوْتِكَ اپنی آواز کے ساتھ۔ مجاہد رح نے کہا کہ گانے ولہو کے ساتھ یعنی شیطان کے وسوسہ ...ڈالنے والوں نے گانا بجانا اور لہو کے مزامیر وغیرہ بنائے اور انکی شہوات میں مشغول ہوکر حق سے منقطع ہوگئے۔ اور ابن عباس رض نے کہا ...صوت اور پکار سے یعنی انکو اللہ تعالی کی معصیت کی جانب بلا کر اور چونکہ شیطان کے واسطے آواز اسطرح ہے کہ لوگ بلاوین لہذا ...ابن عباس رض نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ تعالی کی نافرمانی کی طرف بلاوے وہ شیطانی داعی ہے اور یہی قول قتادہ رح کا ہے اور اسی کو سیخ ...ابو منصور نے اختیار کیا ہے۔ اور مترجم کہتا ہے کہ حدیث میں مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خط مستقیم کھینچا اور اسکے ...دائیں بائیں کئی خطوط نکالے اور آگاہ فرمایا کہ راہ مستقیم راہ حق ہے اور اسکے پہلو میں جو ہیں شیطان کی ہیں ہر راہ پر ایک بلانیوالا ہے ...جو اسکے راہ والے کو پاتا تو وہ اسکو جہنم تک پہونچا دیگا۔ اور دوسری حدیث میں اپنے زمانہ وصحابہ رضی اللہ عنہم وتابعین کے زمانہ ...کو اور قیامت کے دروازوں پر کھڑے ہوئے بلانے والے پیدا ہونگے۔ اور مترجم کہتا ہے کہ مستقیم راہ پر نفس کے واسطے ...کوئی راہ نہیں ہے گھیری ہوئی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حفت الجنۃ بالمکارہ۔ پس نفس اس صاف مستقیم راہ پر مبتلاے



شہوات نہین ہوسکتا اور اسکے پہلو مین جو کج راہین ہین وہ شہوات وخواہش نفسانی سے مملو ہین اور
ہزار دن لاکھون راہین طرح طرح کی خواہشون کے ساتھ ہین پس نفس ان خواہشون کی جانب
و مسرور ہوتا ہوا چلا جاتا ہی یہانتک کہ جہنم مین پہونچ جاتا ہی اور جہنم انھین شہوات سے گھری ہوئی
جیساکہ حدیث مین ہی کہ حفت النار بالشہوات - یعنی جہنم ایسی غضبناک چیز کی طرف کون جانا گوارا
جانب خواہش ولالچ کثرت سے ہوتا ہی اور مترجم کہتا ہی کہ یہان سے ایک نتیجہ یہ بھی معلوم ہوا کہ
ہونگے انکو شیطانی تعلیم سے ایسے ایسے عجائب صنعت وحرفت وعجیب اشیاے نادرہ کی ایجاد معلوم
فریب ہو پھر جو لوگ راہ مستقیم پر ہین وہ اپنے علم سے دریافت کرلیتے ہین کہ ان چیزون کا انجام کیا ہی اور نفس ان
ہین کہ انجام ہیچ اور صرف چند روزہ ہوس مین مبتلا ہوکر آخر کو خواری جہنم ہی برخلاف اُنکے جو بدبخت کافر ہین اور
ہین انھین جب خواہش غلبہ کرتی ہی تو آخر کو یہ سمجھ لیتے ہین کہ انجام کیسا اور سوائے اسی زندگی دنیاوی کے باقی
اُسی طرف مائل ہوکر منہمک ہوجاتے ہین اور آخر جہنم مین جاتے ہین نعوذ باللہ من ذلک - پھر واضح ہو کہ قولہ من
کا مرجع اگر تمام ذریت آدم ہی تو مراد یہ ہی کہ جسپر تجھے استطاعت دیدیجاوے اُن سب مین سے کیونکہ قبل ہر ایک کے
استطاعت وقدرت ہی نہ لیگی - اور اگر منہم کی ضمیر اسی گروہ کی طرف ہی جو سوائے قبل کے اسکے متبعین ہونگے تو ظاہر ہی کہ ان
شیطان کو استطاعت دیدی جاتی ہی پس اسوقت مراد یہ ہی کہ یہ گمراہ لوگ بھی سب ایک ہی ابلیس سے پھندے مین ہین اسکے
بلکہ جسپر تجھے صوت سے استطاعت ملے اُنکو اپنی صوت سے علیحدہ کرلے ہم - وَاجْلِبْ عَلَيْهِمْ بِخَيْلِكَ
وَرَجِلِكَ اپنے خیل ورجل کے ساتھ - جلب آواز کرخت سے پکارنا - اور شیخ ابن کثیر رحمہ نے کہا کہ یعنی جمع کرکے اپنے
پیادون سے کیونکہ رجل جمع راجل بمعنی پیادہ ہی جیسے رکب جمع راکب ہی اور مطلب یہ کہ اُنپر تسلط کرہر طرح سے جسکے تجھے
اور یہ امر تقدیر وحکمت آلہیہ مین سے ہی - معالم وسراج مین ہی کہ ابو الضحی نے ابن عباس سے روایت کی کہ ہر گناہ
سوار ہوکر چلے یا پیادہ چلے وہ شیطانی سوارون وپیادون مین سے ہی علی ہذا جو کوئی معصیت کی طرف دائی ہو وہ داخل
مشتمل ہی کہ حقیقی لشکر مراد ہو اسلئے کہ شیطان کے واسطے شیاطین کا لشکر ہو جسمین سوار وپیادہ ہون - اقول لشکر کا ہونا
دارد ہی کلام اسمین ہی کہ سوار وپیادہ کی صفت کے ساتھ ہین اور اسمین کوئی تردد نہین کہ ایسے ہون - اور حدیث
سمندر پر رکھتا ہی پھر بعوث بھیجتا ہی یعنی لشکرون کو بھیجتا ہی معالم مین لکھا کہ مقاتل نے کہا کہ مراد یہ کہ
سے اُنپر استعانت لے - سراج مین ہی کہ بعض نے کہا کہ یہ ایک ضرب المثل ہی جیسے کوئی شخص کسی کام مین جدوجہد
کرتا ہی تو کہتے ہین کہ جد بالخیل والرجل یعنی سوار وپیادہ سے اسمین کوشش کر - اور معالم مین کہا
رازی رحمہ نے کہا کہ یہی معنی اقرب ہین کہ بطور ضرب المثل ہی اور زمخشری نے کشاف مین کہا کہ یہ کلام
ابلیس کے تسلط کے جو معنون پر رکھتا ہی مثال دی ایک غارت کرنے والے سے جو ایک قوم پر آچڑھا
دی جس سے وے اپنے گھرون سے جدا ہوے اور انمین جنبش دہل چل پڑ گئی اور غارت کی
ہر جا پڑا پس اُسنے سب کو جڑ سے منقطع کردیا - خیل کا اطلاق سواردن پر ہوتا ہی جیسا کہ

اور بھی اُنکی شان پر ہوا جاتا ہے۔ معالم مین ہے کہ مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ ابلیس کے سوار و پیادہ جنون و انسانون مین سے اور اہل تفسیر ابن عباس رضی نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ جو سوار و پیادہ ہو وہ لشکر ابلیس سے ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہان یہ جو لوگ راہ مستقیم پر ہین اُنکو چاہیے کہ ایسے سوار و پیادہ پر نظر موانست نہ رکھین جو دنیا کے واسطے اپنی خواہشون مین مبتلا ہون اور مسئلہ جو بادشاہ کافر ہو اور ساری اُسکی کوشش دنیا کے واسطے ہو اُسکی آرایش لشکر کے دیکھنے کو جانا کیسا ہے تو جواب یہ ہے کہ فتاوے اشباہ الشہادات مین ہے کہ اگر بادشاہ کے جلوس دیکھنے کو راستہ پر آتا ہے پس اگر عبرت حاصل کرنے کے واسطے آیا تو عدالت ساقط نہوگی گواہی کے قابل رہیگا اور اگر جلوس دیکھنے کو آیا تو عدالت ساقط ہوجائیگی پس اُسی کی نظیر اس مسئلہ کا حکم ہے اور گھڑدوڑ وغیرہ کا حکم بھی اسی سے نکلتا ہے۔ قولہ تعالےٰ وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ اور شارک ہو اُنکے ساتھ اموال مین اور اولاد مین۔ اموال مین شارکت تو ابن عباس و مجاہد رح نے کہا کہ جو اموال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی و گناہ مین خرچ کرتے ہین۔ عطاء رح نے کہا کہ وہ سود ہے حسن رح نے کہا کہ وہ جمع کرنا اموال کا حرام و غیر مشروع طور پر اور اسکو حرام مین خرچ کرنا۔ ایسا ہی قتادہ نے کہا اور عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ وہ جانورون مین سے بحیرہ و سائبہ بنانا ہے اور یہ قول ضحاک و قتادہ سے بھی مروی ہے شیخ ابن جریر رح نے کہا کہ اولیٰ یہ ہے کہ یون کہا جاوے کہ یہ آیت کریمہ اِن سب کو شامل ہے کذا فی تفسیر الامام رح۔ بالجملہ مال مین ہر ایسا تصرف جو شرعی وجہ سے مخالف ہو خواہ ظاہر مین یا نیت مین خواہ جو یا صرف کرنا ہو سب شیطانی مشارکت ہے جیسے غصب و جوری و سود وغیرہ یا جانورون کے کان کترنا اور بحیرہ و سائبہ وغیرہ بنانا۔ اور واضح ہو کہ لوگ نیات کے فساد سے شیطانی شرکت مین پڑے ہین اور سب سے زیادہ افسوس کے قابل ہمارے زمانہ مین میت کا کھانا ہوتا ہے لہذا اسکی کچھ تفصیل لکھتا ہون۔ واضح ہو کہ والدین اور دوسری میت کے واسطے دعا و استغفار بہت عمدہ ہے تو پہلی کوشش یہ دل مین کرنی چاہیے کہ اُنکے واسطے استغفار کرین اور جانتک نیک لوگ میسر آوین اُنسے استغفار کی درخواست کرین۔ باقی رہا دو طرح کا ثواب اور بھی پہونچانا ہے ایک یہ کہ قرآن مجید پڑھکر یا پڑھوا کر یا نوافل و اذکار تسبیح وغیرہ کا ثواب پہونچانا تو ہمارے اکثر علماء حنفیہ قائل ہین کہ اسکا ثواب پہونچتا ہے بعضے ہمارے علماء اور دوسرے ائمہ نہین قائل ہین بالجملہ ہمارے نزدیک جہان تک ممکن ہے اسطرح کا ثواب پہونچایا جاوے اور دوم یہ کہ مالی دیکر اللہ تعالیٰ کے واسطے اور ثواب میت کے واسطے تو اسمین سب ہمارے علماء حنفیہ اور باقی ائمہ اہل سنت متفق ہین کہ اسکا ثواب پہونچتا ہے بشرطیکہ مالی صدقہ نہایت اچھا تھا اور میت بیچارے کو جو اعمال سے منقطع ہوچکا ہے یہ ثواب نہایت غنیمت تھا لیکن ظاہر ہے کہ جب صدقہ کرنے والے کو ثواب ہو تو وہ اس ثواب کو میت کو ہبہ کرے تب اُسکو ثواب پہونچے سوائے اسکے کہ میت نے تہائی مال کی وصیت صدقہ کی ہو مگر وارثون کی یہ کیفیت ہے کہ میت کا کھانا اس غرض سے کرتے ہین کہ ہم برادری کو بلا کر کھانا نہ دین تو بدنامی ہوگی تو اس نیت سے کھانا کھلانا بھی نام ہے پھر اگر روپیہ موجود نہین تو سودی روپیہ یتیمون کی جائداد کفول کرکے لیکر اس کام مین اُٹھاتے ہین تو میت کو معلوم وارث کی بدنیتی سے کچھ ثواب نہ ملا لیکن وارث پر علاوہ مشارکت شیطانی کے دوسرا گناہ سودی لینے کا ہوا کیونکہ سود دیکر لینا اگر اضطرار ضرورت کے واسطے ہے جس سے مجبوری و چارہ نہ ہو۔ اور تیسرا گناہ یتیمون کی جائدادمین تصرف کا اور یہ بڑا گناہ عظیم ہے اور بہت سے لوگ اکثر تونگر ہوتے ہین اُنکو یہ کھانا اول تو کھانا نہ چاہیے دوم ثواب صدقہ کا برباد ہوا جبکہ اسنے صدقہ کے طور پر نہ دیا۔ تیسرا گناہ اکثر برادری کے غریبون پر یہ سختی و الدی کہ آئندہ اُنکو بھی شرم و عار لاحق ہوئی غرضکہ جہان تک دیکھتے جاؤ یہ سب مصیبت اسکی پیروی ہے جس سے وارث خود مرتکب گناہ شدید ہوا اور مال برباد ہوا اور میت کو کچھ ثواب نہ پہونچا پس دیکھو کہ شیطان کا

Marfat.com

مطلب کس طرح حاصل ہوا اور اگر وارث خالص نیت سے جسقدر ممکن ہو بغیر اسکے کہ بیمون ہو مال
پر غریبون محتاجون کو چاہیے وہ برادری والے ہونے صدقہ کرنا خواہ نقد جس سے غریب چندہ
دیا جاوے پاکیزہ مال بدون وسوسہ نام ونمود کے خیرات کرنا تو سب کے حق مین بہتر ہوتا۔ بالجملہ
ہوتی ہو اور اسکا کلیہ یہی ہو کہ جو مذکور ہوا کہ خلاف شرع تصرف شیطانی شرکت ہو۔ رہا اولاد مین
کی کہ زنا کرکے اولاد حاصل کرنا خواہ مرد حاصل کرے یا عورت پس شرعی طور پر حلال پاک اولاد
سے جو اُسکی مملوکہ نہ ہو اور اُس سے نکاح کرنا روا ہو اور دوم یہ کہ خریدے ایسی عورت کو جسکی نسبت یہ معلوم
کسی کی لڑکی ہو کیونکہ مثلاً قحط پڑا اور اُسی حالت مین کسی بندو قوم نے یا کسی اور قوم نے جو آنا معلوم ہو اولاد
تو یہ بیع باطل ہو اور وہ عورت اُسکی لونڈی مملوکہ بھی نہوگی بلکہ آزاد ہو اگر بدون نکاح کئے اُس سے وطی کرے اولاد
کے موافق کسی عورت کو خریدا اور بیع صحیح ہوئی اور اُس سے مالک نے وطی کی اور اولاد ہوئی پھر کسی نے اگر دعوی کیا کہ
مین آزاد ہون اور عادل گواہون سے اسنے قاضی کے یہان ثابت کیا یا مثلاً اُسنے دعوی کیا کہ میری جورو ہو تو بعد موت
دلادی جاویگی اور آیندہ یہ شخص جس نے خریدا ہو اُس سے وطی نہین کرسکتا گویا تین طلاق ہوگئین لیکن جو اولاد ہوئی وہ
شرعی قصد کرکے حاصل کی تو وہ حلال ہو پھر آیندہ اُس سے چاہے نکاح کرلے اگر ہوسکتا ہو۔ بالجملہ مشارکت اور اولاد
اولاد زنا ہو۔ یہی قول مجاہد وضحاک کا ہو اور واضح ہو کہ زنا کی اولاد مین باپ کا کچھ حق نہین ہو وہ ماں کو ملیگی۔ اور یہ بات
مغفرت تو عامۂ علماء کے نزدیک زنا کی وجہ سے اُسپر کچھ نہ ہوگا باقی جیسے اعمال کرے ویسا پاوے اور بعض کے قول مین
مین ہوگا۔ مترجم کہتا ہو یہ جنتی ہونے کی طرف راجع ہو اسواسطے کہ اعراف کوئی رہنے کا ٹھکانا والی نہین ہو۔ علی بن ابی طلحہ
ابن عباس سے روایت کی اولاد مین شیطان کی مشارکت وہ ہو جو اُنھون نے سفاہت کے ساتھ بغیر علم کے اور دلیل نبی جیسے
کو زندہ درگور کردیتے یا گلا دباکر مار ڈالتے تھے۔ قتادہ رح نے حسن بصری رح سے روایت کی کہ حسن رح نے فرمایا کہ والدین
نے اُنکے ساتھ اموال واولاد مین مشارکت کرلی اُنھون نے اولاد کو اپنے ساتھ مجوسی بناڈالا یا یہودی یا نصرانی یا اور
اسلام کے دوسرے رنگ سے رنگا یعنی جیسے نصرانی رنگا کرتے ہین۔ ایسا ہی قتادہ کا قول ہو اور ابو صالح
رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ مشارکت شیطانی اولاد مین یہ کہ اولاد کا نام عبد الحارث یا عبد العزی یا عبد الشمس رکھا جیسے
یا رام داس وغیرہ رکھے غرضکہ مخلوق کا بندہ اُسکا نام کیا۔ سراج مین ہو کہ جعفر بن محمد رضی اللہ عنہ سے مروی ہو کہ
مرد کے ذکر سے باندھتا ہو اگر مرد نے اپنی لنگوٹ کے ساتھ وطی کرنے مین بسم اللہ نہ پڑھی تو اُسکی جورو کے پیٹ مین
اُسکی فرج مین انزال کرتا ہو جیسے مرد انزال کرتا ہو۔ روایت ہو کہ ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ میری جورو
مین کہ اُسکی فرج کے اندر شعلہ آتش تھا تو فرمایا کہ یہ جن کے وطی سے ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ مرفوع بھی روایت
نے کہا کہ شیخ امام ابن جریر رح نے کہا کہ اولی یہ ہو کہ یون کہا جاوے کہ ہر بچہ جیکو عورت جنی اور اُسکی ولادت
خواہ اسطرح کہ اُسکا نام وہ رکھا جو اللہ تعالی کے نزدیک مکروہ ہو یا اُسکو ایسے دین مین لایا گیا جو اللہ تعالی
جو اُسکی مان ہو زنا کیا گیا یا اُسکو والدین مین سے کسی نے قتل کیا یا زندہ درگور کیا یا اُسکے سوائے

Marfat.com

اولاد کی وجہ سے کیا مثلاً اُسکی منت ناجائز مانی یا اُس لڑکے مین کیا مثلاً اُسکی چوٹی رکھی تو ابلیس کے ساتھ شرکت مین
اللہ تعالیٰ نے کسی طرح کی شرکت کو مخصوص نہین کیا ہی پس ہر وہ چیز جسمین یا جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی گئی یا اُسمین
شیطان کی اطاعت کی گئی تو یہ شارکت ہی۔ یہ جو شیخ ابن جریر رح نے فرمایا وہ متجہ ہی اور سلف مین سے ہر ایک نے
اولاد میں شرکت کی بعضی شارکت کی تفسیر کردی ہی اور صحیح مسلم مین عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہی کہ مین نے اپنے بندون کو حنیف پیدا کیا پھر آئے اُنکے پاس شیطان پس پھرایا اُنکو اُنکے دین یعنی فطرت
سے اور حرام کیا اُنپر جو مین نے اُنکے واسطے حلال کیا تھا اور صحیحین مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم مین سے کوئی
اپنی بیوی کے پاس آنا چاہے پھر اُسنے پڑھی بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔ یعنی بسم اللہ ای رب ہمارے دور رکھ
ہم سے شیطان کو اور دور رکھ شیطان کو اُس چیز سے جو تو ہم کو نصیب کرے تو اگر ان دونون مین کوئی بچہ مقدر ہوا تو اُسکو کبھی شیطان
سے ضرر نہ پہونچیگا۔ معالم و سراج مین ہی کہ آثار مین آیا ہی کہ ابلیس جب زمین کو نکالا گیا تو عرض کرنے لگا کہ ای رب تو نے مجھے آدم کی
وجہ سے جنت سے نکالا تو مجھے اُسپر مسلط کردے اور اُسکی اولاد پر۔ حکم ہوا کہ تو مسلط ہی بولا کہ مجھے اُسکی استطاعت کہان ہی مگر تیری قوت
سے پس میرے لیے کچھ بڑھا دے فرمایا۔ استفزز من استطعت منہم بصوتک الآیۃ۔ حضرت آدم نے عرض کیا کہ الٰہی مجھپر اور میری اولاد پر ابلیس
کو تسلط دیا گیا اور مجھے کچھ قدرت و قوت نہین مگر تیرے ساتھ۔ حکم ہوا کہ تیری جو اولاد ہوگی مین اُسی کو اُسپر مسلط کرونگا جو اُسکی حفاظت
کریگی۔ عرض کیا کہ کچھ زیادہ فرمادے فرمایا کہ نیکی کا عوض دس گونہ ہی اور بدی اپنے مثل ایک ہی ہی عرض کیا کہ کچھ اور زیادہ فرمادے
حکم دیا کہ توبہ مفروض ہی جب تک جسم مین روح رہے عرض کیا کہ کچھ اور بڑھا دے فرمایا کہ ای بندہ جنھون نے اپنی جان پر اسراف کیا ہو
اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس مت ہو اللہ تعالیٰ سب گناہ بخشتا ہی اور خبر مین روایت ہی کہ ابلیس نے کہا کہ ای رب تو نے اولاد آدم
مین انبیاء اُتارے اور اُنپر کتابین اُتارین تو میرے پاس کون کتاب ہی جسکو پڑھون فرمایا کہ شعر۔ عرض کیا کہ میرے مشاعر کیا ہین فرمایا کہ
وشم۔ عرض کیا کہ میری طرف سے ایلچی کون ہین فرمایا کہ کاہن لوگ تیرے ایلچی ہین۔ عرض کیا کہ میرا طعام کیا ہی فرمایا ہر وہ کھانا جو آدم
کا بیسر نام نہ لیا جاوے عرض کیا کہ میرا پینا کیا ہی فرمایا کہ ہر نشہ کی چیز جو حلال نہ ہو تیرا پانی ہی عرض کیا کہ پھر میرا مسکن کہان ہی فرمایا
حمامات۔ اُسنے عرض کیا کہ میری مجلس کہان ہی فرمایا کہ بازارین تیری مجلس ہین اُسنے عرض کیا کہ میرا جال چاہیے کہ جس سے شکار کرون
فرمایا کہ عورتین تیرے جال ہین اُسنے عرض کیا کہ میرے لیے اذان چاہیے ہی فرمایا کہ مزامیر تیری اذان ہین۔ اور مجسم جو شیطان کو دیا گیا
وَعِدْهُمْ اور آدمیون کو وعدہ دے یعنی بیہودہ و بد انجام وعدے جیسے یہ کہ جنت کچھ نہین اور نہ دوزخ ہی اور کیونکر ہو سکتی ہی اور
کہان ہی اور اہل حق لوگ گویا تمام زمین و آسمان و ماورائے دونون کے سب پر واقف ہین اور ہنوز اُنکو اپنے پیٹ کی آنت نظر نہین آتی
ہر اُسکے دغل و وسوسہ کو خوب مانتے ہین اور اسی قسم سے اُنکو وعدہ دیا کہ تمھارے بت و آلہہ کا سوائے حق عزوجل کے جو کچھ ہین تمھاری
اوپر سے راضی ہین اور سب تمھاری سفارش کرینگے کہ یہ ہمارا ہی اُسکو عذاب نہ ہو بلکہ جنت مین اعلیٰ مقام پر رکھا جاوے حالانکہ وے
اللہ مشرکون سے جو خلاف حکم الٰہی کے شرک کرتے ہین دشمن ہین کیونکہ حق عزوجل کی محبت مین مستغرق ہین پس جو کوئی حق عزوجل
کا دشمن ہی اُسکے بھی دوست ہین اور جو حق تعالیٰ سے غافل ہی اُسکے دشمن ہین۔ اور اسی قسم سے یہ کہ شریف نسب اللہ
کے نزدیک مکرم ہی اور جیسے توبہ مین تاخیر کرنا اور دنیاوی ملتی چیز کو لینا اور آخرت کو اُدھار سمجھنا اور مانند اسکے بیہودہ و باطل وعدے۔

اسواسطے فرمایا وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا یعنی ان کافرون کو نہین وعدہ دیتا
ذہب و باطل جس سے انجام کو ہلاک ہون اور پچھتا دین۔ غرور کے معنی یہ کہ باطل کو ایسی زینت دینا جس
سراج مین لایا کہ غروراً۔ کو نصب ہونے مین کئی وجہ ہین یا تو وہ مصدر محذوف کی صفت ہو یعنی وعداً غروراً
اُنکو وعدہ دیتا ہو تاکہ وعدہ سے غرور مین پڑین۔ یا وہ مفعول بہ ہو علی الاتساع یعنی وعدہ اُنکو نفس غرور دیتا ہو
نے کیونکر یہ چیزین شیطان کے لیے ذکر فرمائین حالانکہ اللہ تعالیٰ فحشاء کا حکم نہین دیتا ہو تو جواب دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ
حکم نہین دیا بلکہ یہ بطور تہدید کے ہو جیسے کہا جاوے کہ تیرا جی چاہے وہ کر یعنی جیسا کریگا ویسا بھریگا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ
جہانتک تجھ سے ہو سکے اُنکے ساتھ کر تو حدیث مین ہو کہ اُسنے کہا کہ قسم ہو تیری عزت کی کہ جبتک اُنکو بہکاؤنگا کہ
پس حق تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم مجھے اپنی عزت کی کہ برابر ہمیشہ اُنکو بخشونگا جب تک مجھ سے توبہ کرین اور پشیمان فرمایا۔ اِنَّ عِبَادِيْ
لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ سُلْطٰنٌ یعنی میرے بندے جنکو مین نے اِس لائق کیا ہو کہ میری جانب منسوب ہونے کی اِن کو
ہو کہ میرے بندے کہلاتے ہین اور تقوی و طہارت کے ساتھ میری بندگی پر قائم ہین تو نہین تجھکو اُنپر کچھ قابو۔ پس تجھے یہ قدرت نہین
کہ تو اُنکو اغوا کرکے ایسے گناہ مین ڈالے کہ وہ بخشا نہ جاوے کیونکہ مین نے اِنکو اپنے اوپر توکل کرنے کی توفیق دیدی ہو۔ وَكَفٰى
بِرَبِّكَ وَكِيْلًا اور تیرا رب کافی ہو اُنکا وکیل یعنی حافظ و ناصر اور شیطان سے بچانے والا۔ ابو ہریرہ رضی سے روایت ہو کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بندۂ مومن اپنے متعلق شیاطین کو اُنکی چوٹی پکڑکر اسطرح مقہور رکھتا ہو جیسے تم مین سے کوئی اپنے اونٹ کو سفر مین
اپنے تابع و مقہور رکھتا ہو۔ رواہ الامام احمد۔ علماے محققین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی معصیت سے بچنا نہین ممکن مگر جب ہی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے
کو اپنی عصمت مین نگاہ رکھے اور اللہ تعالیٰ کی طاعت ادا کرنا نہین ممکن مگر جب ہی کہ اللہ تعالےٰ اپنی رحمت سے توفیق دے۔ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ ف ــــ اہل حق نے کہا کہ جن چیزون سے شیطان کو استطاعت دی گئی کہ مخلوق کو اغوا کرے جب
اسباب جمع ہوتے ہین تو اللہ تعالیٰ اُسکے نتائج کو پیدا کردیتا ہو پس خالق اور قوت والا فقط وہی ہو اور شیطان کو خود کوئی قدرت نہین
جب ہی کہ اللہ تعالیٰ چاہے اور حدیث مین ہو کہ شیطان آدمی مین مانند خون کے روانی کے جاری ہو۔ اور حدیث مین ہو کہ وہ اپنی
کو آدمی کے قلب پر رکھتا ہو لیکن جب بندہ مومن نے اپنے رب عزوجل کو یاد کیا تو وہ پیچھے بھاگ جاتا ہو پھر جب غافل ہوا تو پھر
اللہ تعالیٰ وہی وحدہ لاشریک خالق قادر ہو جل شانہ و عز سلطانہ۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید اور کمال قدرت اور

فرمایا تو بعضے افعال قدرت اور لوگون پر نعمت کا ذکر فرمایا بطور تعالیٰ

رَبُّكُمُ الَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ فِي الْبَحْرِ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ اِنَّهٗ
رب تمہارا وہ ہے جو تمہارے لیے کشتی سمندر مین تاکہ ڈھونڈھو آسکے فضل سے
كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ
بہت مہربان اور جب پہونچا تم کو ضرر سمندر کے بیچ مین تو بھول گئے جسکے
فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ
پھر جب نجات دیکر لایا تم کو خشکی مین تم نے منہ موڑا اور ہو

بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ اَوْ نُرْسِلَ عَلَيْكُمْ حَاصِبًا ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ وَكِيْلًا ۝ اَمْ اَمِنْتُمْ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ

تمکو جنگل کے کنارے یا بھیجدے تم پر اندھی پھر نہ پاؤ اپنا کوئی کام بنانے والا یا لوٹ جاوے ہو کو پھر بھیجدے تمکو

فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ فَيُغْرِقَكُمْ بِمَا كَفَرْتُمْ ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ۝

پھر دوبارہ ایک جھونکا بارکا پھر ڈبادے تمکو بدلہ اُس ناشکری کا پھر نہ پاؤ تمہاری طرف سے ہم پر اُسکا دعوی کرنے والا

اَلَّذِيْ يُزْجِيْ لَكُمُ الْفُلْكَ تمہارا رب وہ ہی جو جاری کرتا ہی تمہارے لیے فلک یعنی کشتی فِي الْبَحْرِ سمندر

مین یعنی تمام احاطہ قدرت تمہارے رب کو ہی اور رب تمہارا جو تم مین متصرف و تمہارے ادنی و اعلی و ہر کام کا مدبر ہی وہ ہی جو تمہارے نفع

کے لیے سمندر مین کشتی کو جاری فرماتا ہی لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ تاکہ تلاش کرو اُسکے فضل سے یعنی نفع تجارت اور طرح طرح کے

فوائد جو تمہارے پاس نہ تھے اور اُنکی تمکو حاجت ہی۔ اِنَّهٗ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا یعنی یہ فعل اسوجہ سے کہ اللہ تعالی ہمیشہ سے ازلا

وابدا تم پر مہربان ہی چنانچہ اسی مہربانی سے تمہاری ضروریات کو مہیا کر دیا اور ہر کام کی سبیل آسان کر دی سراج وغیرہ مین کہا کہ بکم

کے خطاب اس مقام پر عام ہی خواہ مومن ہو یا کافر ہو اور اسکے بعد کا خطاب فقط مشرکون کی طرف ہی۔ اور مترجم کہتا ہی کہ آیت مین

تصریحا ان لوگون کہ جنکے افعال کو اللہ تعالی پیدا فرماتا ہی اور ہر چیز مین جو اثر موجود ہی اُسکی تاثیر قدرت سے ہی اور صرف کشتی کا ذکر

سواسطے فرمایا کہ ادنی سے اعلی تک اسقدر سے واقف ہین اور اس سے زیادہ خواص پانی کے اور اس سے انتفاع عام فہم مین نہین

ہو مگر اسمین ارشاد ہی کہ بحری تجارت مین منفعت ہی۔ پھر فرمایا۔ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ اور جب تمکو اے مشرکو پہونچا ضرر

سمندر مین یعنی ایسی حالت خطرناک ہوئی کہ تم کو جان و مال کے ضرر کا احتمال ہوا تو۔ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ گم ہو گیا تمہاری خاطر

وہ سب جنکو سوائے اللہ تعالی کے پکارتے تھے یعنی پرستش کرتے تھے پس سب کو پکارنا مفقود ہوا۔ اِلَّآ اِيَّاهُ مگر فقط

اللہ تعالے کو پس خلوص سے تم نے ایسے وقت اُسی کو پکارا یہ جانکر کہ اسوقت سوائے اُسکے کوئی نجات دینے والا نہین ہی اور اُسنے

تمہاری فریاد پر رحم کیا۔ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ پس جب اُسنے تم کو نجات دی ڈوبنے و تلف ہونے سے اور آہستہ آہستہ

خشکی مین لایا۔ اَعْرَضْتُمْ تو اب تم نے اخلاص سے منہ موڑا اور مطمئن ہو کر پھر اشراک کرنے لگے اور زعم کیا کہ لات و منات نے

تمکو بچالیا ہی اور کسی نے جبل کی نسبت اعتقاد کیا کہ اُسنے بچایا غرضکہ اپنے اپنے اوہام سے ہر ایک نے جسکا اعتقاد کرتا تھا اُسکی مدد سے

بچنے کا دعوی کیا۔ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا اور یہ نوع انسان بڑی ناشکری ہی نعمتون سے منکر ہو جاتی ہی اس جہت

سے کہ خشکی کے وقت اللہ تعالی کے فضل و رحمت پر تمسک کرتا ہی اور آسانی کے وقت اُس سے منہ موڑ کر دوسرون کا احسان مانتا ہی خلاصہ

یہ کہ سمندر مین سوائے حق عزوجل کے کوئی نہین ویسے ہی خشکی مین بھی وہی ہی۔ چنانچہ عکرمہ بن ابی جہل کے حق مین

ہوا کہ جب فتح مکہ کے روز عکرمہ رضی اللہ عنہ بھاگے اور سمندر مین کشتی پر سوار ہو کر چاہا کہ حبشہ مین چلے جاوین کشتی روانہ ہوئی تھی

کہ دریا کی ہوائے سخت آئی تو جہاز کے مالکون نے اعلان کیا کہ ہوا کی شدت زیادہ ہی کوئی بچنے کی صورت نہین مگر آنکہ خالص

دل سے دعا مانگو اور یہی ہمارے جہاز کا دستور ہی اسطرح نجات ملجاتی ہی پس اس تلاطم مین سب نے بھی کہا کہ اے ہمارے پیدا

کرنے والے ہمارا مالک ہی تو چاہیے تو زندگی دے چاہے مارے ہم امیدوار ہین کہ جہاز کو نجات دے حکم الٰہی سے ہوا موقوف ہوئی

اور تلاطم رہا کچھ عکرمہ مین پہونچا۔ عکرمہ رض نے اپنے دل مین غور کیا کہ اگر سمندر مین اس کے سوائے کوئی اور نفع نہین

پہونچا سکتا ہی تو خشکی مین بھی کوئی اور نافع نہین ہوسکتی پس لے لیگا تو جب پانی کے
کے ہاتھ مین دون کہ تبرے عفو سے مین اُسکو رؤف رحیم پاؤن پس سمندر سے نکل کر
پاس حاضر ہوئے اور اسلام لائے اور اسلام بہت اچھا ہوا کہ وہ
شہید ہوے رضی اللہ تعالی عنہ - اگر وہم ہو کہ آدمی کفور ہو تو نیک بندون کا کیا حال ہی جواب
ولیکن جسکو اللہ تعالی معصوم ومحفوظ رکھے وہ صالح رہتا ہی اور دوسرا جواب ہی کہ
ضرور نہین ہی مثلاً کہتے ہین کہ عورت سے مرد اچھا ہوتا ہی پھر ظاہر ہی کہ بہت سے مرد بدکار فاسق فاجر سے
بہتر ہی - اَفَاَمِنْتُمْ اَنْ يَّخْسِفَ بِكُمْ جَانِبَ الْبَرِّ - یعنی خشکی مین ہم تمکو غرق کرنے پر اللہ تعالی کے
کیا تم کو اطمینان ہی کہ اللہ تعالی مع تمھارے خشکی کا ایک گوشہ خسف کردے یعنی زمین مین دھنسا دے اور
حَاصِبًا یا تم پر حاصب بھیجدے - حاصب پتھرون کا مینہ چنانچہ فرمایا انا ارسلنا علیہم حاصبا الا آل لوط نجیناہم
نہا جیساکہ دوسری آیت مین ہی کہ امطرنا علیہم حجارۃ من طین - پس یہ جہنم کے پتھر تھے جو مٹی سے بنے ہوے تھے پس
غرق سے ڈرے تھے فرمایا کہ خشکی مین اُسکو اختیار ہی کہ زمین کو تم سمیت خسف کردے یا پتھر برساکر ہلاک کردے
لَكُمْ وَكِيْلًا پھر تم نہ پاؤگے اپنے واسطے کوئی کفیل جو تمکو خسف وپتھرون سے بچاوے جیسے سمندر مین نہین پاسکتے تھے
اللہ تعالی مختار ہی چاہے بلا سبب انکو ہلاک کردے لیکن یہ تفہیم لطیف ہی کہ سبب پر یہ لوگ نظر رکھتے تھے اور قدرت وصفات الٰہی تعالی
پر ہنوز ایمان نہین لائے تھے تو جسطرح سمندر مین ڈرے تھے اُسی طرح خشکی مین وہی موقع خوف کا بلکہ اُس سے زیادہ
رجوع لاوین پھر تو اللہ تعالی جل شانہ کے کمال قدرت سے آگاہ ہوجاوینگے - مگر قبل اسکے موافق اُنکی فہم کے سمجھایا بلکہ ایمان فرمایا
اَمْ اَمِنْتُمْ کیا تم بیخوف ہوگئے ہو کہ اَنْ يُّعِيْدَكُمْ فِيْهِ تَارَةً اُخْرٰى تم کو اعادہ کردے سمندر مین دوسری بار
فَيُرْسِلَ عَلَيْكُمْ قَاصِفًا مِّنَ الرِّيْحِ پس اُسوقت تم پر بھیجدے ریح قاصف یعنی عباس رضی نے فرمایا کہ
سمندر کے ریح سخت جو جہازون کو تباہ وغرق کردیتی ہی یعنی عذاب کی ریح قاصف بھیجے - فَيُغْرِقَكُمْ
كَفَرْتُمْ بسبب تمھارے کفر کرنے کے - یعنی چاہے پھر تم کو سمندر مین لوٹاکر وہین اس کفر کی سزا مین جسکے تم
کیا - ثُمَّ لَا تَجِدُوْا لَكُمْ پھر تم نہ پاؤگے اپنے واسطے کوئی عَلَيْنَا بِهٖ تَبِيْعًا ہمپر کہ
تمھارا حامی نہین اور نہ کسی کا کچھ حق ہی کہ ہم سے تمھاری بابت مطالبہ کرسکے - ابن عباس رضی نے فرمایا کہ
نے کہا کہ کوئی نہین جو تمھارا عوض لینے کو تمھارے بعد قائم ہو - قتادہ رح نے کہا کہ کسی بیٹے کو
ہم پر کچھ مطالبہ ہوگا - واضح ہو کہ قرآن مجید مین جہان ریح ہی وہ ہواے عذاب ہی مانند دولہ ریح صرصر - اور جہان
عشرات وریاح نوائح وغیرہ - فاحفظہ - فائدہ واضح ہو کہ اہل ایمان کے بھی باعتبار نفوسی کے
بھی کمال عبودیت الٰہی تعالی کے واسطے کافی نہین تو نہین دیکھتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
پس جو لوگ نیچے مراتب مین ہین وے درحقیقت عبودیت مین ظالم ہین ولیکن کمال رحمت الٰہی
سے بیزار ہو جو ظاہری شرع مین وارد ہی پس عذاب جہنم دائمی یا کفر وغیرہ کا اطلاق اسی جہت

Marfat.com

معرفت تعین ہو جب یہ معلوم ہوا تو جاننا چاہیے کہ قولہ تعالیٰ واذا مسکم الضر فی البحر ضل من تدعون الا ایاہ۔
[illegible] بیان مین ہو کہ عارف کے [illegible] کرامات و ولایت و فراست و مقامات و حالات و مکاشفات و معارف و دعوے
[illegible] مکن جب وہ دریاے انیل وابد مین پڑتا ہی اور سطوات عظمت مین فنا ہونے لگتا ہی تو سب معارف بھول جاتا ہی
[illegible] ہی جب یہ ابن بحر ناپیدا کنار سے عالم تعین کی طرف آتا ہی تو معرفت عود کرتی ہی۔ قولہ فلما نجاکم الی البر
[illegible] کی حالت مین ہوتی معرفت استقامت ہی اور نعمت و بلار کو بکسان دیکھنا۔ ابن عطار رح نے کہا کہ جو کوئی حالت سختی
[illegible] ہو خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے نہین ہی اور جو کوئی سختی کی حالت مین غیر کی طرف ملتجی ہو وہ مدعا
[illegible] ہوگی۔ واضح ہو کہ آداب دعا مین سے ہی کہ آدمی کو چاہیے کہ حالت آسانی مین اپنے رب
[illegible] دعا مین لگا رہے تاکہ سختی کے وقت اُسکی دعا قبول ہو اور یہ نہین چاہیے کہ آسانی کے وقت بے پروا
[illegible] غافل ہو اور سختی کے وقت طول طویل دعائین مانگے

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ

اور بیشک ہم نے بزرگ کیا بنو آدم کو اور اُنکو سوار کیا ہم نے خشکی و تری مین اور رزق دیا ہم نے اُنکو پاکیزہ

الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا ۝

اور فضیلت دی ہم نے اُنکو بہتون پر ان لوگون سے جنکو ہم نے پیدا کیا ہی پوری فضیلت

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيٓ اٰدَمَ یعنی اور ہم نے اپنی عظمت سے بنو آدم کو مکرم کر دیا۔ حافظ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ
[illegible] کہ ہم نے بنی آدم کو تشریف و تکریم دی ہی اس بات مین کہ اُنکو اچھی ہیات پر کمال کے ساتھ پیدا کیا۔ کقولہ تعالیٰ لقد خلقنا
الانسان فی احسن تقویم یعنی ہم نے انسان بہت اچھے تقویم مین پیدا کیا۔ یعنی مستقیم القامت دو پانون پر چلتا ہی اور ہاتھون سے
[illegible] ہی اور دیگر حیوانات چار پانون پر چلتے ہین اور منہ سے کھاتے ہین اور آدمی کے لیے کان آنکھ دل پیدا کیے جنسے اُسکو سمجھ بوجھ
[illegible] ہی اور چیزون مین امتیاز و تفریق کرتا ہی اور نفع دینے والے کو ضرر دینے والے سے امتیاز کرتا ہی اور ہر ایک
[illegible] کرتا ہی۔ سراج مین لکھا کہ یہان یہ بیان نہین فرمایا کہ کس بات مین آدمی کو تکریم دی ہی اور علماء اسکو پہچانتے ہین
لیکن [illegible] مفسرین کی روایات مختلف ہین چنانچہ ابن عباس نے کہا کہ ہر چیز منہ سے کھاتی ہی سوائے آدمی کے کہ وہ اپنے ہاتھون
[illegible] کرتا ہی کہ بندر وغیرہ بھی ہاتھون سے کھاتا ہی ولیکن مجموعی حالت آدمی کے ہاتھون سے کھانے مین بے شبہہ اور
[illegible] ہی اور یہ بھی کہا گیا کہ خلیفہ ہارون رشید کی مجلس مین کھانا آیا ہارون نے چمچہ منگوایا اُسوقت امام ابو یوسف قاضی بیٹھے
[illegible] فرمایا کہ آپ نے کس دلیل سے چمچہ منگوایا ابن عباس نے تفسیر مین کہا ہی کہ قولہ لقد کرمنا بنی آدم یعنی اُنکے انگلیان دین جنسے کھاتے ہین
[illegible] ہارون نے واپس کر دیا اور انگلیون سے کھایا۔ اور ابن عباس سے یہ بھی روایت ہی کہ کرمنا۔ یعنی بعقل۔ اور ضحاک رح
[illegible] بعض نے کہا کہ مخلوقات پر فضیلت فرمائی ہی اور ظاہر ہی کہ مخلوقات مین سے خود بعض پر بعض افضل ہی تو اقسام
[illegible] ہی حیوانون پر نطق سے فضیلت ہی اول نطق سے مراد ادراک و عقل ہی عطار رح
[illegible] ہی تو اس

Marfat.com

قول مین یہ شرط بھی ہی کہ اعتدال قامت مع عقل وحواس کے۔ بعض نے کہا کہ مردون کو اونٹی سے اسطرح فضیلت دی کہ باقی اشیاء اُسکے واسطے مسخر کردین۔ بعض نے کہا کہ انھین مین سے بعض کہا کہ تکریم حُسن صورت سے ہی چنانچہ خلقت انسان مین فرمایا فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ تفسیر کبیر مین تو ایک ہی عضو مین غور کر مثلاً آنکھ کہ اسمین حدقہ تو سیاہ پیدا کیا پھر سپیدی سے اسکو احاطہ کردیا پھر سپیدی کو اِس سیاہی کو سپیدی اجفان سے احاطہ کیا پھر سپیدی اجفان پر سیاہی حاجبین محیط ہی پھر اس سیاہی پر سپیدی سپیدی پر سیاہی سر کے بالون کی محیط ہی اور یہ تو ایک نمونہ بیان ہوا ہی انہی اقول آنکھ کے طبقات کو امام رازی نے اِنمین باریک حکمت عجیب ہی۔ سراج مین لکھا کہ انسان کے اشرف ہونے پر اسطرح بھی استدلال کیا گیا ہی کہ موجد یا تو اللہ ہوگا وہ تو اللہ تعالیٰ جل شانہ ہی یا نہ ازلی ہوگا اور نہ ابدی ہوگا اور یہ عالم دنیا مع جملہ نباتات وحیوانات ومعادن وغیرہ کے ہی یا تو ازلی ہوگا نہ ہوگا اور یہ ممتنع الوجود ہی کیونکہ جو ازلی ہو وہ قدیم ہی اور قدیم کا عدم محال ہی اور یا ازلی نہوگا ابدی ہوگا۔ اور یہ انسان وفرشتہ ہی پس اس قسم کو اول سے یعنی خالق عزوجل سے تو کچھ نسبت نہین ہوسکتی ولیکن دوم وسوم سے افضل ہی لیکن اِس قسم مین انسان وفرشتہ دونون داخل ہین تو معلوم ہوا کہ انسان اکثر مخلوقات سے افضل ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ اِس قسم مین جن وشیاطین بھی داخل ہین تو فائدہ تکریم انسان کا ظاہر نہ ہوگا پس حق یہ ہی کہ کرامت انسان ہیات مجموعی ظاہری وباطنی ذات وصفات کے ساتھ ہی اور وہ تکریم بقول نفخت فیہ من روحی۔ سے اور قولہ قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم۔ سے ظاہر ہی۔ اور چونکہ ہیئات مجموعی ہی اسی وجہ سے جنت تکریم کو ذکر نہین فرمایا بلکہ تکریم کو بیان فرمایا کہ ہم نے بنی آدم کو تکریم دی۔ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ اور سوار کیا ہم نے اُنکو خشکی مین یعنی چوپاؤن وغیرہ پر اور سمندر مین کشتیون وغیرہ پر۔ اور اسمین اشارت ہی کہ جو کچھ انسان نے اپنی صنعت سے بنایا وہ بھی پیدائش الٰہی ہی کیونکہ انسان مخلوق ہی اور مخلوق کبھی خالق نہین ہوسکتا تو مخلوق سے جو چیز ظاہر ہو وہ خالق ہی کی مخلوق ہی۔ بالجملہ جاندار چیزین اُنکی سواری مین مسخر کین اور انکو عقلی الہام وحواس کے قانون سے مشرف کرکے جہاز وکشتیان وغیرہ بنوادین کہ تری مین سفر کرتے اور طرح طرح کی چیزین حاصل کرتے ہین۔ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ اور ہم نے اُنکو طیبات سے رزق دیا یعنی لذیذ رزق وحلال روزی دیا اور وہ اسی کہ غذائین یا حیوانیہ ہین یا نباتیہ ہین اور دونون قسمون مین سے انسان الطف واشرف کھاتا ہی وہ بھی اچھی طرح صاف کرکے اندا خوشگوار کرکے اور یہ بات فقط انسان کو حاصل ہی۔ لہذا پیاز وغیرہ جو چیزین کہ بدبودار ہوتی ہین اگرچہ مباح ہون لیکن کہ جاتا جب کہ بو آتی ہو مکروہ ہی اور مولی بھی پیاز کے حکم مین ہی اور ہر وہ چیز جس سے معتدل المزاج سلیم الطبع کو اذیت عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا اور ہم نے انکو تفصیل دی بہتون پر ان ذوی العقول مین سے نفضیلت یعنی ہم نے بہت سے ذوی العقول مخلوق پر انکو پوری فضیلت دی۔ یعنی انسان کو اسکی ذات مین صفات عدل وجامع ہونے مین اور عقل وروح مین جسکے علم سے نتائج سعادت پیدا ہوتے ہین دوسرے معالم وسراج وکبیر وغیرہ مین ہی کہ ظاہر آیت دلیل ہی کہ بنی آدم کی فضیلت بعضون پر ہی کل پر نہین ملائکہ کے سب پر فضیلت ہی اور یہ قول ابن عباس سے روایت کیا جاتا ہی اور اسی کو ابن جریج نے اِسکو روایت کیا ہی۔ کلبی رح نے کہا کہ ملائکہ پر بھی فضیلت سوائے ایک طائفہ کروبیین کے

Marfat.com

بن اور سب ملائکہ پر فضیلت ہی اور اُنپر وارد ہوتا تھا کہ آیت مین کثیر کا ذکر ہی کل کا ذکر نہین ہی تو انھون
نے تمام کل مین آنا ہی اللہ تعالیٰ ہل انبئکم علی من تنزل الشیاطین تا قولہ تعالیٰ واکثرہم کاذبون پس یہان
کثیر سے مراد کل ہین اول عقائد مین یہ ہی کہ مجموع بشر تو مجموع ملائکہ سے افضل ہین اور خاص بشر مانند انبیاء علیہم السلام
خاص ملائکہ سے افضل ہین اور عوام بشر عوام ملائکہ سے افضل ہین - صاحب اصطلاحات صوفیہ نے اشارہ کیا کہ اس نزاع کو
طول کرنا چاہیے کہ اس سے کوئی ضرورت متعلق نہین ہی - امام محی السنہ نے معالم مین اور ابن عادل رح وغیرہم نے یہ اختیار کیا
کہ عوام بشر سے عوام ملائکہ افضل ہین اور خواص ملائکہ سے خواص بشر افضل ہین بقولہ تعالیٰ اولئک ہم خیر البریہ - اور مترجم کہتا ہی
کہ تعمل نہ کرنا مغموم ظاہری وحفظ نفس کے زیادہ سلامت طریقہ کا ہی - شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ اس آیت کریمہ سے استدلال کیا گیا
کہ بنی بشر کو بعض ملائکہ پر فضیلت ہی قال عبد الرزاق اخبرنا معمر عن زید بن اسلم یعنی عبد الرزاق نے معمر رح سے اسنے زید بن اسلم
تابعی سے روایت کی کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اے رب تو نے بنی آدم کو دنیا دی ہی وے اسمین سے کھاتے اور عیش کرتے ہین اور ہم کو تو نے
نہین دیا ہی پس ہم کو آخرت دیدے پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قسم مجھکو اپنے عزت وجلال کی کہ مین صالح اولاد اس شخص کی جسکو مین نے
اپنے ہاتھون پیدا کیا ہی یعنی اپنی صفت خاص سے پیدا کیا ہی ویسا نہین کرونگا جنکو مین نے کہا کہ ہوجا وہ ہوگئے - یعنی آدم کے
مانند مین فرمایا کہ خلقت بیدی پس ایسے آدم کی اولاد صالح مانند ملائکہ کے جو کُن سے پیدا ہوگئے ہین برابر نہ کیجائیگی - ابن کثیر رح نے
کہا کہ یہ حدیث اس وجہ سے مرسل ہوئی یعنی زید بن اسلم تابعی ثقہ ہین - مترجم کہتا ہی کہ ثقہ کا ارسال ہمارے نزدیک حجت ہی
خلاصہ اسکے تابعی کا قول ایسے امر مین جسمین اجتہاد کو دخل نہ ہو حکم مین مرفوع حدیث کے ہی اور آگے یہی روایت متصل آتی ہی اگر کہا جاوے
کہ آیت سے فضیلت بشر پر کیونکر استدلال کیا حالانکہ اسمین کثیر پر فضیلت مذکور ہی تو جواب یہ ہی کہ اس حدیث سے جب معلوم ہوا کہ
ملائکہ پر انسان صالح کو فضیلت ہی تو معلوم ہوا کہ آیت مین کثیر بمعنی کل ہی یا ملائکہ منجملہ مفضول کے ہین - اور یہ حدیث اگرچہ خبر واحد ہی
ولیکن خبر واحد سے تفسیر معلوم ہوجانے کے بعد حکم اصل آیت کی طرف منسوب ہوتا ہی یعنی بعد تفسیر کے معلوم ہوا کہ آیت سے یہ بات
ثابت ہوتی ہی قطعی ہوتی اور اسپر اعتقاد جائز ہی - پھر شیخ ابن کثیر رح نے اسکو متصل ذکر کیا کہ قال الحافظ ابو القاسم الطبرانی حدثنا
احمد بن محمد بن مسعدۃ البغدادی حدثنا ابراہیم بن عبد اللہ بن خارجۃ المصیصی حدثنا حجاج بن محمد حدثنا ابو غسان محمد بن مطرف عن صفوان
بن سلیم عن عطاء بن یسار عن عبد اللہ بن عمرو عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر نحوہ - یعنی طبرانی نے اس اسناد مذکور سے عبد اللہ بن عمرو سے
مرفوع روایت کی کہ ملائکہ نے کہا اے رب تو نے بنی آدم کو دنیا دیدی اُسمین کھاتے پیتے اور پہنتے ہین اور ہم لوگ تیری تسبیح کرتے ہین حمد
کے ساتھ اور نہ کھاتے ہین اور نہ پیتے ہین اور نہ لہو مین پڑتے ہین پس جیسے اُنکے واسطے دنیا کردی ہی ہمارے لیے آخرت کردے اللہ
تعالیٰ نے فرمایا کہ صالح اولاد اس شخص کو جسکے حق مین مین نے فرمایا کہ خلقت بیدی مانند نہ کرونگا اُس شخص کی جسکے واسطے مین نے کہا
کن فیکون ہوجا - ابن عساکر نے بطریق محمد بن ایوب الرازی روایت کی کہ حدثنا الحسن بن علی بن خلف الصیدلانی حدثنا سلیمان
بن عبد الرحمن حدثنا عثمان بن احمد بن عبیدہ بن علاق سمعت عروۃ بن رویم اللخمی حدثنی انس بن مالک عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فذکر الحدیث ابن عساکر نے اپنی اسناد مذکور کے ساتھ حضرت انس سے مرفوع روایت کی کہ ملائکہ نے عرض کیا کہ اے رب تو نے
بنی آدم کے لیے ایسا کردیا کہ کھاتا کھاتے اور پانی پیتے اور کپڑے پہنتے ہین اور عورتون سے نکاح کرتے ہین

Marfat.com

اور جانورون پر سوار ہوتے ہین سونے وراحت حاصل کرتے ہین الخ ہمارے لیے آخرت کردے تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ جسکے حق مین مین نے فرمایا کہ خلقت بی
اسکے نہ کرونگا جسکے حق مین مین نے کہا کہ کُن پس پیدا ہوگیا۔ طبرانی نے کہا کہ حدثنا عبدان
عن خالد الخذاء عن بشر بن شقاق عن ابیہ عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ یعنی طبرانی نے بن العشاء
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام چیزون
عرض کیا گیا کہ اور نہ ملائکہ آپ نے فرمایا نہ ملائکہ اور ملائکہ تو بمنزلہ سورج وچاند کے مجبور ہین۔ ہذا حدیث غریب
شعب الایمان والخطیب فی تاریخہ۔ سراج مین ہی کہ ابوہریرہ رض نے مرفوع روایت کی کہ بندہ مومن
زیادہ بزرگ ہی اُن ملائکہ سے جو اُسکے قرب کے ہین رواہ محی السنہ فی المعالم والواحدی فی البسیط۔ اگر کہا جاوے کہ
کرمنا فرمایا تھا اور آخر مین فضلنا فرمایا اِنمین کیا فرق ہی جواب یہ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو دوسرون پر طرح طرح کی فضیلتین
عقل ونطق وخط وصورت خوب وغیرہ پھر بواسطہ عقل کے اُسکو عقائد حقہ واخلاق فاضلہ حاصل کرنے کی توفیق
مترجم کہتا ہی کہ اِس سے لائح ہوتا ہی کہ فضیلت اِنھین افراد کو ہی جنھون نے بواسطہ تکریم اولی کے عقل سے اخلاق فاضلہ
خفہ حاصل کیے تو پھر آدمیون کی فضیلت بہت سی مخلوقات پر اسطرح ہوسکتی ہی کہ آدمیون مین سے دو بشر بفضل اللہ
ہین دے باقیون پر تفضیل دیے گئے ہین دلیکن کسی مفسر نے اِسکو نہین لکھا ہی فافہم۔ فی الحواشی شرح تعالیٰ
نبی آدم الآیہ۔ کرامت الٰہی انسان کے واسطے تمام خلق کے وجود سے سابق ہی کیونکہ یہ اُسکی صفات واضیافہ
ہی یعنی آدمی کو مکرم کرنا اللہ تعالیٰ کا فعل اُسکی صفت سے صادر ہی اور وہ صفت قدیم ہی تو یہ تکریم قدیم ہی
وجود بھی نہ تھا پھر خلق کو اپنی رحمت سے پیدا کیا اور آدم واُسکی اولاد کو اپنی کرامت سے پیدا کیا۔ خلق وفضل کا
رحمت تو واسطے عموم خلق کے ہی اور کرامت واسطے خصوص کے ہی پس تمام خلق کو واسطے آدم واُسکی
واولاد کو اپنے واسطے پیدا کیا اسی واسطے فرمایا واصطنعتک لنفسی۔ آدم کو اپنا خلیفہ بنایا اور اُسکی
بنایا اور ملائکہ وجن اُنکی خدمت مین رکھے اور امر ونہی وخطاب اُنھین کے ساتھ مختص کیا اور کتاب
اور دوزخ وجنت وآسمان وزمین وسورج وچاند وستارے وتمام آیات اُنھین کے واسطے ظاہر فرمائی گئی
مین ہین تو نہین دیکھتا کہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی شرافت مین فرمایا کہ لولاک لما خلقت الکون
نہ کرتا اور آدمیون کے لیے کرامت ظاہر ہی اور وہ اِنکی خلقت کی برابری واعتدال ہی اور
کر اِسمین کان ناک آنکھ زبان پیدا کی اور قامت منتوی دیا اور خوبصورت چال بگرفت
ہین اور آنکھ سے آیات دیکھتے ہین اور یہ میراث ہی فطرت آدم علیہ السلام کی جسمین صنعت
وہ صفت قولہ تعالیٰ خلقت بیدی یعنی اللہ تعالیٰ جسم سے پاک ہی تو طرح
نور صفت سے ہی پس صفات کے انوار نے آدم واُنکے ذریات کو منور کردیا پس
صفات قدس سے منور واُسی خلق پر ہوئے چنانچہ حدیث مین ہی کہ ان اللہ خلق

Marfat.com

روح مقدس کے موافق تخلق ہوتا پس آدم کی خلقت منظر و مظہر صفات قدس ہی اور یہ معنی ہین کہ اللہ تعالی کے واسطے کوئی صورت ہی تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا پس [illegible] یہی یہ حقیقت ہین ہی کہ مظہر صفات قدس کا جامع ہو۔ پھر آدمیون کے لیے کرامت [illegible] روح و نفس و سر باطن ہی اور اس لشکر مین اللہ تعالی کے خزاین ربوبیت ودیعت ہین پس نفس تو اسکے [illegible] اسکے اندوان حد سے تجاوز کرنے کو شیطان سے ارتباط خاص ہی اور شیطان مظہر قہر ہی اور عقل اسکی جنود لطف [illegible] اور قلب اسکے جنود تجلی صفات کے ساتھ ہی اور روح اسکے جنود تجلی ذات کے ساتھ ہی اور رہا سر باطن تو وہ اسکے علوم [illegible] حقائق مین مستغرق ہی پس وہ سب مکرم ہین بکشف صفات انمین سے جنکو دیدار صفات ہی وہ مکرم بدیدار صفات ہین اور جنکو دیدار کشوف ذات ہی وہ کشوف ذات سے مکرم ہین اور مشاہدہ مین مشرف ہین۔ قال المترجم یہ کلام لطیف ہی اور خلیفہ کا خلیفہ ہو کر انسان مین سے نبی آدم کو مکرم و مفضل کیا ہی اور بنو آدم وہ ہین جو آدم کی اولاد مین رہے اور مانند پسر نوح کے انکے [illegible] مین داخل نہ ہوا کہ لیس من اہلک۔ اور شیطان کے استفراز و قطع سے وہ آدم علیہ السلام کی فرزندی سے خارج نہین ہوے اور جانورون مین داخل نہین کیے گئے بحکم قولہ اولئک کالانعام بل ہم اضل۔ تو جو لوگ انسان مین سے اسطرح خارج ہو کر آدمیت سے منقطع ہوے اور جانورون کے نیچے درجہ مین ملحق ہوے انکو بوجہ آدمی نہ رہنے کے یہ تشریف حاصل نہین ہی واللہ تعالی اعلم۔ باب اللہ تعالی نے اپنی کرامت دینے سے یہ کیا کہ عقول کو اپنی آیات پہچنوائین اور نفوس کو اپنی عبودیت سے آگاہ کیا اور قلوب کو اپنی صفات کی معرفت دی اور ارواح کو جلال ذات کا مشاہدہ عطا کیا اور اسرار کو علوم اسرار سے مستفیض فرمایا پس عارفین کو اپنے سمع سے سنا دیا اور اپنی بصر سے دیکھا دیا اور اپنے کلام سے خطاب دیا اور اپنے علم سے قلوب اور اپنے سر سے اسرار دیے اور اپنے انوار صفات سے ارواح عطا فرمائین اور انوار افعال سے عقول دیدین پس اپنے خلق سے انکو مزین و آراستہ کیا اور اپنے [illegible] سے موصوف فرمایا پس ازراہ انصاف کے متصف ہین اور براہ اتحاد کے متحد ہین اور ازراہ عبودیت کے ربوبیت مین [illegible] ہمانند ہے ہمنام اپنے رب عزوجل کے ساتھ ہمیشہ پرواز کرتے ہین پس جو ذکر ہوا اس سے کون کرامت بڑھی ہوئی ہی اے کریم ابن الکریم اور اے آدم ابن آدم اے عارف بقلبی تو جانتا ہی کہ تو کون ہی یہ ناسوت فنا ہو جاتا ہی لاہوت مین اور لاہوت ہی باقی رہجاتا ہی [illegible] لیے اور مخاطبت لاہوت کی لاہوت سے ہو جاتی ہی عارفین تجھے مجالس سرادق مجد الکبریا سے دیکھتے اور عالم بقا مین تجھ سے [illegible] مین اللہ تعالی تیرے وقت کو پاکیزہ رکھے تو کہان سے آیا اور کہان تیرا ٹھکانا ہی تجھ کو نہین پہچانتا ہی۔ پھر حق سبحانہ تعالی [illegible] کے موقع سے علت و سبب کو ساقط کر دیا اس جہت سے کہ آسنے آدم و اولاد کو ادل سے اپنی کرامت سے اور [illegible] سے کرم کیا ہی پھر بیان فرمایا کہ کرامت دیکر ان کو اپنی عزت و جلال کے ساتھ میدان صفات مین بسواری عنایات سوار کیا [illegible] مین بکشتی محبت پار لگایا۔ بقولہ وحملناہم فی البر والبحر۔ میدان نعوت و صفات مین انوار صفات کے ساتھ ان کو [illegible] بیدا کنار ذات مین کشتی محبت پر انوار ذات کے ساتھ روان کیا پس انھون نے میادین صفات کی سیر مین جواہر [illegible] حاصل کیے اور اپنا [illegible] سیر مین صدف جواہر کو شگفتہ پائے۔ انکو میدان عبودیت مین مرکب معرفت پر [illegible] مین بحر [illegible] کے لہذا مرکب محبت پر سوار فرمایا اور میدان مجاہدات مین مرکب شریعت پر

Marfat.com

سوار کرکے منازل طے کرائین اور بحر مشاہدات مین مرکب تھپلتے ہوئے لیکر چلے
مائدہ علوم غیبیہ سے حصہ دیا اور اُنکی ارواح کو فیض وصلت سے سرفراز کیا اور اُنکے
عقول کو دقائق حکمت کا حصہ ملا اور اُنکے اشباح بھی محروم نہ رہے کہ فیض عنایت مرتفعی کا علم پا
سے نور آفتاب کفایت و ماہتاب عنایت چمکتا ہی اور وہ جسم مظہر و مرکب ہو جاتا ہی پس وہ بھی جان
سے سیراب ہین۔ وقال ورزقناہم من الطیبات۔ پس رزق طیب اس سے بہتر کون خیال کر سکتا
سکتا ہی پھر انکو مخلوقات سے علیحدہ کرکے حلہ مغفرت پہنائے اور اپنا مقرب کرنے کے مکان وصلت مین
مین متعین کر دیا بقولہ وفضلناہم علی کثیر ممن خلقنا الآیہ شیخ ابن عطار نے کہا کہ بنا بنی آدم۔ اس
طاعات کی ہی اور دعا سے پہلے اجابت ہی اور سوال سے پہلے عطا ہی انکی سب حاجات کی کفایت فرمائی تاکہ
ہون جسکے لیے کل ہی اور اُسی کے قبضہ مین کل کی کفایت ہی۔ ذوالنون نے کہا کہ تکریم بحسن آواز ہی۔ جنید نے کہا کہ
کے ساتھ ہی بعض نے کہا کہ تکریم بخلق ہی اور بعض نے کہا کہ خلقت کی درستی و اعتدال کی وجہ سے ہی اور قامت مستوی
کہ اسطرح مکرم کہا کہ اُنکے واسطے جہان وجو کچھ اسمین ہی مسخر کر دیا تاکہ یہ لوگ اُسکی تسخیر مین نہ پڑین اور اپنے رب عزوجل کی عبادت
معروف ہون۔ شیخ جعفر نے کہا کہ بنی آدم کی تکریم بجہت معرفت ہی۔ بعض نے اشارہ مین کہا کہ حملناہم فی البر یعنی نفس امارہ یعنی
پس جسکو اللہ تعالی نے اُسکے نفس پر سوار کیا اُسکو نور تدبیر سے مشرف کیا اور جسکو قلب پر سوار کیا اُسکو نور تائید سے منور کیا پھر جسکو
نور تائید نہین ملا اور صرف نور تدبیر اُسنے پایا ہی تو وہ عنقریب ہلاک ہو جائیگا۔ شیخ واسطی رح نے اشارات مین کہا کہ البر وہ انبیاء
جو ظاہر ہوئے اور البحر وہ حقائق جنکو پوشیدہ فرمایا ہی اور کہا کہ مشاہدہ ابدی مین وقت تقسیم فصل و وصل ہی اور الطیبات البر والبحر
سے ہی۔ شیخ ابو عثمان رح نے کہا کہ رزق طیب وہ رزق حلال ہی اور کہا کہ تفضیل بنی آدم کی تمام خلائق پر واسطے معرفت ہی۔
ابو حفص نے کہا کہ خلائق پر تفضیل اس امر مین ہی کہ آدمیون کو اُنکے عیوب نفس پر مبصر کر دیا۔ جنید رح نے کہا کہ اس معنی مین کہ انکو رزق
عطا کی ہی۔ سیاری رح نے کہا کہ علماء کو جہال پر اسطرح فضیلت دی کہ عالم لوگ اللہ تعالی کی معرفت و اُسکے احکام کا علم رکھتے ہین
اللہ تعالی نے انسان کے واسطے کرامت دنیاوی ظاہر ذکر کر دی تو احوال درجات آخرت بیان فرمائے ارشاد

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۖ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا ۝ وَمَنْ كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا ۝

بیان کرو وہ دن کہ ہم بلاوینگے ہر گروہ کو اُنکے امام کے ساتھ سو جسکو دی گئی کتاب اُسکے داہنے ہاتھ مین
پڑھینگے اپنی کتاب کو اور نہ ظلم کیے جاوینگے ایک تار اور جو رہا اس مین اندھا ہو
آخرت مین اندھا ہی اور سب سے زیادہ گمراہ راہ سے

لیکن ہ اور بیان کرو وہ دن کہ ندعوا کل اناس بامامہم
زجاج وغیرہ نے کہا کہ وہ دن قیامت کا ہی اور اناس بالضم اور کبھی بفتح ہمزہ و کسر سین

سے خواہ نبی ہو یا دین مین مقدم ہو یا کتاب ہو غرضکہ جسکی پیروی پر آدمی
پس نبی اپنی امت کا امام ہی اور خلیفہ اپنی رعیت کا امام ہی اور قرآن تمام
[illegible] کا امام ہی آور نمازی قوم کا امام وہ جسکے پیچھے نمازین اقتدا کرتے ہین - پھر
[illegible] کے امام کی تفسیر مین اقوال ہین بعضے سلف سے منقول ہین اور بعضے بطریق استنباط ماخوذ ہین اور بعضے ظاہری
[illegible] اور ہین پہلے اُن اقوال سے شروع کرتا ہون جو اعتماد کے قابل نہین ہین اور آخر مین جمہور کے نزدیک معتمد قول کہونگا - اول
[illegible] ہین یعنی ہر شخص اپنی ماں کے نام سے پکارا جائیگا اور یہ قول محمد بن کعب القرظی کی طرف منسوب کیا جاتا ہی اور توجیہ
[illegible] ام کی جمع امام نہین آتی پس ایسے شخص کا یہ قول ہوگا جو صناعت ذربان
[illegible] نے کشاف مین کہا کہ بدع التفاسیر مین سے یہان یہ تفسیر ہی کہ امام جمع ام کی ہی اور لوگ قیامت مین اپنی ماؤن کے
[illegible] پکارے جاوینگے نہ باپون کے نام سے اور حکمت اسمین رعایت حق عیسی علیہ السلام و اظہار شرف حسن و حسین رضی اللہ عنہما ہی اور
[illegible] اولاد زنا کی نسبت نہ ہو پھر کہا کہ تفسیر بدعت اور یہ حکمت بدعت اور مین سوچ مین ہون کہ دونون مین سے کون بڑھکر ہی - خلاصہ
[illegible] صحیح ہی اور یہ جو مشہور ہی کہ لوگ اپنی ماؤن کے نام سے پکارے جاوینگے یہ بھی صحیح نہین ہی اسواسطے کہ صحیحین مین ابن عمر رض
[illegible] ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی اولین و آخرین کو قیامت کے روز جمع فرماویگا تو ہر ایک غدر
[illegible] کے واسطے ایک جھنڈا بلند کیا جائیگا اور پکار دیا جائیگا کہ یہ غدرہ فلان بن فلان ہی - اس حدیث مین باپ کا نام مذکور
[illegible] ماں کی طرف اضافت نہین ہی - دوم قول ابو عبیدہ رح جو علماے معانی و حدیث سے ہین کہ مراد امام سے صاحب مذہب ہی یعنی
[illegible] کہ فلان بن فلان عالم کی پیروی کرنے والے کہان ہین اور ایسا ہی قرطبی رح نے نقل کیا کہ بعض نے کہا کہ اپنے مذاہب
[illegible] پکارے جاوینگے دنیا مین جسکی تقلید کرتے تھے پس کہا جائیگا کہ یا حنفی و یا شافعی و یا معتزلی و یا قدری وغیرہ - اور یہ قول بھی بعید ہی
[illegible] بخاری و معالم و سراج و ابن کثیر و کبیر وغیرہ کسی نے اسکو ذکر بھی نہین کیا اور ظاہر ہی کہ مثلاً حنفی و شافعی وغیرہ پچھلے زمانہ مین ظاہر
[illegible] اگلے لوگ اس سے خارج رہے اور علاوہ اسکے یہ تمام اولین و آخرین پر صادق نہین آتا ہی اور یہ بھی ظاہر ہی کہ ابو عبیدہ کے
[illegible] مذہب خارج رہگیا کہ اسکے واسطے کون امام ہی اور جو قرطبی نے نقل کیا اسمین اگر نفس مذہب مراد ہی تو اعمال شر کا ذکر
[illegible] پر صادق نہین ہی علاوہ اسکے مدار اسکا راے پر نہین ہو سکتا بلکہ مرجع نقل ہوگا کیونکہ یہ ایک امر متعین علم الٰہی مین ہی پس
[illegible] کو اسمین دخل نہین ہی - قول سوم ابن عباس سے مروی ہی کہ امام کے ساتھ خواہ امام ہدایت ہو یا امام ضلالت ہو
[illegible] ابن عباس سے مروی ہی کہ اپنے زمانہ کے امام اور اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کے ساتھ بلائے جاوینگے
[illegible] کہ امام یعنی معبود کے ساتھ - اور یہ بھی قول بعید غیر صحیح ہی ششم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہی کہ امام سے
[illegible] امام ہی جس ہر گروہ اپنے زمانہ کے امام کے ساتھ بلایا جائیگا جسکے حکم کی پیروی کرتا اور اسکی معرفت پر باز رہتا تھا - اول
[illegible] ہی کہ جو مرا اور اسنے اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانا تو اسکی موت جاہلیت کی ہی - اس سے معلوم ہوا کہ جاہلیت والے
[illegible] اور یہ اسلئے کہ انمین امامت کا طریقہ نہ تھا - اور تمام لوگ البتہ دو باتون مین منحصر ہین ہر زمانہ مین یا تو تابع
[illegible] منکر ہے تو انکا امام شیطان ہی اور شیطان کے انواع تبعیت جداگانہ ہین جیسے پیغمبر کے اتباع مین ہین -

ہشتم۔ مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ امام اُنکا نبی ہی اور انس رض سے بھی ایسا ہی مروی
اور لاؤ تبعین موسی علیہ السلام کو اور لاؤ تبعین عیسیٰ کو اور لاؤ تبعین محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ایک مرفوع حدیث بھی روایت کیجاتی ہی اور شیخ جلال الدین سیوطی رح نے اسکو ارجح قرار دیا
مین کہا کہ مرفوعاً ابو ہریرہ رض سے مروی ہی کہ قیامت کے روز ندا دیجائیگی کہ ای امت ابراہیم و ای امت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس وہ اہل الحق کھڑے ہوجاوینگے جنھون نے انبیاء علیہم السلام کی اتباع کی ہوگی
مین لینگے پھر کافرون کو آواز دیجائیگی کہ ای اتباع ثمود اور ای اتباع فرعون و ای اتباع فلان و فلان
جو کفر کے سردار و رئیس تھے۔ قول ہشتم ابن زید نے کہا کہ امام ہر امت کی کتاب آسمانی ہی پس یکا یا جلد یکا اہل
اہل انجیل و ای اہل قرآن۔ اقول اس سے اہل الکفر خارج ہین اور شاید کہ وے اپنے زمانہ والی کتاب کے ساتھ ہی
پکارے جاوین۔ قول نہم اور یہی اصح ہی کہ مراد نامۂ اعمال ہین۔ شیخ ابن کثیر رح نے تفسیر مین لکھا کہ آیت مین اخبار ہی
قیامت مین ہر امت سے اُسکے امام کے ساتھ محاسبہ فرماویگا اور علماء نے امام مین اختلاف کیا ہی۔ مجاہد و قتادہ رح نے کہا امام اُنکا
نبی ہی اور یہ مانند قولہ تعالی ولکل امۃ رسول فاذا جاء رسولھم قضی بینھم بالقسط وھم لا یظلمون۔ بعضے سلف نے کہا کہ یہ
حدیث کے واسطے ہی کیونکہ اُنکا امام فقط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور ابن زید رح نے کہا کہ امام وہ کتاب ہی جو اُنکے نبی پر اُنکی شریعت
مقرر ہونے کو اُتری اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا اور ابن ابی نجیح نے مجاہد رح سے روایت کی کہ اُنھون نے بھی فرمایا کہ
امام یعنی اُنکی کتابین۔ اس قول مین احتمال ہی کہ شاید وہ کتاب مراد ہو جو آسمان سے اُنپر شریعت کے واسطے اتری جیسا کہ ابن زید کا صحیح
قول ہی اور شاید کہ نامۂ اعمال مراد ہو جیسا کہ عوفی رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ قولہ باماھم یعنی بکتاب اعمالھم ہین مراد امام بمعنی کتاب
کا نامۂ اعمال ہی اور یہی قول ابو العالیہ و حسن و ضحاک کا ہی اور یہی قول ارجح ہی بدلیل قولہ تعالی وکل شئی احصیناہ فی امام مبین یعنی اُنکے
اعمال مین سے ہر چیز کو ہم نے احصار کر لیا ہی امام مبین مین یعنی نامۂ اعمال مین وقد قال تعالی وکل شئی احصیناہ کتاب۔ وقد اخبر تعالی انہ یاتی
فری کل امۃ جاثیۃ کل امۃ تدعی الی کتابھا الآیۃ۔ اور یہ منافی نہین کہ ہر امت کے واسطے اُسکا نبی بھی شاہد بنا کر لایا جاویگا کیونکہ ہر نبی
ہی کہ ہر امت پر اُسکے اعمال کا ایک شاہد بھی ہو۔ کقولہ تعالی واشرقت الارض بنور ربھا ووضع الکتاب وجی ء بالنبیین والشھداء الآیۃ
وقولہ تعالی فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشھید وجئنا بک علی ھؤلاء شھیدا۔ لیکن مراد یہان امام سے نامہاے اعمال ہین اور اسکا قرینہ
کہ اسمین ایک تردد یہ ہی کہ باماھم مضاف بضمیر جمع ہی اور سب کے واسطے ایک نامۂ اعمال نہ ہوگا پس شاید کہ ہر ایک
ایک نامۂ اعمال ہو اور ضمیر جمع باعتبار کل کے ہی۔ فَمَنْ اُوْتِیَ کِتٰبَهٗ بِیَمِیْنِهٖ پس جس کو داہنے ہاتھ مین
اُسکا نامۂ اعمال اُسکے داہنے ہاتھ مین۔ فَاُولٰٓئِكَ یَقْرَءُوْنَ کِتٰبَهُمْ اسے لوگ پڑھینگے
دراصل مصدر ہی لہذا جمع کی ضرورت نہین ہی۔ مراد یہ کہ وے اپنے نامۂ اعمال مین اعمال صالحہ پائینگے
ہوگا وَلَا یُظْلَمُوْنَ فَتِیْلًا اور نہ ظلم کیے جاوینگے ایک فتیل بھی۔ فتیل معروف ہی
مراد یہ کہ اُنکی حسنات مین ذرہ برابر بھی نقصان نہ دیا جاویگا۔ سراج مین باتباع جلالین کہا
اور صحیح وہ ہی جو شیخ ابن کثیر رح نے لکھا اور شاید کہ جلالین کی بھی مراد ہو پس

Marfat.com

اپنی کتاب پڑھینگے اسلیے کہ اہل شمال یعنی بائین ہاتھ والے بھی پڑھینگے جواب
اہل یمین کے عذاب وقبائح وہلکات عظیمہ اپنے دیکھینگے کہ خوف سے انکی زبان بند ہوگی اور
ایک یا بحملہ اچھے قبیح ہیں تمام کے نبی سے یا نامۂ اعمال سے ہی جیسا کہ جلالین مین اختیار فرمایا ہی اور اول کو شیخ
شیخ ابن کثیر رح نے اخیر فرمایا اور مدارک مین بھی اسکا اشارہ ہی۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اس بارہ مین
ایک حدیث روایت کی فقال حدثنا محمد بن یعمر ومحمد بن عثمان بن کلامہ قالا حدثنا عبید اللہ بن موسی عن اسرائیل
عن ابیہ عن ابی سہرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قول اللہ تعالے یوم ندعو کل اناس بامامہم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ انمین سے ایک لایا جاویگا پس اسکی کتاب اسکے داہنے ہاتھ مین دیجاویگی اور کشادگی دیجاویگی اسکے جسم مین اور روشن
کیا جائیگا اسکا چہرہ اور اسکے سر پر ایک تاج موتیون کا رکھا جائیگا جو چمکیگا پس وہ اپنے اصحاب کی طرف واپس آویگا دے اسکو دور سے دیکھینگے
کہینگے کہ الٰہی اسکو ہمارے پاس بھیجدے اور ہمارے لیے اسمین برکت دے پس وہ انکے پاس آویگا اور انسے کہیگا کہ خوش ہو کہ تم مین سے
ہر شخص کے واسطے مثل اسکے ہی اور رہا کافر تو سیاہ کیا جائیگا اسکا چہرہ اور اسکے جسم مین درازی کر دیجائیگی اور اسکے ساتھی اسکو دیکھینگے پس
کہینگے کہ اللہ تعالی کی پناہ اس سے یا اسکے شر سے الٰہی اسکو ہمارے پاس مت لائیو پس وہ انکے پاس آویگا دے لوگ کہینگے کہ الٰہی اسکو ہم سے
خوار کر دے وہ کہیگا کہ خدا تم پر لعنت کرے تم مین سے ہر شخص کے واسطے ایسا ہی ہی۔ درواہ ابن ابی حاتم وابن حبان وابن مردویہ درواہ
الحاکم وقال حدیث صحیح الاسناد درواہ الترمذی وقال حدیث حسن۔ وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ جو کوئی ہووے اسمین
یعنی ابن عباس ومجاہد وقتادہ وابن زید نے کہا یعنی اس حیات دنیا مین اَعْمٰى اندھا اللہ تعالی کی حجت وآیات وبینات سے یعنی
جس نے اس دنیا مین معرفت الٰہی سے اندھا رہا اور ایمان نہ لایا۔ فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى تو وہ آخرت مین بھی اندھا ہوگا وَاَضَلُّ
سَبِيْلًا اور بڑھکر گمراہ اس سے کہ دنیا مین تھا نعوذ باللہ من ذلک۔ سراج مین لایا کہ جو یہان اندھا ہو یعنی افعال ایسے کرے
جسے اندھا چیزون کے لینے مین نہین جانتا کہ اسنے نافع پائی یا مضرتی لے اسی طرح یہ بھی حرام وحلال وحسن وقبیح مین فرق نہ کرے تو وہ
آخرت مین بھی اندھا ہوگا یعنی وہان بھی اسکا قلب تاریک وبے تمیز ہوگا۔ بلکہ زیادہ گمراہ ہوگا اسواسطے کہ دنیا تو مقام خیرات وترقی اسباب
ہے تاریکی قلبی دور ہوکر روشنی پیدا ہو اور وہان تو کچھ نہین ہی۔ عکرمہ رض سے مروی ہی کہ اہل یمن کے چند لوگ حضرت ابن عباس
رض کے پاس آئے اور انمین سے ایک نے اس آیت کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ اس سے پہلے آیات پڑھو انھون نے پڑھا قولہ تعالی ربکم الذی
یسیر لکم الفلک الی قولہ تفصیلا۔ پس آپ نے فرمایا کہ جن آیتون کو دیکھا ومعائنہ کیا اگر انسے کوئی اندھا ہو اس دنیا مین تو آخرت سے جسکو
نہ دیکھا اور نہ معائنہ کیا ہی زیادہ اندھا ہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ اس صورت مین خلاصہ معنی یہ ہوے کہ اندھے ہونے سے اگلی
آیت مین کونسا اندھا ہونا مراد ہی یعنی جس نے دنیا کی ان نعمتون کو دیکھکر قدرت الٰہی کا اقرار نہ کیا اور ان نعمتون کو بطور نشانیون
انکو نہ دیکھا تو وہ آخرت سے اور زیادہ اندھا ہوگا کیونکہ آخرت کو اسنے معائنہ ہی نہین کیا ہی ولیکن یہ تفسیر بطور فوائد
ہے بلکہ صراج مین لکھا کہ بعض نے آخرت مین اندھے ہونے کو آنکھون کے اندھے پر محمول کیا جیسے قولہ تعالی ونحشرہ
یوم القیامۃ اعمی یعنی دنیا مین جو مشرک کافر مرا اسکو ہم قیامت مین اندھا اٹھا دینگے۔ قال رب لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا قال
کذلک اتتک آیاتنا فنسیتہا یعنی وہ عرض کریگا کہ الٰہی تو نے مجھے اندھا کیون اٹھایا حالانکہ مین آنکھون والا تھا فرمادیگا

کہ یون ہی ہماری آیات تیرے پاس آئی تھین تونے اُنکو بھلا دیا۔ اور فرمایا ہم تجھ کو بھی
کے روز محشور کرینگے اُنکے منھون کے بل اندھے وگونگے وبہرے۔ حدیث صحیح مین ہی
کیا گیا کہ کیسے چلینگے فرمایا کہ جس نے انکو پیرون کے بل چلایا وہ قادر ہو کہ انکو منھ کے بل
ہر صوبر وادنے نیچے کو بچاتے جاوینگے۔ فی العرائس قولہ تعالی یوم یحشرھم اللہ
جو اُسکو اللہ تعالی کی جناب پاک مین براہ احوال وخطاب وقرب ووصال ومعارف کو اشرف تعالیم
مین بلائے جاوینگے اور مشتاقین منازل شوق مین اور عاشقین مقام عشق مین اور خلوتیون مقام
بلائے جاوینگے اول حدیث مین بھی اہل الصلاح کی دعوت اپنے اپنے منازل مین
بلایا جائیگا اور تمام حدیث صحاح مین ہی اور شیخ نے لکھا کہ مریدین اپنے مشائخ کے نام سے اُنکے منازل مین
ابن عطاء رح نے فرمایا کہ ہر مرید اپنی مراد کو پہونچایا جائیگا اور ہر محب اپنے محبوب سے ملایا جائیگا اور جو
جائیگا اور ہر تمنی کو وہ چیز دیدی جائیگی جسکی وہ تمنا کرتا تھا۔ امیر المومنین علی بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ جس نے
اللہ تعالی کو نہ پہچانا وہ آخرت مین بھی نہ پہچانیگا۔ کما قال اللہ تعالی ومن کان فی ھذہ اعمی فھو فی الآخرۃ اعمی۔ ابن جنی نے
ذکر سُنا اور اُسکو نہ دیکھا اصلح کا دیکھنا کہ آیات مین اُسکی صفات کا ظہور دیکھے تو آخرت مین وہ مشاہدہ کشف ذات سے محروم ہوگا
جو شخص دنیا مین معرفت عبودیت سے اندھا رہا تو وہ آخرت مین معرفت ربوبیت سے اندھا ہوگا اور جو شخص دنیا مین تدبیر کی بینائی سے
محروم رہا وہ آخرت مین اللہ تعالی کے نزدیک انکی مراتب کے دیکھنے سے محروم ہوگا کیونکہ اولیاء الہی مدارج عالیہ مین خاص رحمت مین ہونگے
تو غیر شخص اُنکے دیکھنے سے بوجہ خامی نظر کے محروم ہوجائیگا۔ اور شیخ جنید رح نے کہا کہ جو شخص اس دنیا مین مشاہدہ فعل سے اندھا ہو
وہ آخرت مین مشاہدۂ ذات سے اندھا ہوگا۔ مترجم کہتا ہی کہ مقصود یہ ہی کہ دنیا مین اعمال واسباب پر نظر نہ ہو بلکہ اظہار وکرامت فعل
فعل اول سے دیکھے وجانے ورنہ دنیاوی اعمال محض بیکار ہونگے اور یہ بھی شیخ رح نے کہا کہ جو دنیا مین اللہ تعالی کے احسان وفضل
کے دیکھنے سے اندھا ہو وہ آخرت مین دیدار وصال قرب سے اندھا ہوگا۔ جب اللہ تعالی نے آیات متقدمہ مین اعلام نعیم کو شامل
اور اُسکے پیچھے آخرت مین درجات مخلوق کو بیان فرمایا اور اہل سعادت کے احوال کی تشریح فرمائی تو اب اُسکے ساتھ پیچھے ہوئے حال
بیان فرمائے جو مکر وتلبیس شیطان سے شیاطین الانس کی طرف سے فریب وخداع کے پیش آنے ہین تاکہ اُنکے ہوتے ہوئے
وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ وَاِذًا لَّاتَّخَذُوْكَ خَلِيْلًا ۝ وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ لَقَدْ كِدْتَّ تَرْكَنُ
اور تھے قریب کہ تجکو بہکا دین اُس چیز سے جو وحی بھیجی ہمنے تیری طرف تاکہ افترا کرے تو اوپر ہمارے اُسکے غیر اور اُس وقت البتہ بنا لیتے تجکو دوست
اور اگر نہ ہوتا کہ ہمنے تجکو ٹھہرا رکھا تو تو لگ ہی جاتا تھوڑا سا
اِذًا لَّاَذَقْنٰكَ ضِعْفَ الْحَيٰوةِ وَضِعْفَ الْمَمَاتِ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ
تب مقرر چکھاتے ہم تجکو دونا مزہ زندگی مین اور دونا مرنے مین پھر نہ پاتا
اللہ تعالی آگاہ فرماتا ہی کہ وہ اپنے فضل وکرم سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایون

Marfat.com

کیا ہے اور اپنے رسول کا اور ان کا متولی ہے اور ناصر ہے اور اسکو کسی مخلوق کی طرف موکول نہین فرماتا بلکہ خود اسکی ولایت
وَاِنْ كَادُوْا لَيَفْتِنُوْنَكَ ان مخففہ از مشددہ ہے اور لام فارقہ ہے یعنی دنیاوی حیات مین
لوگون نے تیری عصمت کو نہین جانتے اور قریب ہوے تھے کہ تجھے فتنہ مین ڈالین یعنی اسطرح تجھ سے مل بیٹھتے تھے کہ تجھے اپنے
کی طرف مائل کرین معالم و سراج وغیرہ مین ہے کہ اس آیت کے سبب نزول مین اختلاف ہے عطاء رح نے ابن عباس رض سے روایت
کیا ہے کہ آیت ثقیف کے وفد کے حق مین ہے کہ وے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ سے بیعت کرنے
لیکن ہمین اسطرح شرط ہے کہ آپ ہمکو تین باتین عطا کرین آپ نے فرمایا کہ وے کیا ہین کہنے لگے کہ ایک یہ کہ ہم نمازین نہ جھکین یعنی ہمکو اسمین جھکنا
نہ ہوے دوم یہ کہ اپنے بت ہم اپنے ہی ہاتھ سے توڑین کوئی اور نہ توڑے اور سوم یہ کہ آپ ہمکو لات و عزی سے ایک سال منع نہ کرین
کہ ہم اسکی عبادت نہین کرینگے آپ نے فرمایا کہ نماز بے رکوع کا تو یہ حال ہے کہ وہ دین کسی کام کا نہین جسمین نہ رکوع ہو اور نہ سجود ہو اور رہا
بتون کا نہ توڑنا تو اچھا تم کو اختیار ہے کہ اپنے ہاتھون توڑو اور لات و عزی کا ذکر تو مین اسکی بابت تم کو ہرگز اجازت نہین دیتا۔ اور ایک
تیسری بات یہ ہے کہ انھون نے یہ بھی درخواست کی کہ ہماری وادی کو اسی طرح آپ حرم بنادین جیسے کہ حرم ہے کہ اسکے وحش و طیور و شجر حرام
ہین پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے انکار فرمایا تب کہنے لگے کہ یا رسول اللہ ہماری خواہش یہ تھی کہ عرب یہ بات سنین کہ آپ نے
ہمکو ایسی بات عطا کی جو اور کسی کو نہین دی اور اگر آپ کو یہ خوف ہو کہ عرب یہ کہینگے کہ آپ نے ثقیف کو وہ بات عطا کی جو اور کو نہین دی تو آپ
یہ فرمادین کہ مجھے اللہ تعالے نے اسکا حکم دیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے اور باہین موقوف کین پس انھون نے گمان کیا
کہ ہم کو یہ باتین عطا ہونگی پس فریب آمیز خوشامدین و تحریص کرنے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان لوگون کو سخت آواز سے جھڑکا
اور کہا کہ تم پر تونون کی بک بک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو رہے ہے۔ اقول شیخ سیوطی رح نے کہا کہ مروی ہے کہ ثقیف نے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ آپ ہماری وادی کو حرم بنادین اور اسپر الحاح کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ انتہی۔ اور سعید
بن جبیر نے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے کفار قریش نے عداوت کی اور کہا کہ ہم حجر اسود کو خالی نہ چھوڑینگے
جبتک ہمارے بتون کو نہ چھوو ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ مجھپر کیا گناہ ہوگا اگر مین چھوودون اور اللہ تعالی تو جانتا
ہے کہ مین انسے کارہ ہون پس یہ آیت اتری۔ اور روایت ہے کہ قریش نے درخواست کی کہ آیت رحمت کو آیت عذاب کردے اور مانند اسکے
بات کی خواہش کی تاکہ ایمان لاوین پس نازل ہوئی۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ ابوجہل و امیہ بن خلف اور چند لوگ قریش کے حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پاس آئے اور کہا کہ اچھا آپ اگر ہمارے بتون کو مسح کردیجیے اور ہم آپ کے ساتھ آپ کے دین مین داخل ہونگے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم پر اوس کا فراق سخت گذرتا تھا چاہتے تھے کہ مسلمان ہوجاوین پس نرم ہوکر انکو فہمایش کی تو اللہ تعالی نے یہ آیت
نازل کی۔ اور ابن اسحاق نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور جبیر بن نفیر رض سے روایت ہے کہ قریش نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس رسول بھیجے گئے ہین تو کینہ و غلامون کو اپنے پاس سے دور کردو تاکہ ہم آپ کے اصحاب ہون پس حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے کچھ مائل سے ہوے تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی۔ مترجم کہتا ہے کہ ان روایات کے ثبوت مین کلام ہے
شیخ ابن کثیر رح نے ابن اسحاق کی روایت کو مسند نہین کیا اور نہ کوئی ذکر فرمائی اور شاید کہ بعض روایات مین سے کچھ واقع
ہو تو ہو لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ بسا اوقات اسباب نزول کئی ایک جمع ہوجاتے ہین

اور تفسیر مین اسباب نزول کا بیان ایک فائدہ عظیم کے واسطے ہی اور وہ یہ ہی کہ اکثر اوقات حکم آیات [illegible]
تا اور بسا اوقات توجہ سے بھی بوجہ طریقہ نہ معلوم ہونے کے نہین نکلتا لہذا اسباب واقع ہونے پر جب
سمجھ لیا گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آیات کسی سبب کے ساتھ خاص نہین ہین بلکہ مختلف و متعدد اسباب [illegible]
معلوم ہوا کہ اسباب پر نزول مین ایک حکمت خاصہ ہی جس سے علماے امت مجتہد ہوے اور اُنکے بعض [illegible]
پر بیان اِس امر کا بطور کلی اور عام ہی کہ اللہ تعالی نے اپنے فضل سے اپنی رسول علیہ السلام کو معصوم [illegible]
اور تابعین شیطان جو انسان ہین اُنکی شرارت ہر ایک کے ساتھ ہی اور نفوس انسانی بالطبع جنس کی جانب مائل [illegible]
وان کادوا لیفتنونک یعنی وانہم کادوا لیمیلونک الی فتنۃ۔ مشرکین متبعین شیطان نے بوسوسۂ شیطانی ایسا فتنہ اُٹھایا کہ [illegible]
تجھے فتنہ کی جانب مائل کرین عَنِ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ اُس چیز سے جو ہم نے تجھے وحی فرمائی ہی۔ اِس سے [illegible]
کہ شیطان کا فتنہ جو اُسکے متبعین نے اُٹھایا گیا وہ ایسا سخت فتنہ تھا کہ گویا وہ عنقریب پہونچا کہ تجھے حکم وحی سے بجانب فتنہ مائل کرے
لِتَفْتَرِيَ عَلَيْنَا غَيْرَهٗ تاکہ تو ہم پر افترا باندھے غیر وحی کو۔ اور یہ تمام وحی کو شامل ہی حتی کہ نفس توحید کو بھی یعنی [illegible]
وعید وغیرہ۔ پس صورت افترا یہ کہ جو وحی نہین ہی اُسکو وحی کہے یا اُسکے ساتھ مثل وحی کے برباد کرے یا جو وحی ہی اُسمین تغیر کرے حتی کہ غیر
وحی ہو کر وحی مفہوم ہو۔ وَاِذًا اور اُسوقت کہ جب تو اُنکی خواہش کی طرف میل کرے۔ لَّاتَّخَذُوْكَ مزور تجھے بنا لیوین
غایت رغبت سے خَلِيْلًا اپنا ولی دوست اور لوگون سے اظہار کرین کہ اُنکے کفر مین تو اِنسے موافق و اُنکے شرک پر راضی ہی پھر
جو شخص کفار کا خلیل ہو وہ اللہ تعالی کا خلیل نہین ہو سکتا اور حاصل یہ کہ تجھے اللہ تعالی نے اپنے فضل قدیم و رعایت عظیم سے آنکھون والا
کیا کسی طرح اندھا نہین کیا کہ تو نے دیکھکر کبھی اُنکی طرف میل نہین کیا اور کبھی کفر و شرک کی کسی بات کو اچھا نہین سمجھا جس سے تیری فضیلت
تمام مخلوق پر ہی وَلَوْلَآ اَنْ ثَبَّتْنٰكَ اور اگر یہ نہ ہوتا کہ ہم نے اپنی عظمت سے تجھے ثابت قدم رکھا حق پر کیونکہ ہم نے تجھے
رسول معصوم کیا ہی مانند انبیاء معصومین کے لَقَدْ كِدْتَّ قریب ہوتا کہ تو۔ تَرْكَنُ اِلَيْهِمْ جھکتا اُنکی طرف
شَيْـًٔا قَلِيْلًا کچھ تھوڑا سا۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے اِس مرتبہ عالی پر مخلوق کیا تھا کہ اگر تثبیت بھی نہ فرماتا
تو آپ رکون و میل کی جانب قریب ہوتے اور وہ بھی بہت قلیل۔ یہ وصف عظیم ہی اِسی واسطے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا
مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلق عظیم قرآن ہی۔ یعنی وہ جبلت ہی اللہ تعالے کے فضل سے ایسی مخلوق ہوئی تھی کہ
قرآن پر عمل سے حاصل کیا جاتا ہی آپ کی جبلت ہی اُسکے موافق تھی۔ پھر یہان دوسرا فضل عظیم یہ ظاہر فرمایا کہ درصورت
کے تو کافرون کی جانب جھکنا تو نہ ہوتا مگر قریب ہو جاتا وہ بھی بہت قلیل ہوتا بوجہ اِسکے کہ آپ کی قوم نے [illegible]
اللہ تعالی نے اپنی رعایت قدیم سے تثبیت فرمائی کہ آپ اُنکی طرف کچھ جھکنے سے قریب بھی نہین ہوئے [illegible]
ہی کہ حرف تو لا فائدہ دیتا ہی کہ اگر امر اول نہ ہوتا تو امر دوم ہوتا لیکن امر اول کے وجود سے امر دوم نہ ہوا
انتم لکنا مومنین۔ یعنی قیامت مین کفار اپنے سردارون سے کہینگے کہ اگر تم نہ ہوتے تو ہم مومن
یعنی زید نہ ہوتا تو خالد ہلاک ہو جاتا مگر زید تھا تو خالد ہلاک نہ ہوا پس یہان ثابت ہوا کہ [illegible]
وسلم کے نہ ہوتی تو آپ اُنکی جانب جھکنے کے قریب کچھ ہو جاتے لیکن اللہ تعالی کی [illegible]

Marfat.com

[illegible] یہ صریح ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کافرون کی درخواست قبول کرنے کا کبھی قصد بھی نہین
[illegible] وہمی تھی - یہان یہ مسئلہ نکلا کہ آدمی گناہ سے جب ہی بچ جاتا ہی کہ اللہ تعالی اپنے فضل سے اُسکو حق پر ثابت قدم
[illegible] ہر وقت اپنے رب عزوجل سے پانچون وقت نمازمین بھی ہدایت کی درخواست کرے پس ہر نمازمین اہدنا
[illegible] کی دعا سے دو فائدے عظیم ہین اول یہ کہ ایمان وغیرہ تو حاصل ہوا مگر اُسکے موافق ثابت قدم رہنا آخر عمر تک جب ہی
[illegible] کہ اللہ تعالی اپنی ہدایت سے اُسکو ثابت قدم رکھے اور دوم یہ کہ ثابت قدم ہونے سے ہر آدمی کو مراتب اعلی کشف وکرامات
[illegible] بیگی انتہا نہین ہی حاصل ہوتے ہین - اور بعضے لوگون کو گناہون سے زیادہ دنیاوی رزق ملتا ہی اور یہ درحقیقت استدراج وعذاب
[illegible] جسکو وے اچھا سمجھتے ہین جیسے یہان تنبیہ فرمایا بقولہ تعالی وَاِذًا اور اسوقت یعنی جب کہ بالفرض تجھے تثبیت الٰہی نعم حاصل نہوئی
[illegible] مشرکون کی طرف میل کرتا تو لَاَذَقْنٰكَ ہم تجھے چکھاتے ضِعْفَ الْحَيٰوةِ دونی زندگی وَضِعْفَ
[illegible] الْمَمَاتِ اور دونی موت - چنانچہ حدیث مین ہی کہ آخر زمانہ مین جب قیامت کے آثار ظاہر ہوجاوینگے تو ایک قوم ہوگی جو فسق و
[illegible] فجور مین گدھون کی طرح بیباک ہونگے اور اُنکو اسی مین رزق ملیگا - مفسرین نے یہان مضاف مقدر کیا اور کہا کہ تقدیر یہ ہی کہ ضعف
[illegible] عذاب الحیوۃ - یعنی اگر تو ان مشرکون کی طرف جھکنے کے قریب ہوتا اور دل مین قصد کرتا تو ہم تجھے دوچند عذاب حیات اور دوچند
[illegible] عذاب ممات چکھاتے بعض نے کہا کہ ضعف الحیوۃ سے مراد دوچند عذاب آخرت ہی جب کہ دائمی حیات دیجاویگی کیونکہ عذاب دنیا منقطع
[illegible] اور ضعف ممات سے دوچند عذاب قبر مراد ہی ولیکن اول ظاہر ہی اور امام رازی رح نے تفسیر کبیر مین کہا کہ حاصل کلام یہ ہی کہ اگر تو خطرات
[illegible] شیطانی کو اپنے دل مین جگہ دیتا اور اپنے قصد کو اُنکی جانب مائل کرنے مین منعقد کرتا تو تو مستحق ہوتا دوچند عذاب کا حیات دنیاوی مین
[illegible] اور دوچند عذاب کا حیات اُخروی مین اور تیرا عذاب مشرک کے عذاب سے دنیا و آخرت مین دوچند ہوتا - سراج مین لکھا کہ اس
[illegible] کے دوچند ہونے مین سبب یہ ہی کہ انبیاء علیہم السلام پر اللہ تعالی کی نعمتون کے اقسام بہت زیادہ ہین خصوص آنحضرت صلی اللہ
[illegible] علیہ وسلم پر سب سے زیادہ ہین تو پھر اُنسے گناہ کا وقوع بھی بہت زیادہ ہوگا تو اُسپر عذاب کا استحقاق بھی کئی گونہ ہوگا - اور نظیر اسکی
[illegible] ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین یعنی مومنون کی اُن ماؤن کے حق مین جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک بیبیان تھین
[illegible] یانساء النبی لستن کاحد من النساء - یعنی اے نبی کی بی بیو تم اور کسی عورت کے مانند نہین ہو - اور فرمایا - یانساء النبی من یات منکن
[illegible] بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لہا العذاب ضعفین - یعنی اے نبی کی بی بیو جو کوئی تم سے کسی فاحشہ فعل کی مرتکب ہو جسپر ثبوت ہو تو اُسکے لیے
[illegible] ہے یہان سے معلوم ہوا کہ جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ انبیاء علیہم السلام مین بڑا ہی ویسا ہی آپ کی بی بیون کا مرتبہ
[illegible] مین بڑا ہی - ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا نَصِيْرًا یعنی دوچند عذاب کی صورت مین پھر تو کوئی نہ پاتا ہم پر اپنا
[illegible] کوئی موجود یا موہوم نہین ہی جو اللہ تعالی کے عذاب سے تجھے روکے یا تیری اور طرح مدد کرے - ولیکن رحمت الٰہی نے
[illegible] تجھکو ساتھ ثابت قدم رکھا - نیشاپوری نے اپنی تفسیر مین کہا کہ واضح ہو کہ فتنہ سے قرب ہونا اس امر پر دلالت نہین کرتا
[illegible] ہے اور کسی گناہ پر دھمکی دیا جانا اُسکی دلیل نہین کہ اس گناہ کا اقدام ہوا پس اس آیت سے یہ لازم نہین آتا کہ عصمت
[illegible] مترجم کہتا ہی کہ اس آیت سے طعن عصمت نکالنا جیسا کہ بعضے ایسے فرقہ کرتے ہین جو انبیاء علیہم السلام
[illegible] کی نسبت قائل ہین محض جہالت ہی بلکہ برعکس اسکے یہ آیت دلیل عصمت ہی اور ہم نے بیان کردیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

فتنہ سے قریب بھی نہین ہوے اور نیشاپوری رح کی غرض یہ ہی کہ اگر کوئی یہ
کہ وہ گناہ ممکن الوقوع ہو تو جواب یہ ہی کہ وقوع نہین ہو سکتا اور امکان ذاتی سے کچھ ضرر نہین ہی
اقدام در کنار یہان قرب خطرہ بھی نہین تھا کیونکہ اول خطرہ پھر اسپر جم جانا پھر قریب ہونا پھر اقتحام
وقوع کا ذکر ہی نہین ہو سکتا اور خطرہ بھی نہین تھا جیسا کہ اوپر بیان ہوا پس ایت دلیل کمال فضیلت
فی العرائس من اشارات قولہ تعالی ولولا ان ثبتناک الآیہ۔ تثبیت مقامات حقیقت مین سے ایک مقام ہی
علیہ وسلم کے واسطے سب سے اعلی حاصل تھا پس واضح ہو کہ اللہ تعالی نے روح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جب پیدا کیا
سے پہلے پیدا کیا پس اسکو نا پیدا کنار ملک ازل وابد مین دور دیا پس روح نے دیدار صفات سے محروم غیب الغیب کو
مجہول پہچانا جو لطیفات ازلی وقہریات ازلی سے صادر ہوتا ہی اور علم العلم مین جانا کہ راہ قہر و لطف ان دونون کی
ہی اور اصل قدم مین ان دونون مین کچھ فرق نہین دیکھا پس جب آپ نے ہر دو طریق کو قدم سے قدم ملکر پایا
اور سوائے تغائر صفت کے اور طور سے پہچانا پھر محل رسالت مین آکر حقیقت طریقہ وصول الی الحق دونون کے
کو طریق لطف کے واسطے لائق نہ پایا اور نہ اسمین یہ استعداد دیکھی کہ طریق لطف سے انکا ایصال کیا جاوے تو قریب
جنبش سر السر سے بوجہ اسکے علم مجہول جاننے کے یہ ہو کہ کافرون کو اسی طریقہ قہر سے بجانب حق عزوجل دعوت فرماوین کیونکہ
نہین ہین بلکہ اعتبار وصول بحق کا ہی پس اللہ تعالی عزوجل نے علم قدیم کامل سے منع فرمادیا کہ کبھون غیب الغیب کے اسرار کبھون
اشارہ کرین کہ ربوبیت کے پردہ مین جاہلون کی حماقت سے رخنہ ہو اور عبودیت کے احکام مضمحل ہو جاوین بقال تعالی لقد کنت
ترکن الیہم شیئا قلیلا۔ قریب تھا کہ تو اس جانب مائل ہو کہ کافرون کو بطریق مجہول بجانب حق دعوت کرے اور یہ کہنا نفس انسانین کا
سر السر سے ہوتی ہی جو بحر قہریات مین غوطہ زن ہو کر پیرتا ہی اے عارف خوف مت کر اور کہدے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس علم کے
اسکے ساتھ تھے مع اس نفس کے جو لباس قہر ربوبیت ہی اور عارف صادق اس سے خالی نہین ہوتا ہی کیونکہ اسکا سلسلہ جانب حق
کے بسر قہر و بسر لطف دونون ہوتا ہی اور جو شخص اسکی طرف ان دونون راہون سے نہین چلا وہ اسکی معرفت مین کامل نہین ہوا پس
تو بجہت تحرک سلسلہ ان اسرار کے ہی اور اللہ تعالی اپنے جلال عظمت سے اس سلسلہ کا محرک ہو جاتا ہی کہ واسطے تعریف
واسطے امتحان کے پس تعریف تو حق عارف ہی کہ اسکو شناخت دی گئی اور معرفت حق معروف ہی کہ حق عزوجل نے اسکو عطا کیا
اور اللہ تعالی محفوظ رکھے عارفین کو ان اسرار کے پردہ فاش کرنے سے جب کہ اعتبار کے واسطے ہوا ہے شیخ
نے اپنے علم پر خلق کو پیدا کیا اور وہ علم العلم ہی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پیدائش مین سب خلق سے
زیادہ ہی پس آپ کو اپنی جانب دعوت کرنے والا قرار دیا پس آپ کی وجہ سے اور واسطہ سے تمام
با من و اصل ہوتے ہین پس ملک بعلم اور علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم من عزوجل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی وہ بحق عزوجل تھی۔ عمرو بن عثمان کی سے کہا کہ آپ کی
دو چیزون کے ہی اور نہ ادھر سے خارج ہوا ہون نہ ادھر داخل ہوا اور آپ کی
اطلاع تھی اللہ کو پاکیزگی نفس اور کمال علم رب عزوجل ہی پس یہ خلعت حق عزوجل کی

عہ وصفت لطف وصفت قہر تغائر کرتی ہین

ہوتا ہو اور یہی خواص و عوام مین فرق ہو کہ خواص کو خطرہ نفسانی پر وہ خوف ہوتا ہو جو عوام کو معاصی مین
نہین ہوتا ہو۔ ابن عطاء رح نے کہا کہ دیگر انبیاء علیہم السلام کو تو زلت واقع ہو جانے کے بعد عتاب کیا اور
صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل وقوع کے یہ خطاب کیا تاکہ حفظ شرائط محبت بکمال ہو۔ مترجم کہتا ہو کہ یہ کلمات تو سب سنے
اور بموجب منصب کے نزدیک اِن آیات مین کسی طرح کا عتاب نہین ہو بلکہ کمال مدح ہو اور اوپر اشارہ گذرا اور بات یہ ہو کہ سابق
مین بیان فرمایا کہ اِن ربک احاط بالناس۔ رب عزوجل کے قبضہ قدرت مین تمام مخلوق ہو اور یہ بھی بیان فرمایا کہ ظہور قہر یعنے
اغوا شیطان کی جانب استطاعات اپنی قدرت و قوت سے دیدیے۔ اور ہر مخلوق اپنی استعداد کے موافق اُسکے قبضۂ قدرت مین
ہو اِن مین مشرکین جو ایمان لانے والے نہین ہین اُسی راہ پر شیطان کے اتباع مین خوش ہونگے کیونکہ اِنمین وہی استعداد ہو
اور فتنہ شیطان عام ہو اور اِنمین سے اللہ تعالی اپنے بندون کو اُسکی سلطنت سے محفوظ فرماتا ہو حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو خود ہی بے کمال لطف و رحمت کاملہ سے محفوظ کیا ورنہ قریب تھا کہ کچھ میل واقع ہو اور یہی محل امتحان تھا پس معلوم ہوا کہ
میل ہونا تو ممکن نہ تھا بوجہ اِسکے کہ آپ کی پیدائش کو قیاس نہین کیا جا سکتا کیونکہ تمام مخلوقات مین ایک فرد خاص تھے اور یہان
تو اِن حالون مین قرب بھی نہین ہونے دیا پس دلیل کمال فضل کی ہو۔ کما قال تعالے وکان فضل اللہ علیک عظیما۔ تیرے اوپر
قدیم سے اللہ تعالے کا فضل عظیم ہو۔ پھر ذکر فرمایا اللہ تعالی نے بعض وقائع کا جو امتحانی صورت مین واقع ہوے اور اللہ تعالے
نے معصوم فرمایا ہے

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ
اور وہ تھے کہ گھبرا دینے تجھکو اس زمین سے کہ نکال دین تجھکو یہان سے اور تب نہ ٹھہرینگے
خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا ۝ سُنَّةَ مَنْ قَدْ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُّسُلِنَا وَ
پیچھے تیرے مگر تھوڑا دستور پڑا ہوا ہو اُن رسولون کا جو تجھ سے پہلے بھیجے ہم نے اور
لَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا ۝

نہ پاوینگا تو ہمارے دستور مین تفاوت

وان کادوا لیستفزونک من الارض لیخرجوک منها اور البتہ وے لوگ
تھے ہوے کہ تجھے جنبش دین یعنی بسبب عداوت دیکر کے زمین سے تاکہ تجھے اِس زمین سے نکالین۔ ولیکن اِن لوگون سے
متنفر نہ ہوتے پایا۔ بلکہ اللہ تعالی نے اپنے قبضہ تسخیر مین اُنکو مجبور رکھا۔ استفزاز بمعنی ازعاج بھڑکا دینا اور گھبرا دینا۔ اِس آیت
کے قول مین بھی اختلاف ہو لیکن دو قول سے اور پھر دونون مین سے ایک زیادہ ضعیف ہو تو گویا اِسمین ایک ہی قول ہو۔
ابن جبیر سے روایت ہو اور سراج و معالم مین کہا کہ ابن عباس سے مروی ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ کو
ہجرت فرمائی تو یہود نے حسد کیا اور عبد اللہ بن ابی وغیرہ منافقون نے چاہا کہ یہان نہ رہین پس آپ سے کہا کہ انبیاء علیہم السلام کی
اکثر شام مین ہوئی اور وہ زمین مقدس ہو اور وہین ابراہیم علیہ السلام رہتے تھے اگر آپ شام کو چلے جاوین تو ہم آپ پر
ایمان لاکر آپ کی پیروی کرین اور ہم کو یہ ظاہر ہوتا ہو کہ آپ بخوف روم کے وہان نہ جاوینگے پس اگر آپ اللہ تعالی کے

رسول ہین تو اللہ تعالے آپ کو آنسے محفوظ رکھیگا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جلد تیار ہو گئے
لوگ اکٹھا ہوے تاکہ لوگ آپ کو بعزم خروج دیکھین اور ایمان لاوین جب آپ آیا
بیہقی رح نے من طریق الحاکم اسناد کے ساتھ عبد الرحمن بن غنم سے روایت کی کہ بعد نے ایک
آکر کہا کہ ای ابو القاسم اگر آپ سچے نبی ہین تو شام مین جائیے کیونکہ شام نبیون کی
تصدیق کی اور غزوہ تبوک کا جہاد کیا جسمین کچھ ارادہ نہ تھا سوائے شام کے جب آپ تبوک مین
اللہ تعالی نے آپ کو واپسی کا حکم دیا اور فرمایا کہ وہین آپ کی زندگی
کہا کہ اسکی اسناد مین نظر ہی اور اظہر یہ کہ وہ صحیح نہین ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ دونون روایتین
اول یہ کہ سورہ بنو اسرائیل مکیہ ہی اور یہ آیت بنا بر روایت اول کے مدنی اور بنا بر روایت ثانی کے
کے وقت یہود کے ایمان لانے کی اسلام کو اسقدر خواہش نہ تھی۔ سوم یہ کہ بروایت اول
کو لشکر باہر جمع کیا تھا اور یہ محض واہی قول ہی اسکا ذکر کرنا سوائے رد کرنے کے غرض سے
نبوت کے واسطے زمین شام مین ہونا کچھ بھی نہین ہی چنانچہ حضرت ہود مین اور صالح مقام حجر مین اور
مین گذرے بدلیل قولہ وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر۔ تو یہ سب امتین شام مین نہ تھین اور کیونکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے قول کی تصدیق کر سکتے تھے پس یہ کسی یہودی نے وضع کی ہی اور اسپر بڑھکر یہ کہ آپ نے آنکے قول پر مدینہ سے ہجرت کرکے
شام کو چلے جانے کا قصد کرکے عملدرآمد کر دیا اور یہ بات سوائے کسی جاہل کے جو معرفت نبوت سے بہرہ نہیں
اسواسطے کہ ہجرت کرنا پاک مقام مکہ سے نہ ہوا یہانتک کہ اللہ تعالی نے حکم دیا پھر مدینہ کو تعین فرمایا اور وہی آپ کے واسطے دار ہجرت
قرار دیا اور یہی آپ کو وحی سے معلوم اور یہی توریت وغیرہ مین مفصل تھا نہ آنکہ دوسری ہجرت بجانب شام
پھر بھی باوجود امن کے اصحاب سے کچھ نہین کہا گیا۔ وجہ سوم صحیح روایت ابن عباس رض سے اور دیگر ائمہ سلف سے یہ
ہجرت بمدینہ ہی اس روایت کے معارض ہی بالجملہ یہ دونون روایتین نقل کرنا بھی حلال نہین مگر جب کہ اس غرض سے ہو کہ تنبیہ کرے
کہ یہ روایتین واہی بالکل بے اعتبار اور ظاہرا کسی جاہل کی بنائی ہوئی ہین۔ اور صحیح وہ ہی جو معالم و سراج و ابن کثیر وغیرہ سے
کر کے لکھا جاتا ہی کہ مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ مراد زمین سے زمین مکہ ہی اور مشرکین نے قصد کیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو مکہ سے نکال دین مگر اللہ تعالی نے انکو مقہور رکھا یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ ہجرت کرنے کا حکم دیا
**يَلْبَثُونَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا** اور اسوقت جب کہ تجھے اخراج کرین تو نا
اخراج کے بعد مگر زمانہ قلیل۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ اشارہ قریش کے مشورہ اخراج کا ہو کہ ان
نے یہ رائے دی کہ یہان سے نکال باہر کرو اسمین فتنہ فرو ہوگا مگر بعض نے کہا کہ یہ رائے
خبر گیری کرنا آسان ہی۔ اور اہل تفسیر نے کہا کہ معنی یہ ہین کہ اگر انہون نے
جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہان سے ہجرت کی حالانکہ انہون نے
برس گذرا تھا کہ اللہ تعالی نے بدون وعدہ کے آپ کے قلیل اصحاب کو کثیر

[illegible] کفار کو ذلیل کیا گیا اور کفر نابود ہوا اور شکست کھا کر بھاگے اسی واسطے فرمایا۔ سُنَّةَ
اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ یعنی یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے ساتھ جاری کیا وہ طریقہ جو اُن پیغمبروں کا ہے جو
[illegible] کے کافر مشرکین نے نکالا تھا پیغمبر دیکر رسول کو اپنے درمیان سے نکالا تو عذاب مین مبتلا ہوے اور سنت یعنی
[illegible] طریقہ جاری ہے پھر اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین رحمت نہ ہوتے تو کفار قریش بالکل نابود ہو جاتے پس آپکے
[illegible] بچے کہنے کا اللہ تعالیٰ نے یہ کنایہ کیا اسی لیے بہم وانت فیہم یعنی تیرے ہوتے ہوے اُنکے درمیان مین اُنکو اللہ تعالےٰ
[illegible] نہین ہے۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ تعالیٰ واذ لا یلبثون کے یہ معنی کہ بعد تیرے اخراج کرنے کے۔ حالانکہ اُنھون نے
[illegible] کی مہلت نہین پائی تھی کہ آپ نے حکم الٰہی سے ہجرت فرمائی ہے تو جواب یہ کہ ہان ہجرت بحکم الٰہی واقع ہوئی اور اُنھون نے
[illegible] کو اخراج کرنے کی قدرت نہین پائی ولیکن ظاہری سبب حکم خروج کا وہی ہوئے کہ ایمان نہ لائے اور جو ایمان لایا اُسکو مارا پیٹا
[illegible] کو طرح طرح کی ایذا دی اسوجہ سے اُنکی جانب نسبت دی گئی۔ اگر کہا جاوے کہ قولہ سنۃ من قد ارسلنا مین سنت مضاف
[illegible] ہے جس سے مراد انبیاء و رسل ہین تم نے سنت الٰہیہ کیون کہا۔ جواب یہ کہ سنت اصل مین اللہ تعالیٰ کا طریقہ مقرر فرمایا ہوا ہے
[illegible] کہ وہ رسولون کے واسطے ہوا اسواسطے رسولون کی طرف اضافت کی کہ وہی اِس طریقہ پر عامل ہوے یعنی جس طریقہ پر اگلے
[illegible] کافرون کے اخراج کے بعد قوم پر عذاب ہوا وہی یہ طریقہ ہمارا تیرے ساتھ ہوا ہے۔ وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيْلًا
[illegible] طریقہ کے واسطے تحویل نہ پاویگا یعنی کوئی اِسمین تغیر نہین ہو سکتا ہے۔ مترجم کو مناسب معلوم ہوا کہ تنبیہ وفہم معنی عام کے
[illegible] واسطے ایک حکایت بیان کردے۔ ابو النصر سید موسیٰ علیہ الرحمہ نے اپنے والد ماجد حضرت سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ سے
[illegible] حکایت کی کہ آپ فرماتے تھے کہ مین نے پچیس سال تک صحراے عراق مین سفر کیا اور کسی مقام پر مسکن نہین بنایا ہر روز اِس دنیا کے
[illegible] مقامات مین جہان وقت آیا سویا اور جہان جگہ پائی رہا اور حق تعالیٰ عزوجل کے روزی پر شکر کیا اتفاق سے ایک دفعہ ایک
[illegible] صحرا واقع ہوا کہ دو روز تک کچھ میسر نہ آیا اور تیسرے روز رات مین مجھے بیتابی ہوئی آخر مین ایک مکینت پر پہونچا مگر وہان کوئی
[illegible] مخلوق سے اجازت لیکر حلال رزق حاصل کیا جاوے ناگاہ ایک آواز نہایت خوشگوار کہ مین نے کبھی نہین سنی تھی میرے کان
[illegible] اور جسد القادر نے ضرورت اِس رزق مین سے لے لے کہ ہم نے تیرے واسطے حلال کر دیا۔ مین اِس آواز کے شوق مین
[illegible] باہر متوجہ ہوا اور دیکھا تو ناگاہ وہ صحرا ایک نور سے منور ہو گیا کہ اُسکے مثل مین نے نہین دیکھا اور اُسمین سے ایک تمثال عجیب
[illegible] بشکل آدمی ظاہر ہو کر خطاب کیا کہ مین ہون تیرا رب اور تیری سعی اِس راہ مین مقبول ہے واپس جہان کو زیادہ ہلاکت مین
[illegible] ہم نے اِسمین سے تجھے مباح کیا۔ شیخ کہتے ہین کہ مین نے تامل کیا کہ اللہ تعالیٰ نے قران مین فرمایا ہے کہ ولا تجد لسنتنا تحویلا
[illegible] کہ اسکے طریقہ مقررہ کے واسطے تغیر نہین پاویگا اور ظاہر ہے کہ شریعت الٰہی تا قیامت یکسان ہے اسمین جب تغیر نہین ہوگا تو تیرے
[illegible] واسطے اباحت کے کیا معنی ہین پس مین نے ضرور گمان کیا کہ یہ فتنہ شیطان ہے پس مین نے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی اعوذ
[illegible] باللہ من الشیطان الرجیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔ اتنے مین وہ نور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور آواز غمناک آئی
[illegible] اے ابو صالح تو اپنے علم سے بچ گیا ورنہ مین نے بہت سے اِس مقام تک طے کرنے والون کو یہان سے واپس کر دیا ہے
[illegible] اللہ کا شکر کیا اور جواب دیا کہ اے شیطان مجھکو اللہ تعالیٰ تیرے مکر سے بچاوے پھر تو اپنی تلبیس سے باز نہین آیا کہ تونے مجھے

Marfat.com

ضرور کیا کہ مین اسنے علم سے بچا ہون بلکہ اللہ تعالی نے اپنی رحمت سے یہ علم مجھے عطا فرمایا ہی
مجھے بچادیا الحمد للہ رب العالمین - یہان سے ظاہر ہوا کہ شریعت المہیہ مین کسی خاص شخص کے واسطے
فقیری لباس والے جو دعوی کرتے ہین کہ جو شخص درجہ فقر مین کامل ہوا اُس سے نماز روزہ وغیرہ ظاہر
اُسپر فرض نہین رہتے ہین باطل ہی اور جو اعتقاد کرے گمراہ ہی اسی طرح شراب وغیرہ کا اُسکے حق مین
شراب نہین پیتا نہین معلوم کیا چیز ہی اور ہم نے ایک مرتبہ دودھ دیکھا تھا یہ سب گمراہی موضع شیطان
دنیاوی منفعتون کی لالچ سے اُسکے پاس جاتے اور نفع اُٹھا کر دین مین اُسکے معتقد اور گمراہ ہوتے ہین
کو ایک نظر بندی کرنے والا اُنکی نظر مین دودھ دکھلا سکتا ہی پھر دودھ کو چھوڑ کر وہ شراب کیون منگواتا
متعلق ہی اُسمین تحویل نہین ہوسکتی ہی - شیخ مخدوم جہانیان رحمہ اللہ تعالی نے لکھا کہ مین بحکم سیروا فی الارض
کرنے کو جاتے جاتے ساحل طیبار پر اُترا اور شہر مین جاکر مین نے مرد صالح دریافت کیا لوگون نے مجھے ایک
جاکر مین نے دیکھا تو وہ شہر کے قاضی عبد العزیز نامی ہین اُنھون نے شرعی اخلاق سے مجھے مہمان کیا - رات کو مین نے اُنسے
کیا کہ یہان کوئی شخص اہل اللہ مین سے ہی اُنھون نے مجھ سے انکار محض کیا - مین نے کہا کہ کوئی درویش ہین آخر اُنھون نے کہا
ساتھ کہا کہ مرد خدا یہان باہر شہر کے ایک شخص شریعت سے بیباک مدعی ہی اُسکے اِس شہر والے معتقد ہین - مین نے دل مین گمان
قاضی شرع ہونے سے شاید اُسکی بے شرع پابندی سے ناخوش ہین - صبح کو مین نے بعد نماز کے پھر قاضی صاحب سے اُسکا پتہ پوچھا
اُنھون نے بہت کراہت سے بیان کیا کہ اِس جانب شہر کے ہی اور راستہ مین بہت لوگ آتے جاتے ہونگے اگر جانا منظور ہی تو کل
وقت نہین ہی - مین باوجود کراہت قاضی صاحب کے روانہ ہوا راستہ مین تمام تانتا لگا تھا بلا تکلف مین شہر سے باہر لوگون کے پیل
مین چلا گیا یہانتک کہ اِس ٹیلہ پر پہونچا جسپر وہ درویش رہتے تھے دیکھا کہ تمام ٹیلہ آدمیون کی کثرت سے بھرا ہوا ہی اور سب ہی سر
ہوتے ہین مین متحیر ہوا کہ وہ کون ہین کہ فوراً ایک درویش نے آواز دی کہ او فلانے بلدک ہو ادھر آؤ مین قریب گیا اور تعجب
کہ اُنھون نے میرا نام کیونکر جانا - اور گمان کیا کہ کامل بزرگ ہین قاضی صاحب کا خیال اُنکی نسبت بدگمانی ہی جب پاس گیا تو
نے خاطر سے بٹھلایا اور لوگ اپنی اپنی مرادون کے واسطے ہجوم کرتے اور پانون چومتے جاتے تھے اتنے مین اُنھون نے
ایک کوزہ بھر کر پیا اور دوسرا کوزہ مجھے تواضع کیا - مین نے اِسکو دیکھا تو وہ شراب تھی مین نے انکار کیا - تھوڑی دیر مین چلا
دوسرے روز گیا اور اِسی طرح بیٹھا - دوسرے روز اُنھون نے شراب کے بارہ مین اصرار کیا اور کہا کہ تو کچھ بے ہم مست کو اگر
تو یہ ہی مین کچھ حیران ہوا اور متردد ہو کر آخر مین نے یہ مضبوط سمجھا کہ شریعت مین حرام ہی تو ظہور خیر اور نفع اسلام
مین نے انکار کیا وہ بزرگ کسی قدر ناخوش ہوئے پھر مین رخصت ہو کر چلا آیا رات مین سوتا تھا مین نے خواب مین
نفس دیکھا کہ اُسکے شل نظر سے نہین گذرا اور نہ میرے گمان مین آتا تھا مین نے اُسے دیکھا اور اُسکی
اُسکی طرف چلا کہ اُسمین داخل ہون جب دروازہ پر پہونچا تو مین دروازہ پر ہی فقیر دیکھا کہ ہاتھ مین
اور وہی پیالہ بھرا شراب سے اُسکے ہاتھ مین ہی مجھ سے کہا کہ اگر اِسکو پیو تو ابد جانے پاؤگے
کیا تو اُسنے مجھے اجازت نہ دی - یہ خواب دیکھکر مین چلا اور مدت تک تحیر رہا اور طرح طرح کے

[illegible] اضطراب ہوا اور [illegible] ہو گیا پھر اُسی حال مین سویا تو تیسری مرتبہ بھی اُسی طرح عجائب دیکھے پھر خواب
[illegible] کہ اسمین کوئی بھید ہے اور خیال آیا کہ یہ کوئی کامل درویش ہے اور شاید کہ اُسکی ناخوشی سے مجھے ضرر پہونچے
[illegible] کا صبح کو اسکا مان لینا چاہیے اور معاً شراب کے خیال سے مجھے تشویش پیدا ہوئی اور مین نے اُٹھکر تہجد
[illegible] اور بعد نماز کے بہت عاجزی و الحاح کے ساتھ جناب باری تعالیٰ مین گریہ وزاری کی کہ مین اس حال مین
[illegible] اور میرے خیال مین بھی آیا ہے الٰہی تیری ہدایت کا امیدوار ہون اگر تو مجھے ہدایت نہ دے تو میری گمراہی ہے الٰہی
[illegible] اُسی کی ہدایت ہو اس گریہ وزاری مین آنکھ لگ گئی دیکھتا ہون کہ ایک محفل مین لوگ آتے جاتے ہین مین بھی حاضر
[illegible] معلوم ہوا کہ مجلس پاک سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کثرت نور سے آنکھین نہین ٹھہرتی ہین اور اصحاب عظام رضی اللہ عنہم
[illegible] مین بھی پایان مجلس مین حاضر ہوا آپ نے سر مبارک اُٹھایا تو مین نے ادب سے سلام کیا اور عرض کیا کہ میری ماں باپ
[illegible] شراب حرام ہے آپ نے فرمایا کہ تجھے نہین معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے شراب سب پر حرام فرمائی ہے مین نے عرض کیا کہ ایک
[illegible] اصرار کرتا ہے آپ نے فرمایا کہ وہ یہی ہے مین نے دیکھا تو در ایک طرف وہی فقیر کھڑا ہے مین نے عرض کیا کہ حضور وہ یہی ہے آپ نے
[illegible] مبارک پھینک کر مارا وہ گرا اور لوٹ کر سور ہو کر ایک طرف کو بھاگا - پھر مجھ سے فرمایا کہ جا اب تجھکو نہ پاویگا اور جان لے کہ
[illegible] حرام ہے - اٹھنے مین میری آنکھ کھلی تو فجر کا وقت شروع تھا مین نے جلد نماز پڑھی اور میری ساری ہمت اُسطرف تھی کہ مین جاکر
[illegible] فقیر کو دریافت کرون - بعد نماز کے نور آروانہ ہوا ہنوز تڑکا تھا مگر بعضے لوگ اُسطرف سے پھرے آتے تھے اور کہتے تھے کہ افسوس
[illegible] اعمال سے آج شاہ صاحب نہین معلوم کہان چلے گئے - مین زیادہ تیز روانہ ہوا جاکر ٹیلہ پر چڑھا تو حقیقت مین
[illegible] کوئی تھا پھر مین نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اور قاضی عبد العزیز رحمہ اللہ سے وہ قصہ بیان کیا اُنھون نے کہا کہ مین
[illegible] ہی منع کرتا تھا والحمد للہ علی ذلک - جب اللہ تعالیٰ نے توحید و معاد و نبوت اور تقدیر و حفظ الٰہی بیان کر دیا

تو افضل الاعمال نماز کو فرمایا

[illegible] الصَّلٰوةَ لِدُلُوْكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ ۭ اِنَّ قُرْاٰنَ
[illegible] سورج کے ڈھلنے سے رات کی اندھیری تک اور قرآن پڑھنا بیشک قرآن پڑھنا
[illegible] كَانَ مَشْهُوْدًا ۝ وَمِنَ الَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ ۖ عَسٰٓى اَنْ
[illegible] رات [illegible] جاگتا رہ اس مین [illegible] تہجد ہی نماز کر
[illegible] يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا ۝
[illegible] تعریف کے مقام مین

[illegible] کہ نماز کو [illegible] سب ارکان و شرائط ادا کرکے گویا ایسا کر دے کہ خود قائم ہو جاوے اور یہ سب
[illegible] کہ نماز کو یعنی اپنے سب ارکان و شرائط ادا کرکے گویا ایسا کر دے کہ خود قائم ہو جاوے اور یہ سب
[illegible] مین نماز اپنے رب عزوجل کے ساتھ ہے اور ہر غیر سے اپنے منہ موڑتا ہے اور ہر چیز سے فانی
[illegible] ہو جاتا ہے اور تمام چیزین فانی ہو جاتی ہین - اعلیٰ مرتبہ اسکا احسان ہے کہ [illegible] کرے
[illegible] اگر [illegible] ہو تو وہ تجھے دیکھتا ہے - اور آثار مین ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کسی عمل کے ترک کو

Marfat.com

کفر نہین جانتے تھے مگر نماز کے ترک کو یعنی اُسکے ترک سے قریب کفر کے پہنچ جاتا ہی اور حدیث مین ہی کہ بیشک
کفر کے۔ حدیث مین ہی کہ ہمارے و مشرکون کے درمیان فرق نماز ہی۔ بالجملہ امام ابو حنیفہ کے اعتقاد مین
امام شافعی کے نزدیک وہ مرتد واجب القتل ہو جاتا ہی اگر توبہ نکرے۔ پھر اُسکے ارکان و شرائط
ہی کہ ہمارے بعض علماء نے کہا کہ نماز مین نیت اگر شروع مین خلوص و عبادت کے ہو پھر وہ غافل ہو جاوے
مختار رکھا گیا ہی اور شاید کہ یہ حکم فقہ ہی اور شیخ ابراہیم حنبلی نے اپنے رسالہ مین حضرت غوث اعظم سید عبد القادر
سے نقل کیا کہ نیت تمام نماز مین رکن ہی لہذا جہانتک ممکن ہی نیت کے حاضر رکھنے مین کوشش چاہیے۔ پھر
ایک بڑا اشارہ اِس بات کا ہی کہ نماز کی مددگاری دشمنان ظاہری و باطنی پر سب سے زیادہ ہی اسی واسطے حدیث مین
صلی اللہ علیہ وسلم پر جب کوئی امر دشوار ہوتا تو نماز کی طرف مبادرت کرتے تھے۔ لہذا نماز کی مدد سے آدمی شیطان مردود
کے مکائد سے بچتا ہی اور موافق حکم کے چاہیے کہ نماز کو نہایت آراستگی سے ارکان و شرائط کے ساتھ ادا کرے پھر اُسکے واسطے
کا اشارہ فرمایا موافق اسکے جو معراج مین فرض فرمایا تھا بقولہ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ اِلٰى غَسَقِ الَّيْلِ یعنی قائم کرو نماز
وقت دلوک شمس کے وہان سے تاریکی رات تک۔ وَقُرْاٰنَ الْفَجْرِ اور قرآن فجر یعنی نماز صبح۔ اسمین پانچون نمازون
کا وقت آگیا۔ پھر قولہ لدلوک الشمس کے لام مین دو قول ہین ایک یہ کہ لدلوک بمعنی بعد دلوک یعنی بعد ڈھلنے آفتاب کے۔
دوم یہ کہ بمعنی وقت ہی یعنی وقت زوال آفتاب کے کیونکہ نماز ظہر کی زوال آفتاب کے ساتھ واجب ہو جاتی ہی۔ دلوک مصدر ہی
بمعنی ڈھلنا اور آفتاب جب بیچ سے دوپہر سے ڈھلتا ہی تو عرب اسکو دالکہ کہتے ہین اور نیز جب غروب ہوتا ہی تب بھی دالکہ کہتے ہین
ازہری رح نے کہا اسوجہ سے کہ وہ دونون حالتون مین ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک حالت سے دوسری حالت پر زائل ہوتا ہی
اور قاموس مین لکھا کہ دلکت الشمس اسوقت کو کہتے ہین جب آفتاب غروب ہو یا جب زوال پر ڈھل جاوے یا مائل ہو یا بیچ
نصف النہار سے زائل ہو۔ اب اسمین کلام ہی کہ یہان کیا مراد ہی تو سراج وغیرہ مین لکھا کہ تین قول ہین اول یہ کہ مراد زوال
ہی اور یہی قول ابن عباس و ابن عمر و جابر و اکثر تابعین کا ہی اور دلالت کرتا ہی اُسپر قول جبرئیل علیہ السلام
لدلوک الشمس حین زالت فصلی بی الظہر۔ یعنی آیا جبرئیل میرے پاس وقت دلوک آفتاب کے جبکہ ڈھلا بیچ سے
نماز پڑھی۔ قول دوم یہ کہ مراد مغرب ہی یہ قول ابن مسعود رض کا ہی اور واحدی رح نے
نقل کیا اور یہی قول ابراہیم نخعی و ضحاک و سدی رح کا ہی اور اسی کو قراء رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا۔ قول
زوال سے تا غروب ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے نقل کیا کہ قولہ لدلوک الشمس ایک قول
ابن مسعود و مجاہد و ابن زید کا ہی۔ دوم یہ کہ دلوک الشمس زوال آفتاب ہی
ابن عمر رض سے روایت کیا اور روایت زہری کی ایک رح کی تفسیر مین ہی اور یہ قول ابو
و مجاہد رض سے بھی مروی ہی اور یہی قول حسن و ضحاک و ابو جعفر محمد باقر اور قتادہ رح کا
استشہاد مین حدیث جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ پیش کی کہ مین نے سوال
جاہا دعوت کی پس میرے یہان سے کھانے سے فارغ ہوکر زوال آفتاب کے

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے کہ دلوک بمعنی آفتاب۔ مترجم کہتا ہے کہ بالکل ظاہر بات یہ ہے کہ دلوک کے معنی زوال سے غروب
[illegible] مین مذکور ہوا اور صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین رح کے درمیان اسمین اختلاف نہین ہے اور دلیل اسپر یہ ہے کہ سراج مین جو
[illegible] کہ اتانی جبرئیل لدلوک الشمس حین زالت فصلی بی الظہر۔ اور اس سے اُسنے دلوک بمعنی زوال پر استشہاد کیا ہے اسمین
[illegible] یہ حدیث تو صحاح بلکہ صحیح مین ہے اور اسمین استدلال قول ثالث کے واسطے ہے کہ دلوک کا اطلاق زوال سے غروب تک ہے
[illegible] اگر دلوک فقط زوال کے معنی مین ہو تو قولہ حین زالت۔ معنی اول کے تاکید و تفسیر ہوگی اور جب کہ دلوک ممتد تا غروب
[illegible] دلوک کا اول وقت متعین کر دیا یعنی جس دلوک کے وقت جبرئیل آئے وہ وقت زوال کا دلوک تھا اور یہ تاسیس
[illegible] مقرر ہو چکا کہ تاکید پر محمول کرنا جائز نہین جب تک تاسیس پر محمول ہو پس معلوم ہوا کہ حدیث مین بھی اسی معنی مین
[illegible] اور دیکھو کہ اختلاف سلف نہین تو دیکھو کہ ابن مسعود و مجاہد رضی اللہ عنہما سے دونون قول مروی ہین پس مغرب کا جو قول انسے
[illegible] نے موقع کلام مین دلوک کا ایک وقت بیان کیا ہے اور اس سے یہ لازم نہین کہ دلوک کا اسی معنی مین انحصار ہے
[illegible] ابن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہم نے یہان کی مراد شروع سے جو وقت سے ہے وہ بیان فرمائی بالجملہ قول ثالث ماخوذ ہے اور سراج مین
[illegible] اسی معنی پر آیت مین ظہر و عصر و مغرب سب داخل ہو جاوینگے پس ظہر و مغرب تو ظاہر ہے اور رہی عصر تو اسوجہ سے داخل ہے کہ اسکا اول
[illegible] وہ ہے جب اصفرار آفتاب یعنی زردی شروع ہوتی ہے اور قوی دلیل اسی معنی ثالث لینے پر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عشاء کا وقت داخل
[illegible] کے لیے قولہ الی غسق اللیل ٹھہرا دیا یعنی تاریکی شب۔ اور وہ عشاء کا وقت ہے اور غایہ یہان محدود سے خارج نہین ہے۔ مترجم
[illegible] ہے کہ اول وقت عصر کا اصفرار آفتاب سے شروع ہوتا ہے تو اس اصفرار و زردی سے یہان وہ زردی مراد نہین ہے جو غروب کے قریب
[illegible] ہے بلکہ تیزی و چمک جو ظہر مین ہوتی ہے وہ زائل ہو جاوے اور میرے نزدیک عصر داخل ہونے کے واسطے قاموس کا یہ قول کہ زرد
[illegible] جاوے یا مائل ہو کافی ہے اور مائل ہونے سے وہ میلان مراد ہے جو ظہر کے بعد جھکنے کا ہوتا ہے۔ بلکہ جب دلوک وقت زوال سے
[illegible] غروب ہونے تک ہے تو وقت عصر خود اسمین داخل ہے کیونکہ دلوک اصل مین ایک حالت سے دوسرے پر تغیر و تحویل و زوال ہے
[illegible] کہ دلوک مین وقت ظہر و عصر و مغرب کا اسطرح داخل ہوا کہ ایک لفظ مشترک کو اپنے مختلف معانی مین استعمال کیا گیا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ بنا بر
[illegible] علماء شافعیہ کے نزدیک استعمال مشترک کا ایک ہی اطلاق مین مختلف معانی مین اسطرح کہ مختلف معانی [illegible] جائز ہے اور ہمارے نزدیک
[illegible] اور تجھے معلوم ہو گیا کہ وہ لفظ مشترک ہی نہین ہے بلکہ ایک وقت ممتد ہے جسمین الی غسق اللیل تک چارون وقت ظہر و عصر و مغرب و عشاء داخل
[illegible] قرآن الفجر سے پانچون نماز بھی شامل ہے پس آیت مین پانچون نماز کا بیان آگیا۔ جیسا کہ سنت متواترہ سے برابر علی الدوام قطعی معروف چلا آتا ہے
[illegible] دلوک کے لینا واجب ہے۔ امام رازی نے کبیر مین اور ابن عادل نے کہا کہ کلام الٰہی کو ایسے معنی پر محمول کرنا اولیٰ ہے جسکا افادہ زیادہ ہو
[illegible] اول راجح ہے پس راجح کو چھوڑ کر مرجوح کی جانب جانا جائز نہین تو تیسرے معنی لینا واجب ہوا۔ اب رہا یہ کہ قرآن الفجر کو نصب کیون ہے
[illegible] مفعول بہ اغراء ہے یعنی الیسا اسم فعل مقدر ہے جس سے آمادگی ظاہر ہو مانند آنکہ علیک بقران الفجر۔ اور قول رد کر دیا گیا
[illegible] اول بار بعد مقدر ہونے کے نہین ہو سکتا ہے۔ فراء رح نے کہا کہ اقم الصلوٰۃ کی صلوۃ پر عطف ہے یعنی اقم الصلوٰۃ و اقم قرآن الفجر
[illegible] قرآن الفجر سے صلوۃ الفجر ہے اور نماز مین قرآن الفجر سے تعبیر اس اشارہ کے لیے ہے کہ اسمین قرآن زیادہ پڑھا جاوے
[illegible] اوقات کے درمیان ہے کہا کہ اسمین ایک فائدہ عظیمہ یہ ہے کہ نماز نہین ہوتی بدون قرارت کے حتی کہ نماز گویا قرارت ہے

Marfat.com

اور یہ اصم معتزلی پر حجت ہے جس نے گمان کیا کہ قرارۃ کوئی رکن نہیں ہے اور ہمارے ائمہ اربعہ رح
ہوتی ہے۔ پھر چونکہ نوم و نیند سے اُٹھنا آدمی پر شاق ہوتا ہے حتی کہ اذان فجر میں الصلوٰۃ خیر من النوم
نے عظیم ترغیب کی چیز ذکر فرمائی بقولہ تعالیٰ اِنَّ قُرْاٰنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُوْدًا یعنی
رات کے فرشتہ اور دن کے فرشتہ جمع ہوتے ہیں پس رات والے صعود کر جاتے ہیں اور دن والے
رہتے ہیں پھر عصر کے وقت بھی رات کے واسطے دوسرے ملائکہ اترتے ہیں اور نماز عصر میں بھی ملائکہ دن کے
ہیں اور ملائکہ رات کے جو اترے ہیں جمع ہوتے ہیں لہذا عصر و صلوٰۃ الوسطیٰ کی بھی تاکید دوسری آیت میں
علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ۔ مگر نماز عصر میں قرأۃ باواز بلند نہیں ہے تو قران فجر صرف نماز صبح میں ہے جسکو ملائکہ کی
اور ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قول اللہ عزوجل ان قران الفجر کان مشہودا۔ میں فرمایا کہ حاضر
اسمیں ملائکہ شب و ملائکہ روز دونوں گروہ اسوقت میں جمع ہو جاتے ہیں۔ امام رازی رحمتے کہا کہ اسمیں دلیل قاطع ہے کہ
فجر میں تاریکی سے شروع کرنا بہ نسبت روشنی کے افضل ہے کیونکہ جب تاریکی میں شروع کیا تو اسوقت رات کے ملائکہ حاضر ہونگے
پھر جب ترتیل قرارت سے زیادتی کے ساتھ نماز میں امتداد ہوا تو تاریکی زائل ہو جاویگی اور دن کے فرشتے حاضر ہونگے اور
جب آدمی نے روشنی کے وقت شروع کیا تو اسوقت رات کے فرشتوں میں سے کوئی نہیں رہا تو جو معنی آیت میں مذکور ہیں
حاصل نہونگے پس ثابت ہوا کہ اس آیت میں دلیل ہے کہ اول وقت نماز افضل ہے انتہی مترجما۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ استدلال امام
رازی سے بعید ہے کیونکہ اسمیں دو وجہ سے خطا ہے اول یہ کہ تاریکی سے اگر مراد یہ رکھی کہ رات سے شروع کرے تو اول فجر
نہیں ہے اور اگر بعد طلوع فجر کے مراد ہے تو اسوقت سے نہار شرعی شروع ہوتا ہے پس اگر ملائکہ رات کے بعد نہار شرعی کے نہیں رہتے
تو اسوقت بھی کوئی باقی نہ رہنا چاہیے اور اگر دن سے بعد طلوع آفتاب مراد ہے تو روشنی میں شروع کرنے سے ملائکہ رات
بھی حاضر رہینگے اور ملائکہ دن کے آجاوینگے پس دونوں جمع ہو جاوینگے اور یہ ظاہر ہے کہ دن کے ملائکہ کو اس وقت
سے آنے کی ضرورت نہیں بلکہ طلوع سے کچھ پہلے آجاوین تو اس سے ثابت ہوا کہ استفار افضل ہے
استفار کرو یا روشن کرو فجر کو کہ اسمیں تمہارا ثواب بڑھتا ہے۔ پھر جو امام رازی نے نتیجہ نکالا کہ اول
نتیجہ عجیب ہے اسلیے کہ استدلال سے اگر ثبوت ہوتا تو فقط نماز فجر کا ہونا اور اس سے
امام حافظ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن مسعود و ابو ہریرہ رض سے مرفوع اس آیت میں ہے
کے ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ بخاری رح نے ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت کی کہ
اور رات کے ملائکہ اور دن کے ملائکہ نماز فجر میں حاضر ہو کر جمع ہوتے ہیں ابو ہریرہ کہا کہ
اور امام احمد نے ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت کی کہ اس نماز میں مجتمع ہوتے ہیں رات
وقال حدیث حسن صحیح والنسائی وابن ماجہ وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن
صحیحین میں مالک رح کے طریق سے ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ
جاتے ہیں اور دونوں گروہ نماز فجر میں اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں پس

الجلالین فی
علی الہدایہ
۱۲

Marfat.com

[illegible] جاتا ہی کہ [illegible] بندون کو کس حال مین چھوڑا ہی سے کہتے ہین کہ جب ہم اُنکے [illegible] اور جب ہم نے اُنکو چھوڑا تب بھی نماز پڑھتے تھے - ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن مسعود رض [illegible] بھی گہانون کی نماز فجر مین جمع ہوتے ہین ایک صعود کرتے ہین اور دوسرے مقیم رہتے ہین اور یہی قول [illegible] بندون کا اس آیت کی تفسیر مین ہی - ابن جریر رح نے بیان ابو الدرداء رض سے مرفوع روایت کی کہ تنزل الرب [illegible] اور جو کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ کون مجھ سے مغفرت مانگتا ہی کہ مین اُسکی مغفرت کرون [illegible] سوال کرتا ہی کہ مین اُسکو عطا کرون اور کون مجھ سے دعا کرتا ہی کہ اُسکی دعا قبول کرون یہانتک کہ فجر طلوع ہوتے ہی [illegible] کہ وکان الفجر کان مشہودا پس اسمین حاضر ہوتے ہین ملائکہ رات کے اور ملائکہ دن کے - مترجم [illegible] طلوع فجر کے وقت ہی اور اللہ تعالی عزوجل کی قدرت کاملہ ہی کہ ان ملائکہ کا شہود تمام ردے زمین کی مساجد وجماعتون کے [illegible] ایسا بعید ہی کہ جس شخص کا خیال اُسکے دماغ مین محصور ہو اور روحی کوئی نور اُسکو حاصل نہ ہو وہ سمجھ نہین سکتا بلکہ مان لیوے [illegible] اللہ تعالی اُسکو روحی نور عطا فرماوے تب خود بخود واضح ہوجائیگا - واضح ہو کہ سراج مین فجر کو اول وقت شروع کرنے کی [illegible] ایک عقلی اشارہ کبیر سازی سے نقل کیا کہ آدمی سکے جب نماز صبح کو اول وقت سے شروع کیا تو اُسوقت قوی تاریکی عالم پر [illegible] جب تراوش ہوتی تو اس حال مین عالم مین ایک انقلاب ہوتا ہی کہ تاریکی سے روشنی ہوتی جاتی ہی پس تا یکی تو مناسب [illegible] روشنی مناسب حیات ہی پس جب آدمی نیند سے اُٹھا تو گویا موت سے حیات مین آیا اور عدم سے وجود مین آیا اور [illegible] حرکت مین آیا اور یہ عجیب حالت ایسی ہوتی ہی کہ عقل سلیم شاہد ہی کہ یہ تبدیل و انقلاب دنیا نہین ممکن مگر ایک خالق عزوجل [illegible] حکمت بالغہ کے ساتھ مدبر ہی اور سب طرح قادر ہی پس عقل اس نور سے منور اور اس معرفت سے موثر ہوکر مرض قلبی سے [illegible] کیونکہ اکثر فجار اپنے قلبی امراض مین مبتلا ہین اور وہ محبت دنیا وحرص وحسد وتفاخر وتکاثر ہی اور یہ دنیا مثال [illegible] خانہ ہی جو بیماریون سے بھرا ہو اور انبیاء علیہم السلام اسمین مانند حاذق طبیبون کے ہین اور مریض کا مرض کبھی تو ایسا قوی [illegible] کہ اون تو ہی علاج سے وہ صحت نہین پاتا اور کبھی بیمار ایک شخص جاہل ہوتا ہی کہ طبیب کی بات نہین مانتا اور نہ اُسکی اطاعت [illegible] بلکہ ان مین اس سے مخالفت ہوجاتا ہی کیونکہ طبیب حاذق جب کہ مشفق ہوتا ہی تو وہ شفقت سے ہر طرح اس مرض کے [illegible] کوشش کرتا ہی اور اگر اسکو بالکل زائل کرنے پر قادر نہین ہوتا تو اُسکو کم کرنے مین کوشش کرتا ہی اور جب کہ مرض دنیا [illegible] اور اسکا کچھ علاج نہین سوائے اسکے کہ اللہ تعالی کی طرف بلایا جاوے اور اُسکی خدمت وطاعت مین لگایا جاوے [illegible] اسکو قبول کرکے گردن جھکاتے ہین تو انبیاء علیہم السلام نے بحکمت الٰہیہ اسکی تقلیل مین سعی کی اور [illegible] اوقات مین اسوقت سے لگایا جب سے کہ وے خواب سے اول ہی اول اٹھین کیونکہ اس سے اس مرض کا ازالہ [illegible] ایک نکتہ ہی کہ منجملہ حکمت مشروعہ کے شمار ہوگا ولیکن اسی پر مدار کار نہین ہوسکتا اور شارع نے اکثر اوقات [illegible] اشتغال ندکور سے کم کرنا جیسے وقت عصر ہی اور امر الٰہی اس سے زیادہ واضح ہی کہ ایسی توجیہات کی ضرورت [illegible] اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کیا بقولہ - وَمِنَ اللَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ [illegible] قرآن کے ساتھ - یعنی اوقات مین سے کسی قدر حصہ نماز کے واسطے لے پس تہجد کر یعنی ہجود وخواب کو ترک کر

Marfat.com

قرآن کے ساتھ - ابو عبیدہ و ابن الاعرابی نے کہا کہ ہجود کے معنی سونا و جاگنا دونون ہین
سوجاتا ہی تو کہتے ہین کہ ہجد الرجل - اور جب نیند چھوڑتا ہی نہین سوتا تو یہی کہتے ہین کہ ہجد الرجل
سونے کو کہتے ہین جو رات مین ہو لیکن جب اس سے صیغہ تفعل بنایا جاوے تو نجنب کے
بمعنی گناہ سے اجتناب کرنا اور ایسے ہی حرج و حجج ہی پس تہجد بمعنی ہجود سے اجتناب کرنا - اور اسی
تکلف کرکے نیند کو دور کرنا اور نماز مین قرارت قرآن کے ساتھ قیام کرنا چاہیے اور واحدی نے نقل کیا ہی
کرنا - مجاہد و علقمہ و اسود نے کہا کہ تہجد بعد خواب کے ہی رات مین - اور سراج مین کہا کہ مراد آیت مین قیام خواب سے
نفل کے ہی پس تہجد حاصل نہ ہوگا جب تک بعد خواب کے نماز نفل کے واسطے نہو اور ابتدا مین یہ قیام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر اور امت پر فرض تھا بقولہ تعالی یا ایہا المزمل قم اللیل الا قلیلا - پھر اسی سورہ مزمل کی آخر آیات سے اسکا نسخ ہوا بعد پانچ
کے فرائض سے اسکا بھی نسخ ہوا اور قیام اللیل بحکم قولہ فاقرءوا ما تیسر من القرآن سے مستحب رہگیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مین وجوب باقی رہا - مترجم کہتا ہی کہ اس کلام مین نظر ہی اسوجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قیام طویل و کثیر کرتے تھے یہان تک
مغیرہ بن شعبہ رض سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شب کا قیام کیا یہانتک کہ آپ کے قدم سوج گئے - اس پر
آپ سے کہا گیا کہ آپ ایسی تکلیف اٹھاتے ہین حالانکہ اللہ تعالی نے آپ کے واسطے اگلے پچھلے سب گناہ بخشدیے ہین فرمایا
کیا مین بندہ شکر گذار نہ بنون - پس یہ وقت وہی اول سورہ مزمل کا حکم ہی اور اللہ تعالی نے آپ کے گناہ متقدم و متاخر بخشنے کا حکم
سورہ انا فتحنا لک فتحا مبینا - مین ارشاد فرمایا ہی پس وجوب و نسخ کے بعد بقاے استحباب یہان ظاہر نہین ہی اور صحیح یہ ہی کہ اول
و آخر و زمین دو دو رکعتون کی فرضیت تھی اور اگر عموماً قیام شب اول مین فرض ہوتا تو ایک ٹکڑا آپ کی امت مین مخصوص نہ ہوتا
اور کلام اسمین انشاء اللہ تعالی آویگا - بالجملہ یہان حق تعالی نے حکم دیا کہ رات مین سے ایک ٹکڑے مین قیام کریں قرآن کے ساتھ
بیدار ہو یعنی نماز مین - نَافِلَةً لَّكَ زیادت ہی واسطے تیرے - حضرت عائشہ رض سے مروی ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ تین چیزین ہین کہ وے مجھپر فریضہ ہین اور وے تمھارے واسطے سنت ہین وتر و مسواک و رات کا قیام - سراج مین کہا
صحیح یہ ہی کہ تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین بھی منسوخ ہوگئی اور دلیل نسخ کو امام مسلم نے روایت کیا ہی انہی کلامہ مترجم
کہتا ہی کہ شاید وہ حدیث مراد ہی جسمین مذکور ہی کہ اگر رات مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھون پر غلبہ ہوتا تو طلوع آفتاب
ظہر کے درمیان انکو قضا کر لیتے تھے - واضح ہو کہ نفل کے معنی لغت مین اصل پر زیادتی کے ہین پس یہان نفل سے یہ معنی ہو سکتے
کہ قیام شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین فرائض پر زائدہ ہی مگر وہ نفل ہی کیونکہ قولہ فتہجد بہ اگرچہ صیغہ امر ہی اور ظاہر اسمین
وجوب ہی لیکن ناقلہ سے تصریح ہونا یہی قرینہ ہی کہ امر سے وجوب مراد نہین ہی - اس قول پر قیام شب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مگر سورہ مزمل سے وجوب نکلتا ہی اور وہ مقدم ہی تو ظاہرا اس آیت سے نسخ ہوا - پھر جب تہجد آپ پر نفل ہی رہی
فرمائی تو ہم لوگون کے واسطے وہ سنت مؤکدہ ہوئی - جیساکہ اصول مین اسکا بیان ہی - اگر کہا جاوے کہ
قیام شب کے واسطے تاکید نکلتی ہی - جواب یہ ہی کہ دلیل مذکورہ سے تاکید عمل ہی اور احادیث کثیرہ
کہ تاکید کرنا ترغیب امر غیر واجب ہی - بعض نے کہا کہ یہان یہ معنی بھی ہو سکتے ہین کہ قیام شب آنحضرت

Marfat.com

ن قول کو رد کیا گیا کہ آیت مین تصریح ناقلہ ہونے کی موجود ہی پھر وجوب نہ ہوگا - اور مترجم کہتا ہی کہ آیت
مراد خواہ فرائض پر نفل زائد ہو یا واجب زائد ہو - اور اس سے نفل اصطلاحی مراد نہین ہی - واحدی رح نے
خاص کی [illegible] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے زائد کی گئی تھی مگر اس سے آپ کے درجات بلند ہین اور زیادتی مقصود
ن اور کفارہ گناہون کے لیے زیادت نہ تھی کیونکہ آپ کے گناہ متقدم و متاخر مغفور تھے پس وہ نماز آپ کے حق مین زائد ہوئی نہ واسطے
کفارہ گناہون کے بخلاف ہم لوگون کے کہ ہمارے گناہ بہت کثیر ہین تو ہمارے لیے وہ زائد نہین ہی بلکہ گناہون کا کفارہ ہی ہم اسی واسطے
ی کرتے ہین کہ ہمارے گناہ بخشے جاوین اور کہا کہ یہی تمام مفسرین کا قول ہی - مترجم کہتا ہی کہ اگر نماز تہجد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر
ہو بھی بطور خصوص تو وہ ہم لوگون پر تطوع رہی یعنی نفل ہوئی جس سے کفارہ گناہ اور فرائض کا نقصان پورا کرنے کی امید داری ہی
جیسا کہ اصول مین مذکور ہی کہ جو آپ پر واجب ہو وہ ہمارے واسطے آپ کی تبعیت کی راہ سے نفل ہی بشرطیکہ اسمین اتباع جاری ہو -
مترجم کہتا ہی کہ یہ شرط لگائی کہ اسمین اتباع جاری ہو یہ اسواسطے کہ مثلاً آپ کے واسطے چار سے زیادہ بیبیان مخصوص تھین مگر ہم پر جواز
سمین ہی اور مانند اسکے اور تمام کلام اصول مین ہی - امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ تعالی ومن اللیل فتہجد بہ نافلۃ لک - اسمین آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد فرائض کے قیام شب کا حکم دیا جیسا کہ صحیح مسلم مین ابو ہریرہ رض سے مرفوع روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے پوچھا گیا کہ نمازہای فرائض کے بعد کون نماز افضل ہی فرمایا کہ رات کی نماز - یہی نماز یہان تہجد سے مراد ہی کیونکہ تہجد وہ ہی جو نیند لے لینے
کے بعد ہو اور یہی علقمہ واسود و ابراہیم نخعی اور بہتون کا قول ہی اور یہی زبان عرب مین معروف ہی اور یون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل
تھا آپ بعد نیند کے تہجد پڑھتے تھے احادیث مین ابن عباس و عائشہ اور بہت سے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہی اور وہ اپنے مقام پر
تفصیل سے مذکور ہی - اور حسن بصری رح نے کہا کہ وہ بعد عشاء کے ہی اسکے معنی یہی لیے جاوینگے کہ بعد خواب کے ہی - مترجم کہتا ہی کہ میرے
نزدیک عموم اوقات تہجد جو کہ بعد نیند کے ہو اس سے اوقات رمضان کی تخصیص کیجاوے کیونکہ حدیث عائشہ رض مین رمضان و غیر رمضان
مین گیارہ رکعات سے زائد نہین کرتے تھے - اور یہ بھی ثابت ہی کہ تراویح کبھی اول پڑھی کبھی اوسط کبھی آخر مین پس مجموعہ سے معلوم ہوتا ہی کہ
آپ نے تمام شب تہجد کہ رمضان مین اس شان سے ادا ہوا ولیکن ظاہر اعلماء نے حدیث عائشہ رض کو ماسوائے تراویح پر محمول کیا ہی واللہ اعلم
پھر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ نافلۃ لک - مین اختلاف کیا گیا بعض نے کہا کہ مراد یہ کہ فقط وجوب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے
مخصوص ہی پس ان علماء نے قیام اللیل کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین واجب قرار دیا اور امت کے لیے نہین اور اسی کو عوفی نے
ابن عباس رض سے روایت کیا اور یہی امام شافعی رح کا ایک قول منجملہ دو قول کے ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی اور مترجم
کہتا ہی کہ مذہب حنفیہ مین بھی امت پر نماز تہجد کا وجوب نہین ہی - اور بعض نے کہا کہ آنحضرت صلعم کے سب گناہ مغفور تھے اس معنی مین آپ
کے حق مین نافلہ فرمایا ہی اور دیگر امت کے واسطے نوافل سے کفارہ گناہان ہوتا ہی یہ قول مجاہد رح کا اور مسند امام احمد مین ابو امامہ باہلی رض
سے مرفوعا مروی ہی مترجم کہتا ہی کہ قول اول کے مؤید وہ حدیث ہی جو طبرانی نے معجم اوسط مین اور بیہقی رح نے سنن مین حضرت ام المومنین صدیقہ
رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزین ہین کہ وہ مجھپر فرائض ہین اور وے تمھارے لیے سنت ہین
وتر و قیام اللیل - مترجم کہتا ہی کہ قیام اللیل آپ پر مفروض ہونے مین اشکال یہ ہی کہ صحیح مسلم کی حدیث سے ثابت ہوتا ہی کہ
آپ بعد نیند کی وجہ سے رات مین نہین پڑھتے تو بعد طلوع آفتاب کے دوپہر کے درمیان قضا کر لیتے تھے پس بعض نے تو

Marfat.com

محمول کیا کہ قیام اللیل اول مین آپ پر فرض تھا پھر فرضیت منسوخ ہوگئی پھر اسپر یہ اشکال وارد ہوتا ہے
یہ ہے کہ عموماً ہر شخص کے واسطے فرمایا کہ جبکا کوئی ورد رات مین ہو اور وہ نہ ہوسکے تو اگر اسکو بعد طلوع
کرلے تو گویا اسنے اپنے وقت پر ادا کیا۔ اور ایسا ہی کلام وتر مین ہے کہ آپ کبھی اسکو سواری پر
اور اسپر بھی قضا کرنے کا اشکال وارد ہوتا ہے اور وہی جواب ہے جو اوپر گذرا لیکن ہاں یہ خصوصیت
ہین اسواسطے کہ اُسکے نزدیک سوائے سنت فجر کے نوافل کی قضا نہین ہے اور مترجم کہتا ہے کہ ان
لیجاوے کہ جسمین وارد ہوا کہ سنن مؤکدہ کے واسطے قضا ہے تو پھر کچھ اشکال نہ ہوگا اور تمام احادیث
رب العالمین۔ پھر واضح ہو کہ نماز شب کے فضائل مین آیات واحادیث کثیرہ وارد ہین اور فضیلت
ہوگی گویا صالح ہونا اسپر موقوف ہے اور جو لوگ قرآن جانتے ہین اور رات کو سوتے ہین انکی خسارت
اور واضح ہو کہ علماء مین معروف یہ ہے کہ جو عالم کہ دن مین تعلیم دین مین مشغول رہتا ہے اگر قیام شب کی
اسکو قیام شب ترک کرنا اور تعلیم دینا چاہیے ولیکن دونون کا احراز اسکے حق مین افضل ہے پھر اللہ تعالیٰ عزوجل نے
صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین نافلہ سے مزید درجات کی توجیہ بیان فرمائی گویا کہ اس کرامت سے آپکی امتی معنی ہوگا عسیٰ
أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا یعنی امید وار ہو کہ قریب اللہ تعالیٰ تجھے مقام محمود مین قائم فرمائیگا
مفسرین نے اتفاق کیا ہے کہ کلمہ عسیٰ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے یعنی یہان معنی یہ ہین کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے تجھے مقام محمود مین
فرماویگا۔ علماء معانی نے کہا کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ لفظ عسیٰ سے امید دلانا ہوتا ہے اور جو کوئی دوسرے کو کسی چیز کی امید دلاکر
تو اُسکے واسطے عار ہے اور اللہ تعالیٰ عزوجل عالی متعالی ہے اس امر سے کہ اُسکا کرم کچھ بھی ناقص ہو اور کسی کو کسی چیز کی امید دلاکر
نہ دیوے کیونکہ اسکو کچھ مانع نہین ہے۔ واضح ہو کہ جہان مفسر کا لفظ بولا جاتا ہے اس سے مراد وہ لوگ ہین جو سلف صالحین سے تا
تھے اور یہ جو کتاب بنانے والے کو مفسر کہتے ہین تو وہ انھین علماء تاویل کے اقوال جمع کرتا ہے انکو یاد رکھنا چاہیے
مقام محمود کون مقام ہے تو درحقیقت اسمین ایک قول ہے ولیکن بعضے متاخرین علماء نے بھی کچھ اقوال کہے ہین لہذا ہم کتا
مقام پر مناسب ہے۔ قول اول یہ کہ مقام محمود وہ مقام ہے کہ جہان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تمام
کے لیے کھڑے ہونگے کہ جس شدت وسخت مین وہ لوگ ہین رب عزوجل انکو اس سے فیصلہ کی راحت دے
واحدی رح نے فرمایا کہ مفسرین نے اجماع کیا ہے کہ وہ مقام شفاعت ہے چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
وہ ہے کہ اُسمین اپنی امت کے لیے شفاعت کرونگا۔ مترجم کہتا ہے کہ اسمین تو خاص اپنی امت کی
مین تمام امتون کے واسطے شفاعت ہے۔ واحدی کی عبارت یہ ہے کہ مفسرون نے اجماع کیا ہے کہ مقام
آپ شفاعت کرینگے۔ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ امام ابن جریر نے فرمایا کہ اکثر علماء تاویل نے اس
علیہ وسلم قیامت کے روز اسواسطے کھڑے ہونگے کہ تمام لوگون کی شفاعت کرین تاکہ ان
شدت سے راحت دے۔ قول دوم مقام محمود وہ مقام جہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اول سے منافات نہین ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہان آپکو لواء الحمد دیا جاوے

Marfat.com

...کہ آپ کے پاس لواء الحمد ہوگا اور آدم سے لیکر سب انبیاء علیہم السلام اُسکے نیچے ہونگے اور بعض نے کہا کہ مقام ... اسلئے کہ ہر ایک آپکی حمد کریگا یعنی تعریف اور قول سوم یہ کہ مقام محمود یہ کہ اللہ تعالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ اپنی ... بٹھلاویگا اسکو شیخ ابن جریر رح نے ایک جماعت علماء سے جنمین مجاہد رح بھی ہین حکایت کیا ہی اور اسمین ایک حدیث بھی داود ... ہی اور قول یہ تشابہات مقالات مین سے ہی اسمین قیاس یا تصور باندھنا گمراہی ہی اور نزول باری تعالے عرش پر بروز قیامت وغیرہ ... احادیث وآیات مین بھی کیفیت مجہول ہی اور علم یقینی ہی۔ نقاش رح نے ابوداؤد سجستانی سے جنکی سنن ابوداؤد ہی نقل کیا کہ فرماتے ... کہ جو کوئی اس حدیث سے انکار کرے ہمارے نزدیک وہ متہم ہی یعنی اہل سنت والجماعہ سے خارج ہی کیونکہ اہل حدیث اس حدیث کو ... برابر روایت کرتے چلے آئے ہین۔ ولیکن شیخ ابن عبد البر مالکی رح نے کہا کہ مجاہد رحمہ اللہ اگرچہ علماء تاویل وتفسیر مین سے ہین لیکن ... ہم سے دو قولی ایسے ہین کہ اہل علم نے انکو ترک کیا ہی ایک تو یہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کرسی پر بٹھاویگا اور دوم وجوہ ... یومئذ ناظرۃ کی تفسیر مین کہا کہ منتظر الثواب۔ بہرحال یہ قول بھی قول اول سے منافی نہین ہی کیونکہ ممکن ہی کہ اللہ تعالے آپ کو یہ شرف ... عطا کرے اور وہان آپ لوگون کی شفاعت کرین۔ دیلمی نے مسند فردوس مین ابن عمر رض سے مرفوع روایت کی کہ اللہ تعالی مجھے اپنے ... ساتھ تخت پر بٹھاویگا۔ ابو وائل نے روایت کی کہ ابن مسعود رض نے کہا کہ عرش پر بٹھاویگا۔ ولیکن اُنکے اسانید کو دیکھنا چاہیے کہ کیا ... حال ہی۔ عبد اللہ بن سلام نے کہا کہ کرسی پر بٹھاویگا۔ بالجملہ شفاعت کے باب مین احادیث بہت کثرت سے ہین اور پہلے جس شخص نے ... شفاعت سے انکار کیا وہ عمرو بن عبید ہی اور تمام اہل سنت متفق ہین کہ یہ شخص گمراہ بدعتی ہی اور صاحب کشاف نے دعوی کیا کہ یہ ہر مقام ہی ... جہان انواع کرامات سے حمد کا استحقاق ہو اور جواب یہ ہی کہ شفاعت کے واسطے احادیث متواترہ ہین جو قطعی یقینی کا فائدہ دیتی ہین اور ... ہم لوگ اپنی رائے ناقص سے مثل شیطان کے معارضہ کرکے نصوص کو رد نہین کرتے ہین جیسے معتزلہ کا قاعدہ ہی اور صاحب کشاف معتزلی ... ہی نہین موافق نصوص قطعی کے ہم شفاعت کو قطعی کہتے ہین۔ شیخ امام ابن کثیر رح نے اس مقام پر مقام شفاعت و دیگر خصائص آنحضرت ... صلی اللہ علیہ وسلم کو نوکر کیا ہی اور بہت مناسب معلوم ہوا کہ اُنکا ترجمہ کردون۔ شیخ نے بسند صحیح لکھا کہ حذیفہ رض نے کہا کہ اللہ تعالی ... جہان کو ایک میدان مین جمع فرماویگا کہ پکارنے والے کی آواز سب سنین اور نظر سب پر نفوذ کر جاوے سب لوگ ننگے پانون ننگے ... جسم اور دل مین مخلوق ہونے کھڑے ہونگے۔ کسی کو مجال بات کرنے کی نہ ہوگی مگر اللہ تعالی کی اجازت سے۔ اتنے مین ... پکاریگا کہ یا محمد یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرینگے کہ لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک والشر لیس الیک والمہدی من ہدیت وعبدک ... بین یدیک ومنک ولیک لا ملجا ولا منجا منک الا الیک تبارکت وتعالیت سبحانک رب البیت پس یہی مقام محمود ہی جسکو اللہ تعالے ... نے سورۃ بنی اسرائیل مین ذکر فرمایا ہی۔ ابن عباس رض نے کہا کہ مقام محمود مقام شفاعت ہی یہی ابن ابی نجیح نے مجاہد رح سے روایت کیا ... اور اکثر علماء کا قول ہی مستفاد ہی رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہین کہ قیامت کے روز اول آپ ہی کے واسطے زمین ... اور اول شفاعت کرنے والے ہونگے اور اہل العلم یقین کرتے تھے کہ یہی مقام محمود ہی جو آیت مین مذکور ہی۔ شیخ ... فرماتے ہین کہ احادیث کثیرہ سے ثابت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے قیامت کے روز خاص ایسی تشریفات وبزرگیان ... ہونگی کہ کسی کو نہ ہونگی اسمین شریک نہین ہی اور نہ کوئی اُنمین آپ کا ہمسر ہو اول یہ کہ پہلے آپ ہی کے واسطے زمین شق ... ہوگی اور آپ باہر تشریف لائینگے دوم یہ کہ آپ کے ساتھ مین لوگ بھی سوار ہونگے مگر کوئی تنہا اور کوئی دو اور دس

والحدیث فی الصحاح والمشکوٰۃ۔ سوم لواء الحمد آپ کے دست مبارک مین ہوگا کہ آدم اور اُنکے بعد
ہونگے۔ چہارم حوض کوثر کہ موقف قیامت مین اس سے بڑا حوض نہین ہوگا اور نہ اس سے زیادہ میٹھا
حوض دیگر انبیاء علیہم السلام کے واسطے بھی ہونگے اور واضح ہو کہ نہر کوثر جو جنت مین ہے وہ مخصوص آپ ہی کے
آپ کا حوض اور دیگر انبیاء کے حیاض بھرے ہونگے پنجم آپ ہی کے لیے شفاعت عظمیٰ ہوگی کہ اسوقت اہل موقف
فرماوے اور یہ اسوقت ہوگا کہ پہلے لوگ حضرت آدم سے یہ درخواست کرکے مایوس ہونگے پھر نوح سے پھر ابراہیم
پھر عیسیٰ ع سے ہر ایک یہی کہیگا کہ مین اسکے لائق نہین ہون یہانتک کہ عیسیٰ علیہ السلام کی دلالت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم
مین کہونگا کہ ہان مین اسکے واسطے ہون مین اسکے واسطے ہون چنانچہ حدیث ہم انشاء اللہ تعالیٰ ذکر کرینگے۔ ششم یہ کہ آپ اپنے تمام
واسطے شفاعت کرینگے جنکے لیے دوزخ مین لیجانے کا حکم ہوچکا ہوگا پس وے واپس لائے جاوینگے۔ ہفتم تمام انبیاء مین سے
آپ کی امت مین فیصلہ کیا جائیگا۔ ہشتم سب سے پہلے آپ اجازت سے پل صراط پر عبور کرینگے۔ نہم جنت مین داخل ہوکر پہلے شفاعت
کرنے والے آپ ہونگے جیسا کہ حدیث صحیح مسلم مین ثابت ہے۔ دہم حدیث الصور مین ہے کہ مومنین سب نہین داخل ہونگے جنت مین مگر
کی شفاعت سے۔ یازدہم جنت مین سب سے پہلے آپ ہی داخل ہونگے اور آپ ہی کی امت سب امتون سے پہلے جنت مین داخل ہوگی
دوازدہم آپ چند اقوام کی بلندی درجات کے لیے شفاعت کرینگے حالانکہ ان اقوام کے اعمال ان درجات کے لائق نہین ہونگے
ہونگے۔ سیزدہم آپ صاحب وسیلہ ہین اور وسیلہ جنت مین ایک مقام ہے کہ اُس سے بلند کوئی مقام نہین ہے چاردہم وسیلہ کا مقام
سوائے آپ کے کسی اور کے لائق نہین ہے اور جب آپ کو اللہ تعالےٰ شفاعت کی اجازت دیگا واسطے گنہگارون کے تو آپ کو اور
انبیاء و مومنین شفاعت کرنے پاوینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اتنے مخلوقات کی سفارش فرماوینگے کہ جنکی تعداد سوائے
اللہ تعالےٰ عزوجل کے کسی کو نہین معلوم ہے اور کوئی شخص آپ کے مثل اس شفاعت مین نہین پہونچ سکیگا اور مین نے یہان آخر کتاب
کے باب الخصائص مین مفصل لکھا ہے اور یہان اُن احادیث کو لاتا ہون جو مقام محمود کے بارہ مین وارد ہین۔ بخاری مین
ابن عمر رض سے روایت کی کہ لوگ قیامت کے روز جثاء ہونگے ہر امت اپنے نبی کے پیچھے ہوگی کہینگے کہ اے فلان شفاعت کر
شفاعت کر یہانتک کہ شفاعت آخر کو محمد صلعم تک پہونچیگی پس یہ دن ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود مین پہونچا دیگا
و بخاری نے ابن عمر رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آفتاب نزدیک ہوجائیگا یہانتک کہ
کان تک پہونچیگا پس اس حال مین لوگ آدم ع سے فریاد کرینگے وہ فرماوینگے کہ مین وہ نہین ہون جاؤ
سے وہ بھی اسی طرح جواب دینگے پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پس آپ خلق کے درمیان مین شفاعت فرماوینگے
چلکر آوینگے یہانتک کہ باب جنت کا حلقہ پکڑینگے پس اُس روز اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود
آپ کی حمد کرینگے۔ مترجم کہتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ مقام محمود اس واسطے اُسکا نام ہے کہ
بخاری رح نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کہ اللھم رب ہذہ الدعوۃ التامۃ والصلوٰۃ القائمۃ آت محمدا الوسیلۃ والفضیلۃ وابعثہ مقاما
میری شفاعت نازل ہوگی۔ امام احمد نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی

Marfat.com

کا سردار اور اُنکا خطیب ہونگا اور اُنکا صاحب شفاعت ہونگا کچھ فخر سے نہین کہتا ہون - ورواہ الترمذی وقال
حسن صحیح - ورواہ ابن ماجہ - اور ہم نے حدیث ابی بن کعب دربارہ قرارۃ قرآن علی سبعۃ احرف پہلے ذکر کردی جسکے آخر مین ہی کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین نے کہا اللھم اغفر لامتی اللھم اغفر لامتی - الٰہی میری امت کی مغفرت کردے الٰہی میری اُمت کی مغفرت
کردے - اور تیسری دعا کو مین نے اُس دن کے واسطے رکھ چھوڑا جس دن تمام خلق میری جانب رغبت لاوینگی حتی کہ ابراہیم علیہ السلام بھی
امام احمد نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ قیامت کے روز مومنین مجتمع ہونگے پس اُنکو الہام ہوگا کہ آپس مین کہینگے کہ کاش ہم
اپنے رب عزوجل کے یہان شفیع لاوین تاکہ ہم کو ہماری اِس جگہ سے راحت دے پس آدم ع کے پاس آوینگے کہ ای آدم آپ ابوالبشر ہین
آپ کو اللہ تعالےٰ نے اپنے قبضۂ قدرت سے پیدا کیا اور آپ کے لیے اپنے ملائکہ سے سجدہ کرایا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھلائے پس
ہمارے واسطے اپنے رب تعالیٰ کے یہان شفاعت کیجیے کہ ہمکو ہمارے اِس ٹھکانے سے راحت دیوے پس آدم علیہ السلام کہینگے کہ
مین اِس منزلت پر نہین ہون اور اپنی وہ چوک یاد کرینگے جو جنت مین ہوگئی تھی اس سے اپنے رب عزوجل سے جا کرینگے اور کہینگے
تم نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ پہلا رسول ہی جسکو اللہ تعالیٰ نے اہل زمین پاس بھیجا پس نوح کے پاس آوینگے وہ کہینگے کہ مین
اس منزلت پر نہین ہون اور اپنی وہ چوک یاد کرینگے کہ اپنے رب عزوجل سے ایسا سوال کیا تھا جسکا اُنکو علم نہ تھا پس اِسوجہ سے
اپنے رب عزوجل سے جا کرینگے - ولیکن تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ خلیل الرحمن ہی پس ابراہیم علیہ السلام پاس آوینگے وہ
فرماوینگے کہ مین اِس منزلت پر نہین ہون ولیکن تم موسیٰ علیہ السلام پاس جاؤ اُس سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا اور اُسکو توریت دی ہی
پس موسیٰ پاس آوینگے وہ کہینگے کہ مین اس مرتبہ پر نہین ہون اور اُنسے بیان کرینگے اپنا ایک نفس کو قتل کرنا بغیر نفس کے پس اِسوجہ سے
اپنے رب تعالیٰ سے شرماوینگے ولیکن تم عیسیٰ کے پاس جاؤ کہ وہ عبد اللہ ورسولہ یعنی بندہ اللہ کا اور اُسکا رسول ہی اور اُسکا کلمہ اور اُسکی
طرف سے روح ہی پس عیسیٰ ع کے پاس آوینگے وہ فرماوینگے کہ مین اِس منزلت پر نہین ہون ولیکن تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پاس جاؤ کہ وہ بندہ
کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے اگلی و پچھلی چوک سب بخشدی ہی پس میرے پاس آوینگے پس مین کھڑا ہوکر مومنون کی دو صفون کے بیچ مین
چلونگا یہانتک کہ اپنے رب عزوجل سے اجازت مانگونگا پس جب مین اپنے رب تعالیٰ کو دیکھونگا تو اُسکے واسطے سجدہ مین گر پڑونگا -
پس جہانتک چاہیگا مجھے چھوڑ دیگا پھر مجھ سے کہا جائیگا کہ ای محمد اپنا سر اُٹھا جو کہہ وہ سنا جائیگا اور شفاعت کر تیری سفارش قبول
کیجائیگی سو تک جو چاہے تجھے دیا جائیگا پس مین اپنا سر اُٹھاونگا اور اپنے رب کی حمد و ثنا وہ بیان کرونگا جو مجھے سکھلا دیگا پھر
شفاعت کرونگا پس میرے واسطے ایک حد مقرر کردیگا پس مین اُس حد تک لوگون کو جنت مین لیجاؤنگا پھر مین دوبارہ اپنے رب
تعالیٰ کی طرف جاؤنگا جب اپنے رب عزوجل کو دیکھونگا تو اُسکے واسطے سجدہ مین گر پڑونگا پس جب تک چاہیگا مجھے سجدہ مین چھوڑ دیگا
پھر کہا جائیگا کہ محمد اپنا سر اُٹھا کہ سنا جائیگا اور مانگ دیا جائیگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی پس مین اپنا سر اُٹھاؤنگا
پھر اللہ کی تحمید کرونگا ایسی حد کے ساتھ جو وہ مجھے سکھلا دیگا پھر مین شفاعت کرونگا پس میرے واسطے ایک حد مقرر فرما دیگا پس
اُنکو جنت مین داخل کرونگا پھر مین تیسری بار اپنے رب عزوجل کی طرف عود کرونگا جب اپنے رب عزوجل کو دیکھونگا تو اُسکے
واسطے سجدہ مین گر پڑونگا پس مجھے جب تک چاہیگا چھوڑ دیگا پھر کہا جائیگا کہ محمد سر اُٹھا کہہ سنا جائیگا اور مانگ دیا جائیگا اور شفاعت
کر قبول کیجائیگی پس مین اپنا سر اُٹھاؤنگا پس ایسی حد سے اُسکی تحمید کرونگا جو وہ مجھے تعلیم فرما دیگا پھر مین شفاعت

کرونگا پس میرے لیے ایک حد مقرر فرماویگا سو مین اُنکو جنت مین داخل کرونگا پھر مین
کرونگا پھر عرض کرونگا ای میرے رب تعالی اب کوئی باقی نہین مگر وہی جسکو قرآن نے روکا ہی
بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکال لیا جائیگا دوزخ سے وہ جس نے کہا لا الہ الا اللہ
تھی پھر دوزخ سے نکالا جائیگا وہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا اور اُسکے قلب مین برابر گیہون کے خیر تھی پھر
کہا لا الہ الا اللہ اور اُسکے دل مین برابر ذرہ کے خیر تھی - یہ حدیث صحیحین مین بھی موجود ہی - امام احمد نے انس سے
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ مین کھڑا انتظار کرتا ہونگا اپنی امت کا کہ مرادسے عبور کرنے کا
آویگا اور کہیگا کہ ای محمد یہ گروہ انبیاء کا آپ کے پاس آیا ہی یا کہا کہ مجتمع ہوتا ہی کہ اللہ تعالی سے دعا کرین کہ تمام امتون مین فرق فرما
جہان وہ چاہے بسبب اِس غم کے جسمین وے گرفتار ہین کیونکہ مخلوق کا پسینے نے مُنہ بند کرلیا ہی پس مومنون پر مثل زکام کے
کافرون کو موت نے گھیرا ہی پس مین کہونگا کہ ٹھہر کر انتظار کر یہانتک کہ مین تیرے پاس واپس آؤن پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
عرش کے نیچے کھڑے ہونگے وہ مقام آپ کو ملیگا جو کسی فرشتہ برگزیدہ نبی مرسل کو نہین ملا ہی پس اللہ تعالی عزوجل جبرئیل کو حکم فرمائیگا
جاکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہے کہ اپنا سر اُٹھا اور مانگ تجھے دیا جائیگا اور شفاعت کر تیری سفارش قبول کیجاویگی پس مین شفاعت
کرونگا اپنی امت مین کہ ننانوے مین ایک آدمی نکال لاؤن پھر مین سجدہ کرونگا اپنے رب عزوجل کی طرف جاؤن گا پس جب جاؤنگا سجدہ کرونگا پھر
مجھے شفاعت عطا ہوگی یہانتک کہ اللہ تعالی عزوجل نے مجھے انمین سے یہ عطا کیا کہ ای محمد ساتھ داخل کرلے اللہ تعالی کی مخلوق مین سے
وہ جس نے ایک روز اخلاص سے گواہی دی ہو کہ لا الہ الا اللہ - اور اسی پر مرا ہو - امام احمد نے بریدہ رض سے روایت کی کہ وہ معاویہ رض
کے پاس گئے وہان ایک شخص بات کرتا تھا پس بریدہ رض نے کہا کہ ای معاویہ مجھے بات کرنے کی اجازت دو معاویہ رض نے کہا کہ چھ
اور گمان یہ کیا کہ پہلے آدمی کے مانند بات کرینگے پس بریدہ رض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے سُنا کہ آپ فرماتے تھے
مین امید کرتا ہون کہ قیامت کے روز اتنے لوگون کی شفاعت کرون جتنے زمین پر درخت و ڈھیلے ہین اور کہا کہ تم اے معاویہ کی امید
کرتے ہو اور علی رضی اللہ عنہ نہین امید کرتے - مترجم کہتا ہی کہ یہ طعن کیا کہ ایسی شفاعت گنہگارون کے واسطے ہی امید ہی کہ گناہ اِس سے
بخشدے جاوین جسکی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو امید ہی پس تم بھی اُسی کی امید کرو - امام احمد نے ابن مسعود رض سے روایت کی
دونون بیٹے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کہ ہماری والدہ اپنے شوہر کا اکرام کیا کرتی تھی اور کہا کرتی تھی
کا ذکر کیا اور کہا کہ اتنی بات ہی کہ اُسنے اُس زمانہ جاہلیت مین ایک دختر کو زندہ درگور کیا تھا پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مان دوزخ مین ہی حضرت ابن مسعود رض نے کہا کہ دونون واپس ہوئے مگر غمناکی اُنکے چہرہ سے ظاہر تھی پھر حضرت
نے حکم دیا کہ دونون واپس آئے اور خوشی اُنکے چہرہ سے ظاہر ہوتی تھی با امید اسکے کہ کوئی بات ظاہر ہوئی
نے فرمایا کہ میری مان تمہاری مان کے ساتھ ہی اتنے مین ایک منافق نے آہستہ سے کہا کہ اِس شخص
اور ہم اُسکے قدم بقدم چلتے ہین - پھر ایک شخص نے انصار مین سے جس سے زیادہ بے چھنے والا تھا
سے کہا کہ یا رسول اللہ کیا اللہ تعالی نے آپ کو آپ کی والدہ یا والدین کے حق مین کچھ
چاہے اور مجھے اِس بارہ مین کچھ طمع نہین دلائی ہان مین قیامت کے روز مقام محمود مین

یہ وہ مقام ہی کہ جب تم لوگون کو ننگے بدن ننگے پانون بے ختنہ کیا ہوا لاوینگے پس سب سے پہلے جسکو لباس
السلام ہین اللہ تعالی حکم دیگا کہ میرے خلیل کو لباس پہناؤ پس ایک جوڑا سپید لاکر اُنکو پہنایا جائیگا پھر وہ عرش
پھر الباس لایا جائیگا مین اُسکو پہنکر عرش کے دائین جانب ایسے مقام پر کھڑا ہونگا کہ وہان کوئی نہین کھڑا ہوگا
اولین و آخرین غبطہ کرینگے اور فرمایا کہ اُنکے لیے کوثر سے حوض کی طرف دہانہ کھول دیا جائیگا ۔ منافقون نے کہا کہ پانی کبھی
جاری ہوا مگر حال پر یا ارض پر ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حال اسکی مشک ہی اور ارض اُسکا لوہی ایک
نے کہا کہ مین نے آج کے مانند کوئی بات نہین سنی ۔ پانی تو جب حال یا ارض پر جاری ہوتا ہی تو وہان نباتات اگتی ہی پس
جاری ہے پوچھا کہ یا رسول اللہ وہان کچھ نباتات بھی ہونگے فرمایا کہ ہان سونے کی شاخین ہونگی منافق نے پھر آہستہ سے کہا کہ آج
کے عجیب باتین شنی شاخ جب ہوتی ہی تو پتیان بھی اگتی ہین اور پھل بھی ہوتے ہین پھر انصاری رحمہ اللہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسمین پھل بھی ہونگے آپ نے فرمایا کہ ہان انسام جواہر کے پھل ہونگے اور اُسکا پانی دودھ سے بہت زیادہ
سفید ہوگا اور شہد سے بہت زیادہ میٹھا ہوگا جو اسمین سے ایک گھونٹ پیے گا کبھی پیاسا نہ ہوگا اور جو اس سے محروم ہوگا وہ پھر کبھی
سیراب نہ ہوگا ۔ ابو داؤد الطیالسی رح نے عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت کی کہ پھر اللہ تعالے عزوجل شفاعت کی اجازت دیگا
اور روح القدس جبرئیل کھڑے ہونگے پھر ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہونگے پھر موسی و عیسی کھڑے ہونگے ۔ پھر اُنکے بعد بھی چوتھے بار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کو کھڑے ہونگے پس اتنے لوگون کی شفاعت کرینگے کہ بعد آپ کے پھر کوئی اتنی شفاعت نہین کریگا اور
کہا کہ مقام محمود وہی ہی جو اللہ تعالی نے قولہ عسی ان یبعثک ربک الآیہ مین فرمایا ہی ۔ مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا اسکے بعد پھر شفاعت صلحاء
امت وغیرہم کی ہوگی ۔ واللہ اعلم ۔ امام احمد رح نے کعب بن مالک سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالے
قیامت کے روز مبعوث فرماویگا پس مین اور میری امت ایک بلند مقام پر کھڑی ہونگی اور میرا رب عزوجل مجھے ایک سبز پوشاک پہنا دیگا
پھر مجھے اجازت عطا ہوگی پس مین عرض کرونگا جو کچھ اللہ تعالی چاہے پس یہی مقام محمود ہی ۔ امام احمد رح نے ابو الدرداء رض سے روایت
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اول وہ شخص ہونگا کہ جسکو قیامت کے روز سجدہ کی اجازت دیجائیگی اور مین ہی پہلا
شخص ہونگا جسکو سجدہ سے سر اُٹھانے کی اجازت ہوگی پس مین اپنے سامنے والون پر نظر کرونگا پس تمام امتون مین سے اپنی امت
کو پہچانونگا اور مجھے ایسا ہی پہچانونگا اور اپنے دائین اُسی طرح اور اپنے بائین اُسی طرح معلوم کرونگا پس ایک شخص نے عرض کیا کہ
یا رسول اللہ کیسے آپ اپنی امت کو نوح سے اپنی امت تک والون مین سے پہچانینگے فرمایا کہ میری امت والے سپید چہرہ سپید ہاتھ پانون
سے یعنی وضو کے اثر سے اور سوائے اُنکے کوئی ایسا نہین ہوگا اور پہچانونگا کہ یہ لوگ اپنے نامہ اعمال اپنے دائین ہاتھون
مین لیے جاوینگے اور اُنکو پہچان لونگا کہ اُنکی اولاد اُنکے روبرو چلتی ہونگی ۔ مترجم کہتا ہی کہ ایک حدیث مین آیا ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے وضو کیا اور فرمایا کہ یہ وضو تمہارا ہی اور مجھ سے پہلے انبیاء کا ہی ۔ اس حدیث کے معنی مین شامی رح نے حاشیہ درمختار مین اور دوسرون نے
کہا کہ جب اگلے انبیاء کا بھی یہی وضو تھا تو پھر آپ کی امت مخصوص غر محجل کیونکر ہوگی اور جواب ایک تو یہ دیا کہ یہ وضو
اگلی امتون کا نہین تھا اور اسکے سوائے اور بھی جوابات دیے ہین اور مترجم کہتا ہی کہ اگلی امتون مین اس صفت
کا معروف نہین ہی چنانچہ آپ کے وقت کے یہود اس وضو سے واقف نہ تھے اسطرح کہ اُنکی شریعت مین ہو اور یہ بھی ظاہر ہی

نور واثر عطا کرنا اُسی فعل پر مخصوص ہوتا ہی جو اللہ تعالی مشروع فرماوے اور کسی عقلی وضع تکلیف
شخص وضور کو اِس صفت کے سوائے دوسرے طور پر بدل دے جسکو وہ زیادہ طہارت سمجھے اور
ہرگز یہ اثر نہین ہوگا بلکہ اِس وضور سے نماز ادا نہ ہوگی پس یہ وضور اسی امت کے واسطے خاص
کے لیے خاص ہی۔ امام احمد رح نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی اور صحیحین مین بھی ابو ہریرہ سے روایت
علیہ وسلم کے پاس گوشت لایا گیا پھر اِسمین سے دست نکالکر آپ کی طرف بڑھایا گیا اور آپ اُسکو پسند فرماتے
سے نوچا پھر فرمایا کہ مین قیامت کے روز تمام لوگون کا سردار ہونگا تم اِسکو جانتے ہو کہ یہ کیونکر ہوجائیگا یہ اکٹھے
اولین وآخرین کو ایک ایسے میدان ہموار مین جمع کریگا کہ پکارنے والا اپنی آواز سب کو سنادے اور نگاہ سب
اور آفتاب قریب ہوگا پس لوگ غم وکرب سے اِس حالت پر پہونچینگے کہ نہ اُنکو اُٹھانے کی طاقت رہیگی اور نہ تحمل کر
لوگ آپس مین کہینگے کہ یہ حال نہین دیکھتے جسمین تم گرفتار ہو جو اِس حد کو پہونچا ہی تم اُسکو نہین ڈھونڈھتے جو تمھارے
کے یہان تمھاری شفاعت کرے پس بعضے لوگ بعض سے کہینگے کہ تم آدم ع کو لو پس آدم علیہ السلام کے پاس آوینگے اور
کہ ای آدم آپ ابو البشر ہین اللہ تعالی نے آپ کو دست قدرت سے پیدا کیا اور آپ مین اپنی روح پھونکی اور ملائکہ کو آپ
سجدہ کا حکم دیا اُنھون نے سجدہ کیا آپ اپنے رب کریم کے یہان ہماری شفاعت کرین آپ نہین دیکھتے کہ ہم جس حال
ہین آپ نہین دیکھتے کہ جو ہم کو پہونچا ہی پس آدم ع کہینگے کہ میرا رب آج ایسے غضب مین ہی کہ کبھی ایسے غضب مین نہین ہوا
نہ اُسکے بعد کبھی ایسا ہوگا اور اُسنے مجھے شجرہ سے منع کیا تھا مجھ سے لغزش ہوئی نفسی نفسی نفسی یعنی مجھے اپنی جان کی فکر
مجھے اپنی جان کی فکر ہی مجھے اپنی جان کی فکر ہی تم میرے سوائے دوسرے کے پاس جاؤ تم نوح کے پاس جاؤ۔ پس وے لوگ
کے پاس آوینگے اور عرض کرینگے کہ ای نوح آپ اہل زمین کی طرف پہلے رسول ہین اور آپ کو اللہ تعالے نے عبد شکور فرمایا ہی
ہماری شفاعت اپنے رب عزوجل کی جناب مین کردین آپ دیکھتے ہین کہ ہم جس حال مین ہین آپ دیکھتے ہین کہ جو ہمکو پہونچا
نوح کہینگے کہ آج میرا رب ایسے غضب مین ہی کہ نہ کبھی ایسا غضب ہوا اور نہ ایسا کبھی پھر ہوگا اور میرے پاس ایک دعا تھی
اپنی قوم پر وہ دعا کردی نفسی نفسی نفسی تم میرے سوائے کسی دوسرے کے پاس جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ پس
علیہ السلام کے پاس آوینگے اور عرض کرینگے کہ ای ابراہیم آپ اہل زمین مین سے اللہ تعالی کے پیغمبر وخلیل ہین آپ
تو کہ ہم جس حال مین ہین اور جو ہم کو پہونچا ہی۔ ابراہیم علیہ السلام کہینگے کہ میرا رب آج ایسے غضب مین ہی کہ نہ ایسا غضب
کبھی ہوا اور نہ اِسکے بعد کبھی ایسا ہوگا پھر اپنے وہ معاملات ذکر کیے جو دروغ کی شکل مین ہوے اور کہا نفسی نفسی
سوائے دوسرے کے پاس جاؤ موسی ع کے پاس جاؤ پس موسی ع کے پاس آکر عرض کرینگے کہ ای موسی آپ رسول اللہ
اللہ تعالے نے اپنی رسالت کے ساتھ لوگون پر اور اپنے کلام کے ساتھ برگزیدہ کیا ہی آپ اپنے رب کے یہان
کیجیے آپ دیکھتے ہین کہ ہم جس حال مین ہین آپ دیکھین تو کہ ہم کو کیا پہونچا ہی پس موسی ع کہینگے کہ میرا رب
ہی کہ نہ کبھی ایسا ہوا اور نہ کبھی ایسا ہوگا اور مین نے ایک نفس کو قتل کیا تھا مگر نہین جانتا کہ مجھے اُسکے
نفسی نفسی نفسی تم میرے سوائے کسی دوسرے کے پاس جاؤ عیسی ع کے پاس جاؤ پس عیسی علیہ السلام

Marfat.com

کیسے کہ ای محمد آپ رسول اللہ اور اسکا وہ کلمہ ہین جو اُسنے مریم کو القا کیا اور اُسکی طرف سے روح ہو اور آپ نے تو لوگون سے گہوارہ مین کلام کیا ہر آپ اپنے رب عزوجل کی جناب مین ہماری سفارش کا کلمہ کہدیجیے آپ دیکھتے ہین کہ ہم جس حال مین ہین اور ہم کو کیا پہونچا ہی۔ عیسی ع اُنسے کہینگے کہ میرا رب آج ایسے غضب مین ہی کہ نہ ایسا کبھی غضب مین ہوا اور نہ کبھی پھر ایسا ہوگا اور انکی لغزش کچھ نہین بیان کی یہی کہا کہ نفسی نفسی نفسی تم میرے سوائے دوسرے کے پاس جاؤ تم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس چلے جاؤ پس لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آوینگے اور عرض کرینگے کہ یا محمد آپ رسول اللہ و خاتم النبیین ہین اللہ تعالے نے آپ کے واسطے مخصوص یہ کیا کہ اگلی و پچھلی لغزش سب معاف کر دی ہین آپ ہماری شفاعت اپنے رب عزوجل کے یہان کردیجیے آپ دیکھین تو کہ ہم کس حال مین ہین اور دیکھیے کہ ہم کو کیا پہونچا پس مین کھڑا ہوجاؤنگا اور وہان سے عرش کے نیچے آؤنگا اور اپنے رب عزوجل کے واسطے سجدہ مین گر پڑونگا پس اللہ تعالی اپنے محامد و حسن ثنا مین سے وہ الہام و کشف فرماویگا کہ مجھ سے پہلے کسی پر اسکو منکشف نہین فرمایا ہی پھر کہا جائیگا کہ ای محمد اپنا سر اُٹھا اور مانگ تجھے دیا جائیگا اور شفاعت کر تیری شفاعت قبول ہوگی پس مین اپنا سر اُٹھاؤنگا اور عرض کرونگا کہ امتی یارب۔ یعنی ای رب میری امت۔ امتی یارب امتی یارب۔ پس حکم دیا جائیگا کہ ای محمد اپنی امت سے ان لوگون کو جنپر حساب نہین ہی ابواب الجنۃ کے باب ایمن سے داخل کرلے اور وے دوسرے ابواب جنت مین لوگون کے ساتھ شریک ہین پھر آپ نے فرمایا کہ قسم اُسکی جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہی کہ جنت کے دو کواڑ کے (یعنی تیری عام امت کے داتے ۱۲) درمیان اتنا فرق ہی جیسے کہ سے حمیر یا مکہ سے بصرہ۔ یہ حدیث صحیحین مین ہی امام مسلم نے ابوہریرہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین سید اولاد آدم ہون قیامت کے روز اور پہلا وہ شخص ہون جسکے لیے قیامت کے روز قبر شق ہوگی۔ اور پہلا شفاعت کرنے والا اور پہلا وہ شخص جسکی شفاعت قبول ہوئی۔ ابن جریر رح نے ابوہریرہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قولہ عسی ان یبعثک الآیہ پوچھا گیا تو فرمایا کہ وہ شفاعت ہی اور امام احمد کی روایت مین ابوہریرہ رض سے یون ہی کہ فرمایا وہ مقام ہی کہ جہان اپنی امت کے واسطے شفاعت کرونگا۔ عبد الرزاق نے علی بن الحسین یعنی امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالی زمین کو مانند چمڑے کے ادیم بچھا دیگا اور کسی آدمی کو اسپر نہ ملیگا مگر پانون رکھنے کی جگہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مین اول وہ شخص ہونگا جو بلایا جاؤنگا اور جبرئیل اللہ تعالی کے عرش سے بائین جانب ہوگا اور واللہ اس سے پہلے کبھی جبرئیل کے اللہ تعالی کو نہین دیکھا پس عرض کرونگا کہ ای رب اسنے مجھے خبر دی کہ اللہ تعالی نے اسکو میرے پاس بھیجا ہی اللہ عزوجل فرماویگا کہ اسنے سچ کہا پھر مین شفاعت کرونگا اور عرض کرونگا کہ ای رب تیرے بندون نے اطراف زمین مین تیری عبادت کی ہی اور کہا کہ یہی مقام محمود ہی ہذا رسل۔ مترجم کہتا ہو کہ ہمارے نزدیک مرسل حجت ہی اور وجہ مرسل ہونے کی یہ ہی کہ امام زین العابدین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہین پایا ہی۔ واضح ہو کہ سابق حدیث شفاعت مین جب کہ بار چہارم عود فرمایا ہی تو کہا کہ ای رب اب کوئی باقی نہین سوائے اسکے جسے قرآن نے حبس کیا ہی مراد یہ کہ جسپر بحکم قرآنی خلود فی النار واجب ہوا ہی اور یہ تفسیر قتادہ رح سے مروی ہی۔ قولہ تعالی اقم الصلوۃ لدلوک الشمس الآیہ۔ جب آفتاب ڈھر جاری ہے یعنی قبضۂ قدرت الہی مین مسخر ہونے سے واسطے ساعت مین انوار عظمت کے پھیلنے کے شروع کرتا ہی پس اس ساعت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حضور مین

قیام کرنے اور سجدہ کرنے کا حکم دیا کہ کشف عظمت کا وقت ہی اور یہی حال وقت عصر میں ہی گویا آفتاب
وقت عصر میں سجود میں تا وقت غروب اور جب غروب ہوا اور تاریکی شب طاری ہوئی تو وہاں
رات سجدہ کرتی ہی اور اسکے سجود میں ستارے دوران کرتے ہین تا طلوع فجر پھر جب فجر طلوع کرتی ہی
کرتا ہی جو کہ نہ رات مین ہی اور نہ دن مین ہی اور اس وقت مین طلوع جمال وجلال ہی اور اسوقت ہی
اجسام سجدہ کرتے ہین بسبب غلبہ روح قدس کے اور اسوقت شہود حق بوصف صفات ہی وقد قال
کان مشہودا۔ شاہد اسکی ذات ومشہود اسکی صفات ہین اور یہ اوقات دلیل ہین کہ ہمیشہ آدمی اپنی اوقات کی
اور قلب سے مشاہد غیوب مین حاضر رہے۔ بعض مشائخ نے کہا کہ بعض اوقات سحر مین اٹھنا اپنے
مشہود اور اسپر شاہد ہین اور شیخ استاد رح نے کہا کہ بدن سے نماز کے واسطے اوقات متعین ہین اور
دائمی ہی اور جب حفظ اوقات شب در روز سے فراغت ہوئی تو اوقات کشف صفاتی وذاتی سے آگاہ
بہ الآیہ اور مقصود تہجد سے کشف جمال واسطے نمازیون کے جوف شب مین ہی اور یہ مقام محمود ہی اور امیدواری
محل رجاء ہی پس عارفین کے واسطے جوف اللیل مین انوار جلال ذات منکشف ہوتے ہین جبکہ آنکھ آنسو جاری ہوتے
اور فریاد بلند ہوتی ہی پس اسکو اللہ سے دیکھتے ہین نہ اپنے تہجد سے بلکہ انکو کشف قدس کی مراد سے مقامات انس کی حرف شائق
کیا جب وہان پہونچتے ہین تو اپنے نفوس کو بھول جاتے ہین اور اللہ تعالی کے حضور مین عاجزی سے گرتے ہین پس رونے
اور اس سے رحمت کافیہ کا سوال کرتے ہین اور خبر مین وارد ہی کہ اللہ تعالی عزوجل ان نمازیون کے چہرون پر رحمت فرماتا ہی جو
جوف لیل مین نماز پڑھتے ہین اور شیخ استاد رح نے کہا کہ عوام کے واسطے مقام محمود وہ ہی جب طاعت شلوار جن جیتے ہین
کہا جاتا ہی کہ وہ اہل کبائر کے واسطے شفاعت کا مقام ہی۔ پھر اللہ تعالے نے دار کفر سے باہر ہونے اور دار ایمان مین
داخل ہونے کی دعا تعلیم فرمائی

وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ

اور کہ اے رب بٹھا مجکو سچا بٹھانا اور نکال مجکو سچا نکالنا

وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِیْرًا ۝ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ؕ اِنَّ الْبَاطِلَ

ایک حکومت کی مدد اور کہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹھ بیشک

حسن بصری رح نے کہا کہ جب کفار مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کیا اور
باندھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کردو یا نکال باہر کرو یا زنجیرون مین مقید کردو تو اللہ تعالی نے
اسپر جواب دیا یعنی اسنے مقدر فرمایا تھا کہ جب اہل مکہ کی خوبت یہان تک پہونچے تب اسپر جواب
کو حکم دیا کہ مکہ سے نکلکر مدینہ مین داخل ہون۔ امام احمد نے ابن عباس رض سے روایت
پھر ہجرت کا حکم دیا اور نازل فرمایا تولہ۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ
فرمایا وہ رض نے کہا کہ مراد مدینہ ہی۔ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ اور باہر لانا مجھے مکہ سے

Marfat.com

[illegible] ما توف چھوڑنے سے اصحاب کے دلون پر وحشت نہ ہو اور پہلے سے واقف ہو جاوین کہ مدخل
[illegible] داخل ہونے ہین - یہی قول مدخل ومخرج کے بارہ مین ابن عباس وحسن رح کا ہی - اور مانند روایت احمد کے ترمذی
[illegible] اور کہا کہ حدیث حسن صحیح ہی - معالم وسراج مین لایا کہ ضحاک نے کہا کہ اخراج مخرج صدق وہ مکہ سے ہی کہ مشرکون سے باامن
باہر آوین اور ادخلنی مدخل صدق یہ دوبارہ مکہ مین فتح وفیروزی کے ساتھ داخل ہونا مراد ہی - ابن کثیر رح نے لکھا کہ عوفی رح نے
ابن عباس رض سے روایت کی کہ ادخلنی مدخل صدق وہ موت یعنی ادخال قبر ہی اور اخرجنی مخرج صدق وہ حیات بعد موت ہی یعنے
جی اٹھنا اور معراج وزندہ انبیاء علیہم السلام قبرین زندہ ہوتے ہین - سراج ومعالم وغیرہ مین ہی کہ مجاہد نے کہا کہ ادخلنی یعنی اس امر
مین جو مجھے تبلیغ رسالت کا سپرد ہوا ہی واخرجنی یعنی دنیا سے مجھے نکال مخرج صدق یعنی ایسے حال مین کہ جو حق واجب اس کام کے
[illegible] تمام وکمال ادا ہو گیا ہو - بعض نے کہا کہ غار مین داخل کرنا اور اس سے صحیح سالم نکلنا مراد ہی - بعض نے کہا کہ ادخال جنت
اور اخراج قبر مراد ہی اور بعض نے کہا کہ ادخال قبرین اور اخراج یوم البعث مراد ہی - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اشہر الاقوال وہی قول
اول ہی وہی صحیح ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی - اقول یہان ایک اشکال وارد ہوتا ہی کہ اگر آیت قبل خروج مکہ کے
حکم ہجرت مین اتری تو یہ آیت مکیہ ہی جیسے یہ سورۂ مکیہ ہی ولیکن سابق مین گذر چکا کہ اسمین سے آٹھ آیات مستثنی ہین ازانجملہ یہ آیت
بھی ہی - اور یہی شیخ سیوطی رح نے ذکر کیا ہی - بعض نے اسکا یہ جواب دیا کہ بیضاوی رح نے تمام سورۂ کو مکی رکھا ہی اور کچھ استثناء
نہین کیا بیشتر جزم کرتا ہی کہ یہ جواب نہین ہی اور مین کہتا ہون کہ یہان کچھ اشکال نہین وارد ہوتا اور بات یہ ہی کہ اول حکم ہجرت دیا گیا
جس آپ کو سکتہ ہو گئے جب قریب مدینہ کے پہونچے یا درمیان مین مکہ ومدینہ کے تو یہ آیت نازل ہوئی اور چونکہ اصطلاح یہ ہی
کہ جو بعد ہجرت نازل ہو وہ مدنی ہی اسواسطے مدنیات مین استثناء کیا اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ادخلنی مدخل صدق کو مقصود اولے کے
درجہ سے مقدم کرنا ہی اور چونکہ یہ دعاء ہی کہ بعد حکم ہجرت کے ہی تو حکم ہجرت مقدم ہی - پھر واضح ہو کہ قول اول اگرچہ اصح ہی لیکن اسکے معنی
مین کہ نزول کا سبب وہی ہوا ولیکن اس سے یہ لازم نہین کہ معنی آیت کے دوسرے اقوال کو شامل نہون لہذا روایت عوفی از ابن عباس
بھی درست ہی لہذا بحسب معنی وہ قول پسندیدہ ہی جو سراج مین تفسیر بقاعی رح سے منقول ہی کہ مقصود یہ ہی کہ ہر مقام حسی ومعنوی اور
[illegible] دنیوی واخروی جہان تو مجھے داخل کرنا چاہیے وہان مدخل صدق داخل کر یعنی صدق کا داخل کرنا ہو اور ایسے ہی جہان سے خارج کرنا
چاہے وہان سے صدق کا خارج کرنا ہو - اور لکھا کہ مراد مدخل ومخرج سے ادخال واخراج ہی اور مدخل ومخرج کو صدق کی طرف اضافت
کرنا بطریق مدح ہی گویا اللہ تعالی سے اچھی ادخال واچھی اخراج کی دعا ہی کہ انمین کوئی مکروہ پیش نہ آوے - وَاجْعَلْ لِّيْ مِنْ
لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا نَّصِيْرًا اور کر دے میرے لیے اپنے پاس سے ایک سلطان مددگار یعنی درخواست ہی کہ تقویت بحجت و
[illegible] اور معراج وغیرہ مین لایا کہ سلطان نصیر یعنے حجت ظاہرہ جس سے مجھے ہر ایسے شخص پر نصرت دے جو میرا مخالف
[illegible] اللہ تعالی نے آپ کی دعا قبول کی اور آگاہ فرمایا کہ واللہ یعصمک من الناس - اور فرمایا الا ان حزب اللہ ہم الغالبون - اور فرمایا
[illegible] اور فرمایا لیستخلفنہم فی الارض - اور شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ حسن بصری رح نے اس آیت کی تفسیر مین کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی نے وعدہ دیا کہ ملک فارس اور عزت فارس کو نکال کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کر دیگا اور ملک روم
[illegible] روم کو نکال کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کر دیگا - اقول اور حدیث مین پایا جاتا ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اول سے

Marfat.com

یہ بات معلوم تھی چنانچہ مروی ہے کہ آپ سایۂ کعبہ میں بیٹھے تھے کہ مین نے جاکر کہا کہ یا رسول اللہ دعا کیجئے
نے فرمایا کہ واللہ اس امر یعنی توحید کو اللہ تعالے پورا کرنے والا ہے حتی کہ ایک سوار صنعا سے حضرموت تک جائیگا
کے کسی سے اُسکو خوف نہ ہوگا ولیکن تم لوگ جلدی کرتے ہو اور اصل حدیث صحاح مین ہے مین نے
قتادہ رح نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ اس کام کے لیے ایک سلطان کی ضرورت ہے
پس آپ نے بحکم الٰہی دعا کی کہ ایک سلطان دے جو مددگار ہو کتاب الٰہی و حدود الٰہی و فرائض کا اور دین
ایک رحمت ہے اللہ تعالی کی طرف سے جسکو بندون کے درمیان اُسنے رکھا ہے اور اگر یہ نہ ہو تو بعضے دوسرے
کمزور کو کھا جاوے - اور مجاہد رح نے کہا کہ سلطانا نصیرا یعنی حجت غالبہ - اور شیخ ابن حمید نے قول حسن
ارجح بھی ہے اسواسطے کہ حق کے ساتھ ایک شخص قاہر چاہیے کہ جو کوئی حق سے عداوت کرے و مخالفت کرے اُسکو
الحدید فیہ باس شدید الآیہ - مین اسکا بیان ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ اللہ تعالی روکتا ہے سلطان سے بیشتر
سلطانی ہیبت سے بہت لوگ فواحش و گناہون سے بچتے ہین حالانکہ قرآن کے خوف و تہدید سے اتنا نہین بچتا کہ
ہین اور یہی واقع ہے - سراج وغیرہ مین ہے کہ بعد فتح مکہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید رضی اللہ عنہ کو اہل مکہ پر عامل کرکے
روانہ ہو کہ مین نے تجھے اہل اللہ پر عامل کیا پس عتاب رضی اللہ عنہ ریاکارون و منافقون پر بہت سخت تھے اور مسلمانون کے واسطے بہت
نرم تھے اور کہتے کہ واللہ مین نہین جانتا کسی پچھڑنے والے کو جو نماز سے پچھڑے مگر منافق کو پس اہل مکہ نے کہا کہ یا رسول اللہ آپ نے ابن اسید
پر عتاب رضی اللہ عنہ بن اسید کو جو سخت دل گنوار ہے عامل مقرر کیا پس آپ نے فرمایا کہ مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا عتاب ابن اسید
پر آیا اور حلقۃ الباب کو پکڑ کر سخت جھنجھوڑا کہ وہ کھول دیا گیا پس وہ اندر داخل ہوا پس اللہ تعالی نے اسلام کو عزت دی کیونکہ
مومنون کی نصرت کی اور ظالمون کو مقہور کیا پس یہی سلطان نصیر ہے - پھر اللہ تعالی نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ
کے قبول ہونے کو اعلان کردے تقولہ وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ یعنی دوست و دشمن سب سے کہدے کہ آگیا حق یعنی اسلام
نے حکم کیا اور نازل فرمایا ہے وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اور مضمحل و ہلاک ہو گیا باطل - یعنی خلاف حق جو کچھ تھا سب زائل ہو گیا
اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا یعنی باطل اگرچہ کسی وقت مین اسکی دولت مرصولت ہو جاوے مگر وہ اپنی جبلت و طبیعت سے
ہے اللہ تعالی نے ازل مین مقدر کر دیا ہے کہ وہ جلد زائل ہوتا اور مٹ جاتا ہے اور مثال اسکی مثل پرکوٹے جھاگ کے ہے کہ
بعد چند روز کے وہ زائل ہو جاتا ہے اور پانی باقی و نافع رہتا ہے - امام بخاری نے تفسیر مین روایت کی ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح کو مکہ مین داخل ہوے اور خانۂ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے
چھڑی سے جو آپ کے ہاتھ مین تھی بتون کو چونکتے اور کہتے جاء الحق و زہق الباطل الآیہ پس بتہائے سرنگون ہو کر گر پڑے
عباس رض سے روایت ہے کہ قبائل عرب کے بت تھے کہ انھین کی جانب حج کہتے اور انکے آگے سجدہ مین گرتے تھے انہون نے
سے شکایت کی کہ اے رب کب تک ان بتون کی عبادت کیجاویگی سوائے تیرے پس اللہ تعالی نے ان کی
واسطے پیدا کرنے والا ہون پس مین تجھے ایسے سجدہ کرنے والی پیشانیون سے بھر دونگا جو تیری
شفقت سے آرمین جیسے پرندے اپنے انڈون کی طرف آتا ہے اور تیرے گھر سے بیدان گئے

Marfat.com

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ آپ اس چھڑی کو لے لیجیے اور بتون کو گرا دیجیے پس آپ ہر بت کے پاس [illegible] اسکی آنکھ کی طرف چھڑی سے چونکتے اور فرماتے جاء الحق وزہق الباطل الآیہ۔ پس وہ بت جو زمین مین مضبوط گڑا ہوتا تھا اپنے [illegible] یہانتک کہ سب بت گرا دیے اور رہگیا خزاعہ کا بت جو کعبہ کے اوپر تھا اور قوار پر صفر کا تھا پس آپ نے حضرت [illegible] کو حکم دیا کہ اسکو لے پس اپنے کندھے پر علی کرم اللہ وجہہ کو اٹھا لیا وہ اوپر چڑھ گئے اور اسکو اکھاڑ کر پھینک دیا [illegible] گر پڑے یہ گیا یہ گیا یہ لوگ تعجب کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے محمد سے زیادہ ساحر نہین دیکھا۔ شیخ ابن کثیر رح نے حافظ [illegible] کی روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ذکر کی کہ ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ مین داخل ہوے اور [illegible] کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے بامر اللہ تعالی وہ اوندھے گرائے گئے اور آپ یہ آیت پڑھتے تھے۔ اور صحیحین مین ہی کہ عبداللہ [illegible] نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الفتح کو مکہ مین داخل ہوے اور خانہ کعبہ کے گرد تین سو ساٹھ بت تھے پس [illegible] ہاتھ کی چھڑی سے انکو چونکتے جاتے اور کہتے جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا۔ وجاء الحق وما یبدی [illegible] الباطل وما یعید۔ یہانتک کہ سب بت گر پڑے۔ ف فی العرائس قولہ تعالی وقل رب ادخلنی مدخل صدق الآیہ۔ اشارہ [illegible] ہے کہ مقام حقیقت مین مطلوب یہ ہی کہ مقام قدم مین غیر سے فانی ہو کر بصدق محبت داخل کیا جاوے کیونکہ وہان مدخل [illegible] صدق ہی اسلیے کہ سوائے حق کے وہان خودی سے کچھ باقی نہین ہی اور مقام فنا سے بصفت بقا حق نکالا جاوے تاکہ [illegible] بحق باحق فی حق ہو کیونکہ وہان مخرج صدق ہی کیونکہ وہان سوائے حق کے کسی کو بندے کے ساتھ بقا نہین ہی اور قولہ واجعل لی من [illegible] لدنک سلطانا نصیرا یعنی وہان انوار سلطان عزت سے ایسا نور عطا ہو کہ بندہ استقامت پر رہے اور عظمت مین فانی نہو جاوے [illegible] اشارہ ہی کہ ادخال تو مدخل صدق عبودیت کا ہو اور اخراج مخرج صدق ربوبیت کا ہو۔ اور اپنی طرف سے سلطان کبریائی سے [illegible] وت انصاف واتحاد عطا ہو۔ شیخ سہل رح نے کہا کہ ادخلنی یعنے تبلیغ رسالت کے کام مین مجھے مدخل صدق کے طور پر داخل کر [illegible] کوئی اخراج میل نہ کروں اور ارکان تبلیغ مین کوئی فروگذاشت نہ کروں۔ اور قولہ اخرجنی۔ یعنی مجھے اس مقام سے نکال [illegible] اسطرح کہ مین سب فرمانبرداری کے ساتھ سلامت ہون اور تیری رضامندی پاؤن اور ہر طرح موافقت عبودیت مین ہون اور [illegible] اپنی طرف سے سلطان نصیر دے جو مجھے اس کام مین حق کے ساتھ مزین رکھے اور غالب مجھپر حق ہو نہ ہوائے نفس [illegible] حضرت جعفر رح نے کہا کہ مجھے اسمین داخل کر اسطرح کہ تیری رضامندی مطلوب ہو اور اس کام سے نکال اس حال مین کہ تو [illegible] مجھ سے بیزار نہو کیونکہ کسی کام کے متولی ہونے کی خواہش اس طور پر صحیح ہی کہ حق تعالی اسکے سرانجام کا خود متولی ہو یعنی بندہ [illegible] کے واسطے وہی مددگار ہو اور مشاہدہ صفات سے نکلنا بجانب مشاہدہ ذات کے مرغوب ہی۔ واسطی رح نے کہا کہ جسکو حق تعالی [illegible] نے کمال شرف دیا ہی اسنے اپنی نفس سے بھی احتیاج بجانب الہی ظاہر کر کے سچائی کی اس سے درخواست کی اور اسی سے اسرار [illegible] رنیت ہی۔ شیخ فارس رحمہ اللہ نے کہا کہ یہان سلطان نصیر سے اللہ تعالی کی صفات پاک مین سے اس سلطان کی خواہش [illegible] جانب ہے اور اسکی خواہش کو ہیبت وجلال الہی کی باگ سے روکے۔ پس اسکا نفس غلبہ وحدانیت سے ٹوٹ [illegible] سلطان کے کہ کسی کام مین اسکی معاونت الہی سے دشمن کا مکر کچھ مضر نہو۔ سہل رح نے کہا کہ زبان جو اللہ تعالی [illegible] کے واسطے ہی بند کیے ہوے ہو اللہ تعالی نے اسکے لیے دعا قبول کی بقولہ وما ینطق عن الہوی۔ شیخ جعفر علیہ السلام

نے کہا کہ حقیقت احتجاج کی سچی استقامت ہو مدخل تو احتجاج عبودیت ہے اور مخرج وصلت ہو بیشتر
صدق یہ ہو کہ کسی چیز مین داخل ہو اور قدم رکھے تو اللہ تعالے کے واسطے اور اسی کی قوت سے ہو
یہ ہو کہ کسی کام سے نکلنا یا کسی چیز کو چھوڑنا اللہ تعالے کے واسطے اسی کی قوت سے ہو اسمین
کہ داخل یا خارج ہونے کو بھی لحاظ نہ کرے یعنی اسمین کوئی حظ اپنی نفس کے واسطے ملحوظ نہ ہو اور جب
معنی مین مستقیم ہوے تو اللہ تعالی نے حکم دیا کہ خلق کو آگاہ کردے کہ حق ظاہر ہوا ایسے ظہور کے ساتھ کہ اسمین
اور ابہام و تاریکی دور ہوگئی بقولہ وقل جاء الحق وزہق الباطل الآیۃ - حق تو حق ہو اور باطل تمام جہان ہو اور حق علم ہو اور باطل
حق معرفت ہو اور باطل نفس و ہوی ہو اور حق وہ ہو کہ جو تجلی حق و اسکے الہام سے ظاہر ہو اور باطل وہ ہو جو ہو اس نفس و
شیطانی سے ہو پس جب ہدایۃ مکاشفہ کے انوار سے ظہور ہوتا ہو تو نفس کے آثار و شیطان کے وساوس باطل و مضمحل ہو جاتے
شیخ فارس رحمہ اللہ نے کہا کہ حق وہ ہو جو تجھکو راہ حقیقت پر آمادہ کرے اور اسی کی پیروی کرا وے اور باطل راہ ہو جو تجھکو
شاق کردے اور تیرے وقت کو پریشان کرے - اور کہا جاتا ہو کہ خطرات مین سے حق وہ ہو جس سے تیرا جذب بجانب حق ہو اور
ہو اور باطل وہ ہو جو تجھے غیر حق کی طرف بلاوے اور حق سے روکے - اقول شیخ نے جسقدر امور لکھے جنمین داخل و خارج کے معنی
پائے جاتے ہین اور جو کچھ دیگر مشائخ و اکابر نے نقل کیے اور جسقدر شیخ استاد رح نے بیان کیے اور جسقدر معانی حق و باطل کے
بیان کیے یہ سب بنجملہ مدخل صدق وغیرہ کے ہین اور سابق مین جو تفسیر ثعالبی رح سے منقول ہوئی وہ جامع ہو اور یہ سب صورتین
اسکے تفاصیل ہین واللہ تعالی اعلم - جب اللہ تعالی نے توحید و نبوت و بعث و حشر و نشر بیان کردیا اور قہار و قدار کا بیان فرمایا
پھر بعد اسکے نماز پر تنبیہ کی اور جو اسمین اسرار ہین ظاہر فرمائے اور بعضے بیان سابق کے موافق حق کو غالب و باطل کو مغلوب دکھلایا

اب قرآن پر متوجہ کیا جو ان سب کا جامع ہو بقولہ

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ۙ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ

اور ہم اتارتے ہین قرآن مین سے جس سے روگ جنگے ہون اور مہر ایمان والون کو اور گنہگارون کو

اِلَّا خَسَارًا ۝ وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا

بڑھتا ہو نقصان اور جب ہم آرام بیچین انسان منہ پھیر لیتا ہو اور پہلو

مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَـُٔوْسًا ۝ قُلْ كُلٌّ يَّعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ۚ فَرَبُّكُمْ

سکے اسکو برائی رہجاوے آس توڑتا تو کہہ ہر کوئی کام کرتا ہے اپنے طور پر

اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا ۝

بہتر جانتا ہے کون خوب سوجھا ہے راہ

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ من یہان تین معنی کو محتمل ہو اور ہر ایک کا بیان کرنا مفرد آلہ جمع جسکے معنی
جاوین - سراج وغیرہ مین لکھا کہ اول وجہ یہ کہ من بیان جنس کے واسطے ہو جیسے قول زمخشری سے اور ربیع
ابن عطیہ نے اور ابو البقار نے اعراب القرآن مین بیان کیا اور ابو حیان نے بحر مین اسکو ذکر کیا

ع ۹

[illegible] جسکا اُس سے بیان ہوا اور یہ بیان وہم مقدم ہی اور یہ ہو موخر ہی۔ وجہ دوم یہ کہ من تبعیضیہ ہو مگر حرفی رہ نے اس سے
[illegible] اور کہا کہ اُن سے لازم آتا ہی کہ قرآن مین سے بعض شفا نہ ہو اور ابو البقار رح نے جواب دیا کہ قرآن مین سے بعض وہ ہی جو جسمانی
[illegible] سے متعلق ہی اور یہ پایا گیا چنانچہ روایت ہی کہ ایک جماعت صحابہ کی ایک گانون مین اتری اُن لوگون نے مہمانی نہ کی پھر ایک
[illegible] دوڑتی ہوئی آئی اور کہا کہ ہمارے سردار کو بچھو نے کاٹا تم مین سے کوئی رقیہ جانتا ہو تو جھاڑ دے اُنمین سے بعض نے کہا کہ ہان
[illegible] جانتا ہون لیکن تم لوگون نے ہم کو مہمان نہ کیا تو مین بغیر عوض کے نہین جھاڑونگا پس اِن لوگون نے اجرت قبول کی اور وہ
[illegible] یان تھین۔ اُنھون نے جاکر جھاڑا وہ اچھا ہو گیا تب بعض نے کہا کہ ہم کو نہین معلوم تھا کہ تم رقیہ کرتے ہو اُنھون نے کہا کہ بیشک
[illegible] رقیہ نہین کرتا ہون ولیکن مین نے خالی سورہ فاتحہ پڑھکر دم کر دی ہی اور تمام حدیث صحیح بخاری مین ہی۔ پس یہان من تبعیضیہ
[illegible] نسبت بعض امراض کے ہی یعنی امراض جسمانی ورنہ وہ سب کا سب تمام امراض جسمانی و قلبی کے واسطے شفا ہی کہ قلب کے امراض
[illegible] مثل کفر وغیرہ بدا عتقادات سے شفا دیتا ہی۔ وجہ سوم یہ کہ من ابتدا غایت کے واسطے ہی اور یہ قول ابو حیان کا ہی اور ابن
[illegible] قول نے کہا کہ یہ واضح ہی پس معنی یہ ہین کہ ہم قرآن سے اتارنا شروع کرتے ہین مَا هُوَ شِفَآءٌ وہ جو کہ شفا ہی۔ پس جسمانی
[illegible] شفا کی روایت اوپر گذری اور قلبی شفا ظاہر ہی پس اِس سے تندرستی جسمی ہوتی ہی اور دین کی تقویم اور نفس کی اصلاح سے
[illegible] دلی درستی ہوتی ہی وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ مومنون کے لیے رحمت ہی اور باعث سکینت و طمانینت ہی اور حدیث مسلم رح مین مروی
[illegible] کہ ایک صحابی رض قرآن پڑھتے تھے رات مین اور اُنکے قریب اُنکا گھوڑا بندھا تھا وہ یکایک بھڑکا اُنھون نے نظر اُٹھا کر دیکھا
[illegible] مثل پارہ ابر کے سفید ایک چیز اُترتی تھی اُنکی خاموشی سے اوپر اُٹھنا شروع ہوئی پھر جب پڑھنے لگے تو نزدیک آنے لگی
[illegible] گھوڑا بھڑکا غرضکہ صبح کو اُنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا آپ نے فرمایا کہ یہ سکینت ہی کہ قرآن کے ساتھ نازل ہوتی
[illegible] شیخ ابن گنبر رح نے لکھا کہ وہ رحمت ہی یعنی اِس سے ایمان و حکمت و طلب خیر و رغبت حاصل ہوتا ہی اور یہ خاص اُسی کے واسطے
[illegible] جسپر ایمان لایا کہ یہ وحی الٰہی عزوجل و قرآن کریم ہی کہ اِسمین کسی طرف سے باطل کو گنجایش نہین ہی اسکو حکیم حمید نے اُتارا ہی پس
[illegible] جانکر جسپر عمل کیا۔ سراج مین لکھا کہ اور یہ عجیب ہی کہ یہی شفا بقولہ۔ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا
[illegible] کو سوائے خسارت کے کچھ نہین زیادہ کرتی ہی۔ شیخ امام نے لکھا کہ یعنی جو کافر اپنے نفس پر ظالم ہی اُسکو قرآن سننے سے سوائے دوری
[illegible] کے نہین ملتا پس بجائے رحمت کے لعنت اور بجائے شفا کے مرض کفر و شک و نفاق پیدا ہوتا ہی۔ قتادہ رح نے کہا کہ مومن نے جب
[illegible] سنا تو اُس سے نفع لیا اور حفظ کیا اور یاد رکھا اور ظالم کافر نے جب سنا تو نہ اُس سے نفع پایا اور نہ یاد کیا بلکہ اپنے نفس کو زیادہ عذاب
[illegible] پیش کرکے برباد کیا۔ سراج مین لایا کہ خسارہ و نقصان اسوجہ سے زیادہ ہوتا ہی کہ جب کافرون پر اُسکے دلائل و آیات سے
[illegible] حجت ہو گئی پھر اُنھون نے منہ موڑا تو اُس سے کفر اور بھی شدید ہو گیا اور دارمی نے سنن مین قتادہ رح سے روایت کی کہ جو قرآن
[illegible] پھر اُٹھا تو یا زیادتی کے ساتھ یا نقصان کے ساتھ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اِسکا سبب اصلی بیان فرمایا کہ یہ کافر و مطرود لوگ
[illegible] کے جنگلون مین تباہ پھرتے ہین اور کیون خسارت و خواری اُٹھانے مین منہمک ہین اور وہ سبب یہ ہی کہ اُنکو دنیا
[illegible] مین رغبت ہی اور اعتقاد کرتے ہین کہ یہ بات اُنکو بوجہ اُنکی کوشش کی حاصل ہو جاتی ہی لہذا فرمایا۔
[illegible] عَلَى الْاِنْسَانِ یعنی آدمی کی طبیعت اِس بات پر مجبول ہی کہ جب ہم اسپر نعمت دیتے ہین اَعْرَضَ

تو اعراض کرتا ہی۔ بعض نے روایت کی کہ ابن عباس نے کہا کہ انسان یہان ولید بن المغیرہ [illegible]
اسکو بیان کیا ہو اگر اسسے یہ روایت صحیح ہو ورنہ بقول امام رازی کے یہ تخصیص بعید ہی اور مراد [illegible]
یا کافر کی جبلت اسپر مجبول ہی کہ جب ہم اسکو مال وعافیت واولاد ورزق ونصرت وسرور اور [illegible]
اللہ تعالی کی طاعت وبندگی سے منہ موڑتا ہی۔ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور بناعد کرتا ہی اپنے [illegible]
دور ہوجاتا ہی۔ اور شاید کہ تکبر مراد ہو۔ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَئُوْسًا یعنی اگر [illegible]
زمانہ ہین تو بالکل مایوس ہوجاتا ہی کہ اب اسکو کبھی بہتری نہ ملیگی اور حاصل یہ ہی کہ اگر آدمی کو نعمت دیکر [illegible]
اللہ تعالی کی یاد بھول جاتا ہی اور اگر دنیا سے محروم ہوا تو اسپر غم وافسوس چھاجاتا ہی اور اللہ تعالی کی یاد سے غافل
ایسا شخص ہمیشہ خواری مین ہی پس محفوظ وہ بندے ہین جنھون نے صبر کیا اور نیک کام کیے جیسا کہ اللہ تعالی نے [illegible]
فرح فخور الا الذین صبروا وعملوا الصالحات الآیہ مین بیان ہی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ قل کل یعمل علی شاکلتہ
کہدے کہ ہر ایک شکر کرنے والا وکفر کرنے والا عمل کرتا ہی اپنے شاکلہ پر یعنی ایسے طریقہ پر جو متشاکل وہم شکل ہی اسکی بن کے
اسکے جسپر ہم نے اسکو مخلوق کیا ہی خواہ خیر ہو یا شر ہو۔ یعنی جو شخص نیکی پر مطبوع ومخلوق ہی وہ اسی جبلت کے موافق عمل کرتا ہی اور
بدی پر مطبوع ہی وہ بد جبلت کے موافق عمل کرتا ہی۔ علی ہذا شاکلہ بمعنی طریقہ موافق جبلت ہی اور ابن کثیر رح نے کہا کہ ابن عباس رض نے
فرمایا کہ علی شاکلتہ ای علی ناحیتہ پس شاکلہ بمعنی ناحیہ ہی۔ مجاہد رح نے کہا کہ اپنی جبلت وطبیعت پر اور قتادہ رح نے کہا کہ اپنی نیت پر اور
یہی قول حسن بصری رح کا ہی اور بخاری رح نے کتاب التفسیر مین اسی سے تفسیر کی ہی اور ابن زید رح نے کہا کہ اپنے دین پر۔ زمخشری رح نے
کہا کہ مراد مذہب ہی جو مشکل اسکے حال کے ہدایت ہو یا ضلالت ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ تفاسیر باہم متقارب ہین اور جو وہ ہو سابق
ذکر کیا کہ ہر شخص اس جبلت پر عمل کرتا ہی جسپر اللہ تعالی نے اسکو مجبول فرمایا خواہ خیر ہو یا شر ہو اور زمخشری کی تفسیر کا مبنی اسی پر ہی کہ
اسی کے موافق طریقہ ہوگا۔ پس یہ مومن کے لیے مدح اور کافر کے لیے مذمت ہی اور حاصل یہ ہی کہ جو خیر پر سعید مجبول ہی وہ اسکے موا
کریگا اور جو شر پر شقی مجبول ہی وہ اسکے موافق عامل ہوگا۔ پھر انمین بھی متفاوت درجات ہوتے ہین حتی کہ مومنون مین بعضے ایسی جبلت
مجبول ہین کہ ہمہ تن خیر ہین اور بعضے متفاوت درجات پر ہین۔ اگر کہا جاوے کہ کبھی سعید مخلوق ہوتا ہی مگر اسباب [illegible]
پیش آتے ہین کہ مدت تک وہ حالت کفر مین رہتا ہی جواب یہ کہ اسوقت بھی وہ ترحم وجبار وعدل وغیرہ اخلاق [illegible]
اگر کہا جاوے کہ تعلیم سے اخلاق بدل جاتے ہین جواب یہ ہی کہ فی الواقع تبدیل نہین ہوتی ہی اگر کہا جاوے کہ [illegible]
اور اسکا کوئی قائل نہین ہی جواب یہ کہ تعلیم بیفائدہ نہین ہوتی ہی اسواسطے کہ شریر کو تعلیم سے [illegible]
ضد وحسد نہین پہونچنے پاتا ہی اور رہا یہ کہ وہ خود جبلت مین بدل جاتا ہی یہ نہین ہوسکتا۔ اسواسطے کہ [illegible]
جیسے ترکیب سے مزاج گرم یا سرد مثلا مخلوق ہوا ہی وہ اگر بدلا جاوے تو موت ہوجاتی ہی [illegible]
قابل تبدیل نہین ہین اور شرع مین بھی یہی منصوص ہوتا ہی چنانچہ امام احمد نے بسند متصل [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم سنو ایک پہاڑ کو کہ اپنی جگہ سے ٹل گیا تو اسکی تصدیق [illegible]
کہ اپنی طبیعت سے متغیر ہوگیا تو اسکی تصدیق مت کرو کیونکہ وہ [illegible]

ہو تو حالت جہل مین اُسکو ظلم کے ساتھ کام مین لاتا تھا پھر جب وہ تعلیم سے درست ہو جاوے تو اُسکو بدکارون
یہ تو ظاہری عقل کے موافق کلام ہی اور حق یہ ہی کہ مدار سعادت و شقاوت پر ہی پس جسکو اللہ تعالی نے روح سعید
ہی ہے جسم کے دو حال ہین یا تو موافق روح کے ہی یا اُس سے کچھ مخالف ہی کیونکہ بالکل اُسکے ضد نہین ہو سکتا ہی پس اگر جسم
تو ہمیشہ وہ نیکی پر ہوگا اور اگر جسم اِس سے مخالف ہی تو درجہ بدرجہ اندازہ مخالفت کے حساب سے وہ بعض بعض افعال مین جو
مخالفت کے ہین نیکی سے اُسی قدر منحرف ہوگا - اور جسکی روح مین اللہ تعالی نے شقاوت رکھی ہی اگر اُسکا جسم موافق ہی تو وہ ہمیشہ بدی
کے افعال پر ہوگا اور اگر جسم اِس سے مخالف ہی تو جسقدر مخالفت زیادہ ہوگی اُسی قدر اُسکے جسمانی تعلق کے افعال نیکی کے ساتھ ہونگے
یہ بھی قابل توجہ قبول ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب - بالجملہ معنی آیت کریمہ کے یہ ہین کہ بطور تہدید کے مشرکون کے حق مین حکم دیا کہ
تمکو چھوڑے کہ ہر ایک شقی ہو یا سعید ہو اپنی مقتضاے طبیعت پر جو مشاکل اُسکے مذہب کے ہی عمل کرتا ہی - فَرَبُّكُمْ پس تسبب ہوا اُس سے
کہ ہو اب - اَعْلَمُ سب سے زیادہ یعنی کامل علم والا ہی - بِمَنْ هُوَ اَهْدٰى سَبِيْلًا اُس شخص کا جو دونون فریق
مین سے زیادہ ہدایت پر ہی طریقہ مین - یعنی دوسرے کو جو کہ اضل سبیلا ہی اُسکو بھی خوب جانتا ہی پس اُسپر کوئی چیز پوشیدہ نہین ہی وہ
ہر ایک شکر گذار مطیع کو اُسکا عوض دیگا اور ہر ایک بدکار کافر ناشکرے نافرمان کو اُسکا عوض دیگا کیونکہ اللہ تعالی نے اصل
مین ہر ایک کو جس خلقت پر پیدا کیا ہی اُس سے وہی خوب آگاہ ہی اور دوسری مخلوق ہین وہ تو اپنے ہمجنس کو تجربہ وغیرہ سے پہچان
سکتے ہین اور یہ پہچاننا علم الٰہی کے طریقہ سے کچھ بھی نسبت نہین رکھتا ہی - فائدہ فی العرائس قولہ تعالی وننزل من القرآن ما ہو شفاء
الآیہ واضح ہو کہ کفر و شرک کی حد شرع مین معلوم ہی اور یہ حد ایسی ہی کہ جو اِسپر مرا اُسکا ٹھکانا جہنم ہی جو قہر الٰہی ہی اور اِس حد سے علیحدہ
مراتب جہت مین حد ایمان ہی اور جو اِسپر مرا اُسکا ٹھکانا جنت ہی پھر جیسے کفر کی جہت مثلاً بائین جانب غیر متناہی ہی اِسی طرح ایمان کی
جہت دائین جانب غیر متناہی ہی پس حد ایمان کے اندر داخل ہو کر اعلی مراتب کے واسطے سعی کیجاتی ہی لیکن اعلی مراتب کے لحاظ
سے اول حد ایمان پر جو شخص ہی اُسمین کچھ میل کچیل ہی اگر وہ دور ہوا تو درجہ دوم پر ترقی کی پھر درجہ سوم کے لحاظ سے دوم مین میل کچیل ہی
وہ دور ہوا تو درجہ سوم مین چہارم کی نسبت میل کچیل ہی علی ہذا القیاس مراتب کی حد نہین ہی الا وہ مرتبہ کہ جسپر حضرت سرور عالم محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہین لیکن وہ نبوت اللہ تعالے کی اصطفائیت ازلیہ ہی کہ دوسرے کے لیے بالکل ناممکن ہی لیکن حد معلوم ہی اور جسکے معلوم
ہونے کا معراج وغیرہ مین جب آپ کا سینہ چاک کیا گیا تو جبرئیل علیہ السلام نے سینہ کو غسل دیا اور بعض روایات مین ایک چیز نکالی
جسکا نام علقہ آپ سے حظ الشیطان تھا تو پھر اب قیاس کر سکتے ہو کہ دیگر انبیاء مین بھی ہوگا اور قیاس کر سکتے ہو کہ عوام مین
بھی ہوگی - جب یہ معلوم ہوا تو معلوم ہو گیا کہ بعد ایمان کے بھی مراتب اعلی کی نسبت کر کے آدمی مین امراض رہتے ہین مگر
وہ امراض ایسے نہین ہی جسکی سزا دائمی دوزخ ہو اب سنو کہ شیخ رح نے یہان کچھ اشارات ذکر کیے کہ قرآن مجید خطاب الٰہی
ہے بندون کے ساتھ ہی پس جو اولیاء ہین اُنمین بھی مریض محبت اور بیمار شوق و سقیم عشق کے واسطے شفاء ہی اور ایسے ہی جو
کفر کے بوجہ سے دب گیا ہو یا توحید کی عظمت سے مضمحل ہو اُسکے لیے شفاء ہی پس قرآن پر مریض کے واسطے شفاء ہی اور ہر ایک
مریض کے موافق ہی پس جان شوق دلانے کا خطاب ہی وہ شائقین کے شوق کا علاج ہی اور خطاب محبت شفاے
خطاب معرفت شفاے مجروحان معرفت ہی اور خطاب توحید شفاے بیماران توحید ہی پس تجلی صفات لبسجات ذات سے

Marfat.com

جب اُنکو دوا پہونچتی ہی شفا ہوتی ہی اور ایسے لوگون کی دوا سے یہ مطلب نہین کہ یہ مرض زائل ہو
ہزار و صد ہزار تندرستی اِنپر قربان اِسکے نام پر قربان ؎ اسپر شش جہت ابد رہائی نہ بند
بدارد دوا کردشان ٭ کہ کس مطلع نیست بر دردشان ٭ ولیکن مزید اِنکے غم مین تسکین ہی اور
پھر قرآن پاک مومنین کے واسطے رحمت ہی تو ظاہر کی راہ سے معاملات مین رحمت ہی اور حالات کی
رحمت ہی۔ شیخ استادرح نے کہا کہ قرآن شفا ہی علمار کے واسطے بیماری جہل کی شفا ہی اور یہ مت کہو کہ دوا ہی
ہوتا ہی کہ شفا ہو یا نہ ہو اور یہان قطعی شفا ہی اور مومنون کے واسطے بیماری شک سے شفا ہی اور عارفون کے واسطے
ہی یعنی نکرت زائل ہو جاتی اور معرفت آجاتی ہی۔ اور محبین کے واسطے سوزش اشتیاق و محبت و انس سے شفا ہی اور
کے لیے مرض مایوسی سے شفا ہی۔ قولہ واذا انعمنا علی الانسان اعرض ونآ بجانبہ۔ اشارہ حقیقت مین اُسکا تعلق بندہ عارف
ہوتا ہی اور وہ خاصیت حدوث مین سے ہی پس جب اُسنے رائحۂ اتحاد کی خوشبو پائی عبودیت سے سرگران ہوا اور یہ عیب دگرگی
بات یہ ہی کہ جب عارف پر انعام عظیم کیا باین طور کہ اُسکو متصف بصفات فرمایا تو وہ خوشبوے انس و نور قدس سے خوش وقت ہو
حق کو بحق اِسکے نفس فعل مین دیکھا اور وہ اِسکا فعل ہی تو حالت سکر مین انانیت کا دعوی کر بیٹھا اور بغیر تکلف بشریت در وقت نفی
حالت وحدہ مین مقام عبودیت سے اعراض کیا پس اِس حالت مین اللہ تعالی اِس سے اس لطف کو درجہ بدرجہ کم کرکے اِس حال
سے محجوب فرماتا ہی اُسوقت وہ اِس مقام سے مایوس اور اپنے دعوی سے خجل ہو جاتا ہی۔ اقول شیخ منصور رح نے اِسی مقام مین دعو
کیا اور حضرت غوث اعظم سید عبد القادر علیہ الرحمہ سے مروی ہی کہ اگر مین ہوتا تو اُسکو اِس ضلالت سے نکال دیتا۔ اور شاید مراد
اِس سے فقط تنبیہ ہی ورنہ امور قدر اپنے حال پر بمشیت الٰہیہ جاری ہین اور شاید حق تعالی نے مشروط فرمایا ہو واللہ اعلم۔ شیخ رح
نے اِس مقام مین کہا کہ نعمت پر نظر کرکے منعم سے منہ موڑا اور سب سے بڑی نعمت ہدایت و ایمان و معرفت و ولایت ہی اور بندہ
خود اِس سے چھوٹتا نہین کہ اُسکو اپنے نفس سے دیکھتا ہی حالانکہ سب اللہ تعالے کی طرف سے ہی پس یہی منعم عزوجل سے اعراض
اپنی نفس سے دیکھے اور یہ کہ طاعت سے اپنے واسطے زیور دیکھے اور اِس سے لذت حاصل کرے اور طاعت پر سکون و اطمینا
یا جانے کہ اِس سے مین دوزخ سے چھوٹا۔ شیخ استادرح نے کہا کہ جب ہم اِس سے موجبات خوف دور کر دیتے ہین اور
رسی ڈھیلی کر دیتے ہین اور اسباب و سامان فاہیت اُسکے لیے مہیا کر دیتے ہین تو اِسپر نسیان چھا جاتا ہی اور اسباب
اِسکے دستگیر ہوتے ہین تو شکر سے برطرف ہوکر موافقت شریعت و طریقت سے منہ موڑ جاتا ہی و ذرتا ان کل من
بحسب اختلافات مقام مختلف ہی پس عارفین کی فطرت تو مقامات عرفان کے واسطے مخلوق ہوئی
توحید کے واسطے اور محبین کی فطرت مقامات محبت کے لیے اور متوسطین اہل الایمان و یقین کی فطرت
مخلوق ہی اور اہل مشاہدہ کی فطرت واسطے شہود صفات کے اور تجلی ذات کے پیدا کی گئی ہی پس
زیادتی معرفت ربوبیت کے اُسے اپنی فطرت کے موافق طریقہ پر عمل کرتا دیکھا ہی پس ہر ایک
و مکاشفہ و مشاہدہ پیدا ہوتا ہی اور ہر ایک جسکے واسطے تیری سے شوق الٰہی و فنا فی
قربکم اعلم بمن ہو اہدے سبیلا۔ وہی ہی جسکے حق مین سرعت فنا مفوض ہی۔ ابن عطا

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اعملوا فکل میسر لما خلق لہ۔ یعنی تم لوگ عمل کیے جاؤ گے کیونکہ ہر ایک پر وہی آسان ہے یعنی وہی
[illegible] پیدا کیا گیا ہے۔ شیخ جعفر رح نے فرمایا کہ ہر ایک اُس کمنون کو ظاہر کرتا ہے جو اُسکے اندر خیر و شر سے
[illegible] استعداد رکھے کہا کہ جو چیز عناصر کو محبوب ہوتی ہے وہی سرائر پر لائح ہوتی ہے پس جسکا جوہر کدورت سے صاف ہوتا ہے
[illegible] ظاہر ہوتی ہیں وہ تعریف کے لائق ہیں اور جسکی طبیعت کدورت پر مجبول ہے اُس سے ساتھیوں کو بدبو کے سوائے
[illegible] نہیں مل سکتی اور نظر کی تعریف کی تو اللہ تعالیٰ والذی خبث لا یخرج الا نکدا۔ اور معرفت اولیاء الٰہی میں سے ہے کہ جمعیت خاطر
[illegible] ہو تو اللہ تعالیٰ کی اعلم۔ پھر جب معلوم ہوا کہ منشائے خیر و شر انسان کی طبیعت و روح کی اصلیت ہے تو اُسی کے بعد روح کا سوال
ذکر فرمایا بقولہ تعالیٰ

## وَيَسْـَٔلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ ۖ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُم مِّنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

[illegible] کہو تجھ سے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور نہیں دیا گیا تمکو علم میں سے مگر قلیل

[illegible] شان نزول اس آیت کا کیا واقع ہوا۔ دوم روح جس سے سوال ہوا ہے اس سے کیا مراد ہے اور سوم
[illegible] کیا ہیں صراج و معالم وغیرہ میں ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ قریش نے مجتمع ہو کر آپس میں گفتگو کی کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ہم لوگوں میں پیدا ہوئے اور جوان ہوئے اور ہمیشہ صدق و امانت میں رہے کبھی ہم نے دروغ و خیانت سے اُنکو متہم بھی نہیں پایا
[illegible] نے یہ دعویٰ کیا تو رائے یہ ہے کہ کچھ لوگوں کو یہود مدینہ کے پاس بھیجیں اور اُنسے دریافت کریں کیونکہ وے لوگ اہل کتاب
[illegible] میں ایک جماعت کو اُنھوں نے مدینہ بھیجا جنھوں نے یہود سے یہ بات ذکر کی تو یہودیوں نے کہلا بھیجا کہ تین باتیں پوچھو پس اگر
[illegible] باتوں کا جواب دیا یا اُنمیں سے کسی کا جواب نہ دیا تو وہ نبی نہیں ہے اور اگر دو باتوں کا جواب دیدے تو وہ نبی ہے اول اُس سے
[illegible] جو کہ زمانہ اول میں چند جوان تھے جو گم ہو گئے تھے اور اُنکی ایک شان عجیب تھی وہ کیا قصہ ہے۔ دوم ایک شخص گذرا کہ مشرق زمین
[illegible] مغرب زمین کو پہونچا ہے سوم روح کیا چیز ہے پس اِن لوگوں نے واپس ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے
[illegible] کل کے روز جواب دونگا ولم یقل ان شاء اللہ تعالیٰ نہیں کہا پس وحی میں تاخیر ہو گئی مجاہد رح نے کہا کہ بارہ روز تک اور بعض کے قول
[illegible] پندرہ روز تک اور بعض کے قول میں چالیس روز تک اور اہل مکہ کہتے تھے کہ ہم سے تو کل کا وعدہ کیا اور اب کچھ خبر نہیں دیتے
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم تاخیر وحی سے غمگین ہوئے اور اہل مکہ کا قول آپ پر شاق گذرا پھر جبریل علیہ السلام وحی
[illegible] تعالیٰ ولا تقولن لشیء انی فاعل ذلک غدا الا ان یشاء اللہ۔ یعنی مت کہا کر کسی چیز کو کہ میں کل اسکو کرنے والا ہوں
[illegible] تعالیٰ یعنی جب کسی کام کے کرنے کو ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ کہو اور جوانوں کے قصہ کو لائے کہ ام حسبت ان
[illegible] مشرق و مغرب تک پہونچا اُسکے واسطے لائے ویسئلونک عن ذی القرنین الی آخرہا
[illegible] تعالیٰ ویسئلونک عن الروح تجھ سے پوچھتے ہیں روح سے یعنی کیا اسکی ماہیت ہے اور کیونکر عذاب
[illegible] کہدے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے یعنی اُسکی شان سے ہے اور وہی اُسکے علم سے آگاہ اور
[illegible] وما اوتیتم من العلم الا قلیلا اور تمکو جو علم دیا گیا ہے وہ بہت تھوڑا ہے اِس قسم کے لائق نہیں
[illegible] بیان فرمائے اور بیسر الامر روح مبہم رکھا اور وہ توریت میں بھی مبہم ہے پس

Marfat.com

جب یہود کو معلوم ہوا تو اپنے سوالات سے بہت پشیمان ہوے۔ امام رازی نے جواب دیا ہے
کہ آپ کہتے کہ مین اُسکو نہین جانتا ہون حالانکہ وہ خلق مین مشہور مسائل سے ہی۔ جواب یہ کہ یہ سوال
نبوت سے ہی کیونکہ اُنکے سوال کا تو واقعی جواب دیدیا ولیکن وہی جواب دیا جو اللہ تعالے نے
تمھے اُسکا بیان کیونکر ہو سکتا تھا اور خیال امام رازی کا کہ روح وہ نفس مدبرہ واسطے بدن کے ہی
ہی کہ یہ آیت مکہ مین اُتری ہی اور تمام سورہ کی ہی۔ امام ابن کثیر رح نے اور دوسرون نے بھی ذکر کیا کہ امام
سے روایت کی کہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حرث المدینہ مین چلا جاتا تھا اور آپ ایک
کہ آپ کا گذر ایک قوم یہود پر ہوا پس بعض نے بعض سے کہا کہ اُس شخص سے روح کا سوال کرو اور بعض نے کہا کہ مت پوچھو
بات نہ کہے جو تم کو مکروہ ہو بعض نے کہا کہ پوچھو پس روح کا سوال کیا پس آپ برابر اُس شاخ خرما پر ٹیکہ لگائے
آپ پر وحی کیجاتی ہی پھر آپ نے کہا ویسئلونک عن الروح الآیہ۔ پھر بعض یہود نے بعض سے کہا کہ ہم نے تو تم سے کہا تھا کہ
مت پوچھو۔ رواہ البخاری ومسلم۔ اور بخاری کی روایت مین ہی کہ پھر اُنھون نے روح کا سوال کیا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ٹھہر گئے کچھ جواب نہین دیا پس مین نے جانا کہ آپ پر وحی کیجاتی ہی پس مین اپنی جگہ پر ٹھہر گیا جب وحی اُتر چکی تو آپ نے کہا ویسئلونک
عن الروح الآیہ۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ظاہر سیاق ہادی الرائے مین مقتضی ہی کہ یہ آیت مدینہ ہی اور نزول اِسکا اسوقت ہوا ہی جب
یہود نے مدینہ مین آپ سے روح کا سوال کیا ہی باوجودیکہ یہ سورہ پوری مکیہ ہی اور جواب اِسکا یون دیا جاتا ہی کہ ہو سکتا ہی کہ مکہ مین اتری
پھر دوبارہ مدینہ مین نازل ہوئی اور شاید یہ ہو کہ اُسوقت یہ وحی نازل ہوئی ہو کہ اُنکے سوال کا جواب اِس آیت سے دیدے جو پہلے
اُتر چکی ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ کلام مین ایک اشارہ اسطرف پایا جاتا ہی اور وہ یہ ہی کہ روایت مین اسطرح مذکور ہی کہ جب وحی اتر چکی تو آپ نے
کہا ویسئلونک الخ اور یون نہین کہ پڑھا۔ پس اشارہ ہی کہ سابق نزول کی آیت سے جواب دیا اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ منجملہ
دلائل کے جنسے معلوم ہوتا ہی کہ یہ آیت مکیہ ہی ایک یہ ہی جو امام احمد رح نے بسند جید بواسطہ عکرمہ کے حضرت ابن عباس رض سے روایت
کی کہ قریش نے یہود سے کہلا بھیجا کہ ہمکو کوئی بات بتلادو کہ ہم اُس شخص سے اِسکا سوال کرین پس یہود نے کہا کہ اس سے روح کو پوچھو
تو قریش نے پوچھا پس یہ آیت نازل ہوئی ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتیتم من العلم الا قلیلا پھر یہود نے کہا کہ
تو علم کثیر دیا گیا ہی ہم کو تو توریت عطا ہوئی ہی اور جسکو توریت ملی اُسکو حکمت وخیر کثیر عطا ہوئی۔ تب اللہ تعالے نے نازل فرمایا قل لو کان
البحر مدادا لکلمات ربی تنفد البحر قبل ان تنفد کلمات ربی الآیہ۔ اور ابن جریر کی روایت مین اِسی اسناد سے مروی ہے
نازل فرمایا ولو ان ما فی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ من بعدہ سبعۃ ابحر ما نفدت کلمات اللہ الآیہ۔ یعنی اگر
اللہ تعالی نے تمکو دوزخ سے نجات دی تو یہ خیر کثیر ہی ولیکن وہ اللہ تعالی کے علم کے مقابلہ مین قلیل ہی
ابن یسار سے روایت کی کہ مکہ مین اتری وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آئے اور کہنے لگے کہ ہمکو یہ خبر پہونچی ہی کہ تم پڑھتے ہو کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا۔ تو کیا ہم کو آپ
فرمایا کہ مین نے سب کو مراد لیا ہی وہ کہنے لگے کہ آپ پڑھتے ہین کہ ہم کو توریت دی گئی اور
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بقدر علم آلہی کے قلیل ہی اور تم کو اللہ تعالی نے اُس قدر

Marfat.com

وان مافی الارض من شجرۃ اقلام والبحر یمدہ الآیۃ - مترجم کہتا ہی کہ خلاصہ یہ ہوا کہ اس آیت کا نزول مکہ مین ہوا
کے سابق یہود کو سوال روح کا جواب دیا گیا اور جب اُنھون نے اپنے علم کو قلیل نہ مانا تو آیۃ ولو ان مافی الارض الآیۃ اُتری
مین کہ سوال کس بات کا اور کس چیز کا ہی تو ظاہر قول علماء تفسیر کا یہ ہی کہ سوال روح کی ماہیت سے تھا ورنہ آثار
مین ولیکن ابن کثیر رح نے روایت عوفی رح از ابن عباس رض نقل کی کہ بات یہ تھی کہ یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
کلام کرو روح سے اور کیونکر روح کو جو جسم مین ہی عذاب کیا جائیگا اور روح تو اللہ تعالی کی طرف سے ایک امر ہی - جب
اس آیت کریمہ سے جواب فرمایا تو کہنے لگے کہ یہ آپ کے پاس کون لایا ہی آپ نے فرمایا کہ جبرئیل میرے پاس اللہ تعالے
کی طرف سے لایا ہی کہنے لگے کہ آپ کے پاس ہمارا دشمن لایا ہی تو اللہ تعالی نے نازل فرمایا قل من کان عدوا لجبرئیل فانہ نزلہ
علی قلبک باذن اللہ الآیۃ - مترجم کہتا ہی کہ اس سے معلوم ہوا کہ سوال روح و اُسکی کیفیت عذاب دونون سے تھا - پھر شیخ امام نے
مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ روح سے مراد یہان جبرئیل ہین اور قتادہ رح نے کہا کہ ابن عباس اسکو چھپاتے تھے - علی بن ابی طلحہ نے
ابن عباس رض سے روایت کی کہ روح ایک فرشتہ ہی ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ ایک قول ہی کہ مراد یہان ایک ایسا عظیم الخلقۃ فرشتہ
ہی سب مخلوقات ہی اور طبرانی رح نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ تعالی
کا فرشتہ ہی اگر اُس سے کہا جاوے کہ ساتون آسمانون وزمینون کو ایک لقمہ کرلے تو وہ کر جاوے اُسکی تسبیح یہ ہی کہ سبحانک
حیث کنت - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہی اور شیخ ابو جعفر ابن جریر رح نے بسند منقطع راوی مجہول سے حضرت علی بن
ابی طالب رض سے روایت کی کہ اُنھون نے اس آیت مین کہا کہ روح ایک فرشتہ ہی جسکے ستر ہزار منہ ہین اور ہر منہ مین ستر ہزار
زبان ہین ہر زبان سے ستر ہزار لغات کے ساتھ اللہ تعالی کی تسبیح کرتا ہی اور ہر تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہی جو قیامت تک
اُسی کا ورد پڑھا کرتا ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ اثر اسناد مین غریب ہی اور عجیب ہی - اور سہیلی نے کہا کہ حضرت علی رض سے مروی
ہی کہ روح ایک فرشتہ ہی اُسکے ایک لاکھ سر ہین اور ہر سر مین ایک لاکھ چہرہ ہین اور ہر چہرہ مین ایک لاکھ منہ ہین اور ہر منہ مین ایک لاکھ
زبان ہین ہر زبان سے مختلف لغات مین اللہ تعالی کی تسبیح کرتا ہی - سہیلی رح نے کہا کہ بعض کے قول مین مراد اس سے ایک قسم ملائکہ
کی ہی آدم کی صورت پر ہین اور بعض کے قول مین ایک مخلوق ہی کہ وے ملائکہ کو دیکھتے ہین اور ملائکہ اُنکو نہین دیکھتے ہین پس وے
ملائکہ کے حق مین ایسے ہین جیسے آدمیون کے حق مین ملائکہ ہین سراج مین لایا کہ ابن عباس رض سے روایت ہی کہ روح وہ جبرئیل
کا قول حسن وقتادہ کا ہی - مجاہد رح نے کہا کہ مخلوق ہین بصورت بنی آدم اُنکے ہاتھ پانون وسر ہین نہ وے فرشتہ ہین اور
عبد الرزاق کہتے ہین سعید بن جبیر رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے سوائے عرش کے کوئی مخلوق روح سے بڑی نہین پیدا کی
اگر کہا جاوے کہ ساتون آسمانون زمینون کو ایک لقمہ کرلے تو کر جاوے روح کی خلقت بصورت ملائکہ ہی اور اسکے چہرہ کی صورت آدمیون
کی ہی قیامت کے روز عرش کے دائین جانب کھڑے ہونگے اور ستر حجابون مین سب سے زیادہ قرب اسی روح کو ہی اور
ملائکہ کی شفاعت کرتے ہین اور اگر روح و ملائکہ کے درمیان پردہ نور نہ ہو تو سب ملائکہ جل جاوین - شیخ ابن کثیر رح نے ذکر
کیا کہ بعض لوگون نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو جواب نہ دیا اسوجہ سے کہ اُنھون نے تعنت کے
طور پر سوال کیا تھا یہ بعید ہی نے کہا کہ جواب دیا اور سہیلی رح نے اسپر اعتماد کیا کہ تو قل الروح من امر ربی - امر سے مراد شرع ہی یعنی شرع مین

Marfat.com

داخل ہو اور تمکو معلوم ہی کہ اُسکے معرفت کی کوئی راہ بطور طبیعت یا فلسفہ کے نہین ہی بلکہ [illegible]
شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ سہیلی رح نے جو مسلک اختیار کیا یعنی شرع مین روح کا علم [illegible]
اختلاف اِس بارہ مین نقل کیا کہ روح وہی نفس ہی یا اور ہی اور تقریب یہ کی کہ وہ ایک [illegible]
جیسے درخت کی رگون مین پانی ساری ہوتا ہی اور تقریر کیا کہ فرشتہ جو روح کہ جنین مین پیٹ کے اندر
ہی اور بدن سے اُسکو مدح یا مذمت حاصل ہوتی ہی پھر وہ بانفس امارہ ہی یا نفس مطمئنہ ہی [illegible]
ہی پھر اُسکے اختلاط سے پانی کا ایک خاص نام ہو جاتا ہی مثلاً انگور مین ملا پھر نچوڑا گیا تو وہ پانی نہین ہی بلکہ [illegible]
اُسکو پانی کہنا بطور مجاز ہی ایسے ہی نفس کو روح بھی نہین کہا جاتا مگر اُسی مجاز طور پر کہتے ہین اور [illegible]
ہین پس حاصل اِس قول کا یہ ہی کہ روح تو نفس کی اصل و اُسکا مادہ ہی اور نفس مرکب از روح [illegible]
نفس ہی ایک وجہ سے نہ ہر وجہ سے اور یہ معنی عمدہ ہین واللہ اعلم مین کہتا ہون کہ لوگون نے روح کی ماہیت [illegible]
تصنیف کی ہین اور سب سے عمدہ جس نے اِسمین کلام کیا ہی وہ حافظ ابن مندہ رح ہین پھر اج [illegible]
مین روح سے مراد وہ روح ہی جو انسان کی خلقت مین مرکب ہوتی ہی جس سے انسان کی حیات ہی [illegible]
یہی اصح ہی اور ایک قوم نے اِسمین کلام کیا کہ وہ کیا چیز ہی تو بعض نے کہا کہ وہ خون ہی کیا نہین دیکھتے کہ جب آدمی مرتا ہی تو [illegible]
کچھ زائل نہین ہوتا سوائے خون کے۔ اور ایک قوم نے کہا کہ وہ سانس ہی اِس دلیل سے کہ سانس کے رکنے سے [illegible]
ہی اور ایک قوم نے کہا کہ وہ جسم کے اعراض مین سے ہی اور ایک قوم نے کہا کہ وہ جسم لطیف ہی اور بعض نے کہا کہ [illegible]
جسمین نور و طیب و علم و علو و بقاء مجتمع ہی تو نہین دیکھتا کہ جب آدمی زندہ ہوتا ہی تو اُسمین یہ تمام صفات موجود ہوتے ہین اور جب
یہ سب زائل ہو جاتے ہین۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ اقوال اِس قسم کے ہین کہ اِنمین سے خود ایک دوسرے کی تردید کرتا ہی مثلاً
دعوی کیا کہ روح وہ خون ہی اُسپر لازم آتا ہی کہ خون زائل ہونے کے ساتھ علم وغیرہ بھی زائل ہوا ہی حالانکہ واقع [illegible]
کہ شاید اِسی روح کے ساتھ خون زائل ہوتا ہو تو اُسی پر کیونکر یقین کر لیا جاوے کہ وہ فقط یہی ہی اور [illegible]
کے اندر بہت زیادہ خون ہوتا ہی مگر اوصاف سے بے بہرہ ہی اور وہی خون دوسرے جانوروں مین بھی کثرت ہوتا ہی [illegible]
ترکیب کو دخل ہو اور علی ہذا القیاس باقی اقوال کی بھی یہی کیفیت ہی۔ امام محی السنہ نے معالم مین کہا [illegible]
کہ روح کی ماہیت کو اللہ تعالی کے علم پر چھوڑا جاوے اور یہی اہل السنہ والجماعۃ کا مذہب ہی [illegible]
روح پر کسی مقرب فرشتہ و پیغمبر مرسل کو مطلع نہین کیا پھر واضح ہو کہ ما و تم کا خطاب فقط انسان [illegible]
بھی شامل ہین پس بعض نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہین شامل ہین اور بعض نے کہا کہ شامل ہین
کبھی تو آپ کہتے ہین من یوت الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا۔ اور کبھی یہ کہتے ہین کہ انتم اعلم [illegible]
زمخشری نے کہا کہ یہود نے جہالت سے جو اعتراض کیا کچھ بھی وارد نہین ہوتا اِسواسطے کہ [illegible]
ہی لیکن بہ نسبت سو یا ہزار کے ولیکن بہ نسبت ہزار کروڑ کے بہت قلیل ہی تو ایک ہی [illegible]
نیچے کی نسبت کثیر ہوتی ہی لہذا بمقابلہ علم الٰہی کے بندون کا علم بہت قلیل ہی [illegible]

Marfat.com

علم نہین رکھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم روح کے معنی جانتے تھے ولیکن اس سے آگاہ نہ فرمایا اور یہان آگاہ نہ کرنا رسالت
کے منافی نہین ہی واسطے کہ یہ علم نبوت سے متعلق ہی بلکہ پیغام کے طور پر اُسکو نہ پہونچانا مفروض تھا - امام بغوی رح نے معالم مین کہا کہ اصح
یہ ہی کہ روح کا علم اللہ تعالی نے اپنے ہی تک مخصوص رکھا ہی - اور ابو نعیم سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم گذر گئے اور آپ روح
کو نہین جانتے تھے - امام رازی رح نے کہا کہ قولہ قل الروح من امر ربی - یعنی میرے رب کا فعل ہی اور یہ جواب دلالت کرتا ہی کہ انھون
نے یہ سوال کیا تھا کہ روح قدیم ہی یا حادث ہی تو جواب دیا کہ نہین بلکہ حادث ہی اور اسکا وجود اللہ تعالی کے فعل سے ہوا ہی اُسی نے
اسکو پیدا و ایجاد کیا ہی پھر امام رازی نے اسپر یہ حجت پیش کی کہ روح ابتدائے فطرت مین علوم سے خالی ہوتی ہی اور اسکو معرفت
حاصل نہین ہوتی ہی پھر اسکے بعد اسکو معارف و علوم حاصل ہوتے جاتے ہین پس وہ ہمیشہ ایک حال سے دوسرے حال پر اور ایک
حد نقصان سے بجانب کمال تغیر و تبدل کرتی جاتی ہی اور یہ تغیر و تبدل حدوث کی علامت ہی لہذا قولہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا - یہ دلیل
ہی اس امر کی کہ روح حادث ہی چنانچہ تم کو ابتدائے فطرت سے اسوقت تک اکتساب سے علوم حاصل ہوے تو یہ تغیر واقع ہوا
پس تمھاری روح حادث ہی - سراج مین خطیب رح نے کہا کہ امام رازی کی طرف سے یہ نص لطیف ہی - مترجم کہتا ہی کہ میرے نزدیک
صواب یہی ہی کہ پوچھنے والون نے ماہیت روح سے سوال کیا اور اُنکو جواب ملا کہ تم کو علم قلیل دیا گیا ہی اور یہ بات کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اس خطاب مین شامل ہین یا نہین تو شاید کہ نہ شامل ہون اور مؤید اسکی وہ روایت صحیح ہی کہ آحاد قرارت
مین وما اوتوا من العلم الا قلیلا - آیا ہی یعنی پوچھنے والون کو علم قلیل عطا ہوا ہی - پھر یہ ممکن ہی کہ بہت سے علماء یا سب ہی ماہیت روح
سے واقف نہ ہون کیونکہ مرجع اسکا امر اللہ عزوجل ہی اور صفات باری تعالی کی کُنہ حقیقت سے کوئی آگاہ نہین ہو سکتا ہی اور یہ بات
سوائے کُنہ حقیقت کے اور طور پر علم الروح تو اس سے سکوت ہی اور ادلی یہان وہی ہی جو امام محی السنہ نے کہا کہ یہ علم جناب باری
کی طرف موکول کرنا چاہیے - ہان یہ ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ اقوال پریشان جنھون نے جسمانیات و محسوسات مین کلام کیا
اور چاہا کہ جسم کے اجزاء مین سے روح کو بھی قرار دین اور محسوسات کی نظر سے تجاوز نہین کر سکے تو اسمین حق یہ ہی کہ جسم و اسکے
حواس وغیرہ دوسری چیز ہین اور روح لطیفۂ آلیہ دوسری چیز ہی اور مومن کی روح خوشبودار نہایت پاکیزہ خوشبو کے ساتھ ہوتی ہی اور کافر
کی روح بدبودار نہایت گندی بدبو کے ساتھ ہوتی ہی - اور اکابر اہل الحق نے روح کے واسطے حواس علیحدہ ثابت کیے ہین اور وہ
صحیح ہی حتی کہ اگر جسمانی بعضے اعضاء و حواس باطل ہون اور روحی حواس اُس شخص کے ظاہر ہو گئے ہون تو کچھ ضرر نہ ہوگا مثلاً
یہ ہی کہ بے پانون کا آدمی تیز دوڑے - اور سہیلی رح نے جو روح و نفس مین تفرقہ و امتیاز بیان کیا وہ ایک مجہول سے دوسرے
مجہول مین امتیازی گفتگو ہی کہ اس معنی مین نفس بھی مجہول ہی اگر نفس سے سوال کیا جاوے تو روح کا جواب ہوگا پس نہایت عمدہ
امر کہ اسقدر جان لیوے کہ وہ جسم کے اجزاء مین سے نہین ہی پھر زیادہ اسمین کلام بیکار ہی بلکہ اللہ تعالی عزوجل کی فرمانبرداری پر
مداومت کرے تاکہ سواے ماہیت کے اور طور پر خود ہی علم حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالے اور یہ موقوف بفضل الٰہی ہی فی
الحال پس قولہ تعالے ویسئلونک عن الروح الآیہ اللہ تعالی نے ظاہری علوم رسمی مین علم روح کو مبہم فرمایا مگر انبیاء و اولیاء کے
علم مکاشفہ مین اسکو ظاہر کر دیا اسطرح کہ مکاشفہ مین اُنکو روح مع اوصاف کے دکھلا دی اور یہ اللہ تعالی کا ایک بھید اُنکے پاس
ودیعہ ہی اسکو چھپاتے ہین کیونکہ افہام خلق کے اسقدر ادراک نہین کر سکتی ہین ولیکن انبیاء و اولیاء اس روح کی ہدایت سے

Marfat.com

واقف نہین ہوتے ہین - قال المترجم مین نے جو کچھ اوپر لکھا اسکے لکھنے کے بعد فتح مرحمہ اللہ
الحمد اللہ کہ میرے اوہام مذکورہ شیخ رحمہ اللہ کے علم مکاشفہ سے موافق ہوے ثم الحمد للہ علی ذلک
نہ ہونے کی دلیل بیان فرمائی کہ اسوجہ سے کہ اللہ تعالی فرماتا ہی کہ قل الروح من امر ربی - اور اسکی
پیدا کرنے والے کے اور خلق اسکی ماہیت پر کیونکر مطلع ہو کیونکہ خلق بھی معہ دوم تھی اور یہ
وصفات قدسیہ کو بصفت تجلی وکشف کے عیانا بدون حجاب عدم کے ظاہر کرکے اسکو پیدا کیا
اپنی قدرت قدیمہ اور ارادہ ازلیہ سے اسوقت ایجاد کیا جب کہ صفات نے ذات کو اور ذات نے صفات کو
دوسری صفت کو مشاہدہ کیا اور صفات نے فعل کو مشاہدہ کیا اور فعل نے عدم کو مشاہدہ کیا پس موجود بالغیر
عدم ہونے سے ظہور روح ہوا اور وجود روح ہوا جو موجود بوجود ذات وصفات ومشاہدات ہی اور شہود روح بصفت ظل
بصفات حق تعلق باخلاق حق ہی اور اسکا یہ مرتبہ پہونچا کہ فیض فعل سے تمام جہان کو محیط ہی یعنی تمام ثمرات اسی سے
عکس پڑتا ہی اسکو حیات کاملہ تامہ حاصل ہوتی ہی کہ پھر موت نہین رہتی ہی اور اسکے خاصہ سے ہی کہ وہ ہر خوبصورت
میل کرتی ہی اور ہر آواز پاکیزہ اور خوشبوے پسندیدہ کی طرف میل کرتی ہی کیونکہ اسکا جوہر لطیف پاکیزہ ہی ظاہر اسکا غیب اللہ
باطن اسکا سر اللہ ہی اور وہ مصور بصورت آدم ہی اور خلق اللہ آدم علی صورتہ کے یہ معنی ہین کہ اللہ تعالے نے آدم کو اسی کی صورت
پر پیدا کیا ہی اور جب اللہ تعالی نے آدم کو پیدا کرنا چاہا تو اسکی روح حاضر فرماکر آدم کو اسی روح کی صورت پر پیدا کیا اسی واسطے
حدیث مین وارد ہوا کہ خلق اللہ آدم علی صورتہ - ابہام کے ساتھ فرمایا بضمیر مذکر یعنی علی صورتہ اور علی صورتہا نہین فرمایا اگرچہ روح مونث ہی
ہی - ابن عباس رض نے کہا کہ روح ایک مخلوق ہی اللہ تعالی کی مخلوق مین سے اسکو اللہ تعالی نے آدم کی صورت پر پیدا کیا ہی
ہر آدمی کی روح اسکی صورت پر ہی اور جو آسمان سے اتارا گیا اسکے ساتھ ضرور ایک روح ہوتی ہی - ابو صالح نے کہا کہ روح اللہ ہی
انسان کے ہی اور انسان نہین ہی - مجاہد رح نے کہا کہ روح بصورت بنی آدم ہی اسکے ہاتھ پانون اور سر ہی وہ کھاتے پیتے ہین سوتے
نہ ملائکہ ہین - یہ جو مین نے ذکر کیا یہ علم کثیر نہین ہی بلکہ اللہ تعالی نے تو فرمایا کہ وما اوتیتم من العلم الا قلیلا یعنی تمکو جو علم دیا ہی وہ بہت
قلیل مین سے بھی بہت اقل ہی - بعض مشائخ نے کہا کہ روح شعاع حقیقت ہی جسمون مین اسکے آثار مختلف ہوتے ہین بعض نے کہا کہ روح
ایک لطیفہ ہی جو اللہ عزوجل کی طرف سے معروف مقامات مین ساری ہوتی ہی اسکے بارہ مین استقدر ہم کہ سکتے ہین کہ وہ مخلوق ہی
اور زیادہ کچھ نہین کہہ سکتے ہین - واسطی رح نے فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے ارواح کا جو یعنی اپنے خاص
تو اخیر اپنی معرفت کی چادر اڑھادی پس خود اپنی معرفت انسے ساقط کردی بوجہ اس معرفت کے
جس سے وہ ساقط ہوگیا جو اسنے اپنی ذاتی علم سے جانا تھا پس اسکی معرفت وہی رہی جو حق تعالی
وہی رہا جو حق عزوجل سے اسکو علم حاصل ہوا پھر اس روح کو اپنی محبت "روح" سے ہوا
فرمایا - کہا جاتا ہی کہ روح کا خروج از کون وجود نہین ہوا کیونکہ اگر خروج از عدم وجود
وجلال کے درمیان سے کس چیز سے نکلی بلاحظہ اشارہ اور حق عزوجل نے اسکو
اور اپنے سلام سے سلامتی دی اور اپنے کلام سے تحیت عطا کی پس وہ زندگی

فرمایا کہ ہان اور اگر یہ نہ ہوتا تو وہ ربوبیت کا اقرار نہ کرتی جو عہد ازل کے وقت واقع ہوا ہی اور روح ہی بدن پر
ہوا ہی اور روح ہی سے عقل ثابت ہوئی ہی اور روح ہی سے حجت قائم ہی اور اگر روح نہ ہوتی تو عقل معطل و بیکار ہوتی اسپر
حجت قائم نہ ہوتی اور نہ اسکی کوئی حجت ثابت ہوتی - واسطی رح سے سوال کیا گیا کہ جب روح ظاہر کی گئی تو اسکا ٹھکانا کہان تھا
فرمایا بدن کو اجسام سے پہلے پیدا کیا اور مقبوض فرمایا جہان تھی جنتی کہ جو معائنہ کیا وہ عیان ہوا کیونکہ ارواح کے نزدیک یہ دنیا و
آخرت جا بجا ہی - پھر جب بیان فرمایا کہ لوگون کو علم قلیل دیا گیا ہی تو تنبیہ کیا کہ اگر حق تعالے چاہے وہ بھی لے لے بقولہ تعالے

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيٓ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيلًا

اور اگر ہم چاہین تو لیجاوین اسکو جو ہمنے تجھے وحی فرمایا ہی پھر تو نہین پاویگا اپنے لیے اسکا ہمپر کوئی وکیل

إِلَّا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ إِنَّ فَضْلَهُۥ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيرًا ۝ قُل لَّئِنِ ٱجْتَمَعَتِ ٱلْإِنسُ

مگر تیرے رب سے بیشک اسکا فضل تو تجھ پر بہت بڑا ہے کہدے کہ اگر اکٹھے ہون انسان

وَٱلْجِنُّ عَلَىٰٓ أَن يَأْتُوا۟ بِمِثْلِ هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ لَا يَأْتُونَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ

اور جن اسپر کہ لاوین مثل اس قرآن کا تو نہین لاوینگے اسکا مثل اور اگرچہ ہو جاوین بعضے بعضون کو

ظَهِيرًا ۝ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِى هَٰذَا ٱلْقُرْءَانِ مِن كُلِّ مَثَلٍ

مددگار اور بیشک ہم نے لوٹ پھیر کے بیان کردی اس قرآن مین ہر ایک مثال سے

فَأَبَىٰٓ أَكْثَرُ ٱلنَّاسِ إِلَّا كُفُورًا ۝

پھر نہ مانا بہتیرے لوگون نے مگر انکار ہی کیا

یعنی اللہ تعالی نے نعمت قوی و فضل عظیم اپنے بندہ رسول کریم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر بیان فرمایا درباره وحی قران کے چنانچہ
فرمایا - وَلَئِنْ شِئْنَا یعنی اگر ہماری مشیت متعلق ہو - ارادہ دوسری چیز ہی اور مشیت دوسری چیز ہی کیونکہ جو ارادہ ہوا وہ ضروری
نہین ہی - مشیت سابقہ کفر و ایمان کے ساتھ متعلق ہی مگر ارادہ سے فرق ہی اور یہ فرق دلیل کے ساتھ عقائد مین مذکور ہی - بیان تو یہی فرمایا
اگر ہم چاہین - لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيٓ تو لیجاوین اسکو جو کہ - أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ تجھے وحی کیا ہی - یعنی اگر
چاہین تو قرآن تیرے قلب و حفظ سے اور جہان تم لوگون نے لکھ رکھا ہی سب لیجاوین اور اٹھا لیوین - خواہ اسطرح عیانا یا دل سے
لیجاوین اور لکھا ہوا محو فرماوین اور یہ اگرچہ عادت کے خلاف ہی لیکن اللہ تعالی کی قدرت مین نہایت ہی آسان ہی جب کہ بندہ
کرنے کے ساتھ اسکو بطور ربندون کے کر سکتا ہی - واضح ہو کہ عادت تو اس چیز کی ہو جاتی ہی جسکو آدمی سو پچاس برس ایک حال
پر دیکھا ہو اور ممکن ہی کہ حکمت الہیہ مین اتنی مدت تک یا اس سے زیادہ ہزار دو ہزار برس تک خلاف اس عادت کے ضروری
ہو گا اور وہی ایک سلسلہ جاری رہیگا پس عادت و اسکی مخالفت کا تو کچھ اعتبار نہین ہی اور یہ جو اس زمانہ مین بہت سے
لوگ سمجھے ہین اس سے نہایت تعجب ہی کہ اپنے وجود کو اور تمام چیزون کے وجود کو خلاف نہین سمجھتے اور کیا دلیل رکھتے ہین
دلیل تو بیشمار و بیشمار ہی اور وہ ایک قدرت ہی جیسے اس عنوان سے متعلق ہوئی اسی طرح جس ممکن عنوان سے کہا جاوے
جس بات کا ہونا ممکن ہو اسمین کوئی محال عقلی لازم نہ آتا ہو وہ ہو سکتا ہی اگرچہ ہم نے ایسا کبھی نہ دیکھا ہو اور محال عقلی سے

Marfat.com

یہ مراد ہی کہ مثلاً جزو اپنے کل سے بڑا ہو یہ محال ہی اور دو نقیض کا ایک حال مین یکجا جمع ہونا محال
ممکن ہی اور ظاہر ہی کہ اگر قرآن دل سے بھلا دیا جاوے اور کتاب سے محو کر دیا جاوے تو کچھ محال
آخر واقع ہوگا چنانچہ شیخ امام ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ حضرت ابن مسعود رض نے فرمایا کہ لوگو
آویگی پس کوئی آیت کسی شخص کے دل مین یا مصحف مین باقی نہ رہیگی پھر ابن مسعود رض نے
اوحیٰنا ایک ثُمَّ پھر بعد اس بیجانے کے لَا تَجِدُ لَكَ بِهٖ عَلَيْنَا وَكِيْلًا دل
نہ پاویگا کہ وہ تجھے اسکو یا اسمین سے ایک آیت کو بھی واپس لاوے جیسے وکیل اپنے کام کا ملتزم ہوتا ہی
ہوتا ہی اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۔ حرف الا۔ استثنا متصل ہی تو وکیل سے استثنا ہی یعنی وکیل نہ
اگر پھر رحمت الٰہی ہو تو واپس دیدیا جاوے ۔ یا استثنا منقطع ہی تو تقدیر کلام یہ ہی کہ لکن لانشاء رحمۃ من
نہین چاہتے رحمت ہی تیرے رب کی تجھپر ۔ یا تقدیر یہ کہ لکن رحمۃ من ربک ابقینا الی قرب الساعۃ ۔ لیکن تیرے رب کی
رحمت سے ہم نے اسکو قیامت کے قرب تک باقی رکھا ہی کیونکہ قیامت کے قرب اٹھا لیا جائیگا چنانچہ سعید بن منصور
نے اور طبرانی و بیہقی وغیرہم نے ابن مسعود رض سے روایت کی کہ یہ قرآن عنقریب اٹھا لیا جائیگا ۔ پوچھا گیا کہ کیسے اور اسکو تو ہم
ہمارے دلون مین محفوظ کر دیا اور ہم نے مصاحف مین لکھ لیا ہی فرمایا کہ ایک رات مین ہوا آویگی پس نہ چھوڑیگی وہ کوئی آیت دل
نہ مصحف مین مگر انکو اٹھا لیجاویگی پھر تم صبح کروگے اس حال مین کہ تمھارے پاس قرآن سے کچھ نہ ہوگا پھر یہی آیت پڑھی ۔ قال الحاکم
صحیح الاسناد اور ایسا ہی ایک جماعت صحابہ سے موقوف و مرفوع دونون طرح مروی ہی ۔ پس معلوم ہوا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے
باقی ہی اور یہ رحمت برکت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ۔ اِنَّ فَضْلَهٗ كَانَ عَلَيْكَ كَبِيْرًا یعنی فضل الٰہی ہمیشہ
تجھپر بڑا ہی بسبب اسکے کہ علم و قرآن تجھپر باقی رکھا یا اسکا فضل تجھپر بڑا ہی اس سبب سے کہ تجھکو سید اولاد آدم کیا اور خاتم النبیین
اور مقام محمود عطا کیا اور قرآن تجھپر باقی رکھا ۔ امام رازی نے یہان ذکر کیا کہ اللہ تعالیٰ کا احسان دو قسم کا علماء پر ہی اول یہ کہ ا
نے اس علم کو اُنپر آسان کر دیا ۔ دوم یہ کہ اُنپر محفوظ باقی رکھا پس ہر ذی علم پر واجب ہی کہ اللہ تعالیٰ کی ان دو نعمتون کو
اور اسکا شکریہ ادا کرے ۔ سراج مین کیفیت رفع القرآن مین حدیث ابن مسعود رض نقل کی مانند اسکے ہوا اور
زیادہ ہی کہ پھر لوگ اشعار مین پڑ جاوینگے ۔ اور عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہی کہ نہ ہوگی قیامت یہانتک کہ
قرآن جس راہ سے نازل ہوا ہی وہان اُسکی آواز مثل شہد کی مکھی کے آواز کے ہوگی عرش کے نیچے ۔ پس
کیا حال ہی وہ عرض کریگا کہ اے رب مجھے تلاوت کیا جاتا ہی مگر کچھ عمل نہین کیا جاتا ہی ۔ ایک روایت
تم اپنے دین سے گم کروگے امانت ہی اور آخر مین جو گم کروگے نماز ہی اور ایک قوم ہوگی کہ نازمین
قرآن ہی کہ ایک روز تم صبح کروگے اس حال مین کہ اسمین سے کچھ تمھارے پاس نہ ہوگا
بیان فرمائی جسکو رحمت سے باقی رکھا ہی کہ یہ سوائے رحمت الٰہی عزوجل کے کسی طرح حاصل
وغیرہ جمع ہو کر کوشش و مددگاری کرین یہ تو حال ہی اور کفار عاجز ہو کر اسقدر بھی
نہ لاسکے مگر کہتے کہ ہم چاہین تو ایسا کہ لین پس فرمایا قُلْ کہدے عام لوگون کو

ہے کہ لَئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ اگر جمع ہوجاوین سب انسان وَالْجِنُّ اور
[illegible] جن خواہ کاہن ہون یا نجومی یا رمال یا کوئی
[illegible] سب کے سب مجتمع ہون ایک جگہ عَلٰٓی اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ اس کام پر کہ لاوین
[illegible] قرآن کا بلاغت وحسن نظم مین اور عجائب حکمت اسرار ومعانی مین مثل ہو لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ نہین لاوینگے اُسکے
[illegible] مین قادر ہین کہ اُسکے مثل لاوین پس قرآن کا اعجاز نظم مین ہی اور بلاغت کی تالیف مین اور اسرار حکمت ومعانی واخبار غیب
[illegible] کلام انتہاے بلاغت پہونچا ہی کہ کسی طرح کلام مخلوق سے مشابہ نہین ہی اور اگر کلام مخلوق ہوتا تو اُسکے مثل لاسکتے - مترجم کہتا ہی
[illegible] بلاغت وفصاحت تو محسوس مین ظاہر ہی اور اخبار غیب بھی معائنہ مین اور رہے اسرار حکمت وعلوم صفات وعجائب ودقائق نفس جو بے انتہا
[illegible] مین وہ البتہ غیر محسوس ہین کہ بعد علم وعمل کے اللہ تعالیٰ منکشف فرماتا ہی اور اُسوقت آدمی عیانًا جانتا ہی کہ کسی طرح اِسکا مثل امکان
[illegible] ہی پھر واضح ہو کہ اُسکی فصاحت وبلاغت حسی تو ابتداے نزول سے اسوقت تک ہر زمانہ مین کروڑون کی شہادت سے ثابت
[illegible] ثابت ہی کہ اِسمین اب کسی کو توجہ کرنے کی بھی ضرورت نہین ہی کیونکہ علماے ہندوستان وکابل وبخارا وخراسان وفارس و
[illegible] وروم وشام بے انتہا وہ گذرے جنھون نے فن بلاغت مین بڑی بڑی کتابین بنائین اور کروڑون شعرا بلیغ وفصیح گذرے
[illegible] نے قرآن کی بلاغت کے سامنے گردن جھکائی نہ اِسوجہ سے کہ وے مانتے تھے بلکہ ازراہ بلاغت کے جہان سر قاعدہ پر اشعار
[illegible] وکلام کی مثالین دین وہان قرآن پاک کی آیت سے جو مثال دی اُسمین ظاہر کیا کہ جس بلاغت کی مثال ہی وہ تو اِس آیت مین
[illegible] ہی علاوہ اِسکے اِس آیت مین اتنی بلاغات اور زائد ہین کہ اِسی نظم سے اجتماع ہوا ہی پھر سب سے زیادہ دلیل اعجاز قرآن کی یہ ہی
[illegible] تمام عرب جنکی زبان تھی اور دے اِس زمانہ مین بلاغت وفصاحت کے بڑے مدعی تھے اور خانۂ کعبہ پر قصائد لٹکاتے تھے کہ کون
[illegible] اُسکے مثل لاتا ہی جب سے قرآن مجید نازل ہوا اُسوقت سے اُسکی بلاغت وفصاحت کے سامنے سب نے چھوڑ دیا اور اپنی لن ترانی
[illegible] بھول گئے پس معلوم ہوگیا کہ تمام عرب نے جس قرآن کی بلاغت وفصاحت کے آگے سر جھکایا تو اب اِسمین کوئی تردد نہین ہوسکتا
[illegible] یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر اِس زمانہ مین کوئی نصرانی یا یہودی یا اور کوئی اِسمین کچھ اعتراض پیدا کرے تو اِس شدت سے احمق ہی
[illegible] ملک خیر ملک کا آدمی جس نے کچھ ٹوٹی پھوٹی عربی زبان سیکھی اور خود اہل زبان نہین اور اُس ملک کا نہین ہی پھر بھی اسقدر
[illegible] جانتا جسقدر روم وشام وغیرہ کے علماء جنکی تصانیف سے اُسنے کچھ سیکھا ہی متبحر وماہر تھے تو پھر وہ عرب اہل زبان سے
[illegible] بے نظیر وبے زبان ہی پھر سابق زمانہ کے فصحاء وبلغاء عرب سے تو بے انتہا بدتر ہی وہ دعوی کرے کہ اِسمین کچھ ہی اور
[illegible] اپنی حماقت پر شرم نہ آوے لاحول ولا قوۃ الا باللہ - پس یہی صحیح ہی کہ یہ قرآن بذات خود بے مثل اور لوگون کو عاجز کرنیوالا
[illegible] شیخ ابن کثیر نے محمد بن اسحاق کی روایت کو حضرت ابن عباس سے ذکر کیا کہ یہود نے آکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
[illegible] ہم اِس قرآن کے مثل لاسکتے ہین پس نازل ہوا قولہ لایاتون بمثلہ - وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيرًا
[illegible] مین سے بعض کی پشتی ومددگاری کرین - شیخ نے لکھا کہ روایت ابن اسحاق مین نظر ہی اور یہ سورہ مکیہ ہی اور
[illegible] یہود مدینہ مین مجتمع ہوے تھے - مترجم کہتا ہی کہ اصل مین روایت یون ہی کہ جب اہل مکہ سے تحدی کی گئی کہ
[illegible] ایک صورت لاؤ پھر سب سے چھوٹی سورت لاؤ پھر آیت لاؤ تو قریش نے یہود مدینہ سے اِس بارہ مین استمداد

صدیقی بجاریہ دہلوی لاہوری
نئی اور مسلم وفن کی کتابون کی
مطبوعہ

Marfat.com

چاہی کہ تم اہل کتاب ہو ہمکو بتلاؤ اُنھون نے قریش سے کہا ہم اپنے مثل نہ سکھنے پائیں گے اِن
اور قریش و عرب نے خود سخیف سمجھا تو عاجز ہو کر خاموش ہوئے پس اللہ تعالیٰ نے اِن
الآیہ - پس برملا اِنپر اعلان کر دیا گیا کہ تم لوگ باہم لاکھ مددگاری کرو پھر بھی تم انسان تمام جن
یہ حجت تمام ہوگئی - روایت ہے کہ ایک عرب نے بعض آیات سنکر پڑھنے والے کی طرف
کہا کہ مین بلاغت اِن آیات کو سجدہ کرتا ہون - وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ اِنپر ہم نے
واسطے بیان کیا - فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ اِس قرآن مین مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر طرح مثال
کے مانند ہین - بعض نے کہا یعنی ہر ایک قسم کی چیزین وعدہ و وعید و احکام و امثال و قصص و عبرت
کل مثل یعنی ہر قسم کی ایک مثال - اور مترجم کہتا ہے کہ اِسمین تمام نفوس کے وجوہ شامل ہین یعنی نفوس مختلفہ
بعض ایک اسلوب کلام سے موافق ہین اور بعض دوسرے سے مثلاً کسی کو استعارات پسند ہین اور کسی کو خطابات ہر ایک
موافق بھی اِسمین موجود ہے پس جو نفس اِس لائق ہے ہر ایک کے واسطے اِسمین مواقع ہین کہ اِس نفس مین اثر کرین اور وہ نصیحت
فَاَبٰٓى اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا پس انکار کیا اکثر لوگون نے مگر کفر و انکار کرنا - واضح ہو کہ یہان بعض
انسان ہین جیسے کفار عرب وغیرہ اور معنی انسانیت و روح پاکیزہ اِنمین نہین ہے لہذا اِنمین اِس کلام پاک کے نور نے جگہ نہ پائی
اوہام کی تاریکی کو اِنمین موافقت آئی اور بالکل بے بنیاد کو تحقیق سمجھے اور حق کو ناحق مانا - اگر کہا جاوے کہ الا استثناء بعد نفی
ہوتا ہے جیسے ما ضربت الا زیدا - اور یہ جائز نہین کہ ضربت الا زیدا پھر ابی اکثر الناس الا کفورا - کیونکر جائز ہوا تو جواب یہ ہے کہ ابی بمعنی نفی ہے گویا
کہا کہ فلم یرضوا الا کفورا - اور یہ فصاحت عالی ہے کہ کلام مثبت ایسے عنوان مین ہے کہ مفید نفی و مصحح استثناء ہے - پھر جب دلیل سے ثابت
ہو گیا کہ قرآن مجید کمال درجہ بلاغت و اعجاز پر ہے جیسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم دعوی کرتے ہین اور کفار عرب و یہود وغیرہ سب اُسکے
سے عاجز ہوے اور حجت حق اُنپر لازم آئی اور حق غالب ہوا تو مغلوب ہو کر جیسے مبہوت ہوتا ہے کہ یہود ہٹ دھرمی کرتا ہے اِسی
حیرت مین پریشان ہو کر یہودگی سے اپنی نفسانیت کے معجزات مانگنا شروع کیے کما قال تعالیٰ
وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ
اور کہنے لگے کہ ہم تو تجھے کبھی نہ مانینگے جبتک یہ نہو کہ تو روان کر دے ہمارے لیے زمین سے چشمہ یا ہووے تیرے لیے باغ
نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا
خرمے اور انگور کا پس پھوڑ نکالے تو نہرون کو اُسکے درمیان اچھی روانی سے یا گراوے آسمان کو جیسا کہ
اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى
یا لاوے اللہ کو اور ملائکہ کو قبیلہ یا ہووے تیرے لیے مکان سونے کا
فِي السَّمَآءِ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ
یا چڑھے آسمان پر اور ہم نہ یقین لاوینگے آسمان پر چڑھنے تیرے کا یہانتک کہ تو اُتار لاوے ہم پر ایک کتاب کہ اُسکو ہم پڑھین تو کہہ دے کہ پاک ہے میرا رب ع ۱۰ ب ۱۰
کفار قریش نے چھ قسم کی باتون سے عناد پھیلایا اور اصلی مقصود یہ تھا کہ قرآن کے خلاف

کہ شاید ہو سن وہ ہدایت پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہو جاوین اور پھر وہی باطل جاری ہو اور
ان ہمکو ساہس کا مجال نہ ہو یہ بڑی حکمت بالغہ الٰہی عزوجل موجود ہی۔ غرضکہ منجملہ چھ معجزات کے
کہ ہمارے کفار حریص ہو جو ہم آپکی دوستی و پیروی مین تھے۔ لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ ہم تو کبھی تجھے
نہ مانینگے تاوقتیکہ تو ایسی طرح روان کر دے لَنَا ہمارے لیے۔ مِنَ الْاَرْضِ زمین حجاز مین جو بیکسان
ہے تیرے لیے چشمہ کثیر الماء جسمین کثرت سے پانی ہو اور جوش مارتا ہو کہ کبھی خشک نہ ہو۔ عاصم و حمزہ و کسائی کی قرارت مین
تفجر ہے یعنی یہ کہ تو روان کر دے یعنی مبالغہ نہین ہی۔ معجزہ دوم۔ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ یا خالی تیرے واسطے
جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ بڑا باغ خرما اور انگور کا۔ عنب پھل انگور کے۔ حالانکہ مراد درختان انگور ہین جیسے نخیل
سے نخلات کے درخت سے زیادہ کام کا عنب یعنی پھل ہی۔ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا یعنی اسکے
بیچ مین روان جاری کرے پس یہ نفع خود تیری ذات کے واسطے مخصوص ہو گا اور ہم مان لینگے اسمین غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی
کہ ہمارے کافر کے نزدیک دنیاوی مال و متاع کا حصول ہی خواہ کسی کو ہو اور جسکو یہ نہو وہ خوار ہی۔ معجزہ سوم۔ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ
كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا یا گرادے تو آسمان کو جیسے تو نے زعم کیا ہی ہم پر ٹکڑے یعنی جیسے کفر و شرک پر وعید و تہدید
کی گئی کہ اللہ تعالیٰ چاہے تم پر آسمان کے ٹکڑے گرادے سب مرجاؤ تو وہی کہا کہ اچھا یہی کر دے۔ عجب ہی کہ اگر یہ کر دیا جاوے
تو کیسے ایمان لاوین حالانکہ انھون نے کہا کہ ہم اسوقت ایمان لاوینگے کہ تو یہ کر دے یا یہ کر دے مگر مطلب یہ ہی کہ یہ لوگ
بالکل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتے تھے اور مراد ان باتون سے یہ تھی کہ نہ یہ چیزین ہونگی اور نہ ماننا پڑیگا مگر شاید یہ شخص اپنے
دعوے سے باز آوے اور بتون کی تعریف و بت پرستی مین رخنہ نہ ہو اور یہ غرض نہ تھی کہ واقعی تصدیق کے لیے کوئی بات ہو حتی کہ اگر
ہوتی تو بھی نہ مانتے کیونکہ دے تو آسمان کے ٹکڑے اپنے اوپر گروا لے اور پھر ایمان لاتے تھے نافع و ابن عامر و عاصم کی قرارت مین
کسفا بفتح سین ہی جمع کسفہ جیسے قطع جمع قطعہ اور باقیون کی قرارت مین سکون سین ہی اور معنی واحد ہین جیسے دمنۃ کی جمع دمن ہی
یہ نصب اسکو جائز حالیت کے ہی دونون قرارتون پر۔ مقابلہ چہارم اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا یا آوے اللہ تعالیٰ
اور ملائکہ کو مقابلہ مین نظر کے۔ یعنی آنکھون کے سامنے ہم سب کو دیکھین اور کچھ پوشیدہ نہ ہو۔ مترجم کہتا ہی کہ کس قدر جہالت و دلیری
و بیباکی تھی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے خالق عز سلطانہ کے ساتھ اسقدر دلیری کرتے تھے لیکن سچ یہ ہی کہ سب عوام جاہل ہونے
کے سبب سے ایمان نہین ہی وہ بے ادبی کرتے ہین۔ اور مراد یہ کہ اپنے ساتھ اللہ تعالیٰ و ملائکہ کو ہماری آنکھون کے مقابلہ مین عیانًا
کہ تصدیق رسالت پر گواہی دین۔ ضحاک رح نے کہا کہ قبیلا جمع قبیلہ ہی تو یہ لفظ متعلق بملائکہ ہو گا یعنی ملائکہ کو گروہا گروہ ہر قبیلہ
سے جدا جدا۔ ابن ابی نجیح نے کہا کہ قبیلا یعنی کفیل لاوے کیونکہ کفیل بھی قبیل ہوتا ہی یعنی قبول کرتا ہی۔ معجزہ پنجم یہ کہ دنیاوی منزلت مین
اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ یا تیرے لیے ایک گھر سونے کا ہو۔ یہ قول ابن عباس کا ہی کہ زخرف
کے معنی قرارت بہائے زخرف کے ذہب۔ مروی ہی اور شاید کہ بطور تفسیر پڑھ دیا ہو اور اصل مین زخرف بمعنی
کہا کہ من زخرف یعنی سونے کا مزین بزینت ہو۔ اقول یہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ہی اور ہمارے نزدیک فقہ مین
اَوْ تَرْقٰى فِي السَّمَآءِ یا چڑھ جاوے فِي السَّمَآءِ آسمان مین درجہ درجہ اور ہم تیرے چڑھنا دیکھین وَ اور

Marfat.com

اسپر بھی لَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ ہرگز ہم تیرے چڑھنے پر ایمان نہ لاوینگے حَتّٰى تُنَزِّلَ
ایک کتاب اُتارے - اور ہم اُس کتاب کو بھی نہ مانینگے جب تک ایسی نہ ہو کہ نَقْرَؤُهٗ ہم اسکو
علیہ وسلم کی اتباع کرے - اور حق یہ ہے کہ اگر ایسا واقع بھی ہوتا تب بھی کفار نہین ایمان لا سکتے تھے
نہ ہو سکتا ہے نہ ہم ایمان لا سکتے ہین - اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا - وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَاءِ فَظَلُّوا فِيهِ
یعنی اگر آپنے خود آسمان سے ایک دروازہ کھول دیے پھر برابر وے اسمین چڑھتے تو یہی کہتے کہ ہماری
ہماری ڈھیٹھ بندی کی گئی ہے - امام ابن کثیر رح نے تفسیر امام ابن جریر سے باسناد وہ نقل کیا کہ ابن عباس نے کہا
شیبہ دونون بیٹے ربیعہ کے اور ابوسفیان بن حرب اور ایک شخص بنو عبد الدار کا اور ابو البختری وا
اور ولید بن المغیرہ اور ابوجہل بن ہشام وعبد اللہ بن ابی امیہ اور امیہ بن خلف اور عاص بن وائل اور حجاج
نبیہ ومنبیہ - یہ لوگ بعد غروب آفتاب کے پشت کعبہ پر جمع ہوے اور باہم گفتگو کی کہ محمد کے پاس ایک آدمی بھیجکر
گفتگو ختم کرکے اپنی طرف سے عذر پورا کر دو - پس ایک آدمی بھیجا کہ آپ کی قوم مین سے اشراف لوگ جمع ہوئے ہین
گفتگو کرین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جلد تشریف لائے اِس امید پر کہ شاید اُنکو کوئی بات ظاہر ہوئی ہو اور آپ کی
کی ہدایت مین زیادہ حرص تھا اور پسند کرتے تھے کہ یہ لوگ اسلام لاوین اور اُنکی سرکشی آپ پر شاق تھی پس آپ اگر اُنکے پاس
بیٹھے اُنھون نے شروع کیا یہ کہنا کہ اے محمد ہم نے تمھارے پاس آدمی بھیجا اِس مطلب سے کہ اپنی طرف سے عذر پورا کرین اور
ہم تو واللہ نہین جانتے کہ کسی نے عرب مین سے اپنی قوم پر وہ داخل کیا ہو جو تم نے داخل کیا کہ تم نے اپنے باپ دادون کو بُرا
کہا اور دین مین عیب لگایا اور عقلون کو بیوقوف بنا دیا اور آلہہ کی بدگوئی کی اور جماعت مین پھوٹ ڈالدی کوئی قبیح بات باقی
نہین رہی جو تم نہ لائے ہو اب ہمارے تمھارے درمیان مین کچھ باقی نہین رہا ہے پس اگر تم اِس بات سے لائے ہو چاہتے
کہ مال جمع کرو تو ہم خوشی سے اپنے اموال مین سے تمھارے لیے اسقدر جمع کر دیتے ہین کہ تم ہم مین سب سے زیادہ مالدار ہو جاؤ
اور یہ چھوڑ دو اور اگر اِس سے شرف چاہتے ہو تو ہم سب تم کو اپنا سردار بنائے لیتے ہین اور اگر تم اِس سے بادشاہت چاہتے ہو
تو ہم اپنے اوپر تم کو بادشاہ کیے لیتے ہین اور اگر یہ شخص جو تمھارے پاس ہاتین لاتا ہے کوئی رئی یعنی جن ہے کہ تم پر غالب ہو گیا ہے
ایسا اکثر ہو جاتا ہے تو ہم اپنے اموال خرچ کرکے تمھارے لیے طبیب اور علاج تلاش کرتے ہین کہ آپ اچھے ہو جائین ہم
عذر ختم کیے دیتے ہین پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ مجھے یہ کچھ نہین ہے جو تم کہتے ہو مین
مین تمھارے اموال نہین چاہتا ہون اور نہ مجھے تم پر شرف کی خواہش اور نہ مین تم پر بادشاہت چاہتا ہون
نے مجھے تمھارے پاس رسول کرکے بھیجا ہے اور مجھپر یہ کتاب اُتاری ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ تمھارے
مین نے رسالت الٰہی تم کو پہونچا دین اور تمھاری خیر خواہی کی سو اگر تم اسکو قبول کرو جو مین لایا ہون تو
ہے اور آخرت مین بھی ہے اور اگر تم اُسکو رد کروگے تو مین اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کرونگا یہانتک کہ
جو چاہے حکم کرے غرضکہ اُسی کے مانند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خواہ یہ کلمات یا اُسی طرح کے
اے محمد اگر تم ہم سے یہ بات نہین قبول کرتے ہو جو ہم نے تم پر پیش کی ہے تو تم یہ بات جانتے

Marfat.com

ہو اور نہ قلیل المال اور نہ معیشت مین زیادہ تکلیف مین ہو تو اپنے رب سے سوال کرو کہ جس نے تم کو بھیجا ہو
[illegible] سے یہ پہاڑ ہٹا دے جنسے تنگی ہو رہی ہو اور ہمارے ملک کو وسیع کر دے اور اسمین نہرین جاری کر دے جیسے شام
[illegible] ہیں جدیا پہلے ہین اور ہمارے باپ دادے جو مر چکے ہین اُنکو پھر زندہ کر کے ہمارے پاس بھیجدے اور انمین سے قصی بن کلاب
ضرور ہون کہ وہ بہت سچے تھے پس ہم اُنسے پوچھینگے کہ جو تم کہتے ہو سچ ہو یا جھوٹ ہو پس اگر تم نے ہمارا سوال پورا کر دیا اور اُنھون نے
تمھاری تصدیق کی تو ہم تمکو سچا مان لینگے اور جان لینگے کہ تمھارا مرتبہ اللہ تعالی کے نزدیک ہو اور اُسنے تم کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجا ہو
جیسا تم دعوی کرتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے فرمایا کہ مین اسواسطے نہین بھیجا گیا ہون کہ ایسی باتین کرنے کی مجھے
قدرت ہو اور مین اللہ تعالی کے پاس سے وہی لایا ہون جو تم کو پہونچاتا ہون وہ مین نے پہونچا دیا اگر مانو تو تمھارے واسطے دنیا و آخرت
مین حصہ ہو اور اگر رد کروگے تو مین صبر کرونگا اللہ تعالی کے حکم پر یہانتک کہ وہ میرے و تمھارے درمیان حکم فرما دے۔ پھر کہنے لگے
کہ اگر تم ہمارے واسطے یہ نہین کرتے ہو تو اپنے رب سے اپنے واسطے مانگو کہ وہ ایک فرشتہ تمھارے ساتھ بھیجدے کہ وہ تمھاری بات
کی تصدیق کرے اور تمھاری طرف سے ہم سے جواب سوال کرے اور ہم اُس سے پوچھ لین پھر وہ تمھارے لیے باغ بنا دے اور خزانہ
مہیا کر دے اور مکانات تیار کر دے سونے و چاندی کے کہ تم کو اس حالت سے استغنا ہو جسمین ہم تم کو دیکھتے ہین۔ کیونکہ بازارون
مین کھڑے ہوتے اور معاش ڈھونڈھتے ہو جیسے ہم لوگ اُسکی تلاش کرتے ہین ایسا ہو تو ہم پہچانین کہ تم کو تمھارے رب کے نزدیک
ہم سے زیادہ فضیلت ہو اور تم کو اُسنے رسول بنایا ہو جیسے تم گمان کر بیٹھے ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مین یہ نہین
کرونگا اور نہ مین اپنے رب عزوجل سے یہ چیزین مانگنے والا ہون اور مین اسواسطے تمھارے پاس بھیجا نہین گیا ہون بلکہ اُسنے مجھے
بشیر و نذیر فرمایا ہو جو مین لایا ہون اگر اُسکو قبول کرو تو وہ تمھارا حصہ دنیا و آخوت مین ہو اور اگر رد کروگے تو مین حکم الٰہی پر صبر کرونگا
یہانتک کہ وہ میرے تمھارے درمیان حکم کرے۔ تب کہنے لگے کہ اچھا پھر آسمان کے ٹکڑے ہم پر گرا دو تم تو گمان کرتے ہو کہ تمھارا رب
چاہے تو اسکو کر سکتا ہو کیونکہ ہم تم پر ایمان نہ لاوینگے مگر جب تم ایسا کر دکھلاؤ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ تعالی
کے اختیار مین ہو وہ چاہے تمھارے ساتھ ایسا کرے تب کہنے لگے کہ اے محمد کیا تمھارے رب کو یہ معلوم نہ تھا کہ ہم تمھارے ساتھ
بیٹھینگے سوالات کرینگے اور جو ہم نے تم سے طلب کیے وہ طلب کرینگے تو پہلے ہی سے تم کو بتلا دیا ہوتا جو تم ہمکو جواب دیدیتے کہ تمھارا
اسکو کریگا یا نہین کریگا۔ جب کہ ہم اُسکو قبول نہ کرین جو تم لائے ہو۔ ہم کو تو یہ خبر پہونچی ہو کہ تم کو یہ مامہ مین ایک شخص یمامہ کا سکھلاتا
ہو رحمن الیمامہ کہتے ہیں اور ہم تو واللہ کبھی رحمن پر ایمان نہ لاوینگے اور اے محمد ہم تو اپنی طرف سے عذر پورا کر چکے اور خبردار
ہمکو اس بات پر نہین چھوڑینگے جو تم ہمارے ساتھ کرتے ہو یہانتک کہ تو ہمکو مار ڈالے یا ہم تجھے مار ڈالین۔ اُنمین سے ایک
شخص جو فرشتہ کو پوجتے ہین اور وے اللہ تعالی کی بیٹیان ہین اور ایک بولا کہ ہم تو کبھی تجھپر ایمان نہ لاوینگے یہانتک کہ تو لاوے
ہمکو آنکھون کے روبرو جب ایسی گفتگو کرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکے پاس سے اُٹھ کھڑے ہوے اور
عبد اللہ بن ابی امیہ بن المغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن المخزوم بھی اُٹھا اور وہ آپ کی پھوپھی عاتکہ
کا بیٹا تھا اُسنے کہا کہ اے محمد آپ پر آپ کی قوم نے جو پیش کیا وہ آپ نے سنا مگر کچھ بھی آپ کو قبول نہ ہوا
اور اپنے واسطے کچھ اور چاہے کہ تم ہی کرو تاکہ اللہ تعالی کے یہان تمھاری منزلت اُنکو معلوم ہو وہ بھی تم نے نہ کیا

Marfat.com

پھر اُنھون نے مانگا کہ جس سے خوف دلاتے ہو وہی ابھی لادو کہ وہ عذاب معلوم ہوجاوے وہ بھی [illegible]
لاؤنگا یہانتک کہ تم آسمان کے واسطے ایک سیڑھی بناؤ اور اُسپر چڑھو اور مین دیکھتا جاؤن یہانتک کہ [illegible]
ساتھ ایک کھلا ہوا صحیفہ لاؤ جسکے ساتھ چار فرشتہ ہون جو تمھاری گواہی دین کہ تم ایسے ہی ہو جیسے بیان کرتے ہو اور [illegible]
تم ایسا کرو تو بھی مجھے گمان ہو کہ مین تمھاری تصدیق نہین کرونگا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے [illegible]
علیہ وسلم بھی اپنے گھر واپس آئے مگر غمناک ومحزون تھے کیونکہ بلانے کے وقت آپ کو امید کچھ اور ہی [illegible]
لوگ اور زیادہ دوری چاہتے ہین ۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ جلسہ جسمین یہ لوگ جمع ہوے تھے اگر [illegible]
اِن لوگون کی درخواست بنظر ہدایت وارشاد ہو یعنی چاہتے ہین کہ ہم ہدایت پاوین اور حق ظاہر ہوجاوے تو [illegible]
قبول ہوتین ولیکن علم الٰہی مین یہ تھا کہ یہ لوگ کفر وعناد سے ایسا چاہتے ہین چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکے بعد [illegible]
کی طرف سے ارشاد ہوا تھا کہ اگر تو چاہے تو جو یہ لوگ چاہتے ہین ہم دیدین پھر اگر اُنھون نے کفر کیا تو مین اِس قوم کو ایسا [illegible]
کرونگا جو کبھی کسی کو نہ کیا ہو اور اگر تو چاہے تو اُنپر دروازہ رحمت وتوبہ کا کھول دون پس آپ نے عرض کیا کہ دروازہ رحمت
توبہ کا کھول دیا جاوے جیسا کہ سابق مین قولہ تعالے وما منعنا ان نرسل بالآیات الا یہ کی تفسیر مین حضرت زبیر بن العوام
عباس رضی اللہ عنہما سے مذکور ہوا ہی ۔ اور لکھا کہ اُنھون نے چاہا تھا کہ زمین حجاز مین یہان وہان نہرین جاری کردے تو یہ بات
اللہ تعالی پر بالکل سہل ہی اگر چاہتا ہوجاتی جب کہ اُسی نے تمام زمین پیدا کی ہی اور اگر چاہتا وہ سب باتین ہوجاتین جو اُنھون نے
مانگی تھین ولیکن علم الٰہی تو محیط ہی کما قال تعالی واذ قلنا لک ان ربک احاط بالناس الآیہ ۔ وقال تعالی ان الذین حقت علیہم کلمت
ربک لا یومنون ولو جاءتہم کل آیۃ حتی یروا العذاب الالیم ۔ یعنی جن لوگون پر تیرے رب کا کلمہ ثابت ہوچکا وہ ایمان نہین لاوینگے
اگرچہ اُنکے پاس سب معجزات آیات آجاوین یہانتک کہ وے عذاب الیم دیکھ لین ۔ قال تعالی ولو اننا نزلنا الیہم الملائکہ وکلمہم
الموتی وحشرنا علیہم کل شی قبلا ما کانوا لیومنوا الآیہ ۔ یعنی اگر ہم اُتارتے اُنپر ملائکہ اور گفتگو کرادیتے اُنسے مردون سے اور محشور
اُنپر ہم ہر چیز کو بھیجدیتے تو بھی اِس لائق نہ تھے کہ ایمان لاتے ۔ اور دوسرے مقام کی آیت مین توجیہ فرمائی کہ ملائکہ اگر ہم بھیجتے تو اُنکی
سے بے فہم ہوتے اور اگر بصورت بشر بھیجتے تو ملتبس ہوکر منکر ہوتے ۔ حاصل یہ کہ جنکے حق مین ایمان مقدر نہین فرمایا وہ کسی طرح
نہین لاسکتے ہین ۔ اور واضح ہو کہ قوم شعیب نے بھی اِسی طرح عذاب مین جلدی کی تھی تو اُنپر اللہ تعالے نے عذاب یوم الظلہ سے
یا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی التوبہ ونبی الرحمہ ہین آپ رحمۃ للعالمین مبعوث ہوے ہین تو آپ نے ختم کیا اور اُنکے
ملت چاہی کہ اللہ تعالی اُسکے لطف وانعام والون مین سے ایسے پیدا کرے جو شرک چھوڑین اور توحید اختیار کرین اور ان لوگون مین سے
اِن لوگون مین سے بھی بعضے مسلمان ہوے اور اچھا اسلام لائے حتی کہ عبد اللہ بن ابی امیہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ
ہوکر پیچھے ہولیا تھا اور قسم شدید کھائی تھی کہ کبھی ایمان نہ لاؤنگا وہ ایسا اچھا اسلام لایا اور توبہ کی کہ نیک
تو لہ تعالے حتی تنزل علینا کتابا نقرؤہ ۔ مجاہد رح نے کہا کہ مراد اِس سے یہ کہ ایک ایک صحیفہ نام
بنام فلان بن فلان ہو کہ ایمان لاوے ۔ مترجم کہتا ہو کہ شاید اُنھون نے کتبا جمع کتاب سے سمجھا کہ کتاب کی طرح
لیے ہون ۔ سراج مین لکھا کہ آیت مین اشارت ہو کہ نبی صادق ہونے کے واسطے پیشتر [illegible]

Marfat.com

ہے بلاد بین سب دیکھے جاوین اسواسطے کہ یہ دروازہ اگر کھولا جاوے تو لازم آوے کہ تصدیق کے واسطے کوئی حد نہ ہو کیونکہ جو معجزہ دیا گیا
اس سے یقین نہ ہوا تو اور معجزہ کی ضرورت ہوئی اسپر کون قطعی یقین کا باعث ہوا جو اول کے واسطے نہ تھا تو اور معجزہ چاہیے ہی پس کہین
حد ہوگی کہ اسپر پہونچنے سے قطعی یقین ہو اور معاندین کا عناد منقطع ہو اور جاہلون کی جہالت سے چھٹکارا ہو با وجودیکہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کو ایسے ایسے معجزات باہرہ ظاہرہ مثل شق القمر وغیرہ کے دیے گئے تھے کہ آیندہ کسی اور معجزہ کی ضرورت نہ تھی - مترجم کہتا ہی کہ
اس زمانہ مین اکثر لوگ ایسے ہین کہ معجزہ شق القمر سے انکار کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تاریخون مین کسی قوم کے یہ تذکرہ نہین پایا جاتا ہی
لہذا مین چاہتا ہون کہ جو فریب اس گفتگو مین یہ لوگ لائے ہین اُسکو ظاہر کردون اور اس بات مین تحقیق بیان کردون جس سے
اہل عدل کو تسکین و اطمینان ہو - واضح ہو کہ قرآن مجید بالکل اسی حال پر ہی جسطرح حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور آپ کے
صحابہ مین سے بے شمار آدمیون نے حفظ کر لیا اور لاکھون آدمیون کو مانند حفظ کے تھا جو اسکی تلاوت کرتے تھے اور زمانہ صحابہ رض مین
لاکھون کی نوبت حفظ کی پہونچی اور کروڑون بلکہ بیشمار آدمیون نے مصاحف سے تلاوت کی اور سب نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے شاگردی
کے ساتھ پڑھا اور اُنسے کروڑون سلسلۂ تعلیم کے پیدا ہوے اور برابر ابتک اسی طرح سلسلہ اسناد کا چلا آتا ہی اور اسمین ایک حرف
بھی تغیر نہین ہی اور قرارات متعددہ خود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عہد مبارک مین تھین اور انھین پر اسکا نزول ہوا ہی - کوئی قوم و ملت
جو مسلمان بھی نہین ہی اسکو بھی یہ مجال نہین ہی کہ اسکا انکار کر سکے کہ قرآن مین کوئی تغیر نہین ہوا ہی بلکہ بالاتفاق سب قومین اقرار کرتی ہین
کہ یہ کتاب پاک اسی حال پر ہی جسطرح زمانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین تھی اسمین کوئی تغیر نہین ہوا اب ہم کہتے ہین کہ قرآن مجید مین
موجود ہی کہ اقتربت الساعۃ وانشق القمر - نزدیک ہوئی قیامت اور دو ٹکڑے ہوا چاند - جب یہ منصوص قرآن مین ہی تو اب ہم کہتے ہین
کہ یہ اسوقت نازل ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ مین تھے اور آپ کی قوم قریش جو آپ کی نبوت سے بالکل منکر تھی اور
سو جہ سے کہ اسلام مین اُسکے بتون کی مذمت ہی آپ کے بالکل جانی دشمن ہو گئے تھے اور یہ بھی اقرار کرتے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
بہت سچے امانت دار ہین کبھی ہم نے اُنکو جھوٹ یا خیانت سے متہم بھی نہین پایا حالانکہ چالیس برس اُنمین بسر ہوئی تھی تب نبوت ہوئی
پھر اب ہم کہتے ہین کہ جب یہ آیت قرآن مین اُتری ہی اگر جھوٹ ہوتا تو قریش کو بلکہ تمام عرب کو صریح جھوٹ معلوم ہوتا پھر کیونکر وے
لوگ سچائی کا اقرار کرتے اور کیونکر قرآن مین اُترتا کہ انہم لایکذبونک - وے تجھے جھوٹا نہین بتلاتے ہین - فقد لبثت عمرا من قبلہ
افلا تعقلون کیونکر برملا سنائی جاتی جسکا یہ خلاصہ ہی کہ مین اس سے پہلے ایک عمر تک تم مین رہا تم جانتے ہو کہ مین نے کبھی جھوٹ نہین کہا -
اس سے معلوم ہوا کہ عرب مین سے کوئی شخص اسکا انکار نہین کرتا تھا اور جو لوگ تلوار سے لڑنے و قتل کرنے مین دریغ نہین کرتے تھے وے بھی
کہتے تھے کہ ہان ایسا ہوا اور یہ دوسری بات ہی کہ اُسکو جادو بتلاتے یا نظربندی کہتے تھے - پھر اگر نعوذ باللہ یہ جھوٹ ہوتا تو یہ کروڑون
مسلمون کے پیدا ہوتے تھے اس جھوٹ کو روم شام فارس خراسان مصر وغیرہ مین سب کہین مشہور کر دیتے ولیکن اسمین سے ایک
بات بھی نہین واقع ہوا تو معلوم ہو گیا کہ تمام عرب کے کروڑون آدمی اس واقعہ کے قائل ہین - اور اسقدر کثرت سے بے تعداد لوگون
کا متفق ہونا اس واقعہ کے قطعی ثبوت و وقوع کے واسطے بالکل کافی ہی - اب وسوسہ بعضے لوگون کا بیان کرتا ہون کہ
جو انکار کرتا ہو اسوجہ سے انکار کرتا ہو کہ دوسری قومون کی تاریخون مین اسکا تذکرہ نہین ہی تو ہم پہلے اسمین بحث
کرتے ہین کہ دوسری قومون کی تاریخین اس زمانہ مین کس حال پر تھین - واضح ہو کہ علم تاریخ زمانہ مین عرب کے نور علم سے

پہلا درنہ اِس سے پہلے جو نمونہ تحسین اُسکا مختصر نمونہ سننا چاہیے اوّل اہل فارس کہ اُنمین ہزارہا دا
وقائع بہت ہوے اب تاریخ فارس تلاش کرو تو اُسکا یہ حال تھا کہ جو کوئی نادر واقعہ ہوا وہ لوگون
کے استعارات ملاکر ایسا خلط مبحث کر دیا کہ اصلی مضمون ہی اُس سے سمجھ مین نہین آتا پھر اُسنے زمانہ
کہ اِس بات سے کچھ آشنا ہونے کی وجہ سے سمجھتے رہے اور پھر تو وہ ایک کہانی ہوگئی جسمین نہ معلوم کتنی
کہ اصل بات کا پتہ بھی نہین چلتا ہی پھر یہ سب تحریف کی ہوئی تھی کہین قلم بند نہین ہر بلکہ داستان گوے
قصہ مین سناتے چلے آتے ہین اب فارس کی تاریخ دیکھو کہ جب عرب مین اسلام پھیلا اور فارس کی بادشاہت
اُسوقت نیزدگرد نے نامۂ خسروان نیار کرایا جسمین دیوون کی لڑائی اور اُنکی صورتین اور رستم و دیو اکوان کی جگہ
دیو سفید اور ہزارون قصص اس قسم کے ہین کہ کوئی عاقل تاریخ جاننے والا اُسکی کچھ اصلیت سمجھتا ہی کہ کیا
جس نے شاہنامہ نظم کیا ہی زینجا کے دیباچہ مین لکھتا ہی کہ ؎ دو صد زان نیز زو بیک مشت خاک ۔ یعنی نامۂ خسروان
کے قصے و قائع کی جو روایات عام کی زبان پر ہین ایسی دروغ بیہودہ ہین کہ ایک مٹھی خاک کی قیمت اُنکی دو سو
ریادہ ہی ۔ ایسے ہی اہل ہند کی تاریخون کو دیکھو کہ وہ بندرون کی لڑائی اور وہ بیان کہ فلان پہلوان نے اپنے تیر پر بٹھلا
ہزار کوس پھینک دیا پھر بھلا کوئی تاریخ جاننے والا اِن وقائع کی اصلیت سے واقف ہو سکتا ہی ۔ خیر یہ باتین ہون جیسی ہون
اِس سے بحث نہین کرتے ہین بلکہ یہی کہنے ہین کہ اِنمین تاریخ لکھنے کا دستور ہی نہ تھا اور کبت کہنے والے پرانے وقائع کو عجیب
ہین جسکو اصل بات سے بہت ہی کم لگاو رہتا تھا باندھکر اُلٹے اودن کی طرح گایا کرتے تھے اور ہر زمانہ گویا صفحۂ ہستی کا ایک
سادہ ہوتا تھا ۔ یہ جو ہم نے بیان کیا ہی اِسپر انگریز وغیرہ سب اقرار کرتے ہین اب رہا حال انگریزون کے اِس خطہ کا تو اسمین
شک نہین ہی کہ اِسوقت ایشیائی ملکون مین ایک تہذیب تھی اور وہ خطہ یورپ تو بالکل جنگل تھا اور کون اُس سے انکار کر
کہ ابھی سو برس اُدھر تو انگلستان بڑا بھاری جانور خانہ تھا اب ہم صحیح طور پر کہتے ہین کہ جب سے اللہ تعالی نے عرب کو
دیا اور اُنھون نے تمام علوم و فنون کو ترقی دیکر دوست و دشمنون مین فرق نہ کیا بلکہ تمام قومون کو سکھلایا اور پڑھایا اور
فنون مین سے ایک فن تاریخ پر پوری توجہ کی اور نہایت صحت اسناد کے ساتھ جو بات لکھی وہ لکھی اور اسناد مین تمام
شرائط رکھی جنمین ادنی یہ ہی کہ اُسکا جھوٹ کبھی اُسکے گھر والون یا محلہ والون کو ثابت نہ ہوا ہو اور ہر قسم کے وقائع و اخبار
خواہ وہ بادشاہ و عام آدمی کے بدنام کرنے والے ہون یا نیکنام کرنے والے ہون بے کم و کاست لکھدیا ہی اِس مین کسی
کا کام تھا برخلاف اِنکے اگلی قومین تو اِس بات پر فخر کرتی تھین کہ اُنکے شاعر و کبت کہنے والے نے مرد کو ایسی
کو ایسے پیرایہ مین بیان کیا کہ وہ بھلائی ہوگئی مثلاً رستم نے اسفندیار کو قتل کیا تو وہ اِس
کے ساتھ مقتول ہوا ورنہ ہمارے بادشاہ کے مانند کسی مین طاقت نہ تھی ۔ پھر انھین عرب کو دیکھکر
قومین ہوش مین آئین اور اُنھون نے بھی تاریخ کا سلسلہ نکالا مگر اب کیا ہو سکتا ہی پہلے
رنگے اور جو اکثر مین معلوم ہوا اُسکو قیاس کے موافق کرکے نقل کیا پھر یہ سب والون نے
مین سے جو اسلام کے پیشتر وقائع ہوے ہین قیاس دوڑا کر خوب تراش خراش کرلی ہی

Marfat.com

...کل سکتی ہی اور جو تاریخیں اسلام کے متعلق مذہب ہین اُنکی تحقیق بلاشبہہ پایۂ اعتبار پر موزون ہی جب ...مجھے اب یہ کہنے کی ضرورت نہین معلوم ہوتی ہی کہ جو تاریخ نہایت صحیح طور پہ باسناد موجود ہی اُسکی بات ...کیا جاتا ہی کہ بے بنیاد قصون کہانیون کے کہنے والے لوگون نے اِسکو نہین بیان کیا اب سوائے بیوقوفی یا جہل ...کی یہ اور کیا ہوسکتا ہی لہذا لازم ہی کہ ایسے بے انصاف جاہلون کی بات غلط ہمیشہ مردود کردی جاوے اور کبھی سچی ...کرنا چاہیے فافہم واستقم۔ اب مین پھر اصل تفسیر کی طرف رجوع کرتا ہون کہ اِس بیان سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قطعی ایسے ...کے لیے جو کہے ہوئے صدق دعوی نبوت کے واسطے اور کسی معجزہ کی ضرورت نہین تھی کیونکہ معجزہ صرف سچائی نبوت کے ...کے لیے ہوتا ہی پھر باوجود اِسکے جب وہ جادو اور نظربندی وغیرہ پر محمول کیا گیا تو آیندہ کِس معجزہ کی نسبت امید ہوسکتی ہی کہ ...کِسی تعریف کلمات سے مدد نہ کیا جائیگا اور واضح ہو کہ نبی بھیجنا اللہ تعالی کا فضل ہی اور اِسپر نبی کے واسطے معجزہ دینا بیفضل پر فضل ...مخلوق کو اپنے خالق عزوجل کی بندگی کرنا فرض لازم ہی تو اب خیال کرو کہ معجزہ مین ایسی ہٹ کرنا گویا ایمان لانے مین بڑا احسان ...کس قدر بیہودگی ہی اور یہ بھی واضح ہو کہ معجزہ باختیار نبی نہین ہوتا بلکہ وہی خالق عزوجل اپنی قدرت سے پیدا کردیتا ہی تو جب ...کون سے ایسی گستاخی کی اور اپنے اوپر جو فرض تھا اِسکو ادا کرنا درکنار پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو رد کیا اور جھٹلایا اور احسان رکھا ...کرو تو ہم تمھین مان لینگے نتیجہ یہ ہوا کہ حق عزوجل نے جو بالیقین ہر ایک کی طاعت ومعصیت سے مستغنی ہی ان جاہلون کو کچھ ...مانگو یا اور اگر عجز ولجاج کے ساتھ واقعی فرمانبرداری کے قصد سے مانگتے تو وہ ہر بات پر قادر ہی لہذا اپنی حمد وتسبیح کے ساتھ جو اب ...دینے کا حکم دیدیا بقولہ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ تو کہدے کہ پاک بے نیاز ہی میرا رب۔ اسمین اُنکے ہٹ کرنے سے تعجب دلایا کہ ...کِسقدر جاہل ہین اور جو کہتے تھے کہ اللہ تعالی آوے اُس سے پاکی اور تنزیہ بیان کی کہ خبردار یہ مخلوق کی تعریف وبدگوئی ومعصیت وغیرہ ...سب سے وہ پاک ہی اور کون اِسپر حکومت کرسکتا ہی اور کہان ہی وہ جو اسکی قدرت مین شریک ہوسکے پس کسی کو طاقت نہین کہ کوئی آیت ...معجزہ ہونے کے لیے اِنما فرمایا۔ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا یعنی مین نہین ہون مگر بشر رسول۔ فی السراج یعنی مین تو ایک ...بشر ہون اِسی قدر جیسی کچھ بشر کو دی گئی ہی مجھے بھی ہی مگر رسول ہون جیسے مجھ سے پہلے بیشمار رسول گذرے ہین اور وے اپنی ...اپنے پر وہی معجزہ لاسکتے تھے جو اللہ تعالی نے اُنکے ہاتھون پر ظاہر کردیا جو اُنکی قوم کے حال سے مناسب ہوتا تھا اور خود معجزہ لانا ...اُنکے اختیار مین نہ تھا اور نہ وے اللہ تعالی عزوجل پر حکومت کرسکتے تھے کہ اُسکو مجبور کرکے معجزہ لادین۔ مترجم کہتا ہی کہ اللہ تعالی ...نے اوّل ہدایت فرمادی تو بشر رسول کی قدر پہچانی جاوے لیکن یہ لوگ کفار جو اللہ تعالی عزوجل ہی کی معرفت سے جاہل تھے ...امام احمد رح نے اسناد سے جسمین ایک راوی علی بن یزید ہین ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے مرفوع ...حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے رب عزوجل نے مجھپر پیش فرمایا کہ تیرے واسطے بطحاء مکہ کو سونا کردیا جاوے ...گا عرض کیا کہ نہین اے میرے رب نہین بلکہ مین ایک روز سیر ہوکر کھاؤنگا اور ایک روز بھوکا رہونگا جب بھوکا ہونگا تو تیری جانب ...گڑگڑاؤنگا اور جب سیر ہونگا تو تجھے یاد کرکے حمد وشکر کرونگا۔ درواہ الترمذی ایضاً وقال علی بن یزید یضعف فی الحدیث ...کہا ہی کہ یہ حدیث درجہ حسن پر ہی یعنی ...ضعیف کیا جاتا ہی لیکن ...یہ مرتبہ ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ باوجود اِس تمام شوکت کے جو اخیر زمانہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

کو حاصل تھی کبھی دو وقت سیر ہو کر نہین کھایا اور کبھی ایک مد جو فائدہ اپنے پاس نہین رکھا اور جو
کہا ہی کہ آخرت پر ایمان لانا اور عالم دین ہونا اسکا ادنی مرتبہ یہ ہی کہ آخرت کو دنیا سے اچھا جانے
دار فانی مکروہ کی جانب توجہ کرنا جہالت ہی اور اسلام اسکے منافی ہی اور تو غور سے دیکھ کہ کفار
تھی کہ ہم ایمان لے آوینگے اگر یہ باتین ہون تو ان باتون سے ہوا سے دنیا ہے فانی ہے اور
انکار کے کچھ نہ تھا تو یہ تو اول ہی سے انکار اسلام تھا گویا یون درخواست کی کہ ہم کو آخرت سے
لا دین یا ہم کو کفر اختیار کرنے دو تو ہم مومن ہو جاوین جب اس مقام کو غور سے دیکھ لیا جاوے تو کچھ معلوم ہو جاوے
بھی نہ مانگتے تو بھی قابل قبول نہ تھے فافہم واللہ تعالی اعلم۔ پھر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نے کافرون کا انکار بشر رسول ہونے سے مردود کر دیا تو یہ بتلایا کہ

وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا
اور نہین روکا لوگون کو ایمان سے جب انکے پاس ہدایت آگئی مگر اس قول نے کہ کیا بھیجا اللہ نے بشر کو

رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ
رسول کہہ دے کہ اگر ہوتے

لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ
زمین مین ملائکہ کہ چلتے ہوتے تو ہم اُنپر اُتار دیتے آسمان سے فرشتہ رسول تو کہہ دے کہ کافی ہی

نصف بَيْنِىْ وَبَيْنَكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا ۝
میرے درمیان اور تمہارے درمیان وہ ہی ہی اپنے بندون کے ساتھ خبردار دیکھنے والا

اِن کافرون کا استعجاب اس امر سے مذکور ہی کہ اللہ تعالی نے بشر کو رسول بنایا اگر بنانا تھا تو کسی فرشتہ کو بنانا جو ہمکو
ذلک بانہ کانت تاتیہم رسلہم بالبینات فقالوا ابشر یہدوننا الآیہ یعنی کفر و انکار کی وجہ یہ ہی کہ اگلی امتون پر جو رسول آئے
کے ساتھ پس کہتے کہ کیا بشر ہم کو ہدایت کرینگے۔ جیسے فرعون کی قوم نے کہا کہ قالوا انؤمن لبشرین مثلنا یعنی کیا ہم
ایمان لاوین جو دونون ہمارے مثل ہین۔ اسی طرح کفار قریش کے ایمان نہ لانے کا حال بیان فرمایا۔ وما منع الناس
نہین روکا لوگون کو یعنی قریش وغیرہ کو جو اکثر حصہ تمام مین سے ہر زمانہ مین ہوتے ہین اسی واسطے اکثر الناس غیر
لانے مین جنکا شمار نہین اور لوگون کا یہ حال ہی کہ انکو نہین روکا کسی چیز نے۔ ان یؤمنوا
اذ جاءھم الھدی جبکہ پہونچ گئی انکے پاس ہدایت۔ یا قرآن یا انپر معجزہ جدید قائم ہو گیا ہو
اس قول نے کہ ابعث اللہ بشرا رسولا کیا اللہ تعالی نے بشر کو رسول بنا کر بھیجا ہے
ایمان نہین لاتے تو کوئی چیز انکو ایمان سے مانع نہ تھی سوائے اس اضطراب کے کہ اللہ تعالی نے
نہین ہو سکتا اور اگر اللہ تعالی کو رسول ہی بھیجنا تھا تو فرشتہ بھیج سکتا تھا پس انکو رسول نہ بھیجنا
بھیجیگا اور اگر مان لیا جاوے تو وہ بشر نہین ہو سکتا تو فرشتہ ہوگا۔ (تو ثلاثہ ایضاً محول ہوگا

Marfat.com

جنس سے ہو اور اُسکی بات سمجھتے اور اُسکے چال چلن کے مطابق عمل کر سکتے ہین پس ہر طرح بشر ہی اُنکے واسطے
بھیجا جاتا تو اُسکے صدمہ ہیبت سے مرجاتے اور اگر بصورت آدمی بھیجا جاتا تو پھر اُسکو بشر ہی سمجھتے
اور مخلوق کے لیے بشر رسول ہونا فرمایا۔ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْأَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ کہدے کہ اگر زمین پر ملائکہ ہوتے
جہاں کی خلافت اگر بجائے آدمی کے ملائکہ سے ہوتی اور وے اپنے افعال مین خلاف توحید کے شرک کرتے اور اعمال مین بیراہ
روی کرتے مُّطْمَئِنِّيْنَ یعنی جیسے تم اسمین مطمئن پھرتے ہو وے بھی پھرتے لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ
ملکا رسولا تو ہم آسمان سے فرشتہ کو رسول بھیجتے۔ وہ اُنکے جنس سے ہوتا۔ بالجملہ آدمی عاقل اپنے افعال مین مثل بہائم و درندون
کے آزاد نہین چھوڑا جاسکتا کہ جو چاہے اور جسطرح چاہے عمل کرے کچھ حرام حلال کی تمیز نہ ہو اور ہر ایک دوسرے کی جورو کو اپنی جورو
سمجھے اور ماں بہن کو بیٹی بیٹا باپ اور اولاد کو چاہے مار ڈالے اور مال جسکا پاوے لے لے یہ خوب ظاہر ہی کہ ایسے افعال بالکل بیہودہ
اور قابل مواخذہ ہین اور ایسی مجموعی حالت کو روا نہین رکھتی ولیکن بعض قومین تو بیٹی کو جورو بنانا روا رکھتے ہین اور بعضے اولاد
کا باپ سے نکاح ہونا روا رکھتے ہین پھر الزام سب قومون مین مشترک ہی کہ اُنکی رائے بالکل خطا کرتی ہی اور ابھی ایک حصہ روح کی تہذیب کا جو اصلی
مقصد ہی نہین ہوا تو خالی ظاہری اعضاء و حواس کے افعال مین بیراہ روی ہی کوئی بات ٹھیک نہین معلوم ہوتی اور رہے
افعال باطنی تو ذکر ہی نہین ہی پس ضرور ہوا کہ ایک آدمی ایسا ہو جسکے اعمال ظاہری ٹھیک معلوم کر لیے جاوین اور یہ کہ کسطرح
کھانا اور کیسے کماتا اور کیسے نکاح کرنا اور کیسے سوتا اور کیسے باہمی برتاؤ کرنا ہی اور اس سے اعمال باطنی سیکھے جاوین
اور یہ کہ وہ انسانی جنس سے ہو پھر جو آیا اُسکی تصدیق کے لیے معجزہ دیدیا اور تم کو عقل ہی کہ دیکھو وہ تم سے کوئی
چیز مانگتا نہین چاہتا کہ تمھارے واسطے چھوڑتا ہی اور کیسے نیک کامون کی تمکو ہدایت کرتا ہی اور کیسے انصاف و عدل کو شائع
کرتا ہی قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ کہدے کہ اللہ تعالی کا شاہد ہونا میرے تمھارے درمیان
کافی ہوگا اور تم صدق کو اور نیک کام کو لیتے ہو۔ اِس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص نبوت کا دعوی در رفع کرے
اور معجزہ بھی دکھائے تو اعتبار نہ کیجائیگا۔ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرًۢا بَصِيْرًا وہ اپنے بندون پر خبردار و دیکھتا ہی۔ پس وہ کاذب
کو خوب جانتا اور وہی علیم خالق ہی
وہ جسکو اللہ تعالے نے بھیجا ہی تو وہ مہتدی کو جو ہدایت اختیار کرے اور گمراہ کو جو ہدایت سے انکار کرے
وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ اَوْلِيَآءَ مِنْ
اور جسکو اُسنے گمراہی مین رکھا تو اسیدن کے لیے تو نہ پاویگا اولیا سوا اُسکے اللہ تعالے
دُوْنِهٖ ۭ وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰي وُجُوْهِهِمْ عُمْيًا وَّبُكْمًا وَّصُمًّا ۭ مَاْوٰىهُمْ
کے قیامت کے دن اُنکے چہرون کے بل اندھے گونگے بہرے ٹھکانا اُنکا
كُلَّمَا خَبَتْ زِدْنٰهُمْ سَعِيْرًا ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا وَقَالُوْٓا ءَاِذَا
جہنم ہوگا جب بجھنے لگیگی ہم اُنکے لیے بھڑکتی بڑھا دینگے یہ بدلا ہوگا اُنکا بسبب اسکے کہ اُنھون نے کفر کیا تھا ہماری آیات سے اور کہا تھا کہ کیا جب

كُنَّا عِظَامًا وَّرُفَاتًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ خَلْقًا جَدِيْدًا ۝ اَوَلَمْ يَرَوْا

ہم ہوگئے ہڈیان اور ریزے کیا پھر ہم مبعوث ہونے والے ہین نئی پیدائش سے کیا نہین دیکھتے

اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ قَادِرٌ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ

اس بات پر کہ پیدا کردینے انکے مثل وہ قادر ہے زمین کو اور آسمانون پیدا کیا جسنے

وَجَعَلَ لَهُمْ اَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَاَبَى الظّٰلِمُوْنَ اِلَّا

سو انکار کیا نہ مانا ظالمون نے اسمین شک نہین ایک مدت کہ انکے لیے

كُفُوْرًا ۝ وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ

ہدایت پائی اور وہ خواہ مخواہ ہدایت پر ہے پھر کسی کو یہ قدرت نہین ہے کہ اُسکو گمراہ کرے - واضح ہو کہ نافع وابو عمرو نے بالیاء کو بدرا

وصل مین ثابت رکھا اور وقف مین نہین اور باقیون نے وقف ووصل دونون صورتون مین حذف کیا ہے - وَمَنْ يُّضْلِلْ اللہ

اللہ تعالیٰ نے گمراہ کیا - فَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ تو ہرگز نہ پاویگا تو اِن گمراہون کے لیے - اَوْلِيَآءَ اپنے متولی ہوا کر بدا

کردین مِنْ دُوْنِهٖ ۭ سوائے اللہ تعالےٰ کے پس کوئی چیز اُنکے حق مین نافع نہین کرسکتی جسکو اللہ تعالیٰ نہ چاہے اور

مین ہر ایک کے اعمال کے موافق ظہور ہوگا لہذا فرمایا - وَنَحْشُرُهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور ہم اپنی قدرت سے

محشور کرینگے قیامت کے روز جہان اِس حکمت کا ظہور مقرر ہے پھر وہ محشور کرنا اِس شکل سے ہوگا کہ اِن گمراہون کو محشور کرینگے علی

وُجُوْهِهِمْ اُنکے چہرون پر یعنی منہ کے بل - پس وے لوگ منہ کے بل بطریق اہانت کے کھینچے جاوینگے جیسے انہون نے خدا

کے سجود سے اُنکو دور رکھا تھا - امام احمد نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

کیا گیا کہ یا رسول اللہ کیونکر لوگ اپنے چہرون کے بل محشور ہونگے فرمایا کہ جس نے اُنکو پیرون کے بل چلایا وہ قادر ہے کہ اُنکو منہ

کے بل چلاوے - رواہ البخاری ومسلم اور ایک روایت مین ہے کہ خوب جان رکھو کہ وے لوگ اپنے پیروں پر

کو بچاتے چلینگے - یعنی جیسے آدمی پانون بچاکر رکھتا ہے - امام احمد نے ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ

اپنی قوم مین وعظ کو کھڑے ہوے اور کہا کہ اے بنو غفار بات کہو مگر قسم مت کھاؤ کیونکہ صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے

بیان فرمایا کہ لوگ محشور ہونے مین تین فوج ہونگے ایک گروہ تو سواری پر کھاتے پیتے لباس کے ساتھ ہوگا

وقدمون دوڑتی ہونگی اور ایک فوج ہوگی کہ ملائکہ اُنکو اُنکے چہرون کے بل کھینچینگے اور اُنکو آگ عرض محشر

عرض کیا کہ دو کو تو ہم نے جانا اور تیسری فوج جو پیرون چلینگی اور دوڑینگی اُنکا کیا حال ہوگا

کہ کوئی سواری باقی نہ رہیگی یہانتک کہ آدمی کا نہایت عمدہ باغ ہوگا وہ اونٹنی کے

کہتا ہے کہ قریب قیامت کے ایک آگ پر آنکیختہ کیجاویگی جو لوگون کو اُنکے محشر کی

اور جہان رات کو پڑینگے اُنکے ساتھ رہیگی - یہ حدیث صحیح مین مذکور ہے اور مراد اسمین لوگون سے

محشر کا ہوگا اور جب قبر سے مرکر اُٹھینگے تو اسوقت تمام قیامت ہوجائیگا اور الیقعد

ننگے بے ختنہ بریدہ - سراج مین اسکی حکمت مین لکھا کہ حکما واسلام نے فرمایا ہے کہ

Marfat.com

ہوتے ہین اور اِن روحون کو عالم انوار سے تعلق نہین ہوتا اور بارگاہ عزت سے منحرف ہوتے ہین
پس دنیا کے محبوب وارواح کے چہرے دنیاے دنی کی جانب متوجہ ہوتے ہین لاجرم اُنکا حشر بھی اُنکے چہرون کے بل ہوگا
عُمْيًا وَبُكْمًا وَصُمًّا اِس حال مین کہ اندھے ہونگے کچھ نہین دیکھینگے اور گونگے ہونگے کہ کچھ نہین بولینگے اور بہرے ہونگے کہ کچھ
نہین سُنینگے اور یہ حال ایک وقت ہوگا پھر دوسرے وقت نہ ہوگا یہ بدلا اُسکا ہے کہ جو دنیا مین صم وبکم وعمی رہے اور نہ حق سنا اور
نہ حق بولے اور نہ حق دیکھا پس محشر مین اُنکو وہی بدلا ایسی حالت مین دیا گیا جب نہایت مجبور ومحتاج تھے کذا ذکرہ الامام ابن کثیر رح
اور سراج مین لایا کہ ایک شخص نے ابن عباس رض سے سوال کیا کہ اِس آیت مین تو اندھے وگونگے وبہرے ہونا مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا وراٰی المجرمون النار یعنی مشرکین آگ کو جب دیکھینگے۔ معلوم ہوا کہ اندھے نہین ہونگے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سمعوا لہا
تغیظا وزفیرا سُنینگے دوزخ کے واسطے غیظ وآوازہاے کرخت۔ معلوم ہوا کہ آواز سُنینگے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا دعوا ہنالک ثبورا
مشرکین اسوقت اپنی ہلاکت کہکر چلاوینگے۔ تو گونگے نہین ہونگے۔ پس اِسمین کیا معنی ہین۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ
اندھے ہونے سے یہان یہ مراد ہے کہ جیسے دنیا مین حق دیکھنے سے اندھے تھے ویسے ہی وہان حق پرستی جو ثواب ہے وہ کچھ نہ دیکھینگے
جس سے اُنکو خوشی ہو اور جیسے دنیا مین حق سُننے سے کان بہرے کرلیے تھے ویسے ہی آخرت مین ایسی چیز نہ سُنینگے جس سے بشارت
ہو اور جیسے دنیا مین حق سے گونگے تھے ویسے آخرت مین کوئی حجت نہ بول سکینگے۔ حاصل یہ کہ جیسے دنیاوی حالت مین اُنکو صم بکم عمی فرمایا ہے حالانکہ ظاہری
حواس سے بیکار ہونا نہین مراد ہے ایسے ہی وہان مراد ہے اور عطاء رح کی روایت ابن عباس رض سے یہ ہے کہ اندھے تو نظر سے ہونگے یعنی جو اللہ تعالیٰ نے اپنے
اولیاء کے واسطے رکھا ہے اُسکو نہین دیکھ سکینگے اور بکم ہونگے اللہ تعالیٰ کے مخاطبہ اور ملائکہ کے مخاطبہ سے اور صم ہونگے اللہ تعالیٰ کی ثناء سے۔ مترجم کہتا ہے
یہ جواب صحیح ہے اور جو اشارہ شیخ ابن کثیر رح نے کیا وہ اِس بنا پر ہے کہ ظاہری حواس سے بھی اندھے گونگے بہرے ہونگے اور خلاصہ جواب اسوقت یہ ہے کہ
احوال قیامت ومحشر کے مختلف ہین پس بعض اوقات واحوال مین ایسے ہونگے اور بعضے اوقات مین نہونگے اور جو سراج مین مذکور ہے اظہر واحسن ہے اور اسی کو
امام رازی نے کبیر مین پسند کیا ہے۔ پھر واضح ہو کہ ہر خیر وخوبی آخرت مین جنت کے اندر ہے تو اِس سے تو یہ لوگ محروم ہونگے وہان
اندھے گونگے بہرے بیکار ہین۔ اب رہا اُنکا ٹھکانا تو فرمایا کہ۔ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ اُنکا ٹھکانا جہنم ہے۔ اِسمین طبقات ہین جنکو
درکات کہتے ہین ہر ایک مشرک موافق اپنے اعمال کے جس طبقہ کے لائق ہے وہان ہوگا چنانچہ منافقین درک اسفل مین ہونگے اور
آگ اُنپر بجھیگی كُلَّمَا خَبَتْ ہر بار جب بجھیگی یعنی قریب ہوگا کہ بجھ جاوے جب کہ اُنکے گوشت وپوست کو جلا دیگی تو زِدْنٰهُمْ
سَعِيْرًا زیادہ کردینگے ہم اُنکے واسطے سعیر یعنی سوزش وبھڑک کو اور وہ اسطرح کہ اُنکے گوشت وپوست کو دوبارہ مانند اول کے
اعادہ کردیا جائیگا بقولہ تعالےٰ بدلناہم جلودا غیرہا۔ اول چمڑے کے سوائے دوسرے بدل دینگے۔ پس پھر وہ بھڑک اُٹھیگی۔ گویا
یہ سزا اُنکے اُن لوگون نے اپنے اجسام کو ناپاک حالت مین رکھا اور اُس سے انکار کیا کہ یہ جسم بعد موت کے اعادہ کیا جائیگا
واللہ تعالیٰ نے اُنکو برابر بعد فنا کے اعادہ کردیا۔ ذٰلِكَ یہ عذاب عظیم جَزَآؤُهُمْ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِنَا جزاء
اُنکے لوگون نے ہماری آیات قرآنی وغیرہ کو جھٹلایا۔ ودوام عذاب کی یہ وجہ ہے کہ تمام عمر اُنکے لیے مہلت تھی کہ مانو اور
توبہ کرو اللہ کو رکھے ہر روز مرنے دم تک انکار بلکہ اصرار کرتے رہے حتی کہ اگر دوام ہوتا تو ہمیشہ منکر رہتے تو دوام عذاب اِسکا
وَقَالُوْٓا اور کہتے ہین یعنی قدرت الٰہی عزوجل سے انکار کرتے اور کہتے ہین کہ ءَاِذَا كُنَّا عِظَامًا کیا جب ہم

Marfat.com

ہو جاوینگے عظام یعنی ہڈیان وَّرُفَاتًا پوسیدہ پارہ پارہ ءَاِنَّا لَمَبْعُوثُونَ خَلْقًا جَدِيدًا
بدائش سے یہ دوبارہ انکار مین سخت تاکید کی اور اپنی مضبوطی ظاہر کی اور قطعی عزم اس امر کا کہ بعث
انکاری پھر دوبارہ ہمزہ استفہام انکاری سے تاکید کی گویا یہ بات آفتاب سے زیادہ واضح ہے کہ بعث
انکار دائمی اور عذاب مکرر گوشت و پوست کا تبدیل سے دائمی ہے۔ حالانکہ دراصل بعث کا ہونا آفتاب
ممکن ہے لہذا فرمایا۔ أَوَلَمْ يَرَوْا کیا اُنھون نے نہ دیکھا یعنی نہ جانا اور یہ جاننا بسبب
الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ اللہ تعالے جسنے آسمانون وزمین کو پیدا کیا ہے قَادِرٌ
وہ قادر ہے کہ اُنکے مثل پیدا کردے۔ اِسمین دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہ کہ اللہ تعالے قادر ہے کہ اُنکو دوبارہ ایسا
اول اُنکو ایجاد کر دیا وہ چاہے دوبارہ پیدا کردے۔ دوم یہ کہ جس نے آسمانون وزمین کو پیدا کیا ہے اُنکے مثل دوسرے
واحدی رح نے کہا کہ معنی تو وہی اول ہین کہ چاہے دوبارہ اعادہ کردے کیونکہ محاورہ مین اعادہ کو مثل کہتے ہین پھر جبکہ
سے بیان کر دیا کہ بعث وحشر امور ممکنہ ہین اور اللہ تعالی کی قدرت مین داخل ہین تو اب بیان فرمایا کہ اُسکے وقوع کے لیے
اللہ تعالی کے نزدیک ایک وقت مقدر ہے بقولہ تعالی وَجَعَلَ لَهُمْ أَجَلًا لَّا رَيْبَ فِيهِ اور اُنکے واسطے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جسمین
شک نہین ہے یعنی قیامت و بعث کے واسطے ایک وقت مقرر ہے اُسوقت وقوع ہو جائیگا اور شاید یہ مراد ہو کہ اُنکی حیات دنیاوی کے واسطے ایک وقت
اجل مقرر ہے جسکے بعد قبر مین زندگی ہوگی اور موت مین کسی کو شک نہین ہے۔ فَأَبَى الظَّالِمُونَ إِلَّا كُفُورًا پھر ظالمون نے
باوجود اِن دلائل کے انکار کیا سوائے کفر کے یعنی سوائے کفر کرنے کے اور کچھ نہ مانا۔ حاصل یہ کہ اُنکے جملہ مقاصد کا جو اقتراح آیات
مین تھے جواب مع دلائل دیدیا اور عذاب کی تعجیل کا بھی جواب دیا کہ وہ تو خواہ مخواہ آنے والا ہے اور اسکی ایک مدت مقرر ہے جو
گذرنے والی ہے اور آدمی تو جب مرا جب ہی اُسکی قیامت قائم ہو گئی کما فی الحدیث الصحیح۔ جب کفار نے کہا کہ ہم ایمان نہ لاوینگے
جب تک زمین مین نہرین چشمے نہ جاری ہون تاکہ زراعت سے اموال کثیر جمع کرین حالانکہ معیشت کافی رزق عزوجل کی طرف
سے ہے اور آدمی کے لیے اُسی قدر ہے کہ کھا دے پہنے دیوے تو بیان فرمایا کہ رحمت رب کو سنکر تو بخل کرو
قُل لَّوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي إِذًا لَّأَمْسَكْتُمْ خَشْيَةَ الْإِنفَاقِ
کہدے کہ اگر تم لوگ مالک ہو جاؤ میرے رب کے رحمت کے خزانون کے تو اسوقت تم بخل سے روکے رکھو
وَكَانَ الْإِنسَانُ قَتُورًا
اور آدمی تو بڑا بخیل ہے
قُل کہدے اِن مشرکون بٹ کرنے والون وغیرہ سے کہ لَّوْ أَنتُمْ تَمْلِكُونَ اگر تم ہی مالک
نہ رہے خَزَائِنَ رَحْمَةِ رَبِّي خزانون رحمت الٰہی کے جو غیر متناہی ہین خواہ رزق کے ہون
تو اسوقت بھی تم روک رکھو اور نہ خرچ کرو اپنی بعضی ضروریات مین خَشْيَةَ الْإِنفَاقِ
کرو کہ ایسا نہ ہو ہم فقیر ہو جاوین حاصل یہ کہ اگر تم بے انتہا خزانہ کے بھی مالک ہو جاؤ تو بھی تم
بخیلی پر مبالغہ عظیم ہے واضح ہو کہ قولہ لو انتم۔ زمخشری نے کہا کہ یعنی تو تملکون انتم۔ پس حرف لو

[illegible] نسبت کی اور یہ نحویان کوفہ کا مذہب ہی اور بصری نحوی اسکو منع کرتے ہین کہ فعل مضمر متصل ہو - اور [illegible] ہی اور رہا علم البیان تو جس فعل سے انتم کو رفع ہی اس فعل کو حذف کرنا اور بصورت بتدا ارخبر کے کلام ظاہر کرنا [illegible] بخیلی کے ساتھ بھی لوگ مخصوص ہین - وَكَانَ الْإِنسَانُ قَتُورًا اور انسان بڑا بخیل ہی - انسان سے اسواسطے عام ہی کہ وہ اپنے نفس سے اُنس رکھتا ہی اسی واسطے ہر بات کو ٹھیک نہین جانتا - اگر کہا جاوے کہ انسان مین بعض سخی وکریم ہوتے ہین جواب اسکی دو طرح سے دیا گیا اول یہ کہ اصل انسان بخیل ہی کیونکہ وہ محتاج پیدا کیا گیا اور محتاج کے واسطے ضرور ہوتا ہی کہ کچھ ترکہ چھوڑے جس سے اپنی حاجات کو دفع کرے اور اپنی اوقات پر لحاظ رکھے ولیکن کبھی وہ خارجی اسباب کے لحاظ سے جواد کریم ہوجاتا ہی - دوم یہ کہ آدمی خیرات کرنے مین تعریف وغیرہ کا قصد کرتا ہی اور یہ کہ فرائض وواجب پورے کردے تو اُسنے جو خرچ کیا وہ اسی واسطے خرچ کیا کہ اُسکا عوض حاصل کرے تو درحقیقت وہ بخیل ہی - وجہ سوم یہ کہ مراد انسان سے یہان وہ ہین جو بیان سابق سے معہود ہین یعنی جنکو خطاب کیا گیا ہی - کبیر وسراج اور بعض نے لکھا کہ یہان دو قول ہین ایک یہ کہ نزول اسکا مخصوص مشرکون کے حق مین ہی اور یہی حسن بصری کا قول ہی اور دوم یہ کہ آیت عام ہی اور یہی جمہور کا قول ہی جیسا کہ ماوردی رح نے حکایت کیا ہی - تفسیر امام ابن کثیر رح مین ہی کہ قتورًا ابن عباس رح قتادہ رح نے کہا یعنی بخیل روک رکھنے والا جیسے اللہ تعالی نے فرمایا کہ ان الانسان خلق ہلوعا اذا مسہ الشر جزوعا واذا مسہ الخیر منوعا الا المصلین - اسکے نظائر قرآن مین بہت ہین پس اللہ تعالی انسان کا من حیث انسان ہونے کے یہ وصف فرماتا ہی کہ وہ بخیل ہی باستثنار اسکے جسکو اللہ تعالی نے توفیق وہدایت دی صحیحین مین موجود ہی کہ ید اللہ ملای یعنی دست کرم اللہ تعالی کا بھرا ہوا ہی اُسکو شب وروز کی بخشش عام کچھ کم نہین کرتی ہی مجھے تبلاؤ کہ بھلا کیا خرچ ہوا جب سے آسمان وزمین پیدا کیے ہین دیکھو اس خرچ نے اسکے داہنے دست قدرت سے کچھ کم نہین کیا - ف - فی العرائس قولہ تعالی قل لو انتم تملکون خزائن الآیہ - اللہ تعالی کے اس کلام مین اس بات پر آگاہی [illegible] کہ نفس امارہ انسانیہ کی سجیہ کیونکر واقع ہوئی ہی تو بیان فرمایا کہ وہ نفس بخیل پیدا ہوئی کہ جسکو یہ حرص ہی کہ دنیا جمع کرے اور [illegible] طرح متوجہ ہو اور پھر اُسکو اپنے پاس رکھکر روکے کیونکہ وہ آخرت سے اندھا ہی اور اُسکے عیش ودائمی بقا سے اندھا [illegible] ادھر بھی دنیا کی اصلیت واُسکے فنا ہونے کو نہین پہچانتا ہی اور یہ نفس جب ایسی روح سے نزدیک کیجاتی ہی جو صادق ویقین [illegible] ایسی عقل سے جو قدسی نوری ہی اور ایسے قلب سے جو ملکوتی ہی اور ایسے سر باطن سے جو جبروتی ہی تو یہ نفس اپنی جبلت وخلقت [illegible] کرزائل ہوجاتے یعنی بخل وغیرہ صفات ذمیمہ اُسکے مضمحل ہوجاتے ہین اور حرص سے ساکن ہوکر خیرات [illegible] سخی ہوجاتے ہی اور یہ نفس اولیاء [illegible] کو حاصل ہوتا ہی اور نفس انبیاء تو کسی حال مین امارہ نہ تھا بوجہ عصمت الٰہی کے اور ہمیشہ سخی سا جو ریں نہ تھا اور نفس عامہ ہر حال مین اپنی [illegible] ہی سوائے نادر نفوس کے کہ کبھی اللہ تعالی بعض کافر کو سخی کردیتا ہی اور کبھی بعضے مومن کو بخیل کردیتا ہی - شیخ حمدون رح نے کہا کہ اللہ تعالی [illegible] جبلت خلق سے آگاہ فرمایا تو خلاصہ یہ ہی کہ اگر تم اُسکے مالک ہوتے جنکا مین مالک ہون اقسام خزائن رحمت سے تو تم ہماری طبیعت کی بدی [illegible] جاتے - پھر اللہ تعالی نے آنحضرت صلعم کو تسلی فرمائی کیونکہ جب اکثر لوگون نے آیات الٰہی ومعجزات سے انکار کیا [illegible] ضلال کا حکم فرمایا اور جسکی نسبت ضلال کا حکم ہوا اُسکی ہدایت نہین ممکن تو بیان فرمایا کہ اگلے انبیاء رع کے ساتھ بھی ایسا ہوا ہی [illegible] تِسْعَ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ فَسْئَلْ بَنِي إِسْرَائِيلَ إِذْ جَاءَهُمْ فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ [illegible] کو نو آیتین کھلی ہوئین سو دریافت کرے بنو اسرائیل سے جب موسی اُنکے پاس آیا تو اس سے فرعون نے کہا

Marfat.com

اِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰمُوْسٰی مَسْحُوْرًا ۝ قَالَ لَقَدْ عَلِمْتَ مَآ اَنْزَلَ

مین تو تجھے گمان کرتا ہون اے موسیٰ جادو مین پھنسا ہوا کہا کہ ضرور تو نے جان لیا کہ نہین اتارا

وَالْاَرْضِ بَصَآئِرَ ۚ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّكَ یٰفِرْعَوْنُ مَثْبُوْرًا ۝ فَاَرَادَ

والارض نے بصائر اور مین تو تجھے گمان کرتا ہون اے فرعون برباد ہوا

مِّنَ الْاَرْضِ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ جَمِیْعًا ۝ وَّقُلْنَا مِنْۢ بَعْدِهٖ

پس اسنے غرق کردیا اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے سب کو اور کہا ہمنے اسکے

لِبَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اسْكُنُوا الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِیْفًا ۝

زمین سے کہ رہو تم زمین مین پھر جب آویگا وعدہ آخرت کا تو لاوینگے ہم تم کو جمع کر

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی تِسْعَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ یعنی ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو نو آیات بینات عطا فرمائین یعنی روشن

جو اسکی نبوت پر قطعی دلیل تھین۔ فَسْـَٔلْ بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ اِذْ جَآءَهُمْ پس دریافت کرلے بنو اسرائیل سے جب انکے

موسیٰ آیا ہے۔ اسمین خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور مراد اور لوگ ہین اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ ہی مقصود ہون مگر حکم تعمیمی

کہ آپ پر سوال کرنا فرض ہوجاتا بلکہ غرض اس امر کا عام اظہار اور یہودیون پر حجت ہے جنکے کہنے سے قریش نے روح وغیرہ کا سوال

تھا۔ قولہ اذ جاءہم۔ مین ضمیر ہم کا مرجع بنو اسرائیل ہین پس اصل نبوت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بنی اسرائیل کی طرف تھی اور

فرعون انکے ضمن مین داخل ہوا کہ اس سے کہا گیا کہ بنو اسرائیل کو رخصت کردے یا ضمیر ہم بنو اسرائیل کی طرف بوجہ اسکے ہو کہ موسیٰ علیہ السلام

بھی بنو اسرائیل مین سے تھے اور نبوت آپ کی اسرائیلون و قبطیون دونون کی طرف ہو واللہ اعلم۔ پھر اسمین دو قول ہین کہ آیا

بینات سے کیا مراد ہین آیات احکامی یا آیات معجزاتی۔ پس بعضون نے کہا کہ آیات احکام و آیات کتاب مراد ہین بدلیل اس

کے جو امام احمد نے بطریق عبداللہ بن سلمہ رحمہ اللہ کے صفوان بن عسال مرادی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ایک عالم یہو

نے دوسرے عالم یہودی سے کہا کہ آؤ چلو اس نبی کے پاس تو اس سے اس آیت کا سوال کرین و لقد آتینا موسیٰ تسع آیات

دوسرے نے کہا کہ نبی مت کہو کہ اگر وہ سنیگا تو اسکی چار آنکھین ہوجاوینگی پس دونون نے آکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

آپ نے فرمایا کہ یہ ہین کہ مت شرک کرو اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی چیز کو۔ مت چوری کرو۔ مت ناحق قتل کرو اور نہ قتل کرو اپنے

نفس کو جسے اللہ تعالےٰ نے حرام کیا ہے مگر بحق مت جادو کرو۔ مت سود کھاؤ۔ مت کسی بیگناہ کو حوالہ سلطنت و حکومت

بھیجو اس غرض سے کہ وہ اسکو قتل کردے۔ مت بہتان لگاؤ کسی پاک عورت شوہر والی کو۔ یا مت بھاگو لڑائی سے

دونون مین شعبہ رح کو شک ہے اور تم پر اے یہود خاصۃً یہ کہ سنیچر مین حد سے تجاوز مت کرو۔ مین دونون

ہاتھون و پانون کو بوسہ دیا اور کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ آپ نبی ہین آپ نے فرمایا کہ پھر کون بات تم کو

لگے کہ یہ وجہ ہے کہ داؤد علیہ السلام نے دعا کی ہے کہ ہمیشہ انکی اولاد مین نبی ہو اور ہمکو یہ خوف ہے کہ تم

کردالینگے۔ رواہ ابن جریر فی تفسیرہ من طرق و ابن ماجہ و النسائی و ہکذا رواہ الترمذی و قال حسن

مشکل ہے اور عبداللہ بن سلمہ اگرچہ صالح ہین لیکن انکی یاد مین کچھ خرابی ہے اور محدثین علماء سے روایت

دین اور وصایا کا جو توریت یعنی موسیٰ پر نازل ہوے ہین سوال کیا اور اُنھون نے اُنکو نو آیات بینات خیال
کیا اور اُنکو اُنکی نبوت پر ظاہر ہو کر یہ احکام وصایا سے توریت ہین اور ایسی چیزین نہین ہین جنسے فرعون پر حجت قائم ہو حالانکہ اس
کو آیات واضحات سے فرعون پر حجت مقصود تھی واللہ اعلم - قول دوم یہ کہ یہان آیات معجزات مراد ہین شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ وہ نو آیات
یہ ہین ید اور عصا اور جیبون پر قحط شدید و طوفان باران و ٹیڈیان و قمل و ضفادک و خون آیات مفصلات علیحدہ علیحدہ دی گئین
اور ابن عباس رض کا یہی قول ہی مفسر جم کہتا ہی کہ طوفان البحر تو فرعون کے غرق کے وقت ہوا ہی - پھر لکھا کہ محمد بن کعب قرظی رح نے کہا کہ وہ عصا
ید بیضا و طوفان و جراد و قمل و ضفادک و دم و طمس و حجر ہین یعنی قولہ ربنا اطمس علی اموالہم الآیہ سے جو طمس حجر نکلتا ہی اور نیز ابن
عباس رض و مجاہد رح و عکرمہ رح و شعبی و قتادہ نے کہا کہ وہ عصا و ید بیضا و اناج کے قحط و پھلون کی کمی اور طوفان و ٹیڈی دل اور قمل اور ضفادک و
دم کی علامتہ قول ظاہر علی حسن قوی ہی اور حضرت حسن بصری نے قحط اناج کا اور نقص ثمرات کا ایک ہی قرار دیا ہی اور اُنکے نزدیک نو بین آیت وہ
ہوگی جو علامتہ موسیٰ کے مقابلہ جادون کی رسیان و ڈنڈے سب نگل لیے تھے - غرضکہ فرعونیون نے اِن آیات سے تکبر کیا نہ مانا اور علم الٰہی مین
کافر تھے اور ظلم و سرکشی سے باز نہ آئے اور اِن آیات واضحات نے اُنمین کچھ اثر نہ کیا - ایسے ہی جن لوگون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بٹ
کر کے مانگا تھا کہ لن نومن لک حتی تفجر لنا من الارض ینبوعا الآیہ - اگر یہ سب آیات اُنکو دیدی جاتین تو ایمان نہین لا سکتے تھے مگر وہی لوگ جنکو
اللہ تعالیٰ چاہے لیکن فرعون والے ایمان نہ لائے تو بعد اِن آیات کے غرق کر دیے گئے جیسے کہ عادت الٰہی عزوجل جاری ہی یون ہی
یہ لوگ بھی بعد اِن آیات کے مہلت نہ پاتے اور ایمان جب کہ مشیت الٰہی عزوجل مین ہی تو آیات کا ہونا و نہ ہونا حجت ہی پس جو آیات عطا
کی گئین وہ نہایت اعلیٰ و ادق تھین پھر یہ اُنکے حق مین رحمت تھی کہ چندے باقی رکھی جاوین اور اُن مومنون پر کرم تھا جو اُنکی اولاد مین سے
جنسے اور نہ مین ایمان لانے والے تھے اُنمین یہ آیات بھی اثر نہین کر سکتی تھین جیسے فرعون وغیرہ مین نافع نہ ہوئین چنانچہ فرمایا -
فَقَالَ لَهُ فِرْعَوْنُ پس فرعون نے موسیٰ سے کہا یعنی براہ انکار و تکبر کے کہا کہ - إِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا مُوسَىٰ مَسْحُورًا
اے موسیٰ مین تجھے مسحور گمان کرتا ہون یعنی تو فریب و دھوکے مین ہی تیری عقل مغلوب ہی تو جو کچھ آثار تجھ سے ظاہر ہوتے ہین سحر کے ہین -
پس زمانہ مین سحر غالب تھا اور اِسکے کرشمہ اُسی طرح لوگون مین معروف تھے تو اُسنے آیات موسوی کو بھی سحر گمان کیا جیسے قریش نے
مفسر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان تتبعون الا رجلا مسحورا - قرار دیا - واضح ہو کہ دوسرے مقام پر آیا ہی کہ اُسنے موسیٰ علیہ السلام کو ساحر کہا لہذا
یہ مسحور یہان دلالت کرتا ہی کہ اِسنے ساحر کہنے مین مبالغہ کیا کیونکہ صفات مین عرب جب بجاے اسم فاعل کے مثلاً بجاے ساحر کے اسم
مفعول مثلاً مسحور کہتے ہین تو مقصود مبالغہ ہوتا ہی گویا وہ سحر کرتے کرتے اِس کمال کو پہونچا کہ خود مسحور ہو گیا ہی جب باوجود واضح آیات کے
فرعون نے نہ مانا تو فقال لہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا کہ لَقَدْ عَلِمْتَ تو ضرور جان چکا ہی کہ مَا أَنزَلَ هَٰؤُلَاءِ
ان معجزات کو إِلَّا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ مگر رب نے آسمانون کے و زمین کے یعنی اُنکے پیدا کرنیوالے
اور اُنکے رکھنے والے الحی القیوم نے بَصَائِرَ درحالیکہ یہ آیات بصائر ہین یعنی ایسی بینات ہین کہ اُنمین میری تصدیق رسالت
کی بصیرت تو ایک ایسی چیز ہی کہ وہ پہچان لیا جاتا ہی سحر کو معجزہ کے ساتھ کیا مقابلہ ہی - وَإِنِّي لَأَظُنُّكَ يَا فِرْعَوْنُ
اے فرعون تجھے مثبور جانتا ہون اور مثبور ہلاک ہی مراد یہ کہ تجھے ملعون مطرود جانتا ہون جو دوزخ مین اپنے اوپر ثبور و
ہلاکت کو لے رہا ہی یہ گمان اپنا موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا وہ خالی عناد اور تکبر تھا اور محض غلط تھا اور موسیٰ نے

بو بیان کیا وہ حق صحیح یا علام الکہی عزوجل تھا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ گفتگو فرعون کے ساتھو آخر
ہوئی ہی بچند وجوہ اول آنکہ یہان جملہ نو آیات کا انکار فرعونی مذکور ہی اور یہ سب کے بعد دیگرے تم
کو حکم تھا کہ اِس سے نرم کلام کرین جب تک اُنکو امید ہو بقولہ تعالے لعلہ یتذکر او یخشی یعنی تم امید کرو
یا اللہ تعالی سے ڈرے اور یہان حضرت موسی علیہ السلام نے اِسکو مثبور کہدیا اور بعد مثبور ہونے کے
سوم اُس سے کہدیا کہ لقد علمت یعنی تو خوب جان چکا۔ اور یہ بعد وقائع اِن جملہ آیات کے ہی کیونکہ اول مین تو
تھا اور فرعون کی سخت کلامیون کا بہت نرمی سے جواب ارشاد فرمایا تھا اور آخر مین اِس قوم کے ہلاک ہونے کی
موسی علیہ السلام نے صرف گمان سے یہ کلام نہین کہا تا کہ وہم ہو کہ ایسا گمان کرنا بعید ہی۔ اور سراج مین اِسکے واسطے ایک تکلف کیا کہ
ظن بمعنی یقین نہین بلکہ بمعنی گمان ہی چنانچہ لکھا کہ موسی علیہ السلام کا گمان قریب بیقین ہی اور ممنوع گمان مین سے اِسوجہ سے نہین ہی کہ انھون
نے ان اِیات سے ماخوذ کیا کہ یہ آیات و معجزات بہت ظاہر و باہر تھے جسمین کوئی عاقل یہ شک نہین کر سکتا تھا کہ یہ اللہ تعالی کے
پاس سے نہین ہین اور اُسنے اِسی بندہ موسی علیہ السلام کی تصدیق رسالت کے واسطے اُسکے ہاتھون جاری کیے ہین پس جب تو بوجہ
حسد و عناد و بغاوت و جہالت و تکبر و حب الدنیا کے اِن سب سے منکر ہو گیا تو ایسے شخص کا انجام ثبور و ہلاک و لعن و طرد ہی۔ فی
تفسیر الامام قولہ مثبورا ای ہالک۔ یہ قول مجاہد و قتادہ کا ہی۔ ابن عباس نے کہا یعنی ملعون۔ و ضحاک نے کہا کہ مغلوب۔ و لیکن
تفسیر مجاہد رح اِن سب کو شامل ہی اور لکھا کہ موسی علیہ السلام سوا اِن آیات مذکورہ کے اور بہت سے آیات دیے گئے تھے ازانجملہ
اُنھون نے حجر کو عصا سے ماراجس سے چشمہ بارہ جاری ہوے۔ ازانجملہ بنو اسرائیل پر ابر کا سایہ کرنا و من و سلوی اترنا اور سوا
اِنکے جو آیات بعد مصر سے برآمد ہونے کے بنو اسرائیل کو دکھلائے گئے۔ اور سراج مین زیادہ کیے کہ موسی علیہ السلام کی زبان سے
عقدہ جاتا رہنا جس سے لکنت ہوتی تھی اور لکھا کہ بقاعی رح نے کہا کہ نو آیات توریت مین اِس ترتیب سے ہین عصا پھر خون پھر
مینڈک پھر قمل پھر بہائم کا مرنا پھر سخت مردی والے اولے جو اللہ تعالی نے مع نار مضطرم کے بھیجے کہ جس حیوان و نبات پر گذرتی اُسکو
ہلاک کر دیتی تھی پھر ٹیڈیان پھر تاریکی پھر آدمیون وغیرہ مین سے اِلکارے کی موت۔ اور مترجم کہتا ہی کہ بقاعی نے جو نقل کیا کہ توریت
مین اِس ترتیب سے ہی بالکل قابل اعتبار نہین ہو سکتا ہی اِسواسطے کہ توریت متواتر نہین رہی اور تحریف متعدد نسخون مین موجود ہی
اعتماد ساقط ہو گیا۔ بیضاوی مین زائد ہی بنو اسرائیل پر پہاڑ اُٹھایا جانا مثل سایۂ ابر کے۔ اور لکھا کہ محمد بن کعب قرظی رح نے بیان
کیا کہ پتھر ہو جانا چنانچہ مرد اپنی جورو کے ساتھ بچھونے پر تھا کہ دونون پتھر ہو گئے اور عورت کھڑی سوتی پکائی تھی کہ پتھر ہو گئی
الجملہ فرعون و اسکی قوم نے باوجود اِن معجزات کے ایمان سے انکار کیا بلکہ ایذا دینے اور نیست کرنے کا قصد کیا چنانچہ
فَاَرَادَ اَنْ یَّسْتَفِزَّهُمْ مِّنَ الْاَرْضِ پس فرعون نے چاہا کہ اُنکو یعنی موسی علیہ السلام و بنو اسرائیل کو
خواہ اِسلیے کہ سب کو ہلاک کرے تو روے زمین سے نیست کرے یا نکال باہر کرے اور زمین مصر سے بہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چاہا کہ اُنکو آوارہ کرین یا قتل کرین۔ فَاَغْرَقْنٰهُ وَمَنْ
جو اُسکے ساتھ تھے سب کو غرق کر دیا یعنی دریا سے ملزم مین۔ اور ظاہر ہی ہے کہ فرعون نے بنو اسرائیل کو
تھا کہ زمین مصر سے بے کھٹکے ہو جاوے اور اللہ تعالی نے اِس مکار کو مع ساتھیون کے ہلاک کر دیا

ہی مع کفار مکہ کو خوف چاہیے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عذاب سے نہ بچینگے پس ایسی آیات مین آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کے واسطے بشارت ہو کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ وہی طریقہ برتاؤ فرماویگا جو آپ کے سابق برادران نبوت کے ساتھ ہوا کہ انکو
نصر تیں دیں اور سرکشون کو ہلاک کیا۔ وَقُلْنَا مِنْ بَعْدِهٖ اور ہم نے حکم دیا بعد غرق کرنے فرعون وقوم کے لِبَنِیْٓ
اِسْرَآئِیْلَ بنو اسرائیل کو جو فرعونیون کے تحت قدرت مین ذلیل وخوار تھے بعوض اُنکے صبر وتقوی کے کہ اُسْكُنُوا الْاَرْضَ
پس تم زمین مین یعنی جہان سے اِسنے تم کو نکالنا وبرباد کرنا چاہا تھا فَاِذَا جَآءَ پھر جب آیا یعنی خواہ مخواہ آویگا۔ وَعْدُ
الْاٰخِرَةِ وعدہ آخرت کا یعنی قیامت کا جِئْنَا بِكُمْ تو ہم اپنی عظمت قدرت سے تم کو لاوینگے یعنی دونون فریق کو۔
لَفِيْفًا مختلط یعنی فرعونیون کو اور تم کو بعث قیامت مین زندہ کرکے مختلط لاوینگے کہ اسوقت کسی کا حکم دوسرے پر نہ ہوگا اور
نہ کوئی کسی کو دفع کرسکیگا یہ حالت نہ ہوگی جو دنیا مین تھی پھر بعد اِسکے تم اختلاط سے جدا جدا ممتاز کیے جاؤگے۔ ابن عباس ومجاہد وقتادہ
وضحاک نے کہا کہ لفیفا ای جمیعا۔ اِس آیت مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فتح مکہ کی بشارت ہو اور سورہ یہ مکیہ ہو قبل ہجرت کے
نازل ہوئی اور یہی ہوا کہ اہل مکہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکال دینے کا ارادہ کیا بقولہ تعالےٰ وان کادوا لیستفزونک من الارض
الآیہ لہذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکہ کو قہراً فتح کیا اور یہی دو قول مین سے زیادہ مشہور ہو اور صلح سے فتح ہونے کا قول
غیر مشہور ہو لیکن آپ نے حلم وکرم سے وہان کے لوگون کو مملوک نہین کیا بلکہ آزاد رکھا۔ مترجم کہتا ہو کہ آیت مین دلالت ہو کہ بعد ہلاک
فرعون کے بنو اسرائیل کو اِسی زمین مصر مین رہنے کی اجازت ہوئی تھی اور علماء کے یہان دو قول ہین ایک یہ کہ بعد غرق فرعون کے
بنو اسرائیل پھر مصر کو نہین گئے اور دوسرا قول یہ کہ پھر مصر گئے تھے۔ پس بنا بر قول اول کے آیت مین قولہ اسکنوا الارض کی تاویل یہ
ہو سکتی ہو کہ حکومت مین لاؤ اِس زمین کو۔ اور ظاہر یہ ہو کہ بنو اسرائیل بکثرت تھے پس جہانتک قابل جہاد لوگ تھے اُنکو لیکر حضرت موسیٰؑ
کو روانہ ہوے تاکہ شام کو کفار سے خالی کرین اور باقی لوگ مصر مین رہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے شام فتح کردیا واللہ تعالیٰ اعلم۔
وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تسع آیات۔ حقائق اشارات مین یہ آیات جو ظاہر ہین تھین اُنکے آثار باطنی بھی تھے پس ملاحت
اور حسن چہرہ وکشادگی عقدہ زبان وشرح صدر کما قال رب اشرح لی صدری۔ اور ہیبت از جانب حق عزوجل جو اُسپر چھائی ہوئی تھی
کما قولہ تعالےٰ وآتینا موسی سلطانا مبینا۔ حتی کہ اُنھون نے بنو اسرائیل کو حکم دیا کہ اپنے آپ کو قتل کرو تو اُنھون نے گردن جھکائی اور
بسبب قولہ تعالےٰ ان ہی الا فتنتک تضل بہ من تشاء الآیہ اور عربدہ اور قبولیت دعا بقولہ تعالےٰ ربنا اطمس علی اموالہم اور شریعت
کے آیات ہین اور غیر فلق البحر وعصا کا قلب ماہیت ہوکر سانپ ہوجانا ویدبیضاء ومقام تجلی وسماع کلام پاک۔ وغلبہ شوق ومن
پتھر سے پانی جاری ہونا اور مورت سونے کو جلاکر خاک کردینا۔ شیخ جعفر رح نے کہا کہ منجملہ آیات کے جنسے موسیٰ ؑ
کو خبر دیا تھا اصطناع یعنی قولہ واصطنعتک لنفسی۔ اور القاء محبت بقولہ والقیت علیک محبۃ منی۔ اور کلام بقولہ کلم اللہ موسیٰ
تکلیما اور ثابت قدم رکھنا طالب مین ثابت قدم رکھنا اور سمندر مین محفوظ رکھنا اور ید بیضاء دینا اور الواح عطا کرنا۔ شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ
مشاہدہ مین برداشت قوت خطاب۔ اور دیدار کے لیے درخواست بمراجعت اور یہ دونون بڑی آیات مین سے ہین
مترجم کہتا ہو کہ یہان ایک مقام لطیف اور باقی رہا وہ یہ ہو کہ عصاے موسیٰ علیہ السلام اژدہا ہوجاتا تھا۔ پس یہان اصل
کیا ہین عنصرین دھات کو ترکیب سے شریف دھات بنا لیتے ہین صحیح ہو یا نہین صحیح ہو۔ اِس مسئلہ کی کوئی روایت

Marfat.com

متقدمین سے نہین ملتی ہی اور علامہ ابن عابدین نے مقدمہ رد المحتار میں کلام کیا ہی اسکا خلاصہ یہ
سے نقل کیا اور مدار اسکی یہ ہی کہ آیا قلب ماہیت ممکن ہی یا نہین ہی بعض شیخ ابو علی سینا وغیرہ
ہی اور بعضے فقہا بھی اسی طرف ہین - اور بعضے فلسفیہ کے نزدیک ممکن ہی اور امام فخر رازی نے
اگر ممکن نہ ہو معجزہ باطل ہوجائیگا - پس اس قول کے موافق لکھا کہ جسکو صناعت کیمیا جانتا ہو
وہ اصل مین بدل گئی ہو کہ کبھی اسمین تموبہ دلمع ظاہر نہ ہو تو جائز ہی ورنہ بدون اسکے حرام ہی اور صحیح
کہ مسئلہ مین اسطرح تفصیل ہی کہ انقلاب ماہیت سے اگر یہ مراد ہی کہ آدمی کی ترکیب سے ممکن ہی تو باطل ہی اور
ممکن ہی تو بالکل صحیح ہی - لہذا کیمیا کا حکم یہ ہی کہ وہ ممنوع و حرام ہی اور رہا یہ اعتراض امام رازی رح کا کہ معجزہ باطل ہوتا
ہوتا ہی کیونکہ معجزہ بفعل باری تعالی ہی اور رسول صرف واسطہ ہوتا ہی بلکہ معجزہ اس قول پر بھی دلیل ہوتا ہی
مثلاً اژدہا ہوگیا اور حقیقت مین ہوگیا تو قطعی معلوم ہوا کہ یہ انقلاب ماہیت بفعل باری تعالی ہی پس صحیح ہی کہ یہ معجزہ
خارج ہی بخلاف اسکے اگر ہاتھ جادے کہ بشر سے بھی انقلاب ماہیت بترکیب کیمیا وغیرہ ممکن ہی تو یہان ہو سکتا ہی کہ کسی نے
کر لیا ہو - اسی واسطے ساحران موسی علیہ السلام نے جب یقین کر لیا کہ یہ عصا واقعی اژدہا ہوگیا تھا تو خدا تعالی
انسانی فعل کو بالکل دخل نہین ہی اور یہ فعل باری تعالے ہی فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب

وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ۗ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا

اور حق ہی کے ساتھ ہمنے اسکو اتارا اور حق ہی کے ساتھ اترا اور ہمنے تجھے نہین بھیجا مگر خوشی

وَقُرْآنًا فَرَقْنَاهُ لِتَقْرَأَهُ عَلَى النَّاسِ عَلَىٰ مُكْثٍ وَنَزَّلْنَاهُ تَنْزِيلًا

اور اتارا قرآن جدا کیا اسکو تاکہ تو اسکو پڑھے لوگون پر تھوڑا کر کے اور اتارا اسکو اتارنا

اللہ تعالے اپنی کتاب مجید سے خبر دیتا ہی - وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ یعنی اللہ قرآن کو ہم نے متضمن حق اتارا اور
مانند قولہ تعالے لکن اللہ یشہد بما انزل الیک انزلہ بعلمہ - یعنی مع علمہ یعنی متضمن علم الٰہی جسپر ہم کو اطلاع دینا چاہی ہی
و نواہی وغیرہ - ابو علی فارسی رح نے کہا کہ باء دونون جگہ بمعنی مع ہی - اور تقدیم واسطے تخصیص کے ہی یعنی قرآن
اسمین باطل کا کچھ لگاؤ نہین ہی - وَبِالْحَقِّ نَزَلَ اور حق ہی کے ساتھ نازل ہوا - یعنی جیسا اتارا ویسا ہی نازل ہوا
کہا کہ معنی یہ ہین کہ حق ہی کے ساتھ ہم نے اسکا نزول مقدر کیا اور جیسا مقدر کیا اسی طرح نازل ہوا - یعنی یہ نہین کہ ہم
حق ہی کے ساتھ اتارا اسطرح کہ ملائکہ کی رصد کے ساتھ محفوظ رہا اور یون ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر
ممکن ہوئی - بعض نے کہا کہ حق اول بمعنی امر حقہ اور حق دوم سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین
اور وہ حق ہی پر اترا جو کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین - اس سے رد ہی کفار کا کہ وحی القرآن باطل
باطل آدمیون کے واسطے ہوا کرتی ہین اور محمد رسول برحق ہین - شہاب کے حاشیہ بیضاوی
مراد وہ حکمت الٰہیہ ہی جو اسکے اتارے جانے کو تقتضی تھی پس اسی حکمت حقہ پر اتارا
ہین جو اسمین موجود ہین پس وہ علوم حقہ کے ساتھ اترا ہی - قال الامام ابن کثیر رحمہ اللہ

Marfat.com

کیا ہی نہیں اور نہ کچھ زیادتی و نقص ہی کیونکہ اُسکو فرشتہ امین مطاع و ذو مرہ شدید القوی جبرئیل علیہ السلام کی تکذیب سے اضطراب ہو بلکہ تجھکو تو ہم نے کہ ہم رسول بنایا صرف یہ تیرا فرض ہی کہ بشارت دیدے اُنکو جو اطاعت کرین اور ڈر سنادے اُنکو جو نافرمانی کرین اور اللہ تعالےٰ اپنے بندون کا داناخبیر ہی ہر ایک کو اُسکے قول و فعل کی جزا و سزا دیگا پس تو اُنکے کفر سے غمگین مت ہو پھر وہ جو مانگتے تھے کہ ہنکو مجموعہ کتاب لادو تو اِسکے جواب مین ارشاد فرمایا کہ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ یعنی اور کتاب یہ قرآن ہم نے تجھے دیدیا مبین و مفصل کہ تو اِسکو لوگون پر ایک مدت مین ٹھہراو کے ساتھ پڑھدے یہان جمہور کی قرارت فرقناہ از فرق تخفیف ہی یعنی اِسکو واضح کردیا اور صاف بیان کردیا یا اِسمین حق و باطل کو جدا کردیا ہی اور ابن کثیر رض ابو بکر رض نے عاصم رض سے بروایت حفص رض پڑھا کے بیت العزۃ مین اُتار دیا یعنی رمضان کی لیلۃ القدر مین پھر وہان سے بیئیس برس مین بحسب وقائع و حکمت الٰہیہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُترا۔ یہ عکرمہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا۔ اور ابن عباس رض سے قراۃ تشدید کی بھی روایت ہی ماخوذ از تفریق یعنی ہم نے قران کو مجموعہ نہین اُتارا بلکہ تھوڑا تھوڑا کرکے اُتارا تاکہ لوگون پر مدت مین ٹھہر ٹھہر کر پڑھے ابو عبید رح نے کہا کہ قراءۃ تخفیف مجھے زیادہ پسند ہی کیونکہ اسکی تفسیر یہ ہی کہ بیناہ یعنی واضح بیان کردیا اور تشدید کی صورت مین معنی زائد نہین ظاہر ہوتے اِسواسطے کہ آگے فرمایا۔ وَنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا اور ہم نے اُسکو اُتارا تنزیل کے طریقہ سے یعنی تھوڑا تھوڑا کرکے۔ اور ابن العربی نے کہا کہ کلام مین فرقناہ تخفیف ہی اور اجسام مین فرقناہ تشدید ہی۔ وعلی ہذا دونون قرارتون کے ایک معنی ہونگے۔ جمل حاشیہ جلالین مین لکھا کہ تشدید کی قرارت حضرت علی و ایک جماعت صحابہ رض سے اور تابعین سے مروی ہی اور اِسمین دو باتین مزید ظاہر ہوتی ہین یا تو تفریق آیات در بیان امر و نہی وغیرہ یا متفرق اُتارا جانا۔ قولہ علی مکث یعنی آہستگی و ٹھہراو کے ساتھ کہ اِس سے فہم مین خوب آتا ہی اور حفظ آسان ہی اور تنزیل مین ایک رحمت و مصلحت عظیم ہی کہ اگر یہ لوگ مجموعہ کتاب دیدیے جاتے تو بھاگ جاتے اور اِسکو برداشت نہ کرسکتے پس تنزیل مین اُنپر شفقت ہی کذا ذکرہ الشیخ السیوطی فی الاتقان۔ فـــ قال الشیخ فی العرائس فی اشارات قولہ تعالےٰ وبالحق انزلناہ وبالحق نزل۔ اشارت ہی کہ ربوبیت کے حق کے ساتھ ہم نے قرآن کو صدیقین و مقربین کے دلون پر نازل فرمایا ہی تاکہ ہم اُنکو اپنی ذات پاک و صفات ازلی ابدی کی معرفت عطا فرماوین اور اُنکے اسرار عالم غیب مین دور کرین تاکہ ہمارے اسرار کو اور خزانہ ہاے بادشاہت کاملہ کو اور عجائب قدرت کو تمام ذرون مین مشاہدہ کرین کیونکہ قرآن پاک تو ذات و صفات کے واسطے کنجی ہی بلکہ آیات کنجیان ہین اور ملک و ملکوت کے خزائن اِنھین سے کھلتے ہین اور قرآن کا نزول بحق عبودیت ہی ہی) ہی تاکہ لوگون کو مراتب و مقامات عبودیت پہچنوا کے جاوین جسے صدق و اخلاص وغیرہ معاملات تاکہ اِس سمندر مین ارواح قدسیہ و قلوب روحانیہ اور عقول صافیہ سیر کرین اور پاکیزہ بدن اُسمین صاف ہون پھر کر ان چیزون کی تمام حضوع معلوم ہوجاتا ہی اور حق مین فنا ہونا معلوم ہوجاتا ہی اور وہی اُنکا عین مطلوب ہوجاتا ہی۔ قولہ وما ارسلناک الا مبشرا ونذیرا۔ بیشک تو ہر ایسے شخص کے واسطے جو قرآن کے واسطے لائق اور اُسکا اُٹھانے والا ہی اور قبول و یقین و معرفت و تمکین کے ساتھ اُسکو اُٹھائے بشارت دینے والا ہی اُس شخص کے لیے جو حکم الٰہی تعالیٰ سے مایوس ہوکر بیٹھ رہا اور شان الٰہی عزوجل کو نہ پہچانا اور نہ اپنے آپ کو پہچانا شیخ جعفر نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن کو اپنے خاص بندون کے دلون پر نازل فرمایا اور اُسکے مکنون فوائد و عجائب معانی اور لطائف نورانی سے اُنکے سر روشن ہوگئے اور اُنکے دل اُسکے صیقل سے پاک ہوگئے اور جوارح و اعضاء اُسکے نور سے روشن ہوگئے۔ اور نزول اُسکا بحق ہوا

یعنی حق سبحانہ عزوجل ہی تا فضل سے اُنپر قرآن و اُسکے انوار و برکات مذکورۃ الصدر کا نزول ہوتا ہے
و ہدایت اُسی کی طرف سے ہوتی ہے۔ شیخ ابن عطار رح نے فرمایا کہ مبشر اُس شخص کے واسطے جو شوق و محبت کے
کے واسطے جو اپنا منہ موڑ لے اور دوسری جانب جاوے

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ
کہدے تم قرآن پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ جو لوگ کہ دیئے گئے ہیں علم
مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ وَّيَقُوْلُوْنَ
پڑھا جاتا ہے تو گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل سجدہ کرتے اور کہتے ہیں کہ
سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ
پاک ہے بے شک ہے وعدہ ہمارے رب کا بالکل پورا اور گر پڑتے ہیں ٹھوڑیوں کے بل روتے
وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

سجدۃ
فرض ہے

قرآن پڑھا دیتا ہے انکا گڑگڑانا

قُلْ کہدے اے محمد اٰمِنُوْا بِهٖۤ ایمان لاؤ قرآن پر اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا یا مت ایمان لاؤ اسمیں تم ہمارا کچھ نہیں لیتے یعنی قرآن تو اپنا
خود حق صریح ہے اُسکو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے خواہ تم اِسپر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ۔ یہاں سے واضح ہوا کہ امنوا بہ میں امر ہے اور انوا تو ضابطہ ہے
پس یہ معنی نہیں ہیں کہ اول سے حکم مراد ہو یا دوسرے سے ممانعت مراد ہو پس امر و نہی سے ہر ایک کے معنی مراد نہیں ہیں بلکہ نہایت درجہ کی
تم مانو یا نہ مانو اپنے کیے کا پھل پاؤ گے اور قرآن تو قطعی حق ہے اُسکے آثار ظاہر ہیں اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ
جن لوگوں کو قرآن سے پہلے علم دیا گیا یعنی اہل کتاب توریت و انجیل میں سے صالح لوگ جنکی حالت یہ ہے کہ اپنی کتاب پر جمے اور اُسکے احکام
قائم کیے اور تبدیل و تحریف سے پرہیز کیا جیسے ورقہ بن نوفل و عبداللہ بن سلام و سلمان فارسی وغیرہم تو انہوں نے اپنی کتابوں میں قرآن
کی فضیلت و عظمت کو جانا اور حقیقت وحی کو پہچانا اور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی معائنہ پایا تو ایسے لوگوں کا یہ حال ہے کہ اِذَا يُتْلٰى
عَلَيْهِمْ جب اُنپر یہ قرآن پڑھا جاتا ہے تو يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا گرتے ہیں ٹھوڑیوں کے
زجاج رح نے کہا کہ ذقن پر دونوں جبڑے ملتے ہیں اور جب آدمی سجدہ میں جانا شروع کرتا ہے تو ذقن سب سے پہلے زمین پر
ہوتی ہے۔ بعض نے کہا کہ ذقن سے کنایہ جبڑے سے ہے اور جب زیادہ خشوع سے آدمی سجدہ کرتا ہے تو اکثر اپنی داڑھی کو خاک آلود کرتا ہے
داڑھی کے پاک رکھنے میں مبالغہ کیا جاتا ہے تو جب اسی کو خاک آلود کر دیا تو انتہا سے تعظیم ادا کی۔ بعض نے کہا کہ آدمی جب
ہوتا ہے تو الٹرہ ماؤدھا زمین پر گرتا ہے تو اذقان پر گرنا کنایہ ہے کمال خوف و جذبہ شوق سے۔ اگر کہا جاوے کہ
یسجدون نہ فرمانے میں کیا حکمت ہے جواب یہ ہے کہ یسجدون کہنے میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے سواحت سے آتی ہے کہ
ہیں اور بخروں سے ظاہر ہوا کہ ایسی جلدی اس تعظیم بجا لانے میں کرتے ہیں کہ گویا گر پڑتے ہیں مگر سانتو ہے
اضطراری نہیں ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ دل سے اس تعظیم کے بجا لانے میں جلدی کرتے ہیں مگر سجدہ کرتے ہوئے
یہ لوگ قرآن کی تعظیم و تکریم کو جانکر جب وہ پڑھا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لیے سجدہ میں گر جاتے ہیں

Marfat.com

ہے کہ پاکی ہے ہمارے رب کی اُسکا وعدہ جو سابق کتابون مین ہے کبھی دفع نہین ہوسکتا۔ اِنْ ای انہ
كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا مَفْعُوْلًا بیشک ہمارے رب کا وعدہ مفعول ہے۔ مفعول کے معنی کردیا گیا یعنی ایسا وعدہ ہے کہ گویا
ہو گیا پس وعدہ کی کتابون مین فرمایا تھا کہ قرآن مجید نازل کیا جائیگا اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہونگے اور جملہ
احکام عبادات و ثواب و عقاب سب ثابت ہے۔ اسمین قریش کے جاہلون پر تشنیع ہے کہ جہالت سے اُسکو ٹھیک نہین سمجھتے ہین۔ بالجملہ
جو لوگ علم سابق سے وعدہ پاتے تھے وہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے اور قرآن کے نزول سے جب وعدہ پورا دیکھتے
ہیں تو اللہ تعالی کی تسبیح کرتے ہین پھر جب مواعظ قرآن انمین اثر کرتے ہین تو روتے ہوے دوسرا سجدہ کرتے ہین کما قال
وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ اور گرتے ہین سجدہ مین یَبْكُوْنَ روتے جاتے ہین یعنی نرمی قلب سے جو مواعظ قرآن سے
پاتے ہین وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا اور زیادہ کرتا ہے سماع قرآن اُنکے لیے خشوع کو۔ کمال تواضع و عاجزی سے اللہ تعالی کی طرف
رجوع کرنا اُنپر قرآن کا اثر ہوتا ہے۔ آداب القرآن سے ہے کہ اُسکی تعظیم مین مبالغہ کرے اور رونا مستحب ہے اور اگر رولائی نہ آوے تو رولائی
سی صورت بنا دے اور شرم کرتا ہے کہ اس سے یہ مراد نہین کہ ظاہری صورت بنا دے بلکہ یہ معنی ہین کہ جب انوار عظمت و معرفت قلب مین ہوتے ہین
تو بیخود ہی خوب شوق سے آنسو بہنے لگتے ہین اور وہ بے اختیاری ہے اور اگر یہ مرتبہ حاصل نہو تو غور سے اپنے دھیان کو لگا دے
اور عذاب و ثواب کے سمجھنے سے دلکو لگا دے کہ وہ خوفناک ہوکر روئیگا اور میل دھو دیگا۔ ابو ہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالی کے خوف سے رویا وہ داخل جہنم نہوگا جبتک کہ دودھ دہا ہوا پھر تھنون
مین واپس نہ جاوے اور کسی شخص پر راہ جہاد کا غبار اور جہنم کا دھنوان جمع نہین ہوگا۔ رواہ الترمذی والنسائی۔ خلاصہ یہ کہ جیسے دودھ ہوا
دودھ پھر تھنون مین نہین جاسکتا ایسے ہی خدا ے تعالے کے خوف سے رونے والا جہنم مین نہ جائیگا اور اللہ تعالی کی راہ مین
چلنے سے جو غبار پڑا اُسکے ساتھ پھر جہنم کا دھنوان جمع نہ ہوگا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ دو آنکھین ہین جنکو آگ نہین چھوئیگی ایک وہ آنکھ جو اللہ تعالی کی خوف سے روئے اور ایک وہ آنکھ
جو رات کو جہاد مین نگاہبانی کرتی رہے رواہ الترمذی یعنی جہاد مین جہان لشکر اُترا اس لشکر کے شبخون دشمنون سے نگاہبانی کرنیوالے پر
جہنم حرام ہے۔ فی العرائس قولہ تعالے ان الذین اوتوا العلم الآیہ۔ اشارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ قران کا اثر ان بندون پر
زیادہ ہوتا ہے کہ جنکو قبل خلق کے ابتداے ازل مین معرفت دی گئی اور یہ ارواح عارف بحق اور عالم بصفات حق تھین اور شرائع
و علوم کے ظاہر ہونے سے پہلے وہ حق تعالی سے حق کو بلا واسطہ و حجاب کے سماعت کرتی تھیں جب عالم وجود مین آنے کے بعد بلا واسطہ
بدن کے اُنپر کلام الٰہی پڑھا جاتا ہے تو یہ اُنکے جوش کو اُبھار دیتا ہے کہ محبت بھڑک جاتی ہے اور شوق الٰہی مین جنبش کرتی ہین اور
اپنے مطلوب اصلی سے راحت پاتی ہین اور اُسکی مراد کو پہچانتی ہین پس اُسکے حکم کے واسطے خضوع و خشوع کرتی ہین جب کلام حق اُنھون
کے قلوب مین پہنچان محبت ہوتا ہے پس اس وجود کے قربان کرنے پر جوش کرتے ہین اور اُسکی عظمت و جبروت کے
سامنے پاتے ہین اور کوئی حیلہ نہین پاتے مگر یہی کہ خاک پر سر رکھکر اُسکی عظمت و سلطنت کے سامنے خضوع کرتے ہین اور شرک
و مخالف و مساہم سب سے اُسکی پاکی بیان کرتے ہین کما قال تعالی ویقولون سبحان ربنا۔ اور اسکے شوق مین بوجہ گرمی محبت کے
بیخود ہوکر روتے ہین کما قال تعالی ویخرون للاذقان یبکون الآیہ اسکے شوق جمال مین روتے ہین اور اُسکی محبت مین

آنسو بہاتے ہین اور اُسکی عظمت کے سامنے دم بخود ہو جاتے ہین یہ خوف کرتے ہین کہ وہ پاک ہے
یہ رونا کیسا پاکیزہ ہی یہ گڑگڑانا کیسا لذیذ ہی رونا اُسی سے اُسی کی طرف ہی سے والہانہ در
ہین پایا ہی نہ پانے پر رونا ہی اور نہین پایا مگر پانے مین رونا ہی۔ شیخ رحمۃ اللہ نے کہا کہ
قرآن سنا تو اسکا سر باطنی واسطے سماع قرآن کے خشوع مین آیا اور سچے موتی سے اسکا قلب
زیور سے آراستہ ہوئے۔ ابو یعقوب سوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رونا کئی قسم کا ہی ایک
ہی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو سعادت یا شقاوت جاری ہوئی اُسکے خوف سے
و افسوس کرکے روئے اور جو حصہ کہ اللہ تعالیٰ سے اُسکو ملنا چاہیے تھا اُسکے ضائع ہونے پر
اور وہ اسطرح کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور اُسکے وعدہ و وعید و قرب و منزلت کی یاد سے
اور یہ رونا کمال معرفت ہی کہ اِس رونے مین اِس سے کوئی حظ اُسکو نہ ہو۔ شیخ قاسم رحمۃ اللہ نے کہا کہ رونا
جاہلون کا رونا کہ جو اپنے جاہل ہونے پر روئین و دوم عالمون کا رونا جو اپنے قصور پر روتے ہین سوم صالحین کا رونا جو
سے روتے ہین کہ فضل و عنایت مین سے کچھ کم نہ کر دیا جاوے۔ چہارم امامون کا رونا جو اِس خوف سے
قلت اِسکے دو معنی ہو سکتے ہین ایک یہ کہ بحکم قولہ متہم سابق بالخیرات۔ یہ سبقت نہ ہوئی اور دوم یہ کہ اُنپر اقران کو سبقت دی گئی جیسے
معراج کی حدیث مین حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب موسیٰ علیہ السلام سے تجاوز فرما گئے تو وہ روئے کہ مجھپر سبقت کی گئی
پنجم شہسواران توحید کا رونا کہ وہ ہیبت و محبت و متواتر انوار سے روتے ہین۔ شیخ استاد رح نے فرمایا کہ قرآن کا سننا کسی پر
مین مؤثر ہی اور ایک قوم کے اسرار کو حیرت مین ڈالنے والا ہی پس جنکے دلون مین مؤثر ہوتا ہی وہ علماء ہین اور جنکے دلون کو حیرت مین
ڈالتا ہی اسطرح کہ اسرار متحیر ہو جاتے ہین وہ موحد ہین پھر علماء کے دلون مین اُسکی تاثیر یہ کہ صحیح استدلال دیکھتے ہین اور
کے اسرار مین حیرت ہو نا جمال و جلال کے شہود سے ہی۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف نبوت کو ظاہر فرما دیا اور
منکرون کے شبہات رد کر دیے تو عموماً دعاے الٰہی عزوجل اور اسکے کمال توحید کو مع طریقہ عبادت کے بیان فرماتے ہین اللہ تعالیٰ

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى

تو کہدے کہ نام لو اللہ کا یا نام لو رحمٰن کا جس نام کو تم پکارو وہی ہی اس کے واسطے نام ہین اچھے

وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ

اپنی نماز کے ساتھ اور مت مخافت کر اسکے ساتھ اور ڈھونڈ چلے بیچ مین اسکے ایک راہ

لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ

جسنے نہین بنایا فرزند اور نہ تھا اسکا کوئی شریک بادشاہی مین

وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ۝

مدد گار جہت ذلت سے اور بزرگی بیان کر اسکی بہت بزرگی

قُلْ کہدے اے محمد ان مشرکون سے جو اللہ تعالیٰ کے واسطے رحمن سے نام سے منکر ہین

ع ۱۱ ۱۲

اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا اپکارو اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا نام اللہ لیکر پکارو یا نام الرحمن پکارو کچھ فرق نہین یا دونون
فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى کیونکہ اسکے بہت نام اچھے ہین - ابن عباس وکحول سے روایت ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا کہ یا اللہ یا رحمن - اسکو ایک مشرک نے سنا تو کہا کہ محمد زعم کرتے ہین کہ ہین ایک ہی کو پکارتا ہون حالانکہ
وہ دو معبودون سے منع کرتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری - رواہما ابن جریر وغیرہ کذا فی تفسیر ابن کثیر - سراج ومعالم وغیرہ مین اس مشرک کا نام
ابوجہل اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آواز سے دعا کرتے اور کہتے یا اللہ یا رحمن تو اہل مکہ نے سنکر کہا
کہ دیکھو یہ ایک کو منع کرتے ہو اور خود اکو دعا کرتے ہو پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی - اور مترجم کہتا ہی کہ اس قول پر یہ آیت مکی ہی اور
اِنَّ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ الخ کا جو مدنی ہی اسکے واسطے مؤید ہی لیکن اس سے پہلے کی آیت سجدہ مین قولہ اذا یتلی علیہم یخرون للاذقان الآیہ مین
اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہی کتاب پر قرآن کی تلاوت مدینہ مین واقع ہوئی ہی اور جواب یہ ہوسکتا ہی کہ ورقہ بن نوفل مکہ مین تھے یا کہا جاوے کہ اہل مکہ
نے مدینہ مین جاکر ان آیات قرآنیہ مین سے کچھ سنا یا ہو واللہ تعالیٰ اعلم - اور ابن عباس رض سے روایت ہی کہ اول جب
رحمٰن مذکور ہوا تو یہود رحمن کا نام فقط سنا تھا اور اہل کتاب مین سے جو لوگ مسلمان ہوئے تھے مانند عبد اللہ بن سلام وابن یامین وغیرہ
انکے اوپر ایک گرانی تھی کیونکہ توریت مین یہ نام بہت ہی پس انھون نے الرحمن کے نام سے دعا کرنے کو دریافت کیا تو یہ آیت نازل
ہوئی یعنی چاہو اللہ کے نام سے دعا مانگو یا الرحمن کے نام سے دونون اچھے ہین پس قریش نے کہا کہ یہ کیا حال ہی کہ محمد ایک کو پکارتے
تھے اب دو کو پکارتے ہین اور ہم تو رحمن اسی یمامہ والے کو جانتے ہین یعنی مسیلمہ کذاب کو رحمن الیمامہ کہتے تھے پس نازل ہوا قولہ وہم یکفرون
بالرحمن ساقط بھی نازل ہوا قالوا وما الرحمن - مشرکین کہنے لگے کہ الرحمن کون ہی - پس مومنین اہل کتاب تو خوش ہوئے اور کفار
قریش بکر وتغلب وہم نفورا - انکو نفرت بڑھی اور یہی ہی قولہ تعالےٰ الذین آتیناہم الکتاب یفرحون بما انزل الیک ومن الاحزاب من
ینکر بعضہ یعنی جن لوگون کو ہم نے کتاب دی وے خوش ہوتے ہین اس سے جو تجھپر اتارا گیا اور احزاب مین سے وہ ہی جو اسمین سے بعض کا
منکر ہی کذا فی السراج وغیرہ - وعلی ہذا یہ آیت مدنیہ ہی لیکن اس روایت کا ثبوت حضرت ابن عباس سے چاہیے ہی اور شاید کہ بیان مین تقدیم
وتاخیر ہو کہ قولہ بسم اللہ الرحمن الرحیم مین الرحمن سے منکر تھے اور کہتے کہ رحمن ہم نہین جانتے ہم تو یمامہ والے رحمن الیمامہ کے سوائے
کسی رحمن کو نہین جانتے ہین اور واللہ ہم کبھی اسکے نام پر نہین پکارینگے اور نہ مانینگے پھر انکو تنبیہ کی گئی کہ اللہ تعالیٰ کے اسماے حسنی ہین جنمین سے
رحمن سے چاہو پکارو بہتر ہی پھر مانند قولہ ہو اللہ الذی لا الٰہ الا ہو الرحمن الرحیم الآیہ وغیرہ سے جب مدینہ مین تشریف لائے تو
بعض اہل کتاب سے اللہ تعالیٰ اعلم سراج مین لکھا کہ اگر کہا جاوے کہ ادعوا زیدا او ادعوا عمرا تو ظاہر ہوتا ہی کہ زید وعمرو دونون الگ الگ
ہین یہان کیسا جواب یہ ہی کہ ادعوا یہان پکارنے کے معنی مین نہین ہی بلکہ بمعنی سموا ہی یعنی نام لو اللہ کا یا تم نام لو الرحمن کا
ایما تدعوا مین ما زائدہ ہی اور حرف او بمعنی اختیار ہی چاہو یہ نام لو یا وہ نام لو - اور واضح ہو کہ حسنی صیغہ مونث اسم تفضیل ہی بوجہ
موصوف واقع ہوا ہی اور جمع حکم مین مونث کے ہوتا ہی صفت کو بھی مونث لایا گیا اور وہ اصلی مونث نہین ہی سماع
سے کذا فی المعالم یعنی اسماء ہونے کے یعنی ہین کہ انمین تمجید وتقدیس وتعظیم کے مستقل معانی موجود ہین - اور اسماء حسنی مین سے
کسی اسم کو اسماء حسنی کی تعلیم مین گذر چکا ہی - وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ اور جہر مت کر اپنی نماز کے ساتھ
اور مخافت مت کر اسکے ساتھ - یعنی نہ جہر کر اور نہ مخافت کر وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا

Marfat.com

اور اسکے درمیان مین راہ تلاش کر۔ یعنی جہر و مخافت کے درمیان [illegible]
درمیان متعدد اقوال مروی ہین ازانجملہ یہ کہ نزول اسکا نماز کے بارہ مین ہی جیسا کہ ظاہر [illegible]
بارہ مین ہی۔ ازانجملہ یہ کہ اہل کتاب کے طریقہ سے جو اچھا نہ سمجھا جہر انکرنے کے حکم مین [illegible]
نے بطریق سعید بن جبیر رضہ اور ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ نزول اس آیت کا کہ ولا تجہر بصلوتک [illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کہ مین پوشیدہ تھے اور کہا کہ یہ بات یہ تھی کہ جب آپ اپنے اصحاب کے ساتھ [illegible]
کرتے تھے پس جب مشرک لوگ سنتے تو قرآن کی بدگوئی کرتے اور جس نے اتارا اسکی برائی کرتے اور [illegible]
تھے کہا ابن عباس رضہ نے پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا ولا تجہر بصلوتک یعنی مت جہر کر اپنی قرارت کے ساتھ کہ [illegible]
ساتھ بدزبانی کرین ولا تخافت بہا اور اسکی قرارت مین مخافت بھی مت کر اپنے اصحاب سے کہ آنکو نہ سنا دے کہ [illegible]
وابتغ بین ذلک سبیلا یعنی درمیانی طریقہ اختیار کر۔ یہ روایت صحیحین مین بھی موجود ہی اور ایسا ہی ضحاک نے ابن عباس رضہ [illegible]
کیا اور اتنا بڑھایا کہ پھر جب آپ نے مدینہ کو ہجرت فرمائی تو یہ حکم ساقط ہو گیا پھر جو چاہتے وہ کرتے تھے۔ اور محمد بن اسحٰق [illegible]
عکرمہ از ابن عباس روایت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز مین قرآن جہر سے پڑھتے تھے تو مشرکین متفرق ہو جاتے [illegible]
انکار تھا کہ قران سنین اور کوئی آدمی جب یہ قصد کرتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی کچھ تلاوت سنے جو آپ نماز [illegible]
ہون تو مشرکون کے خوف سے انکی چوری سے کان لگا کر سنتا اور اگر انمین سے کسی کو دیکھتا تو اسکی ایذا کے خوف سے چلا جاتا اور [illegible]
نہ سنتا سو اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مخافت سے پڑھتے تو جو لوگ چوری سے سننا چاہتے تھے وے کچھ نہین سن سکتے تھے [illegible]
اللہ تعالی نے نازل فرمایا ولا تجہر بصلوتک یعنی تا کہ مشرکین متفرق نہ ہو جاوین ولا تخافت بہا۔ یعنی پھر وہ شخص [illegible]
سننا چاہتا تھا شاید کہ وہ بعضی سنی ہوئی بات سمجھے اور نفع اٹھاوے وابتغ بین ذلک سبیلا۔ یعنی درمیان کا [illegible]
قول عکرمہ وحسن بصری وقتادہ کا ہی کہ نزول اس آیت کا نماز کی قرارت کے بارہ مین ہی اور شعبہ رح نے اپنی اسناد سے حضرت [illegible]
سے روایت کی کہ جس نے اپنے کانون کو سنایا اسنے مخافت نہین کی۔ اقول اس روایت سے ظاہر ہوتا ہی کہ [illegible]
کانون کو بھی نہ سناوے اور ظاہر مذہب حنفیہ یہی ہی کہ اگر ایک شخص نے اسطرح پڑھا کہ خود بھی نہ سنا تو قرارت [illegible]
روایت مین ہی کہ ادنی درجہ مخافت کا یہ ہی کہ حروف کی تصحیح ہو اور مترجم کے نزدیک اسکی تاویل بھی ہی کہ [illegible]
و بے تصحیح بغیر اسکے معلوم نہین ہو سکتی ہی۔ اور شیخ ابن جریر نے اپنی اسناد سے روایت کی کہ [illegible]
ہی کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز مین قرارت پڑھتے تو اپنی آواز خفض کیا کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ [illegible]
کہ ایسا کیون کرتے ہو کہا کہ مین اپنے رب عزوجل سے مناجات کرتا ہون اور وہ میری حاجت [illegible]
کہا گیا کہ ایسا کیون کرتے ہو تو کہا کہ مین شیطان کو اور جگا [illegible]
آیت آخری ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا الخ تو ابو بکر رضہ سے کہا گیا کہ [illegible]
ذکرہ الشیخ ابن کثیر اور معالم وغیرہ مین یہ روایت اسی طرح ہی کہ [illegible]
کا دورہ کیا تو ابو بکر رضہ نماز مین [illegible]

Marfat.com

آواز کیون پست کرتے ہو انھون نے کہا کہ اپنے رب سے مناجات کرتا ہون اور وہ میری حاجت جانتا ہی اور
لیکن بلند کرتے ہو عرض کیا کہ شیطان کو بھگاتا ہون اور سوتون کو جگاتا ہون پس آپ نے ابوبکر رض کو کہا کہ اپنی آواز کچھ
تھوڑا سا فرمایا کہ اپنی آواز کچھ پست کرو۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ روایت بعض صحاح مین بھی ہی اور ظاہر یہ ہی کہ یہ قصہ مدینہ کا ہی
اور جہر و خفا بھی متقرر نہ ہوے تھے مگر ہجرت سے ایک سال پہلے معراج مین مگر شاید کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اُسوقت مین تہجد
کی آیتون جیسے سورۂ مزمل سے ظاہر ہوتا ہی واللہ تعالی اعلم۔ ابن کثیر رح نے لکھا کہ عکرمہ نے ابن عباس رض سے روایت کی کہ نزول
آیت دعا کے بارہ مین ہی اور ایسا ہی حضرت عائشہ رض سے مروی ہی کما فی الموطاء و ایسا ہی مجاہد رح و سعید بن جبیر و ابو عیاض
و عروۃ بن الزبیر رح نے کہا ہی۔ عبد اللہ بن شداد رض سے روایت ہی کہ بنی تمیم مین سے ایک اعرابی مسلمان ہوا جب آنحضرت صلعم سلام پھیرنے
لگے تو بلند آواز سے کہا کہ اللھم ارزقنی ابلا و ولدا۔ الٰہی مجھے اونٹ و اولاد روزی کر۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ اقول اس سے معلوم ہوا کہ دعا مین جہر
کرنا بھی واسطے جائز ہی ولیکن لازم ہوگا کہ پست کرنا جائز نہو اور جواب یہ ہی کہ پست کرنے سے یہ مراد ہی کہ خود بھی نہ سنے تو وہ نہین جائز ہی ولیکن اور ہوتا
ہی کہ ادعوا بکم تضرعا و خفیۃ سے دعا خفیہ مستحسن ہی پس بعض نے کہا کہ اول آیت اس دوسری آیت سے منسوخ ہی۔ اور امام رازی نے کہا کہ یہ قول بعید ہی مترجم
کہتا ہی کہ جب مخافت ممنوعہ وہ ہوئی کہ خود بھی نہ سنے تو آیت مین خفیہ سے اسقدر لینا چاہیے کہ خود سن لے پس نسخ کی حاجت نہ رہی
البتہ بات معلوم ہوئی کہ قولہ بین ذلک۔ تین مراتب ہین یعنے اسقدر پست کہ خود نہ سنے ممنوع ہی اور اسکے بعد ایک درجہ یہ کہ خود سنے
دوسرا درجہ دوم یہ کہ پاس والا بھی سنے اور تیسرا یہ کہ اول صف والے سن لین چوتھا یہ کہ دوسری صف والے بھی سنین۔ بالجملہ امام کی
قرأت اسقدر کہ تمام صف والے سنین ممنوع نہ ہوگی بشرطیکہ صفین اسقدر ہون کہ آواز معقول سے انکو سنا سکے۔ پھر اس سے
پہلے جہر مکروہ ہوگا۔ اور پہلے معلوم ہو چکا کہ ضحاک نے ابن عباس سے جو روایت کی کہ آیت دربارہ قرارت کے ہی اور مکہ تک اسکا حکم رہا
پس آپ کو اختیار ہوا کہ جسطرح چاہین پڑھین یہ دلیل ہی کہ یہ حکم منسوخ ہوا واللہ تعالی اعلم۔ قول دیگر یہ کہ آیت دربارہ تشہد ہی
کہ ابن جریر نے اپنی اسناد کے ساتھ عائشہ رض سے روایت کی کہ قولہ لا تجہر بصلوتک الآیہ کا نزول تشہد کے بارہ مین ہی۔ اور یہی
روایت مجاہد سے مروی ہی۔ اقول اس صورت مین صلوۃ کا اطلاق تشہد پر ہوا ہی۔ قول دیگر یہ کہ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت
کی کہ قولہ لا تجہر بصلوتک یعنی لوگون کے لیے آئینہ کرنے کو مت پڑھ و قولہ ولا تخافت بہا۔ یعنی لوگون کے خوف سے ترک مت کر۔ اور
یہی مضمون ہی کہ قولہ لا تجہر بصلوتک الآیہ کہا کہ معنی یہ ہین کہ ظاہر مین نماز کو خوب بنا کر مت پڑھ اور باطن مین اسکو خراب
کر۔ ایسا ہی عبد الرزاق نے بواسطہ معمر رح کے حسن بصری سے روایت کی ہی اور یہی عوف رح و قتادہ نے حسن سے روایت کیا۔
عبد اللہ بن زید بن اسلم رح نے کہا کہ اہل کتاب مخافت کرتے تھے پھر انمین سے ایک پادری ایک کلمہ کو آواز سے پڑھتا
تھا اور لوگ بھی اسی کلمہ پر پہنچتے پس اللہ تعالی نے اس آیت مین ایسے جہر سے منع کر دیا جیسا وہ شخص پادری
کو منع کر دیا جیسے قوم والے کرتے پھر درمیانی راہ وہ تھی جو جبرئیل علیہ السلام نے نازمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کو بتائی۔ مترجم کہتا ہی کہ ان اہل تفسیر موجودہ مین سے کسی نے اس مقام پر کوئی قول توفیقی نہین لکھا ہی اور مترجم کو
بھی جو اول وہی قرارت نماز ہی و ثانیا آمین دعا و جملہ ارکان نماز مین جہر و مخافت داخل ہی اور جہر و مخافت مین
اسقدر فصل کہ اہل صف سے اہل صف تک بھی ممنوع ہی اور خلاصہ یہ کہ توسط ان اعمال مین براہ فعل و نیت محمود ہی واللہ اعلم

الجواب - جب اللہ تعالے نے اہل شرک کے جمالات رد کردیے اور کمال قدرت وعظمت وتوحید ذاتی
کا حمد کے ساتھ فرمایا بقولہ - وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ اور کہدے کہ سب تعریف اللہ تعالی کے
عزوجل کے لیے جو سب کمالات والا ہی اور کوئی عیب جو مشرک لگانے ہین اُسکی درگاہ عزت کے لائق
مشرکون کے رد کرنے کے تین صفات سلبی بیان فرمائے اول - اَلَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا جو
فرزند - اِسمین اشارت ہی کہ خالق وہی ہی تو جو کوئی ہوتا اُسکا مخلوق ہوتا پس اُسنے فرزند نہین لیا جیسے
اکبیر مین رازی رح نے لکھا کہ الحمد یعنی تمام وکامل حمد ایسی ذات کے لیے بنلائی جس نے فرزند نہین لیا یعنی
تو اُسکے کئی وجوہ ہین اول یہ کہ کسی کا فرزند وہ ہوتا ہی جو اُسکے اجزا مین سے کسی جزو سے پیدا ہوا ہو جیسے
اجزا سے مرکب ہوگا اور جو چیز کہ مرکب ہوتی ہی وہ اجزا موجود ہوکر تب مرکب ہوکر پائی جاسکتی ہی تو مرکب کی
کیونکہ اگر اجزا نہ ہون تو یہ مرکب بھی نہ ہوگا پس یہ مرکب قدیم نہین ہوسکتا اور قدیم وہ ہی کہ وہ بالکل کسی چیز کا
جو محتاج ہو وہ جسکی طرف محتاج ہو اُسی سے حادث ہی اور حادث مخلوق کو کمال کمان سے ہوا تو وہ کمال حمد
کے لیے الحمد نہین ہی پس حمد اُسی کے واسطے ہی جسکے فرزند نہین ہی - وجہ دوم یہ کہ جس کسی کے فرزند ہو وہ سب نعمتین
رکھتا ہی اور یہ نہین ہوسکتا کہ اُسکو طاقت وقدرت سب کچھ ہو پھر اُسکے غلام اُسکے فرزند کو قتل کرڈالین جیسے نصرانی
مین یا جسکا فرزند ہوتا ہی وہ ہر طرح کی آسایش اُسی کے واسطے افضل دیتا ہی پھر جب فرزند نہین ہوتا تو نعمتین
ہی مگر اللہ تعالے اپنے بندون کو بڑی بڑی نعمتین دیتا ہی چنانچہ بادشاہ بناتا ہی تو ثابت ہوا کہ اِسنے فرزند نہین لیا جیسے
انتہاے نادانی کی وجہ سے افترا باندھتے ہین پس حمد اُسکے لیے ہی جس نے بندون پر کمال انعام کیا اور فرزند نہین
سوم یہ کہ جسکے فرزند ہوتا ہی وہ بعد باپ کے قائم مقام ہوتا ہی تو باپ ایسا ہوگا کہ ہمیشہ انعام واکرام بندون پر
مستحق نہ ہوگا حالانکہ اللہ تعالے ہمیشہ بے انتہا زمانہ تک اپنے بندون پر انعام واکرام کرنے والا ہی اور کوئی اُسکے
لائق نہین ہی کیونکہ وہ تو سب سے اعلی اور سب قدرت والا اور سب اُسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہین تو ظاہر ہی کہ
قول پر بٹیا اِن سب باتون سے خالی ہوگا کہ وہ اُسی وقت سب سے اعلی نہ ہوا اور اگر کہا جاوے کہ کسی دوسرے کا
ہوا کہ اِسمین تغیر ہوتا رہتا ہی تو وہ ضرور حادث ہی کیونکہ جسمین تبدل وتغیر ہو وہ حادث ہی پھر کہان سے وہ قدیم
بھی نہین ہی اور اُسکے قبضہ مین سب مسخر بھی نہین بلکہ وہ خود مسخر ومقہور ہی تو وہ کہان سے قائم مقام
صاف باتین ہین جو اِنکو نہ سمجھے بڑا احمق ہی قسم دوم صفات ثلثہ سلبیہ مین سے یہ ہی وَلَمْ يَكُنْ
اور نہ تھا اُسکا کوئی ساجھی بادشاہت مین - کیونکہ وہ تو سب سے اعلی وسب کمال والا ہی پھر اُسکا ساجھی کیسے
ہو تو سب سے اعلی نہ ہوا اور اُسکے قبضہ مین مقہور ومسخر ہوا اور ساجھی سے اختیار کامل نہین برتا گر
مجبور ہوتا پھر ساجھی کیونکر ہوسکتا ہی پس سلطان ذوالجلال والاکرام وہی وحدہ لاشریک ہی جسکا کوئی
پس ہر انعام واکرام جو بے انتہا طریقہ سے اُسنے بندون پر برسادیا ہی وہ اُسی کا انعام ہی
صفات سلبیہ سے تولہ - وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ یعنی اور نہ تھا اُسکا کوئی دوست

Marfat.com

[illegible] دفع کی کیونکہ وہی قادر قوی کامل حاکم ہی جو چاہے کرے جو کچھ اُسکے
[illegible] مخلوق اور اُسکے قبضہ قدرت مین مسخر و مجبور ہی۔ پس اس کلام مین تمام اوہام شیطانی کی نفی کردی کہ اُسکا کوئی شریک
[illegible] ہوسکتا نہ اُسکے جنس کا کیونکہ وہ جنس سے پاک ہی بیٹا وغیرہ کچھ نہ ہوا اور نہ اُسکے غیر جنس کا اور نہ اختیار سے اور نہ مجبوری
[illegible] کسی طرح شریک نہین ہوسکتا اور نہ اُسکا معاون ہوسکتا ہی جب یہ شان ہی تو کمال حمد و ثناء اُسی کے شایان ہی وہی کامل منفرد
[illegible] ہی اُسکی عظمت و کبریائی کے تصور مین وہم و گمان بیچارے عاجز و عقل حیران ہی لہذا فرمایا۔ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيرًا
[illegible] اُسکی کبریائی بیان کر انتہائے درجہ کبریائی و عظمت کا وہ اپنی ذات مین متوحد و صفات مین متفرد کامل ہی وہی تمام محامد کا مستحق
[illegible] تمام بے انتہا مخلوقات اُسکے ارادہ کُن سے موجود ہی تو یہ سب مخلوقات اُسکے ادنی اشارہ مین معدوم ہی پھر تو پہاڑون و آسمانون وغیرہ
[illegible] مخلوقات مین حیران ہو رہا ہی تو اُسکی عظمت دیکھ جسکی قدرت کے سامنے یہ سب معدوم ذرہ کے برابر ہی اور جو اُنمین سے موجود ہی وہ اُسی کی
[illegible] ان تعالی متعالی ہی اسی واسطے اُسکے حبیب مکرم نمونہ قدرت متوحد محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آیت العزت یہ ہی الحمد للہ الذی
[illegible] ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک آخرتک۔ یہ حدیث امام احمد نے مسند مین معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی اور ابن عباس
[illegible] مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز جو لوگ پہلے جنت مین بلائے جاوینگے وے لوگ ہونگے جو آسانی
[illegible] دونون حال مین اللہ تعالی کی حمد کرتے رہے ہین۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
[illegible] سر ہی شکر کا جس بندہ نے اللہ کی حمد نہ کی اُسنے اُسکا شکر نہ کیا۔ جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
[illegible] افضل الدعاء الحمد للہ ہی اور افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہی۔ سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ اللہ تعالی کو سب سے زیادہ
[illegible] پسند ہین چار ہین لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر و سبحان اللہ و الحمد للہ ان چارون مین سے جس سے چاہے شروع کرے کچھ مضر نہین ہی۔ رواہ مسلم
[illegible] سراج مین ہی کہ ابن عباس سے مروی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا یہ قول الٰہی عزوجل قل ادعوا اللہ او ادعوا الرحمن
[illegible] فرمایا کہ یہ چوری سے امان ہی۔ کہا کہ مہاجرین مین سے ایک شخص نے سوتے وقت اس آیت کو پڑھ لیا تھا رات مین کافرون مین سے
[illegible] اُسکے مکان مین آیا اور سب اسباب گھر کا جمع کیا اور لاد کر لے چلا۔ مالک مکان جاگتا تھا کچھ سوتا نہ تھا ولیکن خاموش تھا یہانتک
[illegible] دروازہ تک پہونچا دیکھا کہ دروازہ بند ہی پھر اُسنے آمد و رفت تین بار کی اور ہر بار دروازہ بند پایا پس مالک مکان ہنس پڑا اور کہا کہ
[illegible] سامان کو محفوظ کر لیتا ہون۔ روایت ہی کہ بندہ کا اللہ اکبر کہنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہی۔ شیخ ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہی کہ امام ابن جریر
[illegible] سے روایت کی کہ ہم سے بیان کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لوگون کو یہ آیت سکھلایا کرتے تھے الحمد للہ الذی لم یتخذ
[illegible] ولدا خواہ چھوٹا بچہ یا بڑا ہوتا سب کو سکھلاتے تھے۔ رواہ ابن جریر۔ عبد الکریم بن ابی امیہ سے روایت ہی کہ بنو ہاشم مین سے جو لڑکا
[illegible] بولنے لگتا تو اُسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سات بار قولہ تعالے الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا آخرتک سکھلاتے تھے۔ رواہ
[illegible] ابن جریر رح نے اپنی اسناد کے ساتھ محمد بن کعب القرظی رح سے روایت کی کہ یہود و نصاری کہتے کہ اللہ تعالے
[illegible] العرب کہتے کہ لبیک لا شریک لک الا شریکا ہو لک تملکہ و ما ملک۔ یعنی اے رب ہم تیری خدمت مین حاضر ہین کوئی تیرا شریک
[illegible] نہین مگر جو تیرا ہی تو اُسکا مالک ہی اور جسکا وہ مالک اُسکا بھی تو مالک ہی اور فرقہ صابیہ اور فرقہ مجوس کہتے کہ اگر
[illegible] اللہ کا ولد ہوتا تو وہ عاجز ہو جاتا پس اللہ تعالی نے یہ آیت اُتاری قل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا و لم یکن لہ شریک فی الملک

Marfat.com

ولم یکن له ولی من الذل وکبره تکبرا - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ایک حدیث مین آیا ہی کہ رسول اللہ
آیۃ الغزہ رکھا ہی اور بعض آثار مین وارد ہی کہ جس گھر مین رات کو یہ آیت پڑھی جاوے اُس
حافظ ابو یعلی نے مسند مین ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
دست مبارک مین تھا یا آپ کا مبارک ہاتھ میرے ہاتھ مین تھا پس آپ ایک مرد کے پاس آئے
فرمایا کہ ای فلان جو مین دیکھتا ہون یہ تیری حالت کس چیز سے پہونچی اُسنے عرض کیا کہ بیماری
چند کلمات نہ سکھلاؤن کہ تجھ سے بیماری و مفلسی دور کرین اُسنے عرض کیا کہ ضرور سکھلا دیجئے
نہین کہ مین آپ کے ساتھ جنگ بدر یا احد مین حاضر ہوتا ابو ہریرہ نے کہا کہ یہ سُنکر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اہل بدر و اہل احد وہ پا دینگے جو تقصیر اضاعت کرنے والا پا دیگا ابو ہریرہ نے کہا کہ مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
فرمایا کہ ای ابو ہریرہ کہ توکلت علی الحی الذی لا یموت الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک الآیۃ
علیہ وسلم میرے پاس آئے اور حالت میری اچھی ہو گئی تھی مجھ سے فرمایا کہ اچھا ہی مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ
کہا کرتا ہون جو آپ نے مجھے سکھلا دیے ہین - قال الشیخ اسنادہ ضعیف وفی متنہ نکارۃ واللہ اعلم مسرح مین ہی کہ ابن
روایت ہی کہ توریت کا شروع وہ ہی جو سورہ انعام کا شروع ہی اور خاتمہ ہر ہی جو اس سورہ شریف کا خاتمہ ہی واضح ہو کہ کتاب
نے یہان فضائل مین ایک موضوع حدیث لکھی اور عجب کہ صحاح احادیث سے منکر ہو جاتا ہی اور ہر موضوعات کا مقر رہتا ہی اور اسی
مین اس موضوع کو بیضاوی و ابن عادل نے بھی ذکر کیا ہی - ف فی العرائس فی اشارات قولہ تعالی قل ادعوا اللہ او ادعوا
تفسیر اسکی عام کے واسطے اوپر گذری اور اسمین اہل معرفت کے لیے اشارات ہین پس جاننا چاہیے کہ اللہ تعالی نے
ان دو اسم خاص کی معرفت کی طرف بلایا ان دونون اسم مین اسرار تمام اسماء و صفات ذاتیہ کے ابد تک
موجود ہین پس اللہ اسم ذات ہی اور یہ اسم عین الجمع ہی اور الرحمن بھی اسم عین الجمع ہی مگر الرحمن تحت اسم اللہ
ذات عین الکل ہی چنانچہ جب تو نے اللہ کا ذکر کیا تو عین الکل کو ذکر کیا پس قول تو خیر ہی اور خیر اثر ہی اور اثر ذکر ہی اور ذکر
کا وقوع ہی اور نور فعل مقرون نور صفت ہی اور نور صفت مقرون نور ذات ہی پس جب تو نے اسکا نام لیا تو اسکے ذکر کیا
کیا تو خشوع کے ساتھ صورت اسکی فعل مین فنا ہو گئی اور جب صورت فنا ہوئی تو عقل نے اسکو ذکر کیا پس عقل
ہوئی اور جب عقل فنا ہوئی تو قلب نے اسکو وصف و صفت کے ساتھ ذکر کیا اور قلب بھی صفت مین فنا ہوا اور جب
روح نے اسکو ذات کے ساتھ ذکر کیا پس روح بھی مرتبہ قدم مین فنا ہوئی اور جب روح فنا ہوئی تو
علم کے ساتھ پس سر باطن بھی غیب مین فنا ہوا اسوقت سر السر نے غیب الغیب مین اسکا ذکر کیا تو
درمیان ہی نہ اسم اور نہ کوئی وصف ہی اور حقیقت مین اسم و مسمی رہا وہ ایک ہی ایک ہی حال ہی تا
جب بندہ قول اللہ مین اسطرح ہوا یا الرحمن کہنے مین اسطرح ہوا تو یہ مصدر صفت القدم والبقاء
اُسنے اللہ کہا تو سب فنا ہو گیا اور جب اُسنے الرحمن کہا تو براہ اتصاف و اتحاد کے سب کا
ہو جاتا ہی اصل اتحاد الوہیت کے ساتھ ہو جاتا ہی - شیخ حسن رحمہ اللہ نے کہا کہ کوئی اللہ

ہو سکتا ہی اور رہا حقیقی پکارنا و نام لینا تو وہ ہو نہین ہو سکتا۔ مترجم کہتا ہی کہ نہین
ہے بلکہ حقیقی بلحاظ نام حقیقت کے تو وہ اللہ تعالے جل شانہ کی خو صفت ہی اور بندہ کا حقیقت مین پکارنا وہ از جانب
حاصل ہوتی ہی اور وہ حدوث کی صفت نہین ہی واللہ تعالی اعلم۔ شیخ واسطی رح نے فرمایا کہ
حضرت مین داخل نہین ہین یعنی نام اسقدر ہین کہ اگر بندہ حفظ کرے تو جنت پاوے اور اسکے یہ معنی نہین ہین کہ
حقیقت ہی تو نہ تھا ہے بلکہ اسکے نام ہی داخل حضرت نہین ہو سکتے ہین اگر اسکی ذات کی طرف اشارہ نہین ممکن ہی اور نہ وہ حقیقت مین
صفت ہے ہی صفت تو بیشک ہی اسے صفت مدح کے یعنی اللہ تعالی جل شانہ کے واسطے اوصاف حقیقی ہین لیکن بندہ کا وصف کرنا
حقیقت حاصل نہین ہو سکتا اور مدح کا مرجع وہی ہی تو مدح اسکے لیے ہی خواہ کیسی ہی مدح ہو اور حق عزوجل وہ اوہام و افہام سے
پہچانا نہین جاتا ہم اس تک پہونچ سکتا ہی اور نہ فہم کو اس تک رسائی ہی پس جو کچھ ہم نے سوچا اور جو کچھ فہم نے سمجھا وہ سب وہم و فہم
ہے اور مخلوق ہین ہی اور حق تعالی خالق عزوجل ہی پس دونون مین مباینت ہی تو اسکے نعوت و صفات اسکے حیطۂ امکان مین کہان ہین شیخ
سجادہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے کی بڑی نعمت اپنے بندون پر یہ ہی کہ اسکے پاک نامون سے انکے اسرار روشن کیے تو انکے ذکر مین ایکدوسرے پر سبقت کرتے ہین اور ہر مقام پر نئے طور سے انس حاصل کرتے ہین اور کہا جاتا ہی کہ تو نگرون کی نزہت خاطر اپنے
مکان مین جان ہے یا حسن کے درخت اگتے ہین حاصل ہوتی ہی اور فقرا کی نزہت خاطر حق تعالی کی تسبیح مین ہی کہ اس سے جو انوار
جلال و جمال کشف ہوتے ہین انکے اسرار راحت عجیب پاتے ہین کہ اسکے سامنے تمام دنیا ایک خارستان ہی۔ پھر واضح ہو کہ اللہ
تعالے نے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اسکی حمد کرے کیونکہ درحقیقت اسکے حمد کرنے کے لائق وہی حبیب مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم
ہین اور کوئی نہین ہی اپنے حمد کا حکم دیا اسطرح کہ بارگاہ قدم جل شانہ ہر بندی کی ابتدا سے پاک ہی کیونکہ اسکے قدم کی ابتدا خود
ابتدا سے پہلے ہی تو ابتدا کا دخل ہی نہین ہو سکتا اور قدم القدم اپنی پاکیزگی مین محل حوادث نہین ہو سکتا لہذا فرمایا لم یتخذ ولدا
اور اسکے سوا ہر اسکے حرف کن سے موجود ہی تو کاف و نون اس سے پاک ہی کہ محل حوادث ہو پس ظہور کونین از کاف و نون
کی تاثیر سے عدم سے ظاہر ہوے اور جب کہ خیال و اوہام کا انقطاع ہو گیا کہ اولیت کو ادراک نہین کر سکتے تو اسرار
حقیقت ضبط مین کر دیا یہ بیان کر کے کہ قولہ ولم یکن لہ شریک فی الملک الخ۔ وہان کوئی مخالف سر نہین ہو سکتا تو نقص فنا
کے لیے کوئی ہو تو اسکے لیے مین سرور ہو اپس جب اسکی ذات پاک ہر طرح کے نقص و علت سے پاک ہی اور متفرد بفردانیت
اور متوحد بواحدانیت ہی ہمارے وہم و خیال سے اسکی طرف اشارہ لاوین تو اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اسکی تعظیم کمال سے
کرین کہ اس بیان مین تشبیہ نہین اور نہ تعطیل ہی بلکہ یہ تکبیر قلب مین ظہور کبریائی کے ساتھ ہی پس اسکی درگاہ عالی متعالی اس امر سے
کہ کوئی اسکا شریک ہو۔ شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ بڑی منت و کامل احسان تجھ پر یہ ہی کہ تیرے دل کو آگاہ کر دیا کہ تو اسکے شکر مین
مشغول ہے کیا عجب تو اسکی تعظیم کرنے سے عاجز ہی تو اسی سے فریاد کر کہ تجھے مواقف تعظیم کی رہنمائی فرماوے تم بحمد اللہ سبحانہ تم

## سورۃ الکہف مکیۃ

ہے سوا اسکے ہی استثنا قولہ تعالی لعلک باخع نفسک الآیہ۔ اور اسمین ایک سو دس آیتین ہین اول مین ایکسو پانچ سو ستر

کلمہ ہین جنکے حروف چھ ہزار تین سو ساٹھ ہین - شیخ جلال محلی رح نے کچھ استثنا نہین کیا اور قرطبی نے
ہین کہیہ ہی اور یہی قول ابن عباس و ابن الزبیر رضی اللہ عنہما کا ہی اور جمہور علما سے منقول ہی کہ اول سورہ
نازل ہوا ولیکن اول قول اصح ہی - اور وہی شیخ ابن کثیر رح نے لکھا ہی کہ یہی ہی اور اسکے مقابل مین
ساتھ ذکر فرمایا ولیکن مترجم بجذف اسانید ترجمہ کرتا ہی کہ امام احمد رح نے ابو اسحق رح سے روایت کی کہ
سے سنا کہ صحابہ مین سے ایک شخص نے سورہ کہف کے تلاوت کی یعنی رات ہین اور مکان مین گوشہ مین
نگاہ کی تو ایک پارہ ابر نے اسکو ڈھانکا ہی صبح کو اسنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکا تذکرہ کیا تو آپ نے فرمایا
کہ یہ سکینت تھی جو قرآن کے وقت نازل ہوتی ہی - اس حدیث کو امام بخاری و مسلم نے بھی اپنی اپنی صحیح مین روایت کیا ہی اور
سورہ کہف پڑھی تھی وہ حضرت اسید بن حضیر تھے جیساکہ طبرانی نے بیان کیا ہی اور یہ اسید بن حضیر انصار کے سردارون مین
اور امام احمد نے معدان بن ابی طلحہ کے طریق سے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ
نے فرمایا کہ جس نے اول سورہ کہف سے دس آیتین حفظ کین وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہا - رواہ مسلم فی صحیحہ و ابو داؤد و النسا
ترمذی کی روایت مین تین آیات اول کہف حفظ کرنے کا لفظ ہی اور ترمذی نے بعد روایت کے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہی اور
دس آیات اول کہف کی ایک رکوع معروف ہی اور توفیق دونون مین یہ ہی کہ اصلی حفظ تین آیات مین ہی ولیکن دسے اس رکوع
آیات کے اندر ہین واللہ تعالی اعلم - اور امام احمد نے معدان سے اسنے ابو الدرداء رض سے یون بھی روایت کی کہ حضرت صلی اللہ
نے فرمایا کہ جس نے سورہ کہف کے آخر کی دس آیات پڑھین وہ فتنہ دجال سے محفوظ رہا - اس حدیث کو بھی امام مسلم نے
روایت کیا ہی - اور ظاہر یہ ہی کہ فتنہ دجال سے محفوظ ہونے کے لیے اول دس آیات بھی کافی ہین اور آخر دس آیات بھی کافی
یہ بات ہو کہ اول دس آیات کے حفظ کرنے سے فتنہ دجال سے محفوظ ہو جاوے اگرچہ مثلاً فتنہ کے روز اسنے انکی تلاوت
دس آیات اخیرہ مین حفاظت پڑھنے پر ہی اور واضح ہو کہ دجال اصلی کے وجود ظہور سے پہلے ایسے فتنہ واقع ہونگے کہ وہ بھی
فتن مین شامل ہین اور ایسے ہونگے کہ عقلمند آدمی بھی متحیر ہوگا کہ ان فتنون کو عوام پر سے کیونکر رفع کرے جیسے ہارمونیم
ہی کہ دنیاوی سامان و اسباب ایسے طریقہ سے اہل کفر و باطل لوگون کو دیا گیا کہ لوگ متحیر ہین حالانکہ اہل علم جانتے ہین کہ
نورانی جوہر کا نام ہی اس سے یہ دنیا کے اندھے بہرے بے نصیب ہین مگر عام جاہل نادان لوگ انہین سمجھتے ہین اور ان
ہو جاتے ہین اور یہ اسوقت ہی کہ اہل عقل خود اس گرداب تحیر مین لغزش نہ کھاوین پس اسوقت لائق ضرور ہی کہ
سے حفظ کرادی جاوین فافہم - شیخ نے لکھا کہ نسائی کی ایک روایت مین ہی کہ جس نے دس آیات سے
دجال سے محفوظ رہا - اس روایت مین مطلق دس آیتین مذکور ہین اول یا آخر کی تصریح نہین ہی اور نسائی
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دس آیتین [illegible] سورہ کہف سے
ہین - شیخ نے لکھا کہ سالم بن ابی الجعد رح نے اول روایت کو بواسطہ معدان کے ابو الدرداء رض سے روایت کیا
کو خود سالم نے معدان رض سے روایت کیا تو احتمال ہی کہ سالم رح نے اول کو ابو الدرداء رض سے اور ان
سنا ہو پس معدان صحیح ہین اور راوی سب ثقہ ہین - اور امام احمد نے ابن [illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اول سورہ کہف کو اور آخر سورہ کہف کو پڑھا تو اُسکے لیے ایک نور اُسکے قدم سے سر تک
آخر حدیث الکلمات کو جب پوری سورہ کو پڑھا تو اسکے واسطے نور ہوگا جو آسمان و زمین کے بیچ مین ہو۔ اِس حدیث کی تخریج
ابو داؤد اور نسائی نے اور ائمہ حدیث نے تخریج نہین کی اور لکھا کہ امام حافظ ابو بکر بن مردویہ نے اپنی اسناد سے جو غریب ہو ابن عمر رض
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھی تو اُسکے واسطے اُسکے زیر قدم سے عنان السماء
تک ایک نور چمکیگا کہ قیامت کے روز اُسکے لیے روشنی کردیگا اور دونون جمعہ کے درمیان کی اُسکے واسطے مغفرت کیجائیگی شیخ ابن کثیر رح
کہتا ہو یہ حدیث مرفوع ہونے مین نامل ہو یعنی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہین معلوم ہوتا اور احسن احوال اُسکا یہ ہو کہ
ابن عمر رض پر موقوف ہو یعنی قول حضرت ابن عمر رض ہو اور ایسا ہی سعید بن منصور نے اپنی سنن مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا قول
روایت کیا کہ جس نے جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھی تو اُسکے واسطے چمکیگا نور اُسکے اور بیت العتیق کے درمیان مین۔ یون ہی سفیان ثوری
نے بھی ابو سعید رض سے موقوف روایت کی ہو لیکن حاکم ابو عبد اللہ رح نے اپنی اسناد سے ابو سعید خدری رض سے روایت کی کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے روز سورہ کہف پڑھی تو اُسکے واسطے ایک نور چمکا جو کہ اُسکے دو دنون جمعہ کے
درمیان ہو پھر حاکم نے کتاب مستدرک مین بعد روایت اِس حدیث کے کہا کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہو مگر امام بخاری و مسلم نے
اِسکو اپنی اپنی کتاب مین ذکر نہین کیا ہو۔ پھر اگر یہان وہم ہو کہ امام حاکم رح تساہل کرکے اکثر اسانید کو صحیح کہ دیتے ہین تو اُنکے شاگرد
امام بیہقی کی جانب سے تقویت و تائید موجود ہو اِس طرح کہ حافظ امام بیہقی ابو بکر رحمہ اللہ نے بھی اپنی تفسیر مین اِسکو امام حاکم سے
یون ہی مرفوع روایت کیا پھر بیہقی رحمہ اللہ نے کہا کہ اِسکو دوسرے ثقہ راویون نے بھی ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مرفوع روایت کیا
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سورہ کہف جیسی نازل ہوئی ہو پڑھی تو قیامت کے روز اُسکے لیے نور ہوگا۔
مترجم کہتا ہو کہ ان دونون روایتون کے معنی ایک ہین اور بات یہ ہو کہ جو کوئی اُس وقت تلاوت کریگا تو اُسکو یہ نور حاصل ہوگا
لیکن ابھی اُسکا ظہور نہین ہوگا بلکہ قیامت کی تاریکی مین جب لوگ اندھے ہونگے اِس پڑھنے والے کو یہ نور ملیگا و یگا والحمد للہ
رب العالمین۔ حافظ ضیاء مقدسی نے مختارہ مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مرفوع روایت کی کہ جس نے سورہ کہف پڑھی جمعہ
کے دن تو وہ آٹھ روز تک ہر فتنہ سے محفوظ ہو اور اگر اِس اثنوارے مین دجال نکلا تو وہ اِس سے محفوظ رہیگا۔ کذا ذکرہ الحافظ
امام ابن کثیر رح اور ابن مردویہ نے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ کیا تم مین کوئی آگاہ نہ کرون ایسی سورت سے جسکی عظمت نے درمیان آسمان و زمین کو بھر لیا ہو اور اِسکے پڑھنے والے کو اُسکے
گھر اور اُسکے گھر کے آس پاس کو جمعہ کے روز پڑھے تو بخشا جائیگا وہ زمانہ جو اِسکے اور آیندہ جمعہ کے درمیان ہو مع زیادتی تین روز کے
اور حضرت ابی بن کعب سے آخر کی پانچ آیات پڑھین اپنے سوتے وقت تو اللہ تعالے اُسکو اُٹھاویگا رات مین جس وقت چاہے
صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہان یا رسول اللہ ہمکو ضرور آگاہ فرمائیے آپ نے فرمایا کہ وہ سورہ کہف ہو۔ عبد اللہ بن مغفل سے روایت
ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ گھر جسمین سورہ کہف پڑھے جاوے اُس رات اُسمین شیطان نہین داخل ہوگا۔ رواہ
الدارمی۔ غرضکہ اِس سورہ شریف کے فضائل مین احادیث و آثار وارد ہین اور جسقدر ذکر کیے گئے نیکبخت کے لیے کافی ہین اور اُسکی

بعض آیات کی تفسیر مین سبب نزول کا ذکر آویگا انشاء اللہ تعالی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

یعنی شروع ہی۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے جسکا کوئی ہمسر اور شریک نہین وہ الرحمن ہی جس نے کمال رحمت
حاصل ہونے کے راستہ پر لگایا وہ الرحیم ہی کہ نیک بندون پر اسکی رحمت خاصہ دنیا و آخر

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ

سب تعریف اللہ وہی کو ہی جسنے اُتاری اپنے بندے پر کتاب قرآن اور نہین کی اسکے واسطے

لَّهٗ عِوَجًا ۜ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ

کوئی کجی بلکہ سیدھی تاکہ خوف دلاوے عذاب سخت کا اللہ کی طرف سے اور خوشخبری دے مومنون کو جو لوگ

يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ۙ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ۙ وَّيُنْذِرَ

نیکی کا کرین یہ کہ انکے واسطے ثواب نیک ہے جنت جسمین برابر ٹھہرنے والے ہونگے ہمیشہ اور ڈر سنا دے

الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ۙ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ وَّلَا لِاٰبَآئِهِمْ ۭ

انکو جو کہتے ہین کہ بنا لیا ہی اللہ نے فرزند نہین انکو اس کا کچھ بھی علم اور نہ اُنکے باپ دادون کو

كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ۭ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا ۝

بہت بڑا بول ہی جو نکلتا ہی انکے منھون سے نہین بولتے ہین مگر بالکل جھوٹ بات

شروع مین حق عزوجل نے اپنی حمد بیان فرمائی ابن کثیر رح نے کہا کہ ابتداے تفسیر مین گذر چکا کہ اللہ تعالے سورت شروع مین الحمد اور آخر مین
اپنی حمد فرماتا ہی کیونکہ وہ ہر حال مین محمود ہی لہ الحمد فی الاولی والآخرۃ۔ اول و آخر اسی کے لیے حمد ہی لہذا فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اسکی
پوری تفسیر سورہ فاتحہ مین گذر چکی ولیکن یہان اول مین کچھ مقدر نہین ہی جس سے یہ ظاہر ہو کہ بندون کو حکم دیا ہی کہ اسطرح کہین بخلاف سورہ فاتحہ
کے کہ وہان قولہ ایاک نعبد الخ اس بات کی دلیل ہی کہ الحمد للہ رب العالمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین۔ بندون کی زبان سے ہی
حکم دیا کہ تم لوگ یون کہو کہ الحمد للہ آخر تک۔ اور یہان خود اپنی حمد فرمائی ہی لہذا شیخ جلال محلی رحمہ اللہ نے فائدہ خطاب مین یہان تین احتمال
بیان فرمائے ایک یہ کہ مقصود اس سے آگاہ کرنا اس بات کا کہ تمام حمد مخصوص اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہی اور فائدہ اسکا یہ کہ بندے جو اپنے
رب عزوجل پر ایمان لائے ہین اس بات سے آگاہ ہو کر ایمان رکھین کہ محامد اسی کے واسطے ہین۔ اور اس صورت مین یہ جملہ لفظاً و معنی
دوم یہ کہ مراد اس سے انشاء ثناء ہی یعنی اللہ تعالیٰ کے واسطے تمام حمد کرنا تو جملہ انشائیہ ہوا لفظ مین بھی اور عرفاً معنی مین بھی
تعریف کا انشاء دونون مقصود ہین ولیکن یہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ہی اور احکام مین ائمہ حنفیہ کے نزدیک ایسی جمع جائز ہی
احتمال دوم ہی کہ وہ خبر سے منقول ہو کر عرف مین انشاء کے معنی دیتا ہی کہ سب تعریف اللہ ہی کو ہی۔ الَّذِيْ اَنْزَلَ
جس نے اپنے بندے پر کتاب نازل کی۔ الکتاب معرف بلام سے مراد قرآن مجید ہی سراج مین لکھا کہ یہان اشعار
بندے پر کتاب نازل فرمائی تو وہ مستحق حمد و شکر ہی پس اسمین تنبیہ ہی کہ کتاب نازل کرنا بہت ہی بڑا انعام
صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص فرمایا اسوجہ سے کہ قرآن مجید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خاص نعمت ہی اور باقی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصاً نعمت ہی بطرح کہ اللہ تعالے نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کتاب

Marfat.com

وصفات جلال واکرام واسرار احوال ملائکہ وانبیاء علیہم السلام واحوال قضاء وقدر وغیرہ اور عالم زمین
عالم دنیا کو عالم آخرت سے کیونکر تعلق ہی اور نزول قضاء از عالم غیب کس کیفیت سے ہوتا ہی اور عالم
عالم روحانی سے کس طرح ربط ہی اور مانند اسکے علوم پر مطلع فرما دیا اور ظاہر ہی کہ یہ بہت بڑی نعمت ہی اور رہا یہ کہ کتاب کا نازل
کی طرف بھی نعمت ہی تو ایک تو اسوجہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نعمت بواسطہ آپ کے ہم لوگون پر نعمت ہی اور دوم یہ کہ ہمارے
واعتقادات نفس وشیطان کے وسوسہ اور شہوات مین مخلوط تھے اُنکا تمیز کرنا اور بھلا بُرا پہچاننا ممکن نہ تھا ہم نے کتاب سے امتیاز
وعید سے نیک وبد سے نفس کو راہ راست پر آمادہ کیا اور عذاب سے بچے اور ثواب حاصل کرنے مین کوشش کی پس اہل علم
مین کہ اِس کتاب مین انتہائے درجہ کمال ہی ہر ایک اپنی مقدار فہم سے اِس سے نفع پاتا ہی تو لازم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
شکر ادا کرین وآپ کی تبعیت مین سب امت والے شکر ادا کرین - یہان سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقام مدح مین بجاے رسولہ یا
وغیرہ کے عبدہ فرمایا تو عبد ہونا کمال اور اعلی درجہ کی صفت ہی اور علماے اولیاے وصالحین متفق ہین کہ عبودیت کمال اعلی واول
بعض علماء رح نے لکھا کہ معبود عزوجل فرد ہی یون ہی عبدہ صلی اللہ علیہ وسلم فرد ہی تو سب سے اشرف ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سب اکمل ہونے عبودیت کے ہی اور عبدہ مین اپنی طرف اضافت کرنا پوری بزرگی عطا کرنے کی راہ سے ہی یعنی ایسے اپنے بندے پر
نازل فرمائی جو سب مخلوق سے اشرف واکمل ہی گویا وہی عبد ہی اتنی کوئی اِس کمال پر نہین پہونچایا گیا - پھر اللہ تعالی نے کتاب کے
وصف بیان فرمائے یعنی ایسی کتاب اتاری جسکا پہلا وصف یہ کہ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهُ اى فيه عِوَجًا اور نہین کی اُسکے اندر کجی
اِسمین کوئی اختلاف نہین اور نہ تناقض ہی کیونکہ وہ حق تعالی عزوجل کی طرف سے حق ہی وقال تعالی ولو کان من عند غیر اللہ
لوجدوا فیه اختلافا کثیرا - یعنی اگر وہ کتاب سواے اللہ تعالے کے غیر کے پاس سے ہوتی تو اُسمین بہت اختلاف پاتے - اگر کہا جاوے
وصف کیونکر ہوا حالانکہ بوا وہی - تو جواب یہ کہ مراد وصف سے اصطلاح نحوی نہین بلکہ معنی لغوی مقصود ہین اور نحو کی ترکیب مین تو یہ جملہ
کا حال ہی اور واو حالیہ ہی - وصف دوم قولہ قَيِّمًا یعنی کتاب کو اِس حال سے اتارا کہ اُسمین کچھ اختلاف بیانی نہین ہی اور اِس
سے کہ وہ قیم ہی اور قیم ایسے مستقیم کو کہتے ہین جسمین نہ کچھ جھکاؤ ہو اور نہ افراط وتفریط ہو - سراج مین ہی کہ ابن عباس رض نے کہا کہ
معنی یہ کہ مستقیم معتدل ہی نہ اِسمین افراط ہی نہ تفریط ہی - اِسی کو ابن کثیر رح نے اختیار کرکے اُسی پر اکتفا کیا ہی - امام رازی نے
کہا کہ میرے نزدیک اِس معنی مین اشکال ہی کیونکہ جب اعوجاج نہین تو وہی استقامت ہی پس جب کہا کہ عوج نہین کیا تو معنی یہ کہ
کہا کہ قیم کی بھی تفسیر مستقیم کے ساتھ تکرار معنوی ہو گئی اور جواب دیا گیا ہی کہ تکرار نہین ہی اسواسطے کہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ظاہر مین ایک
قیم بتلایا ہی کہ اسمین کچھ جھکاؤ ہوتا ہی تو قیما کہنے سے تاکید کردی کہ یہان حقیقی اعتدال مراد ہی اور بعض نے قیم کے اور معنی لیے مثلاً
کتابون کے واسطے نگہبان ہی پس جو قرآن مین ہی وہی اگلی کتاب مین بھی ہی اور جو کوئی تحریف کرے قرآن بتلا دیگا کہ یہ محرف ہی کتاب
صحیح جس طرح قرآن بن ہی - بالجملہ قیم کے وہ معنی لیے جیسے مال وقف پر ایک قیم ہوتا ہی یا قیم بچون پر قیم ہوتا ہی کہ اُنکی اصلاح
کرتا ہی ایسے ہی قرآن مجید اگلی کتابون پر محافظ ہی اور امام رازی رح نے کہا کہ حق میرے نزدیک کہ قیما سے مراد یہ کہ
لیے سبب ہدایت ہی اور وہ قائم مقام اُس شخص کے ہی جو یتیمون کے مال پر محافظ ہوتا ہی یعنی مخلوق کے لیے دنیا ودین کی
پس ارواح انسانی مانند اطفال کے ہین بلکہ نفوس بشری مانند اطفال کے ہین جنکی بدی مین امتیاز نہ کرنے سے اپنی

Marfat.com

خواہش مین سراسر ضرر کرنے والے بدچلنی کو اپنے نزدیک دل سے مرغوب (محبوب) رکھتے ہین اور ان کی
کرین ولیکن قیم اُنکی نگہداشت کرکے اُنکو اُنکی دلی رغبتون سے روکتا ہی جس سے انجام کار
قرآن بمنزلہ قیم کے ہی جو شفقت سے نفوس انسانی کی اصلاح پر قائم رہتا ہی اور داخل ہوکر ہر چیز کو درست
کہ اپنی ذات مین خود کامل ہو تب دوسرے کو کامل کرسکتی ہی اور خود اپنی صفات مین قائم ہو تب دوسرون کے
سے اشارہ ہی کہ قرآن بذات خود کامل ہی اسمین کچھ نقص نہین ہی۔ اور قولہ قیماً سے اشارہ ہی کہ وہ دوسرون کو کامل کرتی ہی
اِسکی قولہ تعالی لاریب فیہ ہدی للمتقین الآیہ پس لاریب فیہ۔ سے اشارہ ہی کہ کتاب ہدایت خلق ہونے کے
کو گنجایش نہین ہی حتی کہ عاقل پر واجب ہی کہ اسمین کچھ شک نہ کرے۔ پھر ہدی للمتقین سے اشارہ ہی کہ وہ سبب
اُنکو کامل کرنے والی ہی۔ پھر سراج مین ذکر کیا کہ قیماً کے نصب مین نحویون نے کئی وجوہ بیان کیے ہین۔ اول جو بعضون نے
اُسکو فعل مقدر سے منصوب قرار دیا چنانچہ کہا کہ قیماً حال از کتاب نہین ہوسکتا کیونکہ قولہ تعالی الم یجعل لہ عوجا
پس وہ صلہ کی جگہ مین داخل ہی اور حال کا ایسی جگہ ہونا نہین جائز ہی اور کہا کہ جب یہ باطل ہوا تو ضرور ہوا کہ وہ فعل مقدر
ہو یعنی وجعلہ قیما۔ کیونکہ جب اللہ تعالے نے فرمایا کہ اسکو عوج نہین کیا تو لازم ہوا کہ مستقیم کیا پس جعلہ قیماً یعنی اُسکو مستقیم کیا
کوئی یہ اعتراض کرے کہ تمھارے کہنے سے معلوم ہوا کہ جب عوج نہین کیا تو لازم ہی کہ مستقیم کیا پھر قیماً کہنے سے کیا فائدہ
اِسکا یہ ہی کہ اِس سے تاکید کا فائدہ ہی کہ کلام اپنے حقیقی معنی پر محمول کیا جاوے یعنی اکثر ایسا ہوتا ہی کہ ایک چیز کو مستقیم کہتے ہین تو اسکو
دیکھا جاوے تو اسمین خفیف کجی ہوتی ہی جسکا اعتبار نہ کرکے مستقیم کہہ دیتے ہین اور یہان قیماً کی تاکید سے ظاہر کردیا کہ قرآن میں
ہی جسمین کسی طرح کچھ بھی کجی نہین ہی۔ وجہ دوم یہ کہ قیماً حال دوم ہی اور ولم یجعل لہ عوجا۔ بواو حالیہ حال اول ہی اور یکون ذوالحال
بعد حال ہونا جائز ہی۔ وجہ سوم یہ کہ قیماً حال ہی لیکن بدل ہی حال اول سے اور جب جملہ حکم مین مفرد کے ہو تو اِن سے نیز
حال ہوسکتا ہی۔ پھر جس فائدہ کے واسطے اِس کتاب موصوف کو اُتارا ہی اُسکو بیان فرمایا بقولہ لِّيُنذِرَ بَأْسًا شَدِيدًا
مِّن لَّدُنْهُ تاکہ خوف دلاوے عذاب سخت کا حق تعالی کی طرف سے۔ یعنی عام کافرون کو خصوصاً تعالی کے عذاب سے
ڈراوے یہ کتاب۔ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِينَ اور یہ کتاب بشارت دے مومنون کو یعنی جو اس کتاب پر یقین لاکر
اور اُسپر مضبوط جمے ہوے ہین جنکی شان یہ ہی کہ۔ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ الصَّالِحَاتِ کہ کام کرتے ہین نیک
ہین جنکے کرنے کا حکم دیا گیا خواہ وہ اعضاے ظاہری سے ادا ہوتے ہون خواہ دل و اعضاے باطنی سے ادا ہوتے ہون
جو اعضاے ظاہری سے ادا ہوتا ہی کبھی پیدا نہین ہوتا جب تک باطنی فعل اُسکے ساتھ نہ ہو (اول الذکر) باطنی ہین جیسے تکبر کو حرام جاننا اور اُس سے دور رہنا۔ پھر ان اعمال صالحہ کا کرنا اُسی
کے واسطے بایمد ثواب و بنظر فرمانبرداری ادا کرے۔ پس ایمان کہ جن امور سے منع کیا گیا جو کوئی اِن جانتے کی
ہی۔ پھر سوال یہ ہی کہ نیات پر کس وقت ثواب ملتا ہی بعض علما نے کہا کہ ترک کرنے پر ثواب ہی
فعل کے اسباب و تقاضی جمع ہون مثلاً زنا کاری کے اسباب جمع ہوے اور اُسنے باوجود اِن
اب تک ثواب نہین ہی ورنہ ہر دم آدمی کو لاکھون ثواب ہو سکتے ہین اور مترجم کے نزدیک تحقیق یہ ہی کہ

اکرنا تو اسکا مجموعی ثواب ملا اور جب اُسنے ہر ایک کو ادا کرنا شروع کیا تو اس عمل کا دس گونہ ثواب یا زیادہ ملتا
سے احتراز کردیگا تو ہر ایک سے احتراز کا ثواب حاصل ہوا پھر جب متقاضی اسباب جمع ہونے پر احتراز کیا تو خاص ثواب ملتا گیا
تھا اور گناہ کیا پھر اگر توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہی اور پھر اسی طرح کلمہ احتراز کا ثواب ہی مگر سردم جدید
کی بشارت دیتی ہی انکو جو اُسپر یقین لائے اور نیک کام کرتے ہین اس امر کی بشارت کہ اَنَّ
لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا اُنکے واسطے خوبی نیک ہی اور وہ جنت ہی لہذا فرمایا۔ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا مدحالیکہ اس اجر حسن مین
جنت ہی ہمیشہ کو رہینگے کبھی موت و انقطاع نہین ہی۔ واضح ہو کہ اول تو عموماً کافرون کے واسطے انذار فرمایا تھا کہ لینذر باسا شدیدا
من لدنہ اور ڈرائے کافرون کو عذاب سخت سے۔ پھر اِن کافرون کے بعض جزئیات بیان کردیے بقولہ۔ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا
اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا اور خوف دلاوے اُنکو جنھون نے کہا کہ بنا لیا ہی اللہ تعالیٰ نے فرزند۔ اس سے تنبیہ فرمائی کہ اقسام کفر مین سے یہ
بھی قبیح ہی کہ خالق جل شانہ کے لیے فرزند کا بہتان لگایا جاوے۔ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ محمد بن اسحق نے کہا کہ یہ عرب کے مشرک
تھے مین جو کہتے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیان ہین۔ سراج وغیرہ مین ہی کہ جن لوگون نے اللہ تعالے کے واسطے فرزند کا بہتان باندھا وہ تین
قسم تھے مین اول تو کفار عرب جو ملائکہ کو بیٹیان بتلاتے تھے دوم نصاریٰ جو مسیح کو بیٹا بتلاتے اور سوم وہ یہود جو عزیرؑ کو بیٹا بتلاتے تھے
مفسر جسم کہتا ہی کہ یہ سب بہت قبیح بات کہتے ہین ولیکن انمین سے نصرانی سب سے زیادہ قبیح ہین کیونکہ وہ فرزند و جورو دونون ثابت
کرتے ہین بلکہ اللہ تعالیٰ کو تین مین سے ایک کہتے ہین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اُنکو رد کردیا اور دو طور پر تہدید فرمائی ایک تو قولہ تعالے۔ مَا
لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ انکو اُسکا کچھ علم نہین ہی کیونکہ کچھ وجود کسی بات کا ہو تو اُس سے علم کا تعلق ہو اور یہان کچھ نہین ہی پھر بدون علم کے
تعالے کی جناب مین افترا باندھتے ہین ولیکن کہتے کہ ہم اپنے باپ دادون کی تقلید کرتے ہین تو اسکو رد کردیا کہ وَلَا لِاٰبَآئِهِمْ
انکے باپ دادون کو اسکا علم تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ تقلید ایسے اعتقادات مین نہین ہی ولیکن تقلید سے فی الجملہ علم آتا ہی مگر
تقلید کی اسکو اُسکا علم ہو۔ اسی واسطے اہل ایمان کے نزدیک عقائد مین تقلید نہین ہوسکتی ہی یعنی یون کہنا کہ فلان شخص کا جو عقیدہ
ہی وہ ہی بلکہ خود اُسکے دل مین یقین ہونا چاہیے۔ اور عقائد مین حقائق علمی پر مدار ہی اسی واسطے جناب باری تعالے کی طرف
نسبت کرنے مین قطعی دلیل چاہیے جسمین احتمال نہ ہو اور جب ہم جانتے ہین کہ مثلاً اللہ تعالے کسی مقام پر متمکن ہونے یا
کے مانند ہونے سے پاک ہی تو قولہ تعالے الرحمٰن علی العرش استوی۔ مین یہ تو قطعی ہی کہ اللہ تعالیٰ کسی چیز پر خواہ عرش ہو
متمکن نہین ہی اور ظاہر آیت سے اگرچہ علم آتا ہی لیکن تاویل کو محتمل ہی تو قطعی نہین رہا پس ہم اسی کو اختیار کرتے ہین کہ اللہ تعالیٰ
نقائص سے پاک ہی اور ظاہر مین جو سمجھ مین آتا ہی کہ عرش پر متمکن ہی یہ بھی نہین ہی بلکہ وہ سب پر قادر ہی اور عرش ایک
مخلوق عظیم ہی تو اس آیت سے ظاہر ہوا کہ عرش مع اپنی محاط کے اُسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہی پس اس عقیدہ سے کوئی
خرابی نہین ہوتی جو استواء عرش کا مسئلہ عوام مین پھیلا ہی اُسمین بلاضرورت گفتگو ہی اور بیفائدہ اوہام مین ڈالنا جسکا
علم واللہ تعالیٰ اعلم۔ امام رازی رح نے لکھا کہ اللہ تعالے کے واسطے فرزند تو ممکن ہی نہین محض محال ہی پھر
علم ولا آبائہم کیونکہ انکو یا اُنکے باپ دادون کو اسکا علم کہان سے ہوتا جب ایک چیز کا وجود ہی نہین ہی۔
علم بدون وجود کے ہوتا ہی ایک یہ کہ وجود اُس چیز کا ہی مگر علم کے اسباب حاصل نہ ہونے سے بعض کو اُسکا علم

نہ ہوا اور دوسری طرح یہ ہو کہ اُس چیز کا وجود ہی نہین ہو تو علم وغیرہ کچھ بھی نہین ہو سکتا اور یہان پہلی دونون
مگر اس طور سے بیان مین یہ فائدہ ہو کہ یہ لوگ اپنی جہالت سے اس بات کے کہنے مین کچھ جانتے
و تنبیہ کی کہ اُسکے واسطے علم تلاش کرین اور ہرگز نہ یاد دینگے تو چھوڑ دینگے اور ایسا سخت کلمہ
نسبت فرمایا۔ کَبُرَتْ بڑی بات ہو کَلِمَةً بول کی راہ سے یعنی یہ کیسا بڑا بول منہ سے
مُنھون سے نکلتا ہو۔ کلمہ تو ہمیشہ مُنھ سے ہی نکلتا ہو مگر تنبیہ کی کہ یہ بات جب اُنکے دلون مین آئی تبھی
دفع کر دیتے اور اللہ تعالےٰ سے پناہ مانگتے مگر یہ نہین کیا بلکہ بیباک جاہل اُسکو مُنھ سے بھی نکالتے ہین۔ اور
تحرج یعنی نکالتے رہتے ہین یہ بھی نہین کہ زبان سے نکل گیا تھا تو اس سے توبہ و استغفار کر لیتے۔ پھر اللہ تعالےٰ
اِس کلمہ کا علم اُنکو کہان سے ہوتا وہ تو محال باطل ہو لقولہ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ نہین کہتے ہین اِلَّا كَذِبًا مگر جھوٹ
اِس بارہ مین کہتے ہین وہ محض دروغ ہو اور کچھ بھی نہین ہو پس کسی وجہ و طریقہ سے اُسمین کچھ سچائی نہین ہو سکتی ہو۔ حدیث
ہو کہ آدم کی اولاد نے مجھے بد گوئی سے یاد کیا حالانکہ اُسکو یہ نہین پہونچتا تھا اُسنے کہا کہ میرے واسطے فرزند و جورو ہو حالانکہ میں
صمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفوا احد ہون۔ اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کلمہ جناب باری تعالےٰ مین ایسا سخت ہو جیسے کوئی
گالی دے بلکہ مین کہتا ہون کہ ایک آدمی دوسرے کو جو گالی دیتا ہو کیسی ہی بری گالی ہو اُسکی جنس ممکن ہو مثلاً بد ہونے اپنی ماں
بدکاری کی تو ایک مرد کبھی دوسرے اجنبی عورت سے بدکاری کرتا ہو بلکہ ماں کے ساتھ قبیح ترشت فعل کا وقوع ہوا ہو چنانچہ حدیث مین
قرب قیامت والون کے نسبت ہو کہ اگلی امتون یہود و نصاریٰ وغیرہ مین سے جس نے اپنی ماں کے ساتھ علانیہ بدکاری کی ہو تو اس
امت کے قیامت کے قریب والون مین سے ایسا شخص ملیگا جو اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کرے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ یہ گالی مگر
بلکہ واقع ہو بخلاف اِس کلمہ قبیح کے جو کفار جناب باری تعالیٰ کی شان مین کہتے ہین کہ وہ ممکن ہی نہین سراسر محال ہو بیان سے
کلمہ کی قبیح ہونے کو قیاس کرنا چاہیے ہو۔ شیخ ابن کثیر رح نے بعد اسکے لکھا کہ محمد بن اسحاق رح نے اِس سورہ کریمہ کے سبب
مین لکھا کہ مجھ سے اہل مصر کے ایک شیخ نے جو ہمارے یہان چالیس برس سے آیا ہو حدیث بیان کی عکرمہ سے اُسنے ابن عباس
سے کہ قریش نے نضر بن الحارث و عقبہ بن ابی معیط کو مدینہ مین احبار یہود کے پاس بھیجا اور کہا کہ احبار سے محمد کا حال و چلن
سب حال بیان کر دینا اور صفت پوچھنا کیونکہ وہ لوگ اگلی کتاب والے ہین اور انبیاء کا جو علم اُنکے پاس ہو وہ ہمارے
ہو پس یہ دونون روانہ ہو کر مدینہ مین آئے اور احبار یہود سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال بیان کر کے
ہو اور کہا کہ تم اہل توریت ہو ہم تمھارے پاس اِس غرض سے آئے ہین کہ ہم کو ہمارے اُس
یہود نے اُنسے کہا کہ ہم تمکو تین باتین بتلاتے ہین تم اُنکو اُس سے دریافت کرو اگر وہ تم کو
اور اگر نہ بتلا دے تو جان لو کہ اُسنے جھوٹ دعویٰ کیا ہو پھر تم اُسکے بارہ مین اپنی رائے تجویز کرنا
یہ پوچھو کہ اگلے زمانہ مین کچھ جوان کافرون کے خطر سے علیحدہ چلدیے تھے اور اُنکی
ایک پوچھو کہ ایک مرد مشارق و مغارب زمین تک پہونچا اُسکی خبر کیونکر ہو اور ایک
اِس سے آگاہ کر دے تو نبی مرسل ہو اور ایک روایت مین ہو کہ مراد یہ تھی کہ روح کا

بیان فرادے بالجملہ کہا کہ تم کو جواب دیدے تو پیغمبر رسول ہی اُسکی اتباع کرو اور اگر نہ بتلا وے تو وہ
دعوے مین آوے اُسکے حق مین کرنا پس عقبہ ونضر دونون واپس آئے اور قریش سے کہا کہ اے گروہ قریش ہم تمھارے
واسطے ایک قول فیصل لائے ہین بکو احبار یہود نے چند امور بتلا دیے ہین پھر وہ قریش سے بیان کیے اُنھون نے آکر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ان امور کا سوال کیا آپ کی زبان مبارک سے نکل گیا کہ کل کے روز مین تمھارے سوالات کا جواب دونگا اور
نہ کہا ساتھ اللہ تعالیٰ نہین کہا پس قریش واپس گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر پندرہ روز تک وحی نہ آئی اور نہ جبرئیل آئے
یہانتک کہ اہل مکہ مین بل چل پڑی کہ محمد نے ہم سے کہا تھا کہ ہم کل کے روز تم کو آگاہ کرینگے اور اب ہمارے سوالات کا کچھ جواب نہین
دیتے ہین یہانتک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وحی کے دیر کرنے سے غمگین ہو گئے اور اہل مکہ کی گفتگو آپ کو بہت گران گذرنے لگی
پھر جبرئیل علیہ السلام سورۂ اصحاب کہف کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے جسمین اللہ تعالیٰ نے اُنکے سوالات کا جواب فرمایا ہی۔ انہم
فتنۃ مقابر ہم الی آخرہ اور قولہ یسئلونک عن ذی القرنین الی آخرہ اور قولہ یسئلونک عن الروح الآیۃ اور اسمین حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم پر حکم دیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ کہا کرین اور کافرون پر محزون ہونے سے منع فرمایا ہی ف ـــ نی العرائس من حقائق قولہ تعالیٰ
الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتاب الآیہ۔ اللہ تعالیٰ نے اول مین اپنے ذات پاک کا وصف فرمایا اور وہ سبحانہ تعالیٰ موصوف
بحمد ازلی ہی جس وقت حمد کرنے والون مین سے کسی کا وجود بھی نہ تھا اُسکی حمد کا فی رہی ہی جسپر کتاب اپنے بندہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف نازل فرمائی ہی اور اگر کتاب نازل فرمانے کے واسطے اپنی حمد کو اپنے بندے کی طرف موکول فرماتا تو اُسکی حد تمام جہان
سمجھ لیجانی اور کوئی اُسکی حد کو برداشت نہ کرسکتا پس احسان فرماکر اپنے بندے کی طرف سے خود اپنی حمد فرمائی اور وہی کتاب اُتارنے کا
سبب ہو گیا تاکہ اپنے بندے پر راہ عبودیت آسان فرمادے کیونکہ قدیم کی حمد کو قدیم کے سوائے کوئی نہین اُٹھا سکتا ہی پس اس سے
اپنے بندے کو تمام مخلوق پر مشرف فرمایا۔ اقول حاصل یہ ہی کہ الحمد للہ کلام قدیم اور وصف قدیم ہی کیونکہ صفات باری تعالیٰ قدیم ہین
پس حمد الٰہی قدیم ہی جس حال مین کہ حادث کا وجود ہی نہ تھا اور کتاب اُتارنا اُسی پر مترتب کیا پس ظاہر ہوا کہ کتاب اُتارنے کا شکریہ
بندے پر واجب تھا اُسکو خود ہی قدم مین ادا فرمادیا کیونکہ اگر خود ادا نہ فرمادے تو کوئی بندہ اس حمد کو ادا نہین کرسکتا ہی کیونکہ قدیم
کے لائق وہی حمد ہی جو قدیم سے ہو پس اس سے اپنے بندے پر شرف وکرامت دوچند کردی کہ ایک تو کتاب دی اور شکریہ اسکا
ادا فرمادیا اور اگر بندہ پر موکول فرماتا تو تمام مخلوق اُسکی عظمت کو اُٹھانے سے عاجز ہوتی اور سب فنا ہو جاتی فافہم۔ اور بندے
کو بندہ فرمایا اسمین تشریف وتکریم مزید ہی اور اس سے بڑھکر کون بزرگی ہو گی کہ کسی کے حق مین وصف بندے ہونے کا ثابت
ہے کیونکہ تمام مخلوقات اُسکی عبودیت کے لائق نہین اور کیونکر عبودیت اٹھا سکتے ہین کہ اول سطوات عظمت مین تمام جہان فنا ہی
گویا بندون کو تعلیم ہی کہ حمد کرو اللہ تعالیٰ کی جس نے کلام ازلی سے اپنے بندہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معرفت دی اسطرح کہ
عبودیت کی لیاقت دیدی کہ اُسکے کلام کو سنے اور وحی کی استعداد پاوے اور دیدار کی قوت ہو۔ تاکہ اُسکو ایسی زبان سے ادا
کرے جسمین کجی نہ ہو اور افہام اُسکی سمجھ سے قاصر ہون اور اپنے نزدیک سمجھ جاوین اور اگر اسکو بزبان ازلی اُتارا جاتا تو عرش سے
فرش تک کون سمجھتا مگر وہی جو اُسکی صفات سے متصف ہوتا پس حد سب لوگون پر واجب ہی اس جہت سے کہ اُسنے اپنے
کلام اُتارا کہ اُسمین صفات ازل کا مشاہدہ ہی اور بندہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی کتاب سے اُسکی مراد کو بیان

کیا - شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ قولہ علی عبدہ - اِسمین پوری عبد کو اپنی طرف [illegible]
خوردہ ہو - اقول اِس سے ظاہر ہوا کہ جسمین کچھ نوعی ہو وہ عبودیت مین کامل نہین ہر [illegible]
ہی جسمین اسرار باطنی مقرر ہونے ہین - قولہ الذین یعملون الصالحات ان لہم اجرا حسنا [illegible]
کے سامنے اپنے وجود سے بیزار ہو تب اجر حسن یہ کہ مشاہدہ بلا حجاب حاصل ہو اور یہ [illegible]
جس سے خالص رضاے الٰہی مقصود ہو کچھ اور غرض نہ ہو اور اجر حسن یہ ہی کہ بندہ کو حضور [illegible]
تخرج من افواہہم - جس نے رب عزوجل کا مقام مشاہدہ نہین پایا ولیکن اُسکی معرفت [illegible]
بیان کرتا ہی حالانکہ ذات وصفات سے جاہل ہی نہ اُسکو دیدار مشاہدہ ہی اور نہ سماعت خطاب ہی اور کلام معرفت سے [illegible]
تو اللہ تعالی کے نزدیک اُسکی طرف سے یہ بڑا بول ہی کیونکہ اُسنے اللہ تعالے پر جھوٹ باندھا اور معرفت بیان کی [illegible]
ہی اور بات تو یہ ہی کہ جس نے مشاہدہ کیا اور اُس سے خبر دی وہ بھی غیر کی خبر ہی اور وہ بھی بجانب اپنی کہ [illegible]
فرمایا - ان یقولون الا کذبا - واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ جس نے ذکر کیا اُسنے اللہ تعالی پر افترا کیا - معاذ ابن علی [illegible]
سب سے بڑا بول اُسکا دعوی ہی جس نے اللہ تعالی کی معرفت مین کچھ دعوی کیا اور اللہ تعالی کی طرف اشارات کی اور اللہ [illegible]
سے کچھ بات کہی یا مقام انبساط مین پڑ گیا کیونکہ یہ سب جھوٹون کی باتین ہین اور جو سچا ہوتا ہی وہ اپنے اوپر [illegible]
ہونے دیتا ہی - شیخ استاد رح نے کہا کہ جس نے قبل از وقت اِن معارف مین سے کسی مین کلام کیا وہ [illegible]
حق تعالی نے مذمت فرمائی ہی - قال المترجم ظاہرا شیخ رحمہ اللہ کے قول کے یہ معنی ہین کہ جو معرفت کامل ہی [illegible]
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عجز کا اعتراف فرمایا ہی تو دوسرے کا یہ دعوی دفع ہوگا اور اس سے یہ لازم نہین آتا کہ [illegible]
نہ ہون ولیکن یہ سب مراتب خود انسان کو اپنی ذات کے معارف ہین اور مقام انبساط یہ ہی کہ اللہ تعالی کی [illegible]
کے کلمات جنمین اپنے وجود ونفس کو کچھ دخل ہی بیان کرے اور کبھی اہل فنا کی زبان سے بیخودی مین کہلا [illegible]
رحمت سے معاف فرماتا ہی واللہ تعالے اعلم - پھر چونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قرون کی گمراہی سے [illegible]
ہوتے تو تسلی فرمائی

فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰٓى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا

شاید تو ہلاک کرنے والا ہی اپنے آپ کو اُنکے منہ موڑ کر جانے کا نشان قدم پر [illegible]

الْحَدِيْثِ اَسَفًا ۝ اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَى الْاَرْضِ

بات پر غم کرکے ہمنے بنا دیا ہی جو [illegible] زمین پر ہی [illegible]

زِيْنَةً لَّهَا لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ۝ وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَيْهَا

کریں کہ ان مین کون نیک کام مین اچھا ہی اور ہم کردینے والے ہین [illegible] جو کچھ [illegible]

جس قوم کی کیفیت اللہ تعالے عزوجل سے جاہل ہونے اور گمراہ گمراہ ہونے [illegible]
ہوئی اور قول اُنکے کذب ہی ہین تو ایمان لانے والے نہین ہین اسپر دل کو ثابت [illegible]

Marfat.com

...ات رسالت پر خواہ کچھ ہی ہون ایمان نہین لاوینگے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسبب کمال شفقت کے ...سلمان ہوجاوین تو جب وے لوگ بھاگتے تو آپ غمگین ہوتے لہذا اللہ تعالے نے فرمایا کہ فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ ...شاید کہ تو ہلاک ہو اپنے نفس کا اُنکے نشان قدم پر اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا اگر وے ...ن نہ لاوین اِس حدیث یعنی قرآن پر بوجہ شدت غم کے - یعنی اگر وے اِس قرآن پر ایمان نہ لاوین اور مُنہ موڑ کر چلین تو شاید تو ...غم سے اپنے آپ کو ہلاک کرے - بخع کے معنی مین اخفش و فراء رح نے کہا کہ جہد یعنی تھکا ڈالنا - کسائی رح نے کہا ضعیف کر ڈالنا ...کمزور کر دینا - ابو عبیدہ نے کہا کہ ہلاک کرنا - پس معنی یہ کہ شاید تو اپنے نفس کو تھکا ڈالنے والا یا کمزور کر دینے والا یا ہلاک کرنیوالا ...مین رح نے کہا کہ لعل یہان اپنے معنی مین ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے فعل پر امید دلائی خوفناک امر کی یعنی تو اپنے ...ن شفقت پر اپنے حق مین یہ امید کر کہ شاید یہ نتیجہ ہو اور بعض کے نزدیک بمعنی استفہام ہی یعنی کیا تو ایسا کرنے والا ہی اور یہ نحاۃ کوفیین ...رائے ہی اور بعض کے نزدیک بمعنی نہی ہی یعنی ایسا مت کر جیسے قولہ تعالی فلا تذہب نفسک علیہم حسرات - یعنی اُنپر حسرت و افسوس ...ہجوم لاکر اپنی نفس کو ضائع مت کر - و قولہ علی آثارہم یعنی اُنکے جدا ہونے اور مُنہ موڑنے کے بعد - اور اسف تاوہ رح نے کہا کہ غم ...دوہ - مجاہد رح نے کہا کہ جزع - اور ابن عباس رض نے کہا کہ عتبۃ بن ربیعہ و شیبہ بن ربیعہ و ابو جہل و نضر بن الحارث و امیۃ بن خلف و عاص ...ل و اسود بن المطلب اور ابو البختری وغیرہ سب ایک بات پر متفق ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قوم کا انکار قرآن سے ...لفت توحید سے گران گذرا اور آپ کو سخت غم و اندوہ لاحق ہوا تو اللہ تعالے نے یہ آیت اُتاری اور حاصل اسکا یہ ہی کہ یہ قوم اگر ...ی مردود ہین تو اُنکے انکار سے تجھے نہین چاہیے کہ اپنی نفس کو شدت غم سے ہلاک کرے پھر وجہ بیان فرمائی بقولہ تعالی اِنَّا جَعَلْنَا ...عَلَى الْاَرْضِ زِيْنَةً لَّهَا یعنی ہم ان لوگون سے انتقام فی الفور لے لین ولیکن ہم نے روے زمین کے لیے جو روے ...ین پر ہی زینت کی ہی خواہ درخت و نباتات و جمادات ہون یا آدمی و دیگر حیوانات ہون - سراج بین لابا کہ بعض نے کہا کہ مراد آدمی ہین ...ے زینت زمین ہین - بالجملہ زمین پر تین چیزین ہین جمادات و نباتات و حیوانات پھر حیوانات بین سے اشرف انسان ہی - ابن عباس رض ...مروی ہی کہ مراد علماء و مردان خدا ہین کہ زمین کے لیے زینت ہین اور سعید بن جبیر رض سے اسکی مثل مروی ہی - حسن بصری رح نے کہا ...مردان خدا جو اللہ تعالے کی توحید و عبادت کرتے ہین - بعض نے کہا کہ زینۃ لہا یعنی زینت لاہل الارض - امام رازی رح نے کہا ...کہ و تعالے زینا السماء بزینۃ الکواکب - آسمان کی زینت ستارے ہین اسی طرح زمین کی زینت ہر وہ چیز ہو سکتی ہی جو روے زمین ...کی صورتی پیدا کرتی ہی - قال الامام الحافظ رح اللہ تعالی نے خبر دی کہ ہم نے دنیا کو دار فانی بنایا اور اسکو زینت سے زمین ...زینت باقی و دائمی نہین بلکہ فانی زائل ہی - لِنَبْلُوَهُمْ اَيُّهُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ اِس سے ہم لوگون کا امتحان کرین ...ون شخص بہت نیک ہی از راہ عمل کے - غرضکہ مقصود اِس زینت کے ساتھ طرح طرح کے منافع و مستلذات پیدا کرنے سے ...امتحان ہی کہ کون اخلاص کے ساتھ حق تعالے کی توحید و طاعت پر قیام کرتا ہی اور کون اِسی دنیا پر دل دھرتا ہی - قال الامام ...نے ابو نضرہ رح سے اِسنے ابو سعید خدری رض سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا شیرین خوشگوار ...اور اللہ تعالے تمکو اِسمین خلیفہ کرنے والا ہی دیکھنے والا کہ تم اِسمین کیسے عمل کرتے ہو پس بچو دنیا سے اور بچو عورتون سے ...ی اسرائیل مین عورتون سے پہلا - رواہ مسلم وغیرہ - اور مترجم کہتا ہی کہ اِسمین تنبیہ کی کہ عورتون کا فتنہ بھی سخت ہوتا ہی

Marfat.com

جس سے بنو اسرائیل برباد ہوے اور اِس سے یہ لازم نہین آتا کہ اِس امت کا پہلا فتنہ بھی یہی ہو
کا فتنہ عورتین تھین اور میری امت کا فتنہ مال ہوگا اور مترجم کہتا ہی کہ اب تو اِس امت مین مال
فرمایا کہ زمین کو ہم نے اُسکی اشجار سے زینت دی ہی مگر امتحان کے واسطے نہ اِسلیے کہ آدمی اُسمین
باقی رہے تو متنبہ کر دیا کہ اِن لذات کو ترک کرنا چاہیے اور آخرت اختیار کرنا چاہیے کہ یہ سب فانی
لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا یعنی بعد زینت و آرائش امتحان کے ہم
اِس اسطرح کہ جو زمین پر ہی اُسکو نیست کرینگے - عوفی نے ابن عباس سے روایت کی یعنی جو کچھ زمین پر ہی اُسکو ہلاک
فتادہ نے کہا کہ صعید وہ زمین جسپر درخت و نباتات کچھ نہ ہو اور ابن زید نے کہا کہ جسپر کچھ بھی نہ ہو ابن اسحاق رح نے کہا
پر ہی فانی ہی اور مرجع سب کا اللہ تعالی کی طرف ہی پس تو جو سنتا ہی اور دیکھتا ہی اِس سے غمگین مت ہو - حضرت ابن عمر سے
ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا الآیہ پڑھی تو مین نے پوچھا کہ یا رسول اللہ اسکے
مین فرمایا کہ امتحان کیا جاوے کہ کون احسن ہی از راہ عقل کے اور محارم الٰہی سے زیادہ پرہیزگار ہی اور اللہ تعالی کی طاعت
جلدی کرنے والا ہی - سراج مین کہا کہ ظاہر آیت مین دلالت ہی کہ ما علیہا فنا ہونگے اور زمین کا فنا ہونا نہین ظاہر ہوتا مگر دیگر آیا
معلوم ہوا کہ زمین بھی باقی نہ رہیگی - قال المترجم یہان تو بیان سے اِسی قدر ظاہر ہوتا ہی کہ زمین پر جن لذات مین منہمک ہین وے
لذات کے فانی ہین اور جب فنا ہونگے تو زمین ایک صعید جرز رہجائیگی پھر چاہے زمین تبدیل کیجاوے اور فنا کیجاوے - اِس
اِس توجیہ سے ظاہر ہوا کہ صعید جرز اصل مین زمین ہی اور ظاہر کلام سے معلوم ہوتا ہی کہ ما علیہا ہی پس بعض نے تاویل کی کہ صعید
بمعنی ہلاک و معدوم ہی یعنی جو کچھ روے زمین پر ہی وہ نیست و برباد کیا جائیگا اور ظاہر یہ ہی کہ ما علیہا کو صعید جرز کرنا اسطرح کہ
کو نیست کرنے سے زمین صعید جرز ہو جائیگی اور بعض نے ذکر کیا کہ ابو عبیدہ رح نے کہا کہ صعید وہ زمین جو مستوی ہو - زجاج
کہا کہ سبزہ اُگانے والا قطعہ ہونے کے بعد جو راستہ ہو کر بالکل بے نبات ہو گیا - اور جرز کو فراء رح نے کہا کہ جس زمین مین نبا
نہ ہو جرز ہی - صفت صعید کی جرز کے ساتھ مجاز بوجہ علاقہ مجاورت کے ہی - والحاصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کافرون کی ایذا
و مخالفت کی وجہ سے غم و اندوہ کرنے سے منع فرمایا اِس جہت سے کہ روے زمین اِن چیزون سے جو اُسپر موجود ہین زینت دی
کی ہی کہ اِس سے صعید و شقی امتحان کیے جاتے ہین اور یہ ایک وقت تک کے واسطے ہی جب دنیا کی عمر پوری ہو گی
فنا کر کے ان لوگون مین سے ہر ایک کو اُسکا بدلا دینگے شقی ہوا تو شقاوت و عذاب پاویگا اور سعید
یہ ہر ایک کے واسطے لازم ہی ف عرائس مین اشارات مین سے فرمایا کہ قولہ تعالے فلعلک باخع
ہی کہ حبیب مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کو جناب باری تعالے مین محبت کمال ہی کہ نظام طریق محبت و عبودیت
الٰہی پر شدت سے اہتمام و حرص فرمائی - اور اِسی کے غلبہ سے آپ نے دریاے اولیت و سابق عنایت
نسخ ہو نہ بذات خود کیونکہ آپ کو توحید و تنزیہ جلال الٰہی کا علم تھا کہ جو چاہے وہ ہو خی کہ جسقدر
اور تمام کافرون کے لیے چاہے تو مغفرت کر دے اور اُسکے برہان و سلطان مین کچھ نقص نہ آوے
فرمایا کہ یہ رسم اسرار ربوبیت ہی اور اِس پردہ کو منکشف تو نہین کر سکتا کہ محیط ہو کیونکہ ہی

سر باطن کو ان کافرون کی طرف مشغول مت کر بلکہ ظاہری ابلاغ رسالت کردے اور ہدایت دینا ہمارے
[illegible] بنے ہین دینے ہین - قولہ انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا - اللہ تعالی نے زمین مین تو آیات سفلیہ ظاہر فرمائین ہر ایک
[illegible] سے بوا نسیم و دریا و سمندر و درخت پہاڑ و زمین و نباتات و جمادات دریاحین اسمین پیدا فرمائین اور ہر چیز پر قدرت الہی کا لباس ہی اور
[illegible] نظر عارفین بنا دیا تاکہ اسمین نظر کرین اور اسکے انوار جمال و جلال کو اسمین دیکھین اور اس سے بڑھکر اس چیز مین زینت نہین
[illegible] ور بہار و صنعت الہیہ اسمین سے نظر آدین سے عاشق صنع خدا با فربود - پھر امتحان مین اس صنعت کے دیکھنے والے ایک گروہ
[illegible] ارین اور دوسرے لوگ اس نور سے اندھے ہین صرف محل زینت کو دیکھتے ہین سے عاشق مصنوع او کافر بود - یہ لوگ انھین مصنوعات
[illegible] د دلدادہ ہین چنانچہ فرمایا بقولہ تعالے لنبلوہم ایہم احسن عملا - نیک عمل یہان یہ ہی کہ زینت کو اور جس چیز مین زینت ہی اسکو دونون کو چھوڑ
[illegible] ور زینت دینے والے مین مشغول ہو اسکے آثار جمال ہر ذرہ مین ظاہر ہین تو جس نے اسطرح نظر کی اسنے تو اشیاء کو بنظر حقیقت دیکھا
[illegible] سی واسطے مروی ہی کہ اللہم ارنا الاشیاء کما ہی - الہی ہمکو اشیاء اس حال پر دکھلا دے جیسے حقیقت مین ہین - یہ بھی اشارہ ہی کہ زمین
[illegible] کی زینت اولیاء اللہ ہین اور مخلوق کا انکے وجود سے امتحان ہی کہ انکے حقوق کون پہچانتا ہی پس جس نے انکو نظر حرمت سے دیکھا
[illegible] وہ نیک عمل کرنے والا ہی شیخ ابن عطاء رح نے بنا بر تفسیر اول کے کہ زینت سے اشیاء مخلوقہ نباتات و حیوانات وغیرہ کی زینت
[illegible] یہان فرمایا کہ نیک عمل اسکا ہی جس نے دنیاے فانی کی چیزون سے اعراض کر کے ترک کیا - سہل رحمہ اللہ نے کہا کہ احسن العمل
[illegible] وہ ہی کہ دنیا مین اسنے صرف اللہ تعالی پر بھروسا کیا - اور یہ بھی کہا کہ احسن العمل وہ ہی کہ سنت طریقہ کے موافق مستقیم رہا - قاسم رح
[illegible] نے کہا کہ زینۃ الارض انبیاء و اولیاء و علماء ربانی و اوتاد ہین اور بعض نے کہا کہ اللہ تعالے کے بندے جملہ اہل معرفت و محبت و توحید والے
[illegible] زمین کی زینت ہین کہ ستارے و چاند و سورج ہین - شیخ جنید رح نے کہا کہ جن بندون کو اللہ تعالی کی طرف سے فہم دی گئی ہی انھین کا
[illegible] یہ حال ہی کہ جو روے زمین پر اسکی زینت ہی اس سے دے عبرت حاصل کرتے ہین اور اسی عبرت کی نگاہ سے وہ کسی زینت کی چیز
[illegible] سے مشغول نہین ہوتے ہین اور زینت کے واسطے کوئی کام نہین کرتے بلکہ انکے کام اس پاک خالق عزوجل کے واسطے ہین جس نے
[illegible] ن زینت کی چیزون کو پیدا کیا ہی اور قولہ تعالے لنبلوہم ایہم احسن عملا - یعنی کون اعلی ہمت والا ہی کہ ہمت بلند سے بخوشی خاطر ان
[illegible] فانی چیزون سے منہ موڑ کر باقی کے ساتھ مشغول ہو - واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ امتحان مین دیکھا جاتا ہی کہ کس نے اپنے قلب کو خوب
[illegible] صاف کیا اور نیت کو اچھی طرح صاف کیا کہ اسکو ماسواے زینت پیدا کرنے والے کے کسی چیز سے تعلق یا قصد نہین ہی - بعضے فرماتے ہین
[illegible] خلق بندون سے تو زینت روے زمین کی ہی اور جنت کی زینت اہل معرفت سے ہی - یہ بھی کہا جاتا ہی کہ زمین کی زینت اولیاء اللہ
[illegible] ہی جو زمین کے واسطے امان ہین - و قول حدیث مین بھی آیا ہی کہ آسمان کے واسطے امان ستارے ہین جب جاوین تو آسمان پر
[illegible] زینت موعود آویگا اور میرے اصحاب اس زمین کے واسطے امان ہین جب جاوین تو زمین پر اسکا وعدہ موعود آویگا والحدیث
[illegible] بعضے مشائخ نے کہا کہ اسرار موحدین مین جب انوار توحید کے روشن ہوتے ہین تو انکے نور سے تمام زمین جگمگا جاتی ہی
[illegible] واسطی رح نے کہا کہ احسن العمل وہ ہی کہ اسکی نیت صادق اور طویت خالص ہو - پھر جب اللہ تعالی اپنے اولیاء کو اپنی درگاہ
[illegible] کر دیگا تو زمین اپنی زینت سے صعید جرز یعنی زمین خشک بے نباتات ایک چٹیل میدان رہجائیگی حادث فانی ہین
[illegible] ہی ربک ذوالجلال والاکرام کو ہی فقال تعالی وانا لجاعلون ما علیہا صعیدا جرزا - اشارہ ہی کہ انوار صفات کے آفتاب

Marfat.com

مغارب افعال مین غروب ہوجائینگے پس آئینہ فعل مین کوئی اثر نور صفت کا نہ رہیگا کیونکہ نور صفت رجوع کرجائیگا اور اسکا ظہور اس جہت سے ہوگا کہ اولیاء صدیقین کے قلوب کو اپنے مقامات وے اپنے ٹھکانے پہونچ جائینگے تو اِنکے ساتھ انوار صفات بھی چلے جاوینگے۔ شیخ رحمۃ

تمام مخلوقات عظیم و وسیع ہی ایک اشارہ مین اِسکو صعید جرز کردیا تو تمام عالم کرورون اجسام بنا ذرہ بھی نہین جو ہوا مین ناپید ہوکر اُڑا پھرتا ہی۔ اب اللہ تعالےٰ نے سوالات قریش سے

أَمْ حَسِبْتَ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا ۝ إِذْ أَوَى

کیا تو خیال رکھتا ہی کہ غار اور کھوہ والے ہماری قدرتون مین اچنبھا تھے جب جا

الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ

کھوہ مین پھر بولے اے رب دے ہمکو اپنے پاس سے مہر اور بنا ہمارے

أَمْرِنَا رَشَدًا ۝ فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ سِنِينَ عَدَدًا ۝ ثُمَّ

بناؤ پھر تھپک دیے ہمنے اُنکے کان اُس کھوہ مین کئی برس گنتی کے

بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ أَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا ۝

ہمنے اُنکو اُٹھایا کہ معلوم کرین دو فرقون مین کسنے یاد رکھی ہی جتنی مدت وہ رہے

یہان سے اللہ تعالےٰ نے اصحاب کہف کے واقعہ سے آگاہ فرمایا ہی پس پہلے تو مجمل ذکر فرمایا پھر ضروری تفصیل فرمائی ہی قولہ أَمْ حَسِبْتَ بل حسبت۔ یہان حرف بل واسطے اِس معنی کے ہی کہ ایک بیان سے دوسرے بیان مین منتقل کیا اور اضراب کے لیے نہین ہی اور بعض نے استفہام کو متضمن لیا اور خطاب اگرچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی لیکن یہ تعریض ہی کافرون کو کہ نہایت عجیب قدرت وشان الوہیت قرآن پاک سے ظاہر ہی لیکن کافرون نے اِس قصہ سے صدق نبوت پر دلیل تسلیم کی اور اُن اندھے بہرے ہونے کی دلیل ہی پس فرمایا ام حسبت کیا تونے خیال کیا کہ۔ أَنَّ أَصْحَابَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيمِ اور رقیم والے كَانُوا مِنْ آيَاتِنَا عَجَبًا تھے ہماری آیات مین سے عجیب۔ قال ابن کثیرؒ یعنی امر اصحاب کہف و رقیم ہماری آیات وقدرت عظیم کے سامنے کچھ ایسا عجیب نہین ہی کیونکہ اِس سے زیادہ عجیب تو ان آسمانون وزمین وپہاڑ وسورج وغیرہ کی پیدائش اور اِن سب کو عجیب حکمت سے ہر روز جاری رکھنا اور نہایت عجیب صنائع قدرت جو اہل ظاہر کے سامنے موجود ہی یعنی اصحاب کہف اِنھین مخلوقات مین سے تھے اور فعل الٰہی جیسا بعض کے ساتھ ویسا کل سے پیدا ہونی ہی دراصل وہ خاک کی ترکیبی نمود ہی اور غور سے دیکھو کہ عجائب صنعت نے تمام جہان کو اپنے بیہوشی مین نظر ہی نہین ڈالتے ہین۔ غرضکہ قدرت الٰہی ظاہر باہر ہی وہ نہایت عجیب ہی چنانچہ مجاہد وغیرہ اِس سے زیادہ عجیب موجود ہین۔ عوفی نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ ہم نے جو سمجھے قرآن کی شان سے افضل ہی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ یعنی جو حجتین مین نے اپنے بندون پر ظاہر کردی ہین یعنی اُسکی قدرت مین جس نے آسمان وزمین وغیرہ پیدا کرکے محفوظ فرمایا تو اُسکی قدرت

Marfat.com

جسمین کے لوگون سے سنکھوا رکھا۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ کہف تو وہ ایک غار تھا پہاڑ مین یعنی چھوٹا ہوتا ہی اور جب پہاڑ مین ہوتا ہی تو کہف کہلاتا ہی اور اسی غار مین فتیۂ مذکورین نے پناہ لی تھی۔ رقیم کو عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ وہ قریب ایلیا کے ایک وادی ہی اور یہی عطیہ وقتادہ کا قول ہی اور ضحاک نے کہا کہ کہف وادی کا غار ہی اور رقیم اُس وادی کا نام ہی مجاہد نے کہا کہ رقیم اُنکے مکانات ہین اور بعض کہتے تھے کہ وہ وادی ہی جسمین اُنکا کہف تھا۔ عبد الرزاق نے اپنی اسناد سے ابن عباس رض سے روایت کی کہ کعب کا گمان تھا کہ رقیم وہ قریہ ہی جسمین اصحاب کہف رہتے تھے اور ابن جریج نے ابن عباس سے روایت کی کہ رقیم وہ پہاڑ ہی جسمین کہف ہی۔ محمد بن اسحاق نے مجاہد کے طریق سے ابن عباس سے روایت کی کہ اِس پہاڑ کا نام بنجلوس تھا۔ الزجیم حیات الحیوان مین منخلوس لکھا ہی لیکن اکثر روایت وہی ہی جو یہان مذکور ہی۔ ابن جریج نے شعیب جبائی سے روایت کی کہ پہاڑ کا نام بنجلوس ہی اور کہف کا نام حیزم ہی اور کتے کا نام حمران ہی۔ ابن جریج نے عکرمہ کے طریق سے ابن عباس سے روایت کی کہ مجھے نہین معلوم کہ رقیم کوئی نوشتہ ہی یا عمارت ہی۔ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس سے روایت کی کہ رقیم نوشتہ ہی۔ سعید بن جبیر رح نے کہا کہ رقیم تیھر کی لوح ہی جسپر اُسوقت کے لوگون نے اصحاب کہف کا حال لکھکر کہف پر رکھا تھا۔ اور یہی عبد الرحمن بن زید نے کہا کہ رقیم نوشتہ ہی اور شاہد اسکا قران سے پڑھا کہ تو وہ کتاب مرقوم۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہی آیت سے بھی ظاہر ہی اور اسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی اور کہا کہ رقیم بروزن فعیل بمعنی مرقوم ہی جیسے مقتول وقتیل ومجروح وجریح واللہ تعالیٰ اعلم۔ سراج مین لکھا کہ بعض کے قول مین وہ تختی ترانگ کی تھی جسمین اصحاب کہف کے نام اُنکا قصہ لکھکر کہف پر رکھدیا گیا تھا۔ امام ابن السنہ نے معالم مین کہا کہ تمام اقوال مین یہی زیادہ ظاہر قول ہی اور بعض نے کہا کہ لوگون نے اِنکے نام وقصہ کو پہاڑ مین کھود دیا تھا۔ ترجمہ یہ ہی کہ پہاڑ اور بھی اقوال ہین ازانجملہ یہ کہ رقیم اُنکے درمون کا نام تھا اور یہ قول ضعیف ہی اور ابن عباس سے روایت کیا جاتا ہی کہ اُنکے پاس ایک کتاب مرقوم تھی جسمین اصل توحید کی شریعت عیسی علیہ السلام تھی جسپر وے تمسک کرتے تھے۔ اور یہ قول جب صحیح ہو کہ وہ لوگ اصحاب عیسی علیہ السلام کے ہون لیکن تفصیلی قصہ جو آگے آویگا اُس سے ظاہر ہوتا ہی کہ وے لوگ مقدم ہین اور یہی شیخ ابن کثیر رح کے قول سے ظاہر ہوتا ہی۔ اور بعض نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رقیم اُنکے کتے کا نام ہی اور یہ روایت ضعیف ہی۔ سراج مین یہ قول ذکر کیا کہ اصحاب رقیم ایک دوسری قوم ہی علاوہ اصحاب کہف کے اور اُنکے حال مین ایک حدیث کے بیان کیا ہی مگر حدیث مین کچھ تغیر ہی مین اِسکو موافق حدیث صحاح کے ترجمہ کرتا ہون کہ یہ تین آدمی تھے سراج مین لکھا کہ گھاس کی تلاش مین نکلے تھے اور حدیث مین ہی کہ راہ طے کرتے تھے اتفاق سے آندھی پانی نے لیا تو ایک غار مین اُنھون نے پناہ لی پس پہاڑ سے ایک پتھر بہہ کر نیچے آیا اور اِس غار کے مُنھ پر ڈھنک گیا یعنی دانہ پانی کی اور نکلنے کی کوئی راہ نہ رہی آپس مین ایک نے کہا کہ تم لوگ اپنا اپنا سب سے زیادہ امید کا کام یاد کرو اور اِسکے وسیلہ سے دعا مانگو شاید اللہ تعالیٰ اُسکی برکت سے رحم کرے ایک نے کہا کہ مین نے ایک روز مزدور رکھے تھے جب دوپہر کا وقت ہوا تو ایک مزدور آیا اُسکو مین نے مزدوری دی اُسنے بھی باقیون کے ساتھ کام کیا شام کو مین نے سب کو مزدوری دی اور اُس مزدور کو بھی پورے دن کی مزدوری دی وہ یکبارگی غصہ ہو گیا اور اُسنے مزدوری نہ لی چھوڑ کر چلا گیا مین نے اُسکی مزدوری کو ایک کونہ مین رکھدیا ایک مدت کے بعد اُسکی مزدوری کے واسطے ایک بچھیا خریدی پھر اُس بچھیا کی اولاد بڑھی جانتک اللہ تعالے نے

Marfat.com

چاہا اتفاق سے وہی مزدور ایک وقت میرے پاس آیا بوڑھا ضعیف ہو گیا تھا اُسنے مجھ
دلائی مین نے اُسکو یہ سب گلہ دیا اور کہا کہ یہ تیری مزدوری کا ہے ابھی اگر مین نے یہ کام خالص
یہ تیر کشادہ کردے پس وہ تیر اسقدر سرکا کہ اُنکو روشنی نظر آنے لگی - دوسرے نے کہا کہ
مجھے آسودگی تھی اور مین اپنے چچا کی بیٹی پر عاشق تھا اِس محل مین اُسنے مجھ سے طلب کیا تو مین
مجھ سے لے اُسنے نہ مانا اور چلی گئی جبتی کہ میسری مرتبہ اُسنے اقرار کیا اور مین نے اُسکو دیدیا مین
مین لے اُسکا پردہ کھولا اور اُسکے ساتھ کام چاہا تو وہ تیر تھرائی اور آنسو بھر لائی مین نے اُس سے کہا کہ کیا ہوا اُسنے کہا کہ
کا اور انگوٹھی کا نگ بغیر حق کے مت توڑ - مین نے دیکھا کہ یہ عورت اِس سختی و مصیبت مین امر تعالیٰ سے ڈرتی ہے اور مین
مین نہ ڈرون پس مین نے اُسکو چھوڑا اور اُسکو کھڑا ہوا اور وہ اشرفیان بھی واپس نہ لین الٰہی اگر مین نے تیرے خوف سے یہ کام
ہو تو ہم پر سے اِس پہاڑ کو کھول دے پس تیر سرک گیا یہانتک کہ آپس مین ایک دوسرے کو اچھی طرح پہچاننے لگے تیسرے نے
کہا کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے اور میرے پاس بکریان تھین مین اُنکو چراتا اور پانی پلاتا پھر گھر مین لاتا اور دودھ اپنے والدین
پلا کر سیراب کر دیتا ایک روز مجھے مسافت بعید پڑی اور بارش نے روک لیا تو رات ہو گئی جب گھر واپس پہونچا اور دوہنی لیکر مین نے
دودھ دوہا اور والدین کے پاس لایا دیکھا کہ وہ دونون سو گئے ہین - مجھے گران معلوم ہوا کہ مین اُنکو جگا کر بے چین کردون پس مین دودھ
کا برتن لیے اُنکے سرہانے حاضر رہا کہ جاگین تو پہلے اُنکو پلاؤن پھر اپنی خرچ مین لاؤن اور بال بچہ بھوک سے روتے چلاتے تھے مگر مین نے
والدین پر کسی کو ترجیح نہ دی اُنکے جاگنے کے انتظار مین رہا یہانتک کہ تمام رات گذر گئی صبح کو وے دونون جاگے تب مین نے
اُنکو پلایا الٰہی اگر مین نے تیری رضامندی کے واسطے یہ کام کیا ہو تو یہ تیر ہم پر سے ہٹا دے کہ ہم راہ پاوین پس امر تعالیٰ نے
کر دیا - سراج مین سالم وغیرہ سے نقل کیا کہ ایسا ہی واقعہ نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کے ساتھ واقع ہوا ہے اور تفسیر کشاف
کہ روایت کیا جاتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے بعض نے اصحاب کہف کو دیکھا اور جب اُنکو دیکھنے لگے تو وہ مقام خوف کیا
گیا وہان اُنھون نے کچھ نہین دیکھا واللہ تعالیٰ اعلم - اِذْ - اذکر اَوَى الْفِتْيَةُ بیان کر جب جگہ دی نوجوانون نے
فتی نوجوان - مراد وہی ہین جنکے حال سے سوال کیا گیا تھا وہ لوگ اپنی قوم و عزیز و اقارب ان باپ کو چھوڑ کر باذن الٰہی
کافرون کی طرف سے فتنہ مین نہ پڑین اور اُنھون نے پناہ ڈھونڈھی اِلَى الْكَهْفِ کہف مین
گئے اور وہین رہے اور اُسکو اپنا ملجا و ماوی بنایا - اور نوجوان اُسکی صفت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک
ہوتا ہے بہ نسبت ایسے بوڑھے کے جو مرنے کے قریب رجوع لایا - اور بھاگنے کی وجہ یہ تھی کہ اُنکے عزیز و اقارب
دقیانوس بت پرست ظالم تھا اُسنے مع قوم کے اُن نوجوانون کو بھی بت پرستی پر مجبور کرنا چاہا اور یہ
تھے اور رومیون کی زبان مین افسوس نام ہے اور عرب اُسکو طرسوس کہتے ہین جب اُنھون نے
کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے غیر کی عبادت پر مجبور کرنے ہین تو ہر ایک اپنے اپنے گھر گیا اور
قریب ایک فرسخ مین پہاڑ پر آئے اور اُسمین چھپ رہے وہین اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگے
سے طعام لاتا مگر وے لوگ خوفناک رہتے تھے اور جب خبر پہونچ گئی تو بادشاہ کی تھی

اپنے پاس سے رحمت دے - اِس رحمت مین دنیا مین امن کے ساتھ رزق وضروریات ہین اور آخرت مین مغفرت ہے
وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا اور مہیا فرماوے ہمارے لیے ہمارے اِس امر مین ہدایت - یعنی جو توحید ہم نے پائی ہے
اِس مین اصلاح وہدایت پر ہمکو ثابت فرماوے اور جو بات اِسمین ہم لوگون کی سمجھ کے موافق درکار ہے مہیا کردے - ابن کثیر رح نے کہا
یعنی ہمارا انجام نیک وتیری رضامندی ہو جیسا کہ حدیث مین ہے ما قضیت لنا من قضاء فاجعل عاقبته رشدًا - یعنی جو حکم تو ہم پر جاری
فرماوے تو اُسکا انجام ہمارے واسطے نیک کردے - اور مسند امام احمد بن بشیر بن ارطاۃ رضی اللہ عنہ کی روایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے ہے کہ آپ دعا فرماتے کہ اللھم احسن عاقبتنا فی الامور کلها واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الآخرة - یعنی الٰہی نیک کردے ہمارا انجام
سب کاموں مین اور چھڑاوے ہم کو خواری دنیا سے اور عذاب آخرت سے - بالجملہ یہ گروہ اِسمین اللہ تعالیٰ کی توحید پر عبادت کرتا تھا
اور اپنی قوم وکافرون سے خوفناک تھے ایک روز قبل مغرب کے یا بعد مغرب کے اِس بارہ مین باہم گفتگو کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے اُنپر
نیند غالب کردی کما قال تعالے - فَضَرَبْنَا عَلَىٰ آذَانِهِمْ فِي الْكَهْفِ یعنی ہم نے اُنکو سلا دیا کہف مین - گویا اُنکے
کانون کو آوازین سننے سے بند کردیا جو گہری نیند مین ہوتا ہے تو یہ کنایہ ہے کہ اُنکو گہری نیند سے سلا دیا - سِنِينَ عَدَدًا سالہائے معدود
جسکے نزدیک قلیل تو گنتی مین آتے ہین اور جہان زیادہ ہوئے تو کثیر غیر معدود ہوجاتے ہین - اور اصحاب کہف اول نیند مین تین سو
اوپر نو برس سوئے تو یہان دو طرح توجیہ کی گئی اول یہ کہ ایک یوم اللہ تعالیٰ کے یہان جیسے ہزار برس پس یہ قلیل وقت
جسکو لوگ کثیر خیال کرتے ہین اور دوم یہ کہ معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ وقت معدود ہے اگرچہ لوگ واقف نہ تھے بالجملہ
یہ بھی اُنکی دعا قبول ہونے کے آثار مین سے تھی کہ تمام رحمت سے اُنکو بخوف آرام سے سلا دیا - شیخ امام ابن کثیر رح نے اسکی تفسیر
مین لکھا یعنی جس وقت کہف مین داخل ہوئے تو ہم نے اُنپر نیند غالب کردی پس بہت برسون تک سوتا کیے - ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ
ہم نے اُنکو اُٹھایا یعنی اِس نیند سے اُٹھایا جیسے موت کے بعد لوگون کو قیامت مین اُٹھاوینگے لِنَعْلَمَ أَيُّ الْحِزْبَيْنِ
اَحْصَىٰ لِمَا لَبِثُوا أَمَدًا تاکہ ہم جانین یعنی ہمارے علم مین جو مدت ہے وہ ظاہر ہو کہ اختلاف کرنے والون مین سے کس نے
ٹھیک سمجھا ہے اُنکے وہان ٹھہرنے کی انتہاے مدت کا - اور بات یہ ہوئی کہ جب جاگے تو اُنھون نے آپس مین گفتگو کی کہ کس قدر سوئے
ہونگے بعضون نے دن یا اس سے کم بیان کیا بعض نے کچھ زائد کہا - پھر ایک کو روپیہ لیکر بازار [illegible] خرید طعام کو بھیجا وہان ایک
زمانہ کے بعد اُس زمانہ کا روپیہ دیکھکر لوگون مین چرچا ہوا اور بھید کھلا اور اُسوقت وہان کچھ لوگ کافر تھے اور کچھ مومن تھے پس
یہ خبر دو گروہ سے مراد خود اصحاب کہف مین سے اختلافی دو گروہ ہون کہ جو علم الٰہی مین ہے اُنپر ظاہر ہوجاوے تاکہ جان جاوین
بعث قیامت کا برحق ہے اور احتمال ہے کہ اِس زمانہ کے مومن وکافر دو گروہ مراد ہون جنھون نے اُنکی مدت قیام مین اختلاف
کیا تھا - بعضون نے کہا کہ جس زمانہ مین اصحاب کہف جگائے گئے اُسوقت کے مومنون مین باہم اُنکی مقدار لبث مین اختلاف
ہوا - ابن جریج رح نے کہا کہ اُنھون نے اصحاب کہف کے شہر سے نکلنے کا دن اور تاریخ ومہینہ وسال لکھا تھا شیخ ابن کثیر رح
اصحاب کہف کے بارہ مین جو دو فریق مختلف ہوے تھے اُنمین سے شمار کرنے والا ظاہر ہوجاوے - مترجم کہتا ہے کہ اُنکے
دو فریق کا اختلاف ظاہر ہوا تو یہ دونون فریق پہلے سے مختلف ہونا چاہیے کہ ہر ایک فریق نے اختلافی شمار لگایا تھا
فیصلہ ہوگیا اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اصحاب کہف خود مختلف ہوئے کہ کس قدر مدت سوئے پھر بازار مین جانے سے

Marfat.com

وہ اختلاف رفع ہوا - یہانتک اس حال کو مجمل طور پر اللہ تعالی نے بیان فرمایا اور آگے تفصیل
اصحاب الکہف والرقیم کا نوامن آیا تنا عجبا - حق تعالی نے آگاہ کیا کہ اسکی عظیم قدرت
کہف و رقیم کے تین برس کچھ اوپر کہف مین ایک نیند سونے سے تعجب کرے اور وے لوگ
اور ہمارے حضور مین حاضر تھے اور وسعت قدرت الٰہی مین سے ادنی نمونہ ہے کہ اگر ایک
ٹکرا دین اور جو آیات ہمنے تجھ مین اور جو عجیب صنعم ظاہر فرمائی ہین وے اہل نظر کے لیے
موہوم معدوم پیدا کرنے سے عاجز نہین ہے شیخ حسین رح نے فرمایا کہ اصحاب کہف سایہ معرفت الٰہیہ کے
اسیواسطے مخلوق سے انکے آثار پوشیدہ ہو گئے ہین شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ نیند یہ ہے کہ انکو انسے سبب کو یعنی
واغیار کے درمیان پردہ فرما دیا اور مانوس ہو کر غارین جو غیر دن کے لیے وحشت کا مقام ہے انکو راحت دی
رہے پھر انکو اپنی خودی سے فنا کر دیا اور ارادت نفسی سے غائب کر کے سایہ رحمت معرفت مین لیا یہ حضرت
ساتھ مقیم ہین - قولہ عجبا شیخ جنید رح نے کہا یعنی کچھ تعجب مت کر کہ تیری شان تو انکی شان سے بہت بڑھکے ہے
مسجد الحرام سے مسجد الاقصی کو معراج عطا فرمائی اور سدرۃ المنتہی کو پہونچایا اور آیات کبری کو دکھلایا اور
واپس کر دیا - بعض نے کہا کہ اصحاب الکہف مثل سوتے ہوے آدمی کے ہین نہ انکو وقت و زمانہ کا علم ہے اور نہ
زندے ہین مگر مردہ کی صورت ہین افاقہ مین ہین مگر بظاہر بیہوش ہین ہوشیار ہین مگر ظاہر مین سوتے ہین کسی کو انکی جانب
نہ انکو کسی غیر کی جانب پرواہ ہے انکو ہیبت الٰہی کا شامیانہ چھایا ہوا ہے اور پردہ تعظیم و حجاب عظمت نے انکو گھیر لیا ہے
نورانی ہو رہے ہین - قولہ تعالے اذاوی الفتیۃ الی الکہف - اول زمرہ اصحاب کہف سیاحت آدمی تھے اور دو
رقیم تھے اور ان دونون گروہ کو اللہ تعالے نے معرفت عطا فرمائی تھی اور اصلی خلقت مین اللہ تعالی نے انکو فتوت دی
وفقیہ ہوئے اور وہ فتوت انکی یہ تھی کہ سوائے اللہ تعالی کے سب سے انہون نے اعراض کیا یہ کہف جمال الٰہی
وہان سایہ جمال اور شہود انوار مین جگہ پکڑی اور مانوس ہو کر اپنی جانون کو اللہ تعالی کے واسطے
انکی نفس کے واسطے زراعت و تجارت وغیرہ کا کچھ حصہ نہین تھا پھر جب منزل انس
اپنے رب عزوجل کی رحمت سے منور ہوے تو انھون نے ہدایت و رعایت کی دعا مانگی - قولہ
لدنک رحمۃ الآیہ یعنی معرفت کاملہ و توحید عطا فرما دے اور ایسی ہدایت عنایت فرما کہ تیری محبت
دو حال مین پہونچین - شیخ استاد رح نے کہا کہ ظاہر مین انکو کہف جمال مین جگہ دی اور
کہ سایہ عنایت و وصال مین سو رہے اور جب انھون نے قلب مین کشف و ضوء الٰہی معائنہ کیا اور
رہنے سے خوف کیا تو التجا کر کے دعا کی پس اللہ تعالی نے انکو انکی خودی سے غائب کر
فضربنا علی آذانہم الآیہ ان لوگون کے وجود سے فقط ایک کو جو ہین مین سے زکی کیا وہان
مستغرق کر دیا اور غیرت الٰہی نے اغیار سے انکو پوشیدہ و علیحدہ کر لیا اور ایک مکان
پھر اغیار کی آواز مین نہین سنتے تھے اور انکو فئہ عصمت مین محفوظ فرمایا

کی پس بقاء اُنکے حق کے ساتھ رہی کہ حق کو بحق دیکھتے رہے - یہان ایک نکتہ لطیف ہی کہ جب اُنھون نے
کو اپنی عظمت سے مبہوت ہوگئے کہ سماع خطاب کی طاقت نہ رہی اور اگر سنتے تو مقام فنا مین مستحکم نہ ہوتے کیونکہ مقام
مین استلذاذ و انس و انبساط و بقاء ہی پس کمالی توحید کے واسطے اُنکو ایسے استلذاذ سے بھی فنا کردیا تاکہ تمام طلبات اُنکو توحید
طرف سے ہون - اور یہ بھی اشارہ ہی کہ اُنکے ظاہری کان بھی باطنی کانون کی طرف رجوع کرگئے تو دل کے کانون سے اور ارواح و
سر کے کانون سے اُنھون نے خطاب حق عزوجل کو سُنا اور ظاہری آوازین غیرون کی اُنکو نہین پہونچتی تھین - بعض نے کہا کہ
حق سبحانہ و تعالیٰ نے اُنسے لے لی تاکہ سوائے خطاب حق کے اور کچھ نہ سنین اور ظاہری آنکھین بھی معطل کردین کہ سوائے حق کے دوسری
طرف نظر نہ کرین پس اُنکو غیرون کی طرف التفات نہ رہا اور غیرون کو اُنسے بھی سروکار نہ رہا - شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ خلاصہ اشارات
یہ ہی کہ ہم نے اُنکو صفات بشری سے باہر کردیا اور صفات قدسی مین اُنکو فنا کردیا ہم نے اُنکے ظاہر و باطن کو مقدس کردیا اور اُنکو قبضہ
قدرت مین عین راحت کے ساتھ سُلایا پھر اظہار قدرت کے واسطے اُنکو پہلی شکل و ہیات پر پھیرا بقولہ تعالیٰ ثم بعثناہم - اور یہ بھی شیخ
ابن عطار رح نے فرمایا کہ خواب مین کانون کو دخل نہین ہوتا ولیکن اللہ تعالے نے ضربنا علی اذانہم فرمایا ہی اسکا فائدہ یہ ہی کہ مختلف
آوازین نہ سنین کہ بیدار ہوجاوین بلکہ تمام خلق سے راحت مین رہین - شیخ استاد رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے اُنکو نفسانی حواس
سے باہر کرلیا اور جو کچھ مشاہدہ کرتے تھے اُس سے ماخوذ کیا اور یہ سب فانی چیزین تھین پس اُنکو عالم حقیقت کی طرف پھیرا تو آنکھون
کانون سے اُنھون نے حقائق غیب کو دیکھا اور شہود احدیت اور صفات صمدیت مین مستغرق ہوے پس جب شہود غیب سے
مقام سکر مین پہونچے اور اللہ تعالے نے چاہا کہ اس سکر سے مقام ہوشیاری مین تمکین و استقامت کے ساتھ قائم ہون تو
اُنکو مبعوث فرمادیا بقولہ تعالے ثم بعثناہم لنعلم ای الحزبین احصی لما لبثوا امدا - حالت سکر مین اور حالت بیداری مین اُنکا تفاوت
ظاہر ہو پس اُنکو مقام استقامت مین لایا کہ منازل قرب کو بیداری کے ساتھ جانین کیونکہ حالت سکر مین بوجہ وجد و حالت کے
اُنھون نے ناپیدا کنار دوام و سرمد کو دیکھا اور معرفت سے نہین دیکھا تھا پس اُنکو اِس حال سے کامل کردیا جیسے اِس حیات مین
بوجہ اتباع طریق سنت کے کامل ہوتا ہی ان لوگون کو اِس طریقہ سے کامل فرمایا تاکہ اہل ارادت کی طرح مسالک حقیقت سے آگاہ
و کامل ہون - پھر اللہ تعالے نے ان لوگون کا قصہ بعض تفصیل سے ارشاد فرمایا

نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُمْ بِالْحَقِّ ۚ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى ۝ وَرَبَطْنَا عَلَىٰ

ہم سناتے ہین تجکو اُنکا احوال تحقیق وہ کئی جوان ہین کہ یقین لائے اپنے رب پر اور زیادہ دی ہمنے اُنکو سوجھ اور گرہ دی اُنکے

قُلُوبِهِمْ إِذْ قَامُوا فَقَالُوا رَبُّنَا رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَنْ نَدْعُوَ مِنْ دُونِهِ إِلَٰهًا

دلون پر جب کھڑے ہوے پھر بولے ہمارا رب ہی رب آسمانون اور زمین کا نہ پکارینگے ہم اُسکے سوائے کسیکو خدا کر

لَقَدْ قُلْنَا إِذًا شَطَطًا ۝ هَٰؤُلَاءِ قَوْمُنَا اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً ۖ لَوْلَا يَأْتُونَ

البتہ کہی ہم نے تب بڑی بات یہ ہماری قوم ہی پکڑے ہین انھون نے اُسکے سوائے اور پوجنے کیون نہین لاتے

عَلَيْهِمْ بِسُلْطَانٍ بَيِّنٍ ۖ فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا ۝ وَإِذِ اعْتَزَلْتُمُوهُمْ

اُنپر صاف سند کھلی پھر اُس سے گنہگار کون جسنے باندھا اللہ پر جھوٹھ اور جب تم نے کنارہ پکڑا اُنسے

مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ فَاْوٗٓا اِلَى الْكَهْفِ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ

اور جنکو وہ پوجتے ہین اللہ کے سوائے اب جا بیٹھو اُس کھوہ مین پھیلا دے تم پر تمہارا رب

وَيُهَيِّئْ لَكُمْ مِّنْ اَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا ۝

اور بنا دے تمکو تمہارے کام کا آرام

شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہان سے تفصیلی قصہ شروع کیا بقولہ نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَاَهُمْ الخ ظاہر کیے دیتے ہین صدق کے ساتھ - اہل حق کے اخبار مین بھی رحمت ہے کیونکہ قرآن مین رحمت ہے اور ان اخبار مین بعض ائمہ تابعین سے وارد ہے کہ نیکون وصالحین کے تذکرہ سے رحمت نازل ہوتی ہے اور چاہیے کہ ہر گون کے بیان مین بیان کرے اسمین بہودہ جھوٹی روایات کو نہ ملاوے اور بیان حالات مین حقائق پر نظر ہو جیسے یہان خالق عزوجل نے اصحاب کہف کا حال بتلایا کہ اِنَّهُمْ فِتْيَةٌ یہ لوگ شباب نوجوان تھے - بعض مفسرین نے لکھا کہ انمین ایک شخص بادشاہ وقت تھا وزیر تھا اور یہ سب اِس شہر کے اشراف لوگ تھے - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا کہ یہ لوگ نوجوان تھے اور ایمان حق کے قبول کرنے مین زیادہ لائق ہوتے ہین بہ نسبت بوڑھون کے جو تمام عمر باطل مین منہمک رہے اِسی واسطے قریش مین سے جو نوجوان لوگ مسلمان ہوے اور جو لوگ کہ قریش مین سے بوڑھے تھے وہ اکثر دین باطل پر مرے اور سوائے قلیل کے مسلمان نہ ہوے ایسے ہی اصحاب کہف کو اللہ تعالیٰ نے بتلایا کہ وے نوجوان تھے اور مجاہد رح نے کہا کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ انمین سے بعضون کے کانون تک بالے پڑے تھے بس اُنکا حال فرمایا - اٰمَنُوْا بِرَبِّهِمْ یہ لوگ اپنے رب پر ایمان لائے - یعنی دوسروں نے تو کسی محسوس چیز و مخلوق چیز کو اپنا خالق اور پیدا کنندہ اپنا رب بنایا اور اکثر اُنکی قوم کے لوگ بت پرست تھے اور ان لوگون نے کسی چیز کو اپنا خالق کفیل نہین مانا بلکہ یہ ایمان لائے کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے سب کو پیدا کیا ہے اور باقی ہم سب اُسکے مخلوق ہونے مین برابر ہین پس اقرار کیا کہ سب مخلوقات کا خالق ایک وحدہ لاشریک ہے - وَّزِدْنٰهُمْ هُدًى اور بڑھا دی ہم نے اُنکو ہدایت یعنی اِس ایمان پر اُنکو توفیق دی وثابت قدم رکھا - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ ایسی آیات سے امام بخاری وغیرہ نے استدلال کیا ہے اِس بات پر دلیل پکڑی کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے - اور مترجم کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک نفس ایمان نہین گھٹتا بڑھتا ہے اور یہی صحیح ہے کیونکہ ایمان تو یقین ہے اور اللہ تعالےٰ نے پہلے فرمایا کہ اٰمنوا بربہم - پس ایمان تو متحقق ہو گیا اور زیادتی کی اُسکے واسطے اور اِس سے کسی نے انکار نہین کیا اور نفس ایمان کی کمی بیشی کے کچھ معنی نہین ہین اسی واسطے امام غزالی شافعی وغیرہ نے نفس ایمان مین کمی بیشی کا اقرار بھی نہین کیا پس حق یہ ہے کہ یہ خواہ مخواہ کا اختلاف ہے اور جس راہ سے امام ابو حنیفہ رح نے انکار نہین کیا کہ نفس ایمان یقین ہے وہ کمی زیادتی کو محتمل نہین ہے کیونکہ یقین جو ایمان کہلاوے اگر اسمین کمی ہو تو ایمان ہی براہ صفات ہوتی ہے جیسے یہان ثابت قدمی وصبر وطاعت سے انوار زیادہ ہوے اور اگر کوئی طاعت چھوٹ گئی پس صفات مین زیادتی وکمی ہوتی ہے اور یہ سب کے نزدیک بالاتفاق ہے بہرحال مین اِس سے بڑھایا - سراج ومعالم وغیرہ مین لکھا کہ قولہ وزدناہم یعنی بعد ایمان لانے کے ہم نے بڑھا دیا ہدی

Marfat.com

ہے کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے واللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ کیا بات تھی گو ظاہر یہ ہے کہ یہ لوگ ملت نصرانیہ سے پہلے تھے کیونکہ اگر یہ لوگ ملت نصرانیہ پر ہوتے تو یہودیوں کو اُنکے اخبار و حالات پر توجہ نہ ہوتی اور نہ اُنپر اظہار کرتے کیونکہ یہودیوں کو اُنسے مباینت تھی اور سابق مین مذکور ہو چکا کہ ابن عباس رضؓ نے فرمایا کہ قریش نے یہود کے پاس آدمی بھیجے کہ ہمیں کچھ سوالات بتلا دو کہ جنسے ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا امتحان کرین تو اُنھون نے منجملہ اُنکے سوال کے یہ سوال بھی دیدیا تھا اصحاب کہف کے حال سے دریافت کرین کیونکہ اُنکے واسطے ایک شان عجیب ہے۔ تو اُنمین دلیل ہے کہ یہ خبر اہل کتاب کے نزدیک معلوم تھی اور یہ کہ ملت نصرانی سے پہلے واقعہ ہوا ہے۔ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ اور ہم نے اُنکے دلون پر ربط کر دیا یعنی جیسے چند چیزون کو رسی سے مضبوط باندھ دیتے ہین ہم نے اُنکے دلون کو باہم مربوط کر دیا تھا کہ بقول قتادہ رحمہ اللہ کے اُنکے دلون مین ایسا صبر اور ثبات کے ساتھ باندھ دیا کہ ثابت قدم رہے اور اُنکو تزلزل نہین ہوا۔ اِذْ قَامُوْا جبکہ کھڑے ہوئے فَقَالُوْا پس کہا رَبُّنَا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کہ ہمارا رب آسمانون و زمین کا رب ہے۔ اُنھون نے کسی مخلوق و محسوس کو رب نہین بنایا بلکہ جانا کہ اِن تمام مخلوقات کا پیدا کرنے والا ایک رب ہے وہی ہمارا رب ہے۔ لَنْ نَّدْعُوَا مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلٰهًا ہم اُسکے سوا کسی کو معبود نہین پکارینگے یعنی کسی کو اپنا معبود نہین بناوینگے نہ بطور شرک کے اور نہ مستقل کیونکہ رب تو واحد ہے۔ لَقَدْ قُلْنَآ اِذًا شَطَطًا جس وقت ہم دوسری چیز کو معبود بناوین تو ہم نے قول شطط کہا یعنی اپنی جان پر ظلم کیا قتادہ رح نے کہا کہ جھوٹ کہا مجاہد رح نے کہا کہ ظلم کیا۔ یعنی اگر ایسا کہین تو ہمارا قول باطل و ظلم ہوگا۔ مجاہد رح سے روایت ہے کہ یہ لوگ بغیر دقیانوس کے شہر کے ایک عید پر جمع ہو گئے اُنمین سے ایک بڑا نھا اُسنے کہا کہ مین اپنے دل مین پاتا ہون کہ ہمارا رب آسمانون و زمین کا رب ہے پس سبھون نے کہا کہ ہم بھی ایسا ہی پاتے ہین پس سب اِس بات پر کھڑے ہو گئے کہ ربنا رب السموات والارض پس کھڑے ہونے سے یہ مراد ہے کہ سب اِس اعتقاد توحید پر قائم ہو گئے۔ اور امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ سلف و خلف کے بہت سے مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ قوم کے بادشاہون و سردارون کی اولاد مین سے تھے اور ایک روز یہ لوگ اپنی قوم کی عید مین اُنکے ساتھ نکلے اور اُنکی قوم کا دستور تھا کہ سال مین ایک روز شہر کے باہر میدان مین جمع ہوتے اور اپنے اپنے بتون کو پوجتے اور اُنکے نام پر قربانیان کرتے تھے اور اُنکا ایک بادشاہ ظالم ستمگار تھا اُسکا نام دقیانوس تھا وہی لوگون کو اِس بات پر آمادہ کرتا اور شاہی حکم دیتا تھا کہ ایسا کرین پس جب تمام لوگ اُس دن جمع ہوئے تو یہ لوگ بھی اپنے اپنے کنبہ کے ساتھ گئے وہان اُنھون نے غور نظر سے دیکھا کہ اُنکی قوم جو بتون کو پوجتی ہے مخلوق باطل ہے اور جان کو جو اُنکے نام پر قربان کرتے ہین اِس سے بدتر ہے یہ پرستش و قربانی اُسی کے نام پر ہونا چاہیے جس نے پیدا کر کے خلعت وجود عطا کیا ہے پس ہر ایک اپنے کنبہ سے علیحدہ ہو گیا تاکہ اُنکے ساتھ اِس بدکاری مین شریک ہونا پڑے اور علیحدہ ہو کر ایک مقام پر قوم سے دور بیٹھ گیا اتفاق سے یہ لوگ سب اُسی مقام پر جمع ہوئے اور وہ ایک درخت کا سایہ تھا جسمین ایک دوسرے کے قصد سے واقف نہ تھا بلکہ جس نے اُنکے دلون مین ایمان ڈالا تھا اُسی نے اُنکو وہان اکٹھا کر دیا تھا صحیحین کی حدیث مین حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ارواح جنود مجندہ ہین جنمین تعارف ہوا وہ ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہین اور جنمین تناکر ہوا ہے وہ مختلف رہتے ہین یعنی جنھون نے اپنے رب عزوجل کو پہچانا ہے اُنسے محبت رکھتے ہین اور جنھون نے نہین پہچانا اُنمین اختلاف رہتا ہے اور اِس حدیث کو امام مسلم رح نے بھی ابوہریرہ رضؓ سے

Marfat.com

روایت کیا ہی بالجملہ ہر ایک دوسرے سے اس یقین کو چھپاتا تھا جو اُسکے دل مین تھا جب خو
اس بارہ مین تھا یہانتک کہ اُنمین سے ایک نے کہا کہ قسم ہی اے یارو کہ تم مین سے ہر ایک اپنے کہنے
چاہیے کہ اپنا اپنا بھید ظاہر کردیں ایک نے کہا کہ مین نے تو اپنی قوم کے حرکات و اعمال دیکھے نہ مجھے
پتھرون و مخلوق کے آگے سر رکھتے ہین اور عبادت کے لائق تو وہی ہی جس نے یہ سب آسمان و زمین
ظاہر کردیا تم بھی بتلاؤ تو دوسرا بولا کہ واللہ میرے دل مین بھی یہی ہی اور تیسرے نے بھی یہی کہا غرضکہ سب
ایک ہی کلمہ ایمان پر متفق ہو گئے اور سب باہم محبت سے بھائی ہو گئے اور سب نے اپنے واسطے ایک جگہ
اللہ تعالے وحدہ لاشریک کی عبادت کیا کرتے تھے اور کافر لوگ جو تعظیم بتون کی کرتے اُس سے زیادہ اپنے دل سے
کی عبادت کرتے تھے اسمین کچھ روز گذرے آخر اُنکی قوم اِس سے آگاہ ہوئی اور یہ خبر اپنے بادشاہ کافر کو پہنچائی اُسنے ان لوگون
سامنے بلوایا اور حال دریافت کیا اُنھون نے اُسکو جواب دیا اور توحید الٰہی عزوجل کی جانب اُسکو بلایا۔ یہی فرمایا کہ
ربنا رب السموات والارض۔ یعنی بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر کچھ خوف نہ کیا اور اُنکو تزلزل نہ ہوا بلکہ اللہ تعالے نے
زیادہ کردی تھی اور اُنکے دلون کو ربط دیدیا تھا پس اللہ تعالے کے ساتھ ایمان پر مربوط رہے اور اللہ تعالی کی طرف بلایا۔ لَنْ نَّدْعُوَ
قَوْمُنَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اٰلِهَةً اِن لوگون نے یعنی ہماری قوم نے بنالیے ہین رب عزوجل کے سوائے بت جنکو
شرک سے اُنکی عبادت کرتے اور اُنکے نام پر قربانی کرتے ہین لَوْلَا يَاْتُوْنَ عَلَيْهِمْ بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ کیون نہین لاتے کوئی
کھلی دلیل اِن بتون وغیرہ کی الوہیت و عبادت پر۔ یعنی اُنکے پاس شرک کی اور سوائے حق تعالے کے غیرون کی عبادت و الوہیت کی
کوئی دلیل نہین ہی۔ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا پس جب اُنکے پاس شرک کی کوئی دلیل نہین
تو ایسے شخص سے کون بڑھکر ظالم ہوگا جو اللہ تعالے پر بہتان باندھے۔ زمخشری نے کہا کہ آیت مین دلیل ہی کہ دین مین تقلید باطل
جب تک کہ حجت ظاہر نہ ہو اقول اعتقاد وہی برحق ہین جسپر اہل سنت والجماعۃ قائم ہین یعنی صحابہ رضی اللہ عنہم کی جماعت اسی پر تھی
اسی پر اہل سنت والجماعہ ہین۔ پھر شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ جب اِن لوگون نے دقیانوس کو یہ جواب دیا تو اُسنے ان
کیا اور اِن لوگون کو دھمکایا اور ڈرایا اور جو لباس اپنی قوم کی زینت سے پہنے تھے اُنکے اتروانے کا حکم دیا اللہ تعالے نے اُنکو
مہلت دی تاکہ اس عرصہ مین اپنی ذلت و خواری کو دیکھکر جس راہ پر ہین اس سے پھرین اور قوم کافرون کے لیے
بات مہلت کی اُنکے حق مین اللہ تعالی کا ایک لطف تھا کہ اسمین موقع پاکر وے لوگ اپنے دین کی حفاظت کے لیے
سے بھاگ گئے اور فتنے واقع ہونے کے وقت بھی امر مشروع ہی کہ دین کو لیکر فتنہ سے فرار ہو جاوے
ہی کہ تم مین سے آدمی کا بہتر مال بکریان ہون کہ اُنکو ہانک کر کسی پہاڑ کے درہ مین یا گھاٹی کی جگہ
بھاگ کر اپنا دین بچا رہے۔ پس ایسی حالت مین لوگون سے عزلت اختیار کرنا مشروع ہی
نہین کیونکہ اس سے ترک جمعہ و جماعت لازم آتی ہو پس جب اُنھون نے اپنی قوم سے ایسی
تو اپنے دلون کو اس بات پر مضبوط کیا کہ راحت و آرام و مال و اموال و ان دو باپ سے کچھ
جیساکہ اللہ تعالی نے آگاہ فرمایا وَاِذِ اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ

Marfat.com

پہونچے ہین سو اسے اللہ تعالیٰ کے سب کو چھوڑا تو فَأْوُوا إِلَى الْكَهْفِ غارمین
یعنی چلو غار کی طرف جاکر اسمین اپنے واسطے پناہ کی جگہ بنا دین۔ يَنْشُرْ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّن رَّحْمَتِهِ
دیگا تمھارے لیے تمھارا رب اپنی رحمت سے۔ پس تمھارے رزق مین وسعت دیگا اور تمکو
دم سے چھپا دیگا۔ وَيُهَيِّئْ لَكُم مِّنْ أَمْرِكُمْ مِّرْفَقًا اور آسان کردیگا سامان تمھارے لیے تمھارے اس
مین ایسی چیز سے کہ تم نفع پاؤ اگر کہا جاوے کہ یہ قول انھون نے کیسے کہا تو جواب دیا گیا کہ خلوص نیت سے اور اللہ تعالیٰ پر
کامل بھروسا کرکے کہا کہ اللہ تعالیٰ رحمت فرماکر ہمارے کام کو درست کردیگا۔ جب یہ لوگ نکل کر غارمین چلے گئے اور قوم وکنبہ والون نے
نہ پایا تو بادشاہ کو اطلاع کی اور سبھون نے انکو تلاش کیا پس کہا گیا ہی کہ تلاش کرنے والون نے پہاڑ وغار سب تلاش کیے مگر انکو نہ دیکھا
اللہ تعالےٰ نے انکو اندھا کردیا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع صدیق رضی اللہ عنہ کے جب غارمین مختفی ہوے اور قریش والون
کھدوکاوش سے تلاش کیا یہانتک کہ غار پر آئے اور حضرت ابوبکر رضؓ نے کہا کہ یارسول اللہ اگر انمین سے کوئی اپنے قدم کی طرف
نگاہ کرے تو ہم کو دیکھ لیگا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا گمان ایسے دو بندون کے ساتھ کیا ہی جنکا تیسرا اللہ تعالےٰ ہی
یعنی اللہ تعالےٰ کے قبضۂ قدرت مین سب ہین کوئی نہین دیکھ سکتا ہی پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غار کا قصہ اصحاب کہف سے
بڑا وہ عظیم الشان ہی بالجملہ کافرون نے انکو نہ دیکھا اور نہ پایا اور بعضے کہتے ہین کہ لوگون نے تلاش کرکے پایا کہ غارمین گھس گئے ہین
بادشاہ نے کہا کہ ہم نے جو سزا چاہی تھی اس سے زیادہ سزا انھون نے خود گوارا کرلی پس حکم دیا کہ غار کا منہ بند کردو کہ اسمین رہ جاوین
لیکن یہ روایت صحیح نہین ہی اسواسطے کہ وہ غار وسیع تھا اور ہر ایک اسمین داخل ہوسکتا تھا اور اللہ تعالےٰ نے آگاہ فرمایا ہی
اصحاب دونون وقت اسمین جاتا تھا اور قولہ لو اطلعت علیہم سے ظاہر ہی کہ آدمی انکو دیکھ سکتا ہی۔ سراج معالم سے یہ قصہ اسطرح
معلوم ہوا کہ محمد بن اسحٰق بن یسار یح نے ذکر کیا کہ اہل انجیل نے بیباکی اختیار کی اور انمین گناہون کی کثرت ہوگئی اور بادشاہون نے
مذہب بیہودگی کی کتابون کو پوجنا شروع کیا اور بتون کے نام پر قربانیان کرنے لگے اور انمین کچھ لوگ دین مسیح علیہ السلام پر باقی تھے
جو اللہ تعالےٰ وحدہ لاشریک کی عبادت کرتے تھے اور جس بادشاہ نے انمین یہ فساد برپا کیا تھا وہ روم کے بادشاہون مین سے ایک
بادشاہ تھا انون مین تھا جس نے بت پرستی کی اور بتون پر بھینٹ چڑھائی اور جس نے اسکی مخالفت کی اسکو قتل کیا اور وہ روم کے
شہرون اور قصبات مین اترتا پھر وہان کسی کو نہ چھوڑتا جو بتون کی پرستش نہ کرے ورنہ اسکو قتل کردیتا پس سب کو انکے دین سے فتنہ کفر مین
ڈالا اسی طرح وہ شہر افسوس پر اترا اور اصحاب کہف کا یہی شہر تھا پس اہل ایمان پر یہ امر گران گذرا اور لوگ اس سے چھپنے بھاگنے
لگے جس نے طاقت پائی بھاگا پس اسنے فوج مین سے ایک دستہ متعین کیا انھون نے لوگون کو تلاش کیا اور گھر دن دہ خانون
مین انکو انکے سامنے پکڑ لائے اسنے لوگون کو اختیار دیا کہ چاہو قتل ہونا منظور کرو یا کہ انعام کے ساتھ بتون کی پرستش کرنا
انمین سے بعضون نے دنیاوی زندگی کو اختیار کیا اور کفر مین پڑے اور اہل ایمان نے نہ مانا پس انھون نے اپنی جانین قتل وعذاب
کے لیے دین اور اس ظالم کافر نے انکو قتل کرکے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور انکے ٹکڑے شہر پناہ کے ہر دروازہ پر رکھے اور یہ فتنہ
اصحاب کہف یعنی اصحاب کہف نے یہ حال دیکھا تو سخت غمناک ہوے اور سب لوگ دعا و نماز و تسبیح و استغفار مین مشغول
ہوے بعد اسکے اشراف بنی روم سے سات یا آٹھ تھے ان سب نے رو کر اللہ تعالیٰ کی طرف تضرع وزاری کی کہ الٰہی اپنے ایمان والے

Marfat.com

بندون پر سے یہ فتنہ دور کردے اور سب مجتمع ہوکر اپنے عبادت خانہ مین گئے وہان بادشاہی روشنی
کہ یہ لوگ سجدہ مین رو رہے تھے اور فوج والون نے اُنسے کہا کہ تم کیون بادشاہ سے مخالف ہو
والے وہان سے چلے گئے اور جاکر بادشاہ سے کہا کہ ہم نو لوگون کو تیرے آلہہ کے لیے قربانی کرنے
یہ نوجوان لوگ تیرے حکم کو مضحکہ بناتے ہین اور تیرا حکم کچھ نہین مانتے ہین جب اُنسے
کہ اُنکی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور چہرے خاک آلودہ ہو رہے تھے اُسنے کہا کہ تمھین کیا ہوا کہ تم
اور کیون تم نے اِس شہر کے سردارون کی طرح عبادت نہ کی اب مین تم کو اختیار دیتا ہون کہ چاہو سردارون کے
کرو اور اُنپر قربانی چڑھاؤ اور چاہو تو خواری کے ساتھ قتل ہونا منظور کرو مین تم کو ضرور قتل کرونگا پس اُنمین سے
تھا اُسنے کہا کہ ہمارا رب وہ ہی جسکی عظمت نے آسمان وزمین کو بھر دیا ہی ہم کبھی اُسکے سوائے کسی کی عبادت نہین کرینگے
اُسی کے واسطے خالص ہی ہم اُسی کی عبادت کرتے ہین اور ہم اُسی سے نجات وبھلائی چاہتے ہین اور جسطرح تم
نہین کرینگے جو تیرا جی چاہے مجھ سے ہوسکے کر اور ساتھیون نے بھی یہی جواب دیا - اِس جواب کو سنکر بادشاہ نے
زیور اُتارنے کا حکم دیا جو اُنکے بدن پر از قسم خلعت وجواہر وغیرہ تھا اور کہا کہ عنقریب مین تم پر غضب کرونگا جسمین نے تم سے کہا
اور جلدی کرنے مین مجھے کوئی چیز مانع نہین ہی سوائے اِسکے کہ مین تم لوگون کو ابھی نوجوان دیکھتا ہون تمھاری عمرین تھوڑی ہین
لہذا تم کو جلدی ہلاک کرنا مجھے پسند نہین کیونکہ تمھاری رائے مضبوط نہین ہی مین تمھارے لیے ایک میعاد مقرر کرتا ہون اِس عرصہ مین تم
اپنے بارہ مین غور کرو اور اپنی عقل کی طرف رجوع کرو شاید تمھاری سمجھ درست ہوجاوے اور اپنے باس سے نکلوا دیا پھر وہ وہان سے
قریب کے ایک دوسرے شہر مین اپنی غرض سے گیا جب اِن نوجوانون نے دیکھا کہ وہ دوسرے شہر کو گیا ہی تو اُنکی رائے سے خوفناک
ہوے کہ جب آویگا تو ہم کو یاد کریگا اور ہمارے حق مین رائے قائم کریگا لہذا اُسکے آنے سے پہلے ہم خود اپنے حق مین مناسب رائے قائم کرین
اور موقع فرصت کو غنیمت جانین پس باہم مشورہ کو بیٹھے آخر اُنکی رائے اِس امر پر قائم ہوئی کہ ہر ایک اپنے اپنے گھر مین جاوے اور
آوے اُسکو لاوے اور اُسمین سے نمدراہ خریدے اور سب کے سب چلکر اِس شہر سے قریب ایک غار ہی اُسمین پہنچکر
عبادت کرین پھر جب دقیانوس آویگا تو اُسوقت کوئی راہ نہ ہوگی جب باہم یہ رائے قرار پائی تو ہر ایک اپنے گھر کو گیا اور
کے دہان سے خرچہ لائے اور متفق ہوکر زادراہ لیکر غار کی طرف روانہ ہوے اور اُنکا ایک کتا تھا وہ بھی اُنکے پیچھے ہولیا
مین پہونچے تو وہین ٹھہر رہے اور کعب احبار نے کہا کہ یہ لوگ راہ مین ایک کُتے کی طرف سے گذرے
اُنھون نے ہانک دیا پھر وہ ساتھ ہوگیا پھر اُسکو مارا تو پھر وہ ساتھ ہوگیا کئی دفعہ اُنھون نے ایسا کیا
کُتے نے اِن لوگون سے کہا کہ تم مجھ سے کیا چاہتے ہو میرے کسی صدمہ سے مت ڈرو اِسمین تو اللہ تعالےٰ کے
تم سونا اور مین تمھاری نگہبانی کرونگا - اور ابن عباس رضہ نے کہا کہ رات کو دقیانوس کے غلامون مین سے
ایک چرواہے کی طرف سے گذرے وہ بھی اُسکے دین پر اُنکا ساتھی ہوگیا اور اُسکا کتا بھی اُنکے پیچھے ہولیا
اور غار قریب شہر کے تھا سا ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر جب غار مین آگئے اندر جانا مناسب نہ جانا
کے لیے نماز پڑھتے روزہ رکھتے دن رات تسبیح وتکبیر کہتے تھے اور سب نے اپنا زادراہ کا

[illegible] واسطے شہر سے پوشیدہ کھانا خرید لاتا تھا اور وہ اِن سب مین دلیر و خوبصورت عقیل تھا اور جب شہر مین جاتا تو
[illegible] اور فقیرون کے سے کپڑے پہنکر جاتا جو دروازون پر ٹکڑے مانگتے ہین اور شہر سے طعام و پانی وضروریات خرید
[illegible] اپنے ساتھیون کا کچھ تذکرہ پھیلا ہو یا نہین پھر اپنے ساتھیون کے پاس واپس جاتا اسی حال پر جب تک اللہ تعالیٰ
[illegible] لوگ غار مین رہے پھر دقیانوس آیا اور شہر کے بڑے لوگون کو حکم دیا کہ بتون کے واسطے قربانی کرین اِس حکم سے اہل ایمان
[illegible] ہوئے اور تملیخا اپنے لوگون کے واسطے اُسوقت طعام خریدتا تھا وہ اپنے ساتھیون کے پاس روتا ہوا آیا اور اُسکے ساتھ
[illegible] طعام تھا اور اُسنے ساتھیون کو آگاہ کیا کہ وہ ظالم آج شہر مین داخل ہوا اور ہم لوگ بھی یاد کیے گئے ہین اور شہر کے بڑے لوگ
[illegible] تلاش کرتے ہین پس سب لوگ گھبرائے اور سجدے مین گر پڑے دعائین مانگتے تھے وعاجزی کرتے تھے کہ الٰہی ہمکو فتنہ سے
[illegible] پھر تملیخا نے کہا کہ بھائیو سجدہ سے سر اُٹھاؤ اور کھانا کھاؤ اور اپنے رب عزوجل پر بھروسا کرو پس اُنھون نے سجدہ سے
[illegible] اُٹھاکے اُنکی آنکھون سے آنسو جاری تھے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرکے آفتاب غروب ہونے پر کچھ طعام کھایا پھر بیٹھکر باتین کرنے
[illegible] اور اللہ تعالےٰ کی رحمت و قدرت کا باہم ذکر کرنے لگے اتنے مین اللہ تعالےٰ نے اُنپر گران خواب کی نیند ڈالی اور اُنکا کتا اپنے پانون
[illegible] دروازے کے پر پڑا تھا جو حالت اُنکو پہونچی وہ اِس کتے کو بھی پہونچی اور یہ لوگ اُسوقت اچھے ایمان و یقین کے ساتھ
[illegible] اور اُنکا نفقہ اُنکے مردون کے پاس رکھا تھا پھر جب دوسرا روز ہوا تو دقیانوس نے اِن لوگون کو تلاش کیا مگر نہ پایا تو اُسنے اپنے
[illegible] دروازون مین سے اور شہر کے رئیسون مین سے بعض سے کہا کہ مجھے اِن جوانون کی حرکت سے جو بھاگ گئے صدمہ پہونچا چونکہ
[illegible] کے حال سے خوب واقف نہ تھے تو اپنی جہالت سے گمان کیا کہ مین اُنپر غضبناک ہون اور مجھے یہ مُتھا کہ مین اُنکے ساتھ جہالت کا برتاؤ
[illegible] اگر وے رجوع کرکے میرے آلہہ کی تعظیم کرتے تو مین اُنکو بہت کچھ سرفرازی دیتا۔ شہر کے رئیسون نے کہا کہ حضور کی سرفرازی بہت
[illegible] اور یہ لوگ تو ایک بدکار نافرمان قوم تھی اور آپ نے تو اُنکو ایک وقت مہلت کا دیا تھا اگر اُنکو عقل ہوتی اور کچھ تہذیب
[illegible] ہوتے تو اِس مدت مین رجوع کرتے ولیکن اِن لوگون نے تو بہ نہین کی ہے یہ سُنکر اُسکو سخت غصہ آیا اور اُنکے والدین کے
[illegible] آدمی بھیجا جب ہر ایک کا باپ حاضر ہوا تو پوچھا کہ سچ بتلاؤ تمھاری اولاد کہان ہے جنھون نے میری نافرمانی کی ہے اُنھون نے
[illegible] تو حضور کی کچھ نافرمانی نہین کی اور ہم کو حضور کے عدل سے امید ہے کہ ایسے سرکشون کے عوض مین ہم قتل نہ کیے جاوینگے
[illegible] نے حضور کی نافرمانی کی اور ہمارا مال لے گئے اور بازارون مین اُڑا دیا اور جاکر ایک پہاڑ پر چڑھے جسکو پیلوس کہتے ہین۔
[illegible] یہ کہا تو اُسنے اُنکو رہا کر دیا اور سوچتا رہا کہ اِن نوجوان کے حق مین کیا کرے پس اللہ تعالےٰ نے اُسکے دل مین
[illegible] کا منھ بند کردے اور اللہ تعالےٰ نے اِن نوجوانون کے حق مین چاہا کہ اُنکو بزرگ کرے اور اُنکو پچھلی قومین جو آنیوالی
[illegible] نشان قدرت کی پاوے اور ظاہر کردے کہ قیامت ضرور آنے والی ہے اور اللہ تعالیٰ قبر کے مردون کو ضرور اُٹھاویگا
[illegible] کر دیا کہ غار کا دروازہ بند کر دیا جاوے اور کہا کہ جیسے اِس غار مین گھسے ہین ویسے ہی اُنکو مسدود کردو کہ سچ کے
[illegible] غار جسکو اُنھون نے پسند کیا تھا اُنکے واسطے قبر ہو جاوے اور وہ گمان کرتا تھا کہ یہ لوگ جاگتے ہین جو
[illegible] جانتے ہین حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اُنکو خواب کی طرح قبض فرمایا تھا پس خوب نیند مین تھے۔ پھر دقیانوس
[illegible] مسلمانون نے اپنا زمانہ پایا تھے باہم مشورہ کیا کہ اِن جوانون کا حال راگ کی دو تختیون مین لکھکر

Marfat.com

تانبے کے صندوق مین بند کرکے دہان کی عمارت مین دفن کردین شاید قیامت سے پہلے کوئی قوم
صندوق کی تختی سے اُنکا حال کھلے پس یہی کیا - پھر جبتک دقیانوس کی زندگی تھی وہ زندہ
ہوئی اور بعد اُسکے بہت سی پشتین ہلاک ہوئین - مترجم کہتا ہی کہ ظاہرا صحیح قصہ یہ ہی
مقام پر محمد بن اسحاق رح کی روایت سے مذکور ہوا اُسمین غلط ہو گیا ہی اور ایسا معلوم ہوتا ہی کہ
کیا اور عمارت مین دفن کیا یہ اُسوقت واقع ہوا ہی جس زمانہ مین یہ لوگ خواب سے بیدار کیے گئے ہین
مسلمانون نے وقوف پایا ہی اور دہان مسجد و عمارت بنائی گئی ہی ورنہ آگے کی آیات مشعر ہین کہ ظاہر نہ کیا جاوے
رہتا تھا - واضح ہو کہ اصل مطلب قرآن پاک سے ظاہر ہی اور زیادہ تفصیل کی ہمکو فہم معانی و حقائق علوم کے واسطے
اصل قصہ کی تحقیق پر تمام گروہ یہود و نصاریٰ کا جو اُسوقت موجود تھا متفق تھے پس اگر اُسوقت کوئی دین سے باخبرون مین سے
ہو تو وہ جاہل ہی اُسکا کچھ اعتبار نہ ہوگا جیسا کہ ہم نے ایک اصل کلی مین جا بجا بیان کردیا کہ قرآن مجید اہل عصر کے واسطے
کہ اُسکے نزول کے وقت اہل کتاب یہود و نصاریٰ جو بے شمار تھے کسی نے اُس سے انکار نہ کیا تو یہ خبر متواتر ہی اور خواہ نخواہ
جہالت و عداوت کہلاتا ہی - قولہ احصی لما لبثوا - احصی یہان فعل ماضی ہی ای اعلم اضبط لاوقات لبثہم - اور بعض نے اِسکو اسم تفضیل
صیغہ خیال کیا - کشاف مین زمخشری نے کہا کہ یہ ٹھیک نہین ہی اِسواسطے کہ اگر ہو تو احصار باب افعال سے اسم تفضیل ہوا ولیکن
مجرد کے سوائے ابواب سے اسم تفضیل فعل کا لانا قیاسی نہین ہی اور مانند اعدی و اقلس وغیرہ کے شاذ ہین اور شاذ پر قیاس نہین ہوسکتا
ہی اور واضح ہو کہ سراج وغیرہ مین اصحاب کہف کا قصہ حضرت عبید بن عمیر رض سے اِسطرح نقل کیا کہ اصحاب کہف چند نوجوان لڑکے طیلسان
و کنگن وغیرہ پہنے گیسو دار تھے اور اُنکے ساتھ اُنکے شکار کھیلنے کا کتا تھا اور یہ لوگ اپنی اپنی قوم کے ساتھ اپنی عید مین نکلے تھے
قوم کے لوگ بتون کو پوجتے اور اُنپر بھینٹ چڑھاتے تھے اور اُنمین سے ایک شخص بادشاہ کا وزیر تھا پھر اللہ تعالے نے اُنکے دلون
ایمان ڈالا اور اُنھون نے اللہ تعالیٰ سے خوف کیا اور تنہا تنہا اپنی قوم سے علیحدہ ہو گئے اور آخر تک مانند اِسکے نقل کیا جیسا کہ شیخ
نے ذکر فرمایا ہی ف نی العرائس قولہ تعالے نحن نقص علیک نبأہم بالحق الآیہ - قصہ تو ظاہر تفسیر مین مذکور ہوا اور یہان کچھ
و اشارات ہین از انجملہ یہ کہ اول اِس قصہ کو مجمل فرمایا پھر مفصل شروع کیا تو تلویح ہی کہ حبیب کا تذکرہ حبیب سے
نے اِن جوانون کا تذکرہ جنھون نے محبت مین اپنی جانین حق عزوجل کے واسطے قربان کین اپنے حبیب کریم
سے مکرر اجمال و تفصیل سے بیان فرمایا تاکہ حبیب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ مین اہل محبت منازل
میدان شوق و راہ عشق مین گھر بار ماں باپ بار اغیار چھوڑ کر نوجوانان محبت نے قدم رکھا تاکہ
یعنی ہم اُنکی خبر اسرار کی تحقیق تجھپر ظاہر فرماتے ہین تاکہ تو جان لے کہ میدان بے پایان محبوبیت مین کس
دربارگاہ انس مین فائز ہوے اور دریاے دوام مین غوطہ مار کر معارف کے جواہر حاصل کیے دانستہ کہ
ہو کر میرے واسطے خالص ہو گئے اُنکے چہرے خوبصورت اور اُنکے دل انوار آفتاب جمال قدم سے
مقدس تھے اور اُنکے اجسام و ابدان میری مجلس انس مین غائب ہو گئے اُنھون نے
اغیار سے متوحش ہوے اور غار مین قیام کیا کس قدر پاکیزہ اُنکا حال و مقال میرے

...ن نے راہہاے معارف ذات وصفات کو پہچانا اور یہ نور اِنکے واسطے ابتک روز بروز بڑھتا جاتا ہی
...نہایت نہین ہی اور یہ بھی اشارت ہی کہ اُنکے واسطے مشاہدہ وقرب ووصال ومعرفت وکمال ومحبت کو زیادہ
...ثابت تھے کہ اُنھون نے حق عزوجل کے واسطے اپنی جانون کو قربان کیا اور اُنکی طلب درحقیقت معدن محبت
...اور تاریکیون سے مُنہ موڑ کر راہ معرفت مین آتے تھے اور وجود کو موجود قدیم کے واسطے قربان کرتے تھے - شیخ ابن عطار رح نے فرمایا
...یعنی نور بڑھا دیا اور زیادت الٰہی کی مقدار کون اندازہ کرسکتا ہی اسی واسطے آفتاب اُنکے غار سے پہلو بچا کر جاتا تھا
...اُنکے نور سے کہ ایسا نہو کہ اُنکے نور سے آفتاب کا نور مطموس ہوجاوے - اور یہ بھی فرمایا کہ قولہ نحن نقص علیک نبأہم بالحق - یعنی
...بیان فرماوین تاکہ اُنکو تو بچشم مشاہدہ دیکھ لیوے - شیخ سہل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالے نے اُنکو فتیہ کے نام سے یاد فرمایا کیونکہ وہ
...اللہ تعالیٰ پر بلا واسطہ ایمان لائے اور قیام اُنکا اللہ تعالے کی طرف اسطرح ہوا کہ اُنھون نے جوانمردی سے علائق کو قطع کردیا - شیخ
...حفیف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ فتوت جس سے فتیہ کا نام ہوتا ہی یہ ہی کہ بھائیون کی لغزشون سے چشم پوشی کرے - شیخ ابوعثمان رح نے فرمایا کہ
...فتوت یہ ہی کہ شرع کی اتباع کرے اور سنن کی راہ اختیار کرے اور سینہ کشادہ رکھے یعنی کسی واقعہ سے تنگدل نہو اور لوگون کے ساتھ تنگدلی
...نہ کرے اور نیک خلق کا برتاو رکھے - شیخ جنید رحمہ اللہ نے کہا کہ قولہ زدناہم ہدی یعنی ہم نے اُنکو پیشوا بنا دیا کہ اِس راہ پر اُنکی ہدایت
...اختیار کیجاتی ہی اور خود اُنکو ہدایت کی راہ لینے والا کردیا - بعض نے اُسکے معنی مین کہا کہ اُنپر راہ قرب ووصال کو آسان کردیا - اقول
...سب معانی متلازم ہین - فافہم - بعض نے کہا کہ نحن نقص علیک مین تلویح ہی کہ اجاب کا ذکر زبان حبیب سے محبوب ہی اور زیادت
...تبیین کمال مرغوب ہی - اور بعض کا قول ہی کہ فتیہ اسواسطے ہوے کہ وے اللہ تعالی کے ساتھ قائم ہوے اور کہین نہین ٹھہرے یہانتک کہ
...اُنکو وصول الی اللہ حاصل ہوا - شیخ استاد رح نے کہا کہ اول اُنکو ملاطفت سے حاضر کیا پھر قولہ زدناہم ہدی سے اُنکو کشف انوار بڑھائے
...پس اول اُنکو آگاہی دیدی پھر اِس آگاہی کو یہانتک بڑھایا کہ یقین ہوگیا پھر اُنکے یقین ومعرفت وایمان وثبات قلبی کو یہانتک بڑھایا کہ
...فرمایا وربطنا علی قلوبہم اذ قاموا - یعنی جب مقام محبت مین بشرط وفاے عبودیت قائم ہوے اور مشاہدہ مین اُنکے ابصار واسرار نے نفوذ کیا
...تو ہمارے عنایہ سے مطمئن ہوے - پھر اُنکے ارتباط قلبی کو اپنی طرف مضاف فرمایا یعنی یون کہا کہ ہم نے اُنکے قلوب مرتبط کردیے کیونکہ اپنی
...ذات پاک کی معرفت خود ہی بلا واسطہ اُنکو دیدی پھر جب وے لوگ عالم ملکوت مین داخل ہوے اور سبحات عظمت جبروت کو دیکھا تو
...معلوم ہوتا ہی کہ ایسی حالت مین قلوب اول ہی دفعہ ظہور انوار عزت وہیبت مین فانی ہوجاوین پس اِس سرزمین پر کوہ استقامت ڈالا اور
...محبت سے اُنپر میخ گاڑدی کہ معرفت مین مرتبۂ استقامت حاصل ہو جب کہ وے بازوے شوق سے مقام وصلت کی طرف جنبش
...کرتے تھے اور یہ حالت امواج عظمت کے انوار کی ہی کہ بحر قدم کے تھپیڑے یہان برداشت کرنا مشکل ہی اسی واسطے اُنکو ترحم سے مشاہدہ
...صفت فعل مین ڈالا کہ عدم سے وجود مین کس نے اِن چیزون کو نکالا ہی فقال عزوجل فقالوا ربنا رب السموات والارض - اگر انکو
...مشاہدہ قدم مین نہ ہوتا تو وہان سے غائب ہوکر رسوم عدم کی جانب توجہ نہ کرتے ولیکن پھر بھی اُنکے قلوب کو ربط اپنے معدن سے تھا
...کہ عدم کے مشاہدہ مین تھے اسواسطے فرمایا ان ندعو من دونہ الٰہا - درمیان مین سب کو معدوم دیکھتے تھے اور اُسی کو موجود پاتے
...تھے کہ غیر موجود سائد دیکھین تو لقد قلنا اذا شططا - ہم جب ہی ایسا کہہ سکتے ہین کہ ہمکو راہ کج ملے اور حدوث سے قدم کو افراد کرنے
...شیخ ابوعبدالرحمٰن رح نے فرمایا کہ اُنکے اسرار کو حق تعالے نے نشان حق سے موسوم فرمایا بقولہ اذ قاموا - پس قیام اُنکا حق

کے واسطے حق کے ساتھ ہوا - فقالوا یہ اظہار ارادت ودعوت ہی - [illegible]
حق عزوجل ہی اور اپنے علم سے رجوع بحقیقت علم حق تعالے ہی یعنی انھون نے سرایت بن العلم
وزمین کا ہی اور اسکے جاننے کو ہمارا علم نہین بلکہ خود اسی کا علم ہی تو اللہ تعالے کی معرفت خود
رجوع لاتے ہین - لن تدعوا من دونہ الٰہا - کسی بات مین ہم اسکے سوائے غیر پر اعتماد نہین کرتے ہین
ہی اور معرفت مین اسی کے علم پر اعتماد ہی - لقد قلنا اذا شططا یعنی اگر اسکے سوائے ہم اور کچھ کہین
ہو گا پس قول وہ ہی جو بحق ہو تو ہم اسی پر اعتماد کرین ورنہ اسکے سوائے جو قول ہو وہ بے اعتماد ہی اور
کہ قیام الخلق کی جانب بحق ہوا اور یہ قیام ادب ہی اور اللہ تعالے کا پکارنا دعائے صدق ہی اور انھون نے
اپنی محتاجی ظاہر کی اور نہایت لحاجت سے اسکی طرف پناہ ڈھونڈھی - اور اول مرحلہ مین انھون نے کہا کہ ربنا
یہ افتخار وتعظیم کے طور پر ہی کہ وہ رب ہمارا رب ہی جس نے ان بڑی بڑی مخلوقات کو پیدا کیا ہی اور اسمین
کیونکہ انکو سوائے محسوسات کے کچھ نظر نہین آتا ہی پس انھون نے کمال تعظیم سے یہ بیان کیا پھر حق تعالے
وتعظیم کا عوض کافی عطا فرمایا کہ انکو عمدہ جواب حسن خطاب سے اسطرح دیا کہ آپنے اپنی آیات عظیمہ سے وہ کچھ ظاہر فرمایا جس سے
کو تعجب ہی چنانچہ فرمایا ولو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارا ولملئت منہم رعبا - یعنی اے رسول کریم آپنے اپنی عظمت کا سایہ
اور اسقدر ہیبت الٰہی آپنے چھائی ہوئی ہی کہ اگر آپنے جھانکے تو الٹے پانون بھاگے اور رعب سے بھر جاوے - شیخ نے بیان کیا ہی
کہ بعضے مشائخ نے اس آیت سے استدلال کیا ہی کہ وقت سماع اور ذکر کے جو لوگ وجد مین آکر متحرک ہوتے ہین وہ جائز ہی - مترجم
کہتا ہی کہ توضیح یہ ہی کہ مزامیر وباجا وغیرہ تو اکثر فقہا ومشائخ صوفیہ کی تصریح سے ناجائز ہی اور اسکا ضرر جذبون پر زیادہ ہوتا ہی
پر اسکا اثر کم ہو لیکن ناجائز اسکا ظاہر ہی اب رہا گانا تو ظاہر فقہ مین فقہا نے تصریح کی ہی کہ وہ بھی نہین جائز ہی جیسا کہ حنفیہ
فقہ مین مصرح ہی اور بعض نے تفصیل کی کہ جو بطور راگ کے تال وسُر وگت وغیرہ پر ہو وہ حرام ہی اور جو خوش آوازی سے ہو وہ جائز
اسی طرف اکثر فقہا حنفیہ وشافعیہ ومشائخ نے میل کیا ہی اور شیخ نے یہان بعض مشائخ سے اسکا جواز اس آیت سے نقل کیا
اسکی یہ بیان کی کہ جب قلوب کا ارتباط عالم ملکوت ومقام قدس سے ہو گا تو اسکو ہر طرح کے اذکار اور طرح طرح کے سماع ہونگے اور
کرینگے اور شیخ نے خود تحقیق کیا کہ اصل اسمین قولہ تعالے وربطنا علی قلوبہم اذ قاموا ہی یعنی بحیث ربط قلبی کے قیام ہوا تو یعنی
نے بیان کیے ہین خوب ہین بشرطیکہ قیام یہان قیام بصورت ہو یعنی بصورت ظاہری قائم ہو گئے بسبب ربط باطنی کے اور اگر قیام
از راہ حفظ ورعایت ہو یعنی اس بات پر جم گئے اور مستقیم ہو گئے اور ربط یہان اس راہ سے ہو کہ انکے مقام قدم سے قدم ملے
تمکین مین پہونچا دیا تو ایسی حالت مین اس آیت سے استدلال کرنا اس امر پر کہ حالت وجد مین سکون جائز ہی
جب کہ ربط یعنی تسکین ہو اور قیام بمعنی استقامت ہو - انتہی مترجما اور مترجم کہتا ہی کہ حاصل یہان استدلال
وربطنا علی قلوبہم اذ قاموا - تو اس سے معلوم ہوا کہ ربط قلبی کی صورت مین جذب باول سے آدمی
عالم ملکوت کے ساتھ ہوا تو جذب شوق مین کھڑے ہو گئے فقالوا ربنا رب السموات والارض
ربط عالم ملکوت سے ہو تو وجد مین کھڑے ہو جانا جائز ہی - شیخ رحمہ اللہ نے اس استدلال

Marfat.com

...ی ہیے آدمیون مین مکرا ہوجانا پانون کے بل ہوا کرتا ہی اور ربط سے قلب کو تعلق عالم ملکوت سے ...ہوسکتا ہی اور اچھا ہی اور اگر یہان قاموا سے مراد یہ کہ اس بات پر قائم ہوگئے تو یہ ظاہری صورت کا قیام ...ہی یعنی اس بات پر مستقیم ہوگئے اور جم گئے اور ربط سے مراد تسکین دلی واطمینان قلبی ہی جو کہ مرتبہ استقامت ...ہی تو معنی یہ ہونگے کہ وے لوگ محل تلوین واضطراب سے بلند ہوکر مقام تمکین واطمانینت پر پہونچ گئے پس آیت ...ہوا کہ حالت وجدین سکون کے ساتھ رہے - مترجم کہتا ہی کہ یہی دوسرے معنی اولی ہین اسواسطے کہ مقام تلوین ...ابتدا مقام تھا جو اسکے واسطے اول بیان فرمایا تھا پھر قولہ ربطنا علی قلوبہم - کے بعد قولہ ربطنا علی قلوبہم - بیان فرمایا ہی تو یہ مرتبہ ...ین واستقامت ہی واللہ تعالی اعلم بالصواب - اور شیخ رح نے اسپر بعض مشائخ کے قول سے شاہد پیش کیا کہ بعض نے اسکی تحقیق مین ...قولہ ربطنا علی قلوبہم - ہم انکے دلون پر ربط کیا یعنی اس خیر سے کہ جس سے ہم نے انکے دلون کو یقین کامل دیا تو پھر دلون مین ...نے وسوسون وگمان کو اور شیطانی خطرات واوہام کو گنجایش نہ رہی - قولہ تعالے واذا اعتزلتموہم ومایعبدون الا اللہ فاووا ...الکہف - اللہ تعالی نے اصحاب کہف کے صدق واخلاص سے آگاہ فرمایا کہ وے لوگ نہایت سچائی کے ساتھ خلوص دل سے ایمان لائے تھے اور اللہ تعالی پر ایمان لانے سے اور نجات حاصل ہونے سے کہ کفر وضلالت سے چھوٹے نہایت خوش ہوے تھے اور بہت فرحت انکو اس بات سے تھی کہ مقام خلوت مین مجتمع ہوے پس اسکے حقائق اشارات مین سے ہی کہ جب تم نے مقامات نفوس وخواہش کو اور انکے قرب ویگانگت کو چھوڑا اور سچے یقین کے ساتھ منفرد ہوے ہو تو تم کو چاہیے کہ اللہ تعالی کے سایۂ کریم وجوار قدم مین پناہ لاؤ - قولہ ینشر لکم ربکم من رحمتہ - یعنی لطائف علم غیبیہ تم کو عطا فرماوے اور نکہت مشاہدہ تم کو بخشے اور انوار قرب ومحبت سے سرفراز کرے قولہ ویہیئی لکم من امرکم مرفقا - یہی کام ایمان کا جسکے وسیلہ سے تم اپنی مراد چاہتے ہو کہ منزل قرب ودیدار سے فائز ہو اسمین تم کو مرفق وآسانی عطا فرماوے اور وہ دولت انس ومحبت قدسی ہی اقول اسمین اشعار ہی کہ بار عبودیت کی برداشت ...رہ محبت سے بآسانی اٹھ سکتا ہی - شیخ استادرح نے فرمایا کہ جب غیر سے عزلت اختیار کی جاوے تو یہ اللہ تعالی سے قرب کا وسیلہ ہوتی ہی ...کہ قرب الہی نہین حاصل ہوتا جب تک غیرون سے عزلت وانقطاع نہ ہو - مترجم کہتا ہی کہ حکمار نے لکھا ہی کہ انقطاع اغیار ...دو طریقہ ہین بعضے تو لوگون کی جماعت مین انکے حقوق ادا کرنے کے باوجود ہر ایک سے منقطع رہتے ہین اور یہ اعلی مرتبہ ...ہی دوم یہ کہ بخوف فتنہ لوگون سے عزلت اختیار کرے اور یہ دلیل ہی کہ بسبب فتنہ کے بوجھ نہین اٹھ سکتا ہی ...شیخ نے لکھا کہ پھر اللہ تعالے نے اپنے مزید لطف سے جو اصحاب کہف پر تھا آگاہ فرمایا کہ اللہ تعالے نے انپر سے تاثیر ...مر کو رفع کیا جسکی اصل گویا طبیعت آفتاب وماہتاب وسیارات سے ہی اور انپر سے حرارت آفتاب واسکی شعاع کو دور کیا تاکہ ...اجسام کو احکام روحانی سے تغیر نہ ہو گویا انکو عالم قدس کے حجلۂ انس مین داخل کردیا اور یہ عالم قدس اسی غار مین بنا دیا اور ...تعالی قادر ہی کہ ایک چیونٹی کی آنکھ مین ہزار جنت پیدا کردے پس جب انکو حجلۂ انس مین جگہ دی توحد وثنیت کے تغائر کو انسے ...اور غیرت قدم سے کسی خلقت کو انپر مطلع نہین فرمایا اور اسی غیرت سے ہی کہ آفتاب کو انپر طلوع سے محجوب کردیا حالانکہ آفتاب ...ہی پس جب آفتاب کو کہ سبب نمود عالم ہی انسے محجوب کردیا تو دوسری مخلوقات کو انپر کیسے اطلاع ہوسکتی ہی لہذا خاصہ

کرامات کو جو عطا فرمائین بیان کیا

Marfat.com

وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُّ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ
اور تو دیکھے دھوپ جب نکلتی ہے بچ جاتی ہے اُنکے کھوہ سے داہنے
ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ۭ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ
بازو کو اور وہ میدان میں ہیں اُسکے تہ ہے قدرتوں سے
اللّٰهِ ۭ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ
اللہ وہی آوے راہ پر اور جسکو وہ بھلاوے پھر تو نہ پاوے اُسکو

ع ۱۲ ۲ ۵

وَتَرَے اور دیکھتا ہے تو۔ خطاب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا ہر ایک ذی عقل کو۔ سراج میں کہا کہ مراد اس سے کہ جو مخاطب ہے وہ اس کیفیت کو دیکھتا ہے ولیکن بول چال اسی محاورہ پر ہوتا ہے۔ اقول اور بعض نے کہا کہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے اور جیسے پردہ دور کرکے بیت المقدس وغیرہ آپ کے روبرو معائنہ کرائے گئے تھے اسی طرح یہ بھی آپکے معائنہ کرائے گئے صورت میں خطاب میں مجاز نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ تو اس کیفیت کو اللہ تعالےٰ کے دکھلانے سے دیکھتا ہے کہ اَلشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ سورج جس وقت طلوع کرتا ہے یعنی اول وقت۔ تَّزٰوَرُّ مالک رح نے زید بن اسلم سے روایت کی اور ابن عباس رض و مجاہد و قتادہ رح نے کہا یعنی میل کرتا و جھکتا ہے۔ عَنْ كَهْفِهِمْ اُنکے غار سے ذَاتَ الْيَمِيْنِ داہنی ہاتھ کی طرف یعنی اُنکے اپنے دائین طرف اُنکے کھف کے سامنے سے جھکتا ہے۔ وَاِذَا غَرَبَتْ اور جب آفتاب غروب ہوتا ہے یعنی قرب غروب کے تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ کترا جاتا ہے اُنسے بائین جانب یعنی تو آفتاب کو دیکھتا ہے کہ جب اول وقت طلوع کرتا ہے تو اُنکے کھف سے دائین جانب جھکتا ہے تاکہ اُنکو حرارت و تیزی نہ پہونچے اسی طرح برابر چڑھتا رہتا ہے اور غروب کے واسطے جب ڈھلتا ہے تو اُنکے غار سے بائین جانب کترا تا ہے اور دایان و بایان طلوع کے وقت سے لحاظ کیا گیا ہے پس طلوع کے وقت دائین جھکتا ہے اور بائین چھوڑتا ہے اور غروب کے وقت بائین کترا جاتا ہے۔ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ اور وے لوگ کھف کے بیچ میں کشادگی میں ہیں کہ اُنکو ہوا سے ٹھنڈک پہنچتی رہتی ہے۔ ابن عباس رض نے کہا کہ مراد یہ کہ آفتاب اُنپر نہیں پہونچتا کیونکہ اگر دھوپ پہونچتی تو اُنکے بدن و کپڑے بدلتے پھر یا ہو کہ مفسرین کے یہاں دو قول ہیں اول وہ جو شیخ ابن کثیر رح نے اختیار کیا کہ اس غار کا دروازہ جانب شمال کو ہے اللہ نے آگاہ فرمایا کہ آفتاب جب طلوع کے وقت اُنپر داخل ہوتا ہے تو دھوپ دائین جانب گھٹتی جاتی ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ جتنا آفتاب ہوتا جاتا ہے اتنی ہی دھوپ گھٹتی جاتی ہے اور دائین جانب جھکتی جاتی ہے تا آنکہ دوپہر تک ایسے مقام پر کچھ بھی دھوپ نہیں رہتی اور غروب کے فرمایا کہ تقرضہم ذات الشمال یعنی داخل ہوتا ہے اُنکے غار میں شمال دروازہ سے بتامل کہ ہوا جاتی ہے اور ابن عباس و مجاہد و قتادہ رح نے کہا کہ تقرضہم یعنی ترکہم انکو چھوڑ دیتا ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ غار کا کترا جانا نہایت نفیس ہے۔ بنا بر اس تفسیر کے آفتاب کی کیفیت میں کوئی امر عجیب نہیں ہے ولیکن یہ تو ہے کہ اگر دھوپ ہے تو بعد طلوع کے اسمیں تھوڑی دیر بعد کچھ بھی گرمی نہ ہوگی بلکہ سردی ہوگی اور علی ہذا غروب کے وقت ہے تو ایسے طور پر ہونا ضرور ہے کہ اندھی پانی سے بچاؤ ہو غیر ازیں کہ اللہ تعالےٰ نے تمام چیزوں کی چیز جب ہی اثر کر سکتی ہے کہ وہ تاثیر دے فافہم۔ دوم وہ جو بعض مفسرین نے اختیار کیا کہ [illegible]

Marfat.com

[illegible] کہ آفتاب ہر وقت تمام دن دھوپ دے سکتی ہے تاہم اللہ تعالےٰ نے اُسپر کرامت فرمائی اور آفتاب مسخر ہے کہ بقاعدہ
[illegible] آفتاب کی تاثیر کچھ نہین ہے کہ وقت طلوع کے دائین جانب اور وقت غروب کے بائین جانب میل کرتا ہے اور اُنکو وسیع
[illegible] بدلیل قولہ تعالےٰ۔ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ط یہ بات کہ آفتاب باوجود اُنکے مکان وسیع کشادہ ہونے
کے جہان اوراء غار کے آفتاب پہونچنا چاہیے نہین پہونچتا تو یہ آیات الٰہی سے ہے اور اسکی قدرت و اختیار کے دلائل سے ہے۔ زجاج
نے کہا کہ آفتاب کا یہ فعل بدون اسکے کہ دروازہ کہف کا ایسی جانب ہو کہ جس سے یہ لازم آتا ہو اللہ تعالےٰ کے افعال قدرت مین سے
آیت ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ وہان ابر وغیرہ کی جہت سے ایسے اسباب بھی ہون جس سے اُنکو معتدل و خوشگوار ہوا پہونچتی ہے شیخ ابن کثیر
نے کہا کہ اللہ تعالےٰ نے ہم کو اِس غار کا مقام نہین بتلایا کہ وہ کس ملک کی کس زمین پر ہے کیونکہ ہمکو اِس سے کچھ فائدہ نہین ہے علاوہ اِسکے
لوگ شرک و کفر مین مبتلا ہوتے اور وہان مجاورت و آبادی پیدا کرکے ایذا دیتے اور امتحان مین بھی نقص ہوتا اور اس سے کوئی شرعی فائدہ
متعلق نہ تھا بلکہ اِسکے اخفا مین عین مصلحت ظاہر ہے ولیکن بعضے مفسرین نے تکلف کیا ہے اور اقوال ذکر کیے ہین ازانجملہ ابن عباس سے
روایت کیا جاتا ہے کہ وہ ایلہ کے قریب ہے اور محمد بن اسحٰق نے زعم کیا کہ وہ نینوی کے قریب ہے اور بعض نے کہا کہ روم کے شہرون مین سے
ایک جگہ ہے اور بعض نے کہا کہ بلقار کے شہرون مین سے کسی جگہ ہے۔ سراج مین ہے کہ سعید بن جبیر رح سے روایت ہے کہ ابن عباس رض نے
کہا کہ ہم نے معاویہ رض کے ساتھ روم کی جانب جہاد کیا اور ہمارا گذر اُس کہف کی طرف ہوا جسمین اصحاب کہف ہین تو معاویہ رض نے کہا کہ کاش
ہم اُنکو کشف کرتے تو اُنکو دیکھتے تو ابن عباس نے کہا کہ اِس سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کیا گیا جو تجھ سے بہتر تھے بقولہ تعالےٰ
لو اطلعت علیہم لولیت منہم فرارا۔ پھر معاویہ رض نے کچھ لوگون کو خفیہ غار کے اندر روانہ کیا کہ جاکر دیکھو وہ لوگ دل مضبوط کرکے کچھ دور گئے
اور بھاگ کر بیان کیا کہ اُدھر سے ایک جھونکا آیا جس نے ہمکو باہر پھینکدیا۔ مترجم کہتا ہے کہ اِس روایت کی اسناد دیکھنی چاہیے ولیکن
مترجم کہتا ہے کہ دوسری ایک روایت صحیح ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مین سے بعض پر اصحاب کہف کشف کردیے گئے تھے اُسنے رضی اللہ عنہ
چاہا کہ اپنے ساتھیون کو بھی دکھلاون فوراً واپس ہوکر بعض کو ساتھ لیکر گیا تو پھر کسی طرح راہ کا نشان نہ پایا واللہ تعالےٰ اعلم۔ بالجملہ
یہ امور مخفی ہین اور یہ بھی عجائب قدرت الٰہی مین سے اس روے زمین پر ہے جسمین اہل عقل جنکو نور بصیرت حاصل ہے حیران رہجاتے
ہین اور اہل غفلت اپنے کامون مین مصروف ہین۔ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِ جسکو اللہ تعالےٰ نے ہدایت دی وہی
راہ پر ہے وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَنْ تَجِدَ لَهٗ وَلِيًّا مُّرْشِدًا اور جسکو اُسنے بھٹکایا اور راہ نہین دی تو ہرگز تو اُسکے واسطے
کوئی ولی نہ پاویگا جو اُسکو راہ پر لاوے۔ فی العرائس قولہ تعالےٰ وترى الشمس اذا طلعت تزاور عن كهفهم الآية۔ اسمین حقائق کا
اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اُنکو کہف اسرار مین محقق کیا اور وسیع مقام انوار مین اُنکو جگہ دی اور مشاہدۂ جمال مین حاضر کیا اور آفتاب
[illegible] جو مطلع قدم سے طلوع کرتا ہے اور مغرب ابد مین پھر رجوع کرتا ہے اور وہی ایک شان قدیم ہے اور حدوث کو اسکی تاب
[illegible] اِس آفتاب سے اُنکو ایسے حال مین رکھا کہ خوشگوار بقاء دوام سے زندہ رہین اور فنا نہ ہوجاوین گویا اُنکو مشاہدۂ نور جمال مین بہت
[illegible] جلال سے محفوظ رکھا کہ متلاشی و فانی نہ ہوجاوین اور ہوشیاری و بقاء کے ساتھ باقی رہین اور اگر ایسا فضل عمیم نہوتا
[illegible] باقی نہ رہتے پس خود اُنکی نگہداشت اپنی ذات سے فرمائی اور اب روے سُر فضار مقام وصال مین ہین کہ آفتاب
[illegible] کہف تربیت سے دائین جانب ازل و بائین جانب ابد مین مائل ہے اور وے لوگ وسط مشاہدہ جمال و جلال مین قہر

سلطان ذات سے محروس ومحفوظ ہین ورنہ اول ظہور مین فنا ہوجاتے اور اس سے بڑھکر
اور بقا بالحق مع الحق ہی اور انس بالحق للحق ہی اسطرح کہ شاہد بالسر علی السر ہین اور اپنے جواہر
کہ اُنکو اُنکی خودی سے محجوب کر دیا اور احساس اُنسے دور کر دیا اور حوادث کو اُنسے رفع کیا تاکہ
واضح و بعید بہت خفی و مشاہدہ نہایت لطیف اور رخ نہایت قریب و وقت نہایت خوشگوار
جو اللہ تعالی کے ساتھ ذوق مستقیم رکھتا ہو قال تعالے من یہدی اللہ فہو المہتدی۔ جس نے اپنی نفس
وہ اللہ تعالے سے عارف ہی اور جو کوئی ازل مین محروم رہا وہ ہر چند اپنی جان کو مجاہدہ مین ہلاک
ہی۔ قال تعالے ومن یضلل فلن تجد لہ ولیا مرشدا۔ جو شخص لائق وصال نہ ہو اُسکی سب خوبیان گناہ ہین
یعنی سات مردان خدا کہان غیب مین غائب ہوے اور مشاہدہ رب عزوجل مین فائز ہوے۔ اُنکی جستجو کرنے والے بیدل
و کواشف مین دور دور پھرے اور کہین اُنکو دیکھنے نہ پائے بہت زمانہ گذرا اور آسمان نے چکر کھائے اور بہت لوگون نے
اِنکو ڈھونڈھنے پھرین مگر کسی کے ہاتھ نہ آئے۔ یہ غیرت حق اُنپر چھائی ہی وہ سلاطین ملک معرفت ہین کہ تاج کرامت
غیب مین سلطنت کرتے ہین۔ شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ قولہ تری الشمس اذا طلعت تزاور عن کہفہم۔ یہ بات اسوجہ سے ہی کہ
نے اُنکو نور ہدایت سے ایک نور نہایت قوی عطا فرمایا ہی اور آفتاب کے واسطے ایک روشنی ہی حالانکہ اُنکا نور ہی تو آفتاب زیادہ
غالب ہی تو آفتاب کو کسوف آجائیگا لہذا اِس خوف سے آفتاب اُنکے کہف سے ایک طرف جھکا رہتا ہی۔ بعض مشائخ نے کہا
کا دایان اُسکا قلب ہی اور بایان اُسکا نفس ہی اور رعایت دونون پر دور کرتی ہی اور اگر یہ نہو تو وہ ہلاک ہوجاوے۔ شیخ ابن عطاء
نے قولہ من یہدی اللہ فہو المہتدی الآیہ مین کہا کہ اللہ تعالے سے کوئی محجوب نہین ہوتا مگر وہی جو یہ چاہے کہ اپنی حرکات سے اُس تک
پہونچے ولیکن اُس تک کوئی نہین پہونچتا مگر وہی جو اُسکی صفت سے اُس تک پہونچنا چاہے۔ سہل واسطی رح نے کہا کہ ہدایت
کی ہی اول ایمان بلا علت ہی اور آخر بلا علت ہی اور یہ حق عزوجل کی صفت ہی اسمین کسی خلق کو دخل نہین ہی اور ظاہر ہوگیا کہ جس
ہدایت پائی وہ ہی جو اپنے تمام اوصاف سے جدا ہوکر متصف بصفات حق عزوجل ہوگیا۔ پھر حق تعالی نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے لیے اُنکے حالات زائد بیان فرمائے کہ وے لوگ اپنی ارواح سے آلر قدم مین غائب ہین اور اسرار عقول
ونفوس واجسام اُنکے اپنے اپنے مواقع مین اللہ تعالی کی شان ربوبیت کے حضور مین کہ ہیبت عبودیت مستغرق ہین تعالی
وَتَحْسَبُهُمْ اَيْقَاظًا وَّهُمْ رُقُوْدٌ ۚ وَّنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ ۚ وَكَلْبُهُمْ
اور تو اُنکو جاگتے خیال کرتا ہی حالانکہ وے سوتے ہین اور ہم اُنکو کروٹین دیتے ہین داہنی پہلو پر اور بائین پہلو پر اور
بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ ۚ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ
پھیلائے ہوے اپنے دونون بازو دروازے پر اگر اُنپر تو جھانکے تو ضرور اُنسے بھاگے
وَنُحَسِّبُهُمْ یہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی یا ہر ایک ذی عقل کو ہی اور معنی یہ کہ تو اُنکو خیال کرے
اَيْقَاظًا جاگتے ہوئے ہین وَّهُمْ رُقُوْدٌ اور حال یہ کہ وے سوتے ہین۔ شیخ ابن عطاء رح نے
کہا کہ جب اللہ تعالی نے اُنکے کانون پر پردہ کر دیا تو اُنکی آنکھین کھلی رہین تاکہ بند ہونے سے

Marfat.com

اور ایک آنکھ کھلی سوتا ہی جیسے عرب کے شاعر نے بھیڑیے کے حال مین لکھا ہی کہ ؎ ینام باحدے واحدے ویقظان نائم ۔ یعنی ایک آنکھ بند کیے سوتا ہی اور دوسری کھلی ہوئی آفات کو بچاتا رہتا ہی تو وہ جاگتا سوتا ہی وَنُقَلِّبُهُمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ وَذَاتَ الشِّمَالِ یعنی اور ہم اُنکی نیند مین اُنکو دونون طرف کروٹین بدلتے ہین تاکہ کروٹین اُنکے اجسام کو نہ کھا دے یہ سعید بن جبیر رح سے مروی ہی اور امام رازی رح نے کہا کہ یہ قول اس واقعہ سے بھی زیادہ ہی کیونکہ اللہ تعالے جب قادر ہی کہ اُنکو تین سو برس سے زیادہ سونے مین زندہ رکھے تو وہ زیادہ قادر ہی کہ زمین اُنکے اجسام کو نہ کھائے بغیر اسکے کہ اُنکی کروٹین بدلی جاوین انتہی وکرخی وخطیب نے جواب دیا کہ اللہ تعالی کی قدرت مین کچھ شک نہین ولیکن عادت جاری سبب کر دیا ہی اور یہ موافق عادت کے ہی اور ارواح کو روک رکھنا خلاف عادت ہی تو اسپر قیاس نہین ہو سکتا ہی ۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ بھی خلاف عادت ہی کہ کوئی جسم صدہا سال زمین پر سے نہ اُٹھے اگرچہ وہ کروٹین لیتا رہے اور نہ کھا دے نہ پیوے پس امام رازی رح کا یہ مطلب ہو کچھ اللہ تعالے نے اُنکے عجائب احوال مین ذکر فرمایا اُسکے سبب کو منحصر نہ کرنا چاہیے ہان اگر اسطرح کہا جاوے کہ تقلیب مین یہ بھی فائدہ نظر آتا ہی اور اصل حقیقت اُسکی اللہ تعالے عزوجل کے علم مین ہی تو یہ درست ہی ۔ ولیکن شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ ابن عباس رض نے کہا کہ اگر کروٹین نہ لوائی جاوین تو زمین اُنکو کھا جاوے ۔ اور لکھا کہ بعض سلف سے روایت ہی کہ سال مین دو مرتبہ کروٹ بدلوائی جاتی ہی ۔ سراج وسالم وغیرہ مین ہی کہ یہ ابوہریرہ رض سے مروی ہی کہ دو بار تقلیب سال مین ہوتی ہی اور مجاہد رح سے مروی ہی کہ نو برس مین کروٹ اور نو برس دوسری کروٹ رہتے ہین ۔ بعض نے کہا کہ سال مین عاشورا کے روز ایک دفعہ کروٹ بدلی جاتی ہی ۔ زجاج نے کہا کہ کثرت سے کروٹین بدلی جانے کی وجہ سے آدمی اُنکو جاگتا خیال کرتا ہی ۔ امام رازی رح نے کہا کہ ان تقدیرات مین عقل کو دخل نہین ہی صرف اللہ تعالی کی طرف سے اعلام ہونے سے معلوم ہو سکتے ہین اور اللہ تعالے نے قرآن مین کچھ نہین فرمایا اور نہ صحیح حدیث مین بیان آیا تو کیونکر یہ بات معلوم ہو کہ کب کروٹ بدلی جاتی ہی ۔ مترجم کہتا ہی کہ یہی صحیح ہی اور ظاہر یہ تقدیرات یہود ونصاریٰ کی روایت سے مسلمانون نے بیان کی ہین واللہ تعالی اعلم پھر کروٹین لوانا قدرت الٰہی سے ہوتا رہتا ہی اور قرطبی نے کہا کہ ملائکہ بحکم الٰہی بدلواتے ہون اُسکو اللہ تعالے نے اپنی طرف نسبت فرمایا ہو ولیکن اول اقوی واظہر ہی ۔ وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ بِالْوَصِيْدِ اور اُنکا کتا پھیلائے ہی اپنے دونون ہاتھ دروازہ کے صحن پر ۔ ابن عباس ومجاہد وسعید بن جبیر وقتادہ نے کہا وصید دروازہ کا فناء اور یہ لفظ وصید واصید دونون ہی اور اُنکے کتے نے غار کے دروازے پر اپنی عادت کے موافق ہاتھ پھیلائے تھے ابن جبیر نے کہا کہ اُنکے دروازہ کی نگہبانی کرتا ہی اور یہ اُسکی طبیعت کی بات ہی کہ کتے دروازے [illegible] رہتے ہین اور وہ غار کے باہر تھا کیونکہ ملائکہ ایسے گھر مین نہین جاتے جسمین کتا ہو جیسا کہ حدیث صحیح مین ہی اور نہ ایسے گھر مین جسمین تصویر مورت ہو جسمین جنبی ہو اور نہ اُسمین جسمین کا فر ہو جیسا کہ حدیث حسن مین آیا ہی ۔ بعض نے لکھا اللہ تعالی نے اُنکے کتے کو اُنکے ساتھ ذکر کر کے کتے نے مردان خدا کو محبوب رکھا پس اللہ تعالی نے اُسکو بھی اُنکے ساتھ ذکر کیا پھر مسلمانون کی کیا حالت اندازہ کیجاتی ہی کہ مقتدایان ہی دکلمہ اسلام ہی اور رسول کریم مصطفے حبیب اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے اور آپ کے آل واصحاب سے ہین پس اسمین ان مسلمانون کے واسطے تسلی وتشفی ہی جو قصور وار گنہگار ہین مگر دل سے صالحین بندگان الٰہی عزوجل کو مقتدا مین واولیاء اللہ سے محبت کرتے ہین اور یہ محبت دل سے فقط آخرت ورضاے الٰہی عزوجل کے واسطے ہی ۔ شیخ

Marfat.com

ابن کثیر رح نے کہا کہ ان اصحاب کہف کی برکت اس کتے کو پہونچی اور اس حالت مین نزول رحمت ہوا
یہ جانور بھی اس برکت مین شامل ہو گیا اور نیکون کی صحبت کا یہ فائدہ ہو کہ اس کتے کا ذکر قرآن
مذکور ہے۔ مترجم کہتا ہے کہ حدیث مین اہل الذکر کے پاس آجانے والے کو جو اس طرف سے آتا تھا
آیا کہ اللہ تعالے نے اسکو بھی ساتھون مین بخشدیا تو ملائکہ نے عرض کیا کہ اے رب وہ تو انمین سے نہ تھا
فرمایا۔ ہم القوم لا یشقی جلیسہم۔ یہ ایسی قوم ہین کہ جو انکے پاس بیٹھ جاوے وہ شقی و محروم نہ رہے
محروم نہ تھا اس آیت سے کتا تک محروم نہ ہوا والحمد للہ رب العالمین۔ شیخ ابن کثیر رح نے ذکر کیا کہ
کتا تھا اور یہی قول اشبہ ہے اور بعض نے کہا کہ بادشاہ کے باورچی کا کتا تھا اور اسنے اصحاب کے ساتھ مواظبت کی اور
اور ساتھ دیا تھا تو کتا بھی انکے ساتھ ہو گیا تھا واللہ تعالے اعلم۔ اور امام حافظ ابن عساکر نے بہام بن
لکھا کہ حدثنا صدقۃ بن عمر الغسانی حدثنا عباد المنقری سمعت الحسن البصری یقول یعنی حسن بصری فرماتے تھے
کا نام جریر تھا یعنی جو ینڈھا بجاے فرزند کے انکو قربانی مین دیا گیا تھا اور سلیمان علیہ السلام کی ہدہد کا نام عفیر تھا اور
کے کتے کا نام قطمیر تھا۔ اقول مجاہد رح نے اسکا نام قطمور لکھا ہے واللہ اعلم۔ اور جس گوسالہ کو بنو اسرائیل نے پوجا تھا اسکا
تھا۔ اور آدم علیہ السلام ہند وستان مین گرے تھے اور حوا رضی اللہ عنہا جدہ مین گری تھین اور ابلیس لعین دشت بیسان مین
اور سانپ اصفہان مین گرا تھا۔ شیخ نے کہا کہ شعیب جبائی نے اسکا نام حمران بیان کیا ہے اور اسکے رنگ مین کئی اقوال ہین
باتون کا کچھ حاصل نہین اور نہ کچھ فائدہ ہے اور نہ اسکی ہمکو کچھ حاجت ہے اور نہ ہمارے پاس اسکی کوئی دلیل ہے بلکہ یہ رجم بالغیب ہے جس
ہم کو ممانعت کی گئی ہے۔ پھر اللہ تعالے نے فرمایا۔ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ اور اگر تو انپر اطلاع کرے یعنی اوپر سے انکو جھانکے
لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا تو الٹے پاؤن انسے بھاگے۔ وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا اور رعب سے انکی طرف سے بھرے
یعنی اللہ تعالے نے انپر ایک ہیبت ڈالدی ہے کہ کوئی انسے قریب نہین ہو سکتا اور نہ چھو سکتا ہے یہانتک کہ اللہ تعالے انکو انمین سے
جگادے اور زجاج و مہدوی و قشیری و نحاس نے ذکر کیا کہ یہ اسوجہ سے ہے کہ انکے ناخن و بال بڑھے ہوے اور آنکھین کھلی ہوئی
اجسام بہت لمبے چوڑے اور وہ جگہ نہایت متوحش ہے اس سبب سے کوئی نہین دیکھ سکتا اور دیکھے تو خوفناک ہو جاوے اسلئے
کر دیا گیا کہ جاگنے مین انھون نے باہم اختلاف کیا تھا کہ ایک دن سوئے یا اس سے کم سوئے پس اگر بال بڑھے ہوئے اور
ہیات بدلی ہوئی تو خود جان لیتے ایسا اختلاف نہ ہوتا۔ بعض نے کہا کہ آنکھین کھلی ہونے سے ہے بعض نے کہا کہ ہیبت سے ہے
روک دیا کہ کوئی اس تک نہین پہونچ سکتا ہے۔ ابن عطیہ رح نے کہا کہ صحیح بات یہ ہے کہ اللہ تعالے نے انکو اسی حالت پر
سوئے تاکہ انکے واسطے اور غیرون کے واسطے اللہ تعالی کی قدرت کی نشانی ہو پس نہ انکے کپڑے گلے سڑے اور نہ انکی
اور جاگنے کے بعد آپس مین کچھ نئی ہیات انکو نہین معلوم ہوئی بلکہ جو شخص بازار کو بھیجا گیا اسنے پہچانا
اور نہ پہچانا اور اگر خود اپنی حالت وصفت مین تغیر پاتے تو وہی انپر ظاہر ہو جاتی کذا نکرہ القرطبی
وحسبنہم ایقاظا وہم رقود۔ اللہ تعالے نے انکو عالم غیب مین وہ کمال حسن عطا کیا کہ ناظرین
آدمی کے چہرے پر جیسی دہشت ہوتی ہے اور چہرہ بگڑا ہوا ہوتا ہے وہ انپر کچھ نہین ہوتا

Marfat.com

[illegible] اُنکی روحین مانند اُنکے اجسام کے تھین اور اُنکے اجسام مانند اُنکی ارواح کے ہین اِسی واسطے مروی ہی کہ ہمارے [illegible] ارواح کے ہین گویا کمال حسن ہیبت و تمکین سے غائب نہ ہونے کے مانند ہین اور یہ تو غور کر کہ حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا کہ اُنکو تو جاگتا ہوا دیکھے - اور یہ شواہد تمکین سے ہی اور کمال لطافت حال ہی کہ جب مشاہد قرب مین حاضر ہوے تو قرب سے بھی قرب مین غائب ہوے اور قرب القرب سے بھی غیب الغیب مین غرضکہ اُنکی مسافرت ازلی مین برابر ایک مقام سے دوسرے مقام کو ترقی ہی وقال المترجم اہل حق جو اپنے آپ سے فانی ہوتے ہین وہ عالم فانی سے سوتے اور عالم باقی مین جاگتے ہین اور اُنکا پہچاننے والا کہ کس درجہ پر ہین اعلی منازل کا سردار چاہیے کیونکہ مشارب متفاوت ہین پس آیت مین واللہ اعلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمال علوے مرتبت کا بیان ہی کہ قرب کے تمام منازل آپ کے واسطے مفتوح ہین تو آپ بہرحال اُنکے اِس رقود مین دوسری جانب عالم غیب کی بیداری مین جانتے ہین فافہم واللہ تعالی اعلم بالصواب - قولہ تعالے ونقلبہم ذات الیمین وذات الشمال واللہ تعالے نے تقلیب اُنکی اپنی طرف خاص فرمائی کہ ہم اُنکو تقلیب دیتے ہین تو اسوجہ سے کہ اُنکو نور ازل وابد مین خود مستغرق فرمایا اور خود ہی وہان منازل بے انتہا مین منقلب فرماتا ہی چنانچہ دیدار افعال سے انوار اسمار مین اور انوار اسمار سے انوار نعوت مین اور انوار نعوت سے انوار صفات مین اور وہان سے انوار ذات مین قلب فرمایا غرضکہ ہر دم اُنکو ایک عالم سے دوسرے عالم مین ایک صفت سے دوسری صفت مین تقلیب دی اور دے دونون صفت کے درمیان سائر ہین پس ارواح کو انوار ازل مین اور ازل لازل مین کہ جسکے واسطے پایان نہین ہی اور اُنکے قلوب کو ابد مین اور ابد الابد مین جسکے واسطے انتہا نہین ہی اور عقول کو آسمانہاے حقائق مین اور اسرار کو باغہاے علوم مین سیر دی اور ہر دم لطف سے نزلت رفیع فرمائی اور وصول بمراد مین ترقی دی اور اگر ایسا نہ ہوتا تو وے تقلب مقامات و سیر حالات مین پڑے رہتے ولیکن اپنے لطف و رحمت سے اُنکو تقلب سے عالم صفات مین لایا اور اگر اُنکو اُنکے نفوس کے ساتھ چھوڑتا تو ازل سے ابد تک ایک صفت سے دوسری صفت کو نہ پہونچتے بلکہ خود کرم سے اُنکو عالم صفات مین لایا اور دریاے وحدت مین ڈالا کہ وہان بحر ذات مین مستغرق ہوے اور تقلب سے اُنکو موج طوفان کبریاے عظمت نے دریاے ناپیدا کنار بقا مین پہنچایا اور مسند تمکین کے قرب سر الاسرار نے کبھی تو قدم کی نکرت کو اور کبھی بقا کی معرفت کو دیکھا - شیخ ابن عطا رح نے فرمایا کہ تقلب اُنکا دونون حالت قبض و بسط مین اور جمع و تفرقہ مین ہوتا رہا پس جہان تفرق تھا وہان اُنکو جمع کیا پس مقام عین الجمع مین ہوے اور بعض نے کہا کہ ہر دو حالت فنا و بقا مین اور کشف و احتجاب مین و تجلی و استتار مین تقلب دیتے ہین یعنی کبھی مقام فنا مین رکھتے ہین اور کبھی حالت بقا مین اور کبھی حالت حجاب مین رکھتے ہین اور کبھی حالت کشف مین غرضکہ اِن حالات مین تقلب دیتے ہین - شیخ ابن عطا رح نے کہا کہ وتحسبہم ایقاظا وہم رقود - یعنی کمال عیش کے ساتھ بارگاہ جمال و جلال مین مقیم ہین اور انکا وقت و مکان کا کچھ علم نہین ہی زندہ ہین اور لوگ اِنکو مردہ خیال کرتے ہین سوتے ہین مگر جاگتے ہین نہ اُنکی طرف کسی کو راہ ہی نہ اُنکو کسی سے تعلق ہی اور حضوری و مشاہدہ کا مقام وہی ہی کہ سایہ صفات مین سکون عیش ہو - شیخ ابو سعید الخراز رح نے کہا کہ یہ مقام فنا و بقا مین اولیاے حق اور باقی بحق ہین نہ وے سوتے ہین جیسے لوگ ہوتے ہین اور نہ جاگتے ہین جیسے لوگ غفلت کے مارے ہین بلکہ وہان سے زائل ہوے اور اب اوصاف حق اُنپر ظاہر ہین حیات قدیم سے زندہ جاوید ہین اور یہ بھی کہا کہ یہ لوگ اہل وجد و اہل حق ہین جب اُنھون نے ایمان پر استقامت کی تو حق تعالے نے اُنپر جلال قدرت کو کشف فرمایا کہ وے حق تعالی

Marfat.com

کی حفاظت مین مدہوش ہین اور شیخ استادرح نے کہا کہ یہ لوگ اپنی خودی سے فانی کرکے وجود حق عزوجل سے سوتے ہین اور وجود حق سے جاگتے ہین اور فرمایا کہ قولہ عزوجل نقلبہم - یہ بیان ہی کہ رب عزوجل نے پر انکو نہایت اچھی پرورش مین لیا کہ اُنکے ظاہر و باطن کا وہی کفیل ہی اور وے مین ساحت مین بسیرا کی پہچان وہ ہی جو اللہ تعالے نے اصحاب کہف کے واسطے اشارہ فرمایا ہی کہ تحسبہم ایقاظا وہم رقود لیکن وہ مقام عین الجمع مین ہین تو احوال ایک وقت تک جاری رہتے ہین مگر وے لوگ ایک امر آیات تشابہات کے ہی کہ ذات یمین و ذات شمال کی تقلیب جناب باری عزوجل ہین اسی شان سے ہی حق مین ہوا پس ان لوگون مین وہ صفت حضرت آدم کی خلقت سے لی ہی کہ فرمایا خلقت بیدی پس انکو کی حاصل ہوئے اور تقلب بذات یمین ربوبیت محض صفت سے حاصل ہوئی وہان تشبیہ وحلول کا امکان نہین ہی دافع ہوئی اور اگر یہ نہوتا تو سلطان کبریائی کی عظمت سے فانی ہوجاتے پس صفات سے بجانب حدوث منقلب فرمایا کہ بقا بعد فنا ورنہ قدم کے ساتھ حدوث کی بقا نہین ہوسکتی ہی ولیکن تلخی حدوث سے انکو دریاے عرفان مین لایا کہ مقام فنا و بقا مین ہین وجمع و تفرقہ مین سیر کرین اور عارفون کے مقامات سیر مین سے یہ لطیف ہین اور اہل توحید کا تقلب عالم ملکوت دائر ہوتا ہی - پھر اللہ تعالے نے اپنی رحمت عظیم کا نمونہ جو بندگان عارفین اولیا پر رکھتا ہی اسطرح ظاہر فرمایا کہ انکی حرکت سے شامل کرلیا چنانچہ ذکر فرمایا بقولہ وکلبہم باسط ذراعیہ بالوصید - بعض نے اشارہ کیا کہ اس کلب مین اللہ تعالے نے کافرون سے مخالفت قلب رکھا کیونکہ کافرون کو اولیاء الٰہی سے نفرت ہوتی ہی اور اسمین ایک قلب روحانی رکھا جس نے اُنکے ساتھ مین معارف کا نور پایا اور بجانب حق عزوجل جذب ہوا پس رب عزوجل خالق نے اُسکو شان ربوبیت و طریق عبودیت بواسطہ اُن اصحاب کے ظاہر کیا پس اُسکی روح بھی روحانی تھی اور حق تعالی نے اصحاب کو جو لباس کرامت پہنایا اُنکے سایہ مین یہ کلب بھی انکا ہوکر داخل ہوگیا اسی وجہ اُسنے حدوث کے مقامات سے فرار کرکے اُس وحشت کے غار پر قیام کیا اور وہان اُسنے برخلاف ظاہر کے عین موانست و وصلت پایا - اے عاقل تجھکو کلب کی صورت نہ دیکھنا چاہیے کیونکہ صفات کو برداشت کرنے والے اُسکے حقائق فعل ہین اور فعل مین کلب یا اور ہو سب برابر ہین کہ سب اِسی کے فعل سے موجود ہین اور افعال و صفات اپنے اپنے معاون مین تفضیل سے پاکہ ہین اور کلب کو پیدا کیا وہ کچھ کم نہین اور جس نے غیر کو بنایا وہ افضل نہین بلکہ فعل ایک شان پر ہی اور یہ اختیار ہی کہ ایک کو دوسرے پر فضل دیا پس بعض کو بعض پر فضیلت براہ علم و حکمت ہی اور جب اللہ تعالی سبحانہ اپنی مخلوق مین سے کسی کو اپنی محبت و معرفت عنایت کے واسطے اختیار فرماتا ہی تو یہ ازلی ہی پس اُسکے واسطے سبب نہین ہوتا اور نہ اُسکا نسب و صورت دیکھا جاتا ہی بلکہ اُسکے ارادہ قدیم کے موافق اُسپر ازلی عنایت کے احکام جاری ہوتے ہین اور وہ اختیار و قدرت قدیم سے اُس کتے کو نمونہ بنایا کہ ہزارون انسان صورت کافرون سے افضل کیا اولئک کالانعام بل ہم اضل - پھر اس کلب کو وصید پر رکھا تو اسمین فضل کا تفاوت ہی کہف مین تھے اور کلب ادب سے وصید پر تھا - شیخ ابوبکر الوراق نے فرمایا کہ صالحین کے مخلوق کو اثر حاصل ہوتا ہی اگرچہ اُنکے ہم جنس نہون - تو نہین دیکھتا کہ اللہ تعالی نے اصحاب

[illegible] بعضے کہتے ہین کہ کلب اسی ادب سے [illegible] اپنا مقام دیدہ پر دیکھا اور وہان سے تجاوز نہ کیا پھر حق تعالی نے اُنکے بیان مین زیادہ کیا کہ اُنکو لباس [illegible] اور جلال وعظمت سے آپر شایہ کردیا بقولہ لو اطلعت علیہم الآیہ - یہان شیخ رح نے طول کلام سے خطاب کی اس [illegible] کہ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی ولیکن شیخ محی الدین بن العزلی رح نے خطاب کو عام کی طرف لیا اور کہا کہ [illegible] اُنکو ہیبت سے لباس دیدیا تھا اور تو نے نفوس مجرد نہین دیکھے تجھے ہیبت سے تو فرار ہوجانا اور رعب سے بھر جانا [illegible] شیخ عزالدین رح نے خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہونے ہین یہ توجیہ کی کہ اللہ تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خلق سے روح وعقل وقلب وسر ونفس سے ہر طرح حسن مشاہدہ نور جمال سے تربیت فرمایا اور انتہاے قرب وصال مین جگہ دی [illegible] داد والنبی والبساط ولبسط وغیرہ جہات رحمت سے تربیت فرمایا لہذا آپ عین رحمت تھے اور قہریات بھی آپ پر لباس لطف کے [illegible] ظاہر ہوتے پس جیسے موسی علیہ السلام کو نبی مرید نہین بلکہ نبی مراد کیا تھا اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حبیب محبوب موصول [illegible] کمال ومعروف بجمال فرمایا بلکہ موسی علیہ السلام سے اکمل وافضل تھے تو جنکو اسطرح تربیت فرمایا ہی اُنھون نے قہریات کو بلباس [illegible] دیکھا اسی واسطے موسی علیہ السلام نے جب عصا کو اژدہا لوٹتے دیکھا تو خوف سے ہٹے اور یہ خوف اس قہر سے تھا جس کا [illegible] اللہ تعالے نے اُسکو پہنا دیا تھا اسی طرح اللہ تعالے فرماتا ہی کہ ہم نے اپنی عظمت وہیبت کا لباس اُنکو پہنا دیا ہی تاکہ غیرت حق سے [illegible] لوگون پر احتقار رہے اور کوئی غیر اُنپر واقف نہ ہو پس اسقدر ہیبت وعظمت کا لباس پہنایا ہی کہ کوئی اُنکو جھانک نہین سکتا ہی [illegible] واسطے عین بصیرت ہی ولیکن مراد الٰہی ہر چیز سے جسطرح مقصود ہی بلا ممانعت ظاہر ہوتی ہی پس تجھکو اور زیادہ بصیرت کے ساتھ [illegible] ہوگی کہ اگر تو مطلع ہو تو کمال بصیرت سے قہریات کو دیکھکر فرار ہو اور رعب الٰہی سے بھر جاوے حالانکہ اس لباس کے تحت مین [illegible] لوگ عین رحمت کے ساتھ آرام مین ہین اور اسکا اجراء تجھپر اسواسطے ہو کہ تو نے ہمہ تن رحمت مین تربیت پائی ہی کبھی قہریات کو [illegible] قہر نہین دیکھا اور اسی وجہ سے یہ ہوتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کافرون کے واسطے ایمان کی تمنا کرتے تھے جو سراسر [illegible] بقہر ظاہری وباطنی تھے کیونکہ قہریات آپ کو بلباس رحمت ظاہر ہوتے تھے اور لکھا کہ اسمین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کچھ نقص نہین ہی کیونکہ آپ اگرچہ دیدار حسن وجمال سے ترتیب دیے گئے اور دونون صفات الٰہی قہر ورحمت مین [illegible] رحمت کا ظہور تھے جیسے شیطان مخالف عین قہر کا ظہور ہی تاہم جمیع صفات عظمت الٰہی [illegible] کبریا وعالم عین الجمع وجمع الجمع [illegible] آپ پر بلباس حسن وجمال منکشف تھے - شیخ ابو جعفر رح نے کہا کہ اگر تو از خود اُنپر اطلاع فرمادے تو مرعوب ہوکر فرار کرے [illegible] اطلاع فرمانا غیر از بحق عزوجل ہو تو اُنمین آیات وحدت ربانی مشاہدہ کرے - قال المترجم اس مقام سے ایک وہم دور ہوگیا [illegible] مین ہم نے بیان کیا ہی کہ قولہ وتری الشمس اذا طلعت - مین خطاب بروجہ حقیقت ہی کہ آپ کو دکھلا دیا گیا اور بجاز [illegible] بیان فرمایا کہ اطلاع سے تو مرعوب ہوکر بھاگے تو جواب یہ ہی کہ یہ اطلاع الٰہی ہی اور فرار کا حکم خود کسی کے اطلاع سے ہی [illegible] قہریات بلباس رحمت کا مشاہدہ ممکن ہی اور اس معنی کا جان لینا بھی ممکن ہی کہ اگر بدون صنع الٰہی عزوجل کے [illegible] سے دیکھکر بھاگے - پس اس سے یہ اندازہ صحیح معلوم ہوگیا کہ اسی وجہ سے یہ مقام مخفی اور محتجب ہی کسی شخص کو [illegible] حال نہین ہی اور واضح ہو کہ یہود ونصاری وغیرہ اس واقعہ کی تاریخ وکتابون سے شاہد تھے اور اُنکے سوال

Marfat.com

مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی وارد ہوئی اور اسی وحی مین یہ اطلاع دی گئی کہ کمال ہیبت
یعنی اللہ تعالے نے قدرت سے اُنکو مخفی و محتجب رکھا ہی پس اس زمانہ مین جو بعضے جاہل لوگون
نادانی مشہور عام ہی اور محسوسات ریاضی مین دستکاری برنازان ہین عجب جاہلانہ طور سے
ہی کہ اُنھون نے یہ تسلیم کر لیا کہ لوگون نے پہاڑون اور اُنکے غارون مین سے سب کو بھائیہ کر لیا
سے وہ محتجب ہین حالانکہ کسی عاقل کے نزدیک بلکہ کوئی ریاضی جاننے والا بھی جسکو علم جغرافیہ مین
کر سکتا کہ روے زمین کے غار و پہاڑ ان لوگون نے یا کسی نے مطالعہ کر لیے ہین ہان اگر اسوقت یہ کہا جاتا
پر ہی اور جاہلون کے واسطے زیارت کا مقام ہی کہ اُسپر نذرین چڑھاوین اور فتین مانین تو بعد وہان جانے کے ارتیاب
ہوتا اور جو مقام مخفی کیا گیا ہی اُس سے اعتراض جہالت ہی ہان یہ سوال ہو سکتا ہی کہ آیا قدرت الہی مین ممکن ہی کہ وہ نام
مین سے کسی مقام پر چاہے کہ مخلوق سے مخفی رہے تو ہو سکتا ہی یا نہین اور مانند اسکے جس چیز پر بنا ے کار ہے اسکا
کیا جاوے تو ثابت ہو کر باقی امور فروعی سب خود طی ہو سکتے ہین اور پریشان گفتگو محض وسوسہ شیطانی اور بے فائدہ جا
واللہ تعالے یہدی من یشاء ونعوذ باللہ من الضلال شیخ ابن عطاء رح نے فرمایا کہ فرار اسوجہ سے کہ اُسپر اللہ تعالے کے انوار کا ورود تھا
تعظیم اسپر تانا ہوا تھا اور اُسپر چادر لپیٹ پڑی ہوئی تھی اور شیخ حسین رح سے نقل کیا کہ فرار تیرے نزدیک بے قدری سے ہی واقول یہ بہت بعید ہی
کہ خطاب عام ہو اور پھر بھی حضرت صلعم داخل نہون اور پھر شیخ جعفر رح سے مانند اول کے نقل کیا اور ظاہر اشارت حقیقت وہ ہی جو اون بیان فرمایا

وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَآءَلُوْا بَيْنَهُمْ ۭ قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ ۭ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ
اور یون ہی ہم نے اُنکو اُٹھایا تاکہ آپس مین پوچھ گچھ کرین انمین سے ایک بولا کہ تم کتنا ٹھہرے بولے کہ ہم ٹھہرے ہونگے
بَعْضَ يَوْمٍ ۭ قَالُوْا رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ ۚ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِ
یا اسسے کچھ کم کہ تمہارا رب خوب جانتا ہی جتنا ٹھہرے سو بھیجو اپنے مین سے ایک کو اس روپیہ کے ساتھ جانب
فَلْيَنْظُرْ اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ اَحَدًا
سو غور کر دیکھے کہ کون ہی پاکیزہ طعام مین سو لاوے تمکو کچھ رزق اُس سے اور تا ان کرے اور نہ آگاہ ہونے دیوے
اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا
وے لوگ اگر قابو پاوینگے تمپر تو سنگسار کرینگے تمکو یا دوبارہ لوٹا دینگے تمکو اپنی ملت مین اور ایسا کر کے تم کبھی
وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ
اور یون ہی ہم نے اطلاع دی اُنپر تاکہ جان جاوین یہ کہ وعدہ اللہ کا سچ ہی
فِيْهَا ۭ اِذْ يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ
ہی جب وے جھگڑتے تھے آپس مین اپنے کام مین پس اُنھون نے کہا کہ بناؤ
رَبُّهُمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ
انکو بولے وہ آیے اپنے امر پر کہ ہم ضرور بنا دینگے

...ل ایت ... اور اون ہی بجگہ ہم نے انکو مبعوث فرمایا - یعنی جیسے ہم نے انکے ساتھ ایمان عطا کرنے اور کافرون سے ...لوں رکھنے انکو ایسی پرثبات قدم رکھنے اور اسقدر طول مدت تک غارمین سلانے کی کرامتین فرمائین یون ہی ہم نے انکو خواب سے ...ہ بین سلا دینے مین قدرت الہی کی آیت ہو جاوین اور اپنے حال سے آگاہ ہون اور خود قیامت پر یقین کرین اور دوسرے ...دایت سے یقین لاوین پس ہم نے انکو اٹھایا لِيَتَسَاءَلُوا بَيْنَهُمْ تاکہ انکے اظہار حال سے شروع ہو کر انجام کو اللہ تعا... عجیب قدرت دیکھین چنانچہ انھون نے اسکا احساس کیا کہ ہم لوگ عادت معہود سے زیادہ سوئے ہین اور اوپر ہم نے دو روایتین ...ی ہین ایک یہ کہ رات مین بادشاہ کے خوف سے بھاگے اور صبح ہوتے غارمین پہنچے اور وہان سو گئے اور دوسرے یہ کہ غارمین ...ی روز تک رہے ایک روز جب دقیانوس کی آمد سنی تو مغرب کے بعد امین کرنے متفکر سو گئے - اور ظاہر روایت اول ہی اور اب یہ رہا کہ ...ھون نے کیون سوال کیا تھا جیسا کہ فرمایا - قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ لَبِثْتُمْ انمین سے ایک کہنے والے نے کہا کہ تم کتنا ٹھہرے ...ض مفسرین نے لکھا کہ کہنے والا انکا سردار مسلمینا تھا - بعض مفسرین نے کہا کہ انھون نے اپنی ہیات وناخن وبال مین تغیر دیکھکر یہ سوال ...اور یہ صحیح نہین ہی جیسا کہ اوپر اسکی تفصیل گذر چکی بلکہ وہ اسی صورت وہیات پر اٹھے تھے جیسے سوئے تھے - بعض نے کہا کہ انھون نے ...احساس کیا کہ ہم عادت سے زیادہ سوئے ہین اور یہی ظاہر ہی تو اوردن نے جواب دیا - قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا بولے کہ ہم ...ک روز ٹھہرے ہین - کہا گیا کہ اسوجہ سے یہ جواب دیا کہ قریب غروب آفتاب کے وہ بیدار کیے گئے تھے تو انھون نے گمان کیا کہ ہم آج ...ح کو غارمین داخل ہوے اسوقت تک قریب ایک روز کے ہوا - ولیکن آفتاب اسوقت باقی تھا لہذا بعضے بولے کہ اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ...ن سے کچھ کم ٹھہرے - یہان سے معلوم ہوا کہ دو حزب ہوے ایک نے ایک یوم اور دوسرے نے بعض یوم کہا - اسی سے قولہ تعالے ...ی الحزبین احصی لما لبثوا - کی تفسیر انھین مین سے دو حزب نکالی گئی ہی - اور ابن عباس رض نے اسی کلام سے استدلال کیا کہ انکی تعداد ...سات آدمی تھے کیونکہ قائل منھم ایک آدمی تھا جس نے سوال کیا - اور جواب دینے والے - قالوا لبثنا صیغہ جمع ہی تو تین سے کم نہ ہونگے ...یہ دو فریق ہین توجہ ہوے اور ایک سائل ملاکر سات کم سے کم ہین پھر انھون نے اس ناحق اختلاف کو حسن ادب کے ساتھ دور ...ا - قَالُوا رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثْتُمْ بولے کہ تمھارا رب خوب آگاہ ہی کہ تم کتنا ٹھہرے یعنی اس بیکار گفتگو سے کچھ فائدہ نہین ہی ...کام کی بات کرو - فَابْعَثُوا أَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هَٰذِهِ إِلَى الْمَدِينَةِ پس تم بھیجو اپنے مین سے ایک کو ...ورق لیکر شہر کو - ورق چاندی خواہ سکہ ہو یا بے سکہ ہو چنانچہ حدیث مین ہی کہ رقہ یعنی ورق مین درہم کا چوتھائی ہی یعنی چالیسوان ...کرہ ہی - اسمین ایک تو یہ ادب ہی کہ کسی کو بھیجو معین نہ کیا دوم احباب جس کو معین کردین وہ بے عذر چلا جاوے یا جو خدمت ...بتلا دے - سوم انھون نے اپنے ساتھ روپیہ لے لیا تھا تو معلوم ہوا کہ اپنے ساتھ ضرورت کی چیز رکھنا امر مشروع ہی اور یہان ...اور سکہ دار روپیہ ہی اور اسلحہ رکھ لینے سے اللہ تعالی پر توکل باطل نہین ہوتا ہی اسواسطے کہ حقیقت توکل کی تو یہ ہی کہ اسباب ...تیار کرے ولیکن نظر ان اسباب پر نہ ہو بلکہ مسبب یعنی اللہ تعالی پر ہو پس مسافر کو زاد راہ لینا متوکل کا طریقہ ہی اسی واسطے ...ابن ابی شیبہ نے عائشہ رض سے بعض نے دریافت کیا کہ ایک شخص جو شخص احرام مین ہو وہ اپنی کمر مین ہمیانی باندھے فرمایا کہ اپنا نفقہ اپنے ...ساتھ رہے یعنی بالکل جائز بلکہ مستحب بلکہ واجب ہی کہ ضائع نہ کرے اور نقل ہی کہ علمارین سے ایک شخص بہت مفلس ...تھا نذر دیکھی کہ حج خانہ کعبہ ادا کرے یہ بات اسکے شہر والون کو معلوم ہو گئی تو جب کوئی قافلہ جاتا تو ان عالم کے پاس آتا

Marfat.com

اور الحاح کرنا کہ آپ چلیے آپ اُسکے خن مین دعا کرنے پر شکریہ ادا کرکے رخصت کر دیتے اور
چلے جانے کے پوچھا تو فرمایا کہ اِس سفر کے واسطے (چیزین جا بجا) بتلا کر یہ تو شہادت دیتا ہے
بالف لام سے معہود مدینہ یعنی اُنکا شہر افسوس ہے جیسا کہ شاہ صاحب نے خلاصہ غیرہ سے ذکر کیا اور
اسلام مین طرسوس کہتے ہین اور واحدی رح نے کہا کہ [illegible] اور یہ شہر انطاکیہ کا نام ہے
ہے اور مترجم کہتا ہے کہ حق یہ ہے کہ کچھ نہین معلوم کہ وہ کون مقام ہے اور تواریخ [illegible] نام
سے سُنا جاتا ہے اُسکا نشان نہین ملتا اور قیاس سے طرسوس پر محمول کرنا ہے پس حاصل یہ کہ ان [illegible]
یہ روپیہ دیکر بھیجو شہر کو یعنی جہان اُنکا فار تھا اُس سے قریب کے شہر کو تبلایا کہ وہان بھیجو فَلْيَنْظُرْ أَيُّهَا أَزْكَىٰ
پس وہ شخص جاکر نظر کرے کہ ایہا یعنی اے اہلہا ازکی طعاما - کون شخص اِن شہر والون مین سے اطیب یا کثیر
نے کہا کہ ذبیحہ مین کون خوب حلال ہے کیونکہ عامۂ اہل شہر مجوس تھے اور اُنمین کچھ ایسے تھے جو اپنا ایمان چھپا [illegible]
کہ اُنکا بادشاہ ظالم تھا اور لوگ زبردستی غریبون کے اموال غصب کرتے تھے تو غصب وغیرہ سے پاک دیکھنے کو [illegible]
کہا کہ ازکی بمعنی اکثر ہے یعنی زیادہ کہان سے مل سکتا ہے جو سستا دیوے اور شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ صحیح قول اول ہے کہ [illegible]
حلال طیب تھا خواہ قلیل ہو یا کثیر ہو - پھر مترجم کہتا ہے کہ اول تو قصہ مین بادشاہ دقیانوس بت پرست کا ذکر ہے ایمان [illegible]
عامۂ اہل شہر مجوس تھے - ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِن جوانان کہف نے اپنے شہر کے سوائے بھاگ کر کہین اجنبی شہر مین کو
پایا اور وہان چھپ رہے تھے ولیکن قوم وہی کافر یہان بھی تھے جنسے بھاگے تھے علاوہ ازین اگر اپنا شہر ہوتا تو واقف ہوتے کہ کون
ازکی الطعام ہے - بہرحال کچھ ہو کیونکہ ممکن ہے کہ اپنے ہی شہر مین سے ازکی الطعام کو اِسوجہ سے نہ پہچانتے ہون کہ یہ لوگ سرکاری [illegible]
قوم تھے اور مجوس ہونا بھی منافی نہین اِس معنی مین کہ مراد یہ ہے کہ بازاری لوگ اِس شہر کے اگرچہ مجوس تھے بابت پرست گریان [illegible]
جیسے مجوس بدین معنی مجوس کہا ہو یقصود یہ ظاہر ہے کہ اُنھون نے اپنون مین ایک شخص کی روانگی کا مشورہ دیا کہ جاکر حلال پاکیزہ
خریدے - فَلْيَأْتِكُم بِرِزْقٍ مِّنْهُ تو اُس شخص سے خرید کر تمھارے پاس رزق لاوے - [illegible]
جان لیتے کہ یہ کسی دوسری ملت پر ہے اور وہ اسلام ہے کہ حلال کی جستجو کرتا ہے تو تاکید کی کہ بہت لطیف طریقہ [illegible]
اور چاہیے کہ لطافت ونرمی وآہستگی سے سب کام کرے آنے مین جانے مین اور وہان حلال کی تلاش مین اور خرید مین [illegible]
ہو - اور اِسکا فائدہ مصرح تبلا دیا کہ وَلَا يُشْعِرَنَّ بِكُمْ أَحَدًا اور نہ شعور دلاوے تمھارے ساتھ کسی کو - [illegible]
خبر نہ دے تمھاری - اور صحیح یہ ہے کہ مراد اُنکی یہ تھی کہ ایسا برتاؤ نہ کرے نادانی سے کہ جس سے لوگ سمجھ جاوین [illegible]
یہ شخص اصحاب مین سے تھا خود خبر نہ دیتا اور اُسپر بدگمانی جائز نہ تھی پس ہوشیار کر دیا کہ ایسا [illegible]
ہو جاوین پھر اِسکا ضرر بتلا دیا کہ إِنَّهُمْ إِن يَظْهَرُوا عَلَيْكُمْ اگر وے لوگ کفار قوم طاہر ہو گئے
تمھارا ٹھکانا جان لینگے - ہمراج مین کہا کہ تم پر مطلع ہونگے جانکنی [illegible]
آگاہ ہو کر غلبہ کرکے تم کو گرفتار کرکے اپنے قابو مین لاوینگے [illegible]
قوم کا دستور ہوگا کہ اِسطرح [illegible] یہ مراد ہے کہ بری طرح تم کو ہلاک کرینگے [illegible]

Marfat.com

بارہ ایمان سے نکال کر تم کو اپنی ملت مین لا دینگے - یعنی ہدایت سے پہلے جس برے حال ضلالت
لیجا دینگے غرضکہ تمہارا حال ان دو باتون مین منحصر ہوگا یا تو قتل ہو اور یا اُنکے ساتھ ملت کفر و گمراہی مین جاؤ
اختیار کی تو انجام برا ہو وَلَنْ تُفْلِحُوٓا إِذًا أَبَدًا اور ایسی صورت مین تم ہرگز کبھی فلاح نہ پاؤگے
انھون نے کیونکر یہ کہا کہ کبھی فلاح نہ پاؤگے حالانکہ اگر جان بچانے کو کسی کی زبردستی سے زبان پر کلمہ کفر جاری
دل مین ایمان ہو تو کچھ ضرر نہین ہوتا ہے جواب دیا گیا کہ انھون نے خوف کیا کہ اگر ظاہر مین کفر پر رہے اور وہی اقوال و اعمال
لیے ہیں تو آخذ یا دو احتمال ہے کہ نفس حقیقت مین کفر پر جم جائینگا پس یہ خیال کرکے ڈرتے تھے - اور مترجم کہتا ہے کہ شاید یہ مطلب
اگر ایکی دفعہ وے لوگ تم پر قابو پا دینگے تو دو حال سے خالی نہین یا تو قتل کرینگے یا اس حد تک تم کو سختی و تکلیف سے گرفتار کرینگے
انکی ملت مین عود کرو اور اسوقت تم کو چھٹکارا نہین ملیگا کیونکہ وے لوگ بہت نگہداشت رکھینگے جیسا کہ عادت سے معلوم ہے اور شیخ
کہتے ہین کہ اُنکی مراد یہ تھی کہ دقیانوس والون سے یہ خوف کرتے تھے کہ اگر تمہارا ٹھکانا اُنکو معلوم ہو گیا تو برابر تم کو عذاب
دینگے یہانتک کہ تم اس سختی کو نہ اُٹھا سکو پس یا تو اُنکی ملت مین عود کر جاؤ یا مر جاؤ اور اگر تم نے اُنکے ساتھ گمراہی و کفر مین موافقت
کی تو کبھی تم کو فلاح نہ ہوگی نہ دنیا مین اور نہ آخرت مین - پھر مترجم کہتا ہے کہ سراج مین جو سوال موافق تفسیر کبیر امام رازی رح کے
بیان کیا کہ تقیہ ہو سکتا ہے تو صحیح جواب یہ ہے کہ تقیہ اُسوقت کچھ مشروع نہ تھا چنانچہ نبی اسرائیل نے تقیہ نہین کیا اور جابجا دین بخلاف
کہنے پر مجبور ہوئے کہ اُنکے ضعف سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت و رحمت سے جان کے جانے کے وقت زبانی
بھی کفر جائز ہے اور رہے اصحاب کہف تو اُنکو مسئلہ تقیہ سے کہان سے اطلاع ہوئی جو اُنپر یہ سوال وارد ہو بلکہ یہ دلیل ہے کہ تقیہ اسوقت
زمانہ تھا نافہم - بالجملہ اصحاب کہف نے ایک شخص کو اپنے مین سے سمجھا بجھا کر بھیجا اور یہی سبب ہوا اُنکے ظاہر ہو جانے کا کہ اس زمانہ
کے لوگون نے اُنکو معلوم کیا اور جب سے غار مین داخل ہو کر تھکے ماندے سو گئے تھے اُسوقت سے ابتک تین سو نو برس کا زمانہ گذرا
پس اُنھون نے یہ کوشش کی کہ ہم لوگ ظاہر نہ ہونے پاوین اور اللہ تعالی جل شانہ نے اسی سے اُنکو ظاہر کیا چنانچہ فرمایا وَكَذٰلِكَ
یعنی ہم نے اُنپر لوگون کو اطلاع دیدی ہم نے اُنپر لوگون کو عثرت اگرچہ لغزش ہے ولیکن جب آدمی کہین جا پڑتا ہے حالانکہ
نہ تھا تو اُسکو دیکھکر پہچان لیتا ہے پس یہ لغزش سے جا پڑنا باعث علم ہو جاتا ہے اسی طرح یہان ہوا کہ لوگ بالکل غافل تھے اچانک
اُنپر اُنکی نظر پڑی اور دیکھکر جان گئے اور حکمت الٰہی اصل مین کسی کو معلوم نہین مگر جہانتک ظاہر فرمایا ایک یہ ہے کہ لِيَعْلَمُوٓا
ناکہ جان لیوین یعنی یقین کر لین کہ وعدہ اللہ تعالے کا سچ ہے - بعض نے کہا کہ خود اصحاب کہف اُسکی آیت
جان لین اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ لوگون کو اُنپر مطلع کیا کہ لوگ وعدہ الٰہی کو کہ مردے مبعوث کرینگا یقین جان لین فَا
یعنی یہ بات یقین جان لین کہ قیامت مین کچھ شک نہین ہے وہ ضرور ہونیوالی ہے اور ہر شخص اپنے جسم
مترجم کہتا ہے کہ اسمین کچھ مضائقہ نہین کہ جاننے والے دونون فریق ہون خود اصحاب کہف بھی اور دوسرے لوگ
بیشتر ہم نے اُنکو جواب سے مبعوث فرمایا - اور قولہ کذلک اعثرنا علیہم - ہم نے لوگون کو اُنپر مطلع کیا - اِن دونون
کہا گیا ہے کہ لیعلموا ان الخ یہ لوگ یعنی اصحاب کہف بھی اور دوسرے لوگ بھی یہ جان لین کہ وعدہ الٰہی سچ اور قیامت
اصحاب کہف نے اگر کسی شریعت سے توحید کو جانا تھا تو اب اُنھون نے ایک آیت دیکھکر اطمینان پایا اور اگر توحید

انکی ہدایت اللہ تعالے نے انکو بلا واسطہ دیدی تھی تو اب انکو تیاحت کا حکم دیا گیا کہ دیکھنا اور
تو انکو بھی قیامت مین شک تھا چنانچہ شیخ امام ابن کثیر رحمہ نے لکھا کہ بعضے سلف اصحاب
کے معاملہ مین شک پیدا ہوگیا تھا اور عکرمہ رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ انمین سے ایک گروہ
جاوینگے اور بعضے کہتے کہ نہین بلکہ اجسام و ارواح دونون سے بعث ہوگا لیکن عقلی اور امور
مین عقلی علوم سے غافل تھے تو خواہ مخواہ اس خوض مین باطل اختیار کرتے اللہ الہام و خیالات
ترقی ہوتی جاتی تھی اور جو لوگ راہ راست پر تھے وہ کم ہوتے جاتے تھے یہانتک کہ اللہ تعالی نے اصحاب کہف کا
یہ آیت دکھلادی - اور سلف رحمہ اللہ نے بیان کیا ہی کہ جب انمین سے ایک شخص نے چاہا کہ نکلکر شہر مین جاکر
طعام خرید لاوے تو اسنے راستہ چھوڑ کر پگڈندی اختیار کی اور تعجب مین چلتے چلتے شہر تک پہونچا اور سلف رحمہم اللہ
اس شہر کا نام افسوس تھا اور یہ شخص جو گیا تھا اپنے دل مین گمان کرتا تھا کہ وہی شہر ہی جس سے ہوکر قریب ہم لوگ
حالانکہ وہان بالکل لوگ بدل گئے اور پشتین گذر گئین اور خاندان پرانے تباہ ہوگئے اور دیان مین کتنے تبدیلیان
اور اب نئے خاندان اور نئے لوگ ہین وہ پرانے خاندانون سے واقف بھی نہین رہے ملک بدل گیا سلطنت بدل گئی لوگ
اب اسنے جو دیکھا تو اس شہر کی کوئی علامت نہین جہان اسکو گمان تھا اور کسی کو خواص و عوام سے نہین پہچانتا نہ صورت مین نہ
مین - نہ چال چلن مین - یہ دیکھکر اسکو تحیر ہوا کہ الٰہی یہ کیا سانحہ ہی کیا مین خواب دیکھتا ہون یا مجھے جنون ہوگیا ہی مجھے تو کچھ نہین ہوا کل
مین ابھی کل کے روز اس شہر سے گذرا ہون تب اسکی یہ صورت نہین تھی - پھر اپنے دل مین کہا کہ یہان زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین ہی پس
ایک طعام فروش کی دوکان پر پہونچا اور اپنا روپیہ دیکر اس سے طعام جلدی مانگا - اسنے جب اس شخص کو دیکھا تو کچھ نہ پہچانا کہ کہان
اجنبی ہی اور روپیہ دیکھا تو اور بھی تعجب کیا اور اپنے پڑوس کے دوکاندار کو دیا اسنے بھی تعجب کیا اور تیسرے کو دیا اسطرح ہاتھون
لوگون نے دیکھنا شروع کیا اور وہان جماؤ ہوگیا اور آخر کہنے لگے کہ شاید اسنے کوئی خزانہ گڑا ہوا پایا ہی تب اس سے پوچھا سچ بتادے یہ
بات ہی اور تم کون ہو اس مرد خدا نے بتلایا کہ مین اسی شہر کا رہنے والا ہون اور کل تک تو مین یہان تھا اور یہ ماجرا ہوگیا تو سب
ان لوگون نے ایسی باتون سے اسکو مجنون تصور کیا یا کوئی جاسوس فریبی ہی اسکو گرفتار کرکے حاکم کے پاس لے گئے اسنے
کرنا شروع کیا اسنے سب حال بیان کیا مگر وہ متحیر تھا کہ یہ کیا بات ہی اور مین کس حال مین ہون پس جب اسنے حاکم وقت بادشاہ کو
آگاہ کیا تو ان لوگون نے اسکی تعظیم کی اور اسکے ساتھ غار کی طرف روانہ ہوے اور شہر والے بھی گئے بادشاہ لوگون کو
کہا کہ مجھے چھوڑ دو کہ پہلے جاکر اپنے لوگون کو مطلع کرون - پھر یہان روایت کی جاتی ہی کہ بادشاہ لوگون کو
غار مین گیا اور اللہ تعالی نے انکی نظرون سے غار پوشیدہ کردیا اور یہ بھی روایت کیجاتی ہی کہ انمین سے
ہوے اور انکو دیکھا اور باہم معانقہ و سلام کیا اور بادشاہ مسلمان تھا اسلام
اور باتین کین اور پھر اسکو سلام کرکے رخصت کیا اور اپنے مقام پر جاکر لیٹے اور اللہ تعالی
شاید دونون روایتون مین توفیق اسطرح ہو کہ اول مین بادشاہ و ارکان شہر نے انکو پایا اور
ان لوگون نے چاہا تو اللہ تعالے نے مخفی کردیا اور ہیبت چھا گئی - تمت و کذلک اعثرنا

[illegible] ہوا تھا اُنکو اُٹھا دیا اور اِس زمانہ والون کو اِنپر مطلع کیا - لیعلموا ان وعد اللہ حق - تاکہ معلوم کرین
[illegible] ان الساعۃ لاریب فیہا - اور قیامت ہونے مین کچھ شک نہین ہی - اِذ یتنازعون بینہم امرہم
[illegible] ایک دوسرے درمیان اپنے امر مین جھگڑتے تھے یعنی اپنے اِس عقیدہ مین کہ قیامت ہوگی یا نہوگی جھگڑتے تھے بعضے اِسکو
[illegible] کہتے تھے اور بعضے منکر ہوتے تھے کہ اعادہ معدوم کا کیونکر ہوگا پس اللہ تعالی نے اصحاب کہف کا ظاہر ہونا منکرون پر حجت
[illegible] اور شاہد کہنے والون کے پاس ایک آنکھون دیکھی حجت ہوگئی - حاصل یہ کہ ہم نے اُنکو خواب سے بیدار کرکے اُنپر لوگون کو اِسوقت
[illegible] مطلع کیا کہ جب وے امر قیامت مین جھگڑتے تھے - بعض نے کہا کہ اذ یتنازعون - کا تعلق اذکر - فعل محذوف سے ہی کیونکہ مطلع ہونیکے
[illegible] بعد تنازع ہوا ہی اور مترجم کہتا ہی اِس شخص نے تنازع درباره قیامت نہین کیا بلکہ تنازع اصحاب کہف کی تعداد و مدت وغیرہ مین کیا
[illegible] اور خبر دی ہی کہ اصحاب کہف کے قصہ کو بعض اُنکے وقت کے لوگون نے جو خفیہ مسلمان تھے لکھکر غار کے دروازہ پر مدفون کردیا تھا -
[illegible] اور ظاہر یہ ہی کہ یہان تنازع درباره قیامت مراد ہی فقالوا ابنوا علیہم بنیانا کہنے لگے کہ اُنکے اوپر عمارت بناؤ - ربہم
[illegible] اعلم بہم انکا رب اُنکے حال سے خوب آگاہ ہی شاید جب لوگون نے راہ نہ پائی اور ہیبت سے عاجز ہوے تو وہان ایک
[illegible] نشان چاہا کہ یادگار رہے - اور شاید اِسوجہ سے کہ لوگ وہان راہ نہ ڈھونڈھین جیسے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا مزار شریف
[illegible] ایک خطیرہ سے محفوظ ہی اور بات یہ ہو کہ جب بادشاہ و اُسکے لوگ واقف ہوے اُسوقت وے زندہ نتھے پھر اُنکو لوگون کے سامنے
[illegible] اللہ تعالے نے وفات دی تو پھر اِن لوگون نے تجویز کیا کہ عمارت بنا دین - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا یعنی اُنکے غار کا دروازہ بند کردو
[illegible] اور اپنے حال پر اُنکو چھوڑ دو قال الذین غلبوا علی امرہم لنتخذن علیہم مسجدا کہا ان لوگون نے جو غالب
[illegible] تھے اُنکے امر پر کہ ہم تو بنا دینگے اُنپر مسجد - شیخ ابن جریر رح نے اِنمین دو قول نقل کیے ایک یہ کہ اِنمین کے مسلمان تھے - دوم یہ کہ مشرک
[illegible] تھے اور ظاہر یہ ہی جنھون نے یہ کہا وے حاکم تھے جنکا حکم نافذ تھا ولیکن رہا یہ کہ یہ لوگ اچھے تھے جو شرع مین محمود ہوتے ہین یا نہین تو
[illegible] اِس نظر سے معلوم ہوتا ہی محمود نہ تھے کیونکہ حدیث صحیح مین ہی کہ اللہ تعالے یہود و نصاری پر لعنت کرے کہ اُنھون نے اپنے انبیاء و صالحین
[illegible] کی قبرون کو مساجد بنا لیا - آپ اُنکے فعل سے اہل اسلام کو ڈراتے تھے کہ ایسا نہ کرین - مسجد بنانے سے غرض یہ نہین تھی کہ اُنکی قبرون
[illegible] پر نماز پڑھتے تھے بلکہ یہ غرض تھی کہ وہان مسجد بناکر اُسمین نماز پڑھتے تھے - اور روایت ہی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ
[illegible] مین جب عراق مین دانیال پیغمبر علیہ السلام کی قبر پائی گئی تو حکم دیدیا کہ وہ لوگون کی نظر سے مخفی کردی جاوے اور جو اوراق وہان
[illegible] پائے جنمین کچھ احکام وغیرہ لکھے تھے وہ دفن کردیے جاوین کذا فی تفسیر الامام رح - اور خازن نے کہا کہ - الذین غلبوا علی امرہم سے
[illegible] مراد بنو بناء و اُسکے ارکان دولت ہین کیونکہ اُنھین کا حکم نافذ تھا اور وے مسلمان تھے - اور مسجد بنانے سے یہ غرض تھی کہ
[illegible] وہان نماز پڑھین اور برکت حاصل کرین اور یہ اپنی راے سے اختراع کیا تھا - اور زجاج رح نے کہا کہ اِسمین اشعار ہی کہ اُنکے ظاہر
[illegible] ہونے غالب ہونے جو قیامت مین بعث و نشور کے قائل تھے کیونکہ مساجد تو مومنون کے واسطے ہوا کرتی ہین - واضح ہو کہ
[illegible] اِس قصہ کسی قدر تفصیل سے مذکور ہی اور توضیح یہ کہ محمد بن اسحق بن یسار رح نے ذکر کیا کہ اصحاب کہف جس زمانہ
[illegible] مین اِس ملک کا بادشاہ مرد صالح مسلمان تھا اُسکو تندوسیس کہتے تھے اور مترجم کہتا ہی کہ حیات الحیوان مین تادوسیس
[illegible] لکھا ہی اُسکی بادشاہت کو ایک مدت گذری تو اِسکی بادشاہت مین لوگون نے جتھے جتھے بنانے شروع کیے اور لوگون مین

تلسفی الحاد پھیلا بعضے تو دین اسلام پر رہے کہ قیامت و بعث کے قائل تھے اور بعض جسم
کی تکلیف ہوگی اور جسم نہین اٹھایا جا سکتا ہی اور بادشاہ اس بات سے بہت گمان ہوا
کی کیونکہ اسنے دیکھا کہ روز بروز ملحدین کی جماعت بڑھتی جاتی ہی اور مومنین منقطع
سوائے دنیا کی زندگی کے پھر حیات نہ ہوگی اور بادشاہ نے سرداروں کے پاس آدمی
وغیرہ کا انمین جوش تھا اور انسے اعتقاد قیامت وغیرہ عقائد اسلام کے
لوگ دین اسلام سے خارج ہوجاوین جب بادشاہ نے یہ دیکھا تو اپنے گھر مین عبادت خانہ
پر سے آرایش اتار دی اور خاک پر بیٹھا اور جناب باری تعالی مین شب و روز عاجزی و گریہ
لوگون کا اختلاف دربارۂ قیامت کے دیکھتا ہی اسی رب عزوجل نے ایسی کوئی آیت بھیجدے
ہون اور لوگ اس جہالت سے نجات پاوین پس اللہ تعالے نے جو اپنے بندون کی ہلاکت نہین چاہتا تھا
فتیہ اصحاب کہف کو ظاہر فرمایا تاکہ لوگون پر انکی شان ظاہر ہو اور لوگون پر حجت قائم ہو اور اہل حق جانین کہ قیامت
کچھ شک نہین ہی اور بندہ صالح تندوسیس کی دعا قبول ہو اور مومنون مین سے جو لوگ جاہلون کے
سے اسلام سے منتشر ہو گئے تھے مجتمع ہوجاوین - اور اس غار پر ایک عمارت بنی تھی اللہ تعالے نے اس
ایک شخص کے دل مین ڈالا کہ یہ عمارت توڑکر اسکے مصالح و اینٹون سے اپنی بکریون کا خظیرہ بنا دے اسنے اس کام کے لیے
مزدور مقرر کیے انھون نے اس عمارت سے پتھر علیحدہ کرنا شروع کیے اور انسے یہ خظیرہ بنانے جاتے تھے یہانتک کہ جب غار کے منہ
پر پہونچے تو وہان سے پتھر ہٹائے اسوقت حضرت باری تعالے نے جو قدرت عظیم والا مردون کو زندہ کرنے والا ہی فتیہ کو حکم دیا
کہ وے اٹھ بیٹھے اور غار کے منہ پر خوش و خرم چہرہ لہلہاتے ہوے بیٹھکر آپس مین ایک دوسرے کو سلام کیا گویا اسی
جاگے ہین جسوقت روز جاگتے تھے اور اٹھکر نماز پڑھنے مین مشغول ہوے جیسے روز پڑھتے تھے انکے چہرون یا رنگ و بدن
مین کسی طرح کا تغیر نہین محسوس ہوتا تھا جس سے ایک دوسرے کے بارہ مین کچھ برائی دیکھتا بلکہ ویسی ہی دیانت
اور انکو یہی معلوم ہوتا تھا کہ انکا بادشاہ دقیانوس ہی اور وہ انکی تلاش مین ہی پھر جب نماز پڑھ چکے تو بھوک
پینے کا منتظم تھا کہنے لگے کہ جاکر خبر لاؤ کہ کل کے روز ظالم بادشاہ سے لوگون نے ہمارے بارے مین کیا کہا اور ہمارے
تھا کہ جیسے ہم سویا کرتے تھے ویسے ہی کچھ سوئے ہین ولیکن انھون نے کچھ احساس کیا کہ
بولا کہ تم کتنا سوئے ہو دوسرون نے جواب دیا کہ ایک روز کی مقدار پھر اوردن سے
جانے کتنا سوئے ہو یہ سب انکے نزدیک آسان سی بات تھی پھر تملیخا نے انسے کہا کہ کل تو
چاہتا تھا کہ تم کو سامنے بلاوے اور تم اسکے بتون کے واسطے عبادت و قربانی کرو پھر اللہ تعالے
مسلمینا نے انسے کہا کہ اے بھائیو - تم خوب جانو کہ تم اللہ تعالی سے ملنے والے ہو جب تم
تو تم ایمان کے بعد کفر مت اختیار کرو اور موت برحق ہی پھر انھون نے تملیخا سے کہا کہ
گفتگو ہوئی ہی اور لوگ آپس مین کیا کیا کہتے ہین اور ایسی طاقت رہو خیر حق

Marfat.com

[illegible] اور یہ کام تیلخا ہی کے سپرد تھا اُسنے اپنے کپڑے اُتار دیے اور خراب کپڑے فقیرون کے سے پہن لیے اور [illegible] ین نے ایک روپیہ لیا جسپر دقیانوس کا سکہ تھا اور تیلخا وہان سے روانہ ہوا جب غار کے دروازے پر پہونچا [illegible] کر کچھ خیال نہ کیا اور وہان سے روانہ ہوکر بیراہ چلتے چلتے شہر کے دروازہ پر پہونچا تو خفیہ راہ پر نگاہ رکھتا تھا اور [illegible] تھا اس خوف سے کہ شہر کی جان پہچان لوگون مین سے کوئی اُسکو دیکھکر پہچان نہ لے کہ دقیانوس کے یہان گرفتار ہوجاوے [illegible] یہ نہین جانتا تھا کہ دقیانوس بدبخت مع اپنے ساتھیون کے قریب تین سو برس پہلے مرچکا ہی پھر جب شہر پناہ کے دروازہ پر [illegible] پر اہل ایمان کا نشان دیکھا کیونکہ اُسوقت امر ایمان ظاہر تھا تو تعجب سے اُسکو دیکھتا رہا اور خفیہ دائین بائین نظر کی پھر [illegible] دروازہ چھوڑکر دوسرے دروازہ پر آیا وہان بھی ایسی ہی علامتین دیکھین اور تعجب سے خیال کرنے لگا کہ کیا یہ وہ شہر نہین ہی جسکو پہچانتا تھا اور وہان بہت لوگ نئے طرز و انداز کے دیکھے جنکو کبھی پہلے نہین دیکھا تھا اُنکو دیکھتا چلا جاتا اور تعجب مین تھا اور کبھی خیال کرتا کہ وہ حیران ہی پھر اسی دروازہ پر لوٹ آیا جہان سے گیا تھا اور خود بخود متعجب تھا کہ الٰہی یہ کیا بات ہی ابھی کل تو مسلمان لوگ ان علامتون کو چھپاتے تھے اور آج ظاہر ہین شاید مین خواب دیکھتا ہون پھر چادر سر پر ڈالکر شہر کے اندر گیا اور وہان کی بنا [illegible] دیکھی اور لوگون سے سُنا کہ وے اسلام کی علامت ظاہر کرتے ہین تو ایک دیوار سے ٹیک کر سوچنے لگا کہ ابھی کل تو جو کوئی اسطرح کرتا قتل کیا جاتا آج کیا بات ہی کہ اسطرح علامات اسلام ظاہر ہین اور غار سے قریب تو سوائے اس شہر کے کوئی شہر نہین ہی پھر ایک جوان سے بلکر پوچھا کہ بھائی یہ کون شہر ہی اُسنے کہا کہ افسوس اسکا نام مشہور ہی تو اور زیادہ متعجب ہوا کہ کیا مجھے جنون ہوگیا ہی [illegible] کس حال مین ہون آخر یہ رائے ٹھہرائی کہ فوراً یہان سے باہر جانا چاہیے کہ مجھے کوئی آفت نہ پہونچے پس جلدی سے طعام [illegible] سے قریب ہوا اور اپنا روپیہ نکالکر ایک کو دیا کہ مجھے اسکا طعام دیدے اُسنے جو اس روپیہ کو دیکھا تو اُسکے نقش و شکل سے تعجب کیا اور اپنے ساتھی کو دیا کہ یہ شخص مجھے یہ روپیہ دیتا ہی اُسنے بھی غور سے دیکھا اور تیسرے کو دیدیا اسی طرح وہ ہاتھون ہاتھ پھرنے لگا اور لوگ آپس مین کہنے لگے کہ شاید اس شخص نے کہین سے کوئی خفیہ خزانہ جو زمانہ دراز سے زمین مین دفن تھا پایا ہی یہ روپیہ [illegible] مین کا ہی تیلخا نے جو دیکھا کہ یہ لوگ آپس مین مشورہ کرتے ہین تو اُسے شک نہ رہا کہ اُنھون نے مجھے پہچان لیا ہی اور میرے ہی [illegible] رنے مین یہ مشورہ ہی تو خوف سے کانپنے لگا اور جانا کہ یہ لوگ گرفتار کرکے دقیانوس کے پاس لیجانا چاہتے ہین اور بازار کے اور [illegible] جمع ہوتے جاتے اور تیلخا کی صورت کو غور سے دیکھتے اور نہ پہچانتے آخر تیلخا نے کہا کہ مجھے [illegible] کرکے چھوڑ دو تم نے روپیہ [illegible] وہ دیکھو اور مجھے طعام کی حاجت نہین ہی لوگ کہنے لگے کہ اے جوان آخر تمہارا کیا نام ہی اور کون ہو اور کہان سے آئے ہو ہم کو [illegible] تم نے کوئی خزانہ پایا ہی جو کسی اگلے زمانہ کا زمین مین مدفون تھا اور تم چاہتے ہو کہ اسکو اکیلے اکیلے ہضم کرلو اگر ہم کو بھی [illegible] کردو تو بہتر ہم پوشیدہ رکھین ورنہ ہم تجھے سلطان کے سپرد کرینگے جب تیلخا نے یہ سنا تو کہا کہ واللہ مین نے تو کوئی [illegible] نہین پایا اور مین نے تو ہر چیز جس سے خوف کیا دور کردی اُنھون نے کہا کہ باتین نہ بناؤ اور یہ روپیہ تو خود شاہد ہی [illegible] ہم کو ساتھ لیے چلو اور پس خزانہ مین ہماری بھی شرکت کرو تیلخا یہ سُنکر حیران ہوا اور کچھ جواب نہ دے سکا [illegible] چاروناچار اُسکی گردن باندھکر حاکم کے مکان کا راستہ لیا اور شہر کے راستہ پر جدھر سے گذرتے تھے جو سنتا تھا کہ [illegible] یا ہی ساتھ ہولیتا تھا مگر اسکو دیکھکر کہتے کہ یہ شخص تو اس شہر کا نہین ہی اور ہم نے تو اسکو کبھی نہین

Marfat.com

دیکھا ہی جب لوگ بہت سے جمع ہوگئے اور باتین پوچھنے لگے تو تلیخا نے خاموشی اختیار کی اور اسکو
بین بین جب سنینگے تو ضرور آوینگے اور وہ تو اِس شہر کے بڑے رئیسون مین سے ہی اور آخر انمین سے
بٹھڑا دیگا اتنے مین لوگ اسکو سردار شہر کے پاس جنکے ہاتھ اِسکا انتظام تھا لے گئے اور وہ دیکھتے
کا نام اسطیوس تھا جب اُنکی جانب چلے تو تلیخا کو گمان ہوگیا کہ ضرور مجھے دقیانوس کے پاس لیے جاتے
شروع کیا اور لوگ مسخرہ بناکر ہنستے اور وہ روتا تھا اور کبھی آسمان کو سر اُٹھاتا تھا اور کہتا کہ الٰہی تو آج
آج مجھے صبر جمیل عطا کر دے اور مجھے اِس ظالم کے سامنے قوت دے اور اپنے دل مین کہتا کہ میرے اور میرے
جدائی ہوگئی کاش وے لوگ جانتے کہ مین کس حال مین گرفتار ہوگیا ہون تو آتے اور ہم سب کے سب اِس عالم
ہوتے جیسے ہم سب نے ایمان پر اتفاق کیا تھا کہ اللہ تعالے کے ساتھ شرک نہ کرینگے اور زندگی و موت مین جدا نہ ہونگے پھر
دونون حاکمون کے پاس لے گئے تو اسنے تعجب کیا اور دقیانوس کو نہ پایا تو رونا موقوف کیا اور سکون سے کھڑا ہوا پھر انمین سے
نے روپیہ ہاتھ مین لیا اور پوچھا کہ اے جوان تو نے یہ خزانہ کس زمین مین پایا ہی تلیخا نے کہا کہ مین نے کوئی خزانہ نہین پایا ولیکن یہ روپیہ
باپ کا ہی اور اُسی شہر کا سکہ ہی ولیکن مجھے حیرانی ہی کہ یہ معاملہ کیا ہی - ایک نے کہا کہ تو کہان کا ہی تلیخا نے کہا کہ مین اپنی دانست مین اِسی
کا ہون پوچھا کہ تیرا باپ کون ہی اور تجھے کون پہچانتا ہی تلیخا نے اپنے باپ وبھائیون وغیرہ کو بیان کیا لوگون مین سے کسی نے اِسکے باپ
بھائیون وشناساؤن مین سے کسی کو نہ پہچانا اور حاکم نے کہا کہ تو مرد کذاب معلوم ہوتا ہی سچ بات نہین کہتا ہی تلیخا سخت تعجب وغیرہ
اور اپنا سر جھکا لیا اتنے مین بعض نے کہا کہ یہ مجنون معلوم ہوتا ہی ایک بولا کہ جنون نہین مگر عمداً بنتا ہی کہ رہا کر دیا جاے تب ایک حاکم نے
کہا کہ اے شخص تو جانتا ہی کہ ہم تجھکو چھوڑ دینگے اور تیری تصدیق کرینگے کہ یہ تیرے باپ کا مال ہی حالانکہ اِس روپیہ پر تین سو برس سے
پہلے کا سکہ ہی اور تو نوجوان آدمی ہی تو چاہتا ہی کہ ہم کو فریب دیکر مسخرہ بنا وے حالانکہ ہمارے بال سفید ہوگئے اور یہ تیرے گرد اِس
عقلاء موجود ہین اور یہان کا خزانہ ہمارے ہاتھ مین ہی اِس خزانہ مین اِس ضرب کا کوئی روپیہ اشرفی نہین ہی میری رائے ہی کہ مین حکم
کہ تجھے جھوٹ بولنے پر سزا دیجاوے تاکہ تو سچ بتلا دے کہ یہ خزانہ کس زمین پر تو نے پایا ہی جب اُسنے یہ کہا تو تلیخا نے فرمایا کہ لوگو مجھے
بات بتلاؤ جو مین تم سے پوچھون اگر تم بتلا دوگے تو میری خبر سچ سچ تم کو ظاہر ہوجاویگی - بولے کہ پوچھو ہم نہ چھپاوینگے تلیخا نے کہا کہ بادشاہ
دقیانوس کا کیا حال ہی کہنے لگے کہ اِسوقت تو یہان کیا بلکہ روے زمین پر جہانتک ہم جانتے ہین ہم کو کوئی دقیانوس بادشاہ نہین
ہی ہان ایک زمانہ دراز گذرا کہ اُسوقت یہان ایک بادشاہ دقیانوس تھا وہ مدت ہوئی مرگیا اور اُسکے بعد لوگون نے
اور زمانہ کا انقلاب ہوگیا تب تلیخا نے کہا کہ مین اِسوقت سخت متحیر ہون اور کوئی شخص میرے قول کا
اور اُسی بادشاہ دقیانوس نے زبردستی چاہا کہ ہم بت پوجین اور اُنپر بھینٹ چڑھاوین ہم اُسکے خوف سے
بھاگے اور کوہ ہنجلوس کے غارمین چھپے وہان سوگئے آج اِسوقت ہم جاگے اور یہ روپیہ لیکر مین اپنے
واسطے طعام خریدنے آیا ہون اور یہ دریافت وتپالینے کہ بادشاہ نے کیا کیا ہی جب یہان ہوچکیگا
اور میرے اصحاب وہان میرے انتظار مین ہونگے - جب تلیخا نے یہ بیان کیا تو لوگون نے کہا کہ
نوجوان گم ہوے تھے اور اریوس اسطیوس نے کہا کہ اے قوم شاید یہ اللہ تعالے نے ہمارے

Marfat.com

[illegible] شہر کے صغیر و کبیر کے اصحاب کہف کی طرف روانہ ہوے تاکہ اُنکو دیکھین اور یہان یہ حال تھا کہ جب ساتھیون [illegible] اور وہ مقدار معہود مین کھانا پانی نہ لایا تو گمان کیا کہ وہ گرفتار ہوگیا اور بادشاہ کے پاس اُسکو لے گئے اسی درمیان [illegible] کو بے خوف و خطر تھے کہ اُنھون نے پہاڑ کی طرف گھوڑون کی آواز اور لوگون کا شور سُنا پس اُنکو یقین ہوا کہ لوگ ہماری [illegible] کی طرف سے آتے ہین پس اُنھون نے آپس مین ایک دوسرے کو سلام کرکے وصیت کی اور وداع کیا اور نماز کو [illegible] اور بعد نماز کے آپس مین کہا کہ چلو اپنے بھائی تملیخا کے ساتھ ہون کہ وہ اسوقت بادشاہ ظالم کے روبرو ہوگا وہ لوگ یہ [illegible] کہتے مین اریوس واسطیوس مع لوگون کے دروازہ کہف پر پہونچے اور تملیخا نے پیشقدمی کی اور اندر گیا تو روتا تھا اُسکو [illegible] کر اصحاب بھی رونے لگے اور پوچھا کہ کیا خبر ہے اُسنے سب حال بیان کیا پس سب نے جانا کہ یہ ایک قدرت الٰہیہ ہے کہ اسکے حکم [illegible] وے لوگ اتنے زمانہ طویل تک سوتے رہے اور اب اسواسطے جگائے گئے ہین کہ لوگون کے واسطے ایک نشان قدرت ہون [illegible] بعث بر حق ہون اور لوگ یقین کرین کہ قیامت آنیوالی ہے اسمین کچھ شک نہین ہے پھر تملیخا کے نشان قدم پر اریوس مع لوگون [illegible] داخل ہوا تو غار کے دروازے پر ایک صندوق تانبے کا دیکھا جسپر چاندی کی مہر تھی پس اُسنے روسار شہر کو بلایا اور اُنکے سامنے [illegible] صندوق کو کھولا تو اُسمین رانگ کی دو لوحین یعنی تختیان پائین جنمین لکھا ہوا تھا کہ مکسلمینا و مخشلمینا و تملیخا و مطرونس و کشطونس [illegible] و بیلدونس نوجوان تھے جو ایمان لیکر دقیانوس بادشاہ ظالم سے بھاگے اس خوف سے کہ اُنکو دین سے فتنہ مین نہ ڈالے [illegible] اس غار مین گئے جب اُسکو خبر ہوئی تو اُسنے غار کا دروازہ بند کردیا اور پتھرون سے چنوا دیا اور ہم نے ان دونون تختیون مین [illegible] حال لکھدیا ہے کہ پچھلے لوگ اُنکی مضبوطی دین کے بارہ مین جانین جب کبھی اُسکو پاوین۔ جب اُنھون نے یہ پڑھا تو اللہ تعالے کی [illegible] ثنا کی اور تسبیح پڑھی جس نے اُنکو بعث کی آیت دکھلائی پھر بلند آواز سے تسبیح و تکبیر کہی اور اصحاب کہف کے پاس گئے تو دیکھا کہ [illegible] خوش بیٹھے ہین اُنکے چہرے چمک رہے ہین اور اُنکے لباس اُسی طرح ہین کچھ میلے یا خراب نہین ہوے ہین پس اریوس و اُسکے [illegible] سب نے اللہ تعالے کے واسطے سجدہ مین گرے اور تسبیح و تکبیر کہی پھر اصحاب کہف سے ملے اور اُنسے قصہ سُنا اور اریوس واسطیوس [illegible] خبر بادشاہ کو پہونچائی کہ جس نے غمناک ہوکر گوشہ اختیار کیا تھا اور وہ بادشاہ صالح تندوسیس تھا کہ آپ جلدی تشریف لائیے [illegible] آپ بھی اللہ تعالے کی آیات مین یہ آیت دیکھین جو آپ کی سلطنت مین اللہ تعالے نے ظاہر فرمائی ہے اور تمام عالم کے لیے یہ آیت کردی [illegible] بعث و حشر پر یقین لاوین پس آپ جلدی تشریف لائیے کہ اللہ تعالے نے اُنکو قریب تین سو برس سے زیادہ سے وفات دی تھی اور [illegible] ہے جب بادشاہ کے پاس یہ خبر پہونچی تو وہ کھڑا ہوگیا اور غم جاتا رہا اور اُسکی عقل ٹھیک ہوئی پھر اُسنے اللہ تعالی کی حمد و ثنا کی [illegible] نہین سمجھا یا جو اُسنے میرے باپ دادون کو اور نبدہ صالح قسطنطینوس بادشاہ کو دیا ہے اور روانہ ہوا اور اُسکے ساتھ اہل شہر [illegible] جب پہاڑ پر پہونچے و غار مین آئے تو اصحاب کہف نے تندوسیس کو دیکھا اور خوش ہوکر سجدے مین گرے اور [illegible] اُنکو گلے لگا لیا اور رویا اور وے اُسکے سامنے بیٹھے تسبیح و تکبیر کہتے تھے پھر اُنھون نے بادشاہ سے کہا کہ اب ہم آپ کو [illegible] کرتے ہین اور اللہ تعالے تجھکو اور تیرے لوگون کو انس و جن کے شر سے محفوظ رکھے یہ کہکر بادشاہ کو کھڑا چھوڑکر [illegible] اپنے لیٹنے گئے اور سوگئے اور اللہ تعالی نے اُنکو قبض کرلیا اور بادشاہ تندوسیس اُنکے پاس آیا اور اپنا لباس اُتارکر [illegible] ہر ایک کو ایک صندوق زری مین رکھدین پھر جب رات کو بادشاہ اپنے مقام پر سویا تو اُسنے خواب مین دیکھا کہ

دے کہتے ہین کہ اے بادشاہ ہم لوگ سونے سے نہین پیدا ہوے اور چاندی سے لیکن ہم کو
چھوڑدے کہ ہمارا انجام خاک ہی کی طرف ہی یہانتک کہ اللہ تعالے ہم کو مبعوث فرماوے پس
نکلے تو اللہ تعالے نے اُنکو پوشیدہ کردیا اور وہان ایک رعب عظیم چھاگیا کہ پھر کسی کو
ہی کہ تملیخا کو اول گرفتار کرکے بادشاہ تندوسیس کے پاس لے گئے اُسنے پوچھا کہ تو کون ہی
روز رات مین بھاگا ہون اور اپنے ساتھیون کا نام لیا اور اپنے باپ دادون کو بتلایا لیکن
کچھ نہین پہچانا بادشاہ نے کہا کہ میرے خزانہ مین ایک لوح ہی اُسپر لکھا ہی کہ چند جوان اگلے زمانہ مین گم ہوے
اُسمین تملیخا کا نام نکلا اور تملیخا نے کہا کہ باقی میرے ساتھی ہین پس جب بادشاہ نے سنا تو مع ارکان دولت
اور تملیخا کے ساتھ غار کے دروازہ پر آیا پس تملیخا نے کہا کہ مجھے پیشتر جانے دو کہ مین اپنے ساتھیون کو
کیونکہ اگر وے لوگ تم کو اچانک دیکھینگے تو اُنکو خوف ہوگا پس اُسنے جاکر بشارت دی لیکن اُسکی روح
اور بادشاہ و اُسکے ساتھی بیہوش ہوگئے جب ہوش ہوا تو اُنھون نے خوف و رعب سے راہ نہین پائی کذا ذکرہ
روایت سابق مین مع وجہ مذکور ہوئی ہی واللہ تعالی اعلم اور شاید توفیق یہ ہو کہ ایک مرتبہ اُنھون نے عام طور پر
نہین پائی اور خوف سے بیہوش ہوگئے واللہ تعالی اعلم ۔ پھر خطیب رح نے لکھا کہ بعد اِسکے اہل شہر مین تنازع ہوا کما قال تعالی اذ یتنا
بینہم امرہم ۔ درباره علامت عمارت بنانے کے فقالوا ابنوا علیہم بنیانا ۔ اُنکے گرد عمارت بناو قال الذین غلبوا
یعنی مومنون نے مسجد کے واسطے کہا ۔ اور ایک روایت یہ ہی کہ بعض نے کہا کہ اُنپر عمارت بنادو کہ وہان کوئی جانے نہ پاوے اور کوئی
اُنسے واقف نہ ہو اور بعض نے کہا کہ مسجد بناؤ کہ یہان نماز پڑھین اور اُسمین دلالت ہی کہ یہ سب لوگ مسلمان تھے واللہ تعالے
ف فی الرائس قولہ تعالے وکذلک بعثناہم لیتساءلوا بینہم ۔ چونکہ باہمی سوال مین انتشار ہی اور کسی بات پر قرار نہین ہی اِس
شیخ رح نے اِس سے اشارہ لیا کہ یہ لوگ مقام تمکین مین نہین پہونچے تھے بلکہ اول ہی وقائع غیب مین تھے اور وہان
کہ مقام اُنکا بدایت معرفت و ہجوم مواجید ہی اِسی واسطے اِس ہجوم غیب مین اُنکو ایمان ہوا کہ نگاہ نہین ٹھہری اور
ہوے اور اگر وے لوگ محل تمکین مین ہوتے اور سلوک مین بیدار و ہوشیار ہوتے تو احساس و رسوم
بلکہ اُنکا حال اِس سے مشابہ ہوتا جو ہمارے سرور عالم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا کہ اللہ تعالے
قوسین او ادنی ۔ یعنی قرب کامل مین ثابت ہوے اور منزل اعلی مین مستقیم ہوے اور انوار قدم
وصفائی کے ساتھ جسمین کمال تمکین تھی چنانچہ آداب عبودیت کے ساتھ فرمایا کہ لا احصی ثناء علیک تجھے
واسطے کافی ہو ۔ انت کما اثنیت علی نفسک ۔ تو اِس ثنا کے لائق ہی جیسا تو نے خود اپنی ثنا فرمائی ہی اور حال
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوئے اور مشاہدات عطا ہوے اگر فرض کرو کہ تمام اولین و آخرین
تو سب کے سب بیجان و حیران ہوجاتے عقلین پراگندہ ہوتین اور رویتین
ولیکن مریدون و محبین و عاشقین کے واسطے زمانہ سکر کیا خوب ہوتا ہی کہ سکر وصال
جمال و جلال مین غائب کردیتا ہی حتی کہ ذوق وصال مین تمام جہان سے کسی چیز کا

Marfat.com

[illegible] ہجر نہین ہوتی ہی۔ اور عاشقان جمال کے لیے زمانہ وصال بہت قلیل ہوجاتا ہی کہ تمام دہر و زمانہ اُنکے حق مین ایک [illegible] اور تمام اہل عالم کی عمرین جمع کرو تو اُنکی منزل اُنس مین ایک لمحہ ہی پس زمانۂ قرب تو قلیل ہی اور زمانہ فراق طویل [illegible] ہی کہ زمانہ ہجران درکمین ہووے دن کو رات سے امتیاز نہین کرتے اور آفتاب کی گرمی و چاند کی سردی کچھ نہین پہچانتے [illegible] قولہ قال تاہل منہم کم لبثتم الآیہ۔ مقام وصال مین ٹھہرے اور لذت جمال حاصل کی اور گفتگو مین یہ لغزش ہوئی تو نشۂ حال سے یہ سمجھکر ہی مقام فراق مین اُنھون نے زمانہ وصال یاد کیا اور منزل وحشت مین اُنس خلوت یاد کیا اور مقام ہجر مین مشاہدہ و قرب یاد کیا۔ شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ حبیب کے ساتھ محب کا قیام اگرچہ طول ہو مگر اُسکے نزدیک قلیل ہی اور وہ اسکو ہیچ نظر آتا ہی اگرچہ تمام زمانہ گذر جاوے کیونکہ اُسکی انتہار شوق کا حال جیسے ابتدار کا ہی پس جب مقام جذب سے مقام سلوک مین رجوع کیا اور مقام روحانیہ سے مقام بشریت مین رجوع کیا اور بیان ضرورت اسکی ہوئی جس سے انسان کی زندگی ہی تو حقائق طریقت کو کام مین لائے کما قال تعالے فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ الی المدینۃ الآیۃ چونکہ مقام خلوت کی لذت اُنکو حاصل ہوچکی تھی تو سب نہ نکلے اور آخر ایک کے نام یہ مقرر کیا کہ جاکر رزق حاصل کرے اور سوال نہ کیا بلکہ کسب معاش کو اختیار کیا چنانچہ کہا فابعثوا احدکم بورقکم ہذہ۔ پھر اسکو تاکید کی کہ ورع و پرہیزگاری و تقوی اختیار کرے کیونکہ غربت مین پرہیزگاری ضرور ہی اور یہ حقیقت کے حقوق مین سے ہی اور یہی اماموں کا دستور رہا ہی اسی واسطے شیخ ذوالنون رح نے کہا کہ نور تقوی کو نور معرفت سے برابری نہین اور نور معرفت کو نور تقوی سے کمال ہی اور اسکو مراقبہ یعنی نگہداشت کا حکم دیا تاکہ کوئی امر مطلع نہ ہو۔ اسمین یہ بیان بھی ہی کہ کسب معیشت مین سعی کرنا بھی توکل مین سے ہی کیونکہ اصحاب کہف بحمد اللہ کچھ مقام توکل سے خالی نہ تھے پھر بھی اُنھون نے اکتساب اختیار کیا تو یہ توکل سے منافی نہین بلکہ یہ بھی توکل مین سے ہی اور ایک اسمین یہ بیان بھی ہی کہ جو لوگ وجد و حال و مکاشفہ و مقال مین سے ہین اُنکے واسطے غذار محمود لطیف طعام سے چاہیے کیونکہ اُنکی ارواح عالم قدس سے ہین اور اُنکو وہی لائق ہی جو اہل اُنس کو لائق ہی کہ کھانا پاکیزہ ہو جسکی طرف رغبت ہو اور لباس خوبصورت ہو۔ شیخ جعفر بن احمد رازی رح نے کہا کہ یوسف بن الحسین رح نے اپنے بعض اصحاب کو نصیحت کی کہ جب تو اہل معرفت کے واسطے کوئی چیز لیجاوے تو لطیف لیجائیو کیونکہ اللہ تعالے نے قصہ اصحاب کہف مین خریدار طعام کو فرمایا کہ ولیتلطف۔ مترجم کہتا ہی کہ معنی یہ لیے کہ رزق مین لطیف و پاکیزہ کو تکلف سے حاصل کرنے فافہم۔ اور وصیت کی کہ جب تو زاہدون و عابدون کے واسطے کوئی چیز لیجاوے تو جیسی ملے ویسی لیجا کیونکہ وے لوگ ہنوز اپنے نفس کو ذلیل و خوار کرنے مین مصروف ہین اور اُسکو خواہش کی چیزون سے روکتے ہین۔ شیخ ابو عبد الرحمن رح نے فرمایا کہ مین نے حضرت ابو عثمان مغربی سے سُنا کہ آپ فرماتے تھے کہ مریدین کا ارفاق بعنف ہی یعنی اُنپر کوئی لطافت نہین بلکہ سختی ہی اور عارفین کا ارفاق بلطف ہی یعنی مرفق اُنکے واسطے لطیف چاہیے ہی۔ شیخ استاد رح نے ویتلطف کو لطف خلق کے معنی مین لیا یعنی جس سے کوئی چیز [illegible] اسکے ساتھ حسن خلق و لطف کا برتاو رکھنا پس وصیت حسن خلق کی ہی اور کہا جاتا ہی کہ جو شخص اہل معرفت سے ہو اُسکو موٹا لباس [illegible] کھانا موافق نہین ہی اور کہا جاتا ہی کہ جو لوگ مجاہدہ و ریاضت مین ہون اُنکے لائق موٹا لباس و موٹا جھین کھانا ہی اور جو شخص معرفت [illegible] کیا اُسکو نہین موافق ہی مگر عمدہ کھانا لطیف اور خوبصورت کپڑا کیونکہ اُسکو جمیل سے رغبت ہی۔ قولہ تعالی ربہم اعلم بہم۔ اسمین [illegible] اصحاب کہف مشاہدۂ جلال ازل مین ایسے مرتبہ کو پہونچے تھے کہ دریاے توحید مین غرق ہوکر اُنھون نے جواہر توحید [illegible] قرب و وصال مین سے وہ کچھ حاصل کیا تھا کہ اغیار کو اُنپر اطلاع نہین ہوسکتی ہی لہذا غیر سے اُنکے حال کا وقوف رفع کیا

گویا ظاہر فرمایا کہ سطوات عزت و قہر ربوبیت نے مستولی ہو کر اُنکو فنا کر دیا جس سے حاصل ہوا کہ ہو جو اُن
کہ نظر اغیار اُنسے بالکل محجوب ہو اور مشاہدۂ قدم سے جس منزل کو انھون نے پایا غیر نہین ہو سکتا
اعلم بہم یعنی انکا رب ہی اُنسے آگاہ ہی کہ کیسے عجائب قدرت و لطائف صنعت اپنے ظاہر فرما سکتا ہی
اِنپر مطلع نہین ہو سکتے پھر اللہ تعالے نے اہل کتاب کے اقوال جو اُنکے بیچ مختلف تھے

تحقیق بیان فرمایا

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ

پوچھے تو کہینگے کہ تین تھے چوتھا اُنکا کتا ہی اور کہینگے کہ پانچ تھے

كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ ۚ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ قُلْ رَّبِّيْ أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ

غیب کی گفتگو اور کہینگے کہ سات ہین اور اُنکا آٹھوان اُنکا کتا ہی تو کہدے کہ میرا رب ہی اُنکا شمار

مَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيْلٌ ۗ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ إِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا ۖ وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ أَحَدًا ۝

اگر تھوڑے لوگ پس نہ گفتگو کر اُنکے بارہ مین مگر سرسری ظاہر طور پر اور مت فتوی پوچھ اُنکے بارہ مین ان مین سے کسی سے

ع ۱۲

قصہ اصحاب کہف ختم ہونے اور سوال کا جواب ہو جانے کے بعد اللہ تعالے نے اِسقدر مزید آگاہی دی کہ لوگ اُنکی تعداد مین
پس سوال مذکور جو کہ امتحان کی غرض سے کافرون نے پیش کیا تھا اُسپر مزید اعلام فرمایا کہ ان لوگون کے اُنکی تعداد مین مختلف اقوال
ہین اور بعضے نادانی سے بلا دلیل اُنکل سے اُنکی تعداد مین کلام کرتے ہین اور اِس کلام الٰہی مین ایک لطیف بیان اعلم ہو جسکی جانب
انشاء اللہ تعالے اشارہ آویگا اور یہان تین اقوال بیان فرمائے بقولہ سَيَقُولُونَ جو اہل عرب مین زمان استقبال
کے واسطے مخصوص ہی تو ظاہر ہوتا ہی کہ اُنکا اختلاف پہلے سے نہ تھا بلکہ اب آیندہ ہوگا حالانکہ اہل کتاب کا اختلاف پہلے ہی ہو چکا تھا
کہ معنی کلام کے یہ ہین کہ اہل کتاب یہ قصہ سُنکر اُنکی تعداد بیان کرتے ہین اختلاف کرینگے گویا یون کہا کہ بعد اِس قصہ کے تم لوگون سے
جو جاننے کا دعوی کرتے ہین اور امتحان کا سوال پیش کرتے ہین اُنکی تعداد دریافت کرو تو کہے یہ جواب دینگے
ثَلٰثَةٌ حال کون الکلب جاعلهم اربعة۔ یعنی ثلثہ خبر مبتدا ے محذوف ہی اور رابعهم کلبهم جملہ حال ہی اور واو یہان
سے نقل کیا کہ یہان جملہ پر واو حالیہ نہین ہی حالانکہ جب اسمیہ جملہ حال ہوتا ہی تو واو حالیہ آتا ہی تو اِس جملہ مین
ذکر واو ہی یعنی ثلثہ کے بعد رابع ہوتا ہی تو اور ایک زائد ہوا۔ اور یہی حال ہی قولہ وَيَقُولُونَ
كَلْبُهُمْ عرفکہ چونکہ عدد مین ایک ایک کی ترقی سے متضمن حرف عطف ہی جسکے اظہار و ابدا کی ضرورت نہین
ہو جاتا ہی۔ بالجملہ یہ دو قول بیان فرمائے کہ بعض تو یہ بیان کرینگے کہ تین تھے اور چوتھا اُنکا کتا تھا یہ نصاریٰ
جو عرب کے نصاریٰ نجران کہتے تھے اور بعض یہ بیان کرینگے کہ پانچ تھے اور چھٹا اُنکا کتا تھا یہ یعقوبیہ
سدی رح سے مروی ہی کہ یہ بھی نصاریٰ کے ایک فریق کا قول ہی اور بعض نے اِسی کو ملکائی کا قول کہا
اور ظاہرا اسکی وجہ یہ ہی کہ محمد بن اسحق نے تاریخ مین اصحاب کہف کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے
پہلے گذرا کہ یہود بھی اُنکے قائل تھے اور اُنھین نے اُنکو سوال مین پیش کیا تھا اور اگر ہمارے

ان تعالے نے بیشتر بتا دیا تھا کہ اِن سے بہت لوگ واقف ہوتے - پھر اللہ تعالے نے ان دونون قولون
غیب کہ اوپر بیان ہوا ہے اپنا یہ قول بیان فرمایا کہ رجماً بالغیب یہ مصدر فاعل یعنون سے حال ہے بتاویل اسم فاعل ای راجمین بالغیب - اور رجم دراصل
اس موقع پر بولا جاتا ہے جہاں کوئی ایک شخص اکیلا ہوتا ہے کہ جو بیکار جاتا ہے اور اگر شکار کے لگ بھی گیا تو بلا قصد لگا کیونکہ غائب اُسکو
دیکھ رہا تھا بلکہ اٹکل سے لگا لیا ہے اور یہ بات ہے جو گمان و اٹکل سے کہی جاوے اور اُسپر کوئی دلیل و شاہد علمی نہ ہو کما قال البیضاوی والخطیب
وغیرہما اور یہ اس صورت میں ہے کہ یہ لوگ اس اٹکل سے بلا دلیل یہ تعداد بیان کرتے ہین اور اٹکل سے سچائی نہین ملتی ہے شیخ ابن کثیرؒ
نے کہا کہ یہان تین قول بیان کیے ہین تو اسمین دلالت ہے کہ چوتھے قول کا کوئی قائل نہین ہے یعنی چوتھا قول یہان نہین ہے پھر جب دونون
قولون صحیح ہین تو باقی تیسرا قول معلوم ہوا کہ صحیح ہے اور مترجم کہتا ہے کہ تین قول بیان فرمائے ان تین کے
سوا کوئی قول صحیح ہے تو باقی تیسرا قول ہے یعنی قول - وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ اور ایک فریق کہیگا کہ سات تھے اور
آٹھوان انکا کتا تھا - اللہ تعالے نے اس قول کی نسبت یہ نہین فرمایا کہ رجم بالغیب ہے اور جبکہ اول دونون کو رجم بالغیب کہا تو اسمین دلالت
ہوئی کہ یہ تیسرا قول رجم بالغیب نہین ہے - اور بعض نے کہا کہ یہان وثامنہم بواو عطف بیان کیا بخلاف اول و دوم کے کہ اس
سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ تیسرا فریق کہیگا کہ سات تھے پھر فرمادیا کہ وثامنہم کلبہم اور اس قول پر متقرر ہوا کہ آٹھوان کتا ہی پس واو عطف
آٹھوان کے بیان کو تھا نہ کہ سات تھے پر مقرر کردیا کہ سات تھے - لیکن وارد ہوتا ہے کہ اسکے آگے فرمایا - قُل رَّبِّي أَعْلَمُ بِعِدَّتِهِم تو کہدے
میرا رب انکی گنتی کو خوب آگاہ ہے - مَّا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا قَلِيلٌ انکو کوئی نہین جانتا مگر قلیل - یعنی قلیل لوگون کے سوائے
کوئی نہین جانتا تو یہ کلام دلالت کرتا ہے کہ انکی تعداد کا علم اللہ تعالے کی طرف سپرد ہے - شیخ ابن کثیرؒ نے جواب دیا کہ اس سے یہ مراد
نہین ہے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ تعداد کا بیان کرنا نہین چاہیے بلکہ اللہ تعالے کے سپرد کرنا چاہیے کیونکہ اِس سے کوئی امر شرعی متعلق
نہین ہے اور نہ کوئی کمال نفس ہے اور نہ یہ مراد ہے کہ سوائے اللہ تعالے کے کوئی نہین جانتا کیونکہ خود ہی قلیل کو مستثنی فرمایا ہے تو معلوم ہوا
کہ قلیل کو بھی جانتے ہین - اور اُنکے جاننے کی یہ دلیل و برہان ہوگی - قتادہ رحؒ نے ابن عباس رضؓ سے روایت کی کہ مین بھی ان قلیل مین سے
ہون جنکو اللہ تعالے نے مستثنی فرمایا ہے وہ سات تھے - ایسا ہی عطاء خراسانی نے ابن عباس سے روایت کیا - اور ابن جریرؒ
نے کہا کہ حدثنا عبد الرحمن بن مہدی حدثنا اسرائیل عن سماک بن حرب عن عکرمۃ عن ابن عباس قال
قلیل ممن یعلم عددہم ابن عباس نے کہا کہ مین بھی قلیل مین سے ہون وہ سات آدمی تھے - شیخ ابن کثیرؒ نے کہا کہ یہ روایتین
صحیح ہین - اور محمد بن اسحق نے عبد اللہ بن ابی نجیح سے اُسنے مجاہد رحؒ سے روایت کی کہ مجھ سے
کہا گیا کہ ابن عباس رضؓ ایسے کم سن تھے کہ ہنوز اُسکی گردن مین چاندی کی بنسلی پڑی تھی - پھر آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس سوال سے منع فرمایا بقولہ - فَلَا تُمَارِ فِيهِمْ إِلَّا مِرَاءً ظَاهِرًا اور مت جدال کیجیو اصحاب
کہف مین مگر جدال ظاہر یعنی صرف اتنی سرسری کلام سے تنبیہ کردینا کافی ہے - رازی رحؒ نے لکھا یعنی انکی تعداد مین اہل کتاب کی خواہ مخواہ
سوال پر وہ جواب ہے کہ مشرکون و بدکارون کے شرک و بدکاری کو رد کرے ویسے یہان اسکا
کوئی اہتمام نہین کیونکہ یہ کوئی امر شرعی نہین ہے پس اگر وے جھوٹ بکتے ہین تو کیا کرین

Marfat.com

بعض کے نزدیک واو عاطفہ ہی گویا فریق ثالث کا قول یہ ہی کہ ہم سبعہ اور اللہ تعالےٰ نے مزید فرمایا واو ثمانیہ کیلئے واو حال ہی - ابن ہشام رح نے کہا کہ ایک جماعت کا یہ قول ہی کہ یہ واو ثمانیہ ہی یعنی سات کی گنتی کے بعد آٹھ کو اسکو واو ثمانیہ نام رکھا ہی چنانچہ ابواب مین سے مانند حریری وغیرہ کے اسکے قائل ہین اور نحویون مین سے مانند ابن کیسان وغیرہ کے اور مفسرون مین سے مانند ثعلبی رح کے اسکے قائل ہین ولیکن اسکو کوئی نحوی نہین پسند کرسکتا اس لیے کہ اس سے نہ کوئی حکم متعلق ہی اور نہ کوئی معنوی بھید اسمین موجود ہی کہ سات کے بعد آٹھ پر واو آیا کرے - کاظمی رح نے اسکی توجیہ مین کہا کہ واو یہان بیکار نہین بلکہ درحقیقت واو عطف ہی ولیکن چونکہ اسکا استعمال ایک محل خاص کے ساتھ ہوتا ہی یعنی شمار مین سات کے بعد آٹھ کا ہوتا ہی تو متضمن امر غریب و اعتبار لطیف ہی اسوجہ سے اسکا نام بھی خاص کردیا اور واو ثمانیہ رکھا بوجہ مناسبت سبعہ کے کیونکہ سبعہ اسکے نزدیک عقد کامل ہوگیا کیونکہ مراتب اعداد مین اکثر اصول کو شامل ہی جیسے ہمارے شمار مین دس ہی تو آٹھ سے وے لوگ جو یہ عقد شروع کرتے ہین تو ان دونون مین ایک وجہ سے اتصال و ایک وجہ سے انفصال ہی اور یہی مقتضی عطف ہی - مترجم کہتا ہی کہ کبھی ہمنے سے فقط وجہ اتصال کا لحاظ کرتے ہین جہان سات کے بعد ایک ہی نسق سے ارتباط مقصود ہوتا ہی تو واو عطف نہین لاتے ہین پس توجیہ مذکور اس بیان کے واسطے ہی کہ واو لانا اس مراد سے ہی اور یہ غرض نہین کہ وہ ضروری ہی پس قتال رح کا اعتراض کیا کہ واو ثمانیہ کچھ چیز نہین ہی بدلیل قولہ تعالےٰ ہو اللہ الذی لا الہ الا ہو الملک القدوس السلام المومن المہیمن العزیز الجبار المتکبر - حالانکہ سات صفات کے بعد آٹھوین پر واو نہین ذکر کیا - تو یہ اعتراض وارد نہین ہوتا کیونکہ واو مذکور ضروری نہین ہی اور نہ ان صفات کو ایک نسق مین شمار کرنا مقصود ہی جنمین کوئی جہت فصل کی مراد نہین ہی اور نظیر واو ثمانیہ کی تین آیات مین موجود ہی ازانجملہ قولہ تعالےٰ والناہون عن المنکر - کہ سات کے بعد والناہون کو واو سے بیان کیا - اور قولہ تعالےٰ جاذبہا وفتحت ابوابہا - یہ جنت کے بیان مین ہی اور یہ جہنم کے بارہ مین بدون واو ہی کیونکہ ابواب جہنم سات ہین اور ابواب جنت آٹھ ہین اور قولہ تعالیٰ ثیبات وابکارا - کیونکہ صفات بدون واو ذکر کرکے آٹھوین مین واو بیان فرمایا ہی - فافہم واللہ اعلم - سابق مین گذرا کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب کہف پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ مین کل جواب دونگا پس وحی مین پندرہ روز تاخیر ہوگئی اور آپ محزون و غمگین ہوے اور نازل ہوا قولہ تعالیٰ

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَايْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ ز وَاذْكُرْ

اور مت کہو کسی چیز کو کہ مین اسکو کرنے والا ہون کل کے روز مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ چاہے اور یاد کر

رَبَّكَ إِذَا نَسِيتَ وَقُلْ عَسٰى أَنْ يَهْدِيَنِ رَبِّي لِأَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا

پروردگار اپنے کو جب بھول جاوے اور کہو کہ قریب امید ہی کہ ہدایت دے مجھے میرا رب اس سے بھی زیادہ نزدیک کے ازراہ رشد کے

اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہی ایک ادب کا جب کہ کسی چیز کے کرنے کا عزم ہو آئندہ زمانہ مین لَا تَقُولَنَّ ادرمت کہو لِشَايْءٍ کسی چیز کے بارہ مین یعنی جسکے کرنے کا عزم ہو کہ إِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا کہ مین کرونگا ہون کل کے روز - یعنی یون مت کہو کہ مین کل کے روز اس بات کو کردونگا - کل کی کوئی خصوصیت نہین ہی زمانہ کی کسی آیندہ وقت کے حق مین کسی بات کے کردینے کا دعوی نہ کرے إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللّٰهُ مگر اس شرط کے ساتھ

Marfat.com

کر کرونگا اگر اللہ تعالےٰ نے چاہا - اور یہ استثنا ہر حال سے ہے یعنی کسی حال مین ترک نہ کرونگا
وغیرہ نے لکھا کہ اسمین سبب یہ ہے کہ جب آدمی نے کہا کہ مین یہ کام کرونگا فلان وقت تو کچھ بعید
اور یہ بھی بعید نہین کہ اگر زندہ رہے تو ایسے موانع مجبوری کے پیش آوین کہ اسکو نہ کرسکے بخلاف
انبیاء علیہم السلام سے یہ زیادہ بعید ہے لہذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے واجب کر دیا کہ
نہ ہونے سے کچھ لازم نہین ہے لیکن واضح رہے کہ وقت وعدہ کے کسی دن مین قصد سے
باطن مین جھوٹا ہوگا - بالجملہ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر اسکو چھوڑے
اگر ہوگا تو کس کیفیت سے ہوگا چنانچہ صحیحین مین ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
علیہما السلام نے قسم کے ساتھ کہا کہ مین اس رات اپنی ستر عورتون اور ایک روایت مین اپنی
سو عورتون کے پاس جاؤنگا یعنی اپنی بیویون و باندیون کے پاس رہونگا ہر عورت
مین جہاد کریگا پس فرشتہ نے اس سے کہا کہ انشاء اللہ تعالےٰ مگر سلیمان نے نہ کہا یعنی یہ قول
گئے مگر انمین سے کوئی عورت نہ جنی سوائے ایک عورت کے جو آدھا بچہ ڈال گئی پھر
جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ اگر سلیمان انشاء اللہ تعالےٰ کہتا تو قسم مین جانث نہ ہوتا اور
تو وے سب لڑکے ہوتے جو سوار ہوکر اللہ تعالیٰ کی راہ مین جہاد کرتے - بعض نے کہا کہ قولہ الا ان یشاء اللہ کے یہ معنی ہین کہ الا ان
اللہ - یعنی مگر جب کہ تجھے اللہ تعالےٰ اجازت دے - پس حاصل یہ ہوگا کہ کسی چیز کے کرنے کا
کہا کرو کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت ہو - اس صورت مین اس کلام سے یہ
حکم نہین ہے تو کوئی یہ نہین کہہ سکتا کہ ایسا کرینگے پھر اللہ تعالےٰ اسکو کردے کیونکہ اسکو اختیار ہے
کہتا ہے کہ مآل دونون کا قریب قریب ایک ہی ہے لیکن دوسرے معنی مین یہ حکم مخصوص نہ ہوگا
جب تک اجازت از جانب حق تعالےٰ نہ ہو جاوے اور اول معنی مین ہر ایک کہہ سکتا ہے لیکن
اسی کو جمہور نے اختیار کیا ہے - سراج مین لایا کہ بہت سے فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ مجھے اللہ
طلاق ہے تو عورت پر طلاق نہین واقع ہوگی کیونکہ جب اسنے اللہ تعالےٰ کی مشیت پر معلق کیا تو
الٰہی اس عورت پر وقوع طلاق کی معلوم ہوا اور وہ ہم سے پوشیدہ ہے ہم اسکو جان نہین سکتے اس لیے کہ اس عورت
کسی طرح واقع ہو جاوے تو مشیت ہونا جب ہی معلوم ہو کہ طلاق پڑ جاوے اور طلاق نہ پڑی
کہ ہر ایک کا جاننا دوسرے کے جاننے پر موقوف ہے پس طلاق واقع نہ ہوگی - اقول یہی امام ابو حنیفہ
وغیرہ جس عقد کے ساتھ بلا کہ انشاء اللہ تعالےٰ کہا جاوے وہ عہد نہین رہتا حتیٰ کہ اگر قسم کھائی کہ انشاء اللہ
تو کچھ کفارہ وغیرہ نہین اور طلاق مین بھی جیسا کہ مذکور ہوا طلاق واقع نہ ہوگی اگر
لکھا تو عہد لازم نہین رہا - واذکر ربک اذا نسیت اور یاد کر اپنے رب کو جب تو بھول جاوے
انشاء اللہ تعالیٰ کہنا بھول جاوے اور دوسری روایت مین ہے کہ یعنی جب غصہ

Marfat.com

کا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص ہی اور ہم مین سے کوئی اسطرح پیچھے استثنا نہین کر سکتا ولیکن قسم وغیرہ
[illegible] رحمۃ اللہ تعالیہ وحسن بصری رح نے کہا کہ جب استثنا بھولے تو وقت یاد ہونے کے انشاء اللہ تعالے کہ لے۔ ابن عباس
رض سے روایت ہو کہ جس نے قسم کھائی اسکو چاہیے کہ جب انشاء اللہ تعالے یاد آوے کہ لے اگرچہ سال بھر ہو جاوے۔ کذا فی تفسیر الامام
[illegible] السراج وغیرہ دین ہو کہ کلام کو بغیر انشاء اللہ تعالی کہنے بعد پھر انشاء اللہ تعالے ملانے مین اختلاف ہی ابن عباس نے
کہا اگر مدت مدید کے بعد استثنا یاد آوے اور وہ استثنا کہے تو قسم کا حنث دور ہونے کو کافی ہی۔ طاؤس سے روایت ہو کہ اسی مجلس
مین استثنا ملا سکتا ہی۔ عامہ فقہاء کے نزدیک جب تک کلام مین ملا کر نہ کہے اُسکا کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ اور لکھا کہ ابن عباس نے اسطرح استدلال
کیا کہ تو واذکر ربک اذا نسیت۔ کسی وقت معین کے واسطے مخصوص نہین ہی بلکہ جملہ اوقات کو شامل ہی تو اس سے لازم آیا کہ جس
وقت یاد کرے استثنا صحیح ہوگا۔ ائمہ فقہاء کی دلیل یہ ہی کہ اگر اسطرح استثنا مراد ہو تو لازم آوے کہ کوئی عقد وکوئی عہد دنیا مین درست
نہ ہو چنانچہ نقل ہی کہ خلیفہ منصور بغدادی نے سنا کہ ابو حنیفہ رح نے استثنا منفصل مین ہمارے دادا حضرت ابن عباس سے مخالفت کی
ہی اسطرح کہ ابن عباس کے نزدیک علیحدہ کلام سے مدت کے بعد انشاء اللہ تعالے کہنا کافی ہوتا ہی اور ابو حنیفہ کا قول ہی کہ نہین بعید ہی
تو ابو حنیفہ کو طلب کیا اور اُنسے اس خلاف مین انکار کیا تو ابو حنیفہ رح نے کہا کہ اسکا دبال تیری ہی طرف رجوع کریگا کیونکہ تو لوگون سے
دخیل خلافت کی بیعت قسم سے لیتا ہی تو کیا تو راضی ہی کہ یمان تیرے پاس بیعت پر عہد قسم سے دیجاوین اور باہر نکل کر انشاء اللہ تعالے
کہ لین تو اُنپر تیری بیعت پوری کرنا لازم نہ ہوئی۔ یہ سنکر ابو حنیفہ رح سے راضی ہو گیا اور اُنکی دلیل کی بہت تعریف کی۔ مترجم
کہتا ہی کہ ابن عباس رض سے جو کلام خطیب رح نے نقل کیا اور جو استدلال ذکر کیا درحقیقت وہ کلام ابن عباس کا نہین ہی اور نہ اُنکا
یہ استدلال ہی بلکہ اُنکے کلام اصلی سے یہ کلام ماخوذ کیا اور کلام کے موافق یہ استدلال بنا دیا گیا ہی۔ بات یہ ہی کہ مجاہد رح نے اُنسے روایت
کی کہ جس آدمی نے قسم کھائی ہو اور انشاء اللہ تعالی بھولا تو وہ شخص انشاء اللہ تعالے کہے اگرچہ سال بھر ہو گیا ہو۔ اس سے لوگون نے
سمجھا کہ اُنکا مطلب یہ ہی کہ قسم کا حنث دور ہونے کو کافی ہی اور وہ پھر حانث نہ ہوگا اور خیال کیا کہ اُسکی دلیل یہ ہوگی کہ تو اذا نسیت
سے وقت تذکر عام نکلتا ہی پس یہی اُنکی دلیل بیان کی اور صحیح یہ ہی کہ مطلب ابن عباس رض کا یہ ہی کہ جب وہ استثنا بھول گیا تو سنت
یہ ہی کہ جب یاد آوے استثنا کہے پس سنت کا ثواب پاویگا اور غفلت کا گناہ اس سے ساقط ہو جائیگا اگرچہ قسم مذکور مین حانث ہو چکا
جب تک یاد آوے تب بھی کہ لے اور رہا حانث ہونے کا حکم تو یہ اُسپر لازم رہیگا جب کہ اُسنے ملا کر نہین کہا ہی جب کہ دوسری روایت
[illegible] جو اوپر مذکور ہوئی شاہد ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے ابن جریر رح سے بھی تاویل نقل کر کے فرمایا کہ یہی صحیح ہی اور ابن عباس کے
[illegible] دلیل کے واسطے یہی معنی لائق ہین واللہ تعالے اعلم۔ شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ آیت مین ایک معنی دیگر نکلتے ہین قولہ واذکر ربک
[illegible] یعنی جب تو بھولے تو اپنے رب کو یاد کر۔ پس تعلیم ہی کہ نسیان کے وقت اللہ تعالے کی یاد کرنی چاہیے کیونکہ نسیان
[illegible] شیطان ہوتا ہی چنانچہ اللہ تعالے نے فرمایا وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ۔ یعنی مجھے اُسکی یاد مین لانے سے شیطان ہی
[illegible] باز رکھتا۔ پس نسیان از جانب شیطان ہی اور رب عزوجل کی یاد اس نسیان کو دور کرنے والی ہی۔ وَقُلْ عَسٰٓى
اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا تو کہ نزدیک امید ہی کہ مجھے میرا رب ہدایت دے اس سے زیادہ قریب کو
[illegible] راہ رشد وصواب کے یعنی زیادہ صواب ورشد کی مجھے ہدایت دیدے اور معنی یہ ہین کہ جب تجھ سے کوئی چیز

پوچھی جاوے جسکو تو نہین جانتا ہو تو اِسکے واسطے اللہ تعالے سے سوال کر اور اُسکی طرف متوجہ ہو
وصواب کی توفیق دے اور تجھکو آگاہ کردے ۔ذکرہ الامام اور سراج مین کہا کہ یہ معنی بھی ہوسکتے ہین
کرنے سے میری صدق نبوت پر دلیل دی تو مجھے اور بھی زیادہ رشد کی امید ہو چنانچہ اس سے زیادہ
حالات واخبار غیب دیے جو صدق نبوت وتحقیق رسالت حضرت خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم پر غایت درجہ
فی العرائس قولہ تعالے ولا تقولن لشی ان فاعل ذلک غدا الآیہ ۔ اللہ تعالے نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
ومشاہد ربوبیت مین اُدب سکھلایا کہ وجود کو ظہور وجود قدیم ازلی مین محو کرے اور کُل کو مقام توحید مین قائم باللہ دیکھے اور
ہو اور قدم کو حدوث سے منفرد دیکھے اور یہ محض تجرید وتفرید ہو اور علم مخلوق کو مشیت ازلی سے منقطع کردیا پس فرمایا لیس
کسب یعنی مخلوق کو چاہیے کہ علم حاصل کرنے کا طریقہ جاری رکھے اور سابقہ تقدیر پر یقین رکھے پھر قولہ الا ان یشاء اللہ یعنے اللہ
مشیت سب پر مسلم کردیے ۔ بعض نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود مختار نہین چھوڑا کہ شریعت کے سوا اپنے
مین سے جو چاہین خبر دین بلکہ جو حق عزوجل نے خبر دی اُسی قدر خبر دینے کا اختیار دیا پھر اپنی قدرت واسرار علوم غیب بیان کرنے کی
اجازت نہین دی قولہ واذکر ربک اذا نسیت ۔ اِسمین تنبیہ ہو کہ جس نے مشاہدہ حق مین اپنی نفس کو دیکھا اور اُسپر حکم کی جہت سے
علوم حاصل کرنا لازم ہوا ہو اور اِس سے اکتساب وسہو ونفس ساقط نہین ہوا ہو تو اِسکو حق سے نسیان ہوتا ہو کیونکہ پہلے قولہ لا تقولن
لشی الآیہ کہنے کے بعد قولہ اذکر ربک الخ دلیل ہو کہ جب کسی نے اپنی نفس کو مشاہدہ کیا تو مشاہدہ رب عزوجل سے غائب ہوا پس
اِسکو یاد کرلینے اُسکے مشاہدہ مین اپنے نفس سے غائب ہو اور یہ بھی اشارہ ہو کہ جب تو متصف بصفات ومتحد ہو اور تجھپر انانیت کا
بھید غالب ہو پس جب تو نے مقام انانیت مین رب کو یاد کیا تو وہان التباس کو جو کچھ قدم کہلاتا ہو کچھ دخل نہین رہا تو جب قدم
کو یاد کیا تو اُسکا عدم ظاہر ہو گیا اور جب اُسکا عدم ظاہر ہوا تو حدوث فانی ہو گیا اور قدم باقی رہا اور وہان عبودیت کے نزدیک
امر عبودیت ظاہر ہوا ۔ اور یہان یہ بھی اشارت ہو کہ یاد کر اپنے رب تعالے کو جب کہ تو اُسکے مشاہدہ مین غائب ہو جاوے جسکو
کرتا ہو تاکہ وحدانیت مین فنا سے چھوٹ جاوے اور لقاے حق عزوجل کے ساتھ باقی رہے اور دیدار ابدی حاصل ہو کیونکہ
رب عزوجل کا ذکر نہ ہو اور ذات مذکور سے اُسکے ذکر کی طرف رجوع نہ ہو تو اِسمین فنا ہو جاوے اور حقائق وجود کو نہ پاوے کیونکہ
فانی کو وہ نہین ملتا ہو جو سالک متمکن کو حاصل ہوتا ہو اور یہ بھی اشارہ ہو کہ یاد کر اپنے رب کو جبکہ اُسکے شاہد وبے پاہ
اور اُسکے شہود سے اپنے اوپر غائب ہو جاوے پس یاد کرنا کہ ذکر سے دیدار مذکور پر فائز ہو اور یہ بھی اشارہ ہو کہ یاد کر رب کو جب
ذکر کرنا تجھکو تجھسے فراموش ہو کیونکہ مذکور کے دیدار مین ذکر کو دیکھنا درحقیقت مذکور کا نسیان ہو اور یہ بھی اشارہ ہو کہ
اپنا فراموش ہو جاوے تو رب عزوجل کو یاد کرے کیونکہ اُسکا ذکر درحقیقت ذکر نہین ہوگا جب تک کہ اسے
اور جب حدوث کو قدم مین فنا ہو جاتی ہو تو ذکر صافی ہو جاتا ہو اور یہ بھی اشارہ ہو کہ جب نسیان
اُس سے پایا ہو تو رب عزوجل کو یاد کر اِسلیے کہ ذکر مین مقامات مین توقف کرنا ذکر کے حاصل ہونے سے
ہو کہ جب نسیان تیرے نفس کا درمیان مین ہو تو رب عزوجل کو یاد کر کیونکہ اپنے وجود کو باقی
ساتھ نہ ہوا اور قدم کو حدوث سے منفرد نہ دیکھا ۔ پھر حق تعالے نے خطاب مین اشارہ کیا

اعلیٰ و اقرب مراتب اسکے بیدھا رہین بقولہ وقل عسیٰ ان یھدینی ربی لاقرب من ہذا رشدا - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خلق سے اللہ تعالےٰ عزوجل کی جناب مین نفس معرفت و اصطفائیت ازلی کے ساتھ قرب حاصل تھا ولیکن پھر معرفت ازلی نا پیدا کنار کے باوجود اس کامل شرافت کے آپ کی معرفت اُسکے مقابلہ مین گویا ایک قطرہ تھی پس حق عزوجل نے حکم دیا کہ حقائق معرفت ازلی سے زیادہ تر بڑھین اور اقرب جو وصول الوصول مین زائد قرب ہو کیونکہ حق تمام وجوہ سے غیر متناہی ہے - شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ جب تو اپنی نفس کو اور خلق کو بھول جاوے اسوقت رب عزوجل کو یاد کر کیونکہ اوروں کے اذکار سے میرا ذکر ممتزج نہین ہوتا ہے اور شیخ جنید رح نے کہا کہ ذکر کی حقیقت یہ ہے کہ ذاکر آسمین فنا ہو جاوے اور مشاہدہ مذکور مین ذکر ہو - شیخ شبلی رح نے کہا کہ یہ خطاب اہل حقیقت کو حقیقی نہین ہے کیونکہ محق کب حق کو فراموش کرتا ہے - قال المترجم اسمین تامل ہے کیونکہ حقیقت ذکر وافق مذکور ہے اور مذکور جب جملہ وجوہ سے غیر متناہی ہے تو ذکر بھی غیر متناہی ہے اور مخلوق اس غیر متناہی کو متحمل نہین ہو سکتا پس غایت ہے کہ اہل الحق کو حق سے فراموشی نہین ہوتی بدین معنی کہ اہل غفلت کو فراموشی ہوتی ہے یہ فراموشی اہل حق کو نہین ہے ولیکن یہ کہ اہل حق کو جمیع وجوہ سے یاد ہے یہ مشکل ہے فافہم واللہ تعالےٰ اعلم - شیخ جنید رح سے یہ بھی مروی ہے کہ حقیقت ذکر یہ ہے کہ مذکور کے ساتھ ذکر سے بھی فراموش ہو پس قولہ واذکر ربک اذا نسیت - مین اشارت ہے کہ جب ذکر کو بھی بھول جاوے تو مذکور تیری صفت ہو گی شیخ نے کہا کہ سمجھے یہان ایک نکتہ ظاہر ہوا کہ حق جمیع صفات و ذات سے غیر متناہی ہے اور سب کا ذکر مخلوق پر واجبی حق ہے اور صفات و ذات پاک کا ذکر حادث سے غیر ممکن ہے تو گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا کہ جمیع الذکر مخلوقات کا اُسکی صفات قدیم کے ایک ذرہ برابر نہین ہو سکتا پس تمام مخلوق کے تمام اوقات جو ذکر مین صرف ہون وہ درحقیقت مرتبہ نسیان مین ہین کیونکہ ذکر کا مرتبہ قدم تک نہین پہونچا ہے تو گویا اشارہ ہے کہ ہر ذکر کے بعد ذکر چاہیے اور درمیان مین کچھ فتور نہ ہو کیونکہ یاد تو ہمیشہ برابر ہے کیونکہ بعد ہر ذکر کے باقی سے نسیان ہے تو ذکر کبھی منقطع نہ ہوگا - لہذا ارشاد ہوا کہ قل عسیٰ ان یھدینی ربی لاقرب من ہذا رشدا یعنی ایسی معرفت عطا فرماوے کہ معرفت مذکور بصفت مشاہدہ و دیدار ذات و صفات عطا ہو اسطرح کہ مین اور میرا ذکر اسمین فنا ہو جنید رح نے کہا کہ ذکر کے اوپر ایک مرتبہ ہے کہ وہ رشد مین اقرب ہے اُسکے ذکر سے اور وہ تجدید نعوت ہے کہ تجھے اُسکے یاد کرنے سے حاصل ہو قبل اِسکے کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر سے اللہ تعالےٰ کی طرف سبقت ہو - اور مجھے یہان ایک اور نکتہ ظاہر ہوا کہ ذکر وقت ہے بمعنی کہ جب اُسکو بزبان حدوث ذکر کیا تو یہ نسیان ہے اور اگر حقیقت ذکر چاہیے تو متصف بصفات حق ہو کر مجھے میری ذات کو کر یعنی اُس زبان سے جو مجھ سے تجھے عطا ہوئی ہے بعد اتصاف مذکور کے تاکہ اِس صورت مین حقیقی ذکر پر فائز ہو - پھر اللہ تعالیٰ نے قصۂ اصحاب کہف مین آخر آیت بیان فرمائی بقولہ

لَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا قُلِ اللّٰهُ

کہ وہ رہے اپنی کھوہ مین تین سو برس اور اوپر سے نو کہہ اللہ

أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ أَبْصِرْ بِهٖ وَأَسْمِعْ مَا لَهُمْ

خوب جانتا ہے جتنا رہے اسکو چھپا ہے آسمان و زمین کے کیا خوب دیکھتا اور سنتا ہے کوئی نہیں

Marfat.com

مِّن دُونِهٖ مِن وَّلِيٍّ ۚ وَّلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهٖ

بندون پر اُسکے سوائے مختار اور نہین شریک کرتا اپنے حکم مین کسی

مفسرین کے یہان دو قول ہین ایک یہ کہ یہ آیت بھی کہنے والون کے قول کا بیان ہی اور دوسرے یہ کہ یہ
کہف کی مقدار لبث بیان فرمائی ہی۔ شیخ ابن جریر رح نے ذکر کیا کہ بنو اسرائیل نے اختلاف کیا تھا کہ
اصحاب کہف کب تک غار مین رہے تو بعض نے کہا کہ تین سو برس اور بعض نے کہا کہ تین سو نو برس تھے اسپر
نے وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِينَ اور ٹھہرے اصحاب کہف اپنے غار مین تین سو برس تھے یہ
اطلاع کے بعد اور یہ ایک فریق کا قول ہی اور دوسرا فریق تو کہا۔ وَازْدَادُوا تِسْعًا اور بڑھا لیے اوپر نو
نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو آگاہ فرمایا کہ یہ لوگ کہنے والے غلطی کرتے ہین بلکہ یہ مدت تو وہ ہی جب تک سونے
اور اسکے بعد جگائے گئے ہین اور اسکے بعد کی مدت کسی بشر کو معلوم نہین ہی تو حکم دیا کہ اس بارہ مین مخالفانہ گفتگو فضول نہ کرین
کے علم پر چھوڑنا چاہیے۔ قُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوا کہدے اللہ تعالے خوب جانتا ہی جسقدر وہ ٹھہرے۔ ابن عبا
روایت ہی کہ آدمی کسی آیت کی تفسیر کرتا ہی اور جانتا ہی کہ یون ہی ہی ولیکن جنی آسمان و زمین مین دوڑی ہی اتنی دور چلا جاتا ہی
نہین پاتا ہی پھر پڑھا قولہ تعالے ولبثوا فی کہفہم الآیہ اور کہا کہ قوم کتنے دنون ٹھہری تو لوگون نے کہا کہ تین سو نو برس تو فرمایا
یہی مقدار ہوئی تو اللہ تعالے نے پھر فرمایا کہ قل اللہ اعلم بما لبثوا۔ ولیکن بات یہ ہی کہ اللہ تعالے نے لوگون کے بیان اور
اختلافات کو ذکر فرمایا کہ سیقولون ثلثۃ رابعہم کلبہم ویقولون الی آخرہ پھر فرمایا وسیقولون ثلثۃ الآیہ اور مترجم کہتا ہی
مراد ابن عباس رضی اللہ عنہ کی یہ ہی کہ قوم کے لوگ مطلقاً انکی لبث کی مقدار اسقدر خیال کرتے تھے حالانکہ بعد اطلاع کے پھر انکا
ہوگیا تو اگر قبل اطلاع کے اول دخول غار سے جگائے جانے تک یہ مقدار کہتے اور پھر اللہ تعالے کے علم پر چھوڑتے یا مطلقاً اللہ
کے علم پر چھوڑتے تو دلیری وجرأت زبان کی نہ ہوتی کیونکہ غیب کی بات زبان سے نکالنا جہالت اور دلیری ہی
دو قول ہین کہ اصحاب کہف کس حال مین ہین بعض نے کہا کہ مرگئے اور اجسام انکے خاک مین مل گئے اور بعض نے کہا کہ
مین ہین اجسام اسی طرح ہین پس ابن عباس سے مروی ہی کہ بعض غزوات شام مین لوگ انکے پاس سے اور انکے کہف پر گزرے
وہان ہڈیان دیکھین تو ابن عباس نے کہا کہ وہ قوم تھی کہ مدت طویل سے مرکر فانی ہوچکی ہین اور ابن کثیر نے
ذکر کیا کہ قتادہ رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ ابن عباس نے حبیب بن مسلمہ کے ساتھ کا اور ابن
ہوا اسمین انھون نے ہڈیان دیکھین تو ایک نے کہا کہ یہ اصحاب کہف کی ہڈیان ہین تو ابن عباس نے
ہڈیان اکثر تین سو سال سے رواہ ابن جریر۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپکا کہنا مقام کہف مین ہوا
ہوتا ہی بلکہ ایک غار تھا اسکو کہف مذکور گمان کیا ورنہ فی الحقیقت کہف مذکور مخفی ہی اور
ہڈیون پر یہ حکم لگانے سے ناخوش ہوکر طعن کیا ہو کہ تین سو نو یا وہ سال تک
کر سکتا ہی کہ یہ انہی اصحاب کہف کی ہڈیان ہین انکے معلوم نہین کیا حال ہوا واللہ اعلم پھر تو ہی
علیہ وسلم نے فرمایا کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام حج خانہ کعبہ کا کرینگے اور اسکے بعد

Marfat.com

[illegible] ذکر فرمایا ہی اور اسی کے مانند توریت و انجیل موجودہ مین ہی اور ہم نے اس روایت کو پورا پورا اپنے
[illegible] مین بیان کر دیا ہی اس روایت کے موافق وے مرے نہین اور نہ مرینگے بلکہ قبل قیامت کے مرینگے - انتہی مترجماً - یہ تو ایک تفسیری
[illegible] یہ کہ یہان اللہ تعالے نے آگاہ فرمایا ہی - شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ یہ آیت خبر ہی اللہ تعالے کی طرف سے اپنے
[illegible] علیہ السلام کو کہ کس قدر مدت اصحاب کہف اول مرتبہ جگائے جانے تک سوتے رہے ہین تو یہ تین سو برس شمسی ہین اور نو برس
[illegible] حساب سے اوسپر زیادہ ہین کیونکہ شمسی حساب سے ہر سو برس پر قمری تین برس بڑھتے ہین لہذا تین سو برس شمسی پر نو برس قمری
[illegible] سے زیادہ ہوے - مترجم کہتا ہی کہ امام رازی رح نے تفسیر کبیر مین کہا کہ یہ مشکل ہی اسواسطے کہ حساب سے یہ کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا ہی
[illegible] مین کہتا ہون کہ یہ عجیب ہی اسواسطے کہ سرسری حساب جسمین عوام کو بھی تردد نہین ہی یہ ہی کہ ہر تین سال مین ایک مہینہ بڑھتا ہی بلکہ کچھ زیادہ
[illegible] تحقیق ہی تو تین سو سال مین سو مہینہ سرسری طور پر اور ایک سو آٹھ مہینہ تحقیق حساب مین بڑھے ولیکن مترجم کے نزدیک شمسی و قمری کے حساب
[illegible] آیت مین داخل کرنا بلاضرورت ہی جب کہ آیت مین مصرح ہی کہ مین سو پر نو برس زائد یعنی تین سو نو برس تھے اب رہا بیان اسکا کہ عنوان
[illegible] کلام مین از دیاد نو برس کو اسطرح کیون فرمایا ہی تو یہ بلیغ ہی کہ نفس بیدار ہو کر قدرت الہیہ مین خوض کرتا ہی کہ تین سو پر اور نو برس بڑھے ہوے
[illegible] ہین - پھر شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ بقولہ تعالے قل اللہ اعلم بالبثوا اسکے یہ معنی ہین کہ جب تجھ سے سوال کیا جاوے کہ کتنے دن ٹھہرے
[illegible] تیرے پاس علم نہو اور اللہ تعالی کی طرف سے آگاہی بھی نہ ہوئی ہو تو ایسی صورت مین اُسکا علم اللہ تعالے پر مفوض کر دے کہ وہی خوب
[illegible] جانتا ہی جسقدر ٹھہرے - مترجم کہتا ہی کہ یعنی مثلاً دریافت کیا جاوے کہ اول سے درمیانی جگائے جانے تک اور پھر اُسوقت سے اب تک
[illegible] مدت ہی تو تجھے چاہیے کہ کہدے اللہ تعالے خوب جانتا ہی کہ وے کس قدر ٹھہرے - لَهُ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اسی
[illegible] واسطے مخصوص ہی غیب آسمانون و زمین کا - یعنی وہی اُسکو جانتا ہی یا جس شخص کو اپنی مخلوق مین سے اِن غیوب مین کسی بات پر مطلع
[illegible] وے تو وہ جان جاوے - شیخ رح نے لکھا کہ اس آیہ کے یہ جو معنی ہم نے بیان کیے ہین اسی پر ہین اکثر علماے تفسیر جیسے مجاہد رح اور
[illegible] اکثر علماے سلف و خلف رحمہم اللہ تعالے اور قتادہ رح نے کہا کہ قولہ تعالے ولبثوا فی کہفہم الآیہ اہل کتاب کا قول اللہ تعالی نے
[illegible] فرما کر اُسکو رد کر دیا بقولہ تعالے قل اللہ اعلم بالبثوا الآیہ - اور کہا کہ عبد اللہ بن مسعود رض کی قرارت مین بھی یون ہی وقالوا
[illegible] ولبثوا فی کہفہم الآیہ - یعنی یہ قول اور لوگون کا ہی پس یہ قول قتادہ و مطرف بن عبد اللہ کا ہی ولیکن قتادہ رح کے اِس قول مین
[illegible] ہی کیونکہ اہل کتاب جو بات کہتے ہین وہ یہ ہی کہ تین سو برس وہ لوگ رہے یعنی شمسی حساب سے پس اگر اللہ تعالی اہل کتاب
[illegible] کا نقل فرماتا تو از دیاد نو برس کا بیان نہ ہوتا - اور ظاہر یہان یہ ہی کہ یہ اللہ تعالی کی طرف سے اخبار ہی کہ اصحاب کہف اتنے
[illegible] ٹھہرے ہین اور اہل کتاب کی حکایت قول نہین ہی اور اُسی کو شیخ ابن جریر رح نے اختیار کیا ہی اور لکھا کہ قتادہ نے جو
[illegible] ابن مسعود رض سے نقل کی ہی وہ روایت منقطع ہی پھر جمہور کی قرأۃ کے مقابلہ مین شاذ ہی تو اِس سے حجت قائم نہین ہو سکتی ہی
[illegible] واللہ اعلم - کذا ذکرہ الحافظ رح اور ابن عطیہ نے کہا کہ قولہ ولبثوا فی کہفہم سے مراد وہ لبث ہی جو اول خواب سے تا بیداری درمیانی
[illegible] لوگون کا مطلع کرنے کے واسطے ہوئی اور قولہ قل اللہ اعلم بالبثوا - سے وہ لبث مراد ہی جو اِس بیداری کے بعد ہوا ہی اور شاید کہ
[illegible] اصحاب کہف سے بالکل سے اُسمین گفتگو کرتے ہون تو رد کر دیا کہ اول مقدار تین سو نو برس ہی اور بعد کی مقدار کو سواے اللہ تعالی
[illegible] دوسرا کوئی غیب دان نہین کے واسطے ہی - اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ خوب بصیر ہی وہ غیب کا اور خوب سمیع ہی - ابن جریر رح نے

Marfat.com

کہا کہ مدح مین کمال ہی گویا کہا کہ ما ابصرہ وما اسمعہ - اور تاویل کلام یہ ہی کہ کیا عجب و تعجب والا امر
اُسپر کچھ پوشیدہ نہین ہی - قتادہ نے کہا کہ پس کوئی دیکھنے والا اللہ تعالیٰ سے زیادہ نہین ہی
کہا کہ جو چیز مخلوقات سے موجود ہی حاضر و غائب سب کے افعال و اقوال دیکھتا و سنتا ہی کذا فی تفسیر
اِس کلام کا تعجب ہی کہ اللہ تعالے کی شان دیکھنے کی چیزون مین اور سننے کی چیزون مین قیاس سے باہر
دیکھنا و سننا نہین رکھتا ہی بلکہ قیاس سے ادراک نہین کرسکتا ہی اُسکے دیکھنے مین غائب و حاضر و ذات و
ہزارون پردون مین مخفی اور ہزار درجہ ظاہر سب یکسان ہین اور ہر چیز کا نخ و بیخ و ثبت و جوف و ذرہ
و بے انتہا تبیان و قیاس کے باریک رگین اور بے انتہا خلقت ہر دم و ہر ساعت اُسکے دیکھنے مین یکسان ہین
پس غیب السموات والارض اِسی کے واسطے مخصوص ہی - بعض نے کہا کہ ابصر یہ صیغۂ تعجب نہین ہی بلکہ امر
اور معنی یہ ہین کہ دیکھ اُسکے ساتھ - یعنی دیکھنا اِس نظر سے ہو جو اللہ تعالے نے وحی سے یا نور ایمان سے دیدی اور
اول اولی بظاہر تفسیر ہی اور دوم قول اگر اشارات مین شامل ہو تو مناسب ہی اور اسی صورت مین مراد اِس سے اثبات
نعوت حق ہی اور وہ معنی قرب نوافل کے ہین جیسا کہ سابق مین توضیح گذری ہی فافہم - مَا لَهُمْ مِّن دُونِهِ مِن وَّلِيٍّ
اہل سموات و ارض کے لیے یا اصحاب کہف کے لیے کوئی متولی امور سوائے اللہ تعالے کے تو وہی اُنکے حال سے خوب آگاہ
اُسی کی ہی اور حکم اُسی کا ہی وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا اور وہ اپنے حکم مین کسی کو شریک نہین کرتا ہی پس لازم ہی کہ
اُسکے غیب مین باتین نہ بناوے اور کسی بات پر حکم نہ لگاوے اور جو بات اُسنے بتلادی اُسکا بیان کرنا اُسی کا حکم ہی
لکھا کہ تولہ فی حکمہ ای فی قضاءہ یعنی جو بات اللہ تعالے نے جاری کی آسمان زمین وغیرہ مین سے کسی کو شریک نہین کرتا
یعنی کسی کو اِسمین کچھ دخل نہین ہی کیونکہ وہ بذات خود غنی ہی اور بعض نے کہا کہ حکم یہان غیب ہی یعنی اُسکے غیب مین کسی کو دخل
اور اِس سے لازم ہی کہ ہر شخص اعتقاد رکھے کہ اسکے حکم و غیب اور سب باتون مین کوئی اسکا شریک نہین ہی - واضح ہو کہ کرامات اولیا
اللہ کچھ شرک نہین ہی لیکن جو شخص جہالت سے اُنکی نسبت یہ اعتقاد رکھے کہ ولی مختار ہی جو چاہے کرے یا یہ چاہے تو ہمارے
ایسا ہو جاوے تو یہ جہالت ہی اور اُسنے اعتقاد توحید مین خلل ڈالا اور بعضے سمجھدار لوگ کبھی کہ بیٹھتے ہین کہ فلان ولی چاہے
ولیکن اُنکا مطلب یہ ہوتا ہی کہ یہ شخص اپنے قصد و ارادہ سے فانی ہی اور قبضۂ قدرت الٰہی مین مثل بے اختیار اطفال کے پرورش
تو اُسکی زبان جب ہی جاری ہوگی جب اللہ تعالے جل شانہ چاہے تو اُنکا یہ قصد ہوتا ہی کہ اُسکی زبان پر کچھ جاری ہو تو ہم کو یہ معلوم ہو
اللہ تعالے کا اِسمین کیا حکم ہی - پھر جس نے بڑی نعمت پہچان لی کہ قبول بارگاہ الٰہی ہوتا کمال بزرگی ہی اور یہ کہ اللہ تعالے ظاہر
بندہ کا ولی و متولی امور ہو اور دنیاے فانی سے فنا ہو یہ عین حیات و زندگانی دائمی ہی تو وہ دل کی نذر پہان گیا اور
کہ اصحاب کہف رحمہم اللہ تعالے کیسے سایۂ رحمت مین دنیا سے غافل اور قبضۂ قدرت الٰہی مین بے
اور اگر یہ دنیاے ناچیز و ناپائدار کچھ چیز ہوتی تو خواب سے بیدار ہونے پر اُنکو ایک بے
مین وے لوگ سرفراز ہین اُنکے مقابلہ مین دنیاوی لذائذ تلخ و ناگوار ہین - لیکن یہ عجیب ہی
ہوتے ہین بانھون نے دنیاوی بھوک و غذا کی خواہش کی پس اِس قصہ مین ایک

Marfat.com

ات تلک کو شامل ہی۔ قاضی سراج وغیرہ مین مذکور ہی کہ ہمارے اصحاب رحمہم اللہ اہل السنۃ والجماعۃ
ا ثبوت کرامات اولیا ثابت ہونے پر حجت پائی اور تمام منکرون کو جو کرامات اولیا سے اور عادت کے برخلاف امور جاری
ہونے کا انکار کرتے ہین مغلوب و مقہور کیا۔ اور ہم نے سورہ یونس مین تحت قولہ تعالے الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون
ان ہی بیان و تحقیق بیان کردی ہی جسکا خلاصہ یہ ہی کہ وہ اہل سنت کے اعتقادات پر اور فرائض و واجبات پر مستقیم اور جہانتک
ممکن ہو سکتا ہی طریق سنت کے اتباع پر حریص ہوتا ہی اور ظاہر و باطن یکسان ہوتا ہی۔ پھر کرامات اولیا صحیح ہونے پر آیات قرآن احادیث
صحیحہ و آثار متواترہ اور عقل سب شاہد ہین پس قرآن مجید مین سے حجت چند آیات ہین۔ **الحجۃ الاولی** قصہ مریم علیہا السلام ہی
جسکی تفسیر سورۂ آل عمران مین گذری اور اسمین بہت سی کرامات ہین کیونکہ وے نبی نہ تھین تو ملائکہ نے انسے باتین کین۔ بچپن مین
انکو رزق ملا بقولہ کلما دخل علیہا زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا الآیہ۔ جذع نخلہ سے پختہ تازے چھوہارے
گرے۔ و مانند اسکے وہان غور کرو۔ **الحجۃ الثانیۃ** قصہ اصحاب کہف ہی تین سو نو برس سوتے رہے۔ آفتاب انسے کتراتا تھا
زمین انکو ضرر نہین پہونچاتی تھی۔ بھوک پیاس انکو نہین ستاتی تھی۔ بغیر کھانے پانی کے اتنی درازمدت زندہ رہے۔ بغیر بیداری کے
تندرست رہے۔ آندھی پانی وہان نہین پہونچتا تھا۔ **الحجۃ الثالثۃ** قولہ تعالے قال الذی عندہ علم من الکتاب انا اٰتیک بہ
قبل ان یرتد الیک طرفک۔ یعنی سلیمان علیہ السلام نے جب بلقیس کی نسبت حکم دیا ہی تو ایک شخص نے جسکے پاس کتاب سے علم تھا
سلیمان سے یہ کہا کہ مین آسکے تخت کو تمہارے پاس لاتا ہون قبل اسکے کہ تمہاری پلک پھرے۔ اور فوراً حاضر کردیا۔ اس سے کرامت
ظاہر ہی اور وہ اسقدر دور کی مسافت کیونکر طے کر گیا و لایا اور یہ شخص علم کتاب رکھتا تھا تو ولایت کی کرامت ہی اور مترجم کہتا ہی
کہ اگر یہ آیت استدلال مین نہ لیجاوے تو قرآن مین آیات ہین کہ صریح شاہد ہین۔ اور ثبوت کے واسطے اگر اسقدر آیات نہ ہون بلکہ
ایک ہی ہوتی تو کافی تھی اور انکار اسکا جہالت و گمراہی و قلب کی کجی و ایمان کا خلل ہی پھر اسکے ساتھ احادیث صحیحہ مشہورہ بہت ہین
ولیکن خطیب رحمہ اللہ نے ان احادیث مین اختصار و اجمال کیا ہی پس جو مقصود ہی وہ صاف بیان ہی اور اصل حدیث اپنے مقام پر
کتب حدیث مین دیکھ لے جسکا جی چاہے ازانجملہ حدیث صحیح بخاری وغیرہ کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ گہوارہ مین نہین کلام کیا مگر تین بچون نے ایک عیسی علیہ السلام اور ایک طفل نے زمانہ جریج مین اور ایک طفل دیگر پس
عیسی علیہ السلام کا کلام کرنا تو معلوم ہی اور جریج ایک شخص بنی اسرائیل مین سے عابد زاہد تھا اور اسکی مان زندہ تھی وہ ایک روز نماز
پڑھتا تھا اسکی مان کو اسوقت اپنے بچہ کے دیکھنے کا جی چاہا تو اسنے پکارا کہ اے جریج۔ وہ نماز مین تھا اسنے رب عزوجل سے عرض کیا کہ اے
رب میری مان و میری نماز ہی یعنی مان کا دیکھنا اچھا یا نماز پڑھنا پھر نماز پڑھنے لگا پھر اسکی مان نے دوبارہ پکارا اسنے پھر جناب باری سے
مین مانند اول کے عرض کیا اور نماز پڑھنے لگا پھر تیسری بار ایسا ہی ہوا یہ بات اسکی مان کو ناگوار گذری اور اسنے بددعا کی کہ الٰہی اسکو
مرنے نہ آوے جب تک یہ بدکار عورت کا منہ نہ دیکھے اور بنو اسرائیل مین ایک عورت بدکار تھی اسنے لوگون سے دعوی کیا کہ مین ایسی
جریج کو فتنہ مین ڈالدونگی کہ وہ مجھ سے زنا کرے۔ پھر وہ جریج کی طرف آئی اور کوشش کی مگر کچھ قابو نہ پایا مجبور ہوئی اور وہان ایک
چرواہا جریج کے صومعہ مین آکر سورہتا تھا جب یہ بدکار عورت اپنے مکر مین جریج سے عاجز ہوگئی تو اسنے اس چرواہے
سے [illegible] اسنے اسکے ساتھ زنا کیا اور اسکے پیٹ رہا جس سے بچہ پیدا ہوا پھر کہنے لگی کہ میرا یہ بچہ جریج کے نطفہ سے ہی

پس بنو اسرائیل جریج کے پاس آئے اور اِسکا صومعہ توڑ ڈالا اور اُسکو بُرا بھلا کہا اِس مرد نے
کہا کہ تیرا باپ کون ہے۔ ابو ہریرہ کہتے ہین کہ گویا مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہون
اشارہ کیا کہ اولڑکے تیرا باپ کون ہے اُسنے کہا کہ چرواہا یہ دیکھکر بنو اسرائیل نادم ہوے اور جریج
اُسکا عذر کیا اور کہا کہ ہم آپ کا صومعہ سونے وچاندی سے بنادین اُسنے انکار کیا اور جیسا تھا ویسا
طفل کا حال بیان ہونے سے پہلے جریج کے طفل سے ایک مسئلہ نکلتا ہے وہ سُن لینا چاہیے مسئلہ
عورت سے جو اُسکی جورو نہین اور نہ اُسکی باندی ہے جس سے وطی حلال ہو بلکہ اُسپر حرام ہے ایسی عورت سے
تو امام ابو حنیفہ وشافعی وسب فقہار کے نزدیک یہ بچہ اِس زناکار مرد کا وارث نہین ہو سکتا اور اِسی پر
اور اگر بجاے اِسکے لڑکی جنی ہو تو مرد بدکار کا بھائی یا خود اُسکی لڑکی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہین تو امام شافعی وبخاری
قول ہے کہ اُنمین رشتہ نہین قائم ہوگا اور نکاح کرنا جائز ہے اور یہ قول حضرت علی یا ابن عباس سے بخاری رح نے روایت کیا
اور مترجم کہتا ہے کہ شاید اِسمین سبب یہ ہے کہ رشتہ ایک حرمت وکرامت ہے اور جب یہ نہین تو استحقاق کرامت نہ ہوا اِسی شبہا
کے دخل سے ہے بہرحال کچھ ہو یہ اِن فقہار کا قول ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک یہ نہین جائز ہے اور اُنمین رشتہ
قائم ہوگا اور زنا کرنے والا اِس دختر کا باپ ہوگا چنانچہ شاہد منصوص اُسپر جریج کا قصہ ہے کہ وہ طفل جو زنا سے پیدا ہوا تھا اُس سے
پوچھا کہ تیرا باپ کون ہے اُسنے کہا کہ چرواہا تو معلوم ہوا کہ وہ باپ ہوگیا پس اب نکاح حرام ہے اور یہی قول راجح اعلم صحیح ہے واللہ
فافہم۔ رہا تیسرا طفل تو ایک عورت تھی اُسکے ساتھ ایک طفل تھا جو اُسکا دودھ پیتا تھا اتنے مین اُدھر سے ایک مرد نوجوان خوبصورت
سوار گذرا عورت نے دیکھکر کہا کہ الٰہی میرے لڑکے کو ایسا کیجیو پس لڑکا بولا کہ الٰہی مجھے ایسا نہ کیجیو پھر اُدھر سے ایک عورت گذری
لوگ کہتے جاتے تھے کہ اُسنے چوری کی اُسنے زنا کیا اور ماری جاتی تھی۔ اُسکو دیکھکر طفل کی ماں نے کہا کہ الٰہی میرے بیٹے کو
ایسا نہ کیجیو پس لڑکے نے کہا کہ الٰہی مجھے ایسا ہی کیجیو۔ طفل کی ماں نے اُس لڑکے سے اُسکی شکایت کی تو پھر بولا اُٹھا کہ وہ سوار
تو ایک مرد ظالم تبہ کار تھا مین نے نہین چاہا کہ مین اُسکے مثل ہون۔ اور یہ عورت تو لوگ اُسکو کہتے کہ اری تو نے زنا کیا ہے حالانکہ
اُسنے زنا نہین کیا اور لوگ اُسکو کہتے کہ تو نے چوری کی ہے حالانکہ اُسنے چوری نہین کی ہے اور وہ کہتی کہ حسبی اللہ یعنی مجھے میرا اللہ
کافی ہے پس مین نے چاہا کہ اُسکے مثل ہون۔ مترجم کہتا ہے کہ مصیبت مین مبتلا ہونیوالے کے مثل کیونکر اُسنے خواہش کی حالانکہ حدیث
مین منع ہے تو جواب یہ ہے کہ آخر کا حرف کہ حسبی اللہ۔ اِسکا جواب ہے یعنی مصائب کی خواہش کرنا اِسواسطے منع ہے کہ مصیبت مین صبر
نہ کرنے سے زیادہ ابتری ہو جاتی ہے لیکن جو شخص کہ اللہ تعالے کی بلاؤن مین اِسطرح صابر وشاکر ہو کہ اُسنے سب کچھ چھوڑ کر
اللہ تعالے کو اپنا کافی لیا تو اُسکے واسطے ثواب عظیم اِسقدر ہے کہ وہ اندازہ سے باہر ہے فافہم۔ اذا تحمل خیرا یلقہ
ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلے لوگون مین سے تین آدمی کہیں جا رہے تھے کہ
غار مین مل رہے اُسمین گھس گئے پس پہاڑ مین سے ایک پتھر ٹوٹ کر گرا اور اُسنے اُنکے غار کا منہ بند کر دیا
یہ حدیث تحت قولہ ان اصحاب الکہف والرقیم کانوا من آیاتنا عجبا۔ پوری بیان کر دی ہے۔ اذا تحمل
وگرد پڑے ہوئے شکستہ وخستہ جنکا کچھ شمار نہ کیا جاوے اگر وہ اللہ تعالے پر قسم کھالے تو اللہ تعالیٰ

Marfat.com

[illegible] کی جس کا بیان [illegible] کھاوے تو اُسکی کرامت کے واسطے ہر بات پوری ہو جاویگی۔ اور مترجم کہتا ہی
[illegible] حضرت انس بن النضر رضی اللہ عنہ کا حال مذکور ہی کہ اُنکی دختر ربیع بنت انس نے انصار مین سے ایک لڑکی
[illegible] اور اُنھون نے قصاص کا دعوی کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم بیان کیا۔ انس رضہ نے
[illegible] کے وارث راضی ہو جینگے تو یہ آپ نے فرمایا کہ ای انس اللہ تعالی کی کتاب
[illegible] کا بیان ہی لوگ قصاص کے دعوی سے باز آئے اور دیت پر راضی ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالی کے بندون مین سے
[illegible] اللہ کے بھروسہ پر قسم کھا لین تو اللہ اُنکی قسم پوری کرتا ہی۔ یعنی باوجود قصاص کے مدعی لوگ دیت پر راضی نہ ہوے تھے اور آپ ہی دیت پر
[illegible] اللہ کے راضی ہو گئے تو اللہ بجود اُنکے راضی ہو گئے۔ اور حدیث ہی جو سعید بن المسیب نے ابو ہریرہ رضہ سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ
[illegible] درمیان بنی اسرائیل مین ایک شخص اپنی گائے ہانکے لیے جاتا تھا اُسپر بوجھ لادا تھا کہ گائے نے منہ موڑا اور متوجہ ہو کر بولی
[illegible] پیدا کی گئی ہون بلکہ کھیتی کے لیے مخلوق ہون پس لوگون نے آپس مین کہا کہ سبحان اللہ گائے بولتی ہی آنحضرت
[illegible] علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان لایا مین اس بات پر اور ابو بکر و عمر۔ مترجم کہتا ہی کہ یہ حدیث طویل ہی اور اسمین بھیڑیے کی گفتگو وغیرہ
[illegible] مذکور ہی اور مقابل جو حدیث کے راوی ہین اُنھون نے کہا کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اُسوقت مجلس مین موجود تھے۔ اہل الحق نے
[illegible] ہی کہ یہ دونون رضی اللہ عنہما اسوقت اپنے غوث رسالت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دائین و بائین وزیر تھے
[illegible] ہر زمانہ مین ایک قطب کے ایسے دو وزیر ہوتے ہین اور ترمذی کی روایت مین مذکور ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
[illegible] آسمان دو وزیر جبرئیل و میکائیل ہین اور زمین وزیر ابو بکر و عمر ہین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہی کہ حضرت عمر رضہ کے جنازہ
[illegible] کھڑے ہوے اور فرمایا کہ اللہ تعالی تم کو اپنے دونون صاحبین کے ساتھ داخل کرے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابو بکر رضہ کے
[illegible] داخل کرے کیونکہ مین نے بہت سنا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہوے کہ داخل ہوا مین اور ابو بکر و عمر اور نکلا مین و ابو بکر
[illegible] اپنے ساتھ دونون کو شریک کیے رہتے تھے۔ ازانجملہ حدیث ابو ہریرہ رضہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بیچ مین
[illegible] شخص نے بادل سے آواز سنی کہ باغ فلان بن فلان کو سیراب کر دے پس وہ بادل روانہ ہوا تو یہ شخص بھی اُسکے پیچھے روانہ
[illegible] کے آگے دیکھا کہ پانی نے اس باغ کو سیراب کر دیا پس یہ شخص اندر گیا کہ یہ کون شخص ہی جا کر دیکھا کہ ایک آدمی بیلچہ کدال سے
[illegible] ہی پانی کے راستہ بنا تا ہی اس سے کہا کہ تیرا کیا نام ہی اُسنے بتلایا کہ فلان بن فلان جو اُسنے بادل سے سنا تھا۔ پوچھا
[illegible] باغ مین کیا کرتا ہی جب اُسکو توڑتا ہی اُسنے کہا کہ تجھے اس پوچھنے سے کیا فائدہ ہی وہ شخص بولا کہ مین اسوجہ سے پوچھتا ہون
[illegible] آواز سنی تب اُس آدمی نے کہا کہ خیر جب تو نے یہ بات کہی تو مین کہتا ہون کہ جب مین اسکا غلہ لیتا ہون
[illegible] اپنے عیال کے واسطے رکھ لیتا ہون اور تہائی مسکینون و محتاجون کو خیرات کر دیتا ہون اور ایک تہائی اسی
[illegible] بسب احادیث صحیحین مین و صحاح مین بھی موجود ہین۔ اور صحاح مین احادیث کثیرہ موجود ہین جنکا لانا تطویل ہی اور
[illegible] ہین کہ اُنکا شمار نہین ہو سکتا ولیکن تھوڑے آثار صحابہ خلفاء راشدین سے شروع کر کے لکھتا ہون۔ ازانجملہ
[illegible] صلی اللہ عنہ نے وفات پائی اور آپ کا جنازہ دیکر قبر مبارک رسول اللہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] صلی اللہ عنہم نے سلام کیا کہ السلام علیک یا رسول اللہ یہ جنازہ ابو بکر کا دروازہ پر ہی پس دروازہ فوراً

Marfat.com

کھل گیا اور آواز آئی کہ لاؤ حبیب کو حبیب کے پاس - یہ سنکر ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی
کرامات بسند صحیح مروی ہیں از انجملہ آپ نے ایک لشکر مدینہ سے کہیں کو بھیجا اور سپہ سالار اس لشکر کا ساریہ نام تھا
جمعہ کے روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطبہ پڑھتے تھے اثنا خطبہ میں یا ساریہ الجبل الجبل کہا حاضرین نے سنا
کہ ساریہ پہاڑ پہاڑ - اسمیں بعضے صحابہ متحیر ہوئے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ عمر نے ٹھیک کہا
اس لشکر کی طرف سے قاصد آیا اور بیت المال کا حصہ غنیمت لایا اور اپنے بیان کیا کہ ہمارا لشکر فلاں
روز کفار سے لڑا ہوئی اور ہم نے انکو شکست دی اور وقت نماز جمعہ کا تھا اور کافرون نے ہمارا
تھا کہ ہم لوگ اس غفلت مین سب ہلاک ہو جاوین کہ ناگاہ ہم نے ایک آواز سنی کہ یا ساریہ الجبل الجبل اسی پکار پر ہم
ہوشیار ہو کر انتظام کیا اور اللہ تعالی نے مومنون کو بچایا اور کافرون نے شکست پائی اور بہت سا مال غنیمت ہم نے پایا
یہ پانچوان حصہ بیت المال کا سردار نے بھیجا ہے - قاصد چاہتا تھا کہ وہ آواز لوگون نے حضرت عمر رضی کی زبان پہچان کی تھی
تحقیق ہو جاوے - آپ نے کچھ نہین کہا ولیکن وہ بات مشہور ہو گئی - واضح ہو کہ ولی کی کرامت دراصل اپنے پیغمبر علیہ السلام
کا معجزہ ہوتا ہے جسکی پیروی سے اس ولی کو یہ کرامت ملی ہے اور امام رازی نے کہا کہ بعض اہل تذکیر سے مین نے سنا کہ حضور
علیہ وسلم نے ابوبکر رضی کو اپنے سمع و بصر کی منزلت پر فرمایا ہے تو عمر رضی اللہ عنہ نے بصر ہونے کی فضیلت سے اتنے زمانہ فاصلہ کو اپنے
دیکھا - از انجملہ یہ ہے کہ مصر کے دریائے نیل مین جاہلون کے زمانہ مین یہ رسم جاری تھی کہ سال مین ایک وقت پر تم جاتا اور اسکا سیلاب
نہین ہوتا تھا اور تمام مصر کی کھیتی اسی پر ہے تو وہ جب سیلاب نہ لاتا تو اہل مصر نہایت پریشان ہوتے یہانتک کہ ایک خوبصورت لڑکی کو زیور
سے آراستہ کر کے اسمین ڈالتے تب اسمین جوش و سیلاب آتا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت مین مصر فتح ہوا اور اسلام
آیا تو وہان کے فتح کرنے والے سردار نے جو عمرو بن العاص تھے انھون نے جب یہ سنا تو انکار کیا اور ان کے لوگون نے کہا کہ
ہم لوگ پریشان ہونگے چنانچہ وقت آیا تو وہ سیلاب نہ لایا پس عمرو بن العاص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ سب حال لکھا کہ
نہین لایا پس عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکی چڑھانے کی سخت ممانعت لکھی اور ایک پرچہ پر لکھا کہ از جانب عبد اللہ عمر امیر المومنین
ہو کہ اگر تو اپنے حکم سے جاری ہوتا ہے تو مت روان ہو اور اگر اللہ تعالی کے حکم سے جاری ہوتا ہے تو ہم جاری کرتے ہین
اسمین ڈالا جاوے جیسے یہ خط آپ کا اسمین ڈالا گیا تو دریائے نیل جوش مین آیا اور پھر کبھی نہین
آیا کہ کبھی نہین آیا تھا اور پھر کبھی وہ نہین رکا اور یہ دیکھکر ہزارون کافر مسلمان ہو گئے
وقت مین زلزلہ آیا اور لوگون کو نقصان پہونچا تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو تم نے کچھ اصلاح
پھر زلزلہ آیا تو زمین کو دورہ مارا کہ شہر اللہ تعالے کے حکم سے پس فوراً سکون ہو گیا اور پھر زلزلہ
آگ لگی اور لوگون کو خوف ہوا کہ شہر جلجائیگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک پرچہ پر لکھکر
لوگون نے یہ پرچہ آگ مین نیزہ پر باندھکر جیسے پہونچایا ہے تو آگ بجھ گئی
کے پاس آیا اور مدینہ مین پہونچکر اسنے تعجب کیا کہ خلیفہ کا دورہ ولایت کہان ہے اور لوگون کہا
کہ اگر انکے مدرسے یہ کچھ نہین ہے وہ تو کسی جنگل مین اونٹون بنانے ہونگے اور جنگل کا

Marfat.com

[illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی مین بیان کیا کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ جس نے میرے ولی کو ایذا دی [illegible] میرے ساتھ لڑائی کرنے کا اہتمام کیا۔ یہ کمال تہدید ہو کہ ولی کی ایذا کو اپنے ساتھ لڑائی قرار دیا اور کون مخلوق ہو جو اُس خالق عزوجل [illegible] مقابلہ کرسکے پھر یعنی اِس حدیث سے زیادہ موکد ہو گئے کہ اللہ تعالے قیامت کے روز فرماویگا کہ اے آدمی مین مریض ہوا [illegible] میری عیادت نہ کی مین نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے نہ پلایا مین نے تجھ سے کھانا چاہا تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا بندہ عرض کریگا کہ الٰہی [illegible] کرسکتا تھا تو رب العالمین ہی اللہ تعالیٰ فرماویگا کہ میرا فلان بندہ بیمار ہوا تھا تو نے اُسکی عیادت نہ کی اور تجھے یہ نہین معلوم [illegible] تو عیادت کرتا تو اُسکو میرے پاس پاتا اور ایسا ہی کھانے و پانی مین مذکور ہی اور اصل حدیث صحیح بخاری وغیرہ مین موجود ہی پس [illegible] کہ ولی باوجود اِن درجات عالیہ و مقامات رفیعہ پر پہونچتے ہین تو ایسی صورت مین کون مشکل رہی کہ اللہ تعالے اُنکو روٹی پانی دے [illegible] مسخر کردے۔ بلکہ کچھ بھی مشکل نہین ہی کہ تمام جہان اُسکے لیے مسخر کردے ولیکن سب کچھ اُسکے قبضۂ قدرت مین مسخر ہی تو چاہے اُسکی [illegible] جاری کردے۔ وجہ دوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث قدسی مین فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ کسی بندے نے [illegible] تقرب اس سے زیادہ محبوب فعل سے نہین چاہا کہ جو مین نے اُسپر فرض کیا ہی اُسکو ادا کرے اور بندہ نوافل سے برابر میری طرف [illegible] چاہتا ہی یہانتک کہ مین اُسکو محبوب کرلیتا ہون پھر جب مین نے اُسکو محبوب کرلیا تو مین اُسکے لیے کان ہوجاتا ہون کہ مجھ سے [illegible] ہی اور آنکھ ہوجاتا ہون کہ مجھ سے دیکھتا ہی اسیطرح زبان و ہاتھ و پانون کو بیان کیا اور فرمایا کہ پھر وہ مجھی سے سنتا ہی اور مجھی سے دیکھتا [illegible] مجھی سے بولتا ہی اور مجھی سے چلتا ہی۔ یہ حدیث دلیل ہی کہ اُنکے کان وغیرہ مین اللہ تعالے کے سوائے غیر کے لیے کچھ حصہ نہین رہا ہی [illegible] یہ مقام بہت زیادہ شریف ہی اِس سے کہ سانپ اژدہا یا درندہ کسی کے واسطے مسخر ہو یا خوشۂ انگور کسی کو للچاوے پس جب اللہ تعالیٰ [illegible] سے بندہ اِن درجات عالیہ کو پہونچا تو اِسمین کون مشکل ہی کہ جنگل مین اُسکو ایک روٹی دو گھونٹ پانی دیدیا جاوے۔ اور یہ امر [illegible] ہی کہ جب اللہ تعالے نے بندہ کو محبت و طاعت و ایمان و شکر و رضامندی وغیرہ نعمتین عالی عطا فرمائین تو بعد اِنکے دنیا وی مخلوقات [illegible] سب ہیچ و فانی مین سے جو کچھ دیدے بالکل بعید نہین ہی تو کرامات سے انکار کرنے والے باوجود ظہور اِن امور کے محض جہالت [illegible] کرتے ہین۔ منکرون کے دو اوہام ہین جنکو بیان کرکے اُنکی غلطی پر تنبیہ کردینا مناسب ہی۔ وہم اول یہ کہ خرق عادت کو اللہ تعالیٰ [illegible] کی تصدیق کے لیے معجزہ رکھا ہی پس اگر یہ خرق عادت ولی کی طرف سے کرامت ظاہر ہو تو پیغمبر کی رسالت پر دلیل نہ رہے۔ [illegible] کا جواب یہ ہی کہ ولی کی کرامت درحقیقت اپنے پیغمبر کی تصدیق کا معجزہ ہوتی ہی کیونکہ ولی [illegible] اپنے پیغمبر علیہ السلام کی امت مین سے [illegible] کی تصدیق کرتا ہی اور لوگون کو اُسکی سنت پر ہدایت کرتا ہی حتی کہ اگر وہ ایسا نہ ہو تو گمراہ ہی ولی نہین ہی پس اُسکی کرامت سے [illegible] کی بنا پر تصدیق ہوتی ہی برخلاف متوہم کے کہ اُسنے اپنے وہم سے اُسکو برعکس سمجھا تھا یہ کیسی نادانی ہی اور حاصل یہ ہی [illegible] شرع و دعوی نبوت ہی اور ولی متبع شرع و سنت پر قائم ہونے کا حریص اور اِس امر سے خوفناک ہوتا ہی کہ اُسکے افعال [illegible] پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نہین ہین اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا تصدیق کرنے والا ہوتا ہی پس اُسکے ہاتھ سے جو [illegible] دلیل ہی کہ یہ شخص راہ راست پر ہی اور وہ شرع اُسکے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم صحیح و صادق [illegible] مین کرامت ولی کی کرامت درحقیقت اُسکے پیغمبر کی تصدیق کے واسطے معجزہ ہی اور جسقدر نبوت کا زمانہ زیادہ گذرے اُسیقدر [illegible] فضیل [illegible] سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ ولی وہ ہی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرع و سنت پر مستقیم ہو۔ وہم دوم

Marfat.com

یہ کہ شرع مین مدعی پر گواہ لانا واجب ہین و منکر پر قسم ہر پس اگر ولی مدعی ہو تو اسکی کرامت کی تصدیق
ورنہ لازم آتا ہی کہ اسکو جھوٹا سمجھین اور اگر گواہ نہ مانگین تو شرع کا حکم نہ مانین - اس وہم کا جواب یہ ہے
لازم نہین آتا کہ ولی کو سہو نہ ہوا ہو تو ممکن ہی کہ اسنے سہو سے دوسرے پر دعوی کیا ہو پس گواہ طلب کرنے
مین سے نہین ہی - علاوہ اسکے شرع کا اتباع اسکی ولایت کی تصدیق ہی پس حکم الٰہی جو ہم کو ملا ہے جو ان
جان لینا چاہیے کہ کرامت ایک فعل حق عزوجل ہی جو اسنے بندۂ مقرب مین پیدا کر دیا اور ولی کا اس مین
مانند اوروں کے یہ لازم ہی کہ شرع کے افعال و احکام بجا لاوے اور جب کبھی اللہ تعالے چاہے اسکے ہاتھ یا زبان پر غیر
کر دے اور ہمارے نزدیک ولی کے واسطے یہ شرط نہین کہ وہ معصوم ہو - وہم سوم یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب
مدینہ کو گئے روز مین پہونچے پھر کیونکر ہو سکتا ہی کہ ولی ایک روز مین کہ معظمہ پہونچ جاوے - اور اللہ تعالی نے فرمایا لم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس - یعنی یہ جانور تمھارے بوجھ کو ایسے شہر مین پہونچاتے ہین کہ جہان تم نہین پہونچتے مگر اپنی جان پر مشقت
اٹھا کر - پس اگر ولی ایک شہر سے دور ملک کو دم مین پہونچ جاوے تو اس آیت مین طعن ہوگا - جواب وہم یہ ہی کہ حضرت صلی
علیہ وسلم قبل ہجرت کے رات مین بیت المقدس تک اور وہان سے جہانتک اللہ تعالے نے چاہا تشریف لے گئے اور پھر
تشریف لائے مگر مکہ سے مدینہ کو کئی روز مین تشریف لیگئے تو جیسے ہر ایک فعل باختیار الٰہی عزوجل ہی یون ہی اگر ولی بغیر کرامت کے
جاوے تو بہت مدت مین پہونچے اور اگر اللہ تعالے اسکو بطور کرامت پہونچا دے تو جتنی جلدی چاہے پہونچا دے اور یہ آیت مین
بیان اسی قدر ہی کہ جیسے عادت مین لوگ جاتے ہین اسطرح بدون سواری مشقت سے پہونچو اور یہ ولی کے حق مین بھی مسلم ہی اور
یہان تو کرامت کے طور پر فعل الٰہی سے پہونچنے مین کلام ہی - اب تمام اوہام دفع ہو گئے اور خوب جان لینا چاہیے کہ جن لوگون
اوہام طاری ہوتے ہین انکو معارف الٰہی و احوال قلوب و قرب نوافل وغیرہ مدارج کرامت سے بالکل غفلت و جہالت ہوتی ہی اسی
طرح طرح کے حیلے انکا نفس اٹھاتا ہی اور شیطان اپنے وسواس سے انکو پستی مین گراتا ہی اور اگر طریق سنت پر مستقیم ہوتے اور
انوار و فیوض حاصل ہوتے تو خود ہی پہچان لیتے کہ حق کیا ہی اور وہ اسطرح ظاہر ہی کہ کسی وہم کو وہان گنجایش نہین ہی - امام
وغیرہ نے لکھا کہ کیا یہ جائز ہی کہ ولی اپنی ولایت کا دعوی کرے یا نہین - پس محققین مین سے ایک قوم نے کہا کہ نہین جائز ہی
کہتا ہی کہ یہ اختلاف کا اشارہ کچھ بھی نہین ہی اہل الحق کے نزدیک بالاتفاق کوئی شخص اپنی نسبت مرتبہ ولایت کا دعوی نہین کر
حتی کہ وے اپنے واسطے مرتبہ ہی نہین ثابت کرتے ہین پھر جو لکھا کہ جواز دعوی کے قول پر ولی و نبی مین فرق ہی کہ کرامت
و معجزہ قطعی ہی - مترجم کے نزدیک یہ دو وجہ سے سہو ہی اول یہ کہ مدعی ہونے کا جواز اسے لازم آتا ہی کہ کرامت
اور خرق عادت اسکی دلیل ہی پس قطعی و بے قطعی کی تفصیل ایک اجنبی بات بیان فرمائی پھر ایک بات
ولی کو چاہیے کہ ہمیشہ خائف و ترسان ہو اور اکثر اوقات بوجہ تعالی سے نہ ہو کر انقطاع ہو جاتا ہی
اسی واسطے تو محققین کو دیکھتا ہی کہ وے کرامات سے ایسے ڈرتے ہین جیسے کوئی سخت قسم کی بلا سے
قاطع ہونے پر چند امور دلالت کرتے ہین جنسے ثابت ہوتا ہی کہ کرامت سے انس ہونا
جو حق سبحانہ تعالی سے مغائر ہین اور غیر حق سے انس ہونا حجاب ہی اور جو شخص کہ محجوب

Marfat.com

وجہ دوم یہ کہ جس شخص کے آپنے دل مین اعتقاد کیا کہ وہ مستحق کرامت ہوگیا بوجہ اپنے اعمال کے تو اُسکے دل مین اپنے اعمال کی ایک وقعت
[illegible] ہوگی اور جسکے دل مین اعمال کی وقعت عظیم ہو وہ رب عزوجل سے جاہل ہی کیونکہ اگر وہ رب عزوجل کو پہچانے تو جان لے کہ
[illegible] جسقدر ممکن ہین اگر سب جمع کیجاوین تو جلال الٰہی کے مقابلہ مین سراسر قصور ہین اور جسقدر شکر کیا جاوے اگرچہ لے انتہا اور
جب اُسکی نعمت کے مقابلہ مین آوے بالکل ہیچ ہی اور جسقدر معارف وحقائق وعلوم ہین سب اُسکی عزت وشان کے مقابلہ مین حیرت
جہالت ہین اور مین نے بعض کتابون مین پڑھا ہی کہ شیخ ابو علی الدقاق رحمہ اللہ کی مجلس مین یہ آیت پڑھی گئی الیہ یصعد الکلم الطیب
والعمل الصالح یرفعہ - تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اِس امر کی علامت کہ تیرے عمل کو حق تعالی نے اُٹھایا ہی یہ ہی کہ تیرے ذہن مین تیرے
عمل کے واسطے اُٹھانے کا نشان نہ رہے اور اگر باقی رہے تو جان لے کہ تیرا عمل تیری نظر کے سامنے ہی وہ نہین اُٹھایا گیا اور اگر تیری
نظر مین نہ رہے تو وہ مقبول اور اُٹھا لیا گیا ہی - وجہ سوم یہ کہ صاحب کرامت نے یہ کرامت اِسی وجہ سے پائی کہ اُسنے عاجزی وتضرع جناب
باری تعالی مین کیا اور جب اُسنے تکبر وسربلندی کی اور کرامات سے اپنے آپ کو کچھ سمجھا تو وہ چیز تو باطل ہوگئی جسکے وجہ سے اُسنے کرامات
کا درجہ پایا تھا تو یہ ایسا طریق ہی کہ اُسکے ثبوت سے عدم ہوجاتا ہی یعنی اگر وہ شخص اپنی کرامت کو اپنی نظر مین ثابت کرے تو نیست ہوجاوے
اور اگر نیست کرے تو ممکن ہی کہ ثبوت ہوجاوے اِسی وجہ سے جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے فضائل ومناقب شریف کو بیان
فرماتے تو آخر مین فرمادیتے کہ لافخر یعنی مین فخر سے نہین کہتا ہون بلکہ رسالت پہونچانے کے طریق پر آگاہ کرتا ہون اور فخر میرا اپنے رب
عزوجل سے ہی جس نے یہ کرامات وفضائل مجھے عطا فرمائے ہین - وجہ چہارم یہ کہ اللہ تعالے نے مخلص بندون کے وصف مین فرمایا کہ
یدعون ربہم رغبا ورہبا - پس رغبت ثواب مین اور رہبت عذاب سے اور بعض نے کہا کہ رغبت وصال مین اور رہبت عقاب سے اور بعض
محققین رح نے کہا کہ احسن یہ ہی کہ یون کہا جاوے کہ رغبت ہم مین اور رہبت ہم سے یعنی ہمارے واسطے رغبت کرتے ہین اور ہم سے
ڈرتے ہین اور یہ معنی سب امور کو شامل ہین پس اسقدر بیان ہین اہل عقل واہل سعادت کے واسطے کفایت ہی اللہ تعالی ہمکو مع اقارب
واحباب واساتذہ کے اہل ولایت محمدیہ مین سے کردے بطفیل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم - پھر جب قرآن مجید جو کہ عجائب قدرت
الٰہی واُسکی شان تعالی پر مشتمل ہی اور اسمین قصص اصحاب کہف وغیرہ مذکور ہین اِس بات پر صریح دلیل ہی کہ وہ معجزہ دائمی الٰہی ہی تو حکم
دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اصحاب ومومنین اسکی تلاوت رکھین

وَاتْلُ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن كِتَابِ رَبِّكَ ۖ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ ۚ وَلَن تَجِدَ
اور پڑھ کر سنا جو وحی کیا گیا تجھ تیرے رب کی کتاب سے کوئی نہین بدلنے والا اُسکے کلمات کا اور کبھی نہ پاوے گا تو
مِن دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۝ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ
اُسکے سوا کوئی جگہ بچنے کی اور روکے رکھ اپنے نفس کو اِن لوگون کے ساتھ جو پکارتے ہین اپنے رب کو اول وقت اور آخر وقت
يُرِيدُونَ وَجْهَهُ ۖ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَا
ڈھونڈتے اُسکی رضامندی اور نہ پھرین تیری آنکھین اُنسے چاہتی ہوئی زینت حیات دنیا کو اور
ثلثہ ایک

تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا ۝
کہا مان اُس شخص کی کہ غافل کردیا ہمنے اُسکے دل کو اپنی یاد سے اور وہ پیچھے لگا اپنی خواہش کے اور اُسکا امر حد سے بڑھا ہوا ہی

اُوْتُلْ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ اور تلاوت کر جو وحی کی گئی تیرے رب کی کتاب
سراج مین کہا کہ یعنی اُسکی تلاوت کر اور جو اُسمین حکم ہی اُسکی اتباع کر اور اُسپر عمل کر۔ واضح ہو کہ اتل امر
کہ تلاوت کر۔ اور اگر تلو سے ہی جسکے معنی اتباع کے ہین تو یہ معنی ہوے کہ اتباع کر اُسکی جو تجھے وحی ہوئی ہی پس
سے اشتقاق کے معنی بیان کر دیے اور شاید کہ مقصود یہ ہو کہ تلاوت کرنے سے مقصود عمل ہی پھر اگر کہا جاوے کہ تلاوت
بعض نے جواب دیا کہ مراد یہ ہی کہ تلاوت پر مواظبت کر ہمیشہ تلاوت کیا کر۔ پھر واضح ہو کہ اگر آیت کا مقصود عمل کی تاکید ہو تو
واجب ہوئی اور مقدار معلوم نہین کہ کل یا بعض۔ اور من کتاب بیان ما اوحی کا ہی یعنی جو وحی کی گئی وہ کتاب ہی اور یعنی مراد
میرے نزدیک ظاہر یہ ہی کہ مقصود آیت سے ابلاغ رسالت ہی جیسا کہ شیخ ابن کثیر رح نے فرمایا کہ اللہ تعالی اپنے رسول علیہ السلام
کو حکم فرماتا ہی کہ کتاب عزیز کی تلاوت کرین اور لوگون کو پہونچا دین لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ نہین بدل ہی اُسکے کلمات کو
یعنی کوئی تغییر یا تحریف نہین کر سکتا۔ وَلَنْ تَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا اور نہین پاویگا تو اُسکے سوا کوئی جاے پناہ
ابن جریر رح نے کہا کہ فرماتا ہی کہ اے محمد اگر تو نہ تلاوت کرے اُسکی جو تجھے وحی کیا گیا ہی قرآن سے تو میرے واسطے کوئی جاے پناہ
اللہ تعالی کے نہین ہی مانند قولہ تعالے یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ۔ اور مانند قولہ ان الذی فرض
علیک القرآن لرادک الی معاد۔ یعنی تجھ سے سوال کریگا کہ رسالت پہونچائی۔ کذا ذکرہ الامام رح اور یہ صریح ہی کہ مقصود آیت کا تاکید عمل ہی نہین کیونکہ
وہ تو آپ کا داب خلقی تھا بلکہ مقصود ابلاغ قرآن ہی کہ لوگون پر تلاوت کر دو۔ پھر قولہ لا مبدل لکلماتہ۔ مین بعض نے سوال کیا کہ نسخ سے تو
تبدیل ہوتی ہی اور جواب دیا کہ نسخ سے کلمات کی تبدیل نہین ہوتی ہی بلکہ نسخ یہ ہی کہ منسوخ کا حکم ایک وقت معین تک کے واسطے ہوتا ہی سو وقت
رہا پھر دوسرے وقت کے واسطے دوسرا حکم آیا تو منسوخ کلمات اپنے وقت پر بحال خود ہین اور ناسخ کلمات بجاے خود ہین اور یہ سراج مین
لکھا کہ اس سوال و جواب کی کچھ حاجت نہین جب کہ کہا گیا کہ کوئی شخص اُسکے کلمات کا مبدل نہین ہی سوا اُسکے۔ اور مین کہتا ہون کہ
شیخ ابن کثیر رح کا قول اولی ہی کہ کوئی اُسکے حکم مین تغیر و تحریف نہین کر سکتا ہی۔ قولہ ملتحدا بعض نے کہا کہ تفسیر و بیان ہی واسطے اسکے
اور کی طرف مرجع نہین ہی۔ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ اور روک رکھ اپنے نفس کو۔ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ
کے ساتھ جو پکارتے ہین اپنے رب کو بالغداوۃ والعشی اول وقت و آخر وقت يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ
اُسکی رضامندی۔ یعنی اُن لوگون کے ساتھ مجالست فرما جو اللہ تعالی کی تسبیح و تہلیل و تقدیس و تحمید کرتے ہین
بندون مین سے خواہ وے فقیر ہون یا تونگر ہون قوی ہون یا ضعیف ہون۔ عبد اللہ بن عمر رض سے مروی ہی یعنی اول وقت
جو پانچون نمازون مین حاضر ہوتے ہین اور ایسا ہی ابن عباس رض سے مروی ہی یعنی اول وقت
ہین۔ سبب نزول آیت مین مروی ہی حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کہ جن لوگون کی تالیف
و اقرع بن حابس و عباس بن مرداس و غیرہ یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مجلس مین بیٹھتے اور اِن لوگون و اُنکے جیسون کی بدبو سے پوشیدہ رہتے اور مراد آنکی سلمان
جبہ رہتے اور اُنمین پسینہ آتا تھا تو ہم لوگ آپ کے ساتھ بیٹھتے اور آپ سے باتین کرتے
نازل فرمایا واتل ما اوحی الیک من کتاب ربک تا قولہ تعالے انا اعتدنا للظالمین نارا

Marfat.com

کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوے اور اُنکو ڈھونڈھنے لگے جنکی نسبت فرمایا کہ واصبر نفسک مع الذین ہم
مجلس ذکر مین پایا کہ وہان اللہ تعالے کی یاد کر رہے تھے پس فرمایا کہ الحمد للہ کہ اُسنے مجھے موت نہین دی یہانتک کہ میری
امت مین ایسے لوگ کر دیے کہ اُنکے ساتھ مجھے بیٹھنے کا حکم دیا تمھارے ہی ساتھ میری زندگی و موت ہی - شیخ ابن کثیر رح نے اِس سبب
نزول کو لیا ہے بلکہ ذکر کیا کہ اِس آیت کے نزول مین کہا جاتا ہی کہ اشراف قریش کے بارہ مین نازل ہوئی جب اُنھون نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ تنہا ہمارے ساتھ بیٹھیے اور بلال و عمار و صہیب و خباب و ابن مسعود وغیرہ ضعفاء مسلمین کو اِس
مجلس مین شریک نہ ہونے دیجیے بلکہ اُنکے واسطے کوئی جلسہ علٰحدہ رکھیے پس اللہ عزوجل نے نازل فرمایا ولا تطرد الذین یدعون ربہم
بالغداۃ والعشی الآیہ - پس وہان تو حکم دیا کہ اُنکو طرد مت کر یعنی اپنی مجلس سے کافرون نونگرون کو ٹہلانے اور اُنکے ایمان کی حرص مین
حکومت ہانکو اور یہان فرمایا - واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم - یعنی بلکہ اُنکے ساتھ اپنی نفس کو صبر دو اور بیٹھو کیونکہ محتاجون و مساکین کے
ساتھ بیٹھنے سے دنیا نظرون مین خوار ہو جاتی ہی اور نفس کو اِس فانی مین سے کفاف پر صبر رہتا ہی - صحیح مسلم مین سعد بن ابی وقاص سے روایت
ہی کہ ہم چھ نفر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے مین اور ابن مسعود اور ایک ہذیل کا آدمی اور بلال اور دو کے نام مین بھول گیا ہون
تو مشرکون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اِن لوگون کو ہانک دیجیے ایسا نہو کہ ہم پر جرأت کرین پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
دل مین کچھ آیا جو اللہ تعالے نے چاہا پس اللہ تعالی نے نازل فرمایا ولا تطرد الذین یدعون ربہم الآیہ - انفرد بہ مسلم فی صحیحہ - پھر شیخ رح نے
عطاء و عشی کے ذکر مین فضیلت کی احادیث مع بعض روایات متعلق تفسیر ذکر فرمائین مع اسانید جنکی تلخیص یہ ہی کہ امام احمد نے ابو امامہ باہلی رض
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکلے اور ایک قاص یعنی واعظ کچھ وعظ کرتا تھا وہ خاموش ہو رہا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر بیان کر
مین اگر بعد فجر کے بیٹھون یعنی ذکر مین یہانتک کہ آفتاب طلوع ہو جاوے تو مجھے چار بردے آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہی - اور
امام احمد نے کردوس بن نفیس سے جو کوفہ مین عامہ لوگون کے واعظ تھے روایت کی کہ مجھے ایک شخص نے اصحاب بدر مین سے خبر دی
کہ مین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے اگر مین ایسی مجلس مین بیٹھون تو مجھے چار بردے آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہی
بعبد راوی کہتے ہین کہ مین نے پوچھا کہ کیسی مجلس - تو مجھ سے عبد الملک بن میسرہ میرے شیخ نے کہا کہ کوئی شخص نصیحت و ذکر کرتا تھا
ابو داؤد طیالسی نے انس رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر مین ایسی قوم کے ساتھ بیٹھون جو اللہ تعالے کا
ذکر کرتے ہون نماز فجر سے یعنی بعد نماز فجر کے طلوع آفتاب تک تو مجھے اِس سے زیادہ پسند ہی جبیر آفتاب طلوع کرتا ہی یعنی تمام دنیا و مافیہا سے محبوب
اور اگر مین اللہ تعالے کا ذکر کرون نماز عصر سے غروب آفتاب تک تو مجھے زیادہ محبوب ہی اِس سے کہ مین آٹھ بردے اولاد اسمعیل سے آزاد
کرون اور ایک روایت کی وجہ بارہ ہزار ہی - راوی نے کہا کہ ہم نے وہین حضرت انس کی مجلس مین شمار کیا تو سب دس تین بلکہ چھبانوے ہزار
تھے مین کہ چار بردے اولاد اسمعیل سے اور قسم اللہ تعالی کی کہ نہین فرمایا مگر آٹھ بردے کہ دیت ہر ایک کی
ہی کہ ابو داؤد طیالسی کی اسناد یہ ہی حدثنا محمد حدثنا یزید بن ابان عن انس رض یون ہی تفسیر ابن کثیر کے
مین ہی کہ راوی نے دیت اسی مجلس مین شمار کرنے کو جو بیان کیا تھا تمید اُسکی تھی کہ بعضے چار بردے
اور بعضون نے کہا کہ ہم کو آٹھ کی روایت یاد ہی اور دیت بحساب بھی ہم کو ۹۶ ہزار یاد ہی فافہم
ابو داؤد نے مرسل روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مجلس کی طرف گذرے ایک شخص

سورہ کہف پڑھتا تھا وہ خاموش ہو رہا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وہ مجلس ہے کہ جسکے ساتھ
کا حکم ہوا ہے۔ اور بزار رح نے دوسری اسناد سے اسکو ابو مسلم الاغر سے اسنے ابو ہریرہ و ابو سعید خدری
امام احمد نے انس بن مالک رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہین کوئی قوم جو
کا اُنکی کچھ غرض نہ ہو سوائے رضائے الٰہی کے مگر ضرور ہے کہ آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ کھڑے
کر دی گئی ہے تمھاری برائیان بدلکر بھلائیان کر دی گئی ہین۔ تفرد بہ احمد رحمہ اللہ۔ اور طبرانی رح نے عبد الرحمن
روایت کی کہ جب نازل ہوا قولہ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم الآیہ تو اُسوقت آپ اپنے ازواج مین سے
ان لوگون کو ڈھونڈھنے لگے تو آپ نے ایک قوم کو پایا جو اللہ تعالے کی یاد کر رہے تھے بعضے اُنمین پریشان بال اور خاک
اور ایک ہی کپڑے مین لپٹے تھے جب اُنکو دیکھا تو اُنکے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا کہ حمد ہے اللہ تعالی کو جس نے میری امت مین ایسے
کیے کہ مجھے حکم دیا کہ اپنی نفس کو اُنکے ساتھ مین صبر دون سراج بن خلیب نے ذکر کیا کہ ابو سعید خدری رض سے روایت ہے کہ مین
ٹکڑی ضعفار مہاجرین کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اُنمین بعضے بعض کو بسبب برہنگی کے چھپاتے تھے اور ایک قاری اُنمین قرآن پڑھتا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور فرمایا کہ تم لوگ کیا کرتے تھے ہم نے کہا کہ یا رسول اللہ ہم مین سے ایک آدمی قرآن پڑھتا تھا
اور ہم سنتے تھے پس آپ نے فرمایا کہ الحمد للہ جس نے میری امت مین ایسے کر دیے کہ مین اپنے نفس کو اُنکے ساتھ صبر دون پھر ہمارے
مین بیٹھ گئے اور فرمایا کہ بشارت ہو تم کو اے فقرار مہاجرین قیامت کے روز پورے نور کی سو تم تونگرون سے پانچ سو برس پہلے
جنت مین داخل ہو گے۔ بالجملہ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ اِن لوگون کے ساتھ اپنی نفس کو صبر دے اول وقت
و آخر وقت یعنی ہمیشہ اپنے رب عزوجل کو پکارتے ہین کچھ اُنکا مطلب نہین ہے صرف اُسکی رضامندی چاہتے ہین اور فرمایا کہ وَلَا تَعْدُ
عَيْنَاكَ عَنْهُمْ اور نہ نجاوز کرین تیری دونون آنکھین اُنپر سے۔ یعنی تو اُنسے بالکل تجاوز مت کر غریبون کی طرف اور مالدار
و ثروت والے کافرہین تُرِيدُ زِينَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا درحالیکہ تو ارادہ کرتا ہو زینت حیات دنیا کا یعنی
دوسرون مین زینت دنیا کا فرق دیکھکر مساکین سے نظر ہٹاکر دوسرون پر ڈالے۔ اِس سے یہ مطلب نہین ہے کہ زینت دنیا
بلکہ اِنمین امتیاز کرنا فقط زینت دنیا کی وجہ سے ہو گا کیونکہ عقبی کی راہ سے تو مساکین ممتاز ہین وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا
عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا اور اِسکی اطاعت مت کیجیو جسکا قلب ہم نے غافل کر دیا ہے اپنی یاد سے
پڑ گیا اپنی خواہش کے اور اِسکا کام حد سے بڑھا ہوا ہے۔ یعنی اُسکے اقوال و افعال سارے غفلت و حماقت
ضحاک عنہم۔ سے یہ معنی نکل آئے تھے ولیکن خوب تاکید سے ممانعت کے واسطے قولہ ولا تطع من اغفلنا کو
بن خلف ہے اور بعض نے عیینہ بن بدر کو بیان کیا اور صحیح یہ ہے کہ وہ لوگ جنھون نے ذاکران
اور ابن بریدہ رض سے روایت ہے کہ ایک روز گرمی کے وقت عیینہ بن حصن فزاری قبل سلمان
آیا اور آپ کے پاس سلمان رضی اللہ عنہ تھے جنکے جبہ سے پسینہ کی بو اٹھتی تھی تو حضرت صلی اللہ
آدین تو آپ ایسے لوگون کو ہٹا دیا کرین کہ ہمکو ایذا نہو جب ہم چلے جاوین تو آپ جانین اور
کہتا ہے کہ یہ سورہ مکیہ ہے اور سلمان کا اسلام مدینہ مین تھا اور فزاری کی

سیتی ہے والمرتفیل اعلم - ف — عرائس مین ہی کہ قولہ واصبر نفسک مع الذین یدعون ربہم الآیہ - اہل حقیقت یہان ایک اشارہ بتاتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا مین صبر گران تھا تو اس آیت سے تسلی فرمائی کیونکہ آپ قلب سے ملکوت مین اور روح سے جبروت مین اور سر باطن کے ساتھ مشاہدہ قدم مین اور عقل کے ساتھ انوار غیب مین مشتاق بحق تھے اور دنیا مین آپ پر صبر گران تھا باین طور کہ بصورت خلق کے ساتھ ہون گویا منازل قاب قوسین مین مشاہدہ جمال وجلال مین چاہتے پس حق سبحانہ تعالے نے ارشاد فرمایا کہ اپنے نفس کو ان فقراء عاشقین کے ساتھ محبوس فرماوے جو تمام اوقات مین مشتاق جمال ہین ہر وقت وجہ بخش وجہہ کرتے ہین چاہتے ہین کہ بازوے محبت سے عالم وصال مین پرواز کرین پس تیرے حضور مین انکو تسلی رہیگی کیونکہ تیرے دیدار سے انکو ظہور اس جمال کا ہی پس تو انکے ساتھ موافقت فرماویگا اور سر وعقل در روح وقلب سے عالم غیب مین ہوگا کیونکہ یہ سب تجلی کبریاء کے مقامات ہین اور تیرے جوار قلب مین دونون جہان کو گنجایش نہین ہی کیونکہ تیرا قلب معدن اسرار علیین وعرش تجلی قدم ہی وہان کسی عدم کو گنجایش نہین ہی قولہ ولا تعد عیناک عنہم - کیونکہ وے لوگ تیری چشم پاک سے جب کہ وہ میرے مشاہدہ مین ہی آنہ سے میری صفات کو مشاہدہ کرینگے قولہ ولا تطع من اغفلنا قلبہ عن ذکرنا - اور وہ درمیانی وسائط پر نظر ہی واسطے زیادتی معرفت کے اور وجہ یہ کہ وسائط درحقیقت مورث غفلت ہین اور حق سبحانہ تعالے نے قلوب خلق کو خود خلق سے امتحان مین محجوب کیا ہی چنانچہ وہ مخلوق کو دیکھکر حقیقت سے غافل ہوجاتے ہین پس بعضے غافل کا سبب غفلت جنت ہی اور بعضے غافل کا سبب غفلت حور جنم ہی اور بعضے غافل کا سبب غفلت غرور عبودیت ہی یعنی عبادت پر غافل ہی اور بعض کا سبب غفلت خواہش مردود ہی اور بعضے غافل کا سبب غفلت خواہش کرامات مین غافل ہین اور بعضے مجاہدات مین - اور بعضے غافل کا سبب غفلت عیش دنیا ہی اور بعضے کا وہ باریک سبب غفلت کا لذت وسکون اس چیز پر ہی جو وہ حق سے پاوے اور مقام حظوظ پر توقف کرجاوے پس یہ سب خالص دل کے مشاہدہ سے محجوب ہین پس ظاہر مین تو اہل دنیا سے پرہیز مراد ہی اور اشارہ مین ایسے لوگون سے بھی پرہیز مراد ہی جو اپنے عبادت پر متوقف اور احوال کے حظوظ مین محجوب ہو رہے ہین - شیخ ذوالنون رح نے کہا کہ اللہ تعالے نے اس آیت مین تونگردن کو فقیرون سے مخلوط رہین اور فقیرون کی سنت اختیار کرین - شیخ عمرو المکی نے کہا کہ صالحین وفقراء صادقین کی صحبت اہل جنت کی طرف پیش ہی کہ رضاء سے یقین کی طرف اور یقین سے رضاء کی طرف آمد رفت ہوتی رہتی ہی - شیخ ابوعثمان رح سے پوچھا گیا کہ اللہ تعالے نے فرمایا کہ جو اللہ تعالی نے حکم دیا اسکو چھوڑ بیٹھے اور اسکی متواتر نعمتون کو بھول جاوے اور بعض مشائخ رح نے کہا کہ غفلت ترک ادب کی یہ ہی اور اس سے متکلم حقیقی سے پردہ ہوجاتا ہی - شیخ سہیل رح نے فرمایا کہ غفلت یہ ہی کہ اپنا تمام وقت بیکاری مین بغیر فائدہ شیخ استاد رح نے فرمایا کہ یہان آیت مین واصبر نفسک مذکور ہی اور مملک نہین فرمایا ہی تو اسوجہ سے کہ قلب آپکا ہر حال مین متلبس آپ کو فقراء کی صحبت کا ظاہری طور پر حکم دیا اور باطنی سر کو اپنے ساتھ رکھا واللہ تعالی اعلم - جب کافرون نے مومنون کو اپنے پاس سے ہٹا دین تاکہ ہم متحسن اور آپکی بات سنین شاید ایمان لاوین اور اللہ تعالی نے اہل اللہ کے ہٹانے سے منع فرمایا بلکہ حکم دیا کہ اپنے نفس کو انکے ساتھ صبر سے رکھین اور اہل غفلت کی اتباع نہ کرین تو حکم فرمایا کہ

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ إِنَّا أَعْتَدْنَا

اور جس کا جی چاہے وہ ایمان لاوے اور جس کا جی چاہے وہ کفر کرے ہم نے تیار کیا ہے

Marfat.com

لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا
ظالمون کے لیے آگ جسکے سرادق نے ظالمون کو گھیرا ہے اور اگر فریاد چاہینگے
یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ
لتہ الارباع جو مثل تلچھٹ کے ہے منھون کو بھون دیتا ہے بڑی خراب چیز ہے جو پینے کو ہے اور بڑی خراب چیز ہے جس سے
مُرْتَفَقًا ۝ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ یعنی اور کہدے اے محمد لوگون سے
یمان حکم دیا کہ کافرون کی بات پر التفات نہ فرماوے۔ پاس لایا ہون تمھارے رب عزوجل کی طرف سے یہ حق ہے اسمین کچھ شک نہین ہے فَمَنْ شَآءَ فَلْیُؤْمِنْ وَّمَنْ
سو جسکا جی چاہے ایمان لاوے وجسکا جی چاہے کفر کرے۔ یہ بطور تہدید وسخت وعید کے ہے۔ جو ایمان لایا وہ سعید ہے کہ اسنے
تو اسکی ظاہری ہیات کا اعتبار نہ ہوگا اور جس نے کفر کیا اسنے حق کو چھوڑا وہ بدبخت ہے اگرچہ تونگر وملبوس بلباس ظاہری بدا سکا
نہین وہ بڑا ظالم ہے۔ اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ہم نے ظالمون یعنی مشرکون وکافرون کے لیے مہیا کی ہے آگ جسکے
بِهِمْ سُرَادِقُهَا جسکے سرادق نے ظالمون کو گھیرا ہے۔ سرادق نار اسکے چار طرف کی دیوارین۔ امام احمد رح نے ابو سعید خدری
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرادق النار کو فرمایا کہ چار دیوارین ہین ہر دیوار کی چوڑائی چالیس برس کی راہ ہے۔ رواہ
الترمذی وابن جریر ایضاً۔ ورواہ الحاکم وصححہ۔ ابن جریر رح نے ابن عباس رضہ سے روایت کی کہ سرادق یعنی آگ کی دیوار۔ راغب رح نے
لکھا کہ سرادق فارسی معرب ہے اور واحد ہے اور اسکے مثل کوئی مفرد نہین کہ اسمین الف کے بعد دو حرف ہون۔ جوہری نے کہا کہ
سرادق وہ شامیانہ ہے جو صحن پر تانا جاتا ہے اور قتیبی رح نے کہا کہ سرادق وہ حجرہ جو خیمہ کے گرد ہوتا ہے اور آیت مین گویا آگ کے
تشبیہ اس حجرہ سے ہے جو اپنے اندر والے کو ہر طرف سے محیط ہوتا ہے۔ امام احمد نے یعلی بن امیہ سے روایت کی کہ رسول
علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان البحر ہو من جہنم۔ یعنی سمندر وہ جہنم سے ہے پھر یہ آیت پڑھی نارا احاطہم سرادقہا وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا
آنھون نے غوث مانگا یعنی اگر شدت آتش وحرارت سے چھوٹنے کے لیے آنھون نے بد دعا ہی تو یُغَاثُوْا
جاوینگے پانی سے مگر اس پانی کی دو صفتین بیان کین صفت اول۔ كَالْمُهْلِ مانند مہل کے ہوگا اور صفت
منھون کو بھون دیگا۔ پس یہ درحقیقت غوث دینا نہین ہے کیونکہ مقصود غوث سے یہ ہوتا ہے کہ وہ فریاد کرنے والے کی
سے چھڑا دے اور جو پانی آنکو دیا گیا اور اسکے پینے پر لاچار ہوے اسنے آنکی تکلیف کو اور بڑھا دیا
کتنا برا یہ شربت ہے جس سے آنکو مدد دی گئی ہے۔ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا اور کتنا برا مرتفق ہے یہ مقام
کہ گال کے نیچے تکیہ رکھنا۔ لہذا کہا گیا برا تکیہ ہے۔ قتیبی رح نے کہا کہ مرتفق مجلس ومنزل۔ مجاہد رح نے کہا کہ
سعید بن جبیر رح نے کہا کہ اہل جہنم جب بہت بھوکے ہونگے تو فریاد کرینگے آنکو درغسلہ زقوم دیا جائیگا
کھال جھلس جائیگی اگر وہان کوئی گندے تو زقوم مین آنکی کھال کا نشان پاوے پھر آنپر
پانی دیا جائیگا مانند مہل کے اور وہ انتہاے درجہ کا گرم ہوگا جب آنکو منھ کے قریب
کھال بھنکر گر پڑیگی۔ مہل ابن عباس رضہ نے کہا کہ مہل گاڑھا
سب کے ہے۔ عکرمہ رح نے کہا کہ وہ نہر کے آنکے

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک ٹکڑا سونے یا چاندی کا پگھلایا اور کہا کہ شکل سے اسکو زیادہ مشابہت ہے ضحاک رحمہ اللہ نے کہا کہ جہنم سیاہ اور اسکے لوگ سیاہ ہونگے۔ شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے کہا کہ ان اقوال میں باہم کچھ منافات نہیں ہے کیونکہ [illegible] صفتوں کو شامل ہے کیونکہ وہ سیاہ بدبودار گاڑھا شدت کا گرم ہوتا ہے اسی واسطے دوسرے مقام پر فرمایا تیجرعہ [illegible] امام احمد کی حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ میں جو اوپر سرادق کے بارہ میں مرفوع گذری ہے اس میں مذکور ہے کہ اور فرمایا کہ [illegible] جیسی دردی کی تلچھٹ تو جب کافر اسکو اپنے منہ سے نزدیک کریگا تو اسکے چہرے کی کھال اسمیں گر پڑیگی۔ اسی طرح ترمذی [illegible] میں بروایت رشدین بن سعد اسکو اخراج کیا اور رشدین کے حفظ میں کلام کیا گیا ہے۔ اور عبد اللہ بن المبارک نے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قولہ یسقی من ماء صدید تیجرعہ۔ کی تفسیر میں فرمایا کہ اپنے منہ سے قریب کریگا پھر اس سے [illegible] جب پاس لاویگا تو اسکا چہرہ بھن جائیگا اور کھال کی پوستین جو سر پر ہے اسمیں گر پڑیگی اور جب پی جائیگا تو آنتیں کٹ کر نکل جائینگی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان یستغیثوا یغاثوا بماء کالمہل یشوی الوجوہ الآیہ۔ پھر شیخ نے مرتفقا کی تفسیر میں کہا کہ جہنم بری منزل وقبیل [illegible] میں ارتفاق ہے۔ فی العرائس قولہ تعالے وقل الحق من ربکم الآیہ۔ علم الٰہی میں تھا کہ حضرت حق سبحانہ تعالیٰ کے علوم غیب و اسرار عجیبہ و احکام متشابہ کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شفقت سے اپنی امت کو لیجاتے ہیں اور زیادہ بوجھ [illegible] پر نہیں ڈالتے جو آپکی فہم سے باہر ہو تو حکم دیا کہ قل الحق من ربکم۔ طریق ہدایت کو گمراہی سے ممتاز بیان فرمادے تو وہی تابع ہوگا جو توفیق ازلی سے سعید ہے اور نہ مانیگا جو ازلی گمراہ ہے پس حق رب عزوجل کی جانب سے ہے جو وہ کرتا ہے اسکی تقدیر حکمت بالغہ کے ساتھ [illegible] ہے شیخ ابو عطار رحمہ نے کہا کہ حق عزوجل نے خلق کے واسطے راہیں ہدایت وحقیقت کی بیان فرمادی ہیں پس جو اسمیں سالک ہے وہ توفیق ہے اور جو اعراض کرتا ہے وہ خذلان ازلی ہے۔ بعض نے کہا کہ جسکے واسطے حق نے ہدایت چاہی اسکو ایمان کی راہ دیدی اور جسکے لیے گمراہی چاہی اسکو راہ کفر دیدی اور یہی ضلال بعید ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی بزرگی بیان فرمائی۔ بقولہ

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا

بیشک جو لوگ ایمان لائے اور کیے نیک کام تو ہم نہیں ضائع کرتے اجر اس شخص کا خوب رہا اپنے کام میں

أُولَٰئِكَ لَهُمْ جَنَّاتُ عَدْنٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ

ان کے لیے باغ ہیں اقامت کے جاری ہیں انکے نیچے سے نہریں پہنائے جاوینگے انمیں

أَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُنْدُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ

سونے کے کنگن اور پہنائے جاوینگے کپڑے سبز سندس سے اور استبرق سے

مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ ۚ نِعْمَ الثَّوَابُ ۚ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا

تکیہ لگائے ہونگے اسمیں ارائک پر بہت خوب ثواب ہے اور بہت خوب منزل ارتفاق ہے

اس بیان شریف سے بعد عقوبات کافرین کے ذکر کرنے کے مومنین معتقدین کو بیان کیا۔ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا جو لوگ ایمان لائے اس پر جو مجھے وحی کیا گیا ہے یعنی قرآن پر۔ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اور کیے اعمال صالحات۔ پس علم وعمل [illegible] کے واسطے ابکا ثواب ہے۔ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجْرَ مَنْ أَحْسَنَ عَمَلًا کیونکہ ہم ضائع نہیں کرتے

عہ کذا فی الزرقانی والمواہب اللدنیہ والفضل للمقدم ۱۲

ع ۹

Marfat.com

ثواب نیکوکار کا - لانضیع اجرہم - ہم اُنکا اجر ضائع نہین کرتے - بجاے اِسکے لانضیع اجر من احسن عملا - کہا یہ
ظاہر کو لانا ہوا جس سے فضیلت کا بیان ہوتا ہی اور اشارہ ہو گیا کہ صالحات پر عمل کرنا چاہیے کہ نیکی کے
پس جس نے ریاکاری سے نماز پڑھی تو عمل تو صالحات مین سے ہی اُسکو کیا ولیکن اُسنے احسان نہ کیا یعنی
کذا ظہر للمترجم واللہ اعلم - اور بعض نے کہا کہ قولہ انا لانضیع الآیہ - جملہ معترضہ ہی اور قولہ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات
ہی یعنی قولہ - اُولٰئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ ایسے ہی لوگ ہین جنکے واسطے جنات اقامت ہین یعنی
بنے ہین اُنمین ہمیشہ کی اقامت ہی - تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ اُنکے نیچے نہرین جاری ہین - بعض نے کہا کہ اُنکے مکانات
محل کے نیچے بہتی ہین اور اللہ تعالے نے فرعون کا قول بیان فرمایا کہ ہذہ الانہار تجری من تحتی - یہ نہرین میرے نیچے جاری ہین -
ہوا کہ اِس شہر کے نیچے بہتے ہوا بھی یہی محاورہ ہی یا میرے تحت تصرف ہین - بالجملہ مکانات اُنکے ایسے ہونگے اور يُحَلَّوْنَ
اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ حلیہ یعنی زیور روپے جاوینگے جنت مین کنگن سے سونے سے - زجاج نے کہا کہ اساور جمع اسورہ اور یہ
جمع سوار ہی اور وہ ایک زینت ہی کہ ہاتھ کے پہونچے پر پہنتے ہین اور وہ بادشاہون کی زینت کا لباس ہی جیسے سابق بادشاہان ایران
ظاہر آیت سے معلوم ہوتا ہی کہ اساور جمع سب ذہب کے ہونگے ولیکن دوسری آیت مین فضہ اور لولو کے بھی ہین - اور من اساور سے یہ
بعض حلیہ کا ہی تو ایک زیور شاہانہ بیان کر دیا - بخاری مسلم وغیرہما نے ابوہریرہ رض سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
کے حلیہ وہان تک پہونچیگا جہانتک وضو پہونچتا ہی - پھر واضح ہو کہ یعنی اِس زیور کے اور سونے وچاندی کے صحیح ہین ولیکن تمہارے پاس
جو سونا مثلا ہی اُسپر قیاس مت کرو گویا اصل وانتل کا فرق ہی - وَيَلْبَسُوْنَ ثِيَابًا خُضْرًا عطف ہی يُحَلَّوْنَ پر فعل مجہول
جس سے اشعار ہی کہ پہنانے والے خادم وغیرہ ہونگے اور معنی یہ کہ پہنائے جاوینگے لباس سبز - مِّنْ سُنْدُسٍ وَّاِسْتَبْرَقٍ سندس کا
نظر مین خوبصورت معلوم ہوتا ہی اور اُس سے تازگی ہوتی ہی - کسائی نے کہا کہ سندس رقیق باریک جمع ہی واحد اِسکا سندسہ ہی -
اور استبرق کا - استبرق جو گندہ ہو اور واحد اِسکا استبرقہ ہی - یہی مفسرین کا قول ہی کہ دونون جمع ہین اور بعض نے کہا
جمع سین ہین اور کہا گیا کہ استبرق دیباج اور کہا گیا جو سونے کے تارون سے بنی ہو - قتیبی نے کہا کہ وہ فارسی معرب ہی
کہ اُسکی تصغیر ابیرق آتی ہی سیبویہ رح نے تفسیر مین لکھا کہ اہل لغت مین اختلاف ہی کہ استبرق عربی ہی یا فارسی معرب ہی
ہی یا عرب استبرہ ہی - ابن کثیر رح نے لکھا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ولباسہم فیہا حریر - اُنکا لباس جنت مین حریر ہوگا - اور یہان
فرمائی کہ سندس واستبرق کا - سندس تو باریک کپڑے بڑھیا جیسے قمبصین واُسکے مانند چیزین - اور استبرق گندے
ہوتی ہی - انتہی مترجما اور مرتد بن عبد اللہ سے مروی ہی کہ جنت مین ایک درخت ہی جس سے سندس پیدا ہوتا ہی اسی
ہین - عکرمہ سے مروی ہی کہ استبرق دیباے گندہ - اور ایسا ہی مجاہد سے مروی ہی - سورۃ الرحمن مین فرش
استبرق یعنی فرشون کے استر استبرق کے ہین - شیخ جلال محلی رحمہ اللہ نے سورہ ہل اتی کی تفسیر مین کہا کہ
ابر تو سندس کا ہوگا اور استر استبرق کا ہوگا - واضح ہو کہ طوبی کی تفسیر مین مروی ہی کہ اس سے
اِس حیات دنیا مین جو زیور مرد کو سونے چاندی کا ممکن ہی وہ بھی ہی جو تم دیکھتے ہو اور جیسے
چیزون کو آخرت کی چیزون سے نسبت ہی اگرچہ نام مشترک ہین تو جن لوگون نے آخرت

Marfat.com

[illegible] اور عورت کے لیے مرد پر حرام ہی اور اسکو بھی مہر کی ضرورت کی قدر ساڑھے چار ماشہ چاندی کے جائز ہی اور بعض فقہا نے [illegible] جسکو مہر کی ضرورت ہو۔ اور سونا مرد پر بالکل حرام ہی اور عورتون کو یہ دونون زیور اُنکے سوائے جائز ہین۔ مرد پر [illegible] کے طور پر پہننے حرام ہی۔ حریر ریشم کا مرد پر حرام ہی۔ بالجملہ اہل جنت اس ناز و نعمت سے مزین بزیور و لباس فاخرہ و مُتَّكِئِينَ فِيهَا عَلَى الْأَرَائِكِ تکیہ لگائے ہونگے جنت مین اریکون پر۔ خواہ چار زانو بیٹھکر یا کروٹ سے۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہان چار زانو مراد ہونا اشبہ ہی اور یہی معنی حدیث مین ہین جہان فرمایا کہ اما انا فلا اکل متکئا۔ یعنی مین اپنے آپ کھانیمین متکی ہوکر یعنی چار زانو بیٹھکر۔ یعنی مغرور نشست نہین بیٹھتا تو یہ مکروہ ہی۔ اور اریکہ جمع اریکہ کی وہ تخت ہی جو حجلہ کے اندر ہو اور حجلہ ایسا ہی [illegible] جو ہمارے زمانہ مین معروف ہی اور عبد الرزاق نے معمر سے اُسنے قتادہ سے روایت کی کہ اریکہ خود حجلہ ہین اور معمر نے کہا کہ سمعت سے قتادہ کے اورون نے کہا کہ اریکہ وہ تخت ہین جو حجلون مین ہون۔ انتہی سرجہا۔ اور یہی اخیر قول زجاج نے لکھا اور بعض نے تفسیر کی کہ یہ سونے کے تخت ہین موتی و یاقوت سے جڑاؤ۔ اور ابن عباس رض نے فرمایا کہ اریکہ تخت ہین جو حجال کے اندر ہین اونچے فرش گدگدے ایک فرسخ کے اونچے ہین اور کہا کہ تخت اریکہ نہین کہلاتا جب تک حجلہ مین نہ ہو۔ ابن ابی حاتم نے اپنی اسناد کے ساتھ ہیثم بن مالک طائی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مرد جنت مین تکیہ لگائیگا بقدر چالیس برس کے اس ہیات کو بدلیگا نہین اور اس سے کچھ ملول نہ ہوگا اور اس حال مین اُسکے پاس وہ سب آتا رہیگا جو اُسکا جی چاہے اور اُسکی آنکھون کو لبھاوے نِعْمَ الثَّوَابُ بہت اچھا ثواب ہی یہ جو اُنکو اللہ تعالے نے مقام رضوان و کرامت یعنی جنت مین نیک بندون کو روزی کیا۔ وَحَسُنَتْ اور نہایت خوب ہی یہ حجلہ کے اندر تختون پر۔ مُرْتَفَقًا تکیہ گاہ یا بہ نشین جنت و منزل و مجلس۔ اسمین پانچ قسام ہیں اول جنات عدن دائمی دوم انہار جاری اقسام اقسام کے جو بے شمار ہین۔ سوم آرایش زیور جو اُنھون نے دنیا مین سے ترک کیا۔ چہارم لباس حریر بے شمار جو دنیا مین ترک کیا۔ پنجم شاہانہ تختون پر تکیہ و جلوس۔ فصل قولہ تعالیٰ نعم الثواب وحسنت مرتفقا۔ اللہ نے دوسرے مقام پر فرمایا کہ رضوان من اللہ اکبر یعنی رضاے الٰہی سب سے بڑھکر ہی اور اُسکی تفسیر نہین فرمائی کیونکہ وہ لوگون کے خیال سے باہر ہی۔ شیخ نے عرائس مین لکھا کہ جن لوگون نے نیک اعمال کیے اللہ تعالیٰ نے اُنکے واسطے اپنے کرم و رحمت سے جزاے بمثال مقرر فرمائی و قرب و مشاہدہ عطا کیا اور تخت کرامت پر حجلہ انس مین اُنکو لباس انوار جمال و جلال سے مزین فرمایا پس زیور کرامت و لباس لطف و رحمت سے مزین ہوے اور اُنکا استناد و بھروسا اُسی کی طرف ہی۔ اقول اس سے یہ مراد نہین ہی کہ زیور و لباس جو ظاہر مین مذکور ہی وہ نہ ہوگا کہ ظاہر کو کے ساتھ کرامت و رحمت و انوار مشاہدہ یہ رضوان الٰہی عظیم ہی جسکا اندازہ آدمی کو بعد تقوی و پرہیزگاری کے ہوتا ہی۔ اور لکھا کہ نعم الثواب اُسکا دیدار ہی اور سب سے بہتر اُنکو نعمت دیدار جمال و جلال ہی۔ شیخ ابن عطار رح نے کہا کہ حجلہ قرب مین تخت انس پر بانس [illegible] وصال کے اندر ہر حال مین دیدار جمال حضرت سلطان عزوجل مین مسرور ہونگے۔ استاد رح نے کہا کہ اُنکو جسطرح کی نعمت ہی [illegible] مین تاج کرامت پہنے ہوے زیور رحمت سے آراستہ تخت راحت پر متمکن حجلہ قرب و منزلت مین شراب محبت پیتے ہین۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دنیا چاہنے والے و آخرت چاہنے والے کی مثال فرمائی

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا رَّجُلَيْنِ جَعَلْنَا لِأَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ مِنْ أَعْنَابٍ وَحَفَفْنَاهُمَا

(اور) کہدو کہاوت دو مردون کی بنادے ہمنے ایک کو دو باغ انگورے اور گرد اُنکے

Marfat.com

بنخل وجعلنا بينهما زرعا ۝ كلتا الجنتين اتت اكلها ولم تظلم
انگور کے درختون سے اور گھیر لیا تھا ان دونون باغون کو کھجور کے درختون سے اور رکھی دونون کے بیچ مین کھیتی
منها شيئا وفجرنا خلالهما نهرا ۝ وكان له ثمر فقال لصاحبه وهو يحاوره
پھر بولا اپنے دوست سے اور جب باتین کرنے لگا اس سے
انا اكثر منك مالا واعز نفرا ۝ ودخل جنته وهو ظالم لنفسه قال ما اظن
مین تجھ سے زیادہ مال والا ہون اور زیادہ جتھے والا ہون اور گیا اپنے باغ مین اور وہ ظلم کر رہا تھا اپنی جان پر بولا مجھکو نہین آتا خیال مین کہ خراب ہو یہ باغ کبھی
ان تبيد هذه ابدا ۝ وما اظن الساعة قائمة ولئن رددت الى ربي لاجدن خيرا منها منقلبا
لوگ اور گیا اپنے پھرنے کی جگہ
قال له صاحبه وهو يحاوره اكفرت بالذي خلقك من تراب ثم من
کہا اس سے دوست نے جب بات کرنے لگا کیا تو منکر ہو گیا اس شخص سے جس نے بنایا تجھکو مٹی سے
نطفة ثم سواك رجلا ۝ لكنا هو الله ربي ولا اشرك بربي احدا ۝ ولولا اذ دخلت
پھر بنایا تجھکو پورا کر دیا تجھکو
جنتك قلت ما شاء الله لا قوة الا بالله ان ترن انا اقل منك مالا وولدا ۝ فعسى ربي ان يؤتين خيرا من جنتك
تو کہتا ہے مجھکو کہ میرے پاس پاؤنگا بہتر اس سے
ویرسل علیها حسبانا من السماء فتصبح صعيدا زلقا ۝ او يصبح ماؤها غورا فلن تستطيع له طلبا ۝
اور بھیجے اس پر ایک بھوکا آسمان سے پھر صبح کو رہجاوے میدان
واحیط بثمره فاصبح يقلب كفيه على ما انفق فيها وهي خاوية على عروشها ويقول يا ليتني لم اشرك بربي احدا ۝
ہاتھ ملنے لگا اوپر اس خرچ کے جو کیا تھا اس باغ مین اور وہ گرا پڑا تھا اپنی چھتریون پر اور کہنے لگا کیا خوب ہوتا اگر مین شریک نہ کرتا اپنے رب کا کسی کو
ولم تكن له فئة ينصرونه من دون الله وما كان منتصرا ۝ هنالك الولاية لله الحق هو خير ثوابا وخير عقبا ۝
اور نہ ہوئی اس کی جماعت کہ مدد کرتے اسکو اللہ کے سوائے اور نہ ہوا وہ بدلہ لینے والا ۝ وہان سے ثابت ہوا کہ
اختیار ہے اللہ سچے کا اسی کا انعام بہتر ہے اور اسی کا بدلہ اچھا ۝

یہ مثل عجیب ایسے دو شخصون کی ہے کہ ایک نے دنیاوی مال و دولت پر بھروسا کیا اور اس کی مدد کرتی

Marfat.com

دنیاوی مال سے قدر ضرورت وحاجت اکتفا کیا اور اپنے تن وروح کو طاعات الٰہی مین لگایا اور اپنے ساتھی پر کفر سے
جو اپنی حالت مجموعی کو باقی سمجھتا تھا یعنی غرور وغفلت سے ایسا ہو گیا تھا کہ اپنا انجام نہین دیکھتا تھا پس ساتھی نے اُسکو سرخید
یا اُسکے خیال مین نہ آیا آخر کو ایک روز موت آئی اور مال برباد ہوا اور اسکا بدن خراب ہوا اور وہ گرفتار عذاب ہوا اور اپنی غفلت
پر افسوس کرنے لگا اور دوسرا بندہ مومن عیش وراحت مین آیا اور اُسکو اپنے دنیاوی قلت کے عوض اللہ تعالیٰ نے کثرت آخرت
ونعمت عطا فرمائی اور کافر نے وہان کچھ نہ پایا اور سب شرک بھول گیا اور افسوس اسکا بیفائدہ ہوا اور وہان کوئی شرک اُسکا مددگار
کہ ولایت سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے - لہذا شیخ ابن کثیر رحمہ اللہ نے فرمایا کہ پہلے اللہ تعالےٰ نے اُن مشرکون کا حال بیان کیا
مفلس ومحتاج مسلمان کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز کرتے اور تکبر سے عار سمجھتے اور اُنپر اپنے اموال واولاد سے فخر کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ
جس نے اُنکو دیا تھا شرک وکفر کرتے تھے پھر اب کافرون متکبرون ومومنان مفلس کی مثل دو شخصون سے بیان فرمائی
ایک مالدار وایک غریب سے اور دونون کا انجام جو لامحالہ ضروری ہے بیان فرمایا تاکہ تنبیہ ہو - اور مانند اِسکے بیضاوی ومعالم وسراج
وغیرہ مین ہے کہ جب کافرون نے اپنے اموال کی کثرت سے اور اعوان وانصار کی قوت سے غریب مسلمانون پر افتخار کیا تو اللہ تعالیٰ
نے اِس مثل مین بیان کیا کہ یہ چیزین موجب افتخار نہین ہو سکتا ہے کہ فقیر تونگر ہو جاوے اور تونگر فقیر ہو جاوے اور آخرین یہی ہوا
اور تونگری وفقیری سب زائل وفانی چیزین ہین یہ پائدار نہین ہین اور جس بات پر افتخار ہو سکتا تھا وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری و
عبادت مین کثرت وقلت ہے اور یہان تو یہ فقط فقراء مومنین کو حاصل ہے پس مثل سے بیان فرمایا بقولہ **وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا**
اور بیان کردے اُنکے واسطے ایک مثل - یعنی اُن کافرون کے لیے جو اپنی تونگری پر تکبر کرتے اور مومنون مین سے غریبون پر نظر
حقارت ڈالتے ہین اور اُنکے ساتھ بیٹھنے سے تکبر وغرور کرتے اور اُنکے ہانک دینے کی درخواست کرتے ہین یہ مثل بیان کردی
**رَجُلَيْنِ** دو مردون کی آخرتک - نصب مثلاً ورجلین کا اِس بناپر کہ دونون اضرب کے مفعول ہین بعض نے کہا کہ مفعول اول
لین اور مفعول دوم مثلا ہے یعنی بیان کردے دو شخصون کو مثلا - اور بعض نے کہا کہ رجلین کی ذات مراد نہین بلکہ خبر رجلین مراد ہے
مثل بیان کردے خبر دو مردون کی - اور واضح ہو کہ مثل مذکور کی جو مراد ہے وہ تو اول مذکور ہو چکی اور وہ ہر وقت ہر زمانہ مین ایسے
ون پر صادق ہے ولیکن اِسمین کلام ہے کہ جن دو شخصون کو مثل گردانا گیا ہے یہ مثال مین مقدر کیے گئے ہین یا حقیقت مین بھی کوئی
تھے جنکا یہ حال ظاہر مین واقع ہوا ہو - پس مثال مین مقدر ہونا تو اصلی معنی ہین اضرب کے مفسرین نے اُسپر اتفاق کیا کیونکہ
ہی ہے ولیکن بعض نے کہا کہ دو شخص محقق بھی تھے - معالم وسراج وغیرہ نے سوائے شیخ ابن کثیر رح کے ذکر کیا کہ بعض کے قول
مفعول مین سے دو شخص اہل مکہ کے تھے جن مین نازل ہوئی ایک حضرت ابو سلمہ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے
ام المومنین ام سلمہ کے پہلے شوہر تھے اُنکے انتقال کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح مین آئین پس ایک تو ابو سلمہ
الاسد بن یالیل ہین یہ مومن تھے اور دوسرا اُنکا بھائی کافر اسود بن عبد الاسد بن یالیل تھا - ان دونون کی مثل
عیینہ بن حصن فزاری واُسکے ساتھیون کو اور حضرت سلمان فارسی واُنکے ساتھیون کو بنی اسرائیل کے دو بھائیون
سکتا ہے کہ مثال مین آخرتک انجام مقصود نہ ہوگا کیونکہ عیینہ بن حصن آخرین مسلمان ہو گئے تو وہ کافر مرے نہین
ہو بہرحال ہوا اسرائیل کے دو بھائیون سے مثال ہے کہ اِنمین سے ایک مومن تھا کہ ابن عباس کی روایت مین

Marfat.com

اُسکا نام یہودا تھا اور مقاتل کی روایت مین تملیخا تھا اور دوسرا بھائی کافر تھا اُسکا نام قطرومن تھا اور بعض نے نام قطفر تھا اور انھین دونون کا قصہ سورہ والصافات مین بقولہ قال قائل منھم انی کان لی قرین الخ سے عبد اللہ بن المبارک نے معمر رزم سے اُسنے عطاء خراسانی سے روایت کیا یون ہی کہ دو بھائیون نے جو اسرائیل مین سے اپنے باپ کی میراث سے مشترک پائے پھر دونون نے آدھے آدھے بانٹ لیے پھر کافر نے ہزار دینار کو ایک زمین خریدی تا ہون کہا کہ الٰہی فلان نے ہزار دینار کو ایک زمین خریدی ہی اور مین نے تجھ سے ہزار دینار کو جنت مین زمین خریدتا ہون پس ہزار دینار صدقہ پھر اُسکے کافر بھائی نے ہزار دینار سے ایک مکان عمدہ بنوایا پس مومن نے کہا کہ الٰہی اُسنے ہزار دینار کو دنیا مین عمدہ عمارت بنا کر پھر تجھ سے ہزار دینار کو جنت مین ایک مکان خریدتا ہون پس ہزار دینار صدقہ کر دیے پھر اُسکے ساتھی کافر نے ہزار دینار لگا کر ایک باغ اُسنے کہا کہ الٰہی فلان شخص نے ہزار دینار سے دنیا مین اپنا نکاح کیا اور مین تجھ سے ہزار دینار سے جنت کی عورتون سے ایک عورت کے نکاح کی امید رکھتا ہون پس اُسنے ہزار دینار صدقہ کر دیے پھر اُسکے ساتھی نے ہزار دینار سے خادم و اسباب آرایش وغیرہ محل کی جو خرید مین اُسنے کہا کہ الٰہی فلان شخص نے دنیاوی آرایش چاہی ہی اور مین تجھ سے جنت مین نعمت چاہتا ہون پس ہزار دینار صدقہ کر دیے خلاصہ مطلب یہ کہ جسقدر اُسنے دنیا و اُسکی آرایش مین غلو کیا اُسی قدر دوسرے نے آخرت کی طلب کی - روایت ہی کہ مرد مومن ایک وقت اُسکے پاس گیا تو وہ اُسکو لیے ہوے پھرا اور اپنی شوکت و حشمت کے اموال و اولاد سب دکھلائے اور تکبر و افتخار کیا اور مومن کی تفہیم کو کہ یہ سب فانی ہی اِس سے آخرت درست کرنا چاہا اُسنے کچھ نہ مانا - مترجم کہتا ہی کہ ظاہر یہ ہی کہ مرد مومن نے سب خیرات نہین کیا اور شاید کہ میراث سب خیرات کر دی ہو اور جس سعی و محنت سے وہ پہلے بسر کرتا ہو اُسی پر اکتفا کیا ہو لہذا آدمی کے واسطے یہ ممنوع ہی کہ اسقدر خیرات کر دے کہ خود فقیر ہو جاوے اور پھر اُسکو سوال کرنے کی نوبت آوے ولیکن اگر اسقدر ہمت والا ہو کہ فقری مین معاش حاصل کرنے پر مستعد ہو اور کمی بیشی مین گذر کیے جاوے کسی سے سوال نہ کرے اور عیال کو فاقہ مین نہ ڈالے تو وہ بہتر ہی اور مضائقہ نہین ہی واللہ تعالے اعلم - بالجملہ مومن کی نصیحت کو اُس کافر نے نہ مانا اور آخر ایک وقت کے بعد اِس دنیا سے دونون فنا ہوے اور اِس کافر کے حق مین خراب ہوا تو یہ مثال اِن دونون پر مطابق ہی - مترجم کہتا ہی کہ خواہ یہ دونون شخص مراد ہون یا نہ ہون اصلی مثال سے یہ ہی کہ دنیا پر مغرور شخص اور دنیا کو فانی جانکر طالب آخرت شخص کی مثال ایسی ہی کہ دو مرد سے جَعَلْنَا لِاَحَدِهِمَا جَنَّتَيْنِ ہم نے دونون مین سے ایک کے واسطے دو باغ دیے - یعنی کافر کے لیے دو باغ کر دیے - سدی رح نے ہوا اسرائیل کی کے قصہ مین کہا کہ باغ تو اِسکا ایک تھا مگر درمیان مین وسیع نہر جاری تھی تو دو باغ ہو گئے تھے - یحیی بن ابی عمرو السیبانی نے نہر ابو فرطس کی وہی دونون باغون کی نہر تھی اور ابن ابی حاتم نے کہا کہ یہ نہر شہر رملہ مین مشہور ہی پھر دونون باغون کی بیان کی کہ یہ دونون باغ تھے مِنْ اَعْنَابٍ انگور کے یعنی درختان انگور سے وَحَفَفْنٰهُمَا کو گھیر دیا تھا نخل یعنی درختان خرما سے یا پھلدار درختون سے - یہ ایک لطافت ہی کہ باغ انگور کے گرد ہون تو انگور عمدہ ہوتے ہین علاوہ اسکے ہر موسم مین پھل موجود ہوتا ہی اور انعام کے پھل ہیں جَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا اور ہم نے دونون کے بیچ مین زراعت کر دی تھی جس سے غرا ہوا اور گرداگرد اسکے انگور کے درخت اور اُنکے گرد نخلستان اور درمیان مین نہر جاری تھی

...ل پر بھرے ہوے تھے عمارات لی ہوئی پھر انمین پیداوار ہر قسم کی بھی خوب ہوتی تھی چنانچہ فرمایا كِلْتَا ...
...ہ دونون باغ ہر ایک لایا اپنے پھل۔ وَلَمْ تَظْلِمْ مِّنْهُ اور نہین کمی کی کسی باغ نے پھلون سے ...
...بھی۔ یعنی جیسے افراط سے آنے چاہیے تھی ویسے ہی نخل کے پھل اور انگور آئے اور خوب اناج پیدا ہوا۔ ابن عباس رض ...
...نے کہا کہ کبھی درخت مین کچھ کمی نہین ہوئی۔ بعض نے کہا یعنی کسی سال مین کمی نہین ہوتی تھی تو یہ باغ برخلاف باغون کے کہ جنمین ایک ...
...سال زیادتی اور ایک سال کمی ہوتی ہی یہ دونون باغ عجیب تھے کہ ہر سال انمین کثرت سے برابر پیداوار ہوتی تھی۔ وَفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا ...
...اور ہم نے جاری کردی دونون کے وسط مین ایک نہر یعنی ہمیشہ وہ دونون کو پانی پہونچاتی اور کبھی منقطع نہین ہوتا تھا ...
...كَانَ لَهٗ ثَمَرٌ اور اس شخص کے واسطے ثمر تھا۔ ابن کثیر رح نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ مجاہد قتادہ سے مروی ہی کہ یعنی مال تھا۔ ...
...سوائے دونون باغ کے اقسام مال سونا چاندی وغیرہ تھا جس سے وہ ہر طرح کے خرچہ پر قادر ہوتا تھا جو اس باغ کی تعمیر و زراعت ...
...صرف ہو۔ اور بعض نے کہا کہ ثمر سے پھل مراد ہین اور ابن کثیر رح نے کہا کہ یہی اظہر ہی اور ابو عبید اسکی دوسری قرأت ثُمُر بضمتین ہی کہ وہ جمع ثمر ...
...ہی پھل ہی۔ ترجمہ کہتا ہی ثمر سے مراد اموال بطور مجاز ہی تو ہو سکتا ہی کہ ثمر بضمتین سے انواع اموال مراد ہو اور ظاہر مین یہان اموال ...
...معنی زیادہ معقول ہین اور شاید شیخ نے جو پھل کے معنی اظہر لیے وہ اسوجہ سے کہ قولہ اُحیط بثمرہ۔ مین پھلون کی آفت مراد ہی تو یہان بھی ...
...مراد ہی۔ واللہ اعلم۔ بالجملہ بیان فرمایا کہ اسکے واسطے پھل تھے یعنی اقسام پیداوار سے موجود تھے بایگر اموال بھی تھے۔ پھر ایک وقت ...
...اس کافر کا بھائی جو مومن تھا اسکے پاس آیا اور دونون جمع ہوے۔ فَقَالَ پس کافر بولا لِصَاحِبِهٖ اپنے ساتھی یعنی ...
...مومن سے وَهُوَ يُحَاوِرُهٗ درحالیکہ اس سے باتین کرتا تھا یعنی وہ کہتا اور یہ کہتا باہم دونون مین گفتگو ہو رہی تھی اس حال مین ...
...کافر نے مومن سے تین باتین نالائق کہین اول یہ کہ۔ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا نفر یعنی رہط اور وہ دس سے ...
...ہوتے ہین یعنی مین بہ نسبت تیرے مال مین زیادہ ہون اور میرا گروہ زیادہ ہی تجھپر غالب ہون شاید کہ اولاد و عشیرہ و خدمتگار وغیرہ ...
...سے غرضکہ ایک بات شنیع تو اسنے یہ کہی کہ جس سے مال و اولاد کے ساتھ مومن پر افتخار کیا اور تکبر کے ساتھ تعلی کی کہ مین تجھ سے ...
...زیادہ ہون اور دوسری آگے آتی ہی۔ مفسرون نے کہا کہ پھر یہ کافر اپنے ساتھی مومن کو ہاتھ پکڑے ہوے اپنے اموال کی سیر کراتا ہوا ...
...جو وہ چیزین دکھلا دے جنپر تکبر و افتخار کرتا تھا وہان سے لے چلا۔ وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ اور اپنے ساتھ لیے ہوے داخل ہوا ...
...اپنے مین۔ واضح ہو کہ یہان دو باغ مین سے ایک باغ بصیغہ مفرد فرمایا تو علماء نے کہا کہ شاید اسمین یہ حکمت ہو کہ وہ اسکو ایک ہی باغ مین فقط ...
...کہدیا یہ کہ دونون متصل ہونے سے بمنزلہ واحد ہین یا پہلے ایک مین لیگیا پھر دوسرے مین لے گیا تو اول ایک ہی جنت مین داخل ...
...ہوا یہ کہ دونون کے ذکر سے کوئی غرض متعلق نہین کیونکہ جو بات ہی وہ ایک ہی سے حاصل ہی یا صرف ایک ہی کے بیان پر کفایت ...
...جلال محلی رح نے فرمایا کہ جنت کا اسم مفرد اسوجہ سے ہی کہ مراد روضہ ہی یعنی دونون باغ کو شامل ہی اور شہاب رحمہ اللہ نے ...
...کہا کہ جنت کی اضافت جب اسکی طرف ہوئی تو مفید استغراق ہوئی جیسے الف لام استغراق سے فائدہ ہوتا ہی ...
...کہ سوائے اسکا کوئی باغ نہ تھا۔ اور کشاف مین زمخشری نے بھی یہی اشارہ کیا کہ مراد جنت سے اسکی جنت ہی مومن ...
...کو خسر ہو یعنی وہ اپنی اس جنت مین گیا جسپر آیندہ اسنے کلمات کفر بیان کیے ہین۔ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ...
...اپنے اوپر ظلم کرنے والا یعنی کافر اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ اسی سبب سے قَالَ اسنے کہا کیونکہ شدت سے

Marfat.com

غافل اور اپنی حرص مین گرفتار واوہام وخیالات کا پابند تھا کہ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ اَبَدًا
فنا ہوجاوے یہ جنت - یعنی مومن نے جو اسکو کفر کرنے پر خوف دلایا کہ اللہ تعالی کفر کی شامت سے
خوف کر اور ایمان لاکر اُسکی بندگی کر اور نعمت کا شکر ادا کر تو اُسنے باغ مین لیجا کردہ نہر لہر یہ بھری ہوئی
کہا کہ یہ سب تمہارے خیالات ہین اور مین نہین گمان کرسکتا کہ یہ برباد خشک ہوجاوے جتنے اسباب تم
اُسکا دوسرا قول شنیع ہے پس اُسنے دنیا پر بھروسا کیا اور ساری انسانی پیدائش کا نتیجہ یہی دنیاوی زندگی خیال
اُسنے مانند خودرد گھاس وورختون کے کردیا بلکہ اُنسے بدتر کیونکہ جنگل مین ہزارون درخت ہین کہ ہزارون برس
چند روز مین اُنکے سامنے فنا ہوجاتا ہے اور جو سمجھدار ہین وہ خوب سمجھتے ہین کہ یہ سب فنا ہے اور باقی آخرت
کا پھل وہان ہے مگر اس کافر نے تیسرے قول سے اسکا بھی انکار کیا۔ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً اور
نہین کرتا قیامت کو آنیوالی - زجاج نے کہا کہ اسنے اپنے ساتھی کو آگاہ کردیا ان دونون قول سے کہ وہ کافر ہے
ہے - پھر اُسنے ایک کلمہ اپنے تکبر کے ساتھ مومن کی تضحیک کے طور پر ایسا کہا کہ آیندہ نصیحت کا دروازہ بند ہے وَلَئِنْ رُّدِدْتُّ
اِلٰى رَبِّيْ اور اگر مین بالفرض تیرے اعتقاد کے موافق اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی جاؤن تو واسطے میری شان کے ہے کہ
لَاَجِدَنَّ خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا مین وہان منقلب ہوکر اس سے بھی بہتر پاؤنگا - جیسے قریش مین سے عاص بن وائل
کہا تھا کہ لئن رجعت الی ربی ان لی عندہ للحسنی - یعنی اگر مین مان لون کہ مین اپنے رب کی طرف لوٹایا جاؤنگا تو ضرور مانوکہ مجھ اسے
شخص کے لیے وہان بھی بڑی نعمت وخوبی ہے - یعنی اپنے آپ کو تکبر سے اس لائق خیال کیا کہ یہان میری شان
کی وجہ سے مجھے یہ سب ملا ہے وہان اگر وہ ملک ہو تو مجھے اس سے بھی بہتر ملیگا - یہ گویا تعریض تھی کہ تم تو بے غرور کے نزدیک
ہیچ ہو کہ یہان تمہارے واسطے کچھ نہین ہے ایسا ہی وہان بھی نہ ہوگا - یہ کمال درجہ کی جہالت تھی اور اللہ تعالی کی قدرت
وشان سے بالکل جاہل احمق تھا - قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ جواب دیا اس کافر کو اُسکے ساتھی مومن نے - وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ
درحالیکہ اُس سے محاورت مین باتین کرتا جاتا تھا یعنی اُسکی باتون پر انکار کیا اور اللہ تعالے کی عظمت وجلال کے ساتھ
باتون کو بہت قبیح پاکر اُس سے کہا کہ - اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ارے کیا تونے کفر کیا اُس خالق
سے جس نے تجھے پیدا کیا مٹی سے - یعنی تیری اصل خلقت مٹی ہے کہ اس سے آدم علیہ السلام پیدا ہوئے تو پھر تو نے اُسکے
لانے سے انکار کیا اور اُسکے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے خاک سے اپنی قدرت کے ساتھ بنایا کہ اُسکو نطفہ کی صورت کیا پھر
پھر تجھے نطفہ سے نکالا - اسوقت طفل مجبور محض ہوتا ہے نہ وہ کمائی کرسکے نہ اُسکے پاس مال اور نہ کچھ سمجھ بوجھ
ہوتا ہے اللہ تعالی کی قدرت سے والدین یا اور لوگ اُسکو پالتے ہین اور درحقیقت اللہ تعالے پرورش کرتا
پھر تجھے اُسنے پورا آدمی کردیا - یعنی اب تجھے اُسکی قدرت وکمال مین شک ہے کہ کیونکر مرکر دوبارہ پیدا
مین نہین آتی ہے اور اس خاک ونطفہ کی پیدائش پر تو اسقدر مغرور ہے حالانکہ جب خاک ونطفہ
اُسکا شکر فرض ہے جس نے تجھکو پورا آدمی کردیا اور کھانے پینے کو دیا کسی اور نے تجھے
جسکو تو اپنا رب سمجھتا اور اُسکی بندگی کرنے پر مرتا ہے اور شرک لاتا ہے - لٰكِنَّا لٰكِنَّ اللّٰهَ

Marfat.com

اللہ ربی اللہ میرا رب ہی جسکا کوئی شریک نہین ہی وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا اور مین بھی اپنے رب
[illegible] شریک نہین کرتا ہون - اول تو مومن نے اللہ تعالی کی توحید کہ وہ وحدہ لاشریک ہی بیان کی پھر اپنا حال تبلایا کہ مین اُسکی
[illegible] شرک کرتا بھی نہین ہون - قفال رح نے یہان کئی وجہ بیان کیے اول یہ کہ مین کسی بات مین شرک نہین کرتا
[illegible] مین فقیری و فقیری کو اُسی کی طرف سے دیکھتا ہون پس جب اُسنے مجھے دیا تو اُسکی حمد کرتا ہون اور اگر وہ کچھ مجھے مبتلا کرتا ہی تو
[illegible] خاموش رہتا ہون صبر کرتا ہون اور اُسی سے عافیت چاہتا ہون اور میری یہ حالت نہین ہی کہ جس وقت وہ مجھے نعمت دیتا ہی تو
[illegible] اُسکی ناشکری کرون اور اموال و اولاد اور اعوان و انصار کی کثرت کو اپنی ذات کی خوبی خیال کرون - یہ جواب اِس معنی مین کہ جب
[illegible] کافر مذکور نے کثرت مال و جاہ پر اپنی ذات کا غرور کیا تو اُسنے اپنے نفس کو گویا اللہ تعالی کا شریک ثابت کیا دوم یہ کہ کافر مذکور شاید
[illegible] بت پرست تھا تو اُسکے شرک پر انکار کیا - سوم یہ کہ اُسنے بعث و قیامت سے انکار کیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہی تو اللہ تعالی کی قدرت سے
[illegible] انکار کیا اور عاجز قرار دیا تو مثل مخلوق کے اعتقاد کیا اور یہ شرک ہی تو رد کر دیا کہ فضل الٰہی سے مین ایسا نہین کرتا ہون کہ اپنے رب کے
[illegible] ساتھ کسی کو شریک کرون یعنی نہ اعتقاد مین اور نہ نعل مین - جیسے تو کرتا ہی - وَلَوْلَآ اور تو نے یہ کیون نہ کیا کہ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ
جب تو اپنے باغ مین آیا تھا تو قُلْتَ مَا شَآءَ اللّٰهُ کہا ہوتا کہ ماشاء اللہ جو اللہ تعالے نے چاہا وہ پیدا کیا اور مجھے دیا تو یہ
[illegible] ساری قدرت و صفت اُسی کی ہی لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کچھ قوت نہین مگر اللہ تعالے کے ساتھ - یعنی نہ کسی کو قوت کہ خود حاصل
[illegible] سے اور نہ کسی مین طاقت کہ اُسکو باقی رکھے مگر جو ہی اللہ تعالی کی قوت سے ہی - واضح ہو کہ یہ کلمہ جو اِس کافر کو تعلیم کیا نہایت بزرگ
[illegible] ہی اِس کلمہ سے خوبی پر نظر نہین لگتی ہی نہ اپنی اور نہ پرائی - ابن ابی حاتم نے اسماء بنت عمیس سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ
[illegible] علیہ وسلم نے مجھے چند کلمات تعلیم فرمائے ہین کہ مین اُنکو کرب و سختی کے وقت کہتی ہون اللہ اللہ ربی لا اشرک بہ شیئاً - یعنی اللہ میرا
[illegible] رب ہی مین نہین شریک ٹھہراتی اُسکے ساتھ کسی چیز کو - ابو یعلی و ابن مردویہ و بیہقی نے انس رض سے روایت کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] نے فرمایا کہ مضربہ یہی بات ہی کہ جس بندہ پر اللہ تعالی کوئی نعمت اہل یا مال یا فرزند کی دے پھر وہ کہے کہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ تو اللہ تعالی
[illegible] اُس سے ہر آفت کو دور فرماویگا یہانتک کہ اُسکی موت آوے اور یہی آیت پڑھی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اِسکی اسناد مین عیسی بن عون
[illegible] عبد الملک بن زرارہ عن انس رض ہی اور حافظ ابو الفتح ازدی رح نے کہا کہ اِسکی حدیث صحیح نہین ہی [illegible] کہتا ہی کہ یہ اسناد ضعیف
[illegible] ہی لیکن اُسکو تقویت حاصل ہی کیونکہ انس رضی اللہ عنہ سے یہ معنی موقوف مروی ہین ولیکن موقوف یہان بمنزلہ مرفوع کے ہی اور شیخ نے
[illegible] مختلف نے فرمایا ہی کہ جس شخص کو کوئی بات اپنے حال یا مال یا فرزند سے اچھی معلوم ہو تو اُسکو چاہیے کہ یون کہے کہ ماشاء اللہ
[illegible] لا قوۃ الا باللہ یعنی زبان سے کہے اور دھیان کریگا کہ اُسکے معنی یہ ہین کہ جو اللہ تعالے نے چاہا ویسا ہوا ہی کچھ قوت نہین مگر اللہ
[illegible] کی طرف سے اور یون اللہ تعالی کی طرف راجع ہوگی - اور امام احمد نے ابو ہریرہ رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] نے مجھے راہ نہ بتاؤن ایک خزانہ کی جنت کے خزانون سے اور ایک روایت مین زیادہ کیا کہ جو عرش کے نیچے ہی مین نے
[illegible] عرض کیا بھی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہون فرمایا کہ کہا کر لا قوۃ الا باللہ - شیخ نے کہا کہ امام احمد اِس روایت مین
[illegible] ابو موسی رضی اللہ عنہ کی حدیث ہی کہ مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا مین تجھے راہ نہ بتاؤن
[illegible] خزانون سے جو عرش کے نیچے ہی مین نے عرض کیا کہ ہان تو فرمایا کہ لا حول و لا قوۃ الا باللہ - اِس کلمہ کی تعریف و

Marfat.com

بزرگی مین آثار و احادیث وارد ہین - پھر جب مومن نے اُسکو توحید اعتقادی سکھلائی اور توحید عملی کے سپرد کیا کرے تو کافر نے جو اُسپر ان اموال فانی اور دوستان جمالی کی وجہ سے تکبر کیا تھا اسلئے کہا اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّ اَعَزُّ نَفَرًا اگر تو نے دیکھا مجھے کہ مین تجھ سے کمتر ہون اور اموال و فرزند مین تجھ سے خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ تو مجھے امید ہی کہ میرا رب مجھے دیدے بہتر تیری جنت سے خواہ دنیا مین اسطرح کی قدرت مین سب ہی وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا اور بھیجدے تیری جنت پر حُسْبَانًا مِّنَ السَّمَآءِ عذاب آسمان سے ابن عباس نے کہا کہ حسبان جمع حسبانہ بمعنی سحاب و سادہ و صاعقہ - ابن عباس و قتادہ و ضحاک نے کہا کہ حسبانا من السمار یعنی عذاب آسمان بھیجے اور یہی مالک رح نے زہری سے روایت کیا اور ظاہر یہ ہی کہ مراد بارش عظیم ہی جو کھیتی و درختون کو جڑ سے اکھاڑ دے فَتُصْبِحَ صَعِيْدًا زَلَقًا پس صبح کو وہ اس حال مین ہو کہ صعید ہو جسپر گھاس کا نام نہین اور زلق ہو یعنی پھسلونکا جسپر قدم پھسلتا ہی یہ جواب ہی جو یہ دعوی کیا کہ تیری یہ جنت ایسی ہی کہ اسپر کوئی آفت نہین آسکتی اور فنا نہین ہو سکتی ہی یہ تو بہت شاداب ہی تو مجھے لگتا ہی کہ ابد اسپر آسمان سے زور شور کا آندھی پانی بھیجے کہ بجلیون سے درخت تباہ ہون پانی سے برباد ہون زمین بے نبات ہو جاوے مین کیچڑ جسپر پانون نہ ٹھہرے - مترجم کہتا ہی کہ و یرسل کا عطف یوتین پر ہی اور جسی کے تحت مین داخل ہی پھر اگر یہ قصہ کسی دوسرے شخص کا ہی تو یہ مومن کی ولایت مین سے ہی کہ اُسنے کہا کہ مجھے لگتا ہی کہ اللہ تعالے تیرے باغ پر یہ آفت نازل کرے اور وہی ہوا پھر یرسل پر عطف کیا تو لہ اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا یا صبح کرے پانی اُسکا غائر ہو کر یعنی نہر وغیرہ سب جذب ہو جاوے کہ کسی حیلہ سے ہاتھ نہ آوے علاوہ ازین جب زمین سے پانی جذب ہو گیا تو خشک زمین پر درخت نہین ٹھہر سکتا اگرچہ کنوین سے پانی مل بھی جاوے اور ہر حال مین پانی جذب ہو جائیگا تو ایسی غائر حد پر پہونچ جاوے کہ فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ لَهٗ طَلَبًا پھر تو نہ استطاعت پاوے اُسکے طلب کی - یہانتک اس بندہ مومن نے اس مشرک کافر کو سمجھایا ولیکن حق عزوجل اپنی مخلوق کا دانا تر ہی اُسنے اس وقت تک اس کافر کو سمجھنے بوجھنے نصیحت پر ایمان نہ لایا - پھر جو کچھ مومن کی زبان سے نکلا تھا وہ اس کافر کے باغ کے ساتھ واقع ہوا چنانچہ فرمایا - وَاُحِيْطَ بِثَمَرِهٖ ہلاک کر دیا گیا اس کافر کا ثمر - یعنی باغ یا مع دیگر اموال جنپر وہ تکبر کرکے اترا تا تھا اور بندہ مومن کو خوار سمجھتا تھا - احاطہ گھیرنا اور ایسی چیز کا گھیرنا جو مجہول ہو آفت کا گھیرنا ہوتا ہی پس کنایہ ہی اُسکی بربادی سے - اور ثمر تا نہین فرمایا کہ جنت کی طرف ضمیر راجع ہو بلکہ ثمر کو بتلایا تو مراد یہان اُسکا باغ مع حاصل ہین کہ سب آفت مین برباد ہوے - فَاَصْبَحَ يُقَلِّبُ كَفَّيْهِ کہ اپنی ہتھیلیان ملتا تھا یعنی کف افسوس ملتا تھا یعنی اُسکے ہاتھ مین کچھ نہ تھا تو حسرت کھاتا رہا اس مال پر جو باغ مین صرف کیا تھا وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلٰى عُرُوْشِهَا اس حال مین کہ باغ اپنی چھتون پر گرا ہوا تھا اسکی اصل یہ ہی کہ دیوارین دستون عمارت کی گرین اور اوپر سے چھت بیٹھ جاوے گویا کل عمارت گر گئی ہی - اور بعض نے کہا کہ عروش و عریش وہ ستون جنپر درختان انگور کی بیل چڑھائی جاتی ہی سو وہ گر گئے - ولیکن اول اظہر ہی پس اس حال کو دیکھکر وہ کف افسوس ملتا تھا وَيَقُوْلُ يٰلَيْتَنِيْ اور کہتا تھا کہ کاش مین نے شرک نہ کیا ہوتا اپنے رب کے ساتھ کسی کو - پس اُسکو یہ اسوجہ سے کہ دنیا اُسکے ہاتھ سے جاتی رہی نہ اسوجہ سے کہ وہ ایمان کیون نہین لایا

Marfat.com

ان کو اس نوا ہش سے نظر آتی ہین پس فقط انھین پر اسکا وقوف تھا اور اُسسے آگے نہین مانتا تھا - غرضکہ جب اِسنے
[illegible] کہ یہ اُسکے شرک کی شومی ہی پس اُسنے تمنا کی کہ کاش مین مسلمان ہو گیا ہوتا کہ یہ میرا باغ تو برباد ی سے
[illegible] اِس کلام سے یہ وہم ہوتا ہی کہ یہ آفت وہلاکت اُسکے شرک کی نحوست سے بڑی اور شرک مین ایسی ہی نحوست
[illegible] حالانکہ اموال برباد ہوتے ہین حالانکہ یہ مراد نہین ہی کیونکہ دنیا مین مشرکون کو زیادہ یہ چیزین آرام سے دیجاتی ہین اور مومنون پر بار
[illegible] کیجاتی ہین چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمن لبیوتہم سقفا من فضۃ - یعنی اگر یہ نہوتا
[illegible] لوگ ایک ہی گروہ ہو جاوینگے تو ہم کر دیتے کہ جو شخص کفر کرتا اللہ تعالیٰ سے اُسکے بیوت کی چھت چاندی کی - یعنی جب اُنھون نے دنیا
[illegible] کی اور اللہ تعالےٰ سے کفر کیا تھا تو ہم اُنکو دنیا اسقدر دیدیتے - تو ظاہر ہی کہ اِس سے کافرون کو دنیا دی دولت تو بہت زیادہ
[illegible] اور حدیث صحیح مین ہی کہ بلاء کے ساتھ مخصوص انبیاء علیہم السلام ہین پھر اولیاء ہین پھر اُمثل فاُمثل یعنی درجہ بدرجہ رتبہ والے ہین
[illegible] پھر یہ مشرک کیون محروم ہوا - جواب دیا گیا کہ تمام عمر اِسنے تحصیل دنیا مین صرف کی اور تمام عمر مین سردم آخرت سے مُنہ موڑے رہا
[illegible] دنیا بالکل جاتی رہی تو پھر دنیا و دین دونون نہ رہے محض محروم رہگیا تو اُسکی حسرتین بہت بڑھ گئین وَلَمْ تَكُنْ لَّهٗ
[illegible] فِئَةٌ يَّنْصُرُوْنَهٗ اور نہ تھی اُسکی کوئی جماعت کہ اُسکی مدد کرتین جس بلاء مین پڑ گیا ہی اُس سے خلاصی مین مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
[illegible] سوائے اللہ تعالیٰ کے جس سے وہ منکر و کافر و مشرک رہا ہی - وَمَا كَانَ مُنْتَصِرًا اور وہ نہ تھا اپنی ذات سے انتصار رکھنے والا
[illegible] یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی مین جو طاقت نہین ہی اور وہ کافر نہ خود طاقت رکھتا تھا اور نہ اُسکے انصار کوئی ہو سکتے ہین - اور اِسنے
[illegible] لوگ باجو چیزین شرک بنائی تھین وہ محض خیالات تھے - پھر اگر یہان وہم ہو کہ اُسنے جب افسوس کیا کہ کاش مین نے اپنے رب کے
[illegible] شرک نہ کیا ہوتا تو شرک سے نادم ہونا چاہیے تھا کہ مومن ہو جاوے پھر کیونکر فرمایا کہ اُسکا کوئی ناصر نہین ہی تو جواب یہ ہی کہ اُسنے پہلے
[illegible] شرک سے ندامت اسواسطے کی کہ مین مسلمان ہو جاتا تو میری جنت باقی رہتی تو اُسکی رغبت اسلام کی بوجہ دنیا کے تھی کچھ اللہ تعالیٰ
[illegible] جل کی توحید کے واسطے نہ تھی اِسی واسطے اللہ تعالےٰ نے قبول نہین فرمایا - اور جب اِس مثل سے یہ نتیجہ نکلا کہ دنیا کافر کی جنت ہی تو
[illegible] موت کے وہ شرک پر افسوس کریگا مگر اُسی جنت کی بربادی پر نہ اللہ تعالیٰ کی توحید پر اور اُسوقت قبول نہین ہی - یہ بھی نتیجہ نکلا کہ حکم
[illegible] اللہ تعالیٰ ہی کا ہی جو نصرت دیتا ہی اپنے اولیاء کو بعد اُنکی ذلت کے اور تو نگر کرتا ہی اُنکو بعد اُنکی فقر کے اور ذلیل کرتا ہی اعداء کافرون
[illegible] مشرکون کو باوجود اُنکے تکبر و سرکشی کے اور اُنکو محتاج خوار کر دیتا ہی بعد اُنکی تونگری کے تو حکم فقط اُسی کا ہی اور جو کوئی اُسکے سوائے ہی
[illegible] خیال تصور کے ہی کہ حقیقت مین اسکا کچھ وجود نہین ہی تو اسکو مصرح فرما دیا بقولہ تعالےٰ - هُنَالِكَ ایسے شدائد عظیمہ کے
[illegible] موقع ثابت ہین - الْوَلَايَةُ لِلّٰهِ الْحَقِّ ولایت واسطے اللہ تعالیٰ حق عزوجل کے ہی - جمہور کی قراءۃ ولایت
[illegible] فتح ہی کہا یعنی نصرت یعنی وہان تو نصرت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہی کسی اور کی نہین ہو سکتی ہی - درحقیقت کہین بھی کسی اور
[illegible] دنیا مین اسباب کے ترک و اختیار کے وقت تو امتحان کی حالت مین نظرین خطا کرتی ہین اور وہان ظہور ہو جاتا ہی شیخ ابن کثیر رح
[illegible] نے بھی قراءۃ مختلفہ ہی - جمہور نے ولایت بفتح الواو پڑھا تو معنی یہ ہین کہ وہان تو معاملات واسطے اللہ تعالیٰ ہی عزوجل کے ہی
[illegible] اور سب ہی اللہ تعالےٰ کی ہوالات کی طرف رجوع لاوینگے اور اُسی کی درگاہ مین عاجزی کرینگے مانند قولہ تعا
[illegible] اور یہ مثل ہمارے وعدہ و وعید کے ہی کہ یا کنا یا مشرکین یعنی جب ہمارا عذاب دیکھینگے تو کہینگے کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ وحدہ پر

اور کفر کیا ہم نے اُس سے جسکو ہم شریک لاتے تھے اور جیسے فرعون نے وقت معائنہ عذاب [illegible]
کسرہ دیا ہی یعنی حمزہ وکسائی رحمہم اللہ تعالے کی قرارت مین وا و مکسور ہی بمعنی ملک پس معنی
کا ہی - پھر الحق کو بعض نے رفع دیا اس بناپر کہ وہ صفت ولایت ہی یہی قرارت ابو عمرو اور کسائی
کے لیے ہی جیسے قولہ تعالے الملک یومئذ الحق للرحمن - اور سراج مین کہا کہ اسمین تنبیہ ہی کہ ایسے وقت
اللہ تعالی ہی کی طرف نہ غیر کی طرف ہونا دلیل قطعی ہی کہ وہی حق ہی اور جو اسکے سوائے ہی باطل ہی اور جاہل
جہل ہی اور مومنون کو فقر نہین پہونچتا اور اُنکا ہانک دینا کسی حال مین روا نہین ہی اور حقیقت مین [illegible]
حقیقت کے طور پر ظاہر ہوگا اور ہاتیون کی قرأت مین الحق بکسر قاف ہی اس بناپر کہ وہ صفت اللہ کی [illegible]
ثم ردوا الی اللہ مولاہم الحق الآیہ - لہذا فرمایا - هُوَ خَيْرٌ ثَوَابًا وہی خیر ہی ازراہ ثواب کے وَخَيْرٌ عُقْبًا
ازراہ انجام وعاقبت کے یعنی جو اعمال کہ خالص اللہ عزوجل کے واسطے ہوتے ہین ثواب اُنکا بہتر اور انجام اُنکا بالکل
امام رازی وغیرہ نے اُسکو برتقدیر لیا یعنی اگر برتقدیر اسکے کہ کوئی غیر ثواب دے سکتا تو اس سے ثواب اُنکا بہتر ہی اور
کہا ہی کہ اصح یہ ہی کہ یہان اسم تفضیل کسی کی نسبت کرکے نہین ہی بلکہ بذات خود بہتر ہی واللہ تعالی اعلم - فِنْدَ اللّٰهِ الْوَلَايَةُ
ہنالک الولایۃ للہ الحق - اسمین اشارہ ہی کہ قیامت مین اللہ تعالی اپنے اولیاء کو محفوظ فرماویگا کہ ظہور جلال عین تجلی مین پس جب
اُنکو قہر یونیت سے محفوظ فرماویگا اور اُنکو منازل وصل مین داخل کریگا پس یہ ولایت ومودت حق وہی ہی کہ ازل مین اُسکے ساتھ
اہل الوداد کو مخصوص فرمایا ہی اور یہ منزلت بہت رفیع ہی جسکے اندازہ مین زبان قاصر ہی اور ولایت حق دنیا وآخرت مین وہ ہی کہ
اسکے اختیار ازلی سے اور ارادہ قدیمہ سے صادر ہوئی ہی اور حقیقت اس ولایت کی یہ ہی کہ جسکو اس ولایت سے سرفراز فرمایا
خوار نہین کریگا - واسطی رح نے کہا کہ اللہ تعالی جسکا متولی فی الحقیقت ہی وہی ولی ہی - شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ حق
بندہ کے محق صادق ہونے سے سابق ہی اور وہ تجھے اپنے حق کی جانب بلاتا ہی پس جب تو اپنی ذات کے واسطے [illegible]
تجھے حاصل ہو پس قولہ ہو خیر ثوابا یعنی ان لوگون کے لیے جو اسکے طالب ہون وہ بہتر ثواب ہی نہ طالب جنت کے لیے کہ وہ
جنت ہی - چونکہ ظاہر مین کافرون کو دنیا حاصل ہی تو اس حیات دنیا کی حقیقت بیان فرمائی

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ

اور بیان کردے اُنکے لیے مثال زندگانی دنیا کی جیسے مینہ کا پانی کہ ہم نے اُسکو آسمان سے اُتارا پھر

بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ مُّقْتَدِرًا

نباتات زمین کی پھر ہوگئی وہ سوکھی ٹکڑے کہ اُڑائے پھرتی ہین اُسکو ہوائین اور اللہ تعالے ہر چیز کے اوپر

الْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ

مال بیٹے زینت ہین زندگانی دنیاوی کے اور باقیات صالحات بہتر ہین تیرے رب کے

وَاضْرِبْ لَهُمْ یعنی ان کافرون کے لیے جو اموال واولاد پر فخر کرتے ہین بیان کر دے
حیات کی جو دنیا ہی کہ کیسی جلد سبزی بھری معلوم ہوتی ہی پھر کیسی جلدی زوال ہو جاتی ہی

Marfat.com

پانی کہ ہر ایک آسمان سے اتارا۔ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ پس اس پانی سے مخلوط ہوئی نبات زمین کی
اگی اور پھر آپس مین گندہ گئی جیسے کثرت سے گھاس کے جھنڈ مین دیکھا جاتا ہی تو اسپر خوشہ و تازگی سبزی معلوم ہوتی ہی پھر جب پانی
ہوا خشک ہوگئی۔ فَاَصْبَحَ هَشِيْمًا پس سوکھی تنکے ہوگئی تَذْرُوْهُ الرِّيٰحُ کہ اسکو ریاح ہر طرف اڑائے
رتی ہین خلاصہ یہ کہ حیات دنیا کو اللہ تعالے نے ماء السماء سے تشبیہ دی کہ جب تک ماء السماء سے مدد ملے گھاس ہری رہے وہ منقطع
اور سوکھکر تنکے ہوکر اڑ گئی اسی طرح جب تک حیات کا قوام رہا زندگی رہی منقطع ہوا اور خاک ہوگیا وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ
ئٍ مُّقْتَدِرًا اور اللہ تعالے ہر شی پر قادر ہی یہ بھی اپنی قدرت سے کردیتا ہی اور وہ بھی کردیتا ہی اول اسکو اگانا پھر بڑھانا پھر
ائل کردینا ہی اسی طرح دنیا کا حال ہی کہ پہلے تو ہوس کے ساتھ پیدا ہوتی ہی پھر اسکے حسن و تازگی مین دل مبتلا ہوتا ہی پھر انحطاط ہوکر زوال
جاتا ہی اللہ تعالے نے حیات دنیا کی مثال کئی جگہ بیان فرمائی ایک یہان اور ایک سورۂ یونس مین بقولہ انما مثل الحیوۃ الدنیا کماء انزلنٰہ
ن السماء فاختلط بہ نبات الارض مما یاکل الناس والانعام حتی اذا اخذت الارض الآیہ اور سورہ زمر مین بقولہ الم تران اللہ انزل من السماء
رفسلکہ ینابیع فی الارض الآیہ۔ اور سورہ حدید مین بقولہ کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ الآیہ اور حدیث صحیح مین ہی کہ الدنیا خضرۃ حلوۃ۔
یعنی دنیا ہری بھری شیرین ہی الی آخر الحدیث۔ جب بیان فرمادیا کہ صحیح بات کو غور سے دیکھو کہ امتداد زمانہ کا مدت دراز سے ہی اور
دمی کی دنیاوی حیات کی مثال جیسے مینہ کا پانی برساتب تک گھاس ہری رہی اور منقطع ہوا کہ تنکے ہوکر اڑ گئی اور یہی حال دنیا کا ہی
جو چیز ہی آدمی کے حق مین جلد زائل ہونے والی ہی وہ فنا کے لیے آمادہ بیٹھی ہی تو فرمایا کہ اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ مال اور بیٹے یعنی
لاد بیٹا ہو یا بیٹی ہو ولیکن کافرون کو بیٹے زیادہ عزیز تھے انھین پر فخر کرتے تھے تو انھین کو بیان کردیا کہ مال اور بیٹے زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ
نْيَا زینت ہین حیات دنیا کی۔ اور مذکور ہوا کہ کل حیات دنیا سریع الزوال آمادہ فنا ہی تو مال و اولاد بھی زائل ہونے والے ہین
ہو چیز زائل ہوجانے والی ہو اسپر ایسا دل لگانا کہ آخرت خراب ہو عاقل کا ہرگز کام نہین یا اسپر فخر کرنا محض حماقت ہی تو نتیجہ نکلا کہ
لاد پر دل لگانا بے عقلی اور فخر کرنا محض حماقت ہی اور یہ بھی نتیجہ نکل سکتا ہی کہ جو شخص فانی پر دل لگادے اسکا انجام حسرت و
ہوتا ہی جیسے مثال رجلین مین کافر نے مومن کی نصیحت نہ مانی اور انجام کو حسرت و افسوس اٹھایا۔ پھر کفار جن مسلمانون پر فخر کرتے
ے ہین مسلمانون نے اموال وغیرہ سے دل اٹھاکر اپنی آخرت کے واسطے سامان جمع کیا تھا تو جو کچھ کافرون کے پاس تھا وہ فانی و
ریع الزوال تھا اور جو ان مومنون کے پاس تھا وہ انکے ساتھ آخرت مین باقی تھا۔ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ
بِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا یعنی ثواب و امید مین اللہ تعالی کے یہان باقیات صالحات بہتر ہین۔ اسمین مومنون کو بھی نصیحت
کام کرتے ہین اگرچہ وہ جو ارشرعی کے ساتھ ہون لیکن بعضے محض خیر و باقی ہین اور بعضے مخلوط ہین اور بعضے جائز و مباح ہین جیسے
معمولی کھانا جائز ہی لیکن بیفائدہ ہی اور جیسے مسائل خرید و فروخت کے کہ یہ خود آخرت کی باقیات سے نہین ہین بلکہ انکے
لیے کو تیار دینے ہین ثواب ہی وہ آخرت مین باقی ہی اور جیسے نماز و ذکر الٰہی کہ یہ بالکل خیر و آخرت مین باقی ہین۔ مترجم
ا مقام ہین کہ آدمی توقف کرکے سمجھ لے اول یہ کہ مال و اولاد مین اللہ تعالے کا حکم کیا اور حال کیونکر ہی دوم یہ کہ باقیات
کا مرتبہ کیا ہی پس مقام اول مین دو باتین ہین ایک یہ کہ مال تو وہ اللہ تعالے نے ہر ایک کو اپنی مشیت کے موافق مقدر
کو اپنے باقیات صالحات کے اہتمام کے ساتھ ضروری ہی کہ کھانے پینے مین قدر کفایت حاصل ہو تو اسکے حاصل

Marfat.com

کرنے مین جو جائز طریقہ شرع سے اختیار کرے اسقدر وقت بوجہ وجوب وضرورت کے امید ہی کہ اتنا
وہ ہی کہ تن ڈھک جاوے اور کپڑے کی ضرورت رفع ہوجاوے اور نفقہ فرض اُسپر سے ساقط
آسانی کے ساتھ ہو کسی قدر حصہ مین کمی ہی واللہ اعلم اور حدیث مین ہی کہ نعم المال الصالح للرجل
خوب ہوتا ہی اور یہ اُسوقت ہی کہ اُسنے یہ مال حلال اپنی صلاحیت کے ساتھ پایا ہو اور صلاحیت یہ کہ باخیانت
نہ کیا ہو جیسے مثلاً ایک شخص نے اپنے غلام کو تجارت کے واسطے مقرر کیا اور اُسکو نفع کثیر حاصل ہوا اور یہ شخص اپنے
اہتمام مین ہی اور اللہ تعالے نے آیات مین مال خرچ کرنے واسکی حفاظت کا طریقہ بیان فرمایا ہی اور احادیث مین بھی آیا ہی فضل
اِس بندہ صالح کے اعتقاد مین اور اعمال مین تفاخر وزینت نہین ہوتا بلکہ زراعت آخرت ہوتا ہی پھر باوجود اِسکے کمال محققین
ہی کہ فقیری کا درجہ اِس سے بڑھکر اسوجہ سے ہی کہ اُسکو اللہ تعالی نے دنیا مین نہین دیا اور باوجود اِسکے وہ اللہ تعالی کی تقدیر پر راضی
راضی وآخرت کے اہتمام مین ہی اور حدیث صحیح مین یہ مضمون ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے فقراء نے آکر عرض
کیا رسول اللہ تونگر لوگ سب حصہ لے گئے آپ نے فرمایا کہ یہ کیا کہتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ جیسے ہم نماز پڑھتے ویسے وہ بھی پڑھتے
ہین جیسے ہم روزہ رکھتے وے بھی رکھتے ہین اور وے زکوۃ دیتے وصدقہ کرتے اور مانند اسکے ثواب مالی حاصل کرتے ہین اور ہم نہین
حاصل کرسکتے تو فرمایا کہ مین تم کو سکھلا دون کہ جو تم اُسکو کرو تو کوئی تمھارے برابر نہ پہونچیگا مگر جو ویسا کرے پس آپ نے اُنکو سکھلایا
کہ ہر نماز کے بعد ۳۳- بار سبحان اللہ ۳۳- بار الحمد للہ و ۳۴- بار اللہ اکبر پڑھا کرو - اُنھون نے یہی کرنا شروع کیا جب اہل مال
نے سنا تو اُنھون نے بھی یہی پڑھنا شروع کیا تو پھر فقراء نے آکر عرض کیا کہ یارسول اللہ وے بھی ایسا کرتے ہین تو فرمایا کہ اللہ تعالی
کا فضل ہی جسکو چاہے دے - اصل حدیث صحاح مین ہی لیکن واضح ہو کہ فقراء باوجود اِسکے جنتی تونگرون سے پانچ سو برس پہلے
جنت مین داخل ہونگے - اور علماء مین اختلاف ہی کہ صلاحیت کے ساتھ تونگری بہتر ہی یا فقیری بہتر ہی اور دلائل ہر ایک کے اپنے مقام
پر مذکور ہین ولیکن صحیح یہ ہی کہ فقیر صالح مطلقاً بہتر ہی جب کہ فقر پر راضی ہو - حاصل یہ ہوا کہ آیت مین جو مال کی مذمت ظاہر ہوئی
وہ ان کافرون کے اطوار پر جو اِس پر دل لگاتے وزینت دینا چاہتے اور جمع کرنے مین سرگرم اور اُسپر فخر کرتے اور محتاجون کو ذلیل
سمجھتے تھے اور خلاصہ اِسکا ایک بات کہ مال زینت حیات دنیا کی غرض سے مذموم ہی خواہ کافر کے پاس ہو یا مسلمان کے دل مین
ایسا خیال ہو - دوسری بات اولاد ہی تو جب اولاد بھی زینت حیات دنیا کے واسطے مقصود ہو تو یہ اُس شخص کے حق مین مذموم
اور اگر ولد صالح چاہے جو اُسکے حق مین دعا کرے بعد موت کے یا مثلاً یہ شخص عالم ہی اور اُس سے عالم ہونے کی یا دین
امید کرے تو یہ زینت دنیا نہین ہی اور اللہ تعالے نے مدح کے ساتھ فرمایا والذین یقولون ربنا ہب لنا من ازواجنا
قرۃ اعین واجعلنا للمتقین اماما - تو اِسمین اولاد کی خواہش اِسطرح ممدوح ہی اور قولہ تعالے والذین یکنزون
کی تفسیر مین گذر چکا کہ جب صحابہ رض نے پوچھا کہ پھر ہم کیا جمع کرین تو فرمایا کہ عورت صالحہ جو اپنے شوہر کے
ہو - اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اولاد کی بشارت دی گئی لیکن وے اِس حال مین تھے کہ اللہ تعالی
کی محبت مانع ومخل نہین ہوتی تھی چنانچہ فرزند کو قربانی کرنے مین کچھ خیال نہ کیا اور آمادہ ہوگئے
تھی اور قدرت الٰہیہ تھی کہ چھری دنبہ کی گردن پر چلی اور اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو سچا کر دیا

حدیث ہو کہ مین اور یتیم کی کفالت کرنیوالا جنت مین اسطرح ہونگے اور اپنے بیچ کی انگلی اور کلمہ کی دونون ملائین - اور اولاد کی پرورش
کے متعلق بھی احادیث مین ہین پس حاصل یہ کہ اولاد جب بغرض زینت حیات دنیا ہو اور اُسکو آخرت کے کام سے مانع ہو بوجہ اسکے
کہ اُسکو اولاد سے کثرت سے الفت ہی تو یہ مذموم ہی - مقام دوم یہ کہ باقیات صالحات کیا ہین تو شیخ امام ابن کثیر رح نے لکھا کہ حضرت
ابن عباس وسعید بن جبیر وبہت سے سلف نے فرمایا کہ باقیات صالحات پانچون نمازین ہین - اقول شاید مراد اس سے نماز مع
اپنے توابع اذکار وتسبیح وغیرہ کے ہین ولیکن روزہ بھی خالص ہی کہ حدیث قدسی ہی کہ الصوم لی وانا اجزی بہ - یعنی روزہ میرے واسطے
ہی اور مین ہی اُسکا ثواب ہون - اور عطاء بن ابی رباح وسعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کی کہ باقیات صالحات سبحان اللہ
والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر - ہین اور امیر المومنین عثمان بن عفان رض سے پوچھا گیا کہ باقیات صالحات کیا ہین فرمایا کہ لا الہ
الا اللہ وسبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ہین - اور امام احمد نے حارث مولی عثمان رضی اللہ عنہ
سے روایت کی کہ ایک روز عثمان رض بیٹھے اور ہم آنکے ساتھ بیٹھے پھر موذن آیا یعنی جماعت تیار ہی پس آپ نے ایک برتن مین وضوء
کو پانی منگوایا میرا گمان ہی کہ اسمین ایک مد ہوگا پھر وضوء کیا پھر فرمایا کہ مین نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
کہ آپ نے میرے اس وضوء کی طرح وضوء کیا پھر حضرت نے فرمایا کہ جس نے میرے اس وضوء کے مانند وضوء کیا پھر کھڑے ہوکر
ظہر کی نماز پڑھی تو ظہر وصبح کے درمیان مین جو اس سے ہوا ہو بخشدیا جائیگا پھر اُسنے عصر پڑھی تو عصر اور ظہر کے درمیان جو ہوا ہو
بخشا جائیگا پھر اُسنے مغرب پڑھی تو مغرب وعصر کے درمیان جو ہوا ہو بخشا جائیگا پھر اُسنے عشاء پڑھی تو جو عشاء ومغرب کے درمیان
اس سے ہوا وہ بخشا جائیگا پھر وہ شاید سوئے کہ رات بھر لوٹتا رہے پھر اگر وہ اُٹھا اور اُسنے وضوء کیا اور صبح کی نماز پڑھی تو عشاء اور صبح
کے درمیان جو اس سے ہوا بخشا جائیگا انھین کے حق مین ہی ان الحسنات یذہبن السیات (یعنی تحقیق نیکیان برائیون کو دور کردیتی ہین) - یہی حسنات ہین کہ دور کردیتے ہین سیات کو
لوگون نے عرض کیا کہ یا امیر المومنین یہ تو تفسیر حسنات کی معلوم ہوئی پھر باقیات صالحات کیا ہین فرمایا کہ یہ لا الہ الا اللہ وسبحان اللہ
والحمد للہ واللہ اکبر ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم - ہین - تفرد بہ الامام احمد - امام مالک نے بواسطہ عمارہ بن عبد اللہ بن قسیط
سعید بن المسیب سے روایت کی کہ باقیات صالحات سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ہین -
دوسری روایت سعید رح سے ہی کہ یہ پانچ کلمات ہین یعنی جو اوپر مذکور ہوے - ابن عمر رض سے ہی کہ لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ
والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ - باقیات صالحات ہین - اس روایت مین الحمد للہ نہین ہی - مجاہد رح کے قول مین الحمد للہ ہی ولیکن لاحول
ولا قوۃ الا باللہ مذکور نہین ہی اور ایسا ہی عبد الرزاق نے حسن وقتادہ رحمہما اللہ تعالی سے روایت کیا ہی - اور ابن جریر نے ابو سعید رض
سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ باقیات صالحات مین سے بہت زیادہ جمع کرلو - عرض کیا گیا کہ وے کیا ہین
عرض کیا گیا کہ وہ کیا ہی فرمایا کہ تکبیر وتہلیل وتسبیح والحمد للہ ولاحول ولا قوۃ الا باللہ - وقد رواہ الامام احمد - مترجم
ان اور دیگر مفسرین کے اقوال نقل کرکے پھر باقی حصہ تفسیر امام ابن کثیر رح کا نقل کرونگا - باقیات صالحات کی تفسیر مین
اول یہ کہ جو فقراء مہاجرین کرتے تھے جنکے حق مین نزول اس آیت کا ہوا ہی - یہ قول رد کردیا گیا کہ سبب خاص کا اعتبار
نہین عموم لفظ کا اعتبار ہی تو جو چیز باقی رہنے عمل ہو داخل ہونا چاہیے - قول دوم نمازہاے پنجگانہ - اور اعتراض ہوا کہ
نماز اعمال حاضرہ ہین - قول سوم اذکار جو اوپر مذکور ہوے - قول چہارم - پاکیزہ قول - قول پنجم یہ کہ باقیات صالحات

Marfat.com

وہ نیک اعمال ہین جنکے ثمرات ہمیشہ باقی رہنے والے ہین۔ سراج مین لکھا کہ یہ قول اعم و اشمل ہی
وسبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور پاکیزہ کلام اور
محبت الٰہی واسکی معرفت وخدمت کی جانب داعی ہو یہ سب باقیات صالحات ہین برخلاف اسکے جو
مشغول کرے وہ اس سے خارج ہی کیونکہ ماسوائے حق عزوجل کے جو کچھ ہی سب فانی ہی تو اس سے مشغول ہونا اور
سعی کرنا سب ضائع ہی اور حق عزوجل تو وہ بذات پاک خود باقی ہی تو اسکی محبت ومعرفت وطاعت وخدمت مین مشغول ہونا
زوال نہین ہی اور مترجم کہتا ہی کہ شاید تحقیق یہان وہ ہی جسکی جانب اول مین نے اشارہ کیا ہی کہ باقیات صالحات
ہین جو خالص توحید وتعظیم صفات الٰہی عزوجل وخالص اسکے طاعات ہین پس نماز وروزہ وتسبیح وتہلیل وغیرہ اسمین داخل ہونگی
نماز کے واسطے وہان باقی ہونا ایک صورت کے ساتھ آیا ہی اور ایسے ہی روزہ وتلاوت قرآن وغیرہ اور انکے سوائے اور بھی اعمال
خیر ہین حتی کہ حدیث مین ہی کہ حتی اللقمۃ تجعل فی فی امرأتک۔ یعنی وہ بھی نیکی ہی جو لقمہ تو اپنے جورو کے منہ مین دے یعنی جو روکا نان نفقہ
جو دیوے وہ نیکی ہی ولیکن بقاران نیکیون کا براہ ثواب ہی کہ انکا عوض جنت مین نعمتین ہین اور خود یہ خیرات بذاتہا۔ باقی فہمین ہین
فافہم واللہ تعالے اعلم بالصواب۔ پھر شیخ امام ابن کثیر رح کی تفسیر مین ہی کہ سالم بن عبداللہ کے آزاد کیے ہوے عبداللہ بن عبدالرحمن
نے بیان کیا کہ مجھے سالم رح نے ایک ضرورت سے محمد بن کعب القرظی کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ محمد بن کعب سے کہدینا کہ مجھ سے زیادہ
قبر کے پاس ملاقات کرین مجھے کچھ ضرورت ہی۔ کہا کہ پھر دونون مین وہان ملاقات ہوئی ایک نے دوسرے کو سلام کیا پھر سالم رح نے
فرمایا کہ آپ باقیات صالحات کس کو شمار کرتے ہین انھون نے کہا کہ لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو سالم
نے کہا کہ تم نے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو کب سے اسمین داخل کیا ہی انھون نے کہا کہ مین برابر اسمین داخل رکھتا ہون۔ پھر دونون نے
مرتبہ کلام کو لوٹایا مگر محمد بن کعب اسی پر جمے رہے اور کہا کہ کیا تم اس سے انکار کرتے ہو سالم رح نے کہا کہ ہان تو محمد بن کعب نے
کہا مجھ سے ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حدیث فرمائی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے
مجھے چڑھایا آسمان کو وہان مین نے ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا اور پوچھا کہ ای جبرئیل یہ تیرے ساتھ کون ہی جبرئیل نے کہا کہ
پس انھون نے مجھکو مرحبا واہلا وسہلا کہا اور فرمایا کہ اپنی امت کو تاکید کرو کہ غراس جنت مین استکثار کرین کہ اسکی زمین طیب
اسکی زمین وسیع ہی مین نے پوچھا کہ غراس جنت کیا ہین کہا کہ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ مترجم کہتا ہی کہ محمد بن کعب نے اس
سے نکالا کہ یہ کلمہ بھی باقیات صالحات مین سے ہی یعنی بذات خود باقی رہتا ہی اور یہ نہین ہی کہ اسکا ثواب مالا بد منہا
نے باسناد خود روایت کی اسطرح کہ حدثنا محمد بن یزید عن العوام عن رجل من الانصار قال خرج علینا رسول اللہ
یعنی انصار کے ایک شخص نے جو اولاد نعمان بن بشیر مین سے تھے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لائے اور ہم لوگ مسجد مین تھے یہ بعد نماز عشار کا حال ہی پھر آسمان کی طرف اپنی نگاہ
گمان کیا کہ آسمان مین کوئی نئی بات پیدا ہوئی ہی پھر فرمایا کہ تم لوگ خبردار رہو کہ میرے بعد
بدلینگے اور ظلم کرینگے پس جس نے کہ انکے جھوٹ مین انکی تصدیق کی اور موافقت کی انکے
اور جس نے کہ نہین تصدیق کی انکے جھوٹ مین اور نہ موافقت کی انکے ظلم مین تو وہ

Marfat.com

اللہ واللہ اکبر یہی باقیات صالحات ہین - امام احمد رح نے ابو سلام سے سُنا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ ثابت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ باتون کے واسطے مبارک خوبی ہووے کیسی بھاری ہین میزان
لا الہ الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ والحمد للہ اور پانچوان فرزند صالح جو وفات پاوے اور اسکا والد ثواب کے واسطے صبر کرے
فرمایا کہ کون ہی پانچ باتون کے لیے جو اللہ تعالی سے ملاقات کرے درحالیکہ ان باتون پر یقین رکھتا ہو تو جنت مین داخل ہوگا
ایمان لانے اللہ تعالے کے ساتھ اور دن قیامت پر اور جنت پر اور دوزخ پر اور موت کے بعد اُٹھا کے جانے پر اور حساب پر - امام
احمد رح نے عطاء بن عطیہ سے روایت کی کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سفر مین تھے پھر ایک منزل پر اُترے پس اپنے غلام سے کہا کہ
میرے پاس شفرہ ہے آ کہ مین اُس سے کھیل کرونگا تو مین اُنپر اِس فعل سے انکار کیا تو فرمایا کہ جب سے مین اسلام لایا ہون کوئی کلمہ نہین بولا
کہ جسکی لگام دیدی یا مہار دیدی سوائے اپنے اِس کلمہ کے پس تم اِسکو مجھپر یاد مت رکھو اور یہ یاد رکھو جو مین تم سے کہتا ہون
کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ جب لوگ سونے وچاندی کا خزانہ جمع کرین تو تم لوگ اِن کلمات کا
خزانہ جمع کرو - اللھم انی اسالک الثبات فی الامر - الٰہی مین تجھ سے درخواست کرتا ہون ثابت قدمی کی دین پر - والعزیمۃ علی الرشد -
اور مضبوطی کا قصد ہدایت پر - واسالک شکر نعمتک - اور درخواست کرتا ہون توفیق شکر نعمت کی - واسالک حسن عبادتک اور مانگتا ہون
توفیق تیرے حسن عادت کی - واسالک قلبا سلیما - اور تجھ سے مانگتا ہون قلب سلیم - واسالک لسانا صادقا - اور تجھ سے سچی زبان مانگتا ہون
واسالک من خیر ما تعلم - اور جو تیرے علم مین بہتر ہو اُسمین سے تجھ سے مانگتا ہون - واعوذبک من شر ما تعلم - اور تیرے علم مین جو شر ہو اُس سے
تجھ سے پناہ مانگتا ہون واستغفرک لما تعلم انک انت علام الغیوب - اور تجھ سے اُن سب گناہون کی مغفرت چاہتا ہون جو تو
جانتا ہے تو ہی تو پوشیدہ باتون کا اچھا جاننے والا ہے - پھر اِس حدیث کو امام احمد نے ونسائی نے دوسری وجہ سے روایت کیا ہے
طبرانی رحمہ اللہ نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ جو لوگ طائف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اول آئے اُنمین بھی
تھا پس اول وقت مین اپنے اہل کے پاس سے نکلا اور عصر کے وقت منی مین آیا پس مین پہاڑ پر چڑھا پھر اُتر آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آکر مسلمان ہوگیا اور آپ نے مجھے قل ہو اللہ احد سکھلائی اور یہ کلمات سکھلائے سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر
اور فرمایا کہ یہ باقیات صالحات ہین - اور اِسی اسناد سے طبرانی رح نے روایت کی کہ جو شخص رات مین اُٹھا اور وضو کیا اور کلی سے منہ
دھویا پھر اُسنے سو مرتبہ سبحان اللہ کہا اور سو مرتبہ الحمد للہ کہا اور سو مرتبہ اللہ اکبر کہا اور سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا تو اُسکے گناہ بخشدیے جاوینگے
اگرچہ ناحق خون کے کہ وے باطل نہین ہوا کرتے ہین - علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ باقیات صالحات
ہین لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر اور سبحان اللہ اور الحمد للہ اور تبارک اللہ اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ اور استغفر اللہ اور صلی اللہ
اور بندہ پر حج وصدقہ اور آزاد کرنا اور جہاد اور صلہ رحم اور تمام نیک اعمال اور یہ سب باقیات صالحات ہین کہ اپنے
صاحب کو جنت مین رہینگے جب تک آسمان وزمین قائم ہین - مترجم کہتا ہے کہ حضرت ابن عباس کی اس روایت مین منصوص
اعمال ہین جو نیات خود باقی ہین اور خالص لوجہ اللہ تعالے ہین فافہم - عوفی رح نے ابن عباس سے روایت کی کہ باقیات
الصالحات کلام ہے - عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے فرمایا کہ باقیات صالحہ جملہ اعمال صالحہ ہین اور اِسی قول کو شیخ ابن جریر
نے اختیار کیا ہے فافہم - قال فی العرائس قولہ تعالی والباقیات الصالحات خیر عند ربک الآیہ - محبت دائمی بر غبار حرمان کا

اور دافع حدوث کا نہین آتا ہی اور نیز وہ معرفت ہی جو اللہ تعالے کے دیدار ذات عطا فرمانے سے حاصل ہوتی ہی
صالحات مین سے انس باسمہ عزوجل اور اُسکی توحید مین اخلاص اور غیر سے منفرد ہوکر اسمہ تعالے
کے ساتھ باقی ہین اور یہ صالحہ ہین اِنمین کچھ کجی نہین ہی اور یہ اچھے منازل ہین کیونکہ یہ صفت بقا
حق عزوجل ہمیشہ باقی ہی تو وصف بقاے عارف دائمی ہی۔ جعفر صادق علیہ السلام نے کہا کہ
ہین کیونکہ وہ توحید کرنے والے کی بقار کے ساتھ اور توحید کرنیوالا بقاے حق عزوجل مین دائمی ہی ان
اعمال صالحہ خالص اور نیات صادقہ اور ہر وہ فعل جس سے خالص رضاے الٰہی تصور ہو باتفاق
سابق مین مترجم کو توفیق ملا ہوئی اور الحمد للہ کہ وہ شیخ رحمہ اللہ کے اِس قول سے متوافق ہی شیخ بھی
نصوص خلق ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ شاید یہ قول استنباط حدیث سے ہی کہ الدین النصیحۃ یعنی دین ہی
مخلوق کو اور تفسیر اسکی حدیث مین آئی ہی کہ اللہ تعالی کے واسطے اور رسول کے واسطے خیر خواہی اور
مسلمانون کے لیے خیر خواہی کرنا۔ پھر جب اللہ تعالی نے دنیا کی بے ثباتی و ناپائداری بیان فرمائی اور آخرت کی
صالحات کی جانب ارشاد کر دیا تو اب بیان فرمایا کہ جن لوگون نے عقل نہین حاصل کی دنیا پر مغرور ہوے آنکا اور
ہوشیار ہوے آنکا انجام مزہ ہی کیا ہی

وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً ۙ وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا ۝ وَ

اور جسدن ہم روان کرینگے پہاڑون کو اور تو دیکھے گا زمین کو کھلا ہوا اور محشور کرینگے ہم انکو سو نہین چھوڑینگے ہم انمین سے کسی کو اور

عُرِضُوا عَلٰى رَبِّكَ صَفًّا ۭ لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ

پیش کیے جاوینگے تیرے رب کے سامنے صف کرکے تم ہمارے یہان آئے جیسے ہمنے تم کو پیدا کیا تھا اول بار بلکہ تم نے گمان کیا تھا کہ ہم

نَّجْعَلَ لَكُمْ مَّوْعِدًا ۝ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ

تمھارے لیے کوئی وعدہ گاہ نہ کرینگے اور رکھی جاویگی کتاب سو تو دیکھیگا گنہگارون کو کانپتے ہوے اسمین جو

وَيَقُوْلُوْنَ يٰوَيْلَتَنَا مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ

کہینگے کہاے خرابی ہماری کیا ہی اِس کتاب کے لیے کہ نہین چھوڑتی کسی گناہ چھوٹے کو اور نہ بڑے کو

وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ۭ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا ۝

اور پاوینگے ان لوگون نے جو کیا سامنے اور ظلم نہین کریگا تیرا رب کسی پر

آیت کریمہ مین اللہ تعالی نے ہولناک واقعات قیامت سے آگاہ کرنے کو چند انواع ذکر فرمائے ہین اور
اور بیان کردے وہ دن کہ ہم روان کردینگے پہاڑون کو۔ یعنی آنکی جگہون سے آنکو زائل کرینگے
جامدہ وہی تمر مر السحاب۔ وقولہ تعالے وتکون الجبال کالعہن المنفوش۔ اور ابتدا ہے بان
نہین ہی کہ پہاڑ زائل کرکے کہان جاوینگے۔ رازی رح نے تفسیر کبیر مین کہا کہ محتمل ہی کہ اسمین
اسکو مخلوقات کے واسطے بیان نہین فرمایا یعنی مخلوق الٰہی علاوہ اِس زمین کے بہت

Marfat.com

بعد یہ ہی کہ بیان نہین فرمایا - اور حق یہ ہی کہ اللہ تعالی پہاڑون کو منتقل نہین فرماویگا بلکہ زائل و معدوم کردیگا
[illegible] کیطرح اڑتے ہوے ریزہ ریزہ ہوکر سراب ہونگے آنکھون دیکھین - نوع دوم - وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً
[illegible] کیطرح ہوکر پھر پارہ پارہ ہوکر پھر ذرہ ذرہ اڑجاوینگے - ابو عمر اور ابن عامر کی قراءۃ تسیر بضم التاء و فتح السین و فتح الیاء بمعنی
[illegible] پہاڑ جیسے قولہ تعالی وسیرت الجبال فکانت سرابا یعنی پہاڑ اپنی جگہون سے زائل کیے جاوینگے پس ریگ سراب ہوجاوینگے اور
[illegible] الجبال سیرت - اور جبکہ پہاڑ زائل کیے جاوینگے - یعنی اس صیغہ مجہول ہی ویسے ہی یہان تسیر مجہول ہی اور فاعل حقیقی اللہ تعالی ہی اور باقیون
[illegible] و کسر الیاء پڑھا بقیاس قولہ وحشرناہم کہ وہان اسناد فعل اپنی قدرت کیطرف ظاہر ہی - بہرحال معنی واحد ہین کہ پہاڑون کو اللہ تعالی
[illegible] زائل و معدوم فرماویگا - اور واضح ہو کہ صریح نہین فرمایا کہ جسدن ہم پہاڑون کو زائل کرینگے - اسواسطے کہ مخلوق انکی ہولناک حالت فنا ہونے کو کہ اپنے
[illegible] سے اکثر کو دن کیطرح اڑتے ہوے ریزہ ریزہ ہوکر سراب ہونگے آنکھون دیکھین - نوع دوم - وَتَرَى الْأَرْضَ بَارِزَةً
[illegible] زمین کو دیکھیگا کھلا ہوا - یعنی ہر مقام سے صاف ایک قاع صفصف برابر میدان کہ نہ اسمین اونچائی ہوگی اور نہ نیچائی اور نہ پہاڑ اور نہ وادی اور
[illegible] اسمین کسی کا نشان نہ ہوگا اور نہ کوئی مکان جسکی آڑ مین مخلوق دم لے اور نہ درخت ہوگا نہ سایہ ہوگا پس اُس دن سایہ کسی کے واسطے
[illegible] سوا سایہ اللہ تعالی کے یعنی اُسکی قدرت سے ٹیک بندون کو سایہ ملیگا - اور بعض نے کہا کہ زمین کے بارزہ و ظاہر ہونے سے یہ معنی
[illegible] ہین کہ جو کچھ اسکے پیٹ مین ہی سب اگل دیگی پس جوف ظاہر ہوجائیگا - مترجم کہتا ہی کہ حدیث صحیح مین ہی کہ زمین اسدن ایک شفاف آئینہ
[illegible] ظلم و مظالم بندون کے سب اپنے جوف سے نکال دیگی تو وار پار نظر آئیگا اور قولہ تعالی یوم تبدل الارض غیر الارض الآیہ کی تفسیر مین
[illegible] تفصیل و تحقیق گذر چکی ہی بالجملہ یہ بھی ایک ہولناک منظر ہوگا اور نوع سوم قولہ - وَحَشَرْنَاهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ أَحَدًا یعنی ہمنے
[illegible] کیا خلائق کو ایسے وقت کہ ہر بات پوشیدہ ظاہر ہوگی اور ہر قبیح کھل جائیگا اور حساب بال بال کا ہوگا اور حساب لینے والا علام الغیوب
[illegible] جل ہوگا مبین فرماتا ہی کہ ہم نے نہین چھوڑا اولین و آخرین مین سے کسی کو کیونکہ اللہ تعالی پر بھول نہین اور نہ عجز ہی کما قال تعالی قل
[illegible] ان الاولین والآخرین لمجموعون الی میقات یوم معلوم الآیہ وقال تعالی ذلک یوم مجموع لہ الناس الآیہ - حشر کے معنی جمع کے ہین -
[illegible] کہا جاوے کہ پہلے تو تسیر مستقبل اور حشر ماضی ہی تو اسمین کیا حکمت ہی - بعض نے کہا کہ ماضی واسطے
[illegible] تحقق الحشر کے محشور ہونا ایسا قطعی ہی گویا ہم نے حشر کردیا تو ہر ایک اپنا انجام سوچ - پس ماضی سے مراد مستقبل ہی ولیکن مستقبل کو
[illegible] ماضی تعبیر کرنے مین یہ اشارہ ہی - بعض نے کہا کہ واو یہان اور مابعد مین حالیہ ہی یعنی پہاڑون کی تسیر ہم کرینگے اس حال مین کہ محشور
[illegible] نے سب کو تاکہ سب لوگ ان ہولناک وقائع کو مشاہدہ کرین پس قبرون سے اٹھانا قبل سے ہوگا گویا یون فرمایا کہ اور خیال
[illegible] لوگون کو ان ہولناک وقائع سے پہلے مبعوث کرکے اٹھا کر محشور کردیا تاکہ انکو مشاہدہ کرین - یہ معنی زمخشری وغیرہ نے ذکر
[illegible] فاورمفاورت سے ہی اور باب مفاعلت دونون طرف سے ہوتا ہی جیسے مقاتلت باہم ایک دوسرے کو قتل کا قصد کرنا
[illegible] طرف سے ہی جیسے تعاتب اللصوص ہم چوروں کا پیچھا کرتے ہین تو یہ معنی نہین کہ اور چور بھی ہمارا پیچھا کرتے ہین اسی طرح یہان
[illegible] انسان مین سے کسی کو بغیر فہم کی ضمیمہ ہی عقل کے واسطے ہی حالانکہ محشور تو جانور و بہائم و چرند پرند سب ہونگے لیکن
[illegible] جنت و دوزخ ہین لہذا بعد اس حشر کے کیفیت پیش ہونے کی بیان فرمائی - وَعُرِضُوا عَلَى رَبِّكَ صَفًّا
[illegible] حضرت عزت کے حضور مین صف کرکے شاید ایک صف ہو بقولہ تعالی یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا - یا صفوف ہر ایک

Marfat.com

علیحدہ ہون کما فی قولہ جا ربک والملک صفا صفا۔ اور شاید کہ صفون بمنزلہ ایک صف کے ہون
صف واحد ہین اور بعض نے کہا کہ صف سے مراد یہان قیام ہی بقولہ تعالے فاذکروا اسم اللہ علیہا
تعالے یوم یقوم الناس لرب العالمین۔ جس دن کھڑے ہونگے لوگ رب العالمین کے واسطے
دار آخرت کے قائل نہین ہوتے تجھے اُنکو ملامت فرمائی جاویگی بقولہ۔ لَقَدْ جِئْتُمُونَا كَمَا
أَوَّلَ مَرَّةٍ جیسے ہم نے تمکو اول مرتبہ پیدا کیا تھا۔ آسمین دو باتین نکل آئین کہ منکرون کو دم بند
تھا حالانکہ جس نے اول مرتبہ پیدا کیا وہ دوبارہ اعادہ پر صریح قادر ہی تو ملامت کردی کہ تم ویسے ہی کیسے
اول مرتبہ پیدا کر دیا تھا۔ اور دوسری بات یہ نکلی کہ دنیا مین جن چیزون پر مرتے تھے اور اموال و اولاد پر
پر تفاخر و تکبر کرتے تھے وہ تمھارے پاس اسوقت کچھ بھی نہین ہی ویسے کورے ننگے آگئے ہو جیسے اول مرتبہ پیدا ہوئے تھے
پس تم آگئے ضرور اور محتاج آگئے تم نے اپنا انجام نہین سوچا۔ اور اُسکے واسطے کچھ فکر نہ کی اور سامان جمع نہ کیا۔ بَلْ زَعَمْتُمْ أَلَّنْ
نَجْعَلَ لَكُمْ مَوْعِدًا بلکہ تم نے تو یہ زعم کر لیا تھا کہ ہم تمھارے لیے کوئی میعاد نہین کرینگے۔ موعد مقام و وقت موعود یعنی قیامت
غرضکہ اس گھمنڈ پر تم رسولون سے منکر ہوتے اور اُنکو ایذا دیتے اور دنیاوی حیات پر مغرور اُسکے واسطے اموال و انصار جمع کرتے تھے
آخرت کا سامان جمع کرنے والے بندون مومنون پر طعن کرتے اور اُنکو ذلیل و خوار بنانے اور اُنپر تکبر کرتے تھے حالانکہ آج اُنکے پاس
سامان و سلطنت ہی آرام و راحت ہی نور و منزلت ہی حسن و جمال ہی اور تم پر خواری و ذلت ہی بے یار و مددگار ہونگے ہاتھ خالی محتاج ہونگے
و نکبت ہی عذاب سامنے ہولناک ہی بدشکل ہونگے سیاہ ہین آنکھون کے سامنے اندھیرا چھایا ہی نہ کہین بھاگنے کی جگہ ہی نہ سایہ ہی نہ کوئی
یار ہی نہ مددگار ہی۔ واضح ہو کہ ابتدا ربعث مین جب قبر سے اُٹھائے جاوینگے مومن و کافر سب برہنہ اصل پیدائش پر ہونگے۔ ابن عباس
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم مین کھڑے ہوے اور نصیحت کا خطبہ پڑھا پس فرمایا کہ اے لوگو تم محشور کیے جاؤ
اللہ تعالی کی طرف ننگے پاؤن ننگے بدن بغیر ختنہ کیے ہوے اللہ تعالی فرماتا ہی کما بدأنا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین
جیسے ہم نے تم کو پیدا کیا اول پیدائش پر ویسا ہی دوبارہ اعادہ کرینگے یہ ہم پر وعدہ ہی ہم ضرور اُسکو کرنے والے ہین اور خبردار
سب سے پہلے جسکو لباس پہنایا جائیگا قیامت کے روز وہ ابراہیم علیہ السلام ہی اور خبردار ہو کہ وہان میری امت سے کچھ لوگون کو
جائیگا پس اُنکو گرفتار کیے بائین جانب کا راستہ لیا جائیگا یعنی جہنم کی طرف کا جدھر کفار ہین پس مین عرض کرونگا کہ
ہین پس کہا جائیگا کہ تجھے معلوم نہین کہ اِن لوگون نے بعد تیرے کیا احداث کیا پس مین ویسا ہی کہونگا جیسے بندہ صالح عیسی
کہا کہ کنت علیہم شہیدا ما دمت فیہم فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم تا قولہ العزیز الحکیم۔ پھر مجھسے کہا گیا کہ
یہ ہمیشہ اپنی ایڑیون کی طرف پلٹتے پھرے گئے۔ علمار نے کہا کہ اِن لوگون سے مراد وہ مرتد ہین جو
مسلمان ہوگئے تھے بعد آپ کی وفات کے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سرکشی کی اور
لشکرون سے لڑائی مین مقتول ہوے اور بعضے بھاگ گئے۔ اور واضح ہو کہ اول پیدائش
سب سے طرح اول کے مثل ہونا مراد نہین ہی کیونکہ اول مین تو طفل بے عقل تا ایام
ہونے مین ہی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

...لیا کہ یارسول اللہ مرد اور عورتین سب بعض کو بعض دیکھینگے تو آپ نے فرمایا کہ اے عائشہ وہ واقعہ اس سے ... نظر مصروف ہو۔ رواہ البخاری ومسلم اور ایک روایت مین نسائی کی زیادہ ہی کہ ہر ایک آدمی کی اُس دن ... مشغول سب سے بے پروا ہوگا بقولہ تعالے لکل امرئ منھم یومئذ شان یغنیہ۔ مترجم کہتا ہی کہ ہول قیامت سے ... بھاگینگی بقولہ تعالی لایرتد الیھم طرفھم۔ اور ٹکٹکی اوپر کو باندھے ہونگے بقولہ فاذا ھی شاخصۃ ابصار الذین کفروا۔ اور دل ... ہوئے ہونگے بوجہ ہول ودہشت کے بقولہ وافئدتھم ھواء۔ غرضکہ وہ منظر ایسا ہولناک ہی کہ ہر شخص دوسرے سے غافل ہوگا اور ... اور عذاب کے معائنہ سے کوئی کسی کی طرف التفات بھی نہین کریگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ ... علیہ وسلم نے فرمایا کہ محشور ہونگے لوگ تین گروہ رغبت کرنے والے اور دو ایک اونٹ پر اور تین ایک ... پر اور چار ایک اونٹ پر اور دس ایک اونٹ پر اور باقیون کو آگ اکٹھا کرکے محشر کو ہانکیگی جہان یہ لوگ قیلولہ کرین وہان ... ساتھ قیلولہ کریگی اور جہان یہ لوگ رات گذارین وہان اُنکے ساتھ رات گذاریگی اور جہان صبح کرین اُنکے ساتھ صبح کریگی ... جہان شام کرین وہان شام کریگی۔ یعنی برابر ہر حال و وقت مین اُنکو ہانکے چلیگی۔ اور قولہ تعالے یحشر ہم علی وجوہہم عمیا ... وصما کی تفسیر مین گذر چکا کہ کفار لوگ منہ کے بل محشور ہونگے پھر واضح ہو کہ اُس دن ہر ایک پڑھ سکیگا خصوص اپنے نامۂ ... اعمال کو اور اسمین پڑھا وہے پڑھا سب برابر ہونگے۔ وَوُضِعَ الْكِتٰبُ اور رکھی جائیگی کتاب یعنی نامۂ اعمال۔ ... مفرد اِس وجہ سے ہی کہ معنی اسکے جنس وجمع ہین یعنی ہر ایک کا نامۂ اعمال جسمین صغیرہ وکبیرہ وجلیل وحقیر وذرہ ذرہ تک ہوگا اسکے ... مین رکھا جائیگا نیک ہی تو دائین مین اور شقی ہی تو بائین مین۔ فَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا فِيْهِ پس تو دیکھیگا گنہگاروں ... ہوں سے کانپنے والا اِس چیز سے جو نامۂ اعمال مین ہی۔ یعنی شرک وکفر سے اور افعال قبیح واعمال شنیع سے اور تمام ہمت دنیا ... اموال واولاد کے ساتھ فخر وتکبر اور اولیاء اللہ کے ساتھ عداوت وطرح طرح کی بدکاریان کہ خود آدمی اُنکو بھول جاتا وفراموش ... بلکہ سمجھتا بھی نہین ہی وَيَقُوْلُوْنَ اور مجرمین کہینگے کہ يٰوَيْلَتَنَا ہاے حسرت وافسوس وہلاکت وبربادی اس مین تو ... لیے ہوئے ہی۔ مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ اِس نامۂ اعمال کو کیا ہی یعنی کیسا نامۂ اعمال ہی کہ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً ... كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰىهَا چھوڑتا نہین صغیرہ کو اور نہ کبیرہ کو مگر آنکہ سب کو گھیرے ہوے ہی۔ کرام کاتبین نے ہر ذرہ ذرہ لکھا ... اُسپر حجت ہی ورنہ اللہ تعالی علام الغیوب ہی سب جانتا ہی اور واضح رہے کہ کرام کاتبین کے [illegible] اُنکی ذاتی جہت ہوگی ... کسی نے خود کیا ہو اور یہ معاملہ اُسوقت عیان ظاہر ہوجاویگا۔ صغیرہ وکبیرہ کی مثال مین ابن عباس رضہ کا قول مروی ہی کہ صغیرہ ... وکبیرہ تبسم ہی کہ اِس سے مراد یہ ہوگی کہ فرق صغیرہ وکبیرہ مین ایسا ہوتا ہی جیسے تبسم وقہقہہ مین ہی ورنہ تبسم تو ... نہین ہی کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے تھے اور قہقہہ کبیرہ نہین ہی اصح تو یہ ہی کہ جائز ہی مگر مکروہ اور بعض کے نزدیک ... اور صغیرہ وکبیرہ کی مثال سعید بن جبیر رح سے مروی ہی کہ صغیرہ چھونا اور بوسہ لینا اور کبیرہ زنا کرنا بعضے علماء نے ... ظاہر فرمادیگے کیونکہ العناصر سے ہی بڑھکر کبائر کے مرتکب ہوے پس صغیرہ گناہون سے احتراز کرو بخوف اسکے ... ابوداؤد وسہیل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خبردار رہیو ایسے ... تم حقیر سمجھتے ہو کہ حقیر گناہون کی مثل ایسی ہی جیسے ایک قوم ایک وادی مین اُتری اور ہر ایک آدمی سے ایک

Marfat.com

پتلی پتلی لکڑی لایا انھون نے ان سب سے رد میان اپنی پکا بین الیہا در کھو کہ جن گناہون کے
ہوتے ہین۔ طبرانی رح نے سعد بن عبادہ رض سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک خشک میدان مین اترے جہان کچھ نہ تھا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ جمع کرو جو
جو کوئی جھر کسی پاوے سے پاکچھ پاوے لاوے تو ایک ہی ساعت گذری تھی کہ وہان انبار ہو گیا حضرت
اسکو دیکھتے ہو ایسے ہی آدمی پر گناہ جمع ہو جاتے ہین جیسے تم نے اسکو جمع کیا ہی پس چاہیے کہ آدمی
صغیرہ یا کبیرہ نہ کرے کیونکہ وہ اسپر شمار ہوتا ہی۔ مترجم کہتا ہی کہ حدیث مین یہ مطلب نہین ہی کہ آپ نے اس
اس انبار کو جمع کرایا تھا بلکہ اس لشکر کی لکڑیون کی حاجت رفع فرمائی دلیکن جب سامنے جمع ہو گیا تو اسکو دیکھکر
یہ نصیحت فرمائی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بالجملہ یہ لوگ اپنے نامہ اعمال مین ہر صغیرہ و کبیرہ کا احاطر پاوینگے۔ وَوَجَدُوا
عَمِلُوا حَاضِرًا اور پاوینگے جو انھون نے کیا تھا حاضر۔ اسمین دو طور تین ہین ایک یہ کہ اپنے ناخاے اعمال مین اپنے سب کر
پاوینگے یعنی لکھے ہوے ہونگے۔ اور دوم یہ کہ جیسے نماز روزہ وغیرہ اعمال صالحہ اپنے خوبصورت اشکال کے ساتھ آوینگے۔ ضیاء
کافرون کے قبائح تمام خبیث صورتون کے ساتھ موجود ہون ولیکن مذکور قول اول ہی۔ وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ أَحَدًا
رب کسی پر ظلم نہین کریگا بلکہ نیکو کارون کو انکے اعمال صالحہ کا عوض پورا پورا اور اپنی طرف سے فضل عظیم کے ساتھ زیادہ کر کے ثواب
فرماویگا اور یہ اسپر کرامت ہی اور بدکارون کو انکے اعمال قبیحہ کا بدلا اسی قدر بدون زیادتی کے دیدیگا وہ انکی سزا جہنم ہی اور یہ عدل
دیکھو کہ پہلے تمسے ہر ایک کو آگاہ کر دیا کہ ایسے اعمال کا یہ عوض و ثواب ہی اور ویسی بدکاریون کا یہ عذاب ہی پس قیامت کے روز سب کو
حاضر کر کے عدل سے فیصلہ فرماویگا۔ ابو القاسم عبد الرحمن بن مندہ رح نے کتاب التوحید مین معاذ بن جبل رض اللہ عنہ سے
کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی قیامت کے روز آواز رفیع سے جسمین خوف دہشت نہین ہی منادی فرما
کہ اے میرے بندو یعنی مومنین بندگین ہون اللہ لا الہ الا انا۔ کوئی الہ نہین سوائے میرے ہین ارحم الراحمین ہون اور اعلم الحاکمین
اور بہت جلد حساب کرنے والا ہون اے میرے بندو تم پر آج خوف نہین اور نہ تم غمگین ہوگے اپنی حجت پیش کرو اور آسانی پاؤ گے
دینے ہین کہ تم سے سوال وحساب ہوگا اے میرے ملائکہ تم میرے بندون کو انکے قدمون کی انگلیون کے اطراف پر حساب کے
کھڑا کرو۔ قرطبی رح نے کہا کہ یہ حدیث اس آیت کی تفسیر مین واضح بیان ہی مین نے اسکو کتاب تذکرہ مین لکھا ہی اور بہت
مفسرین نے اسکو نہین ذکر کیا۔ شیخ ابن کثیر رح نے حدیث صحیحین پہان ذکر فرمائی کہ ہر غدر کرنے والے کے لیے قیامت
جھنڈا اسکے چوتڑون کے پاس ہوگا جس سے وہ پہچانا جائیگا۔ اور لکھا کہ قولہ لا یظلم ربک احدا یعنی کسی پر ظلم
نہ فرمائیگا بلکہ عفو فرماویگا درگذر فرماویگا بخشیگا رحم فرماویگا اور جسکو چاہیگا بقدر اسکے گناہ بمقتضائے حکمت
اور جہنم کو کافرون سے اور گنہگارون سے بھر دیگا پھر مسلمان گنہگارون کو اسمین سے نجات دیگا اور کافرون
ہمیشگی کر دیگا وہی حاکم ہی۔ امام احمد رح نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ
پہونچی کہ ایک شخص نے اسکو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی پس مین نے ایک اونٹ
جانب روانہ ہوا ایک مہینہ چلا یہانتک کہ شام مین اسکے پاس آیا تو معلوم ہوا کہ یہ عبد اللہ

Marfat.com

کہا کہ [illegible] دروازے پر جابر کھڑا ہی تو اس سے کہا کہ جابر بن عبد اللہ ہین نے کہا کہ ہان پس جلدی سے اپنا کپڑا روندتے
ہوئے [illegible] آپ مجھے بٹھا لیا اور مین نے بھی گلے سے لگایا پھر مین نے بیان کیا کہ مجھے تم سے روایت پہونچی ہی کہ تم نے ایک حدیث رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہی دربارہ حساب قیامت کے تو مین ڈرا کہ قبل اسکے کہ مین اسکو تم سے سنون شاید تم مرجاؤ یا مین مرجاؤن - تو فرمایا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اللہ عزوجل لوگون کو قیامت کے روز یا کہا کہ بندون کو محشور فرماویگا ننگے بدن بے ختنہ
پریدہ بہم - مین نے کہا کہ بہم کیا تو کہا کہ انکے ساتھ کچھ نہ ہوگا پھر انکو آواز دیگا ایسی آواز کہ دور والا ویسا ہی سنے جیسا قریب والا سنے
مین بادشاہ ہون مین دیان ہون یعنی بدلا دینے والا اور قصاص کرا دینے والا ہون پس کسی شخص کے لیے اہل جہنم مین سے یہ نہین ہوسکتا کہ وہ
جہنم مین جاوے درحالیکہ اسکا کسی شخص پر اہل جنت مین سے حق ہو جبتک کہ مین اس سے اسکا قصاص نہ دلا دون اور کسی کے لیے اہل جنت
مین سے یہ نہین ہوسکتا کہ وہ جنت مین جاوے درحالیکہ اسکا کسی شخص پر اہل جہنم مین سے حق ہو جبتک کہ مین اس سے قصاص نہ دلا دون اگرچہ
ایک چپت ہو تو ہلوگون نے یعنی جو اسوقت رسول اللہ صلعم کی خدمت مین حاضر تھے آپ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ حق کا بدلا کس چیز سے دلوایا
جائیگا ہم تو ننگے پانون ننگے بدن بے ختنہ بریدہ اور بالکل کوئی چیز نہ رکھتے ہونگے فرمایا کہ نیکیون و بدیون سے قصاص دلوایا جائیگا - مترجم کہتا ہی کہ
اس حدیث مین جو مذکور ہی کہ دور والا ویسا ہی سنے جیسا قریب والا سنے تو اس سے مراد یہ ہی کہ وہان کوئی دوری و نزدیکی نہوگی تو آواز ہر شخص کو ہر جگہ
سے سنائی دیویگی فافہم - عبد اللہ بن امام احمد نے حضرت عثمان بن عفان رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ قیامت کے روز
سینگون والے جانور سے بے سینگون والے کے لیے قصاص لیا جائیگا - شیخ نے کہا کہ اسکے شواہد موجود ہین اور مترجم کہتا ہی کہ صحاح مین خود
موجود ہی اور اسقدر زیادتی کے ساتھ کہ پھر بعد قصاص لیے جانے کے ان جانورون کے واسطے حکم ہوگا کہ تم خاک ہوجاؤ یعنی سب خاک ہوجاوینگے
پس یہ اللہ تعالیٰ عزوجل والا تر ہی کہ اس حالت مین انکے آرام وغیرہ کی کیا کیفیت و کیا انجام ہوگا - سراج مین خطیب نے ذکر کیا کہ امام رازی رح نے
بیان ایک حدیث رسول اللہ کی جانب نسبت کرکے نقل کی ہی یعنی تامل ہو کہ حدیث ہی یا نہین ہی بہرحال مضمون یہ ہی کہ قیامت کے روز یوسف - ایوب
سلیمان بلائے جاوینگے پھر لوگون سے حساب لیا جائیگا پس مملوک بلایا جائیگا اور اس سے کہا جائیگا کہ تجھے میری عبادت سے کون چیز
مانع ہوئی وہ کہیگا کہ تو نے مجھے آدمی کا غلام کر دیا تھا اسنے مجھے فراغت نہ دی پس یوسف علیہ السلام بلائے جاوینگے کہ یہ تیرے
مقصد مملوک کر دیا گیا تھا مگر اسکو میری عبادت سے کوئی چیز مانع نہ ہوئی پس اسکے واسطے دوزخ کا حکم دیا جائیگا پھر مریض مین
سے بلایا جائیگا اور پوچھا جائیگا کہ تجھے میری عبادت سے کون چیز مانع ہوئی وہ کہیگا کہ مجھے بیماری [illegible] دک دیا تو ایوب بلائے جائینگے
اسکو تجھ سے زیادہ سخت بیماری دی گئی تھی مگر وہ اسکو میری عبادت سے مانع نہ ہوئی پس عذر نہ سنا جائیگا اور دوزخ کا حکم
دیا جائیگا پھر بادشاہ بلایا جائیگا اس سے کہا جائیگا کہ تجھے میری عبادت سے کون چیز مانع ہوئی وہ کہیگا کہ مجھے سلطنت کے کاروبار
سے فرصت نہ ہوئی تو سلیمان بلائے جاوینگے کہ مین نے اسکو تجھ سے زیادہ دیا تھا مگر وہ اسکو میری عبادت سے مانع نہ ہوا تیرا عذر
نہین اسکو دوزخ کا حکم دیا جائیگا - مترجم کہتا ہی کہ اس روایت کو حدیث کہنے مین تامل کیا جاوے جبتک اسکی اسناد
اور یہ کہ کس محدث نے اسکو اخراج کیا ہی اور شاید کہ بعضے وعظ کہنے والون نے اسکو ترغیب دلانے یا خوف دلانے کے
لیے بعد مین عوام کو انبیاء اولوالعزم پر قیاس کیا ہی واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب - معاذ بن جبل رض
سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جگہ سے بندے کے قدم قیامت کے روز نہ ہلنے پاوینگے یہانتک کہ اس سے

Marfat.com

چار باتون کا سوال کیا جاوے اُسکے جسم سے کہ اُسکو کس مین بتلا کیا تھا اور اُسکی عمر سے کہ اُسکو
کہان سے کمایا اور کس مین خرچ کیا اور اُسکے علم سے کہ اُس سے کیا عمل کیا - رواہ الترمذی وغیرہ
للشیخ عبد العزیز الدہلوی - ف - فی العرائس قولہ تعالیٰ ویوم نسیر الجبال وتری الارض بارزۃ
عزوجل قیامت کے روز اپنی عظمت سے پہاڑون پر تجلی فرماویگا پس وے جڑ سے اکھڑ جاوینگے اور
بعض ٹکڑا ویںگے اور اللہ تعالیٰ کے خوف وہیبت سے غبار ہو جاوینگے اور زمین صاف ہموار کشادہ
ہونگے اُنمین ایک دوسرے مین کچھ حجاب نہ ہوگا - شیخ ابن عطاء رح نے کہا کہ اِس کلام سے ارشاد ولایت تعالیٰ کرتا ہی
جبروت وعظمت کا اور تمام قدرت وہیبت کا ظہور ہوگا تاکہ بندہ اِس موقف کے واسطے سامان کرے آگے جانے
کے خطاب کے لیے درست کرے - اور شیخ استاد رح نے کہا کہ اسوقت ابدال سب کو موت دیدی جائیگی جو اِس زمین کے رہنے
ہین اور انھین مین قطب بھی ہوگا پس زمین کے پہاڑ جو اوتاد ہین قیامت کے روز اکھاڑے جاوینگے اور جو خفیف ہین
ہین یعنی سردار صالحین اُنکو موت دیدے جائیگی پس پہاڑ زائل ہو جاوینگے - قولہ تعالیٰ وعرضوا علی ربک صفا ہوا کہ سب
صف مین ہونگے تاکہ لوگ اہل مقامات وولایات کو پہچانین اور ہر ایک جسکو دعوی بساط عزت کا ہی اپنے موقع پر ہوگا بعضون نے
اُنھون نے دار فنا مین تکلیف برداشت کی ہی پس بعضے تو مشاہدہ منت مین ہونگے اور بعضے شاہد وعلت مین ہونگے اور بعضے
صفات مین اور بعضے شاہد ذات مین ہونگے پس جسکا مشرب محبت ہو وہ بحر جمال مین ہوگا اور جسکا مشرب ہیبت ہو وہ بحر جلال مین ہوگا
اور جسکا مشرب معرفت ہو وہ بحر صفات مین ہوگا اور جسکا مشرب توحید ہو وہ بحر ذات مین ہوگا اور جسکا مشرب یہ ہو کہ وہ قدرت
افعال مین جو اللہ تعالیٰ نے اسکا مقام جوار جنت ہی اور جو کوئی اِن سب سے محجوب ہو تو اُسکا مقام جہنم ہی شیخ استاد رح نے کہا کہ
کے روز ہر ایک اپنے اپنے مقام پر شاہد ہوگا اور ہر ایک اپنے مقام کے لائق لباس پاویگا پس بعض تو لباس تقوی سے کہ اُنھون نے
ہونگے یعنی اُنھون نے دونون جہان سے پرہیز کیا اور ذات پاک کو چاہا اور بعضے تیمن ہدایت سے مزین ہونگے اور بعضون کو
وجد کی صدری ملیگی اور بعضے محبت کے لباس مین ہونگے اور بعضون کو لباس شوق ملیگا اور بعضے علم وحال سے
کہا جاتا ہی کہ سب لوگ اِن صفات سے جنکو اُنھون نے اپنے واسطے بنایا ہی سب ہر ایسی صفت سے بحر کہ مشاہدہ
صفت کے جسر اُنکو فطرت سے پیدا کیا ہی پس منادی ندا کریگا کہ یہ وہ ہی جس نے اطاعت وتقوی کیا اور وہ
کیا اور یہ وہ ہی جس نے حاضر ہو کر پایا اور یہ وہ ہی جو منہ موڑ کر منکر ہو گیا اور یہ وہ ہی جس نے پہچانا
اور اصرار کیا اور یہ وہ ہی جس نے نعمت ہم سے پائی اور شکر کیا اور یہ وہ ہی جسنے احسان جتایا
شراب محبت سے سرشار کیا اور بقاے رحمت کے لیے ہوشیار کیا اور حفظ وعنایت سے بیدار کیا
لگا دیا اور راہ وصال سے محروم کر کے گمراہی کے راستہ لگا دیا اور توفیق سے محروم کیا اور خجالت
اول مرتبہ - اسمین اشارہ ہی کہ اہل الحق جو وہان حاضر ہو کر پاوینگے وہ مشاہدہ لطف ازلیہ
لطف واتصال سے اُسکی نظر رحمت کے محتاج ہے کہ جس آنکھ سے اُسکو دیکھین اور اُسکے
سنین اور اُسکی طرف سے قلب کے محتاج ہے کہ اُسکو اِسی سے سمجھین اور اُسکی طرف

Marfat.com

سے فانی اور اسرار قہر ازلی سے مغلوب تھے اور دہشت جبروت سے اثقال عظمت کے تحت مین تھے گویا
سامنے حاضری کے نکلکر انوار قدم مین آئے اپنے آپ سے پوچھتے ہوے کہ تم کس حال پر تھے اور معرفت جلال ومحبت جمال
مین اب کہان تھرے ہو پس فضل عمیم خالق وکرم رازق عزوجل اُنکو جواب پر آمادہ فرمادیگا کہ ہم لوگ مہد ولایت مین بچون کی طرح
گہوارہ پیے اور قرب منزلت مین رہتے اور غبار وحشت سے بیخبر تھے اور اب ہم لباس عبودیت پہنے ہوے دار محنت وامتحان
مے طلب لاوے آئے ہین تیرے کرم کے محتاج ہین قولہ وجدوا ما عملوا حاضرا۔ نامۂ اعمال زاہدون وعابدون کے واسطے ہی اور
نامۂ طاعت ومعصیت عوام کے لیے ہی اور نامۂ محبت وشوق وعشق اِن لوگون کے واسطے ہی جو خاص ہین اِسمین کتنے کثرت سے آہ وزاری
وعجز وانکساری مکتوب ہوگی اور کس کثرت سے غیرت واشتیاق وغیرہ ہونگے اور اِن نامۂ اعمال مین حقائق انوار اسرار بھرے ہونگے جس سے
فضائل اِن بزرگون کے کشوف ہوجاوینگے اور اُنکے نامۂ اعمال کو اولین وآخرین دیکھکر اپنی نادانی وعاجزی واللہ تعالی کی معرفت سے
جہالت وسرکشی کا اقرار کرینگے۔ اور واضح رہے کہ بہت سے اہل معرفت اِس شان پر ہونگے کہ اُنکے نامۂ اعمال نہین ہوسکتے ہین اور وہ
اہل سرالسر ہین اور وہان جو کچھ جاری ہی وہ کرام کاتبین نے نہین معلوم کیا اور کیونکر لکھتے جو اُنھون نے نہ دیکھا اور نہ پہچانا پس ایسے
عارف کے اعمال قلبی ہین اور اُسکا قلب غیبی ہی اور غیب ازلی ہی کہ اِسپر سوائے حق سبحانہ تعالی کے کوئی مطلع نہین ہی چنانچہ مروی ہی کہ
اللہ تعالی کے ایسے بندے ہین کہ اُنکے جمال سے کوئی فرشتہ مطلع نہین ہوتا ہی اور یہ خاص خاص لوگ ہین۔ ظاہر اشارہ اِس آیت مین یہ
ہی کہ جس شخص کے دل مین کوئی خطرہ ہو جو مذموم ہی اِس سے پرہیز کرے اور خوف کرے کہ وہ سب اُس دن ظاہر ہونگے اور کوئی دم جو وہ
غیر حق عزوجل کی طرف ملتفت ہوا ہی وہ مکتوب ہوگا۔ شیخ ابوحفص رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قران پاک مین سب سے زیادہ سخت آیت میرے
دل پر یہ ہی کہ فرمایا وجدوا ما عملوا حاضرا۔ اہل خصوص نے مخالفات کو دیکھا تو اُسمین ہلاکت ہی یعنی جن اعمال مین حکم الہی سے مخالفت کی
ہی اُسمین ہلاکت ہی اور جب اُنھون نے موافقات کو دیکھا یعنی ایسے اعمال جو حکم کے موافق اور شرع مین محمود ہین تو اُنکو ریاکاری وغیرہ
سے مخلوط پایا اور آخری خوف خواہش عوض یا لذت نفس ہی تو جو لوگ نیک ہین اُنکو مخالفت کی بہ نسبت موافقت کے افعال سے زیادہ خوف
ہی اقول ظاہر امراد یہ ہی کہ مخالفت کرنے والے اسقدر نہین ڈرتے جسقدر یہ لوگ حکم کی فرمانبرداری کرنے والے قصور سے ڈرتے ہین کیونکہ مخالفت
کے مقابلہ مین تو عفو ومغفرت الہی ہی اور شفاعت حضرت سید المرسلین صلعم ہی اور موافقت مین جو بے ادبی ہوئی وہ سخت اور زیادہ خطرناک
ہی اور اگر اِسمین کوئی اور خطرہ نہ ہوتا تو یہی کیا کم تھا کہ اللہ تعالی نے فرمایا لیسال الصادقین عن صدقہم۔ یعنی وہان صادقین سے اُنکے صدق
کا سوال ہوگا اور ظاہر ہی کہ اہل صدق خطرناک اور خوفناک ہین کہ کون اِس سوال مین پورا اُترتا ہی۔ فافہم۔ پھر جب کافرون نے حق تعالی
سے کفر کیا اور اموال واولاد پر فخر وتکبر کیا اور اہل طاعت وایمان کو حقیر دیکھا تو اُنھون نے شیطان کی پوری اتباع کی اور جو لوگ آدمؑ
کی اتباع پر تھے اُنسے مخالف ہوے لہذا اللہ تعالی نے قصہ ابلیس پر مطلع کیا

وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوٓا إِلَّآ إِبْلِيسَ ۖ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ

اور جب ہم نے کہا فرشتون سے تم سجدہ کرو آدم کے لیے سو اُنھون نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ وہ تھا جن مین سے سو اُسنے نافرمانی کی

عَنْ أَمْرِ رَبِّهِ ۚ أَفَتَتَّخِذُونَهُۥ وَذُرِّيَّتَهُۥٓ أَوْلِيَآءَ مِن دُونِى وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ ۖ

اپنے رب کے حکم سے کیا پھر بناتے ہو اُسکو اور اُسکی اولاد کو اپنے ولی دوست حالانکہ وے تمھارے دشمن ہین

Marfat.com

بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا ۝ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ

برا ہی ظالمون کے لیے بدلا ۝ نہین مین نے ان لوگون کو شاہد کیا تھا پیدا کرنے مین آسمانون

وَخَلْقَ اَنْفُسِهِمْ وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا ۝ وَيَوْمَ

اور پیدا کرنے مین خود اُنکے اور مین نہ تھا گمراہ کنندون کو اپنا مددگار بنانے والا ۝ اور جس دن

يَقُوْلُ نَادُوْا شُرَكَآءِيَ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ

شریکون کو جنکو تم نے زعم کیا سو پکارینگے انکو پس وے جواب نہ دینگے انکو

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا ۝ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا

اور کیا ہم نے درمیان اُنکے ہلاکت کی جگہ ۝ اور دیکھا مجرمون نے آگ کو سو گمان کیا اُنھون نے کہ وے ضرور اُسمین پڑنے والے ہین اور کہین نہ پاینگے اُس سے

ع ۱۵

ابلیس علیہ اللعنۃ نے آدم علیہ السلام پر اپنے زعم مین اپنے اصل ونسب کی راہ سے فخر کیا اور کہا کہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین مجھے آگ سے پیدا کیا اور اُسکو تو مٹی سے بنایا ہی یعنی مین اُس سے اصل ونسب مین اشرف ہون سو مین کیسے اُسکے لیے سجدہ کرون اور اُسکے سامنے تواضع کرون یون ہی مشرکون نے فقرا مسلمین کے ساتھ یہی معاملہ کیا یا اُس سے بڑھکر کیا کہ ہم کیونکر ان فقیرون کے ساتھ بیٹھین کیونکہ ہم لوگ شرفا خاندانی لوگ ہین اور یہ لوگ رذیل ہین اور ہم لوگ تونگر اور یہ لوگ محتاج تقیرون اللہ تعالے نے یہان سجدہ آدم علیہ السلام کا حال بیان فرمایا کہ تنبیہ ہو کہ یہ طریقہ ابلیس کا ہی جو اُسنے آدم علیہ السلام کے ساتھ برتا تھا جب ملائکہ کے ساتھ مین ابلیس کو بھی آدم علیہ السلام کے سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا تھا کما قال اللہ تعالے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اور جب کہا ہمنے ملائکہ سے یعنی تمام ملائکہ سے جنکے اندر ابلیس بھی تھا۔ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ تم سجدہ کرو آدم کو۔ یہ سجدہ بعض کے نزدیک رکوع کے مانند جھک کر بدون سر ٹیکنے کے سجدہ تحیہ تھا۔ یہ شیخ سیوطی رح کا مختار ہی اور بعض کے نزدیک سر ٹیک کر تھا۔ امام ابن کثیر رح نے کہا کہ سجدہ تشریف وتکریم تھا یعنی جیسے اگلی امتون مین جائز تھا۔ کما قال تعالے فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی فقعوا لہ ساجدین۔ یعنی جب مین اُسکو پورا کرون واُسمین اپنے پیدا کی ہوئی روح پھونکون تو گر پڑو اُسکے لیے سجدہ کرتے یہ اُسکی تکریم تھی اور سجدہ کر پڑنے یعنی پیشانی کے بل تھا۔ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ پس سجدہ کیا سب نے ابلیس کے۔ یہ ترجمہ جب ہی کہ ابلیس بھی جنس ملائکہ سے ہو۔ اور اگر اُنکی جنس سے نہ ہو تو ترجمہ یہ ہی کہ سب ملائکہ نے کہ اُسنے سجدہ نہ کیا۔ مترجم کہتا ہی کہ اصل خلقت مین ایک جنس ہونے کی ضرورت نہین ہی اگر جنس یعنی جن لوگون کی طرف سجدہ کرنے کا حکم تھا ان سب نے حکم کی فرمانبرداری کی اور سجدہ کیا کَانَ مِنَ الْجِنِّ کہ وہ جن مین سے تھا فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ پس نافرمانی کی اور باہر ہو گیا حکم سے ہی کہ باعث نافرمانی اسکا یہ ہی کہ وہ جن مین سے تھا یعنی ملائکہ مین سے ہوتا تو نافرمانی نہ کرتا پس ملائکہ نہین کرتے ہین لقولہ تعالی لا یعصون اللہ ما امرہم ویفعلون ما یومرون۔ یعنی نافرمانی نہین کرتے ہین جو حکم دیے جاتے ہین یعنی جو حکم دیا جاتا ہی اُسکی فرمانبرداری کرنے لگتے ہین اور کام نہین ہوتی ہی۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا کہ قولہ من الجن۔ یعنی خباثت اُسکے اصل مادہ کی

Marfat.com

[illegible] من مارج من نار۔ اور دوسری آیت مین ہی من نار السموم۔ اور حدیث صحیح مسلم مین حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہی [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدا کیے گئے ملائکہ نور سے اور پیدا کیا گیا ابلیس من مارج من نار۔ مارج النار سے اور پیدا کیا [illegible] آدم اس طرح سے کہ قرآن مین تم کو بتلایا گیا ہی۔ غرضکہ ضرورت کے وقت ہر بر تن سے وہی ٹپکتا ہی جو اسمین ہی اور حاجت کے وقت [illegible] کفایت کرتی ہی اور بات یہ تھی کہ ابلیس نے ملائکہ کے ساتھ تعبد پیدا کیا اور انھین کے افعال سے متوسم ہوا اور عبادت [illegible] کی اسی واسطے ملائکہ کے خطاب مین وہ بھی داخل ہوا مگر مخالفت سے اسنے گناہ کیا اور اللہ تعالی نے خبر دیدی کہ وہ اصل مین جن سے ہی یعنی آگ سے پیدا ہوا ہی کما فی الآیہ خلقتنی من نار وخلقتہ من طین۔ یعنی شیطان نے کہا کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا اور آدم کو مٹی سے [illegible] حسن بصری رح نے فرمایا کہ ابلیس کبھی ایک دم کے واسطے بھی ملائکہ مین سے نہ تھا اور وہ جن کی اصل ہی جیسے آدم علیہ السلام بشر کی اصل ہین۔ رواہ ابن جریر باسناد صحیح عنہ۔ اقول حسن رح سے مروی ہی کہ برا کرے اللہ تعالی ان قومون کا جو گمان کرتے ہین کہ ابلیس [illegible] ملائکہ مین سے تھا اور اللہ تعالے فرماتا ہی کہ کان من الجن۔ اور بعض کے نزدیک جن کے معنی لغت مین اجتنان وستر ہین یعنی جو نظر سے پوشیدہ [illegible] اسی واسطے پیٹ کے لڑکے کو جنین کہتے ہین پس اس معنی مین ملائکہ وغیرہ جو پوشیدہ ہین سب جن ہین اور اسی معنی مین ہی قولہ تعالی [illegible] جعلوا بینہ وبین الجنۃ نسبا۔ اور قرار دیا انھون نے درمیان اللہ تعالی اور درمیان جنۃ کے نسب۔ یعنی قریش کہتے کہ ملائکہ بیٹیان اللہ تعالی [illegible] ہین تعالی اللہ عما یقولون علوا کبیرا۔ ولیکن مین کہتا ہون کہ یہ معنی یہان لینا اور ملائکہ کی جنس مین شامل کرنا بہت بعید بلکہ قریب ہی کہ صحیح نہ ہون [illegible] واسطے کہ کان من الجن ففسق عن امر ربہ۔ کے معنی یہ ہونگے کہ ابلیس چونکہ ان چیزون سے تھا جو آدمی کی نظر سے پوشیدہ ہین یعنی ملائکہ [illegible] سے تو اسنے نافرمانی رب کی حالانکہ یہ وجہ کچھ نہین کہ پوشیدہ ہونے پر نافرمانی متفرع ہو تو ظاہر یہی ہی کہ استثناء منقطع ہی اور وہ جنس ملائکہ [illegible] نہین ہی علاوہ اسکے مابعد کلام سے معلوم ہوا کہ ابلیس کی ذریات اولاد ہین اور ملائکہ کے تو الد وتناسل نہین ہی پھر اگر کسی مشترک وصف [illegible] وجہ سے جنسیت کہی جاوے جیسے مثلاً اجتنان وپردگی کی وجہ سے تو حقیقی جنسیت نہین ہی مجاز ہی اور ایسے تو انسان کو بھی بوجہ عاقل [illegible] کے جنس ملائکہ وجن سے کہہ سکتے ہین مگر کلام یہان اصل جنس مین ہی پھر واضح ہو کہ حضرت ابن عباس رضہ سے ایسی روایات ہین [illegible] سری نظر مین ذلالت کرتی ہین کہ ابلیس جنس ملائکہ سے ہی ولیکن انمین دو طرح سے غور نظر لازم ہی اول یہ کہ اس روایت کے معنی [illegible] دوم یہ کہ وہ کلام کیسے راویون نے روایت کیا اور حضرت ابن عباس رضہ نے بنو اسرائیل [illegible] نقل کیا ہی کیونکہ حدیث مین تو تصریح [illegible] ہین ہی بلکہ برخلاف مراد کی یہ مصرح ہی کہ خلقت آدم وجن وملائکہ کی مختلف اصل سے ہی۔ شیخ امام ابن کثیر رح نے ذکر فرمایا کہ ضحاک [illegible] عباس رضہ سے روایت کی کہ ابلیس ملائکہ کے احیاء مین سے ایک حی سے تھا جسکو جن کہتے ہین انکی پیدایش نار سموم سے ہی اور [illegible] رہتا تھا اسکا نام حارث تھا اور جنت کے خازنون مین سے خازن تھا اور ملائکہ کی پیدایش ایک نور سے ہی سوائے اس [illegible] جنکا قرآن مین مذکور ہین وہ مارج النار سے پیدا ہوئے ہین یعنی آگ جب التہاب پاتی ہی تو اوپر اسکے لپٹ اور زبانہ [illegible] شعلہ [illegible] پیدا ہوئے جنی مترجم کہتا ہی کہ اس روایت مین تصریح ہی کہ ملائکہ اور جن کی اصل مادہ مین اختلاف ہی اور [illegible] جن کا اطلاق ملائکہ پر بھی ہی اور ابلیس اسی قسم کے ملائکہ مین سے تھا اور وہ اصلی ملائکہ مین رہتا تھا انکی اصل [illegible] کردی کہ ملائکہ کی پیدائش نور سے ہی اور اس گروہ کی جسمین ابلیس ہی انکی پیدایش مارج من النار سے ہی۔ پھر [illegible] سے یہ بھی روایت کی کہ ابلیس اشرف ملائکہ سے انمین اکرم از راہ قبیلہ کے تھا اور جنت پر خازن تھا اور

Marfat.com

اسکو آسمان دنیا کی سلطنت تھی اور زمین کی سلطنت تھی قضاے الٰہی سے اُسکے دل مین یہ خیال
شرف ہی جس سے اُسکے دل مین تکبر آیا اُسکو سواے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا اور دیگر
اُسکو آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کا حکم دیا تو اُسنے استکبار کیا اور وہ علم الٰہی مین کافرون
روایت کے یہ ہین کہ ابلیس کو ملائکہ مین شرف تھا اور اسکی شرافت سے اُسکے قبیلہ کو شرف تھا اور
سے ہو بلکہ وہ اصل مین جن اِس معنی مین تھا جو مارج من النار سے پیدا ہوے ہین - ابن جریر
من الجن - یعنی وہ خازنان خیان مین سے تھا جیسے آدمی کو کوفی و بصری و کوفی کہتے ہین - ابن جریر
کہ ابن عباس رضہ نے فرمایا کہ ابلیس خازنان جنت مین سے تھا آسمان دنیا کے کام کا مدبر تھا - سعید بن المسیب
کا رئیس تھا - اقول ان دونون روایتون مین کوئی بات نہین جس سے معلوم ہو کہ وہ ملائکہ کے اصل سے تھا - ابن ابی
طاؤس کے ابن عباس سے روایت کی کہ ابلیس قبل اسکے کہ یہ گناہ اِس سے سرزد ہو ملائکہ مین سے تھا اُسکا نام عزازیل تھا اور
سب سے زیادہ عبادت مین کوشش کرنے والا اور سب سے زیادہ علم والا تھا اُسی نے اُسکو غرور پر آمادہ کیا اور ایک حی ہین
جنکو جن کہتے ہین - مترجم کہتا ہی کہ اخیر کا یہ فقرہ اُسکے اصل کا بیان ہی کہ وہ جن مین سے تھا جو مارج النار سے مخلوق ہین اور
ہین جو بیان کیا کہ قبل ارتکاب معصیت کے وہ ملائکہ سے تھا اُسکے یہ معنی ہین کہ وہ ملائکہ مین رہتا تھا اور اُنہین شمار ہوتا تھا اور
نہین کہ اصل خلقت مین بھی اُنہین سے تھا - اور دوسرے طریق سے ابن عباس رضہ سے روایت ہی کہ ملائکہ سے ایک قبیلہ جن سے ہی
اور ابلیس اُنہین سے تھا اقول یعنی جن مین سے ایک قبیلہ بھی ملائکہ کے ساتھ کر دیا گیا تھا اُنہین سے ابلیس تھا - اور کہا کہ آسمان
کے بیچ مین موسوس تھا پس اُسنے خداے تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اُسکو مسخ کر کے شیطان کر دیا - اور کہا کہ اگر
خطا تکبر مین ہو تو اُس سے امید مت کر اور اگر کوئی اور گناہ ہو تو اُسکے حق مین امید کر - اور سعید بن جبیر سے روایت ہی کہ قولہ کان
یعنی وہ اُن خازنون مین سے تھا جو جنت مین کام کرتے ہین - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ اِس باب مین بہت سے آثار سلف سے
اور اکثر اُنمین سے اسرائیلیات سے ہین یعنی جو اُنھون نے بنو اسرائیل کی روایتون سے نقل کیے ہین تاکہ اُنمین غور کیا جاوے
اُنمین سے ایسے ہین کہ ہمکو یقین ہو جاتا ہی کہ یہ کذب ہین کیونکہ قران حق کی صریح مخالف ہین اور یون تو کوئی
و نقصان و تحریف سے خالی ہو اور ہمارے پاس قران پاک موجود ہی کہ اُسکے ہوتے ہوے ہم کو غیرون کی باتون سے
بنو اسرائیل نے بہت سی باتین بنالی تھین اور اُنمین سے حفاظ نہین تھے جو بناوٹ اور کذب کو پرکھ
کے واسطے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیے جنھون نے نہایت حفظ و اتقان کے ساتھ احادیث کو پرکھا
الگ کیا اور بنانے والون کی جڑ پکڑی کہ تم کس اسناد سے کہتے ہو اور جن بزرگون سے اُنھون
سے مقابلہ کیا جنھون نے اُسکے دروغ کو کھول دیا اور خود شیخ نے تکذیب کی حتی کہ بنا
غرض سے یہ بہتان باندھا تھا اور یہ سب توفیق الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم
معلوم ہوا کہ اصل ملائکہ نور سے ہی اور اصل جن کی مارج من النار ہی غایت سے ہی کہ
تھے بلکہ وہ بڑا معزز و مکرم اور اُسکا قبیلہ اُسکی وجہ سے کہ تھا

قولہ موسوس یعنی وسوسہ
تھین تھا

Marfat.com

اولاد آدم کے دشمن ہو کیا تمہاری عادت ہے کہ میرے سوا اولاد آدم کے دشمن کو اولیاء بناؤ اور اسکی ذریات کو اولیاء بنا کر میرے یعنی تم کو وہ حقارت سے دیکھے اور ہم تمہاری جہت سے اسکو مطرود کریں اور تم اسکی ذریات کو اپنے نزدیک دل دوست بناؤ وَهُمْ لَكُمْ عَدُوٌّ حالانکہ وے تمہارے دشمن ہیں بِئْسَ لِلظَّالِمِينَ بَدَلًا ظالمون کے لیے بہت برا بدل ہی کہ اللہ تعالے ارحم الراحمین کو جس نے انکو مکرم و مشرف بنایا ہو چھوڑ کر اسکے عوض اپنے دشمن شیطان و ذریات کو اپنا دوست بنانا چاہتے ہین - آیت مین دلیل ہی کہ شیطان کے ذریات ہین اور ذریت لڑکا اور لڑکی دونون پر بولا جاتا ہی - معالم وغیرہ مین مذکور ہی کہ شعبی رح نے کہا کہ مین ایک روز بیٹھا تھا کہ جمال سامنے آیا اور اسنے پوچھا کہ مجھے آگاہ فرمائیے کہ ابلیس کی جورو ہی مین نے کہا کہ مین اسکے عرس مین حاضر نہین ہوا پھر مجھے اللہ تعالی کا قول یاد آیا اَفَتَتَّخِذُونَهُ وَذُرِّيَّتَهُ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِي تو مجھے معلوم ہوا کہ ذریت بغیر جورو کے نہین ہوتی تو مین نے کہا کہ ہان ہی - قتادہ رح نے کہا کہ شیاطین کے اولاد پیدا ہوتی ہی جیسے بنو آدم کے ہوتی ہی - مجاہد رح نے کہا کہ شیطان کی ذریت مین سے لاقیس - ولہان - یہ دونون طہارت کے تارکین وسوسہ ڈالنے پر ہین - اقول ولہان کا ذکر حدیث طہارت مین بھی باب وسوسہ مین آیا ہی - اور ہفاف دمرہ ہی اور مرہ سے کیت ابو مرہ ہی - زلنبور یہ بازارون مین لوگون کو لغو بولنے ولغو فعل اور جھوٹی قسمون پر آمادہ کرتا ہی لوگ اپنے اسباب کی بیجا تعریف کرتے ہین اور زبر یہ شخص معائب مین افعال حرام کے واسطے وسوسہ دیتا ہی جیسے عورتین مصیبت مین منہ نوچتی اور منہ پر طمانچے مارتی ہین اور لوگ گریبان پھاڑتے ہین اور اعور وہ زنا پر مامور ہی کہ مرد کے اجلیل مین پھونکتا ہی اور عورت کے چوتڑ مین پس دونون اس فعل پر آمادہ ہوتے ہین اور مطرس وہ چھوٹے اخبار و باتون کو لوگون کی زبان پر ڈالتا ہی اور وے بیان کرتے ہین حالانکہ اسکی کوئی اصل نہین پاتے ہین اور واسم وہ ہی کہ جب آدمی اپنے گھر مین داخل ہوا اور بسم اللہ نہ پڑھی اور نہ اللہ تعالی کو یاد کیا تو اسکے ساتھ داخل ہوتا ہی اور جب اسنے کھایا اور بسم اللہ نہ پڑھی تو ساتھ کھاتا ہی - اعمش نے کہا کہ مجھے کئی بار اتفاق ہوا کہ مین گھر مین داخل ہوا اور بسم اللہ بھول گیا اور مین نے سلام بھی نہین کیا پھر یہ ہوا کہ مین نے کوئی بار کھا دیکھا تو کہا کہ اسکو یہان سے اٹھاؤ اور لوگون سے جھگڑا کرنے لگا پھر مجھے یاد آگیا تو مین نے کہا کہ یہ واسم ہی واسم - یعنی پھر فوراً بسم اللہ پڑھ لی اور اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا - اور ابی بن کعب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ وضور کا ایک شیطان ہی جسکو ولہان کہتے ہین پس پانی مین وسواس سے بچو - قلت قد روا ترمذی وغیرہ - اور واضح ہو کہ بعضے وہمی لوگ زیادہ پانی سے وضور کرتے ہین اور وہم و وسواس مین پڑتے ہین اور اپنے فعل کی خوبی کے سلف کے آثار لاتے ہین جیسے مثلاً عبد اللہ بن عمر رض وضور مین آنکھین پھاڑ کر اندر پانی ڈالتے تھے اور شیخ ابن القیم نے اغاثہ اللہفان مین اسکی تحقیق کر دی حاصل اسکا یہ ہی کہ احتیاط اور چیز ہی اور وسواس اور چیز ہی اور فرق یہ ہی کہ آدمی اگر احتیاط نہ کرے تو بھی وسواس مین کوئی وسواس نہین ہوتا اور جسکو وسواس ہی جب تک وہ پانی بہت سا نہ بہاوے تا اینکہ وسواس دور ہو تب تک اسکے اطمینان نہین ہوتا اور کہا کہ ابن عمر رض سے جو مروی ہی تو اسمین دو باتین ہین ایک یہ کہ اللہ تعالی نے چہرہ دھونے کا حکم دیا ہی اور چہرہ مین آنکھین ہین اور وہ کھلی بھی رہتی ہین اور بند بھی رہتی ہین تو شاید انکا مذہب یہ ہوا کہ آنکھون کا اندر بھی کھلے ہوے مین داخل ہی دوسرے احتیاط یہ کہ انکو بھی دھو لیا جاوے جیسے غسل مین ظاہری بدن دھونا چاہیے اور منہ کے اندر کبھی کھلتا ہی اور کبھی نہین پس اسکے اندر بھی اور ناک کے اندر بھی اور یہان احتیاط واجب ہی بس یہ معنی تو احتیاط کے ہین

Marfat.com

اور وسواس از جانب شیطان ہوتا ہی جسکا نام ولہان ہی وہ مذموم ہی فاہم صحیح مسلم مین عثمان بن ابی
صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ شیطان آکر میرے دہان اور میری نماز و میری قرأت مین
متلبس کرنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ایک شیطان ہی اسکا نام خنزب ہی جب
مین اُس سے پناہ مانگ اور اپنے بائین جانب تین مرتبہ تھوک دے مین نے ایسا ہی کیا پس اللہ تعالیٰ
مسلم نے صحیح مین جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
پھر اپنے لشکرون کو بھیجتا ہی جو لوگون کو فتنہ مین ڈالتے ہین پھر اِس سے بہت قریب مرتبہ والا وہ ہوتا ہی جسے
آنہین سے ایک آتا ہی کہتا ہی کہ مین نے ایسا ایسا کیا تو کہتا ہی کہ تو نے کچھ نہین کیا پھر اور ایک آتا ہی وہ بیان کرتا ہی کہ مین نے
کہ اُسمین اور اُسکی جورو مین جدائی کرائی تو اُسکو اپنے نزدیک کر لیتا ہی اور کہتا ہی کہ تو بہت اچھا ہی اور اعمش تابعی
کہتے ہین کہ مجھے ایسا یاد پڑتا ہی کہ یون کہا تھا کہ اپنے گلے سے لگا لیتا ہی۔ مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
شاہد کر لیا تھا مین نے اُنکو جنکو کافرون نے اپنا دلی دوست بنایا ہی یعنی شیطان و اُسکی ذریت کو خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
پیدا کرنے مین آسمانون و زمین کے۔ یعنی مین نے آسمانون و زمین کے پیدا کرنے مین اِن شیاطین کو شاہد نہین کیا تھا وَلَا خَلْقَ
اَنْفُسِهِمْ اور نہ پیدا کرنے مین خود اُنکے۔ یعنی نہ اُنکے بعض کو پیدا کرنے مین اُنکے بعض دیگر کو شاہد کر لیا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے
شاہد کرنے کے آسمانون و زمین کو پیدا کیا اور تمام مخلوقات کو مع ابلیس و ذریات وغیرہ کے خود بخود بدون کسی کے شاہد کرنے کے پیدا کیا
تو جب اُنمین سے کسی کا وجود ہی نہ تھا پھر اُنکو پیدا کیا تو اُنکے پیدا کرنے مین یہ خود شاہد کیونکر ہو سکتے تھے اور جب شاہد ہی نہین
تو مددگار مشیر و صلاح کار کیونکر ہوتے اور پھر ہوتے بھی تو گمراہ کرنے والے مددگار و مشیر ہونے یہ کامل جہالت کافرون کی ہی
وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا | اور مین نہین تھا بنانے والا گمراہ کنندون کو مددگار اصل جہالت تو یہ تھی
اُنکو مددگار بنانے والا نہ تھا۔ مگر بجاے اُنکے گمراہ کرنے والے بیان فرمائے تاکہ ذرا غور کرو کہ کہان شرک کرتے ہو۔ اگر کہا جاے
کافر لوگ تو بتون وغیرہ کو اپنے آلہہ و شرکا نہ بتلاتے تھے اور شیاطین کو تو نہین بتلاتے تھے پھر بات کیا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے کافرون نے
کی کہ دے شیاطین کو اولیا بنانے ہین جواب یہ ہی کہ جو بات واقع ہین ہی اُسکو غور کرو تو معلوم ہو جاوے کہ کافرون نے
کو اولیا بنایا ہی اور اپنی اصل یعنی آدم علیہ السلام سے منقطع ہو کر شیطان کے ساتھ واصل ہو گئے ہین اور بتون کی تعظیم و شرک وغیرہ
وغیرہ بھی اِس انقطاع کے اسباب و وسائط ہین اور یہ بات ظاہر ہی کہ جیسے کوئی شخص اپنے آپ کو بادشاہ سمجھے تو اُسکے
ایسے ہی اگر غیر کو سمجھے تو بھی لغو ہی جبتک کہ وہ حقیقت مین بادشاہ نہ ہو۔ اب جاننا چاہیے کہ شیطان نے اُنکو
اور جو اُنکے قدم پر اُنکی ذریت ہو عطا کی گئی تھی اِس قبولیت سے اور بر عکس سے اصلاح جدا کیا کہ اِنمین وسوسہ
شخص بُرا بھلا گمراہ گنندہ وہ چاہے تو تم کو رزق ملے اُسکی جو شاہد و تعظیم کرو اُنھون نے وسوسہ قبول کیا اور
تعلی ہو گیا اور خواب مین بھی اُنکو صورت دکھلا دی کہ اُسکی جو شاہد کیا کرو جلو اِسی پر جم گئے اور لوگون مین
کی پیروی ہی کہ اُسکے وسوسہ کو مان لیا اور اللہ تعالیٰ کی توحید قطعی کو جس نے اُنکو پیدا کیا اور
اِس وسوسہ کے مقابلہ مین چھوڑ دیا تو اللہ تعالیٰ کے بدل مین شیطان رجیم کو پایا۔ پھر اللہ تعالیٰ

نہ پیدائش مین شاہد کیا اور نہ خود اُنکی پیدائش مین شاہد کیا اور نہ میری شان ہی کہ گمراہ کرنے والون کو مددگار بناؤن یہ معنی
[illegible] اکثر مفسرین کا قول ہی - اور دوم معنی بنا بر یکہ ضمیر اشہدتہم - راجع بجانب کفار ہی جنھون نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
[illegible] مین مجھے ہاتھ دینے کو کہا تھا - پس معنی یہ ہین کہ نہین شاہد کیا تھا مین نے آسمانون و زمین کے پیدا کرنے مین اور
[illegible] کرنے مین پس وے لوگ عالم کی تدبیر مین میرے شریک نہین اور نہ مین نے کسی امر مین دنیا و آخرت کے امور مین اُنسے
[illegible] کیونکہ یہ گمراہ لوگ ہونگے وما کنت متخذ المضلین عضدا - پھر یہ لوگ کس بات پر ایسی سرکشی کرتے ہین جیسے تمام مخلوق پڑی ہی
[illegible] نہین بلکہ یہ لوگ گمراہ ہین اور حد سے تکبر کرتے ہین وے راہ پر نہین - امام رازی رح نے کہا کہ یہ معنی میرے نزدیک اقوی ہین
[illegible] کا اس معنی کے واسطے موکد یہ ہی کہ ضمیر کا مرجع تمام مذکورات مین سے جو اقرب ہو وہ چاہیے اور یہان بس للظالمین مین ظالمین،
[illegible] جس سے مراد کفار ہین پس یہان بھی وہی مراد ہین - معنی سوم اس بنا پر کہ کفار اس امر سے جاہل ہین جو ازل مین
[illegible] واسطے واقع ہوا کیونکہ سعادت حکم الٰہی سے ازلی ہی اور شقاوت بھی ازلی ہی اور ازل کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہین جانتا
[illegible] کے سب جاہل ہین کیونکہ ما اشہدتہم خلق السموات الی آخرہ - اور جب تم لوگ مع تمام کافرون کے حکم الٰہی سے جاہل ہو تو کیونکر
[illegible] اپنے نفس کے واسطے بلندی و علو مرتبت و کمال کا حکم لگاتے ہو اور زعم کرتے ہو کہ تم ایسے ہو کہ اگر قیامت ہو تو بھی تمھارے
[illegible] سے بچکر تو بیان ہونگی اور دوسرون پر ذلت و کمینگی کا حکم لگاتے ہو بلکہ تکبر و ترفع تو شیطان کا شیوہ ہی جنکو یہان
[illegible] جو وہ شیطان کے ساتھ وہان ملعون و مطرود ہین - اور مترجم کہتا ہی کہ اظہر معنی اول ہین کہ جن لوگون کو تم نے سوائے
[illegible] عزوجل کے ادیار بنایا ہی وے تمھارے مثل مخلوق عاجز ہین اور احکام قضا و قدر جو جاری ہوتے ہین موافق حکم ازل کے ہین
[illegible] نئے احکام نہین ہین جنمین کوئی مددگاری و مشورہ جاری ہو پس تمام مخلوق اور یہ لوگ سب برابر عاجز ہین کسی چیز کے مالک نہین
[illegible] اللہ تعالےٰ نے آسمانون و زمین کی پیدائش مین انکو شاہد کیا تھا اور نہ وے اُسوقت موجود تھے پس حق تعالےٰ نے بذات خود
[illegible] چیزون کو پیدا کیا اور وہی سب کا مدبر ہی اور ہر ایک کے واسطے اُسی کی تقدیر ہو چکی ہی کوئی وزیر و مشیر و نظیر نہین ہو سکتا ہی کما
[illegible] تعالیٰ قل ادعوا الذی زعمتم من دون اللہ لا یملکون مثقال ذرۃ فی السموات ولا فی الارض وما لہم فیہما من شرک وما لہ منہم من ظہیر
[illegible] کہ بلاؤ انکو جنکو تم سوائے اللہ تعالےٰ کے الٰہ گمان کرتے ہو وے ایک ذرہ کی نہین قدرت رکھتے ہین نہ آسمانون مین اور
[illegible] مین اور نہ انکی کچھ ان دونون مین شرکت ہی اور نہ کوئی انمین سے اللہ تعالیٰ کا مددگار ہی [illegible] بیان فرمایا کہ حالت اصلی
[illegible] کی یہ ہی کہ تم نے اصل مین تو شیاطین کو اپنا ولی دوست بنایا ہی اور ظاہر مین اپنے مثل کچھ مخلوق بندون کو اللہ تعالےٰ کا
[illegible] ناتے ہو تو انجام تمھارا قیامت مین یہ ہوگا جو فرمایا بقولہ - وَيَوْمَ يَقُولُ اور ای محمد بیان کردے اُنکو یاد کرو وہ دن کہ
[illegible] تعالےٰ یعنی بواسطہ ملائکہ کے کیونکہ بحکم قولہ لا یتکلمون الا من اذن لہ الرحمٰن - اللہ تعالیٰ قیامت مین کافرون سے کلام نہین فرمادیگا
[illegible] ملائکہ کے واسطہ سے بطور جبر کی ذوالجلال کے حکم دیگا کہ نَادُوا شُرَكَائِيَ پکارو میرے شریکون کو - اور شریکا
[illegible] مین پس مراد یہ ہی کہ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ انکو جنھین تم نے اللہ تعالیٰ کے شریک گمان کیا ہی فَدَعَوْهُمْ
[illegible] فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ سو انکو وے کچھ جواب نہ دینگے - اگر یہ مراد ہی کہ ان گمراہون پر ظاہر کیا جاوے کہ وے
[illegible] ہر گز انکی سفارش وغیرہ کسی مین انکو اختیار نہین ہی خواہ کوئی ہون کیونکہ بت دگذرے نیک لوگ و شیاطین و ملائکہ

وعیسی علیہ السلام کوئی بھی اُنکے پکارنے پر جواب نہین دینگے ہین کیونکہ کافرون کی شفاعت
کی سفارش بھی اُسوقت کرسکینگے کہ آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت ہوجاوے سو آپ کی
اور کافرون کے واسطے بت وغیرہ تو محض بیہودہ ہین اور حضرت عیسیٰ وغیرہ نیک لوگ بیزار
دشمن ہوجاوینگے اور خوف سے جناب باری تعالیٰ مین عرض کرینگے کہ ای رب عزوجل تجھے معلوم ہی کہ ہم اُن کو
اور ہم جانتے بھی ہون تو بالکل تیرے ساتھ شرک پر راضی نہین ہین اور رہے شیاطین جو اُنکے
یہ مراد ہی کہ یہ گمراہ اپنے زعم کے شرکاء بلادین تو یہ لوگ جہالت سے اُنکو پکارینگے مگر وے اُنکو کچھ جواب
بڑی خوفناک ہوگی - وے خود اپنی جان کی فکر مین ہونگے ان بدبختون کو کیا جواب دین بلکہ ان
ہوگی اور یہ لوگ بے حساب دائرۂ کفر مین رہجاوینگے - شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ تمام مجمع حشر کے سامنے ان کفر مین
علامت کے حکم ہوگا کہ جنکو شرکاء گمان کرتے تھے پکارو یہ لوگ پکارینگے اور جواب نہ پاوینگے تو خوار و نادم ہونگے
بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا اور ہم نے اُنکے درمیان ایک موبق کردی - موبق جاے ہلاک - شیخ امام نے کہا کہ اہل عرب
بہت سے سلف نے فرمایا کہ موبق مہلک یعنی جاے ہلاک اور قتادہ نے عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ موبق ایک نہر
ہی کہ قیامت مین اہل ہدایت و اہل ضلالت کے درمیان اُس سے تفریق کردیجائیگی - قتادہ رح نے کہا کہ موبق عداوت جہنم
بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ موبق وادی جہنم ہی اُسمین خون و پیپ بہرہا ہی رواہ ابن جریر - حسن بصری رح نے کہا کہ موبق عداوت ہی
دونون کے درمیان عداوت حائل ہوگی - شیخ نے کہا کہ ظاہر سیاق یہان یہ ہی کہ مراد موبق سے مہلک ہی جہان ہلاک ہوجاوین
چھٹکارا نہ ہو اور یہ ہوسکتا ہی کہ موبق جہنم کے کسی وادی کا نام ہو اور موبق سواے جہنم کے بھی کوئی ہولناک مقام ہو اور آیت
اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ کافرون کو اُن لوگون سے جنکو شرکاء بناتے تھے کچھ نفع نہ ہوگا بلکہ بجاے اُنکے ہلاک کا مقام
اور اگر بینہم کی ضمیر مومنون و کافرون کی طرف ہو جیسا کہ عبد اللہ بن عمرو کی روایت سے ظاہر ہی تو معنی یہ ہونگے کہ کافرون نے
مومنون کو اپنے واسطے آلہہ بنایا تھا اُن تک کافرون کی رسائی کی کوئی صورت نہین ہی کیونکہ دونون مین سے ہر ایک کی
ہی اور درمیان مین موبق حائل ہی - وقد قال تعالیٰ ویوم تقوم الساعۃ یومئذ یتفرقون - یعنی قیامت کے روز
وقال تعالیٰ وامتازوا الیوم ایہا المجرمون - یعنی مجرم علیحدہ کردیے جاوینگے - بالجملہ بجاے مدد و شفاعت کے کافرون کی
اُنکو جہنم کی راہ وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ اور دیکھینگے گنہگار لوگ آگ کو پھر یقین کرینگے
اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا پس یقین کرینگے کہ وے لوگ اُس سے خلط ہونے والے ہین - جب کسی چیز کی خبر
ہوتی ہی تو اُسکو مواقعت کہتے ہین تو معنی یہ کہ ضرور اُس سے بالکل لگجانے والے ہین - یعنی کفار جب جہنم
کہ اُسکے واسطے ایک شور و جوش ہوگا اور شرر ہزار باگ ہونگے اور ہر باگ کو ستر ہزار ملک کھینچ رہے ہونگے
درخواست کرتی ہوگی کہ ای رب آج میرا حصہ مجھے عطا کردے اور مجھے نفع دینے اُن کافرون کو
جانے والے ہین وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا اور اُس سے کوئی مصرف نہ پاوینگے
جاوین - شیخ ابن جریر رح نے باسناد حسن حضرت ابو سعید خدری رض سے روایت کی

[illegible] کہ جو کوئی [illegible] ہی اسمین ملنے والا ہو چالیس برس کی راہ سے - یعنی دیکھنا و گمان ہونا اسکو اسوقت سے ہوگا
[illegible] کی مراد ہوگی - امام احمد نے ابوسعید خدری رض سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر
[illegible] چالیس ہزار برس کے قیامت مین رکھا جائیگا جیسے اُسنے دنیا مین عمل نہین کیا اور کافر جہنم کو چالیس برس کی راہ سے دیکھکر یقین
[illegible] کہ اسمین جا ملنے والا ہی شیخ ابن کثیر رح نے کہا کہ یہ عذاب اول سے دیدیا گیا - قولہ - فی العرائس قولہ تعالیٰ اتخذونہ
[illegible] الایہ - اللہ تعالیٰ نے صریح بیان فرمایا کہ اسکی ساحت کبریائی تمام اضداد و انداد سے پاک ہی اور نور و ظلمت و ابلیس
[illegible] اسکی ذریت و بیت و صورت کوئی اسکی بارگاہ عزت مین لگا و نہین رکھتی جو چیز ہی اُسکے سطوات عزت کی چمک مین فنا رہی تو کوئی
[illegible] ساحت اس سے بدتر نہین ہی کہ سوائے اسکی عزت و کبریائی کے کسی اور چیز پر اعتماد کیا جاوے - شیخ یحیی بن معاذ رح نے فرمایا کہ
[illegible] کوئی شخص کبھی اللہ تعالیٰ کا ولی نہ ہوگا اور نہ مقام ولایت کو پہونچیگا جس نے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی چیز پر اعتماد کیا اور دوسرے
[illegible] پر نظر رکھی اور دوست و دشمن مین امتیاز نہ کیا - شیخ حسن رح نے کہا کہ اس آیت سے اللہ تعالیٰ نے تجھے نہایت لطیف طریقہ سے سوائے
[illegible] اپنے سب سے چھوڑایا اور اپنی طرف بلایا ہی - قولہ - ما اشھدتھم خلق السمٰوات والارض الآیہ اسمین اللہ تعالیٰ نے اپنے قدم ذات و
[illegible] صفات پر تنبیہ کیا کہ اسوقت کچھ نہ تھا اور حدوث کا نام و نشان کہ تھا اسکا وجود پاک بجمال و جلال و صفات کمال ہمیشہ سے قدیم ہی
[illegible] اسکے واسطے ابتدا و انتہا نہین ہی وہ حدوث کے نقص سے پاک ہی اور وہان کسی عقل و فہم و علم کو ادراک نہین ہی پھر جب اُسنے خلق
[illegible] کو پیدا کرنا چاہا تو اپنی صفت بطریق تجلی مشاہدہ فرمایا تو عدم سے خلق کو نکالا تو وہان کون حادث تھا اور قدم تو منزہ و پاک ہی کہ وہان
[illegible] حدوث کی معیت ہو اور خلق کو دخل ہو تو جب یہ شان عالی متعالی خارج از حد عقل و ادراک ہی تو حادث کی وہان مداخلت کا ذکر کیا
[illegible] ہو سکتا ہی ولیکن اللہ تعالے نے صفات مقدسہ کو اپنے بندون پر ظاہر فرمایا اور کافرون پر حجت تمام کر دی اور حقیقت مین اسرار صفات
[illegible] مندرج تحت اسرار ذات ہین اور اُسکے اسرار ذات مخفی و اسرار صفات ہین وہان عقول عاجز ہین اور قلوب کو اُسکے عرفان کی منزلت
[illegible] نہین ہی اور ارواح کو بھی اُسکے ادراک کا خطرہ نہین ہی اور اسرار کو بھی اتنی ہمت نہین ہی وہ پاک معبود جل شانہ بذات پاک ممتنع ہی
[illegible] تمام مخلوق اُسکے اسرار ذات و صفات کا ادراک کر سکے اور تمام خلق تو ایک تجلی عزت مین فنا رہی - شیخ ابو سعید الخراز رح نے کہا کہ
[illegible] تمام مخلوق اس امر سے عاجز ہی کہ اُسکو یہ ادراک ہو کہ اُسکی کوئی صفت نی ذاتہ کیونکر ہی یا اُسکی کنہ حقیقت کیونکر ہی اور اُسکو یہ بھی نہین
[illegible] معلوم ہو کہ خود اُسکی ذات کی کنہ حقیقت کیونکر ہی تو پھر وہ ذات و صفات خالق عزوجل کو کیونکر جان سکتی ہی - اللہ تعالیٰ نے بعد بیان
امثال و ہول قیامت کے قرآن کی جامعیت بیان فرمائی بقولہ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْثَرَ

[illegible] بیان کر دیا اس قرآن مین واسطے لوگون کے ہر شو سے مثال اور آدمی سب سے بڑھکر ہی

جَدَلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَاۗءَهُمُ الْهُدٰى وَيَسْتَغْفِرُوْا

جھگڑا اور نہین روکا لوگون کو ایمان لانے سے جب اُنکے پاس ہدایت آئی اور اپنے رب سے استغفار

اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ اَوْ يَاْتِيَهُمُ الْعَذَابُ قُبُلًا ۝ وَمَا نُرْسِلُ

[illegible] اُنپر آوے اُنپر عذاب یا آوے اُنپر عذاب روبرو ہو کر اور ہمنے تو نہین بھیجا

Marfat.com

الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ ۚ وَيُجَادِلُ الَّذِيْنَ كَ
رسولون کو بشارت دینے والے اور ڈرانیکے واسطے اور جھگڑا کرتے ہین وہ لوگ منکرین
بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوْٓا اٰيٰتِيْ وَمَآ اُنْذِرُوْا هُزُوًا ۝ وَمَنْ اَظْ
کے ذریعہ سے حق کو اور بنایا اُنھون نے میری آیات کو اور جس سے ڈرائے گئے مضحکہ اور کون ہے جو
رَبِّهٖ فَاَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ ۭ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰ
رب کی آیات سے سو اُنسے منھ پھیر لیا اور بھولا جو آگے بھیجا ہی اُسکے ہاتھون نے ہمنے کر دیے ہین اُنکے دلون
اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا ۭ وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا
پردے اس بات سے کہ قرآن کو سمجھیں اور اُنکے کانون مین ٹھنٹھر اور اگر تو اُنکو بلاوے ہدایت کی راہ تو کبھی نہین راہ
اِذًا اَبَدًا ۭ وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ
اُسوقت ابد تک اور تیرا رب بڑا بخشنے والا رحمت والا ہی اگر اُنکو گرفتار کرے سزا مین اُسکے جو کمایا تو جلد بھیجے اُنپر عذاب
بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ۝ وَتِلْكَ الْقُرٰٓى اَهْلَكْنٰهُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ ع ۶
اُنکے واسطے ایک موعد مقرر ہی کہین نہ پاوینگے اس سے نجات کا ٹھکانا اور یہ شہر ہین کہ ہلاک کر دیا ہمنے اُنکو جب اُنھون نے ظلم کیا اور کر دیا ہمنے اُنکی ہلاکت کے لیے ایک وقت
وَلَقَدْ صَرَّفْنَا تصریف گردانا اور اُلٹ پھیر کرنا صاف کر بیان کرنا معنی یہ کہ اور ہمنے بیان کیا لوگون کے واسطے اور توضیح کر
امور کی اور تفصیل کر دی فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لِلنَّاسِ اس قرآن مین آدمیون کے لیے مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ہر مثل کی جنس سے مثال
تاکہ وے حق سے نہ بھٹکین اور راہ راست سے خارج ہون باوجود اسکے بیان کے انسان جھگڑے کرتا ہی وَكَانَ الْاِنْسَانُ اَكْ
شَيْءٍ جَدَلًا اور نوع انسان سب سے بڑھکر ہی جدال مین یعنی انسان کی جبلت مین مجادلہ و مخاصمہ ہی کہ حق کے مقابلہ
کے ساتھ جھگڑتا ہی یہ تو انسان کی جبلی طبیعت ہی لیکن جنکو اللہ تعالی ہدایت و نور سے سرفراز فرماتا ہی وے ایسا نہین کرتے گمراہ
ہو جاوے ۔ اور واضح ہو کہ جدال کبھی توحید الٰہی مین کرتا ہی یا رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا دیگر رسولون مین اور قیامت یا
اِسکے اعتقادات ایمانی مین تو یہ جدال کفر ہی اور کبھی سچی بات مین اور اِسکا حکم یہ کہ جیسی بات ہو لیکن جب اُسنے توحید و ایمان
مین جدال نہ کیا تو وہ مومن ہی اور ماسوائے ایمان کے جس بات مین جھگڑے وہ گناہ ہوگا اور کبھی ادب مین جھگڑتا ہی تو
ہی اور کبھی مستحب کے خلاف مین تو یہ ترک استحباب ہی کہ اِسمین نہ جھگڑنا اچھا تھا ۔ بالجملہ اِس تفسیر مین انسان سے عام ہر
کافر ہو یا مومن ہو لیکن کافر تو توحید و ایمان و باقی امور سب مین اُسکی طبیعت جھگڑالو ہوگی سوائے اُن
یا دنیاوی لذات ہین اور مومن کبھی توحید و ایمان مین نہ جھگڑیگا اور بعد اِسکے پھر جب اِسکا قلب منور ہوا
پہچانیگا اور کبھی مستحب کے خلاف بھی سہو سے سرزد ہو جاتا ہی چنانچہ امام احمد نے صحیح اسناد سے روایت کی
فرمایا کہ ایک رات حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے ہین اور آپ کی صاحبزادی فاطمہ رضی
نہین پڑھتے یعنی رات مین نوافل ادا نہین کرتے تو مین نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمارے نفس
جب ہمکو اُٹھانا چاہتا ہی اُٹھا دیتا ہی جب ہی مین نے یہ کہا ہی کہ آپ پھر چلے اور مجھ سے کچھ

[illegible] اور یہ کہتے ہین وکان الانسان اکثر شئی جدلا۔ یہ حدیث صحیحین مین بھی موجود ہی جسکو حضرت امام [illegible] علی بن الحسین نے اپنے والد حسین بن علی کے واسطہ سے اپنے دادا حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا ہی۔ [illegible] حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت عام ہی اور معالم وغیرہ مین کہا کہ یہی اصح ہی اور بعض نے کہا کہ انسان سے مراد فقط کافر ہین۔ ابن [illegible] نے کہا کہ مراد نضر بن الحارث ہی جو قرآن مین جھگڑتا تھا اور کلبی نے کہا کہ وہ ابی بن خلف جمحی ہی۔ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ [illegible] أَنْ يُؤْمِنُوا إِذْ جَاءَهُمُ الْهُدَىٰ وَيَسْتَغْفِرُوا رَبَّهُمْ یعنی لوگون پر جب ہدایت و قرآن آیا تو انکو ایمان لانے رب عزوجل [illegible] جناب مین توبہ و استغفار کرنے سے کوئی امر مانع نہین ہوا إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمْ سُنَّةُ الْأَوَّلِينَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ [illegible] مگر یہ بات مانع ہوئی کہ چاہا کہ اُنپر وہ عادت الٰہی جاری ہو جو اگلون پر وقت جدال و انکار کے جاری ہوئی تھی کہ عذاب سے تباہ و ہلاک [illegible] دیے گئے یا آوے اُنپر عذاب قبلا۔ بضمتین قرأت اہل کوفہ جمع قبیل یعنی انواع عذاب طرح طرح کے آوین اور بکسر اول و فتح دوم۔ ابن عباس [illegible] نے کہا یعنی مقابلہ مین آنکھون کے سامنے۔ مجاہد نے کہا یعنی یکایک آوے۔ حاصل یہ کہ ایمان لانے مین فقط اسکے منتظر ہو رہے ہین کہ یا تو [illegible] لوگون کی طرح ہلاک کیے جاوین تب یقین ہو یا طرح طرح کے عذاب آنکی آنکھون کے سامنے ظاہر ہون تب مانین۔ یعنی جدال سے صحیح [illegible] وجہ کو نہین مانتے بلکہ یہ چاہتے ہین کہ وہ عذاب آجاوے تو مانین حالانکہ جب عذاب سے تباہ کیے گئے تو کیا مانینگے یا چاہتے ہین [illegible] عذاب آنکھون دیکھ لین حالانکہ اُسوقت نجات کہان سے پاوینگے۔ شیخ ابن کثیر رح نے لکھا یعنی کوئی چیز انکو اتباع ہدایت و قرآن [illegible] سے نہین مانع ہی سوائے آنکی اس خواہش کے کہ جس عذاب سے دھمکائے جاتے ہین اُسکو آنکھون سے معائنہ کرلین چنانچہ قریش کے [illegible] نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا فاسقط علینا کسفا من السماء ان کنت من الصادقین۔ اور بعضون نے کہا ائتنا بعذاب اللہ [illegible] ان کنت من الصادقین۔ اور بعض سخت جھگڑالو کہنے لگے کہ اللھم ان کان ہذا ہو الحق فامطر علینا حجارۃ من السماء او ائتنا بعذاب الیم [illegible] خلاصہ یہ کہ واضح آیات و روشن حجتین و معجزات قاہرہ قطعی سے انکا نہ کچھ جواب دیا اور نہ اُنمین کوئی وجہ نکال سکے و لیکن جدال سے [illegible] اور ایمان لانا اسپر موقوف رکھا کہ عذاب آوے یا آنکھون دیکھ لین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسکو طلب کیا۔ وَمَا نُرْسِلُ [illegible] الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنْذِرِينَ یعنی ہم تو رسولون کو بشارت دینے اور ڈر سنانے کے واسطے بھیجتے ہین [illegible] یہ لازم نہین کہ خواہ مخواہ لوگون سے قبول کرادین یا جووے پاوین اُنکو لاوین کیونکہ اللہ تعالے اپنے بندون کا علیم خبیر ہی۔ [illegible] وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ اور کفار لوگ جھگڑتے ہین باطل کے ساتھ تاکہ سست کردین حق کو یعنی [illegible] انکی غرض اس جدال سے یہ ہوتی ہی کہ حق کو ضعیف کرین اور باطل کو قوی کرین جیسے کہتے ہین کہ تم تو ہمارے ایسے بشر ہو اور کیا [illegible] نے کو رسول بھیجنے کے لیے آدمی ملا۔ غرضکہ ایسی باطل باتون سے جو محض جہالت و نادانی ہین کافرون کی یہ غرض ہوتی ہی کہ [illegible] کرین اور جھوٹ کو سچ بناوین وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنْذِرُوا هُزُوًا۔ اور انھون نے بنالیا [illegible] اور جسکے ساتھ ڈرائے گئے مضحکہ۔ پس مراد ما انذروا سے مراد۔ ما انذروا بہ ہی جس چیز کے ساتھ ڈرائے گئے تھے [illegible] قرآن ہو اور شاید کہ عذاب جہنم وغیرہ ہو۔ اور ابو جہان نے ما انذروا مین ما مصدریہ قرار دیا یعنی انذار و ڈرانے کو [illegible] یہ سخت گناہ و کمال بے ہودگی ہی کہ خالق عزوجل کی آیات کو مضحکہ بنایا جاوے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ [illegible] فَأَعْرَضَ عَنْهَا وَنَسِيَ مَا قَدَّمَتْ يَدَاهُ یعنی اور اس سے بڑھکر کون ظالم ہی یعنی اپنی نفس پر ظلم کرکے تباہ

کرنے والا ہی کہ جسکو اُسکے پروردگار کی آیات سے نصیحت دی گئی اور ہوشیار کیا گیا مگر اُسنے
اور فراموش کردیا جو اُسکے ہاتھون نے آگے بھیجا ہی یعنی اپنی بدکاریان بھول گیا یعنی اُنپر
ایمان نہین لایا - واضح ہو کہ مخلوق پر واجب ہی کہ اپنے خالق عزوجل کو پہچانے اور اُسپر ایمان
اُسی نے پیدا کیا ہی - پھر نہ مانا تو سخت گناہ کیا - اُسی نے پھر رزق دیا عافیت دی سلامتی دی اور
ہی - پھر نہ مانا - پھر اُسنے رسول بھیجا اور رسول نے خالص اللہ تعالی کے واسطے اُنکو نصیحت کی اور کیڈا
نے آیات وحجتین نازل فرمائین اور رسول کو معجزات دیے اور ہر طرح سمجھایا - تب بھی نہ مانا - اب اس سے
یہ ظاہر ہی کہ ایسے سرکش نافرمان نے جو کچھ عمر بھر کیا وہ سب ایسی حالت مین کہ خالق عزوجل ومالک رزاق سے
گناہ ہی گناہ ہین - پھر اللہ تعالے عزوجل نے اپنی عظمت وتوحید وتمام قدرت وسلطنت کا اشارہ فرمایا کہ اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰى
اَكِنَّةً اَنْ يَّفْقَهُوْهُ ہم نے کردیے ہین اُنکے دلون پر پردے تاکہ قرآن کو نہ سمجھین - یعنی اُنکے دلون پر مہر ہی پس وہ اس
مین دلیل ہی کہ سمجھ وہ معتبر ہی جو دل کی سمجھ ہو اور جو حواس آنکھ کان ناک وخیال وغیرہ سے سمجھ ہو وہ بغیر دل کے سمجھے کچھ
انسان مین کیونکہ حواس کے افعال تو جانورون مین بھی موجود ہین پھر جیسے بیا پرند جھونچ بناتا ہی آدمی کبھی نہین بنا سکتا جیسے
ہاتھ کاٹ دیے جاوین اور گدھ یا گیدڑ کی طرح بہت دور سے نہین دیکھ سکتا اور شیر کی طرح طاقت نہین رکھتا - اسی واسطے اللہ تعالے
کافرون کے حق مین فرمایا کہ لہم قلوب لا یفقہون بہا - یعنی اُنکے قلوب ایسے ہین کہ اُنسے سمجھ نہین پاتے ہین وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرًا
اور اُنکے کانون مین وقر یعنی گرانی وثقیل ہین - یعنی سنتے وہ ہین جو باطل ہو اور حق کے سننے سے بالکل بہرے ہین اللہ تعالے
کی ایک حکمت بالغہ ہی - وَاِنْ تَدْعُهُمْ اِلَى الْهُدٰى فَلَنْ يَّهْتَدُوْٓا اِذًا اَبَدًا اگر تو اُنکو حق کی طرف بلاوے تو وہ
کبھی اُسکی جانب راہ نہ پاوینگے - پس معلوم ہوا کہ وے اندھے وگونگے وبہرے وجانور ہین بلکہ جانورون سے بدتر ہین جو اپنی جہالت
اپنے آپ کو سب سے عمدہ وصاحب فخر وثروت ومال ودولت سمجھتے ہین اور مسلمانون پر نظر حقارت ڈالتے ہین جیسے کتا کیسے بلند
جنگلی اونچے پر کھڑا ہوکر سب سے اپنے آپ کو بلند سمجھے - اور اُسی پر اعتماد کرے وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ اور
بڑا بخشش کرنے والا صاحب رحمت عامہ ہی - دنیاے حقیر ومردار کو اُسنے پیدا کیا اِس دنیا سے یہ لوگ اور سب ایک وقت کا
پاتے ہین ولیکن کافر لوگ سرکشی وبے ادبی وگستاخی کرتے ہین تو رب عزوجل غفور اور رحمت والا ہی اُنکی
ہی پس عام رحمت یہان سب کو شامل ہی پس کافرون کو بھی عذاب نہین کرتا لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا
اگر اُنکے افعال پر جو اُنھون نے کمائے ہین جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی اُنسے مواخذہ کرے تو جلدی عذاب بھیجدے
خاص سے تو محروم ہین یہان کی عام رحمت سے بھی محروم ہوجاوین اور پھر سواے جہنم کے کوئی ٹھکانا نہ پاوین
واسطے ایک جگہ وقت مقرر ہی اور وہ موت کے بعد سے ظہور آثار کا ہی اور قیامت کے روز خاص ہو کر
رکھینگے - لَنْ تَجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْئِلًا اور ہرگز نہ پاوینگے سواے اُسکے کوئی
ہی یا موعد روز قیامت ہی جس سے چارہ نہین کہ وہ وقت ضرور لامحالہ آنیوالا ہی
قری یعنی شہر وبستیان ہین جیسے عاد وثمود ومدین وقوم لوط وغیرہ یعنی یہان طرز

Marfat.com

[illegible] کر دیا جب انھون نے ظلم و کفر و شرک کیا۔ وَجَعَلْنَا لِمَهْلِكِهِمْ مَّوْعِدًا اور ہم نے اُنکی ہلاکت
[illegible] ایک وقت معلوم مقرر کر دیا کہ نہ اُس سے پہلے اور نہ اُس سے پیچھے ایک ساعت کا بھی درنگ و فرق نہ ہوا
[illegible] اپنے سرکشی مین غرق ہوے تو مقام بدر و دیگر فتوحات مین اپنے اپنے وقت مقدر پر سب مارے گئے اور
[illegible] برباد ہوئی اور خراب کر دیا۔ حدیث مین ہی کہ بدر کی لڑائی کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تین دن وہان ٹھہرے
[illegible] اُس گڑھے پر گئے جس مین ابوجہل و عتبہ قریش کے سرکش قتل ہونے کے بعد ڈالے گئے تھے اُنسے باواز بلند فرمایا
[illegible] جو ہمارے رب عزوجل نے ہم سے وعدہ فرمایا تھا اور تم نے پایا جو تم سے وعدہ فرمایا تھا۔ تمام حدیث صحاح مین ہی۔
[illegible] واضح ہو کہ جسے ظلم کرنے سے ہلاک جسم کا بعد قتل یا موت ہونا ہی اسی طرح قدرت الٰہی باطن انسان مین جاری ہی چنانچہ آدمی موجود
[illegible] ساقط مفرد کر دیا جاتا ہی اور یہی حال نفس و روح وغیرہ کا ہی اور ہر ایک انمین سے بہت سے احکام و اشیاء کو شامل ہی گویا فی نفسہ
[illegible] شہر ہی کما قال شیخ عارف رح نے عرائس مین قولہ وتلک القری اہلکناہم الآیہ کی اشارت مین لکھا کہ نفوس و قلوب و عقول و ارواح
[illegible] اسرار و صدور و اجسام یہ سب حقیقت مین شہر ہین ولیکن اُنکا ظہور عموماً نہین ہی بلکہ محض عوام لوگ جنمین کفار شامل ہین وہ تو صرف
[illegible] اجسام کو دیکھتے ہین اور اسی شہر مین رہتے ہین اور اُسکے واسطے ظاہری حواس ہین اور ہر ایک حس کے لیے احکام کثیرہ ہین تو جب یہ لوگ
[illegible] حواس کو ایسے کام مین نہین لگاتے جسکے واسطے اللہ تعالی نے اُنکو پیدا کیا ہی یعنی اُنکو خالق عزوجل کی عبودیت مین نہین لگاتے ہین
[illegible] کان سے خطاب حق عزوجل سننے کے لیے ہی اُسکو نہین سنتے تو ایسی حرکتون سے ظلم ہوتا ہی اور جب وہ حد سے بڑھا تو اللہ تعالی ان
[illegible] کو مسخ کر دیتا ہی کبھی تو ظاہری حالت مین بھی جیسے قولہ قلنا لہم کونوا قردۃ خاسئین۔ اور کبھی صرف باطنی حالت سے چنانچہ
[illegible] لوگ باطن صورت سے مسخ ہو جاتے ہین اور خود آگاہ نہین ہوتے ہین کیونکہ اپنے نفس کے مخلوق ہونے پر شاہد نہین تھے تو اپنے
[illegible] کی ماہیت حقیقت نہین پہچانتے ہین۔ ہمین سے کہا گیا کہ جو نفس کو پہچانے رب تعالی کو پہچانے۔ پھر اہل الصدر یعنی جنکے سینہ
[illegible] کے لیے کشادہ کر دیے گئے ہین اُنھون نے اگر اُسکی نگہداشت نہ کی اور شائبہ نفاق سے پاک نہ رکھا تو اسپر وسواس کے لشکر دن
[illegible] ہجوم کرتے ہین اور دے اُسکو تباہ و خراب کر دیتے ہین تو قریہ مذکور اصطلاح تباہ ہوتا ہی۔ اہل النفوس جنکو مکائد نفس سے آگاہی ہوئی
[illegible] نے نفس کو اصطلاح پاک نہ کیا کہ مجاہدہ سے اُسکو صاف کرین تو چھوڑ دیے جاتے ہین کہ نفس اپنی شہوات مین چرے اور
[illegible] محجوب ہو۔ اور اہل قلب نے اگر قلب کو انوار غیب کے ساتھ رعایت نہ رکھا اور خطرات مذمومہ کو اُس سے دور نہ کیا
[illegible] کے بیشمار سے قلب محجوب ہوتا ہی اور اگر اہل عقل نے عقل کو اصطلاح استعمال نہ کیا کہ وہ افکار صفات مین جولان ہو اور
[illegible] اُسکو سیر کرے تو وہ عجائب انوار سے محجوب ہو جاتی ہی اور اہل ارواح نے اگر روح کو میدان ملکوت مین بطلب مشاہدہ
[illegible] دوام کی پابندی مین وہ حق سے شاغل ہو جاتی ہی اور اہل الاسرار نے اگر اُسکے حقائق و ماہیت کو نہ پہچانا اصطلاح
[illegible] کے علوم غیبی کے راستہ ہین تو وہ احکام ربوبیت کے کشف سے خالی چھوڑے جاتے ہین۔ اہل الظاہر نے اگر منعم
[illegible] کی طرف مشغول رہے تو اللہ تعالے اُنکو اپنی طرف سے منہ موڑے ہوے نعمت مین مشغول کر کے ہلاک
[illegible] ظاہر ہے کہ جب لوگون نے اللہ تعالی کی نعمتون کا جو اُنپر تھین شکر نہ کیا اور بمقابلہ بلا کے رضامندی
[illegible] کے بجا لاے داعی رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ جب اُنھون نے ہمارے اختیار کی خوبی کو ناخوش جانا یعنی جو کچھ ہمنے

Marfat.com

اُنکے واسطے مقدر کیا تھا اُسپر راضی نہ ہوے تو ہم نے اُنکو اُنکے سونپدینے کے واسطے کیا اور یہ ا
حضرت موسی و خضر علیہما السلام کا حال بیان فرماکر تنبیہ کی کہ یہودیون نے امتحانی سوال
کہ دین تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم بنی ہین اور اصل یہ ہی کہ نبوت کے واسطے یہ شرط نہین ہی کہ
وحی ہی چنانچہ موسی علیہ السلام باوجود اس نور نظر کے خضر علیہ السلام کے

وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِفَتٰىهُ لَآ اَبْرَحُ حَتّٰٓى اَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ اَوْ اَمْضِيَ

اور جب کہا موسے نے اپنے جوان کو مین نہ ہونگا جبتک نہ پہونچون دو دریا کے ملنیکی جگہ

بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوْتَهُمَا فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا ۝ فَلَمَّا جَاوَزَا

ملاپ تک بھول گئے اپنی مچھلی پھر اُسنے اپنی راہ کی دریا مین سرنگ بناکر پھر جب آگے گئے

لَقَدْ لَقِيْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا ۝ قَالَ اَرَءَيْتَ اِذْ اَوَيْنَآ اِلَى الصَّخْرَةِ فَاِنِّيْ

بولا وہ دیکھا تو نے جب ہمنے جگہ کری اُس تکلیف ہمنے اپنے اِس سفر مین

نَسِيْتُ الْحُوْتَ وَمَآ اَنْسٰنِيْهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ اَذْكُرَهٗ ۚ وَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ ۖ عَجَبًا ۝

شیطان ہی نے کہ اُسکا ذکر کرون اور وہ کود گئی اپنی راہ اور مچھلی مجھکو بھلا دیا

ذٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا قَصَصًا ۝ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا

یہی ہی جو ہم چاہتے تھے پھر اُلٹے پھرے اپنے پیر باتے ایک بندہ پایا

اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا ۝ قَالَ لَهٗ مُوْسٰى هَلْ اَتَّبِعُكَ

جسکو دی تھی ہمنے اپنی مہر اپنے پاس سے اور سکھایا تھا اپنے پاس سے ایک علم کہا اُسکو موسے نے کیا

عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ۝ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيْعَ مَعِيَ صَبْرًا ۝

کہ مجھکو سکھاوے کچھ جو تجھکو سکھائی ہی بھلی راہ بولا تو نہ سکے گا

وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا ۝ قَالَ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ صَابِرًا

جس پر تیرے قابو نہین اُسکی سمجھ کہا تو پاوے گا اگر اللہ نے چاہا

وَّلَآ اَعْصِيْ لَكَ اَمْرًا ۝ قَالَ فَاِنِ اتَّبَعْتَنِيْ فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰٓى

حکم بولا پھر اگر میرے ساتھ رہتا ہی تو مت پوچھیو مجھسے کوئی چیز جبتک

واضح ہو کہ اِس قصہ مین عجائب علوم و غرائب اشارات ہین اور جانتک مترجم کو استخراج و تصریح
توفیق ہو گی مختلف مقامات مین اشارہ سے تنبیہ کرتا جائیگا اور اسقدر اشارات
مرفوعہ کے ملانے سے استخراج ہوتے ہین - پھر علماء تفسیر رحمہم اللہ تعالی نے کہا ہی
اِسمین دو قول ہین کہ وے پیغمبر تھے یا ولی تھے پھر اُسمین اختلاف ہی کہ وے
و تحقیق انشاء اللہ تعالی آویگی - اور جو شخص کہ خضر علیہ السلام کے

اولاد یعقوب ہین جو نبی اسرائیل مین سے اُنکے رسول اور صاحب توریت ہین جنکا تذکرہ
اکثر لوگون نے جنہون نے کمال تابعین مین سے بھی ہین کہتے تھے کہ یہ موسی بن عمران نہین تھے بلکہ موسی
تھے اور یہ موسی علیہ السلام سے پہلے نبی ہو گذرے ہین - امام محی السنہ نے کہا کہ قول اول اصح ہی
جب پہلی کتاب مین اللہ تعالے نے موسی ذکر فرمایا مراد اُس سے موسی بن عمران صاحب توریت ہین اور
یہی ذکر ہوا ہے کہ موسی طرف منصرف ہو اور اگر ایسی صورت مین کوئی دوسرا شخص مراد ہوتا تو ضرور تھا کہ
اسکا بیان کر دیا جاوے جس سے اُسکی پہچان ہو جاوے اور موسی بن عمران سے امتیاز ہو جاوے ورنہ بالکل لغت و
عرف ہی بگڑ جاوے ابو حنیفہ تو فقہ مین امام معروف کی طرف متصرف ہی اگر اِس نام سے ہم کوئی اور شخص ارادہ کرین تو قید تعریفی
صاحب ابو حنیفہ دینوری نے کہا یا مانند اِسکے جس سے مشہور اطلاق سے شبہہ رفع ہو اقول یعنی عرف بھی حقیقت عرفی ہی
جیسے عرف فقہا مین ابو حنیفہ کا اطلاق امام اعظم کوفی پر ہی تو حقیقت عرفی ہی پھر اگر اسی طرح اطلاق کے ساتھ ہم دوسرا شخص مراد لین
حقیقت عرفی چھوڑ کر مجاز لین تو لازم آویگا کہ لفظ بدون قرینہ کے مجاز کی طرف راجع کرین اور یہ ممنوع ہی - اور جن لوگون نے کہا کہ
ان موسی سے صاحب توریت نہین مراد ہین اُنکی طرف سے یہ جواب مذکور ہی کہ قرینہ یہان یہ ہی کہ موسی علیہ السلام پر توریت اُترنے
کے بعد بلا واسطہ ہونے اور اسقدر معجزات عطا ہونے کے بعد یہ بعید ہی کہ وہ سیکھنے و استفادہ حاصل کرنے کے لیے بھیجے جاوین اور
اس کا جواب دیا گیا کہ اسمین کچھ بھی بعد نہین ہی کہ ایک عالم بہت کچھ جانتا ہو لیکن علم مثلث نہ جانتا ہو مثلاً تو اُسکو سیکھنے کے واسطے
دوسرے شخص کی طرف رجوع لاوے جو اور علوم مین اس سے کمتر ہی اور یہ تو امر متعارف ہی - بالجملہ یہی معتمد ہی کہ موسی علیہ السلام وہی صاحب
توریت ہین - **وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ** اور بیان کر دے اے محمد جب کہ کہا موسی نے یعنی جو بنو اسرائیل کا رسول تھا اور اُسپر توریت
اتری گئی اور جو اسرائیل اِس سے خوب واقف ہین اُسنے کہا - **لِفَتَاهُ** اپنے جوان سے اور وہ یوشع بن نون علیہ السلام ہین جو بعد
موسی علیہ السلام کے پیغمبر ہوے اور اُسوقت موسی علیہ السلام کے اصحاب خاص مین سے تھے - ابن کثیر رح نے لکھا یعنی یہ مضمون کہ
لکھا گیا ہی کہ مجمع البحرین پر ایک بندہ اللہ تعالی کے بندون مین سے ایسا علم رکھتا ہی کہ موسی کو اُسکی خبر نہین ہی مین چاہتا ہون کہ
اُسکو ڈھونڈ کر لون **لَا أَبْرَحُ** یعنی برابر مین چلا جاؤنگا **حَتَّىٰ أَبْلُغَ مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ** یہانتک کہ پہونچ جاؤن جہان دونون
دریا ملتے ہین - **أَوْ أَمْضِيَ حُقُبًا** یا چلا جاؤن برسون یعنی اگرچہ مدتون چلا جاؤن ابن جریر رح نے کہا کہ بعض اہل علم
نے ذکر کیا ہی کہ لسان حمیر مین حقب ایک سال ہی اور عبد اللہ بن عمرو سے روایت کی کہ حقب اسی برس اور مجاہد رح نے کہا
حقب دہر جمع کہتا ہی کہ ایک حقب اسی برس ہو تو حقبا جمع کی مقدار نامعلوم رہے اِسی طرح مجاہد کا قول بھی لہذا علی بن ابی طلحہ
نے ابن عباس رض سے قولہ امضی حقبا - کی تفسیر مین کہا یعنی دھر طویل تک - اور قتادہ و ابن زید نے بھی ایسا ہی کہا ہی - پھر
ابن جریر مین مروی ہوئی ہی قتادہ سے مروی ہی کہ وہ بحر فارس و بحر روم ہی اقول اِنکا مجمع کہان ہی وہ مقام متعین نہ ہوا - محمد بن کعب
قرظی سے تک الزیتونہ جربی انتہاے مغرب پر طنجہ کے قریب ہی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہی کہ وہ افریقیہ
ہی اور ابن عباس رض سے نقل کیا جاتا ہی کہ بحرین وہ موسی و خضر علیہما السلام ہین - مترجم کہتا ہی کہ یہ ظاہری تفسیر نہین
معلوم ہوتا ہی کہ موسی علیہ السلام یکتا علم کے بحر ذخار تھے اور خضر علیہ السلام کو دوسرا علم لدنی دیا گیا تھا ان دونون

Marfat.com

کے اتصال سے آب حیات ہی سراج بن ہی کہ بخاری رح نے حدیث روایت کی کہ موسی علیہ
ہوے پس پوچھا گیا کہ روے زمین پر کون سب سے زیادہ عالم ہی موسی نے کہا کہ مین ہون پس
کہا کہ اللہ تعالی جانتا ہی کہ کون سب سے زیادہ عالم ہی پس اللہ تعالی نے موسی کو وحی کی کہ
زیادہ عالم ہی موسی علیہ السلام نے عرض کیا کہ یارب کیونکر مین اس سے ملون فرمایا کہ
گم کرے وہ وہین ہی - ابن کثیر رح نے لکھا کہ مچھلی نمکین بھونکر لے لی تھی - فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا
بین البحرین پر پہونچے - نَسِيَا حُوتَهُمَا تو دونون بھول گئے اپنی مچھلی - اصل بھولنا تو یوشع ن
یون بولتے ہین مثلاً کہتے ہین کہ وہ لوگ روانہ ہوے اور انھون نے فلان مقام سے اپنا توشہ لادا حالانکہ اسکا
یہ کام تھا - بالجملہ وہ مچھلی جو پیٹ بھارسی ہوئی بھونی ہوئی نمکین ساتھ لے لی تھی اور طعام کے وقت اسین سے کھانے
وہان بھولے - ابن کثیر رح نے لکھا کہ جب مجمع البحرین پر پہونچے تو وہان ایک چشمہ پہاڑ کے اندر تھا اور اتفاق سے
جاکر اترے اور پتھر پر سر رکھکر سوگئے تھے اور مچھلی کو اس پانی کے اثر سے پہونچا تو وہ مضطرب ہوئی اور بکل سے نکل
جا پڑی پس یوشع علیہ السلام جاگ پڑے اور مچھلی کو دیکھا کہ پانی مین چڑھتی جاتی ہی اور پانی اسکے لیے مثل طاق کے ہوگیا
اسپس مین ملتا نہین ہی - فَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا پس بنالیا اسنے اپنا راستہ سمندر مین مانند سرب کے
جیسے زمین سرب یعنی سرنگ ہوتی ہی - ابن جریر رح نے ذکر کیا کہ ابن عباس رض نے کہا کہ اسکا اثر پانی مین ہوگیا گویا پھر ہی پانی
نہین ہی اور عوفی نے ابن عباس سے روایت کی کہ مچھلی جہان پانی کو چھوتی تھی وہ خشک مثل پتھر کے ہوجاتا تھا محمد بن اسحٰق نے
حدیث حضرت صلعم مین روایت کیا کہ ایسا حوض کبھی آدمیون نے نہ دیکھا جیسا کہ مچھلی کی چال سے پانی مین بنا تھا کہ مثل روشندان کے بنا
گیا تھا یہانتک کہ موسی ع نے لوٹ کر اسکو دیکھا اور پہچانا کہ ہم یہی چاہتے تھے - اقول حدیث آگے آویگی - اور یہ سرب دور تک کنارے کے
سے چلی گئی تھی یہانتک کہ اسکی انتہاء ایک جزیرہ تک تھی اسی کے نشان پر موسی وہان پہونچے اور خضر ع کو پایا - ولیکن یوشع ع کے جاگنے
یہ حال عجیب دیکھنے کے بعد جب موسی ع جاگے تو یوشع ع انکے ادب و رعب مین انسے یہ حال بیان کرنا بھول گئے فَلَمَّا جَاوَزَا
دونون تجاوز کرکے اس مقام سے جو پتھر کی چٹان کے پاس تھا وہان سے گذر گئے ابن کثیر رح نے لکھا کہ ایک مرحلہ نکل گئے قَالَ لِفَتَاهُ
اٰتِنَا غَدَاءَنَا تو موسی نے یوشع سے کہا کہ لاہمارا صبح کا کھانا یعنی مچھلی کے ساتھ تاکہ قوت حاصل ہو لَقَدْ لَقِينَا مِنْ
هٰذَا نَصَبًا ہمکو پہونچا تعب اپنے اس سفر مین یعنی جو اس مقام سے جان ہوئے تھے یہانتک گذرا ہی
کی طرف اشارہ ہی جو مچھلی گم ہونے کے بعد تجاوز کر گئے تو اسی سفر مین موسی علیہ السلام کو تھکن معلوم
یوشع نے موسی سے - اَرَءَيْتَ یہ آپ نے دیکھا کہ - اِذْ اَوَيْنَا اِلَى الصَّخْرَةِ
نَسِيتُ الْحُوتَ تو مین مچھلی کو بھول گیا - وَمَا اَنْسَانِيهُ اِلَّا الشَّيْطٰنُ اَنْ
اس کو مجھے مگر شیطان نے کہ مین اس کا ذکر کرون - وَاتَّخَذَ سَبِيلَهُ فِي الْ
اپنا راستہ سمندر مین عجیب - یعنی تعجب موسی علیہ السلام نے کھانے کو مانگا اور
یوشع نے جواب مین بطور استفہام تعجب کے کہا کیونکہ یہ عجیب بات ایسی تھی کہ

...ان بھول گئے تو نجب سے کہا کہ آپ نے یہ دیکھا کہ جب ہم صخرہ پر پہونچے تو وہان مین نے مچھلی کو گم کیا وہی مجمع البحرین ...ور بیشک وہی ہے لیکن مجمع البحرین نہین کہا کیونکہ صخرہ تو ایک خاص مقام تھا اور شاید کہ مجمع البحرین وسیع مقام مراد ہو تو جہان وقوع ...ا اسکو بیان کر دیا کہ صخرہ کے پاس جب اترے تو مین نے مچھلی کا واقعہ آپ سے ذکر نہین کیا اور یہ مراد نہین کہ مین خود مچھلی کو بھول گیا ...بلکہ یہی مراد ہے کہ مچھلی کے واقعہ کو ذکر کرنا بھول گیا اُسوقت جب کھانے مین مانگی گئی تو اُسکا واقعہ یاد آیا اور مجھے شیطان نے وسوسہ ...ڈالکر اُسکا ذکر کرنا فراموش کرا دیا تاکہ ہم لوگ اِس مقام سے یہانتک تعب اُٹھاوین اور وہ مقام بھول جاوین جہان مانند مجمع البحرین ...کے مجمع موسیٰ و خضر سے علوم حاصل ہوتے اور جس سے شیطان کو سخت غم ہوتا پس اُسنے مجھے اِسکا ذکر کرنا بُھلا دیا اور مچھلی وہان گم ہوئی ...اسطرح کہ اُسنے سمندر مین اسطرح اپنا راستہ لیا کہ وہ عجیب ہے۔ طبری کی تاریخ مین ابو الشجاع سے مروی ہے کہ مین وہان گیا اور مین نے ...اُسکو دیکھا تو وہ مچھلی کا ایک طرف ہے اُسمین اُسی طرف والی آنکھ ہے اور دوسری طرف کچھ گوشت نہین ہے بلکہ کھال باریک ہے جسکے نیچے ...کانٹے نظر آتے ہین۔ بہرحال وہ مچھلی وہان گم ہوئی۔ **قَالَ** موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ **ذٰلِكَ** یہی مقام تو **مَا كُنَّا نَبْغِ** وہ ہے جسکو ہم تلاش کرتے تھے۔ نبغی کی یا رحالت وقف مین مرسوم نہین ہوتی اور حالت وصل مین نبغی مرسوم ہوتی ہے اور ابن کثیر قاری کے ...نزدیک دونون حالت مین مرسوم ہوتی ہے **فَارْتَدَّا** پس دونون لوٹ پڑے۔ **عَلٰٓى اٰثَارِهِمَا** اپنے نشان قدم پر **قَصَصًا** درحالیکہ انھین نشان پر قدم دھرتے آتے تھے۔ قتادہ رح نے کہا یعنی جیسے گئے تھے اُنھین پیرون لوٹے۔ سراج ...مین ہے کہ اگر کہا جاوے کہ یوشع علیہ السلام کو شیطانی وسواس سے مغلوبیت کیونکر ہوئی کہ اُسکو بھول گئے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ...فرمایا انا سلطانہ علی الذین یتولونہ۔ یعنی شیطان کا غلبہ اُنھین پر ہوتا ہے جو اُسکے ساتھ دوستی کرین تو جواب یہ ہے کہ غلبۂ شیطان اور چیز ...ہے اور وسوسہ سے فراموشی ہونا دو طرح پر ہے ایک یہ کہ مقرر ہو اور دوم یہ کہ اُسمین مزید قرب و منزلت ہو تو یہان غلبہ نہ تھا کیونکہ اب اُنھون ...نے یاد کر لیا اور اُنکے حق مین مقرر نہ تھا جس سے کوئی طاعت فوت ہوئی ہوتی بلکہ اُنکے حق مین ترقی ہوئی اِسطرح کہ اول سفر سے صخرہ ...تک موسیٰ علیہ السلام کو تعب معلوم نہین ہوا اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت تھی تو جو سفر نیک کہ مشقت کے ساتھ ہو اُسمین زیادہ عروج ہے ...اسی سفر مین اِس ایک مرحلہ مین وہ مشقت جمع کر دی گئی تاکہ کامل ہو پس شیطان نے جو اُنپر مکر کا دانون چلنا چاہا تھا اللہ تعالیٰ ...نے اِس مکر کو اُنکے حق مین عین صواب کر دیا اور یہ بھی فائدہ ہوا کہ اُنھون نے صخرہ تک پہونچکر پانی کو اسی طرح سنجاب و سرب کی ...حالت مین دیکھا اور وہ سرب مقام مطلوب تک منتہی ہو چکا تھا۔ اور مانند اِسکے دوسرے خوارق عادات ہین۔ ایک تو بھونی ہوئی مچھلی ...کا زندہ ہو گئی اور دوم یہ کہ مچھلی مین سے جو کھایا گیا جو ایک طرف کا حصہ تھا وہ پورا ہو گیا۔ مترجم کہتا ہے کہ یہی ظاہر ہے کہ وہ مچھلی مسلم ...تھا اور تاریخ طبری سے جو روایت گندی چندان معتبر نہین ہو سکتی اور اگر وہی صحیح ہو تو زیادہ عجیب ہے کہ نصف مچھلی اِسطرح زندہ ...ہو گئی اور سوم یہ کہ پانی اپنے مدخل سے رُکا رہا مانند اِسکے آیات قدرت ہین۔ اور ایسے امور کچھ بھی مستبعد نہین چنانچہ امت ...سابقہا علیہا الصلوٰۃ والسلام مین واقع ہوئے ہین بیہقی نے اواخر دلائل النبوۃ مین اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کی ...ہے صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک بھونی ہوئی بکری لائی گئی پس آپ نے بعض اصحاب سے فرمایا کہ مجھے اسکا دست دیدے ...بعض حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دست زیادہ پسند تھا پس اُسنے پیش کیا پھر آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اسکا دست ...دیدے دوسرا دست پیش کیا اُسکے بعد پھر آپ نے فرمایا کہ اُسکا دست مجھے دیدے تو قبل اِسکے کہ وہ شخص ہاتھ ڈالے

پہلے سے بول دیا کہ یا رسول اللہ دست تو وہی ہوتے ہین ابھی آپ کے ہونٹ کلمہ سے ہلے بھی نہین کہ
کر قسم اُسکی جسکے قبضۂ قدرت مین میری جان ہی کہ اگر تو خاموش رہتا تو ہر آئینہ تجھے دست
دے - وقد رواہ غیرہ ایضاً اور اسمین خبر صریح ہی کہ اگر خاموش رہتا تو ہر نعالی اُسکے
جاتا - اور رہا اِس مچھلی کا زندہ ہونا تو نظیر اُسکی وہ ہی جو خیبر کے ایک یہودیہ نے بکری
علیہ وسلم کی دعوت کی تھی تو جب آپ نے اُسمین سے دست کو لیا تو اُسنے کہا کہ یا رسول اللہ
گیا ہی - بلکہ یہ اُس سے بہت بڑھکر ہی کیونکہ وہ مچھلی بھنی ہوئی تو فقط زندہ ہو گئی اور اُس بھونی بکری
باتین بزبان انسانی - اور ایسے ہی جذع خشک کا رونا اور پتھرون کا سلام کرنا اور سنگریزون کا تسبیح پڑھنا
اور مانند اُسکے اور بھی زیادہ بڑھکر بہ نسبت زندہ کے اندر حیات عود کرنے کے - بیہقی نے دلائل النبوۃ مین
کی کہ امام شافعی رح نے کہا کہ جو اللہ تعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا وہ کسی نبی کو نہین دیا تو مین نے امام
کو تو مردے زندہ کرنا دیا تھا تو امام نے فرمایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ٹیک سے خشک ستون زندہ کرنا دے
آپ خطبہ پڑھتے تھے اور جب منبر تیار کیا گیا تو وہ بچون کی طرح رویا کہ خوب اُسکی آواز سنی جاتی تھی تو بہ اُس سے بہت بڑھ
انتہی مترجما - خطیب رح نے کہا کہ مردے زندہ کرنے مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بلکہ آپ کی بعض امت سے بہت کچھ ہی
انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ ہم صفہ مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت کوئی اپنا بیٹا اُسکے
لڑکا تھا پس آپ نے عورت کو تو عورتون کی مہمانی مین بھیجدیا اور اُسکے لڑکے کو ہمارا مہمان کر دیا پھر وہ کچھ ہی دن بیمار رہکر
لڑکے کو مدینہ کی وبا لگی اور وہ چند روز بیمار رہکر انتقال کر گیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی آنکھین بند کین اور اُسکی تجہیز
دیا پھر جب ہم نے اُسکو نہلانا چاہا تو آپ نے حکم دیا کہ جاکر اُسکی ماں کو اطلاع کر دے پس اُسکی ماں آئی اور اُسکے دونون پاؤن کے
اور دونون قدم اُسکے پکڑ لیے اور کہنے لگی کہ الٰہی مین اپنی خوشی کے ساتھ تیری فرمانبردار ہوئی ہون و اسلام لائی ہون اور مین
بتون سے بیزاری کر لی ہی اور رغبت سے تیری طرف ہجرت کر کے آئی ہون الٰہی مجھے بت پرستون کا مطعون نہ بنا یون نہ
سے مجھپر ایسے بار کو مت ڈالیو کہ مجھ سے اُٹھ نہ سکے انس رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ واللہ اِس عورت نے اپنا کلام تمام نہ کیا تھا
اِس لڑکے نے اپنے قدم ہلائے اور اپنے چہرے سے کپڑا ہٹا دیا اور اِسکے بعد پھر زندہ رہا یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پائی اور یہانتک کہ اُسکی ماں نے انتقال کیا - اور رہا یہ کہ اِس قصہ مین پانی کا جم جانا تو چاہیے پہلے سے
ضرورت کے واسطے پہلے سے نہ پھٹے یکسان ہی چنانچہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر
کو سردار کیا پس راہ مین اُنکو سخت گرمی پہونچی اور وے بہت پیاسے ہوے - بعض اہل لشکر نے
ڈھلا تو سردار نے ہمارے ساتھ دو رکعتین پڑھین پھر اپنے ہاتھ دعا کو اُٹھائے اور ہم نے آسمان
قسم ہی اللہ تعالی کی کہ سردار نے اپنے ہاتھ نیچے نہ کیے تھے کہ اللہ تعالی نے ایک ابر بھیجدیا
کہ ہم نے ہانڈیان اور مشکین بھر لین اور پی و پلایا پھر ہم لوگ روانہ ہو کر دشمن تک پہونچے تو
نے خلیج پر توقف کیا اور کہا کہ یا علی یا عظیم یا حلیم یا کریم پھر کہا کہ بسم اللہ پار اترو پس ہم

ف بعنی دو بیس سے
وسعہ ان السرایا
سے بعض دو
جہان سے
نہ پہنچا ارکان سے
دو

[illegible] دشمن کو پاکر حملہ کیا اور فتح کرکے قتل و گرفتار کیا پھر ہم لوٹ کر خلیج پر آئے تو پھر وہان سردار [illegible] اور ہم کو بھی اوج آسمان خلیب [illegible] نے کہا کہ ایسی کرامات مین روایات بہت کثرت سے ہین - اب ہم تفسیر کی [illegible] حضرت موسی علیہ السلام مع اپنے فتی کے اپنے نشان قدم پر لوٹے - بقاعی رح نے کہا کہ اس سے ظاہر ہوتا ہے [illegible] کہ وہان مجمع البحرین شور کا مقام رشید یا دیباط پر ملک مصر سے ہے اور مؤید اسکا وہ ہے جو حدیث [illegible] مین ہے کہ مچھلی نے کشتی مین [illegible] وہان پیدا تھا کیونکہ بحر شور سے چڑیا پانی نہین پیتی ہے اور بلاد رشید مین یہ بات مشہور بھی [illegible] ہے کہ ایک مچھلی کا ایک طرف کا دھڑ ندارد تھا اور پانی مین رواں تھی اور کہتے ہین کہ وہی مچھلی [illegible] اور شیخ ابن عادل رح نے کہا کہ کلام مین کوئی ایسا لفظ نہین ہے جس سے معلوم ہو کہ وہ بحرین کون ہین اور [illegible] ہے پھر اگر کسی حدیث صحیح سے کچھ ثابت ہو تو البتہ اُسپر اعتماد ہوگا ورنہ اسمین قیاسات کی گفتگو سے سکوت کرنا [illegible] موسی علیہ السلام مع فتی کے نشان قدم پر آتے آتے وہان پہونچے جہان مچھلی گم ہوئی تھی تو وہان پانی مین [illegible] ہوکے اور وہ نشان چلا گیا تھا ایک جزیرہ تک تو اُسی نشان پر وہان پہونچے۔ فَوَجَدَا عَبْدًا [illegible] ہمارے بندون مین سے ایک بندہ پایا - یہی خضر علیہ السلام ہین جیسا کہ احادیث صحیحہ مین دلیل موجود [illegible] اور اسمین اختلاف ہے کہ اُنکا نام و نسب کیا ہے بعض نے کہا کہ بنو اسرائیل مین سے تھے اور بعض نے کہا کہ آن بادشاہون مین سے [illegible] خسرون نے ترک کرکے زہد اختیار کیا اور کہا گیا کہ نام اُنکا بلیا بن ملکان ہے اور وہ نوح علیہ السلام کی نسل سے ہین اور کعب [illegible] عباس رض اور ابن عباس رض سے روایت کیجاتی ہے کہ آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے ہین اور اُنکی عمر مین تاخیر دی گئی ہے یہانتک کہ [illegible] رجال کو جھوٹا بتلا دینگے اس روایت کی صحت مین نظر ہے بلکہ دلیل سے معلوم ہوتا ہے کہ صحیح نہین ہے - بخاری وغیرہ نے ابوہریرہ رض [illegible] روایت کی کہ وہ ایک صاف خشک زمین پر بیٹھے تھے وہ اُنکے نیچے سبز ہری بھری ہوگئی - بعض نے کہا کہ وہ ایک فرشتہ [illegible] صحیح نہین اور نہ قابل اعتبار ہے - اور شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کتاب الرد علی المنطقین مین لکھا کہ بعضے ملحد صوفی یہ گمان [illegible] مین کہ وہی خضر تھا جو موسی علیہ السلام سے ملاقی ہوا اور یہ قول اُنکا نہایت کھلا ہوا بدتر جھوٹ ہے اور خضر بقول صواب اس سے [illegible] نقل کر چکے ہین اور جو لوگ کہتے ہین کہ خضر زندہ ہین جیسے مسلمانون مین سے بعضے عابدین و زاہدین و عامہ اور بہت سے یہود [illegible] مسلمین ایسی غلطی اُٹھائی کہ جسمین کچھ شک نہین ہے اور اُنکے غلطی کھانے کا سبب یہ ہوا کہ اکثر ایسے مقامات مین [illegible] ہے اُنھون نے ایسے شخص کو دیکھا جو صورت سے زاہد معلوم ہوتا ہے اور اُسنے کہا کہ مین خضر ہون حالانکہ یہ [illegible] ہوتا ہے بصورت آدمی متمثل ہوگیا اور اُسنے ظاہری راہ بتلانے وغیرہ سے اُسکو مطمئن کیا اور باطن مین عقیدہ فاسد [illegible] کو بہت سے واقعات سے معلوم کر لیا ہے حتی کہ یہین ریوہ دمشق مین جہان ہم نے یہ کتاب لکھی ہے ایک شخص [illegible] مین کہ بیچ مین ایک شخص کی صورت دیکھی جس نے دونون پہاڑون کے درمیان کو بھر لیا اور اسکا سر پہاڑ کے چوٹی تک پہونچا [illegible] اور مین نے بہت اولیاء سے سنا اور جس شخص نے اُسکو دیکھا تھا اُس سے کہا کہ تو مرد صالح اور تو ولی اللہ ہے اور [illegible] مین ہمکو ایک رومال جسکو ایک بیل پر بھول آیا تھا اور لینے جاتا تھا اُٹھا کر اُس شخص کو دیدیا - اور ایسی حکایات بہت ہین [illegible] کو مین نے خضر کو دیکھا ہے اور وہ شخص سچا آدمی ہے تو تین حال سے خالی نہین یا تو جو اُسکے ذہن مین ہے وہ اُسکے

Marfat.com

واسطے متخیل ہوگیا اور اُسنے گمان کیا کہ مین نے خضر کو دیکھا جیسا کہ بہت سے ارباب ریاضات کو
مفتون اُنکے واسطے خارج مین متخیل ہوجاتے ہین اور یا یہ ہوا کہ کوئی جنّی اُسکے واسطے بصورت
بتادے یا دنیا کی کوئی چیز دیدے و باطن مین اُسکو گمراہ کرے اور یہ بہت زیادہ واقع ہوتا ہی اور
کیا جسکا بیان کرنا طویل ہی۔ اور یا یہ ہوا کہ اُسنے در واقع کسی انسان کو دیکھا مگر گمان کیا کہ
اُس جنی یا انسے نے بھی کہدیا کہ ہان مین خضر ہون تو یہیے اُسکو بالکل یقین ہوگیا حالانکہ اُسنے غلط کہدیا اور
لشہ سے خارج نہین ہی۔ اور احادیث تو اِس بارہ مین بہت ہین جنسے معلوم ہوا کہ خضر زندہ نہین ہین تو مقصود
قریب ہی اور لوگ اِسمین دھوکا کھاتے ہین اِسی واسطے کسی صحابی سے منقول نہین کہ اُسنے خضر علیہ السلام کو دیکھا
ملاقات کی حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم بہ نسبت تمام خلایق کے علم و ایمان مین اکمل تھے اور یہی وجہ تھی کہ شیطان کو اُنپر تلبیس
نہ ملا جیسا کہ اُسنے بہت سے عابدون پر اپنا دام تلبیس پھیلا دیا اور اِسی وجہ سے بہت سے کفار یہود و نصاری کے پاس
جسکو خضر گمان کرلیتے ہین اور اُنکی بیعہ و کنیسہ مین آتا ہی اور اکثر اُنسے باتین کرجاتا ہی اور در حقیقت وہ شیطان ہی کہ اُنکو گمراہ کرنے
اور خضر علیہ السلام زندہ نہین ہین اور دلیل قطعی اسپر یہ ہی کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو اُنپر واجب تھا کہ حضرت رسول اللہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوکر ایمان لاتے اور آپ کے ساتھ جہاد کرتے جیسا کہ اللہ تعالی نے عہد لیا ہی بقولہ واذا خذ اللہ میثاق النبیین
لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ الآیۃ اور خضر نے تو عوام الناس مین بعض کی کشتی درست
کردی تو صحابہ رضی اللہ عنہم مین کیون نہ آتے اور وہ اگر نبی ہون تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنسے افضل ہین اور اگر وہ نبی
نہ ہون تو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وزیرین ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما اُنسے افضل ہین جیسا کہ اپنے مقام پر مفصل
مذکور ہی انتہی مترجما من الفتح اور اسمین کلام آخر قصہ مین انشاء اللہ تعالی آویگا۔ غرضکہ موسی وقتی نے وہان خضر کو پایا جسکو اللہ
نے اپنے بندون مین سے ایک بندہ بیان فرمایا۔ اور اُسکے دو وصف بتلائے اول۔ اٰتَیْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا
ہم نے اُسکو اپنے پاس سے رحمت دی تھی۔ ابن عباس سے روایت ہی کہ رحمت یہان نبوت وہدایت ہی۔ اور جمہور مفسرین
کے نزدیک وہ ولایت ہی۔ پس ظاہر ہوا کہ خضر کی نبوت کا قول بعض کا ہی اور جمہور کے نزدیک وہ ولی تھے۔ اور دوسرا وصف
وَعَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا اور ہم نے اِسکو اپنے پاس سے ایک علم سکھلایا تھا یعنی علم الغیب مین سے کچھ
اِسکے مخصوص کردیا تھا پس اسقدر اور دون کے نزدیک غیب تھا اور خضر کے واسطے غیب نہین تھا اور نہ یہ کہا جاسکتا ہی کہ وہ
علم الغیب جانتا تھا تاکہ لازم آوے کہ علم الغیب اللہ تعالی کے واسطے مخصوص نہین ہی ہان یہ کہا جاسکتا ہی کہ وہ بعض
جانتا تھا جو غیب ہین۔ زجاج رحمہ نے کہا کہ اِس قصہ سے ثابت ہوا کہ جو شخص خوب علم جانتا ہو اُسکو یہ نہ چاہیے
اور نہ چاہیے کہ اپنے کو سب سے زیادہ عالم جانے۔ امام بخاری وغیرہ نے اِسی سے استدلال کیا کہ علم
وسفر افعال نبوت سے ہی۔ سراج منیر مین ہی کہ جب موسی علیہ السلام خضر کے پاس پہنچے تو کہا کہ
تیری اِس زمین پر سلام گمان ہوا ہی کہا وعلیک السلام یا نبی بنو اسرائیل تو موسی نے کہا کہ آپ
جی ہون کہا کہ جس نے آپ کو بتلایا کہ مین اِس جگہ ہون اور کہا کہ

موسیٰ علیہ السلام کو باقی رہے۔ مترجم کہتا ہے کہ یہ ضعیف قول ہے یعنی اسکا ثبوت قوی نہیں ہے
موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب تعالیٰ سے سوال کیا تھا کہ اے رب تیرے بندون مین سے مجھے کون زیادہ
پسند ہے جسے یاد کرے اور نہ بھولے۔ پوچھا کہ تیرے بندون مین کون اچھا قاضی ہے فرمایا کہ جو حق کے ساتھ حکم
کرے اور نفس کو دخل نہ دیوے۔ پوچھا کہ تیرے بندون مین کون زیادہ عالم ہے فرمایا کہ جو لوگون کے علم تلاش کرکے اپنے
علم کو شاید ایسا کلمہ پاجاوے جو اُسکو نیک خصلت کی ہدایت کرے یا بد خصلت سے احتراز بتلاوے۔ پوچھا کہ تیرے بندون
سے افضل ہو تو مجھے اُسکی راہ بتلاوے فرمایا کہ خضر تجھ سے زیادہ عالم ہے پوچھا کہ مین کہان تلاش کرون فرمایا کہ کنارہ سمندر
کے پاس پوچھا کہ کیسے پاؤن فرمایا کہ مکتل مین ایک مچھلی رکھے جہان گم ہو وہین ہے۔ مترجم کہتا ہے یہ ابن جریر نے روایت
کیا لیکن صحیح اس بارہ مین وہ ہے جو آگے حدیث شریف و روایات صحیحہ مین آویگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور رازی وغیرہ نے تو یہ لکھا
کہ آپ نے لکھا یعنی ایک علم ہمنے اُسکے دل مین بغیر واسطہ ڈالدیا۔ مترجم کہتا ہے کہ غزالی رح نے احیاء مین لکھا جسکا حاصل یہ
ہے کہ ریاضات وغیرہ سے قلب کا دروازہ جانب اعلیٰ کو مفتوح ہوجاتا ہے جس سے علم لدنی بغیر طریقہ تعلم و تعلیم کے حاصل ہوتا ہے اور رازی
نے کہا کہ اہل تصوف ایسے علم کو جو بطریق مکاشفہ حاصل ہو علم لدنی کہتے ہین پس جب بندہ نے ریاضات مین سعی کی اور ظاہر کو
عبادت سے مزین کیا اور نفس کو علائق سے خالی کیا اور اخلاق رذیلہ سے پاک کیا اور اخلاق جمیلہ سے پر کردیا تو قوائے حسی خیالی
پاک ہوجاتے ہین اور قوائے عقلیہ قوی ہوتے اور انوار الٰہیہ جو ہر عقل مین منور و روشن نظر آتے ہین اور معارف حاصل ہوکر
بغیر واسطہ کے کامل ہوتے ہین اور اسی کو علم لدنیہ کہتے ہین۔ مترجم کہتا ہے اہل تصوف کے نزدیک جسم و قوائے ظاہری
کو ظاہر و باطن جب شریعت پر مضبوط و متمرن کرلیتا ہے اور قلب مین نور ایمان راسخ ہوجاتا ہے تو اسمین وہ علم حاصل ہوتا ہے جو
حدیث و طبرانی وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ جب آدمی نے عمل کیا اُسپر جو جانا تو اللہ تعالیٰ اُسکو علم اسکا دیتا ہے جو اُسنے نہین جانا
یہ علم خضر علیہ السلام کو دیا گیا تھا قَالَ لَهُ مُوسٰى یعنی کہا موسیٰ نے خضر سے بطور ادب و تلطف کے۔ هَلْ اَتَّبِعُكَ کیا
تیری اتباع کرون عَلٰٓى اَنْ تُعَلِّمَنِ تعلمنی تمبت رکھا یا رکو تا نافع و ابو عمرو نے وصل مین نہ وقف مین۔ و ابن کثیر نے دونون
مین اور باقیون نے حذف کیا۔ اس شرط پر کہ آپ مجھے سکھلا دیجیے مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا کچھ اسمین سے جو آپ کو سکھلایا
گیا ہے یعنی علم کہ جو مجھے راہ صواب کا ارشاد کرے۔ اسمین دلیل ہے کہ سیکھنے والا تابع سکھلانے والے کا ہے اور اس سے یہ نہین ثابت ہوتا
کہ موسیٰ سے بڑھا ہوا ہے کیونکہ کبھی فاضل کوئی بات اپنے شاگرد سے لیتا ہے جسکو فقط شاگرد ہی جانتا ہو۔ اور یہان علم موسیٰ
علم شریعت و حکم بحسب ظاہر تھا اور علم خضر علیہ السلام کا علم بعض غیب کا و معرفت باطن کا تھا۔ اور بعضے گراہون نے یہان
کہا کہ ولی کا مرتبہ نبی سے بڑھا ہوا ہوتا ہے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نبی کو خضر ولی سے سیکھنے کا حکم ہوا ہے اور یہ زعم بالکل کفر ہے
موسیٰ علیہ السلام نے خضر سے یہ درخواست کی تو۔ قَالَ اِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا خضر نے کہا کہ آپ
نہ کرسکینگے میرے ساتھ صبر کی۔ شاید خضر نے یہ بھی علم لدنی سے معلوم کیا ہو جب ہی حرف ان و لن وغیرہ سے
کہا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہ کرسکوگے۔ یا اس دلیل سے کہ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلٰى مَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا
اور جس بات پر کہ آپ نے احاطہ نہین کیا آگاہی سے۔ یعنی جس بات کا آپ کو علمی احاطہ نہین ہے اسکے فقط ظاہر کی

Marfat.com

حال کو دیکھکر آپ کیونکر صبر کرینگے حالانکہ ظاہر مین وہ منکر و مذموم معلوم ہوتے ہین اور مو
کرتا ہے۔ قَالَ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ صَابِرًا وَلَآ أَعْصِي لَكَ أَمْرًا
انشاء اللہ تعالی صابر اور مین نہین نافرمانی کرونگا آپ کی کسی امر مین۔ یہی طریقت ہے کہ شیخ صالح
و طریق سنت پر مستقیم ہے اسکے اتباع مین اسکے کسی امر مین نافرمانی نہ کرے۔ مترجم کہتا ہے کہ
نے انشاء اللہ کہا تھا مگر پھر بھی کام پورا نہ ہوا اور جواب یہ ظاہر ہوا کہ اگر اسی قدر رہتا تو انشاء اللہ تعالی
خضر علیہ السلام نے اُنپر ایک شرط لگائی کہ سوال نہ کرین اور موسی علیہ السلام نے اُسکی نسبت کچھ وعدہ
ظاہری کے اور آخر اسی شرط مین خلل ہوا کہ قبل از وقت اُنھون نے سوالات کیے اور وہی باعث افتراق
کسی تفسیر مین اس سے تعرض نہین دیکھا۔ کبیر و سراج وغیرہ مین ہے کہ اس آیت کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسی علیہ السلام
سکا و تلطف کے بہت الوان کی رعایت رکھی اول تو اہل اتبعک مین اجازت چاہی کہ مین اپنی نفس کو آپ کے تابع کرون پھر
نفس کو آنکے تابع کرنے کی تصریح کردی اقول ضرور ہے کہ نفس تابع حکم شیخ ہو وفی الحدیث کوئی مومن نہوگا جب تک اُسکا نفس
یعنی خواہش اُسکے تابع نہو جو مین لایا ہون۔ سوم تولہ علی ان تعلمنی سے اقرار کیا کہ مجھے نہین معلوم اور آپ عالم ہین جاہل عالم
سے بعض وہ علم مانگا جو خضر کو معلوم تھا گویا کہا کہ مین یہ نہین چاہتا کہ آپ مجھے اپنے برابر کردین بلکہ جو آپ کو علم ہے وہین سے ایک
مجھے بھی عطا کرین نیجم اسمین یہ صریح اقرار ہے کہ آپ کو اللہ تعالی کی طرف سے یہ علم حاصل ہے مجھے اسمین کچھ وہم و شک نہین ہے ششم
رشد اسے درخواست ارشاد و ہدایت ظاہر ہے ہفتم ستجدنی ان شاء اللہ صابرا۔ مین آنکی مرضی پر نظر ہے ہشتم ولا اعصی لک امرا۔ آپ کے
حکم کی نافرمانی نہین کرونگا۔ پس معلوم ہوا کہ متعلم پر واجب ہے کہ پورے طور سے تواضع و عاجزی کا اظہار کرے اور معلم کی شان مین نظر عظمت
کا لحاظ رکھے اور معلم پر ہمیشہ نرمی واجب نہین بلکہ اگر وہ سختی کو مناسب سمجھے تو احیانا یا کسی وقت تک سختی کرے یا اللہ تعالی اعلم
ہے کہ جب موسی علیہ السلام نے تعلیم کی درخواست کی تو خضر نے کہا کہ علم کے واسطے توریت کافی اور جبرئیل کے واسطے خواص بنی اسرائیل کافی
تو موسی علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالی کے حکم سے حاضر ہوا ہون۔ قَالَ فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِي فَلَا تَسْـَٔلْنِي عَن شَيْءٍ
کہا کہ پھر اگر آپ میری اتباع کرتے ہین تو مت پوچھیو مجھ سے کوئی چیز حَتَّىٰٓ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا
سے اُسکا ذکر بیان کرون۔ حضرت خضر نے اپنی اتباع کے واسطے خود نہین کہا بلکہ اختیار دیا کہ اگر تم یہ اختیار کرو تو یہ کہنا
کہ جبتک مین خود نہ بیان کرون تم اسمین سوال نہ کرنا۔ پھر اللہ تعالی نے اُنکے دریان کے واقعات
فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا رَكِبَا فِي ٱلسَّفِينَةِ خَرَقَهَا قَالَ
پھر دونون چلے یہانتک کہ جب چڑھے ناؤ مین اُسکو پھاڑ ڈالا موسی نے
أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا إِمْرًا قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن
اسکے لوگون کو ڈبونے کی ایک چیز انوکھی بولا مین نے نہ کہا تھا
تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ وَلَا
میرے ساتھ ٹھہرنا کہا مجھکو نہ پکڑ

Marfat.com

فَانْطَلَقَا حَتّٰى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ ۙ قَالَ

پھر دونون چلے یہانتک کہ ملے ایک لڑکے سے اسکو مار ڈالا موسیٰ بولا

اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ ۭ لَقَدْ جِئْتَ شَيْـــًٔا نُّكْرًا ۝

تو نے مار ڈالا ایک جان ستھری بن بدلے کسی جان کے تو نے کی ایک چیز نامعقول

[illegible] یہ حدیث بعینہا بین بھی آیا ہی اور امام ابن کثیر رح وغیرہ نے حدیث کو اس مقام پر وارد کرکے پھر آیات کی تفسیر بھی لکھی ہی اور مترجم [illegible] حدیث شریف کے سیاق بین آیات کی تفسیر اپنے اپنے موقع پر آجاوے اور بعضے مضامین جو تفاسیر بین مزید بین آیت کے ذیل [illegible] ہوکر بعد حدیث بیان کردیجاوے تاکہ مضامین کو حاوی اور اختصار کے ساتھ ہو اور بعضی آیات پیچھے سے تفسیر کیجاوین پس امام [illegible] رح نے سعید بن جبیر رح سے روایت کی کہ بین نے ابن عباس رضہ سے کہا کہ نوف بکالی رح (واعظ اہل کوفہ جسکی مان کعب احبار کے نکاح [illegible] بین) زعم کرتا ہی کہ موسیٰ جو خضر کی ملاقات کو گیا تھا وہ موسیٰ نہین جو صاحب توریت و بنو اسرائیل کا رسول تھا۔ ابن عباس رضہ نے [illegible] کہ وہ عدو اللہ جھوٹا ہی (یہ غصہ بین کہدیا کہ خلاف حدیث کے اہل کتاب کی تحریفات پر اعتماد کرتا ہی ورنہ نوف بکالی مرد مسلمان سچے مسلمانون [illegible] سے تھے اور یہ انسے غلطی ہوگئی تھی) مجھ سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے (یہ علماے اہل کتاب بین سے ہین) حدیث بیان فرمائی [illegible] نے رسول اللہ صلعم سے سنا کہ آپ فرماتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام بنو اسرائیل بین خطبہ پڑھنے کھڑے ہوے۔ مترجم کہتا ہی کہ عوفی نے ابن عباس [illegible] روایت کی کہ بعد ہلاک فرعون کے جب بنو اسرائیل مصر بین مستقر ہوے تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو حکم دیا کہ بنو اسرائیل کو وقائع قدرت [illegible] یاد دلاوے کما قال تعالیٰ وذکرہم بایام اللہ۔ اور بخاری رح کی دوسری روایت بین ہی کہ موسیٰ رسول اللہ نے ایک روز لوگون کو وعظ فرمایا [illegible] کہ جب لوگون کی آنکھون سے آنسو جاری ہوے اور لوگون کے دل نرم ہوگئے تو آپ واپس چلے۔ ۱۲۔ پس موسیٰ سے سوال کیا گیا [illegible] لوگون بین سے سب سے زیادہ علم والا کون ہی تو فرمایا کہ بین ہون۔ اقول دوسری روایت بخاری بین یون ہی کہ جب واپس ہوے تو [illegible] شخص نے آن تک پہونچکر پوچھا کہ ای اللہ تعالیٰ کے رسول بھلا تم سے زیادہ علم والا بھی کوئی اس زمین پر ہی فرمایا کہ نہین۔ ۱۲۔ پس اللہ تعالیٰ [illegible] عتاب کیا جب کہ آنھون نے اللہ تعالیٰ کی طرف علم کو نہ پھیرا یعنی یہ نہ کہا اللہ تعالیٰ اعلم ہی پس اللہ تعالیٰ نے اُنپر وحی بھیجی کہ ہان میرا ایک [illegible] مجمع البحرین بین وہ تجھ سے زیادہ علم والا ہی۔ موسیٰ نے عرض کیا کہ یا رب کس طرح بین اُس سے مل سکتا ہون حکم فرمایا کہ اپنے ساتھ ایک [illegible] لے اور اُسکو مکتل بین رکھ پھر جہان تو اس مچھلی کو گم کرے وہ وہین ہی پس ایک مچھلی لیکر اُسکو مکتل بین رکھا اور چلے اور انکے ساتھ [illegible] یشع بن نون علیہ السلام چلا۔ اقول دوسری روایت بین ہی کہ ایک مردہ مچھلی لی۔ اور تیسری روایت بین ہی کہ وہ مالح یعنی [illegible] جہان اُسمین روح پھونکی جاوے وہان ہی پھر مچھلی لیکر اُسکو مکتل بین لیا اور اپنے فتی سے کہا کہ بین تجھے تکلیف نہین دیتا [illegible] کہ دیجو جہان تجھ سے مچھلی جدا ہو یشع نے کہا کہ یہ تو کوئی بڑی تکلیف آپ نے نہین دی ہی پھر چلے۔ ۱۲۔ یہانتک کہ جب [illegible] پہنچے تو دونون نے سر رکھا اور سو گئے اور مکتل بین مچھلی تڑپی اور اُس سے نکل گئی اور جا کر سمندر بین گری فاتخذ سبیلہ [illegible] اسنے اپنا راستہ سرب بنایا اور اللہ تعالیٰ نے مچھلی سے پانی کا روان ہونا روک دیا کہ وہ اُسپر مثل طاق کے ہوگیا پھر جب [illegible] ہوش آیا کہ اُسکو مچھلی کی خبر دے۔ ۱۲۔ اقول دوسری روایت بین ہی کہ پھر ایک وقت بین کہ وہ ایک درخت کے سایہ [illegible] بین تھے کہ مچھلی تڑپی اور موسیٰ اُسوقت سو رہا تھا تو فتی نے کہا کہ بین اُسکو نہ جگاؤن یہانتک کہ جب موسیٰ جاگا

Marfat.com

تو ساتھی مچھلی کی خبر دینا بھول گیا اور مچھلی تڑپی یہانتک کہ سمندر مین جا پڑی اور اللہ تعالیٰ نے اسکا نشان پتھر مین ہر اور عمرو بن دینار راوی نے پان کی طرح اسکی شکل بنلائی ۱۲- پھر دونون جانے صبح ہوگئی اور دن ہوا تو موسی علیہ السلام نے اپنے فتی سے کہا کہ لاؤ ہمارا اسوقت کا کھانا کہ ہم آتنا غدا نا نقد لقینا من سفرنا ہذا نصبا - اور موسی نے تعب نہین پایا یہانتک کہ اس مقام سے جہان اسنے فتی نے کہا کہ ارایت آوا دینا الی الصخرۃ فانی نسیت الحوت وما انسانیہ الا الشیطان ان اذکرہ واتخذ سبیلہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مچھلی کے واسطے سرب تھا اور موسی و فتی کے لیے عجب تھا - اقول ظاہر اموسی کا اسوقت تک عجب ہوا اور واپس ہوکر دیکھکر عجب معائنہ ہوگیا - ۱۲- تو موسی نے فرمایا ذلک ما کنا نبغ فارتدا علی آثارہما قصصا - الخضر نے فرمایا کہ پھر دونون واپس ہوے اپنے نشان قدم پر ڈھونڈھتے چلے آتے تھے - اقول یعنی کوئی راہ معمول نہ تھی بلکہ اپنا جہانتک آدمیون کا گذر نہ تھا فافہم - یہانتک کہ اس صخرہ تک پہونچے بیناگاہ پایا ایک مرد کہ مسجی ثبوت ہر یعنی کپڑے مین لپٹا ایک روایت مین چادر مین لپٹا ہوا پایا - اور ایک روایت مین ہر کہ پس خضر کو پایا جو کنارہ سمندر پر ایک سبز نہالچہ پر تھا اور نے کہا کہ ایک کپڑے مین جسکا ایک کنارہ اپنے پانون کے نیچے اور دوسرا کنارہ سر کے نیچے کیا تھا - مترجم کہتا ہر شاید تھے اور سبز نہالچہ سے شاید کنایہ ہو کہ ہری گھاس پر تھے واللہ تعالیٰ اعلم - ۱۲- پس موسی نے اسکو سلام کیا تو خضر نے کہا کہ تیری زمین مین سلام - اقول دوسری روایت مین ہر کہ موسی نے اسکو سلام کیا تو اسنے اپنا چہرہ کھولا اور کہا کہ کہان میری زمین مین سلام ہر تو کون شخص ہر ۱۲- موسی نے کہا کہ مین موسی ہون تو خضر نے کہا کہ بنی اسرائیل کا موسی ہر کہا کہ ہان اور کہا کہ مین آپ کے پاس اس کہ مجکو اسمین سے رشد سکھلا دو جو تم کو سکھلایا گیا ہر - اقول دوسری روایت مین ہر کہ - کہا کیا حال ہر کہا کہ جسکا علمی ما علمت قال انک لن تستطیع معی صبرا - اے موسی مین ایک علم پر ہون اللہ تعالیٰ کے علم سے جو اسنے مجھے سکھلایا ہر تو اسکو نہین جانتا ہر اور علم پر ہو اللہ تعالیٰ کے علم سے جو اللہ تعالیٰ نے تجھے سکھلایا ہر مین اسکو نہین جانتا ہون ۱۲- اقول دوسری روایت مین ہر کہ کیا تجھے یہ کافی نہین ہر کہ توریت تیرے نام مین ہر اور تجھے وحی آتی ہر اے موسی مجھے ایک علم ہر کہ مجھے سزاوار نہین ہر کہ تو اور تجھے ایک علم ہر کہ تجھے سزاوار نہین کہ مین اسکو جانون - ۱۲- موسی علیہ السلام نے کہا ستجدنی انشاء اللہ صابرا ولا اعصی لک نے موسی سے کہا کہ فان اتبعتنی فلا تسالنی عن شی حتی احدث لک منہ ذکرا - مترجم کہتا ہر کہ یہ قسم کے علوم مختلف ہین ایک دوسرے کو حاصل نہین ہین یا جمع نہ ہونا چاہیے تو اب خضر کے علم کا دیکھ لینا رہگیا تو اسکی نسبت یہ شرط لگائی کہ وجہ نہ پوچھنا یہانتک کہ مین خود ہی بیان کرونگا اور کے پوشیدہ رہنے مین فتی موسی کا ذکر نہین ہر شاید اسوجہ سے کہ بقول بعض کے یوشع کو واپس کر دیا موسی علیہ السلام ہین تو انھین کا ذکر رہا اور یہی صحیح ہر فافہم واللہ اعلم - پھر دونون روانہ ہوکر کشتی گذری ان لوگون سے باتین کین کہ ہم کو سوار کر لو انھون نے خضر کو پہچانا - اقول آس کنارے پار اترنے کی مزدوری تھی ایک کشتی گذری تو انسے باتین کین انھون نے بے کانیک بندہ ہر - سعید بن جبیر نے کہا یعنی خضر پس انھون نے آپس مین کہا کہ

Marfat.com

بغیر اجرت کے سوار کر لیا پھر جب دونون کشتی مین بیٹھے تو موسی آگاہ نہ ہوے مگر اُسوقت کہ خضر نے ایک تختہ اس
کشتی کا بسولے سے اکھاڑ لیا تھا ۱۲ اور دوسری روایت مین ہی کہ اُسمین شگاف کیا اور اُسمین میخ گاڑ دی اور تیسری
روایت مین ہی کہ اس شگاف سے پانی نہین آیا ۱۲ تو موسی علیہ السلام نے کہا کہ ایسی قوم ہی جس نے ہمکو بغیر اجرت سوار کر لیا اور
ہمارے حق مین تم نے مدد اُلٹی کشتی مین شگاف کر دیا - اخرقتها لتغرق اهلها لقد جئت شيئا امرا - قال الم اقل انك لن تستطيع معي صبرا -
لن تواخذني بما نسيت ولا ترهقني من امري عسرا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلی بار سوال تو موسی علیہ السلام سے
نسیان سے ہوا اور فرمایا کہ ایک عصفور آکر کنارہ سفینہ پر گری اور اُسنے سمندر مین ایک چونچ ماری پس خضر نے موسی سے کہا کہ
میرا اور تیرا علم جناب الٰہی کے علم کے مقابلہ مین ایسا ہی ہی جیسے اس عصفور نے اس سمندر سے کم کیا پھر دونون اُس کشتی سے باہر ہوے پس اس
وقت دونون سمندر کے کنارے چلے جاتے تھے کہ خضر نے ایک طفل کو دیکھا جو لڑکون کے ساتھ کھیل رہا تھا پس خضر نے
اُسکا سر پکڑا اور اپنے ہاتھ سے اکھاڑ لیا کہ اُسکو قتل کر دیا - اقتلت نفسا زكية بغير نفس لقد جئت شيئا نكرا - قال الم اقل لك انك لن تستطيع معي صبرا -
قال ان سالتك عن شيء بعدها فلا تصاحبني قد بلغت من لدني عذرا - فانطلقا حتى اذا اتيا اهل قرية استطعما اهلها فابوا ان يضيفوهما فوجدا فيها جدارا يريد ان ينقض - یعنی جھکی
ہوئی دیکھی پس خضر نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا - فاقامه یعنی ہاتھ کے اشارہ سے اُسکو سیدھا کر دیا ۱۲ - اقول دوسری روایت
مین ہی کہ یون اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ہاتھ اونچا کیا پس وہ سیدھی ہو گئی اور یعلی رح نے کہا کہ مجھے خیال پڑتا ہی کہ سعید رح نے
یہ بھی کہا کہ اپنے ہاتھ سے مسح کیا پس سیدھی ہو گئی - مترجم کہتا ہی کہ اسمین صریح ہی کہ کسی آلہ و اسباب کا استعمال نہین کیا اور
جو لوگون نے روایت کی جو صحیح کی نہین ہین کہ گرا کر اُسکو گارے وغیرہ سے اٹھایا اور یہ سہو ہی ٹھیک وہی ہی جو صحیح مین مروی ہی خاتمہ
کلام خضر نے کہا کہ ہم لوگ ایک قوم پر آئے جنھون نے نہ ہمکو کھانا دیا اور نہ ہماری ضیافت کی - لو شئت لاتخذت عليه اجرا - تم چاہتے
تو اس کام پر اجرت لیتے اور دوسری روایت مین ہی کہ سعید نے کہا کہ اجرت وہ یعنے کہ جسکو ہم کھاتے - ۱۲ - قال هذا فراق بيني وبينك
سنا ہی کہ نام تستطع عليه صبرا - پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کو آرزو رہی کہ کاش موسی علیہ السلام صبر کرتے تاکہ ہم سے
اور حالات بیان کیے جاتے - لفظ بن جبیر رح نے کہا کہ ابن عباس اسطرح پڑھتے وکان امامهم ملك ياخذ كل سفينة صالحة غصبا - اور
امامهم کافر وکان ابواه مؤمنين - ۱۲ - اقول دوسری روایت مین ابن بزرگ ثقات نے سوائے سعید کے روایت
کیا ابن عباس کہتے تھے کہ ملک کا نام ہدد بن بدد تھا اور طفل مقتول کا نام جیسور تھا - مترجم کہتا ہی کہ یہان تک

حدیث صحیح مذکور ہوئی اور اب مین تفسیر آیات کو ذکر کرتا ہون - قال تعالے - **فَانْطَلَقَا** نے کہا کہ اظہر یہ ہے کہ موسی علیہ السلام نے بعد ملاقات خضر کے یوشع کو واپس کر دیا تھا اور ابو العباس نے تابع کو چھوڑ دیا ورنہ یوشع ساتھ تھے اور مترجم کہتا ہے کہ یہی اصح ہے جیسا کہ مین نے صحیح حدیث سے اسکو صحیح ثابت کیا کہ موسی و خضر دونون روانہ ہوے اور ساتھ مین یوشع علیہ السلام بھی تابع تھے دونون سمندر کے کنارے کنارے یہانتک کہ ایسے مقام پر پہونچے کہ وہان اس کنارے سے اُس کنارے پار ہو سکتے تھے وہان چھوٹی کشتیان لوگون کو عبور کراتی تھین جیسا کہ بعض روایات حدیث مین ہے پھر ایک کشتی گذری اُس سے خضر نے سوار کرانے کی درخواست کی کشتی والون نے خضر کو پہچان کر بغیر اجرت کے سب کو سوار کر لیا - **حَتّٰى إِذَا رَكِبَا فِي السَّفِينَةِ** یہانتک کہ جب ہوے کشتی مین - بعض روایات حدیث مین ہے کہ کشتی دھارے مین پہونچی تو **خَرَقَهَا** خضر نے اُسکو پھاڑ دیا یعنی شگاف کر دیا اسمین سے ایک تختہ اکھاڑ دیا - تو موسی علیہ السلام نے ایک امر فظیع دیکھا کہ اُنکے احسان کے عوض یہ برائی ہے اور بڑھکر یہ کہ کشتی والے پانی بھرنے سے اِس بیچ دھارے مین ڈوب جاوینگے تو **قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا** کہا کہ تونے اِسکو پھاڑ دیا یہ نتیجہ ہو کہ تو کشتی والون کو غرق کرے یعنی سب جانین ضائع ہون اور احسان کا بدلا بدی ہو - **لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِمْرًا** بیشک تونے کیا ایک امر عجیب - یہ قتبی کا قول ہے اور قتادہ رح سے مروی ہے - ابو عبیدہ نے کہا کہ امر بڑی سخت آفت اور اسی کے اخفش نے ذکر کیا - حاصل یہ کہ تونے بڑی سخت آفت بربادی کی - یعنی احسان کا بدلا بدی اور مال برباد اور سب سے بڑھکر جانین برباد **قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَنْ تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا** خضر نے کہا کہ مین نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میرے ساتھ صبر نہ کر سکیگا روایت ہے کہ کشتی مین پانی نہین چڑھا - جب خضر علیہ السلام نے شرط یاد دلائی تو موسی علیہ السلام نے عذر کیا **قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِي بِمَا نَسِيتُ** کہا کہ مجھ سے مواخذہ نہ فرما ایسی بات کا کہ مین بھول گیا - یہ اُس صورت مین کہ ما موصولہ ہو اور اسمین دلالت ہے کہ جو کام آدمی بھولے سے کرے اُسپر مواخذہ نہین ہے جیسے روزہ مین بھول کر کھانے سے روزہ نہین ٹوٹتا اور ائمہ حنفیہ کے نزدیک آخرت کا مواخذہ نہین ہوتا ولیکن دنیا مین بعض امور مین پورا کرایا جائیگا مثلاً نماز مین بھولے سے باتین کین تو نماز ٹوٹ گئی اور پورا پڑھے - بھولے سے قسم جھوٹی کر لی تو کفارہ دیوے اور جہانتک قسم کی حد ہے پورا کرے ولیکن گناہ نہ ہوگا - آیت مین ما مصدریہ دوسری تفسیر ہے تو اِس صورت مین ائمہ حنفیہ کے واسطے تصریح ہے اور معنی یہ ہین کہ مجھ سے مواخذہ نہ فرما میری بھول پر - یعنی مین نے وعدہ کر دیا تھا کہ آپ کے اتباع مین اپنے کو سپرد کر کے کچھ انکار فعل پر نہ کرونگا اسمین فراموشی ہو گئی تو فراموشی معاف کرو - بعض مین ہے کہ ابن عباس رض نے کہا کہ موسی بھولے نہ تھے ولیکن یہ کلام تعریض کے طور پر ہے یعنی صرف اسقدر کہا کہ میری مت کیجیو اور یہ نہین کہا کہ میرے اِس معاملہ مین فراموشی پر مواخذہ نہ کرو تاکہ بیان بات بنی رہے ولیکن صحیح کی اول سوال موسی سے نسیان تھا اور دوم شرط تھا اور سوم عمداً تھا - اور یہ ہو سکتا ہے کہ حدیث سے مراد یہ ہو کہ موسی کاکشف جلدی چاہتے تھے ولیکن جب اُنھون نے انکار کیا تو اُسکو نسیان پر محمول کیا یعنی یون ال مت کرو **وَلَا تُرْهِقْنِي مِنْ أَمْرِي عُسْرًا** اور میرے معاملہ مین مجھپر ضیق کی سختی مت ڈالو کہ جب موسی علیہ السلام نے یہ بات دیکھی تو اِس شگاف مین اپنا کپڑا بھر دیا - اور روایت ہے کہ ایک

Marfat.com

سے کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول کہ این تو نے شگاف کردیا کہ لوگون کو غرق کرے اگر یہ قول صادق ہو تو لازم
ہوا اور اگر وہ نبی ہون تو لازم آوے کہ نبی سے معصیت سرزد ہوئی اور اگر یہ قول کاذب ہو تو موسیٰ علیہ السلام
کا ملزم ہونا لازم آوے جواب دیا کہ ہر ایک دونون مین سے صادق ہو مگر اس علم کے موافق جو اسکے نزدیک ہو اور مترجم
کہتا ہو کہ علیہ السلام نے کوئی خبر نہین دی جسمین صدق وکذب جاری ہو بلکہ استفہام کیا ہو اور استفہام مین صدق وکذب جاری
نہین ہوتا ہے پھر سوال ذکر کیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے عہد کیا تھا کہ خضر پر اعتراض نہ کرین تو خلاف عہد کیونکر کیا جواب دیا کہ ہر ایک نے
اپنے قصد کے موافق وفاے عہد کیا کیونکہ موسیٰ ع کے خیال مین یہ نہین گذرا کہ مین عہد کرتا ہون کہ ایسی چیز پر انکار نہ کرونگا جو میری شریعت
مین منکر معلوم ہو اور خضر نے یہ قصد کیا تھا کہ نفس الامر مین جو فعل منکر ہو وہ مجھ سے صادر نہ ہوگا۔ مترجم کہتا ہو کہ حق یہ ہو کہ اول تو موسیٰ ع
کو نسیان تھا اور دوم شرط کہ اگر پھر کردن تو ساتھ نہ رکھنا پھر تیسری مرتبہ جلدی کی اور چاہا کہ یہ اسرار معلوم ہو تو شرط کے موافق عمل کردیا
پھر یہان ایک سوال ہو کہ خضر سے تعرض کیون نہین ہوتا تھا اور عنقریب سوال مع جواب آتا ہو۔ **فَانْطَلَقَا** پھر دونون روانہ ہوے
یعنی کشتی سے اُتر کر ساحل پر روانہ ہوے۔ **حَتّٰى اِذَا لَقِيَا غُلٰمًا** یہانتک کہ جب دونون ایک غلام سے ملے یعنی ایک طفل
کو پایا جو لڑکون کے درمیان کھیل رہا تھا اور بلوغ کو نہین پہونچا تھا اور وہ خوبصورت تھا اُسکو پچھاڑ کر چھری سے ذبح کیا پھر اُسکا دھڑ
سر سے الگ کردیا۔ **فَقَتَلَهٗ** پس اُسکو قتل کردیا۔ حتی کہ جب یہ فعل کیا تو **قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ**
موسیٰ نے کہا کہ تو نے ایک نفس زکیہ کو قتل کیا بغیر قصاص کے یعنی بغیر عوض کسی جان کے جسکو اُسنے مارا ہوتا تو یہ نفس زکیہ یعنی نفس معصوم
محترم رہا جسکا قتل کرنا روا نہین ہو۔ طفل کا نام جیسا مذکور ہو۔ حسن بصری وغیرہ سے مروی ہو کہ یہ طفل نہین بلکہ جوان تھا اور رہزنی
وغیرہ کیا کرتا اور مال چھین لاتا اور والدین کے پاس آجاتا تھا اور ضحاک سے مروی ہو کہ طفل تھا لیکن فساد پھیلاتا پھرتا جس سے اُسکے
صالح والدین اذیت پاتے تھے۔ اور ابی بن کعب سے مروی ہو کہ وہ کافر پیدا ہوا تھا اگر رہتا تو والدین کو طغیان وکفر مین مبتلا کرتا۔
اور ابن جریر رح نے ابی بن کعب سے مرفوع روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طفل کو خضر نے قتل کیا وہ جس روز
پیدا ہوا تو کافر مخلوق ہوا تھا۔ امام رازی نے کبیر مین کہا کہ قرآن مین بیان نہین کہ اس طفل کو تنہا پایا تھا یا لڑکون مین کھیلتا تھا
مسلمان تھا یا کافر تھا اور بالغ تھا یا صغیر تھا لیکن غلام کا لفظ لایق ہو کہ صغیر کے واسطے ہو اگرچہ بالغ پر بھی بولا جاتا ہو اور قولہ
تعالیٰ سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ طفل نہ تھا کیونکہ طفل تو قصاص مین بھی قتل نہین کیا جاتا ہو تو بالغ ہوگا۔ بقاعی نے کہا کہ شاید اُنکی شریعت
مین طفل سے بھی قصاص ہو۔ رازی رح نے یہ بھی کہا کہ قرآن سے یہ بھی ظاہر نہین ہوتا کہ اُسکو چھری سے ذبح کیا یا اُسکا سر دھڑ سے اکھاڑا
یا اُسکا دیوار سے مارا۔ مترجم کہتا ہو کہ مجھے حدیث مرفوع سے معلوم ہوا کہ ایک روایت مین چھری سے ذبح ہو اور دوسری روایت
مین سر سے اکھاڑنا اور مین نے دونون مین توفیق بیان کردی ہو اور بعضے سلف سے یہ بھی مروی ہو کہ دیوار سے مار دیا اور شاید کہ
اکھاڑا ہوا سر دیوار سے مار دیا ہو یا اول دیوار سے مار کر ذبح کرکے جدا کردیا ہو اور اسی پر موسیٰ علیہ السلام نے فوراً انکار کیا
کہ بغیر قصاص کے اٹھا لا۔ **لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا نُّكْرًا** ای لقد فعلت فعلا منکرا۔ تو نے بلاشک یہ فعل منکر کیا۔ بعض نے
نکر کے معنی بھاری کہے تو کہا کہ شیئا امرا۔ اور بیان شیئا نکرا کا اور نکر بہ نسبت امر اول کے زیادہ قبیح ہو کیونکہ کشتی کا تدارک
ہونا دیوار سے بخلاف اس قتل کے کہ اسکا تدارک ممکن نہین ہو۔ اور بعض نے کہا کہ اول ہی زیادہ آفت وفساد ہو تو نکر

سے امر زیادہ ہی کیونکہ اس قتل مین ایک جان ضائع ہوئی اور [illegible]
نے اسکو مستبعد جانا کہ نفس کو بغیر نفس قتل کیا جاوے اور یہ تاویل [illegible]
یہان سوال وارد ہوتا ہی کہ خضر علیہ السلام نے کیونکر کشتی کو پھاڑ دیا اور [illegible]
ہوتے ۔ بعض نے جواب دیا کہ شاید بغیر اطلاع لوگون کے یہ فعل کیا ہو اور شاید [illegible]
وہ موافق حکم الٰہی تعالی کے کرتے ہین تو حکم الٰہی پر راضی ہوگئے ہون اور [illegible]
کھیلتا تھا اسکو پکڑ کر اسطرح قتل کیا اور عدم اطلاع ایسی حالت مین [illegible]
گانون والون نے انکو مہمان نہ کیا اور کھانا تک نہین دیا۔ اور ظاہر وہ ہی جو ابن المنذر وابن ابی حاتم
کی کہ خضر اللہ تعالی کا ایسا بندہ تھا کہ اسکو آنکھین نہین دیکھتی تھین سوائے اسکے کہ اللہ تعالی نے
تو اسنے دیکھ لیا اور جب چاہا دکھلا دیا پس قوم مین سے سوائے موسی علیہ السلام کے اورون نے انکو
اسکو دیکھ پاتے تو کشتی غرق کرنے مین مانع ہوتے اور طفل کو قتل کرنے مین مانع ہوتے ۔ بعض لوگون
نے خضر کو پہچانا اور بغیر اجرت سوار کر لیا تھا جیسا کہ حدیث مین مروی ہی تو معلوم ہوا کہ آنکھین
یوشع کو ضرور آنکھین دیکھتی تھین اور انکو سوار کرتا تھا تو خضر ظاہر ہوگئے تاکہ انکے ساتھ سوار کر لے جاوین
ابو العالیہ رح سے مروی ہی قابل توجہ و فکر اہل عقل ہی اور وہ بہت سے مقامات مین اس قصہ مین [illegible]
عطاء رح سے روایت ہی کہ نجدہ حروری نے یعنی خوارج کے سردار نجدہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کو لکھا اور [illegible]
مین اطفال کو قتل کرنے کا کیا حکم ہی تو ابن عباس رض نے لکھا کہ اگر تو خضر ہو کہ کافر کو مومن سے تمیز [illegible]
تو نہین پہچانتا ہی اور ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اطفال کے قتل سے منع کیا ہی تو اطفال کے قتل [illegible]
وترمذی وغیرہم نے ابی بن کعب سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ غلام [illegible]
مطبوع ہوا جب مطبوع ہوا تھا اور اگر وہ بلوغ کو پہونچتا تو اپنے والدین کو طغیان وکفر مین [illegible]
قبل بلوغ کے اسکو قتل کیا ہی اور امام رازی رح کو ظاہرا اس حدیث پر اطلاع نہین ہوئی [illegible]
نے اعتراض کیا کہ تم نے ایک نفس محترم کو بدون اسکے کہ اسپر قصاص ہو قتل [illegible]

آیندہ پارہ شانزدہم شروع ہی [illegible]

Marfat.com

Marfat.com

